امام ابی جعفر صادق محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ ارشاد فرمایا کان قد فرق اصحاب
بین من الحرمین الفیل و بین مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس عشر لیلۃ

اس روایت میں موجود ہے کہ حضرت امام ابی جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے وقت بیان مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے مولد رسول اللہ کا لفظ فرمایا اگر یہ کہنا منع ہوتا تو آپ اسکو وقت بیان مولد شریف کے ہرگز نہ فرماتے

جاننا چاہیئے کہ بعضی لوگوں نے بیان مولد شریف میں نزاع و ردو کد واقع ہے اور کلمات ناشائستہ ان سے
نکلے گئے ہیں کہ اونکو کیا یہاں ذکر کریں نعوذ باللہ منہ اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کے بیان سے
کیا فائدہ ہے ہم تو ایک فرقہ پیدا ہو چکے ہیں ہمارے اختیار میں تو اسطرح پیدا ہونا نہیں ہے اگر کوئی دوسرا بیان
آپ کے حال شریف کا ہوگا تو ہم اسطرح اوپر عمل کریں گے مثلاً حال کہانے پینے سونے وغیرہ کا اور یہ
بھی سنا ہے کہ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ بھلا آپ نے بھی کبھی اپنا حال مولد شریف کا اور حال اپنی پیدائش
مبارکہ بیان فرمایا ہے یا آپ نے کبھی حال پیدائش کسی نبی کا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے
بیان فرمایا ہے کہ تم لوگ اسکو آپ کے خلاف بیان کرتے ہو یا کسی خلیفہ نے خلفاء راشدین میں سے
رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا اور کسی بقیہ صحابہ میں سے یا تابعین یا تبع تابعین میں سے حال مولد شریف کا اور آپ کی پیدائش
مبارکہ کا بیان کیا ہے اور جب قرون ثلثہ میں پایا نہ گیا تو یہ بیان کرنا بدعت سیئہ ہے اور بعضوں سے یہ سنا
گیا ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ بیان مولد شریف تو مستحسن ہے بلکہ مستحب ہے مگر اسکا بیان تنہا پڑھ لیوے لوگوں
میں نہ پڑھے اور اس بیان شریف کا تکرار نہ کرے اس بیان مولد شریف کو اگر تکرار پڑھیگا تو منع اور بدعت سیئہ
ہو جائیگا اور اس بیان مولد شریف کو شہروں میں بھی نہ پڑھے اور چوکی اور منبر پر بھی نہ پڑھے ورنہ
بدعت سیئہ ہو جائیگا سو جاننا چاہیئے کہ یہ جو وہ کہتے ہیں تو وہ اسطرح نہیں ہے کیونکہ وارد ہوا عند
ذکر اولیاء اللہ تتنزل الرحمۃ یعنی وقت ذکر اولیاء اللہ کے رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ذکر شریف کی وقت بطریق اولیٰ نزول رحمت الٰہی ہوتی ہے چنانچہ تصریح وارد ہے کہ آپ کے اس ذکر
کرنے والوں میں سے دروازے کھولے جاتے ہیں اور تمام ملائکہ اون کے واسطے استغفار کرتے ہیں اور
نجات عذاب دنیا و آخرت سے اون کے واسطے ہوتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت
اون کے واسطے واجب ہوتی ہے تو اس بیان مولد شریف میں بڑا فائدہ ہی رزقنا اللہ سبحانہ و تعالیٰ
اور بروایات صحیحہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنا حال ولادت باسعادت
اپنے آپ بسبب مذمت و برائی بیان کرنے منکرین کے یا بخواہش و درخواست کسی کی صحابہ کرام
رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بکرات و مرات بیان فرمایا ہے اور یہ بھی بروایات صحیحہ ثابت ہے

سلہ
منجانب
اصحاب
فیل کا
نصف
محرم کو
پس فاصلہ
درمیان ان
اس قصہ
اور پیدا
ہونے
رسول پاک
صلے اللہ
علیہ وسلم
کے
پچپن دن
کا تھا
۱۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حال پیدائش انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا بھی اپنی حالت
بیان فرمایا ہے اور کبھی اپنی حال پیدائش کسی نبی کا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
بیان فرمایا ہے اور اسیطرح صحابہ اور تابعین میں سے بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہم حال
علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے علیحدہ بھی اور اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
بھی بیان فرمایا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے بھی آپکی
واذن لیکے آپ کے سامنے اس حال ولادت باسعادت کو شعروں میں بیان کیا ہے اور
حق میں وقت طلب اذن کے اذن دیکر دعا فرمائی ہے کہ قل لا یفضض اللہ فاک
کردہ تو تیرے اللہ تمہارے منہ کو مراد اسے دعا اون کے دانتوں سے پہلے خالی اور
نہ فقط دانتوں کے گرنے سے اور خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی
اور غیر سے امر اسکو کرکے سن بیان شریف کو لوگوں کے سامنے سنا ہے اور بقیہ عشرہ مبشرہ اور بعض
صحابہ اور صحابیات امہات المومنین وغیرہا سے اور تابعین اور تبع تابعین میں سے بھی بروایات صحیحہ
بیان کرنا ثابت ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور شہروں میں بھی اس
صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں سے پڑھا ہے کھڑے ہوکے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی
پر کھڑے ہوکر اپنا نسب شریف اور حال پیدائش مبارک بیان فرمایا ہے چنانچہ بیان اسکا مفصل
صحیحہ سے کتب معتبرہ سے عنقریب کیا جائیگا ان شاء اللہ تعالیٰ سو یہ بیان مولد شریف ہرگز ہرگز منع
سیئہ نہیں ہے اور بعضے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم بیان مولد شریف کا انکار نہیں کرتے ہیں ہم تو اسکو مستحسن
مستحب کہتے ہیں مگر اسکا بیان بطور روایت کرے جسطرح کتب احادیث شریفہ میں بطور روایت ہے اور
بغیر روایت کے طور پر علیحدہ یہ بیان نہ کرے کیونکہ اسطرح بیان کرنا درست نہیں ہے سو جاننا چاہئے
کہ یہ کہنا اور لکھنا صحیح نہیں ہے دونوں طور سے حالات ولادت باکرامت کا بیان کرنا کتب احادیث شریفہ
سے ثابت ہے چاہے بطور روایت چاہے بطور احادیث شریفہ کے بیان کرے اور یا چاہے احوال شریفہ
ولادت باکرامت کو علیحدہ جو کہ روایات صحیحہ سے ثابت ہوئے ہیں انکو بغیر اسناد کے بیان کیجئے بیان کرنا
چنانچہ صحابہ اور صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں سے بھی کبھی بلا اسناد ذکر کیئے حالات ولادت
باسعادت کو علیحدہ بھی بیان فرمایا ہے جیسا کہ اسکا حال روایات صحیحہ سے بوجہ ذکر کیجائیگا ان شاء اللہ تعالیٰ
ہوجائیگا ان شاء اللہ تعالیٰ اور جاننا چاہیئے کہ بعضے لوگ عمل مولد شریف کو جو کہ مرتبہ
بیان عنقریب ہوگا جبکہ وہ خالی محرمات ومنکرات شرعیہ سے ہو اور اس میں تعیین وتخصیص

بدعت سیئہ کہتے ہین سو یہ بھی سطح نہین ہے بلکہ یہ بدعت حسنہ ہے بلکہ بعضی اکابر علما نے آپکے فضائل معجزات کے ذکر کو خصوصًا وقت اجتماع و فساد و ضعف اعتقاد کے اوپر لانے منکرین کے مطاعن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پر اور عوام کے ذہنون مین شبہات اور شکوک ڈالنے وقت واجب علی الکفایہ فرمایا ہے بلکہ بعضا کابر علما نے یہ فرمایا ہے کہ اگر مسلمان دین کے دشمنون کا حال بدیدہ عبرت اسلامی ملاحظہ فرماوین خصوصًا اس زمانے مین ہر جگہ وہ نشر فضائل اپنے پیغمبر کا اپنے دین کی ترویج کے واسطے اور لوگون کو ترغیب دینے کیواسطے کرتے ہین تو انعقاد مجلس مولود شریف کہ موجب نشر فضائل و معجزات سرور کائنات علیہ الصلوات التحیات ربیع الاول مین بلکہ ہر مہینے مین لازم و واجب جانین چنانچہ بیان اسکا بھی بتصریح ہوگا ان شاء اللہ تعالے

اور بعضے لوگ اس عمل مولد شریف کو جو ہر برس اوسمین مین ہو جو کہ موافق دن ولادت باسعادت ہے اور وہ خالی محرمات و منکرات شرعیہ سے ہو بدعت سیئہ کہتے ہین سو یہ بھی اس طرح نہین ہے بلکہ یہ بھی بدعت حسنہ ہے اس تعیین کی اصل بھی شرع شریف سے ثابت ہے اسکا بیان بھی اور جو اسپر لوگون کا اعتراض ہے اسکا بیان بھی اور اسکا جواب بھی تفصیل بیان ہوگا **اور جاننا چاہیئے** کہ اگر یہ عمل مولد شریف بتعیین و تخصیص روز ہو یا بلا تعیین و تخصیص روز ہو مگر اوس مین ادخال محرمات و منکرات ہو تو تمام کابر علما محققین متفق ہین اس بات پر کہ انعقاد مجلس مولد شریف باد خال محرمات و منکرات شرعیہ ناجائز ہے اسطرح کی مجلس کرنے کو وہ بھی نہین تجویز فرماتے ہین بلکہ اسطرح کی مجلس کرنیکو منع فرماتے ہین سو اسمین تمام علما محققین متفق ہین نزاع و اختلاف اسمین کسیکو نہین باقی رہی یہ بات کہ بعضی علما اس طرح کی مجلس مولد شریف کیصورت مین نفس مولد شریف کو بدعت سیئہ و بدعت ضلالت و حرام کہتے ہین اور وہ یہ بھی کہتے ہین کہ اصل مولد شریف ہی سے منع کرنا بہت لائق ہے کیونکہ اسمین بہت مفاسد حاصل ہوتے ہین اور جو اکابر علما محققین ہین وہ اس کے رد مین یہ فرماتے ہین کہ تحریم تو اسمین آئی ہے حرام چیزون کی جہت سے وہ اسمین داخل کیے ہے نہ باعتبار اجتماع کے واسطے اظہار شعار مولد شریف کے اگر مثل ایسے امور کے واقع ہو اجتماع مین نماز جمعہ کے واسطے مثلا وہ البتہ ہوگا قبیح برا اور ایسے لازم نہین آتا ہی حرمت اجتماع کے نماز جمعہ کے لیئے جیسا کہ یہ ظاہر ہے اور ہمنے تو یہ بیشک دیکھا ہے بعضے ان امور کو رمضان شریف کی راتون مین نزدیک اجتماع لوگون کے نماز تراویح کے واسطے کیا حرام ہو جائیگا اجتماع بسبب ان امور کے وہ جو ملے ہین اوسکی ساتھ کلا یعنی ہرگز نہین یون بلکہ ہم کہتے ہین اصل اجتماع نماز تراویح کے واسطے حسن ہے اور سنت ہے اور قربہ ہے اور جو برے امور ملائے گئے ہین اوسکی وہ قبیح ہین برے ہین اسیطرح ہم کہتے ہین کہ اصل اجتماع واسطے اظہار شعار مولد شریف کے مندوب ہے اور قربہ ہے اور امور قبیحہ جو ملائے گئے ہین اوسکے طرف وہ برے ہین

اس کو کہنا چاہیئے اور وہ یہ ہے فرماتے ہیں کہ مولد النبی میں تعظیم مضاف کی
بیت اللہ زادہ اللہ سجادہ وتعالی تعظیما وتشریفا یعنی جب کسی چیز کی نسبت بڑے کی
کسی چیز کا علاقہ بڑی چیز سے لگاتے ہیں تو اس چیز کی تعظیم ثابت ہوتی ہے جیسے
مسجد بیت اللہ اور تعلیمین شریف وغیرہا جیسے اللہ کا گھر اور بادشاہ کا غلام تو اس
اور غلام کی تعظیم ثابت ہوتی ہے اور یہ اضافت تحقیر کے واسطے کب ہوتی ہے جب
اور حقیر اور ذلیل چیز کیطرف کرتے ہیں جیسے ولد الحجام یعنی حجام کا بیٹا تو مولد
نہ ہوگا یہ لفظ کہنے کہ مولد بدعت مذمومہ ہے یا گمراہی یا حرام ہے یا مکروہ ہے
کہ یہ رسالہ مولد کے باطل کرنیکی وسائلی ہے عمل مولد شریف جو کہ مستحسن ہے اوسکو ہم بدعت
حرام ومکروہ اور ممنوع ہرگز نہیں کہتے ہیں بلکہ جو کوئی اوسمیں محرمات وممنوعات ش
ہیں اور اوس محرمات وممنوعات شرعیہ کو بدعت سیئہ وبدعت ضلالت وحرام ومکر
ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اوکو اس مجلس مولد شریف میں نکرنا چاہیئے اور پاک وصاف
کو اوس سے رکھنا چاہیئے اور جو بدعات عوام نے نکالیں ہیں یعنی اور اسباب مح
اس سے خالی رکھنا چاہیئے تاکہ باعث حرا طریقہ اتباع سے نہو چنانچہ ا
بسند کتب معتبرہ کیا جائیگا ان شاء اللہ تعالی **اور جاننا چاہیئے** کہ یہ
کہ عمل مولد شریف منع ہے اوسلئے کہ تعیین اسمیں کسیوقت کا دن کو ہو یا رات کو
اپنی طرف سے کرنا منع ہے اور بے تعیین ہرگز عمل مولد شریف ہوتا نہیں ہے اسو
سو یہ اسلئے نہیں ہے بلکہ بتعیین وہ ممنوع وباطل ہے کہ جسمیں یہ لحاظ ہو کہ فلانے
اسکا درست ہے اور اسکے سوا ناجائز ہے کیونکہ اس صورت میں تشریع شرع جدید اور
اور اگر تعیین بغیر اس لحاظ کے ہی کو کچھ مضائقہ نہیں جیسا کہ تذکیر وموعظت
لوگوں کے جمع وقتوں میں مؤکد ومستحب ہے اور تعیین کرنا کسی روز کا
تاریخوں میں سے اسکی وسائلی ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے پنجشنبہ کا
وسائلی موعظت کی مقرر فرمایا تھا صحیح بخاری میں ہے عن ابی وائل کان عبداللہ یذکر الناس فی
خمیس انتہی اس بیان کو خوب تفصیل سے جناب حضرت مولانا واستاذنا ابو البرکات رکن الدین
بتراب قدس سرہ نے رسالہ ہدایۃ النجبہ من فی مسائل العیدین میں ترقیم فرمایا ہے جو چاہیں
زیادہ **اور جاننا چاہیئے** کہ جو لوگ قیام وقت ذکر ولادت باسعادت

بعض لوگ مشرکین میں شمار کرتے ہیں اور قیام کو شرک کہتے ہیں اور حرام اور بدعت سیئہ سو یہ اسطرح نہیں ہے
بلکہ قیام لیقاوقت ذکر ولادت باسعادت کے علماء محدثین محققین نے مستحسن فرمایا ہے اور بدعت حسنہ چنانچہ
اسکا بیان ہی تفصیل سے ہوگا سو اب بعون اللہ تعالیٰ بیان امور مذکورہ شروع کرتا ہے اور اس رسالہ کو آٹھ باب
مرتب کرتا ہے **پہلا باب** بیان میں اسکی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا حال ولادت باسعادت
اپنے آپ یا بسبب مذمت و برائی بیان کرنے منکرین کی یا بخواہش و درخواست کسیکی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ
عنہم میں سے بکرات و مرات بیان فرمایا ہے اور اس باب میں سات فصلیں ہیں **پہلی فصل** میں بیان
ہے احادیث صحیحہ کا کہ جسمیں ذکر ہے کہ آپ نے اپنی ولادت باسعادت کا ذکر فرمایا ہے اور اس میں
مذمت و برائی منکرین کا ذکر نہیں ہے اور کسیکی درخواست کا بھی اس میں ذکر نہیں ہے **دوسری فصل**
میں بیان ہے اس روایات صحیحہ کا کہ جسمیں ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوکے اپنا نسب
شریف اور پیدائش کا حال بیان فرمایا ہے بسبب مذمت و برائی بیان کرنے منکرین کے اور غیر اس سبب کے بھی
تیسری فصل میں بیان ہے احادیث شریفہ کا کہ جسمیں ذکر ہے کہ کسیکی درخواست کرنیسے آپنے اپنی ولادت
باسعادت کا ذکر فرمایا ہے **چوتھی فصل** اس بیان میں ہے کہ کبھی آپنے اپنی حال پیدائش مبارک کے ساتھ حال
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا بھی بیان فرمایا ہے **پانچویں فصل** اس بیان میں ہی کہ کبھی آپنے حال پیدائش کسی
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے علیحدہ بھی بیان فرمایا ہے اور اسیطرح صحابہ اور تابعین میں سے بھی رضی اللہ
تعالیٰ عنہم حال پیدائش کسی کا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے علیحدہ بھی بیان فرمایا ہے **چھٹی**
فصل اس بیان میں ہے کہ کبھی آپ نے اپنی حال پیدائش مبارک کے ساتھ حال پیدائش خلفاء اربعہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی بیان فرمایا ہے اور کبھی اپنی حال پیدائش مبارک کے ساتھ حال پیدائش بعض
بھی خلیفہ کا بیان فرمایا ہے **ساتویں فصل** اس بیان میں ہے کہ کبھی آپ نی حال پیدائش خلفاء اربعہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا علیحدہ بھی بیان فرمایا ہے اور اس بیان میں ہے کہ صحابہ اور تابعین اور تبع
تابعین میں بھی خلفاء راشدین کی پیدائش کا حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حال پیدائش مبارک
کے ساتھ اور علیحدہ بھی بیان کیا ہے رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین **دوسرا باب** اس بیان میں ہے
کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس حال ولادت
باسعادت کو بیان فرمایا ہے اور اس باب میں تین فصل ہیں **پہلی فصل** اس بیان میں ہی کہ بعض
صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت واذن لیکے مدح بیان کرنیکا
آپ کے سامنے اس حال ولادت باسعادت کو شعروں میں بیان کیا ہے اور آپ نے اونکی مدح میں

فصل سوم اس باب میں ہے کہ آپ نے خواب میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو
فرمایا ہے اور اس میں حدیث شریف میں وارد ہوا ہے اسکا بیان ذکر
ہے کہ اس میں بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ
کے سامنے اس میں بیان ہے کہ آپ کے سامنے آپکی مدح بغیر طلب کرنے اور بغیر آپ کے
فصل میں بیان ہے اسکا آپ کے سامنے آپکی مدح بغیر طلب کرنے اور بغیر آپ کے
عورتوں نے اور لڑکوں نے اور لونڈیوں نے بیان کیا ہے اور آپ نے انکو منع نہیں
ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپکی مدح میں آپ کے
اور ذکر و عافوان کہ جزاک اللہ یا عائشہ خیرا اور یہ فرمایا کہ کوئی ذکر کرنے سے
دیکھیں کہ بتلاویں کہ میں خوش کیا گیا اور مسرور ہوا ہوں مثل اپنی خوشی اور سرور
تیسرا باب اس بیان میں ہے کہ خلفاء راشدین جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں رضی اللہ
انہوں سے بھی اسکا بیان کرنا ثابت ہے اور غیر سے بھی اور اسکو کرکے اس بیان شریف کو سنا ہے
سے بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اسکا بیان کرنا ثابت ہے اور اس باب میں دس فصلیں ہیں
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پہلی فصل میں ہے بیان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ
فصل میں ہے بیان حضرت عمر رضی اللہ عنہ تیسری فصل میں ہے بیان حضرت عثمان
چوتھی فصل میں ہے بیان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچویں فصل میں بیان حضرت
تعالیٰ عنہ چھٹی فصل میں بیان ہے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتویں فصل
حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آٹھویں فصل میں ہے بیان حضرت
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نویں فصل میں ہے بیان حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوتھی
بیان میں ہے روایات میں کہ جو کہ اسباب میں ہے بقیہ صحابہ اور صحابیات ام المومنین وغیرہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے کہ خیال اختصار ذکر کیا بعض صحابہ اور بعض صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
پہلی فصل میں ہے بیان حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا تیسری فصل میں
فصل میں ہے بیان حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تیسری فصل میں ہے
فصل میں ہے بیان حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

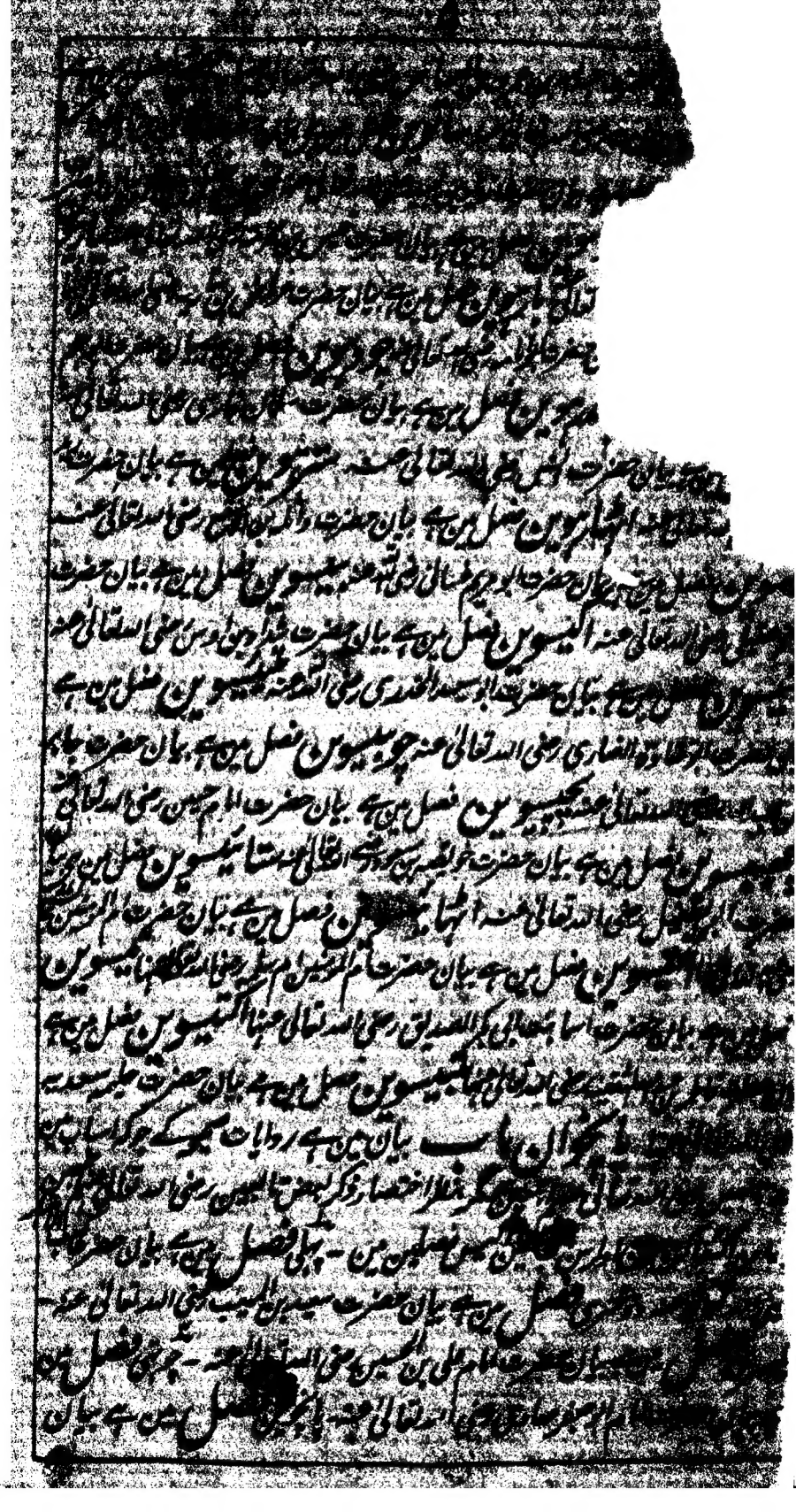

عنہ ... چھٹی فصل ... بیان حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ... ساتویں فصل ... بیان حضرت مکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ... آٹھویں فصل ... بیان حضرت عطاء ... نویں فصل ... بیان حضرت ابن شہاب زہری ... دسویں فصل ... بیان حضرت ابو بکر بن محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ... گیارہویں فصل ... بیان حضرت عبد اللہ بن القبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ... بارہویں فصل ... بیان فرمائے ... تیرہویں فصل ... بیان حضرت یزید بن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ... چودہویں فصل ... بیان حضرت حسان بن عطیہ ... پندرہویں فصل ... بیان حضرت ابراہیم النخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ... سولہویں فصل ... بیان حضرت ... سترہویں فصل ... بیان حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ... اٹھارہویں فصل ... بیان حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ... انیسویں فصل ... بیان حضرت داود بن ابی ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ ... بیسویں فصل ... بیان حضرت معروف بن خربوذ رضی اللہ عنہ ... اکیسویں فصل ... بیان ہے بیان حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ... **چھٹا باب** ... بیان میں ہے روایات صحیحہ سے جو کہ اسباب بیان مروی ہیں تابعین سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مگر بنظر اختصار ذکر بعض تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اوپر اکتفا کرتا ہوں اور اس باب میں چار فصلیں ہیں ... **پہلی فصل** ... میں ہے بیان حضرت امام محمد ادریس الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ... **دوسری فصل** ... میں ہے بیان حضرت عمرو بن قتیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ... **تیسری فصل** ... میں ہے بیان حضرت موسیٰ بن عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ... **چوتھی فصل** ... میں ہے بیان حضرت وہب بن زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ... **ساتواں باب** ... بیان میں ہے حقیقت عمل مولد شریف مروج کے اور اس باب میں بھی چار فصلیں ہیں ... **پہلی فصل** ... میں ہے بیان حقیقت عمل مولد شریف مروج اور حکم عمل مولد شریف مروج جو کہ خالی ہو محرمات و منکرات شرعیہ سے اور بلا تعیین و تخصیص ... **دوسری فصل** ... میں ہے بیان حکم عمل مولد شریف جو کہ ہر ربیع الاول میں ہو جو کہ موافق دن ولادت باسعادت کے اور خالی ہو بدعات و منکرات شرعیہ سے ... **تیسری فصل** ... میں بیان ہے اصول تعیین اوقات کا جو کہ لوگوں نے اوپر کے ہیں اور بیان اوسکے جوابات صحیحہ کا ... **چوتھی فصل** ... میں بیان ہے حکم عمل مولد شریف جو کہ تعیین و تخصیص یا بلا تعیین و تخصیص ہو اور اوسمیں اوخال محرمات و منکرات شرعیہ ہو ... **ساتواں باب** ... بیان میں ہے قیام کے وقت ذکر ولادت باسعادت کے اور اس کا نام **الدر المنظم** فی بیان **حکم عمل مولد النبی الاعظم** رکھا طالبی غفور رحیم قبول فرماوے

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فانا بطيبتي انتقلت من صلب
آدم وحملني في صلب نوح وقذفني في صلب ابراهيم لم يلتق ابوان
الا صلاب المكرمة والارحام الطاهرة حتى مرجني من بين ابوين لم يلتقيا
على سفاح قط وفي احكام ابن القطان نحو ما ذكره ابن مردويه عن
ابن الحسين (بن علي بن ابي طالب الملقب بزين العابدين) عن ابيه
عن جده (علي كرم الله وجهه) ان النبي صلى الله عليه وسلم قال كنت نبيا
وآدم بين الروح والجسد (اي في غاية القرب المعنوي منه) قبل خلق آدم باربعة عشر
(قال ابن القطان يحتمل من هذا ما في حديث علي ان النور النبوي تحمل قبل ذلك
باثني عشر الف عام وزيد فيه سائر قرون الخلق بالتسبيح) واخرج ابن سعد
وابن عساكر عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خرجت من
لدن آدم من نكاح غير سفاح وخرج الطبراني عن ابن عباس قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم ما ولدني من سفاح الجاهلية شيء
وما ولدني الا نكاح الاسلام وله نكاح كنكاحكم وزاد بعضهم
صحيح الوفا وان لم يجمع سفاح الجاهلية الا اسلام ان ادم تعلم
نفي الفجور فشمل الازواج وغيره وهل يلحق بالاسلام ما قبل
فان كانت ملكا لابراهيم بالصداق الذي سماه
وهبتها سائرة

تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا افضل صبیین من العرب اخرجہ
واخرج الطبرانی فی الاوسط عن عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ خلق خلقہ فاختار منہم بنی آدم ثم اختار من بنی آدم العرب
ثم تخیر من العرب فلم ازل خیارا من خیار الا من احب العرب فبحبی احبہم
ابغض العرب یبغضنی ابغضہم وفی الدلائل لابی نعیم عن عائشہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا عنہ صلی اللہ علیہ وسلم عن جبریل قال قلبت
مشارق الارض ومغاربہا فلم ار رجلا افضل من محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام
ولم ار بنی اب افضل من بنی ہاشم وکذا اخرجہ الطبرانی فی الاوسط و
الامام احمد والبیہقی والدیلمی وابن لال وغیرہم قال الحافظ ابن حجر
العسقلانی لوائح الصحۃ الائحۃ علی صفحات ہذا المتن واخرج
البیہقی عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لما اقترف (ای عمل) آدم الخطیئۃ قال
یا رب اسئلک بحق محمد الا غفرت لی فاوحی اللہ الیہ وکیف عرفت محمدا ولم اخلقہ (ای
الیہ) بعد فقال یا ربی انک لما خلقتنی بیدک (ای من غیر واسطۃ کلام وغیرہ)
ونفخت فی من روحک رفعت راسی فرایت علی قوائم العرش مکتوبا

واخرج ابن سعد من طریق نوفل بن یزید عن ابی الصہبا عن ابن عباس صلی اللہ علیہ وسلم قال بات آمنۃ عند ولادتہا نور عظیم سطع منہا فرأت ما تحت بصری

واخرج الطبرانی فی الاوسط وابو نعیم والخطیب وابن عساکر من طریق عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال بین کرامتی علی ربی انی ولدت مختونا ولم یر سوأتی وصححہ الضیاء فی المختارۃ

واخرج الطبرانی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا اعرب العرب لدت فی قریش ونشأت فی بنی سعد فمن ذا یاتینی الحسن

وفی المواہب اللدنیۃ عن ابی قتادۃ الانصاری الخزرجی ان رجلا قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل عن صیام یوم الاثنین قال ذاک یوم ولدت فیہ وانزلت علی فیہ النبوۃ الحدیث وفی روایۃ لہ اول یوم اوحی الی فیہ رواہ مسلم بلفظ سئل عن صوم یوم الاثنین قال ذاک یوم ولدت فیہ ویوم یبعثت فیہ او انزل علی فیہ قال المصنف نقلتہ بمعناہ انتہت مع شرحہا للعلامۃ الزرقانی باختصار المختصر اسیطرح بہت سے احادیث صحیحہ ہیں اس باب مین یہان تو بطور نمونہ کچھ ذکر اونکا کردیا ہے کتب معتبرہ سے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

دوسری فصل مین بیان ہی اون روایات کا

کہ جس مین ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اپنا نسب شریف اور بعد اعلیٰ مبارک حال بیان فرمایا ہے بسبب
ہدایت و بھلائی بیان کرنے مفکرین کے اور بغیر اس سبب کے بھی۔
اخرج الترمذی عن المطلب بن ابی وداعۃ قال جاء العباس الی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکانہ سمع شیئا فقام النبی صلی اللہ علیہ
وسلم علی المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول اللہ علیک السلام قال انا محمد
بن عبد اللہ بن عبد المطلب ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرہم ثم جعلہم فرقتین
فجعلنی فی خیرہم فرقۃ ثم جعلہم قبائل فجعلنی فی خیرہم قبیلۃ ثم جعلہم بیوتا فجعلنی
فی خیرہم بیتا وخیرہم نفسا وقال ہذا حدیث حسن **واخرج** ایضا
عن العباس بن عبد المطلب قال قلت یا رسول اللہ ان قریشا جلسوا
فتذاکروا احسابہم فجعلوا مثلک مثل نخلۃ فی کبوۃ من الارض وہی
الکناسۃ والزاب الذی یکنس من البیت فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ خلق الخلق فجعلنی من خیر فرقہم وخیر الفریقین ثم خیر القبائل
فجعلنی من خیر القبیلۃ ثم خیر البیوت فجعلنی من خیر بیوتہم فانا خیرہم نفسا
وخیرہم بیتا وقال ہذا حدیث حسن **واخرج** البیہقی فی الدلائل عن ابن
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال خطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال انا محمد بن
عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب
بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن

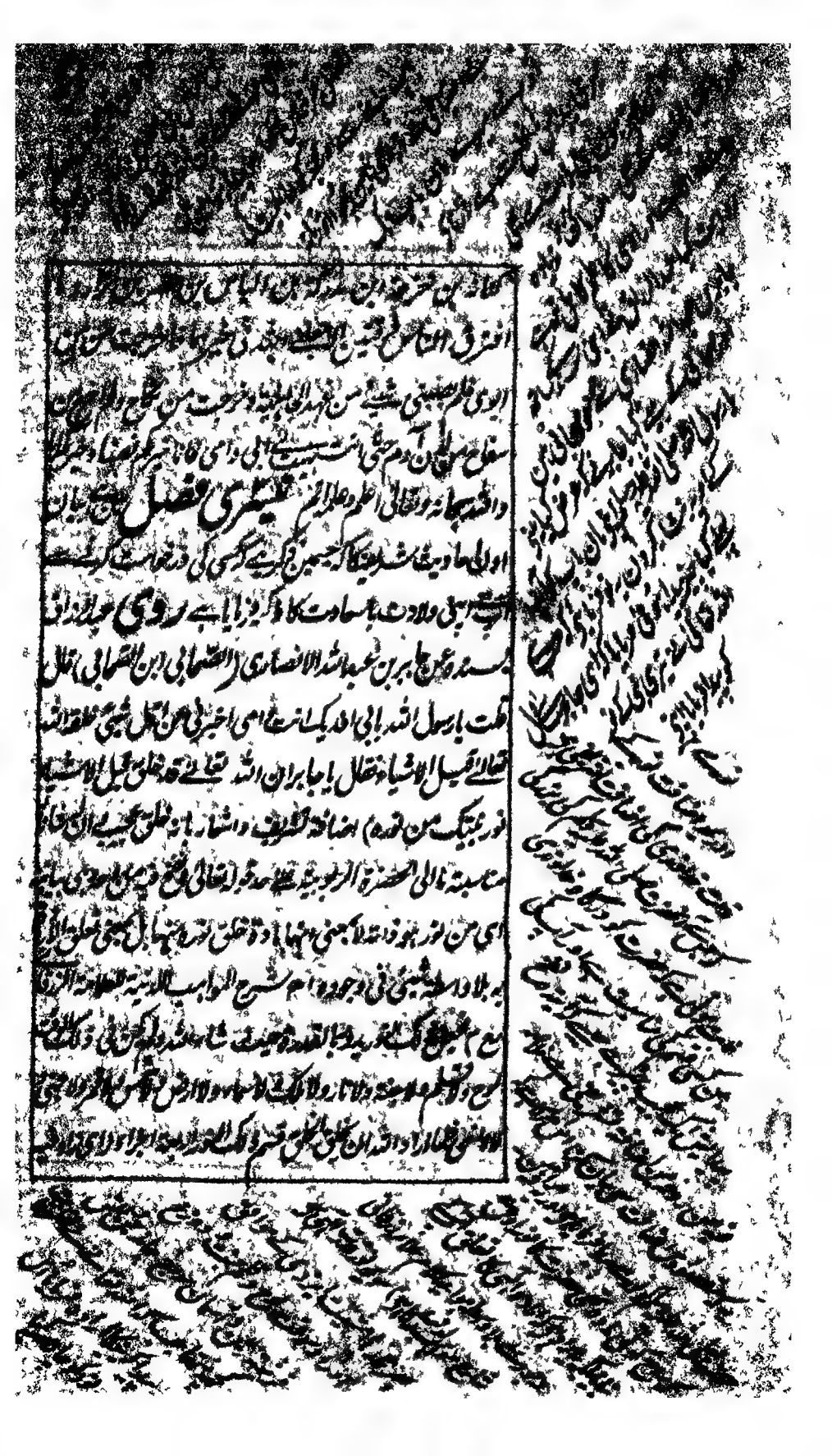

ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ فی دار محمد بن یوسف فی شعب بنی ہاشم فی الیوم
الثانی عشر من شہر ربیع الاول وقیل لثمان خلون منہ وقیل لعشر وقیل لاثنی عشر
وقیل لسبعة عشر وقیل لتسعة عشر وقیل لاثنین وعشرین وقیل لثلاثین وقیل
فی رمضان وقیل فی رجب وقیل فی المحرم وقیل فی صفر وقیل فی ربیع الآخر
وقیل فی جمادی الاولی وقیل فی جمادی الآخرة وقیل فی شعبان والاول اصح
وقیل ولد یوم الاثنین وقیل یوم الجمعة وقیل یوم الخمیس وقیل یوم الاربعاء
وقیل یوم الثلثاء والاول اصح وقیل ولد بعد الفجر وقیل قبل طلوع الشمس
وقیل بعد طلوع الشمس وقیل عند طلوع الشمس وقیل عند الزوال وقیل عند
غروب الشمس وقیل عند العشاء الآخرة وقیل فی اللیلة الاولی من الشہر
وقیل فی اللیلة الثانیة وقیل فی اللیلة الثالثة وقیل فی اللیلة الرابعة وقیل
فی اللیلة الخامسة وقیل فی اللیلة السادسة وقیل فی اللیلة السابعة وقیل
فی اللیلة الثامنة وقیل فی اللیلة التاسعة وقیل فی اللیلة العاشرة وقیل
فی اللیلة الحادیة عشرة وقیل فی اللیلة الثانیة عشرة وقیل فی اللیلة
الثالثة عشرة وقیل فی اللیلة الرابعة عشرة وقیل فی اللیلة الخامسة عشرة
وقیل فی اللیلة السادسة عشرة وقیل فی اللیلة السابعة عشرة وقیل فی
اللیلة الثامنة عشرة وقیل فی اللیلة التاسعة عشرة وقیل فی اللیلة
العشرین وقیل فی اللیلة الحادیة والعشرین وقیل فی اللیلة الثانیة
والعشرین وقیل فی اللیلة الثالثة والعشرین وقیل فی اللیلة الرابعة
والعشرین وقیل فی اللیلة الخامسة والعشرین وقیل فی اللیلة السادسة
والعشرین وقیل فی اللیلة السابعة والعشرین وقیل فی اللیلة الثامنة
والعشرین وقیل فی اللیلة التاسعة والعشرین وقیل فی اللیلة الثلاثین
وقیل فی اللیلة الحادیة والثلاثین وقیل فی اللیلة الثانیة والثلاثین
وقیل فی اللیلة الثالثة والثلاثین وقیل فی اللیلة الرابعة والثلاثین
وقیل فی اللیلة الخامسة والثلاثین وقیل فی اللیلة السادسة والثلاثین
وقیل فی اللیلة السابعة والثلاثین وقیل فی اللیلة الثامنة والثلاثین
وقیل فی اللیلة التاسعة والثلاثین وقیل فی اللیلة الاربعین وقیل فی
اللیلة الحادیة والاربعین وقیل فی اللیلة الثانیة والاربعین وقیل فی
اللیلة الثالثة والاربعین وقیل فی اللیلة الرابعة والاربعین وقیل فی
اللیلة الخامسة والاربعین وقیل فی اللیلة السادسة والاربعین وقیل فی
اللیلة السابعة والاربعین وقیل فی اللیلة الثامنة والاربعین وقیل فی
اللیلة التاسعة والاربعین وقیل فی اللیلة الخمسین وقیل فی اللیلة
الحادیة والخمسین وقیل فی اللیلة الثانیة والخمسین وقیل فی اللیلة
الثالثة والخمسین وقیل فی اللیلة الرابعة والخمسین وقیل فی اللیلة
الخامسة والخمسین وقیل فی اللیلة السادسة والخمسین وقیل فی اللیلة
السابعة والخمسین وقیل فی اللیلة الثامنة والخمسین وقیل فی اللیلة
التاسعة والخمسین وقیل فی اللیلة الستین وقیل فی اللیلة الحادیة
والستین وقیل فی اللیلة الثانیة والستین وقیل فی اللیلة الثالثة
والستین وقیل فی اللیلة الرابعة والستین وقیل فی اللیلة الخامسة
والستین وقیل فی اللیلة السادسة والستین وقیل فی اللیلة السابعة
والستین وقیل فی اللیلة الثامنة والستین وقیل فی اللیلة التاسعة
والستین وقیل فی اللیلة السبعین وقیل فی اللیلة الحادیة والسبعین
وقیل فی اللیلة الثانیة والسبعین وقیل فی اللیلة الثالثة والسبعین
وقیل فی اللیلة الرابعة والسبعین وقیل فی اللیلة الخامسة والسبعین
وقیل فی اللیلة السادسة والسبعین وقیل فی اللیلة السابعة والسبعین
وقیل فی اللیلة الثامنة والسبعین وقیل فی اللیلة التاسعة والسبعین
وقیل فی اللیلة الثمانین وقیل فی اللیلة الحادیة والثمانین وقیل فی
اللیلة الثانیة والثمانین وقیل فی اللیلة الثالثة والثمانین وقیل فی
اللیلة الرابعة والثمانین وقیل فی اللیلة الخامسة والثمانین وقیل فی
اللیلة السادسة والثمانین وقیل فی اللیلة السابعة والثمانین وقیل فی
اللیلة الثامنة والثمانین وقیل فی اللیلة التاسعة والثمانین وقیل فی
اللیلة التسعین وقیل فی اللیلة الحادیة والتسعین وقیل فی اللیلة
الثانیة والتسعین وقیل فی اللیلة الثالثة والتسعین وقیل فی اللیلة
الرابعة والتسعین وقیل فی اللیلة الخامسة والتسعین وقیل فی اللیلة
السادسة والتسعین وقیل فی اللیلة السابعة والتسعین وقیل فی اللیلة
الثامنة والتسعین وقیل فی اللیلة التاسعة والتسعین وقیل فی اللیلة
المائة وقیل فی اللیلة الحادیة بعد المائة وقیل فی اللیلة الثانیة
بعد المائة وقیل فی اللیلة الثالثة بعد المائة وقیل فی اللیلة الرابعة
بعد المائة وقیل فی اللیلة الخامسة بعد المائة وقیل فی اللیلة السادسة
بعد المائة وقیل فی اللیلة السابعة بعد المائة وقیل فی اللیلة الثامنة
بعد المائة وقیل فی اللیلة التاسعة بعد المائة وقیل فی اللیلة العاشرة
بعد المائة وقیل فی اللیلة الحادیة عشرة بعد المائة وقیل فی اللیلة
الثانیة عشرة بعد المائة وقیل فی اللیلة الثالثة عشرة بعد المائة وقیل
فی اللیلة الرابعة عشرة بعد المائة وقیل فی اللیلة الخامسة عشرة بعد
المائة وقیل فی اللیلة السادسة عشرة بعد المائة وقیل فی اللیلة السابعة
عشرة بعد المائة وقیل فی اللیلة الثامنة عشرة بعد المائة وقیل فی
اللیلة التاسعة عشرة بعد المائة وقیل فی اللیلة العشرین بعد المائة
وقیل فی اللیلة الحادیة والعشرین بعد المائة وقیل فی اللیلة الثانیة
والعشرین بعد المائة وقیل فی اللیلة الثالثة والعشرین بعد المائة
وقیل فی اللیلة الرابعة والعشرین بعد المائة وقیل فی اللیلة الخامسة
والعشرین بعد المائة وقیل فی اللیلة السادسة والعشرین بعد المائة
وقیل فی اللیلة السابعة والعشرین بعد المائة وقیل فی اللیلة الثامنة
والعشرین بعد المائة وقیل فی اللیلة التاسعة والعشرین بعد المائة
وقیل فی اللیلة الثلاثین بعد المائة وقیل فی اللیلة الحادیة والثلاثین
بعد المائة وقیل فی اللیلة الثانیة والثلاثین بعد المائة وقیل فی
اللیلة الثالثة والثلاثین بعد المائة وقیل فی اللیلة الرابعة والثلاثین
بعد المائة وقیل فی اللیلة الخامسة والثلاثین بعد المائة وقیل فی
اللیلة السادسة والثلاثین بعد المائة وقیل فی اللیلة السابعة والثلاثین
بعد المائة وقیل فی اللیلة الثامنة والثلاثین بعد المائة وقیل فی
اللیلة التاسعة والثلاثین بعد المائة وقیل فی اللیلة الاربعین بعد
المائة وقیل فی اللیلة الحادیة والاربعین بعد المائة وقیل فی اللیلة
الثانیة والاربعین بعد المائة وقیل فی اللیلة الثالثة والاربعین بعد
المائة وقیل فی اللیلة الرابعة والاربعین بعد المائة وقیل فی اللیلة
الخامسة والاربعین بعد المائة وقیل فی اللیلة السادسة والاربعین بعد
المائة وقیل فی اللیلة السابعة والاربعین بعد المائة وقیل فی اللیلة
الثامنة والاربعین بعد المائة وقیل فی اللیلة التاسعة والاربعین بعد
المائة وقیل فی اللیلة الخمسین بعد المائة وقیل فی اللیلة الحادیة
والخمسین بعد المائة وقیل فی اللیلة الثانیة والخمسین بعد المائة
وقیل فی اللیلة الثالثة والخمسین بعد المائة وقیل فی اللیلة الرابعة
والخمسین بعد المائة وقیل فی اللیلة الخامسة والخمسین بعد المائة
وقیل فی اللیلة السادسة والخمسین بعد المائة وقیل فی اللیلة السابعة
والخمسین بعد المائة وقیل فی اللیلة الثامنة والخمسین بعد المائة
وقیل فی اللیلة التاسعة والخمسین بعد المائة وقیل فی اللیلة الستین
بعد المائة وقیل فی اللیلة الحادیة والستین بعد المائة وقیل فی
اللیلة الثانیة والستین بعد المائة وقیل فی اللیلة الثالثة والستین
بعد المائة وقیل فی اللیلة الرابعة والستین بعد المائة وقیل فی
اللیلة الخامسة والستین بعد المائة وقیل فی اللیلة السادسة والستین
بعد المائة وقیل فی اللیلة السابعة والستین بعد المائة وقیل فی
اللیلة الثامنة والستین بعد المائة وقیل فی اللیلة التاسعة والستین
بعد المائة وقیل فی اللیلة السبعین بعد المائة وقیل فی اللیلة الحادیة
والسبعین بعد المائة وقیل فی اللیلة الثانیة والسبعین بعد المائة
وقیل فی اللیلة الثالثة والسبعین بعد المائة وقیل فی اللیلة الرابعة
والسبعین بعد المائة وقیل فی اللیلة الخامسة والسبعین بعد المائة
وقیل فی اللیلة السادسة والسبعین بعد المائة وقیل فی اللیلة السابعة
والسبعین بعد المائة وقیل فی اللیلة الثامنة والسبعین بعد المائة
وقیل فی اللیلة التاسعة والسبعین بعد المائة وقیل فی اللیلة الثمانین
بعد المائة وقیل فی اللیلة الحادیة والثمانین بعد المائة وقیل فی
اللیلة الثانیة والثمانین بعد المائة وقیل فی اللیلة الثالثة والثمانین
بعد المائة وقیل فی اللیلة الرابعة والثمانین بعد المائة وقیل فی
اللیلة الخامسة والثمانین بعد المائة وقیل فی اللیلة السادسة والثمانین
بعد المائة وقیل فی اللیلة السابعة والثمانین بعد المائة وقیل فی
اللیلة الثامنة والثمانین بعد المائة وقیل فی اللیلة التاسعة والثمانین
بعد المائة وقیل فی اللیلة التسعین بعد المائة وقیل فی اللیلة الحادیة
والتسعین بعد المائة وقیل فی اللیلة الثانیة والتسعین بعد المائة
وقیل فی اللیلة الثالثة والتسعین بعد المائة وقیل فی اللیلة الرابعة
والتسعین بعد المائة وقیل فی اللیلة الخامسة والتسعین بعد المائة
وقیل فی اللیلة السادسة والتسعین بعد المائة وقیل فی اللیلة السابعة
والتسعین بعد المائة وقیل فی اللیلة الثامنة والتسعین بعد المائة
وقیل فی اللیلة التاسعة والتسعین بعد المائة وقیل فی اللیلة المائتین
وقیل فی اللیلة الحادیة بعد المائتین وقیل فی اللیلة الثانیة بعد
المائتین وقیل فی اللیلة الثالثة بعد المائتین وقیل فی اللیلة الرابعة
بعد المائتین وقیل فی اللیلة الخامسة بعد المائتین وقیل فی اللیلة
السادسة بعد المائتین وقیل فی اللیلة السابعة بعد المائتین وقیل فی
اللیلة الثامنة بعد المائتین وقیل فی اللیلة التاسعة بعد المائتین
وقیل فی اللیلة العاشرة بعد المائتین وقیل فی اللیلة الحادیة عشرة
بعد المائتین وقیل فی اللیلة الثانیة عشرة بعد المائتین وقیل فی
اللیلة الثالثة عشرة بعد المائتین وقیل فی اللیلة الرابعة عشرة بعد
المائتین وقیل فی اللیلة الخامسة عشرة بعد المائتین وقیل فی اللیلة
السادسة عشرة بعد المائتین وقیل فی اللیلة السابعة عشرة بعد المائتین
وقیل فی اللیلة الثامنة عشرة بعد المائتین وقیل فی اللیلة التاسعة
عشرة بعد المائتین وقیل فی اللیلة العشرین بعد المائتین وقیل فی
اللیلة الحادیة والعشرین بعد المائتین وقیل فی اللیلة الثانیة
والعشرین بعد المائتین وقیل فی اللیلة الثالثة والعشرین بعد المائتین
وقیل فی اللیلة الرابعة والعشرین بعد المائتین وقیل فی اللیلة الخامسة
والعشرین بعد المائتین وقیل فی اللیلة السادسة والعشرین بعد المائتین
وقیل فی اللیلة السابعة والعشرین بعد المائتین وقیل فی اللیلة الثامنة
والعشرین بعد المائتین وقیل فی اللیلة التاسعة والعشرین بعد المائتین
وقیل فی اللیلة الثلاثین بعد المائتین وقیل فی اللیلة الحادیة والثلاثین
بعد المائتین وقیل فی اللیلة الثانیة والثلاثین بعد المائتین وقیل فی
اللیلة الثالثة والثلاثین بعد المائتین وقیل فی اللیلة الرابعة والثلاثین
بعد المائتین وقیل فی اللیلة الخامسة والثلاثین بعد المائتین وقیل فی
اللیلة السادسة والثلاثین بعد المائتین وقیل فی اللیلة السابعة والثلاثین
بعد المائتین وقیل فی اللیلة الثامنة والثلاثین بعد المائتین وقیل فی
اللیلة التاسعة والثلاثین بعد المائتین وقیل فی اللیلة الاربعین بعد
المائتین وقیل فی اللیلة الحادیة والاربعین بعد المائتین وقیل فی اللیلة
الثانیة والاربعین بعد المائتین وقیل فی اللیلة الثالثة والاربعین بعد
المائتین وقیل فی اللیلة الرابعة والاربعین بعد المائتین وقیل فی اللیلة
الخامسة والاربعین بعد المائتین وقیل فی اللیلة السادسة والاربعین بعد
المائتین وقیل فی اللیلة السابعة والاربعین بعد المائتین وقیل فی اللیلة
الثامنة والاربعین بعد المائتین وقیل فی اللیلة التاسعة والاربعین بعد
المائتین وقیل فی اللیلة الخمسین بعد المائتین وقیل فی اللیلة الحادیة
والخمسین بعد المائتین وقیل فی اللیلة الثانیة والخمسین بعد المائتین
وقیل فی اللیلة الثالثة والخمسین بعد المائتین وقیل فی اللیلة الرابعة
والخمسین بعد المائتین وقیل فی اللیلة الخامسة والخمسین بعد المائتین
وقیل فی اللیلة السادسة والخمسین بعد المائتین وقیل فی اللیلة السابعة
والخمسین بعد المائتین وقیل فی اللیلة الثامنة والخمسین بعد المائتین
وقیل فی اللیلة التاسعة والخمسین بعد المائتین وقیل فی اللیلة الستین
بعد المائتین وقیل فی اللیلة الحادیة والستین بعد المائتین وقیل فی
اللیلة الثانیة والستین بعد المائتین وقیل فی اللیلة الثالثة والستین
بعد المائتین وقیل فی اللیلة الرابعة والستین بعد المائتین وقیل فی
اللیلة الخامسة والستین بعد المائتین وقیل فی اللیلة السادسة والستین
بعد المائتین وقیل فی اللیلة السابعة والستین بعد المائتین وقیل فی
اللیلة الثامنة والستین بعد المائتین وقیل فی اللیلة التاسعة والستین
بعد المائتین وقیل فی اللیلة السبعین بعد المائتین وقیل فی اللیلة الحادیة
والسبعین بعد المائتین وقیل فی اللیلة الثانیة والسبعین بعد المائتین
وقیل فی اللیلة الثالثة والسبعین بعد المائتین وقیل فی اللیلة الرابعة
والسبعین بعد المائتین وقیل فی اللیلة الخامسة والسبعین بعد المائتین
وقیل فی اللیلة السادسة والسبعین بعد المائتین وقیل فی اللیلة السابعة
والسبعین بعد المائتین وقیل فی اللیلة الثامنة والسبعین بعد المائتین
وقیل فی اللیلة التاسعة والسبعین بعد المائتین وقیل فی اللیلة الثمانین
بعد المائتین وقیل فی اللیلة الحادیة والثمانین بعد المائتین وقیل فی
اللیلة الثانیة والثمانین بعد المائتین وقیل فی اللیلة الثالثة والثمانین
بعد المائتین وقیل فی اللیلة الرابعة والثمانین بعد المائتین وقیل فی
اللیلة الخامسة والثمانین بعد المائتین وقیل فی اللیلة السادسة والثمانین
بعد المائتین وقیل فی اللیلة السابعة والثمانین بعد المائتین وقیل فی
اللیلة الثامنة والثمانین بعد المائتین وقیل فی اللیلة التاسعة والثمانین
بعد المائتین وقیل فی اللیلة التسعین بعد المائتین وقیل فی اللیلة الحادیة
والتسعین بعد المائتین وقیل فی اللیلة الثانیة والتسعین بعد المائتین
وقیل فی اللیلة الثالثة والتسعین بعد المائتین وقیل فی اللیلة الرابعة
والتسعین بعد المائتین وقیل فی اللیلة الخامسة والتسعین بعد المائتین
وقیل فی اللیلة السادسة والتسعین بعد المائتین وقیل فی اللیلة السابعة
والتسعین بعد المائتین وقیل فی اللیلة الثامنة والتسعین بعد المائتین
وقیل فی اللیلة التاسعة والتسعین بعد المائتین

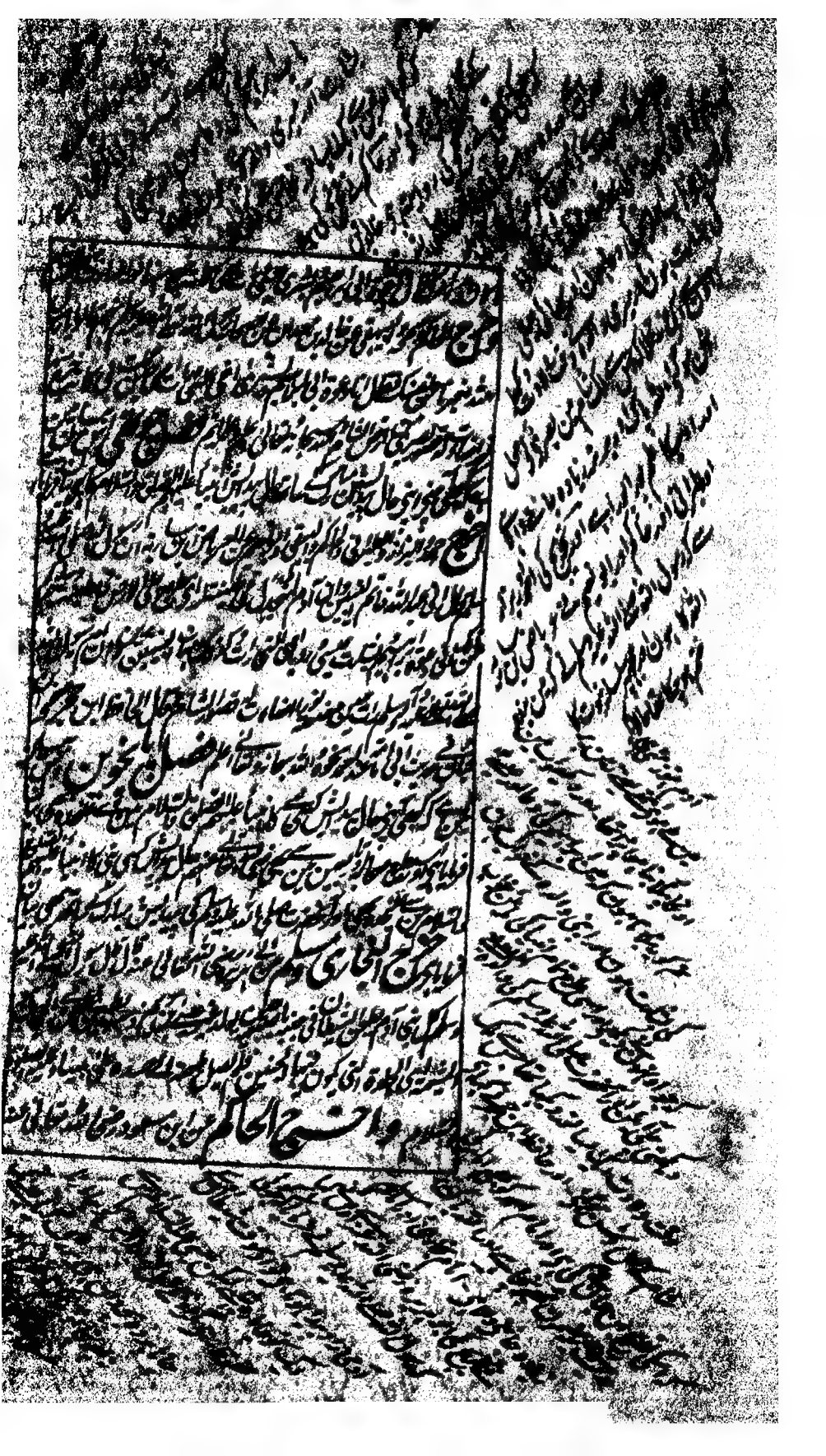

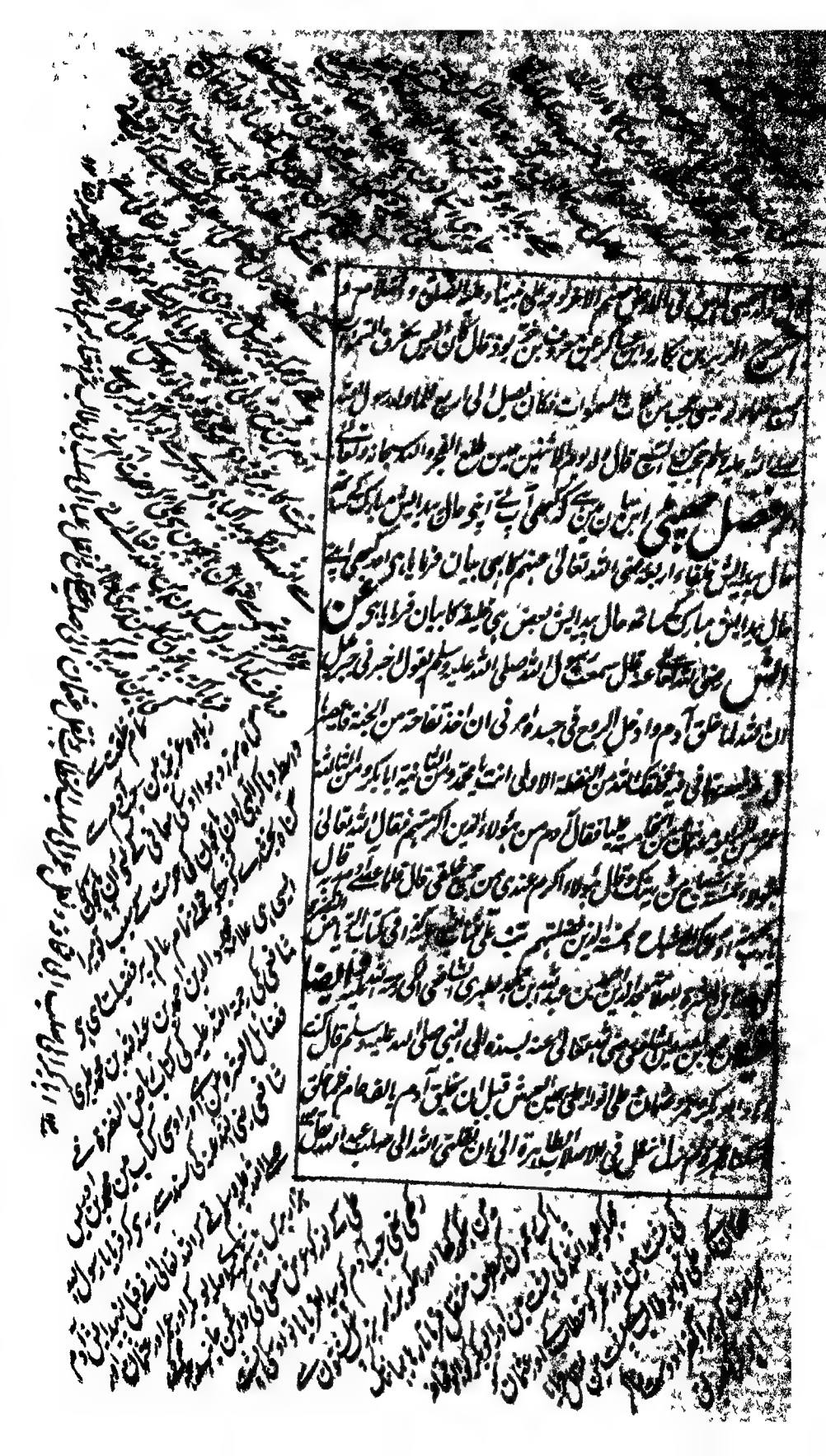

قال قتل لا نفيض روحا وقد قالت فقال

من حلها حلت في الظلال وفي	مستودع حيث يخصف الورق
ثم سرت البلاد لا بشر	اوحشت ولا مضغة ولا علق
بل نطفة تركب السفين وقد	الجم غرقا ابو هذا الغرق
منتقل من صالب الى رحم	اذا مضى عالم بدا طبق
وانت يا ولدت اشرقت	الارض وضاءت بنورك الافق
حتى احتوى بيتك المهيمن من	خندف علياء تحتها النطق
فنحن في ذلك الضياء وفي النور	وسبل الرشاد نخترق
وردت نار الخليل مكتتما	في صلبه انت كيف يحترق

كذا في الخصائص الكبرى للعلامة جلال الدين السيوطي رح وهو

في شرح المواهب اللدنية للعلامة الزرقاني رح

ولما دخل المدينة في رمضان عند ابن سعد وتبعه مغلطاي وقال ابن
في شعبان وبدأ بالمسجد فصلى فيه ركعتين ثم جلس للناس كما في حديث كعب
بن مالك في الصحيح قال العباس بن عبد المطلب كما رواه الطبراني في الجزء
يا رسول الله اني اريد ان امتدحك اتاذن لي في ان امتدحك
قال قل لا نفيض روحا الله قال المراد الرد الحسيانة فهي عرض لا
لا من شر الاسنان فقط فقال من قبلها اي الارض او الذهب

ما بقيت كنت طيبا بعد انتقال ابيك الى الجنة من صلب آدم وفي بيضة ح
حملت امك به ح ان آدم وحواء به في الجنة حيث كنتما يأكلان الورق ح ثم هبطتما
وانت في صلبه ح الى البلاد والارض الدنسة ح انت ولا مضغة ولا علق ح بل نطفة تركب السفين
بضم الجيم السفينة جمع الضرورة الشعراء ببطون مريم ح ثم نقلت ح الى الاصنام عبدة با
بضم الموحدة ح وبالفرق ح فتنقل من صالب الى رحم ح اذا مضى عالم بدا لم يحق
ح عالم آخر ح وكنت نار الخليل مستودعا في صلبه ح انت توليد الضريبين وكنت كيف
يحترق ح اي لا يحترق بيركتك وانت في صلبه حتى احتوى بيتك المهيمن اي المحفوظ من كل
نقص من خندف عليا حين تهافق ح باني شهدت وانت اكرم والدة واطول اشرفت الارض ضياؤها
ونور كالفلق ح فنحن الان في ذلك الضياء وفي النور وسبل الرشاد نخترق ح والبنيان من
الموج عند العرجين الذي اعوج عجزه في الكلمة التي فيها آخر الصدر ثم يفرد احدهما عن الآخر
فتخصه ويمتاز بها وقوله حتى احتوى بيتك المهيمن الخ النطق جمع نطاق وهي اعراض
حبال يشد بعضها فوق بعض اي لزام واوساط منها شبهت بالنطق التي تشد بها اوساط الناس
ضرب مثلا في ارتفاعه وتوسطه في عشيرته وجعلهم تحته بمنزلة اوساط الجبال واراد بيته شرف
والمهيمن نعته اي احتوى شرفك الشاهد على فضلك على مكان مفعول مطلق صفة الفضلا
محذوف من نسب محذوف وهو اي بهذا اللفظ بكسر الخاء وكسر اللام المهملة في الاصل الشيء
المرذول ثم جعل علما على امرأة الياس بن مضر وهي ليلى الغضاءية لما خرجت تهرول خلف
بنيها الثلاثة عمرو وعامر وعمير حين ندلهم اهل فطلبوا فالتطوا عليها ثم ضرب مثلا للنسب العالي في
كل شيء لانها كانت ذات نسب انتهى باختصار وزيادة من محل آخر والله سبحانه وتعالى
اعلم وعلمه اتم **دوسری فصل** اس بیان مین ہے کہ آپنے خود بعض صحابہ کو
رضی اللہ تعالی عنہم مدح ومکارم بیان کرنے کو فرمایا اور اونہون نے اوس مدح شریف
مین ولادت باسعادت کا بھی ذکر فرمایا شعرون مین کھڑے ہوکے اور اس بیان
مین ذکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کے واسطے
رکھتے تھے مسجد مین وہ اوسپر خوب کھڑے ہوکے آپ کی مدح اور شرکون کی
ہجو بیان فرماتے تھے **علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح المواہب اللدنیۃ**

قصیدہ قال مقام نمبر حسانا فی مسجدہم قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ذہبت بمجدالاسعود والخلد	وجاء الملوک واقبال الاشراف
نصرنا واٰوینا النبی محمدا	علی اننی من سبۃ ومعشر
الی ان قال وشق لہ من اسمہ	لیجلہ فذو العرش محمود وہذا محمد
نبی وآدم والمخزی ان فخرکم	یعود وبالاعند ذکر المکارم

رہتی ہے اختصار۔ **واخرج البخاری** عن عائشۃ قالت کان حسان ممن کثر علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصغی لحسان منبرا فی المسجد یقوم علیہ قائما یفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او ینافح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال ان اللہ یؤید حسان بروح القدس مانافح او فاخر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم **تیسری فصل** میں بیان ہے اسکا کہ آپ کے سامنے آپ کی مدح شریف بعیظ الفاظ وتغیر آپ کے فرمانے شعروں میں عورتوں نے اور لڑکوں اور غلاموں نے بیان کیا ہے اور آپ نے اونکو منع نہیں فرمایا ہے اور اس کا بیان ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی مدح میں آپ کے سامنے شعروں پڑھیں اور آپنے اونکو دعا فرمائی کہ جزاک اللہ یا عائشہ خیرا اور یہ فرمایا کہ ذکر فی شہرزت کسروی بکلاک یعنی پس تحقیق ایسا نہیں کہتا ہوں کہ میں خوش کیا گیا اور مسرور ہوا ہوں

فی شرح
المواہب اللدنیۃ للعلامۃ الزرقانی رح فی بیان غزوہ تبوک

فلما دنا الوقت صلی اللہ علیہ وسلم من المدینۃ خرج الناس ای الرجال
الکاملون لانہم الذین جرت العادۃ بخروجہم لقاء الامیر تلقیہ تعظیما لہ
و اکراما و طول غیبتہ و تحدث المنافقین علیہ بالسوء و خرج النساء و
الصبیان و الولائد الاماء فالعطف مبائن و ان ارید بالناس ما یشمل
الرجال و غیرہم فافرد ہؤلاء بالذکر لبیان خروجہم حال کونہم قلیلین غلب
النساء و الولائد علی ذکور الصبیان لکثرتہن و انما خرج الجمیع فرحا و سرورا
بصدد ما اجیف بہا المنافقون و لانہن الفئۃ صلی اللہ علیہ وسلم بخلاف
الجبرۃ فصدرت المخدرات علی الاسطحۃ لانہن لم یکن رایۃ و ان افشا
فیہم الاسلام۔ طلع البدر علینا * من ثنیات الوداع * وجب
الشکر علینا * ما دعا اللہ داع * و بعدہما فیما یروی۔ ایہا المبعوث
فینا * جئت بالامر المطاع * انتہی باختصار **واخرج** الخطیب و ابن
عساکر و ابو نعیم و الدیلمی من طریقین عن محمد اسماعیل البخاری عن عائشۃ
رضی اللہ تعالی عنہا قالت کنت قاعدۃ اعزل و النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یخیف نخلہ فجعل جبینہ یعرق و جعل عرقہ یتولد نورا فہبت فقال
مالک بہبت قلت جعل جبینک یعرق و جعل عرقک یتولد نورا

وتورات تو تمیز ابدی یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل

وتمتزا من کل غیر حیضۃ	وفساد مرضعۃ وامر بتحویل
واذا انقلت الی المیسرۃ وجہ	شکر اللہ بیانی

فوضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کان فی یدہ وقام الی فخذی فجعل یمسح
وقال جزاک اللہ یا عائشۃ خیرا فما اذکرانی سررت کسروری بما کشف اللہ
سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ اتم **تیسرا باب** اس بیان میں ہے کہ
خلفاء راشدین جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین
بھی اسکا بیان کرنا ثابت ہے اور غیر سے بھی امر اور اسکو کہ کسی بیان
شریف کو سنا ہے اور بقیہ عشرہ مبشرہ سے رضی اللہ تعالی عنہم اسکا
بیان کرنا ثابت ہے اور اس باب میں دو فصلیں ہیں بعد عشرہ مبشرہ رضی
اللہ تعالی عنہم اجمعین کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بیان فرمائے
اور نہیں ہے تھوڑا سا بیان تبرکا و تیمنا ذکر ہوتا ہے **پہلی فصل** ہے
ہے بیان حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ **اخرج** ابن
عساکر فی تاریخ دمشق عن عمیر بن ہانی قال قال ابو بکر الصدیق
بالسا انبنا والکعبۃ ونحن بن عمرو بن نفیل قاعد فمر بہ امیۃ بن ابی
الصلت فقال اما ان ہذا النبی الذی ینتظر منا ومنکم ومن اہل الفلسطین

فجعلت الفاظ اليد وقول ماذا فسمعت صوتا من الشجرة هذا النبي مخرج في
وقت كذا وكذا فكن انت من اصحابه **واخرج** ابونعيم عن ابي
بكر الصديق رضي الله تعالى عنه مثال كان وجه رسول الله صلى الله عليه
وسلم كذا وكذا والعبد الله سبحانه وتعالى اعلم وعلمه اتم **دوسری فصل**
اخرج ابو موسى الدانی
في الذيل عن ابن الكلبي عن عوانة قال قال عمر لجلسائه هل فيكم احد
وقع له خبر من امر رسول الله صلى الله عليه وسلم في الجاهلية فقال الفضيل بن
زيد الحارثي كان قدامت عليه ستون ومائة سنة نعم يا امير المؤمنين
كان المامون بن معاوية على ما بلغك من كهانة فذكر الحديث في اقراره
بالنبي صلى الله عليه وسلم وقوله بالبيتي الحقه * وليتني لا اسبقه * قال
طفيل فاتانا خبر النبي صلى الله عليه وسلم ونحن بتهامة فقلت يا نفس هذا ذاك
الذي انذرنا به المامون قال فما راحت الايام الى ان وفدت وسلمت
واخرج ابن عساكر من طريق الحسن عن سلمان قال فقال عمر بن الخطاب
لكعب اخبرنا من فضائل رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل مولوده فقال نعم
يا امير المؤمنين قرات فيما قرات ان ابراهيم الخليل وجد حجرا مكتوبا عليه اربعة
اسطر الاول انا الله لا اله الا انا فاعبدني والثاني انا الله لا اله الا انا محمد
رسولي طوبى لمن امن به واتبعه والثالث انا الله لا اله الا انا من اعتصم

فی جاد والرابع انی انا اللہ لا الہ الا انا الحرم لی والکعبۃ بیتی فمن عمل
بیتی امن عذابی **واخرج** الطبرانی فی الاوسط والصغیر وابن عدی
والحاکم فی المعجزات والبیہقی وابو نعیم وابن عساکر عن عمر بن الخطاب
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی محفل من اصحابہ اذ جاء اعرابی
من بنی سلیم قد صاد ضبا فقال واللات والعزی لا سنت بک حتی
یؤمن بک ہذا الضب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ضب فقال
الضب بلسان عربی مبین یسمع القوم جمیعا لبیک وسعدیک یا رسول رب
العالمین قال من تعبد فقال الذی فی السماء عرشہ وفی الارض سلطانہ
وفی البحر سبیلہ وفی الجنۃ رحمتہ وفی النار عذابہ قال فمن انا قال انت رسول
رب العالمین وخاتم النبیین قد افلح من صدقک وقد خاب من کذبک
فاسلم الاعرابی لیس فی اسنادہ من ینظر فی حالہ سوی محمد بن علی بن العلید
البصیری السلمی شیخ الطبرانی وابن عدی فقال البیہقی العمل فی ہذا الحدیث
علیہ قال الواقدی من طرق اخر عن عائشۃ وابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی
عنہما وقد ذہب ابن دحیۃ ان ہذا الحدیث موضوع وکذلک الذہبی

قلت لحدیث عمر طریق آخر لیس فیہ محمد بن علی بن الولید اخرجہ ابو نعیم
وقد ورد ایضا مثلہ من حدیث علی اخرجہ ابن عساکر کذا افادہ
العلامۃ جلال الدین السیوطی فی الخصائص الکبری **واخرج**

الحاکم البیہقی والطبرانی فی الصغیر وابو نعیم وابن عساکر عن عمر بن الخطاب رضی اللہ
تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اقترف آدم الخطیئۃ قال یا رب
اسالک بحق محمد لما غفرت لی قال وکیف عرفت محمدا قال لانک لما خلقتنی
بیدک ونفخت فی من روحک رفعت راسی فرایت علی
قوائم العرش مکتوبا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انک لم تضف الی
اسمک الا احب الخلق الیک قال صدقت یا آدم ولولا محمد ما خلقتک واللہ سبحانہ
وتعالی اعلم وعلمہ اتم **تیسری فصل** میں ہے بیان حضرت عثمان
رضی اللہ تعالی عنہ **اخرج** ابو نعیم عن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی
عنہ قال خرجنا فی عیر الی الشام قبل ان یبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم فلما کنا بفواہ الشام وبہا کاہنۃ فنخرجتنا فقالت ایتانی صاحبی
فوقف علی بابی فقلت لا اتدخل قال لا سبیل الی ذلک خرج احمد جاء امر
الا بطاق ثم انصرفت فرجعت الی مکۃ فوجدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قد خرج بمکۃ یدعو الی اللہ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ اتم **چوتھی**
فصل میں ہے بیان حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے
احکام ابن القطان عن علی رضی اللہ تعالی عنہ ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کنت نورا بین یدی ربی قبل خلق آدم باربعۃ
عشر الف عام **واخرج** العدنی فی مسندہ والطبرانی فی الاوسط

وابو نعیم وابن عساکر عن علی بن ابی طالب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال خرجت فمن نکاح ولم اخرج من سفاح من لدن آدم الی ان ولدنی ابی و
امی لم یصبنی من سفاح الجاہلیۃ شیئ **واخرج** الحاکم والبیہقی وابن عساکر
عن علی بن ابی طالب ان یہودیا کان لہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین
فقاضی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما عندی ما اعطیک قال فانی لا افارقک یا محمد
حتی تقضینی فقال اذن اجلس معک فجلس معہ فصلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الظہر
والعصر والمغرب والعشاء والغداۃ وکان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتہددون
الیہودی ویتوعدونہ فقالوا یا رسول اللہ یہودی وبحبسک قال منعنی ربی
ان اظلم معاہدا ولا غیرہ فلما ترجل النہار اسلم الیہودی وقال شطر مالی فی سبیل اللہ
والله ما فعلت بک الذی فعلت بک الا لانظر الی نعتک فی التوراۃ محمد
بن عبد اللہ مولدہ بمکۃ ومہاجرہ بطیبۃ ولا یابالشام ولیس بفظ ولا غلیظ ولا
سخاب فی الاسواق ولا متزین بالفحش ولا القحاش اشہد ان لا الہ الا
اللہ وانک رسول اللہ وہذا مالی فاحکم فیہ بما اراک اللہ وکان الیہودی کثیر المال
وفی المواہب اللدنیہ روی عن علی ابن ابی طالب انہ قال لم
یبعث اللہ نبیا من آدم فمن بعدہ الا اخذ علیہ العہد فی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان
یبعث وہو حی لیؤمن بہ ولینصرنہ ویاخذ العہد بذلک علی قومہ وہو مروی
عن ابن عباس ایضا موقوف علیہما فالظاہر مرفوع حکما لانہ لا مجال للرای

فیہ کما ذکرہ السیوطی من کثیر فی تفسیرہ اھ باختصار **واخرج ابن سعد** عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال بتنا لیلۃ بغیر عشاء فاصبحت فاتتنی فاصبت اشتریت طعاما وجاءت بہم ثم ایتت بہ فاطمۃ فخرجت وطبخت فلما فرغت قالت لو اتیت ابی فدعوتہم فجئت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو یقول اعوذ باللہ من الجوع فجیعا فقلت یا رسول اللہ عندنا طعام فسلم فجاء والقدر تفور فقال اعرفی لعائشۃ فغرفت فی صحفۃ ثم قال اعرفی لحفصۃ فغرفت فی صحفۃ حتی غرفت لجمیع نسائہ التسع ثم قال اعرفی لابیک وزوجک فغرفت فقال اعرفی فلی فغرفت فلم ترفعت القدر وانہا لتفیض فاکلنا منہا ما شاء اللہ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم ✦ ✦

پانچویں فصل

میں ہے بیان حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اخرج ابو نعیم من طریق حریش بن ابی حریش عن طلحۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال وجدفی البیت حجر منقور فی الہدۃ الاولی فاذا فیہ رجل فقراہ فاذا فیہ عبد المنتخب المتوکل المنیب المختار مولدہ بمکۃ ومہاجرہ طیبۃ لا یذہب حتی یقیم السنۃ الوجاء ویشہد ان لا الہ الا اللہ امۃ الحامدون یحمدون اللہ بکل الکرۃ یأتزرون علی اوساطہم ویطہرون اطرافہم

واخرج ابن سعد والبیہقی من طریق ابراہیم بن محمد بن طلحۃ بن عبید اللہ حضرت سوق البصری فاذا راہب فی صومعۃ

یقول سلوا اہل ہذا الموسم ہل فیہم احد من اہل الحرم قال قلت نعم
ثم قال ہل ظہر احمد بعد قلت ومن احمد قال ابن عبد اللہ بن عبد المطلب
شہرہ الذی یخرج فیہ وہو آخر الانبیاء مخرجہ من الحرم ومہاجرہ الی نخل وحجارۃ
سباخ فایاک ان تسبق الیہ قال طلحۃ فوقع فی قلبی ما قال فخرجت سریعا حتی
قدمت الی مکۃ فقلت ہل حدث قالوا نعم محمد بن عبد اللہ الامین تنبأ و
قد تبعہ ابن ابی قحافۃ فخرجت حتی دخلت علی ابی بکر فاخبرتہ بما
قال الراہب حتی دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ فسر بذلک
واسلم ابو طلحۃ فاخذ نوفل بن الحدویۃ ابا بکر وطلحۃ فشدہما فی حبل واحد
فلذلک سمیا القرینین واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ اتم ٭ ٭ ٭

چھٹی فصل **اخرج البغوی** فی معجمہ عن عبد اللہ بن الزبیر عن الزبیر رضی اللہ تعالی عنہ
لربما کانت عندی امک وعندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خالتک عائشۃ وبینی وبینہ من الحب والقرابۃ ما قد علمت وعمتہ لبابۃ ام
حبیبۃ بنت اسد جدتہ وامی عمتہ امینۃ بنت وہب بن عبد مناف
وجدتی ہالۃ بنت وہب بن عبد مناف وزوجۃ خدیجۃ بنت خویلد
عمتی اہ کذا فی کتاب التی ہی النضرۃ فی فضائل العشرۃ **وایضا**
فیہ عن الزبیر بن العوام رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اللھم ابارک فی صحابتی خلا تشلیہ البرکۃ وجمعہم علی ابی
بکر ولا تشمت بعضہ فانہ لم یبتل بعضہ ارک علی امرہ ثم حرضوں الخطاب وجمعہم
علیہ ووفق حیاۃ واغفر لطلحۃ وثبت لزبید وسلم سعدا وقمر عبد الرحمن
والحق بالسابقین الاولین من المہاجرین والانصار والتابعین باحسان
اخرجہ ابو نعیم الثقفی وخرجہ ابو احمد مسندا ونا وبعد قولہ والسلام علیہم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بارک
اللہ اصحابی فی ابی بکر والسلام علیہم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وجمعہم علیہ اللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ اتم ۔

ساتوین فصل

میں ہے بیان حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ اخرج ابو نعیم عن عبد الرحمن بن عوف عن اللہ الشفاء بنت عوف (اسلمت وبایعت) قالت لما ولدت امنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقع علی یدی (لا یعارضہ الروایۃ ثم وقع علی الارض لجواز ان ذلک بعد ہذا بقرینۃ ثم فاستھل (ای صاح) فسمعت قائلا (ای الملک) یقول رحمک اللہ قالت الشفاء وانا ولی ما بین المشرق والمغرب حتی نظرت الی بعض قصور الروم قالت ثم البستہ وانمتہ فلم الشب (ای البث) الا قلیلا ان غشیتنی ظلمۃ ورعب وقشعریرۃ بضم القاف وفتح الشین من یمینی فسمعت قائلا یقول این ذہبت بہ قال الی المغرب واسفر عنی ذلک (ای انکشف) ثم عاودنی الرعب والقشعریرۃ عن یساری فسمعت قائلا یقول این ذہبت بہ قال الی المشرق قالت فلم یزل الحدیث منی علی بالی حتی بعثہ اللہ فکنت فی اول من اسلم ما

ابی جملۃ السابقین اھ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

فصل اثنین

اخرج

من ہے بیان حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ

اخرج ابونعیم عن سعد بن ابی وقاص قال اقبل عبداللہ بن عبد المطلب
ابو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بناء لہ وعلیہ شرا الطین والعباء فرمیلے العدوۃ
فظہارائۃ ورأت بین عینیہ دعمۃ الی نفسہا وقالت لان وقعت بی فلک ما بین
الابل قال لہا عبداللہ بن عبد المطلب حتی اغسل عنی الطین فارجع الیک فغسل عنہ
علے منۃ بنت وہب فوقع بہا فحملت برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرجع الی ابی
فقال لہا ہل لک فیما قلت فالرت قال ولم قالت لانک رت بی وبین عینیک
نور ثم رجعت الی قد انتزعہ آمنۃ منک وفی لفظ لقد دخلت بنور ما خرجت
ولئن کنت الممت بآمنۃ لتلدن ملکا

وفی کتاب الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ

عن عائشۃ بنت سعد
قالت سمعت ابی یقول اتیت الشام فنزلت ان اسلم تبتکانی فی ظلۃ وادا اضاء لی قمر فاتبعتہ فکانی انظر الی من سبقنی الی ذلک القمر فاظر الی رہ
عائشۃ والی علی بن ابی
فقلت الی ہم وحال فشہدان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ فقالت شہد ان لا الہ الا اللہ
فقد تقدمنی الاسلام افضائل احمد اللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

ثلاثین فصل

میں ہے بیان حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عن سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال خرج ورقۃ بن نوفل وزید بن عمرو بطلبان الدین حتی مرا بالشام فاما ورقۃ فتنصر واما زید فقیل لہ ان الذی تطلب امامک فقال فانطلق حتی اتی الموصل فاذا ہو براہب قال من این جئت قال من ارض الجزیرۃ قال من ای الجزیرۃ قال من بنی اسحاق قال فما تطلب قال الدین فعرض علیہ النصرانیۃ فقال لا حاجۃ لی فیہا وابی ان یقبل فقال ان الذی تطلب سیظہر بارضک فاقبل وہو یقول لبیک حقا حقا تعبدا ورقا نیہا تخشعنی فالی جاشم جاءہ رای تحملنی عنت بما عاذ بہ ابراہیم قال ومر بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو صبی ان بن الحارث یاکلان من سفرۃ لہما فدعواہ الی الغداء فقال یا ابن اخی انی لا اکل مما ذبح علی النصب قال فما رؤی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یومہ ذلک یاکل مما ذبح علی النصب حتی بعث صلی اللہ علیہ وسلم قال فاتاہ سعید بن زید فقال ان زیدا کان کما قد رایت وبلغک تعذرہ قال نعم وانہ یبعث یوم القیمۃ امۃ واحدۃ اخرجہ ابو عمرو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

بتیسوین فصل

میں ہے بیان حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اخرج البیہقی وابو نعیم عن ابی عبیدۃ بن الجراح ومعاذ بن جبل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الامر ہذا نبوۃ ورحمۃ ثم یکون خلافۃ ورحمۃ ثم کائن ملکا عضوضا ثم کائن عتوا وجبریۃ وفسادا فی الارض یستحلون الفروج والخمر

باب چھیاسی ۸۶ بیان میں ہی روایات صحیحہ کے جو کہ
اسباب میں ہی تعین صحابہ اور صحابیات ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم
سے سوائے مختصر ذکر بعض صحابہ اور بعض صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم
اجمعین کے اوپر اکتفا کرتا ہے اور جو اونھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے فضائل بیان فرمائے ہیں انمیں سے تھوڑا سا تبرکاً و تیمناً ذکر ہوتا ہے اور
اس باب میں چھتیس ۳۶ فصلیں ہیں

پہلی فصل میں ہے بیان

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرج الحاکم والبیہقی وابو نعیم
عن طریق ابی عوانۃ عن المسور بن مخرمۃ عن المسور بن مخرمۃ عن ابن عباس عن
ابیہ قال قال عبد المطلب قدمنا الیمن فی رحلۃ الشتاء فنزلت علی بعض
من الیہود فقال رجل من اہل الزبور یعنی الکتاب ممن الرجل قلت من
قریش قال من ایہم قلت ہاشم قال اتاذن لی ان انظر الی بعضک قلت
نعم ما لم یکن عورۃ قال فضع احدی منخری فوق منیہ ثم نظر فی الآخر فقال اشہد
ان احدی یدیک ملکا وفی الاخری نبوۃ واری ذلک فی لفظ وانا نجد ذلک
فی زبورنا لکیف ذلک قلت لا ادری قل ہل لک من شاعۃ قلت وما الشاعۃ قال
الزوجۃ قلت الیوم فلا قال فاذا فتزوج منہم فتزوج عبد المطلب الی مکۃ فتزوج
الہ بنت وہیب بن عبد مناف فولدت حمزۃ وصفیۃ وتزوج ابنہ عبد اللہ

امنہ بنت وہب فولدت لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت قریش محمد
عبد اللہ علی ابیہ واخرج ابو نعیم عن عباس قال کان فی عہد الجاہلیۃ
اذا ولد لہم المولود من تحت اللیل سموہ تحت الاثار فلا یلبثون الا حتی یصیحوا فلما
ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم طرحوہ تحت البرمۃ فلما اصبحوا اتوا البرمۃ فاذا ہم اغلفت ثنیتین و
عیناہ الی السماء فجاءوا من ذلک وفزع الی امرأۃ من بنی بکر تر ضعہ فلما ارضعتہ ذل
علیہ الخیر من کل جانب لہا شویہات فبارک اللہ فیہا فنمت وزادت واخرج
البیہقی وابو نعیم وابن عساکر عن العباس بن عبد المطلب قال ولد النبی صلی اللہ علیہ
وسلم مختونا مسرورا واحب ذلک عبد المطلب وقال لیکون لابنی ہذا
شان واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ اتم دوسری فصل من بیان
حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما عن ابن عباس رضی اللہ
تعالی عنہما فی تفسیر قولہ تعالی وتقلبک فی الساجدین من صلب الی صلب حتی
ولدتک امک وفی الوسائط حتی اخرجک نبیا رواہ البزار وکذا رواہ ابن سعد و
ابو نعیم فی الدلائل بسند صحیح والطبرانی ورجالہ ثقات وعنہ ای عن
ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما ایضا فی تفسیر الآیۃ قال ما زال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یتقلب فی اصلاب الانبیاء حتی ولدتہ امہ رواہ ابو نعیم
وروی ابو نعیم فی الدلائل عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما انہ قال
کان من دلالۃ عمل آمنۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

في المسند عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال ولد صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين
واستنبئ راي نبي فاسمين للتوكيد يوم الاثنين وخرج مهاجرا من مكة الى المدينة يوم
الاثنين ودخل المدينة يوم الاثنين ورفع صلى الله عليه وسلم الحجر الاسود الى موضعه
فنسمو يوم الاثنين ويوم الاثنين وذي رسالي صحابي لانه لم يدرك ذلك
كان في الحجة وابن ثلاث وستين كما شرح المواهب للعلامة الزرقاني بالتفاؤ وتحسنا
واخرج ابو نعيم عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال كان من دلالات
حمل رسول الله صلى الله عليه وسلم ان كل دابة كانت لقريش تلك الليلة و
قالت حمل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ورب الكعبة وهو امان الدنيا وسراج الهدى و
نبي كلبة في قريش ولافي قبيلة من قبائل العرب الا تحبت عن صاحبتها وانتزع
علم الكهنة منها ولم يبق سرير ملك من ملوك الدنيا الا صبح منكوسا الملك محزنا
لا ينطق يومئذ ملك مرت وحش الغرب الى وحش المشرق بالبشارات وكذلك اهل
البحار يبشر بعضهم بعضا في كل شهر من شهوره نداء في الارض ونداء في السماء
ان ابشروا فقد ولد احمد ابو القاسم ان يخرج على الارض صيموتا مباركا قال ويلقى في
بطن امه ستة اشهر كاملا لا تشكو وجعا ولا ريحا ولا مضغا ولا ما يعرض النساء من ذوات
الحمل اول مولد عبد الله وهو في بطن امه فقالت الملائكة الهنا وسيدنا ما بقي من نبيك
هذا شيئا قال الله اما ولي وحافظه ونصيره وتبركوا بمولوده ومولوده ميمون مبارك
فتح لمولوده ابواب السماء وجنانه وكانت امنة تحدث عن نفسها وتقول اتاني

انت حين مربي من حلة ستة اشهر فوكزني برجله في المنام وقال
يا هنة انك قد حللت بخير العالمين جميعا طرا فاذا ولدية فضميه محمدا وكانت تحدث
عن نفسها وتقول لقد اخذني ما يأخذ الناس ولم يعلم بي احد من القوم فمكثت
وجيعة شديدة وامرا عظيما فرايت ذلك فرايت كان جناح طير ابيض قد
مسح علي فوادي فذهبت عني كل وجع وكل وجع كنت اجد ثم التفت فاذا
انا بشربة بيضاء لبنا وكنت عطشى فقلتها ولتها فشربتها فاضاء لي نور عال
ثم رايت نسوة كالنخل الطوال كانهن من بنات عبد مناف محمد قن بي
فجيئا انا اعجب واذا بديباج (وفي نسخة) التعجب اقول واغوثاه من ابن علق
بي حال في غير هذه الرواية فقلن بل نحن آسية امرأة فرعون ومريم بنت
عمران ونحن ولاد من حور العين وشتد الامر وانا اسمع الوجيعة في كل ساعة
اعظم مما تقدم فجيئا انا كذلك اذا بديباج ابيض قد مد بين السماء والارض
فاذا قائل يقول خذه من اعين الناس فقالت ورايت رجالا قد وقفوا في الهواء
بايديهم اباريق من فضة ورايت قطعة من الطير قد اقبلت حتى غطت بجبي
مناقير ها من الزمرد واجنحتها من الياقوت فكشف الله عن بصري وابصرت
ذلك الساعة مشارق الارض ومغاربها ورايت ثلاثة اعلام مضروبات علما
في المشرق وعلما في المغرب وعلما على ظهر الكعبة فاخذني المخاض فولدت محمدا
صلى الله عليه وسلم فلما خرج من بطني نظرت اليه فاذا انا به ساجد قد رفع اصبعيه

فاتضرع الى الله تعالى ثم رأيت سحابة بيضاء وقد اقبلت من السماء حتى غشيتنى
فتنحيت عنى وسمعت منادياً ينادى طوفوا بحجرة شرق الارض
وغربها وادخلوه البحار ليعرفوه باسمه ولغته وصورته ويصلوا له ينبغى فيها
الماحى لا يبقى شئ من الشرك الا محى فى زمنه ثم تجلت عنى فى اسرع وقت
فاذا انا به مدرج فى ثوب صوف ابيض ومعه حجرة خضراء وقد قبض على
مفاتيح من اللؤلؤ الرطب واذا قائل يقول قبض محمد مفاتيح النصرة مفتاح البر
مفاتيح العزة ثم اقبلت سحابة اخرى يسع منها اهيل الفيل وخفقان
الاجنحة حتى غشيتنى فتنحيت عنى فسمعت منادياً ينادى طوفوا بحجر الشرق و
الغرب على موالد النبيين وعرضوه على كل روحانى من الجن والانس والطير
والسباع واعلموه صفا آدم وعدة نوح وخلة ابراهيم ولسان اسماعيل و
بشرى يعقوب وجمال يوسف وصوت داود وصبر ايوب وزهد يحيى وكرم
عيسى واعمر وانى باخلاق الانبياء ثم تجلت فاذا انا به قد قبض حجرة خضراء
معلوتة واذا قائل يقول قبض محمد على الدنيا كلها لم يبق خلق
من اهلها الا دخل فى قبضته واذا انا بثلاثة نفر فى يد احدهم ابريق فضة
وفى يد الآخر طست من زمرد اخضر وفى يد الثالث حجرة بيضاء فغسل
فاخرج منها خاتما حار ابصار الناظرين دونه فضلا من ذلك اللؤلؤ بريق سبع
مرات ثم ختم بين كتفيه بالخاتم ثم لفه فى الحجرة ثم جعله فاخذ بين اصبعيه ثم

ره الی و فی انسان العیون وعن ابن عباس رضی اللہ
الی ولد یوم الاثنین فی ربیع الاول وانزلت علیہ النبوۃ یوم
الاثنین فی ربیع الاول وہاجر الی المدینۃ یوم الاثنین فی ربیع الاول
قال بعضہم وہذا غریب جدا اھ واخرج الدارمی وابن سعد وابن
عساکر عن ابی فروۃ عن ابن عباس انہ سال کعب الاحبار
کیف تجد نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراۃ فقال کعب
نجد محمد بن عبد اللہ یولد بمکۃ ویہاجر الی طابۃ ویکون ملکہ الشام
ولیس بفحاش ولا بصخاب فی الاسواق ولا یجازی بالسیئۃ السیئۃ ولکن
یعفو ویغفر الحدیث واخرج الحاکم وصححہ عن ابن عباس قال اوحی
اللہ الی عیسی آمن بمحمد ومر من ادرکہ من امتک ان یومنوا بہ
فلولا محمد ما خلقت آدم ولا الجنۃ ولا النار ولقد خلقت العرش
علی الماء فاضطرب فکتبت علیہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
فسکن واخرج ابن عساکر من طریق کریب عن
ابن عباس قال لم یزل اللہ تعالی یقدم فی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم الی آدم فمن بعدہ ولم تزل الامم
تتباشر و... یستفتح بہ حتی اخرجہ
اللہ سبحانہ وتعالی خیر امۃ واکرم خیر قرن وفی خیر

زبان اکبر شاہ میں ہوئی آپ کی
بازاروں میں ہوئی گاڑ آواز بلند کرتے
بلا معاف کرنے والے کا بدلہ دیتے
کو وحی کی اللہ تعالی نے طرف یعنی علیہ السلام کے
اور حکم کر دیا ہے
اور ہم نے
کرنا میں آدم کو اور
اوپر باقی کے
اور اوس کے
ان کریب
اور اوس کے بعد نبوت پر اوس کے

اصحاب خیر بلد فاقام بها شاء الله وهو حرم ابراهیم ثم اخرجه
الی علیه وهی حرم محمد فکان بمنه من حرم ومهاجرا الی حرم
و اخرج ابن سعد عن ابن عباس قال لما امر ابراهیم باخراج هاجر
حمل علی البراق فکان لایمر بارض عذبة سهلة الا قال انزل انها
یا جبریل فیقول لا حتی یاتی مکة فقال جبریل انزل یا ابراهیم قال حیث
لا زرع ولا ضرع قال نعم بهنا یخرج النبی الذی من ذریتک الذی تتم به
الکلمة العلیا و اخرج ابن سعد وابن عساکر عن ابن العباس قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم خرجت من لدن آدم من نکاح غیر سفاح و
اخرج الطبرانی عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لم
ولدنی من سفاح الجاهلیة شیئا وما ولدنی الا نکاح کنکاح الاسلام
و اخرج ابو نعیم من طرق عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی
الله علیه وسلم لم یلتق ابوای قط علی سفاح لم یزل الله ینقلنی من الاصلاب الطیبة
الی الارحام الطاهرة مصفی ومهذبا لا تنشعب شعبتان الا کنت فی خیرهما
و اخرج ابن سعد من طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم خیر العرب مضر وخیر مضر بنو عبد مناف وخیر بنی عبد
مناف بنو هاشم وخیر بنی هاشم بنو عبد المطلب افترقت افترقتان منذ
خلق الله آدم الا کنت فی خیرهما و اخرج ابن عمر العدنی فی مسند

عن ابن عباس ان قرابا کانت نورا بین یدی اللہ تعالی قبل ان یخلق آدم بالفی عام یسبح ذلک النور وتسبح الملائکۃ بتسبیحہ فلما خلق اللہ آدم القی ذلک النور فی صلبہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاہبطنی اللہ الی الارض فی صلب آدم وجعلنی فی صلب نوح وقذف فی صلب ابراہیم ثم لم یزل اللہ ینقلنی من الاصلاب الکریمۃ والارحام الطاہرۃ حتی اخرجنی من بین ابوی لم یلتقیا علی سفاح قط **واخرج** ابو نعیم والخرائطی وابن عساکر عن جریر عطاء عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما قال لما خرج عبد المطلب بابنہ لیزوجہ مر علی کاہنۃ من اہل تبالۃ مشہودۃ قد قرات الکتاب یقال لہا فاطمۃ بنت مر الخثعمیۃ فرات نور النبوۃ فی وجہ عبد اللہ فقالت لہ ہل لک ان تقع علی الآن واعطیک مائۃ من الابل فقال یہودیہ عبد اللہ **شعر**

اما الحرام فالممات دونہ ۞ واحل الحل استبینہ ۞ فکیف لی الامر الذی تبغینہ

یحمی الکریم عرضہ ودینہ ۞ ثم مضی مع ابیہ فزوجہ آمنۃ بنت وہب فاقام عبد اللہ عندہا ثلاثا ثم نفسہ وعتہ الی ما دعتہ الیہ الخثعمیۃ فاتاہا فقالت ما صنعت بعدی قال فوجئی ابی آمنۃ بنت وہب فاقمت عندہا ثلاثا قالت انی واللہ ما اصابتہ ریبۃ ولکنی رایت فی وجہک نورا فاردت ان یکون فی وابی اللہ الا ان یضعہ حیث احب **واخرج** ابن عساکر عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما قال لما ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم عق عنہ عبد المطلب کبش

وسماه محمدا القفيل يا با الحارث اخلاك على ان سميته محمدا ولم تسمه باسم آبائه قال
اردت ان يحمد الله في السماء ويحمده الناس في الارض **واخرج**
البيهقي وابو نعيم وابن عساكر من طريق عكرمة عن ابن عباس قال كانت
امراة من خثعم تعرض نفسها فيهم من الوجاهم وكانت ذات جمال ومال
فمرت بطوف كاهنة فاتت على عبد الله بن عبد المطلب فلما رات جمالها اعجبها
وعرضت نفسها عليه قال مكانك حتى اجيء اليك فانطلق الى امه فدخل بها
فحملت برسول الله صلى الله عليه وسلم فلما جيء اليها قالت من انت قال انا عبد الله
بن عبد المطلب قالت هو الذي كنت اريد لا لقد رايت بين عينيك نورا
فعرضت عليه الآن **واخرج** ابو نعيم عن بريدة وابن عباس قالا رات امنة
في منامها فقيل لها انك قد حملت بخير البرية وسيد العالمين فاذا ولدته
فسميه احمد ومحمدا **واخرج** ابن سعد وابن عساكر عن ابن عباس
ان امنة قالت لقد علقت به فما وجدت له مشقة حتى وضعته فلما انفصل
مني خرج معه نور اضاء لي بين المشرق الى المغرب ثم وقع الى الارض
معتمدا على يديه ثم اخذ قبضة من تراب قبضها ورفع راسه الى السماء
واخرج ابن سعد وابو نعيم عن ابن عباس قال كانت يهود قريظة والنضير
وفدك وخيبر يجدون صفة رسول الله صلى الله عليه وسلم وعندهم قبل ان
يبعث وان دار هجرته المدينة فلما ولد قالت احبار يهود ولد احمد الليلة

بدا الکوکب طلع فلما تبناہ قالوا تبنا احمد کانوا یعرفون ذلک ویقرون

واخرج ابن مندی وابن عساکر من طریق عطاء عن ابن عباس قال قال

النبی صلی اللہ علیہ وسلم سہ ورا محتونا **واخرج** البیہقی عن ابن عباس کان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یری باللیل فی الظلمۃ کما یری بالنہار فی الضو

وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

تیسرے فصل میں ہے بیان حضرت

من مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ **اخرج** الزبیر بن بکار فی اخبار مدینۃ

عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقتنی عبد المتوکل

واخرج ابن عساکر عن ابن مسعود قال قال

قبل ان یبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرأیت علی شیخ من الانبیاء علیہم

انت علیہ بعمائۃ سنۃ الا عشر سنین فقال لی احسبک یا غلام تعقل

وتعقل قلت نعم قال بقیت لی منک واحدۃ قلت ما ہی قال کشفت لی عن

الرجل قال احد فی العلم الصادق ان نبیا یبعث فی الحرم یعاون

علی ولیملانہا عدلا کما ملئت فحواص غمرات ودفاع منظلات واما الجہل فانہ

علی بطنہ شاتہ وعلی فخذہ الیسری علامۃ وما علیک ان تریہنی فقد کاد

الصفۃ الا اخفی علی قال ابوبکر فکشفت لہ عن بطنی فرای شامۃ سوداء فوق سرتی

فقال انت ہو ورب الکعبۃ **واخرج** الطیالسی والبیہقی عن ابن مسعود قال

خال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاستبوا قریشا فان عالمها یملأ الارض علما قال
الامام احمد وغیرہ ہذا العالم ہو الشافعی لانہ لم ینتشر فی طباق الارض من علم عالم
قریشی من الصحابۃ وغیرہم ما انتشر من العلم الشافعی رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین واللہ
سبحانہ تعالی اعلم وبہ التم **چوتھی فصل** **اخرج الطبرانی** فی الاوسط عن عبداللہ
بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اختار خلقہ
فاختار منہم بنی آدم ثم اختار من بنی آدم العرب ثم اختارنی من العرب فلم ازل
خیارا من خیار **والخرج** ابن عساکر عن عبداللہ بن عمر عال ولد النبی صلی اللہ
علیہ وسلم مسرورا مختونا واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وبہ التم **پانچویں فصل**
ہیں ہے بیان حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص الصحابی ابن الصحابی رضی اللہ تعالی عنہما
عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہما قال کان بحمر الظہران ابب یسمی عیصا من اہل الشام وکان یقول یوشک ان
یولد فیکم باہل مکۃ مولود تدین لہ العرب (لے تقاد وتخضع وتذل) و
یملک العجم ہذا زمانہ فکان لا یولد بمکۃ مولود الا سئل عنہ فلما کان صبیحۃ الیوم
الذی ولد فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج عبدالمطلب حتی اتی عیصا وناداہ فاشرف
علیہ فقال عیص کن اباہ فقد ولد ذلک المولود الذی کنت احدثکم بوم الاثنین
قال (عبدالمطلب) ولد فی اللیلۃ مع الصبح مولود قال فما سمیتہ قال محمد

(ای عرضت علی تسمیتہ) قال ولقد کنت اشبہی ہذا المولود فیکم اہل ہذا البیت
(الکعبۃ) بثلاث خصال تعرفہ (ای تمیزہ تلک الخصال وتدل علی انہ ذلک المولود
فقد انی علیہم بانہ طلع نجم الایۃ وانہ ولد الیوم وان اسمہ محمد وہ ابو جعفر بن
ابی شیبۃ وخرجہ ابو نعیم فی الدلائل کذا رواہ ابن عساکر **اخرج** مسلم فی
صحیحہ من حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال
ان اللہ عزوجل کتب مقادیر الخلق قبل ان یخلق السموات والارض بخمسین الف
سنۃ وکان عرشہ علی الماء ومن جملۃ ما کتب فی الذکر ہو امر الکتاب ان محمدا

خاتم النبیین (فی الوجود) واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ اتم

چھٹی فصل میں

ہے بیان حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ کا **اخرج** البیہقی و
ابو نعیم عن حسان بن ثابت (ابن المنذر بن عمرو بن حرام الانصاری شاعر
المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم المؤید بروح القدس جوزیہ الصرف وعدہ قال انی لغلام
ابن سبع سنین او ثمان سنین علی التقریب فقد ذکروا انہ عاش مائۃ وعشرین سنۃ
کما سیوجد وابی جدہ وات سنۃ اربع وخمسین اعقل ما رایت وسمعت (ذ یہود
یصرخ (بالمدینۃ فجئی روایۃ ابن اسحاق یصرخ علی اطمۃ یثرب) ذات غداۃ
یا معشر یہود فاجتمعوا الیہ وانا اسمع فقالوا یا ویلک الک قال طلع نجم احمد الذی یولد بہ
(عندہ او بیثربۃ لاعتقاد الیہودی تاثیر النجم) فی ہذہ اللیلۃ واللہ سبحانہ
وتعالی اعلم وعلمہ اتم

ساتویں فصل میں ہے بیان حضرت

عثمان بن ابی العاص الثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ **واخرج** البیہقی والطبرانی وابو نعیم وابن عساکر عن عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال حدثتنی امی انہا شہدت ولادۃ امنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ ولدتہ قالت فما شئی انظر الیہ فی البیت الا نورا وانی انظر الی النجوم تدنو حتی انی لاقول لیقعن علی فلما وضعتہ خرج منہا نور اضاء لہ البیت والدار حتی جعلت لا اری الا النور

آٹھویں فصل میں ہے بیان ولادت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عبد اللہ بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ سمع اسعد بن زرارۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان یقول علی اطعم من طعام المدینۃ یعنی یثرب قد وصب اللہ بنوۃ نبی من آل ہاشم قد طلع وہاجرہ ال

صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل وقال سأل عثمان بن عفان قباث بن اشیم
اخا بنی المعمر بن لیث أیکما أسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم أکبر منی وأنا أقدم منہ فی المیلاد والکسجانہ وتعالی
اعلم علامہ تم

گیارھویں فصل

من ہو بیان حضرت ابوہریرہ رضی
اللہ تعالی عنہ **اخرج ابن ابی حاتم** فی تفسیرہ وابونعیم فی الدلائل
من طریق عوف عن الحسن عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فی قولہ تعالی واذ اخذنا من النبیین میثاقہم ومنک الآیۃ قال کنت
اول النبیین فی الخلق وآخرہم فی البعث فبدء بی قبلہم **واخرج** البخاری
عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بعثت
من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی کنت من القرن الذی کنت فیہ **و**
اخرج ابن عساکر عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ما ولدنی الا نکاح لم یسفحنی سفاح الجاہلیۃ خرجت من صلب آدم مرتبا عنی الامم کابرا عن کابر
حتی خرجت من افضل حیین من العرب ہاشم وزہرۃ **فی المواہب**
اللدنیۃ ولد صلی اللہ علیہ وسلم مختونا مسرورا ای مقطوع السرۃ
کما روی من حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انہ قال ذلک فقالہ عند ابن عساکر وابن عدی انتہت بزیادۃ من
شرحہا للعلامۃ الزرقانی **واخرج** البیہقی وابن عساکر عن ابی ہریرۃ

ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لما خلق الله آدم اراه بنیه فجعل
یری فضائل بعضهم علی بعض فرای نورا ساطعا فی اعلاهم فقال ارب من
هذا قال هذا ابنک احمد وهو اول وهو آخر وهو اول شافع **واخرج**
عبد الرزاق فی جامعه والحاکم وابو نعیم عن ابی هریرة ان النبی صلی الله
علیه وسلم قال انی لانظر الی ما وراء کما انظر الی بین یدی **واخرج** ابن
عساکر عن خبیط الاشجعی قال لما فسخ عثمان المصاحف قال له ابو هریرة اصبت وا
وفقت اشهد لسمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ان اشد امتی
حبا لی قوم یاتون من بعدی یؤمنون بی ولم یرونی یعلقون بمافی الورق
المعلق فقلت ای ورق حتی رایت المصاحف فاعجب ذلک عثمان وامر
لابی هریرة بعشرة آلاف وقال والله ما علمت انک تجلس علینا حدیث
غیرنا صلی الله علیه وسلم **واخرج** الشیخان عن ابی هریرة قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم لیاتین علی احدکم یوم لان یرانی احب الیه من
اهله وماله **واخرج** عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم وددت
انی رایت اخوانی قالوا ولسنا اخوانک یا رسول الله قال بل انتم اصحابی و
اخوانی الذین لم یاتوا بعد **واخرج** ابو نعیم عن ابی هریرة قال قال رسول
الله صلی الله علیه وسلم لو کان العلم بالثریا لتناوله رجال من ابناء فارس.

فی خیرات الحسان فی مناقب ابی حنیفة النعمان

علامہ الشیخ الاجل محمد بن حجر المکی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ بعد نقل ہذا الحدیث الشریف قال الحافظ المحقق الجلال السیوطی ہذا اصل صحیح یستند علیہ ابناء ابی حنیفۃ وفی الفضیلۃ الکاملۃ النظیر الحدیث الذی فی مالک رحمہ اللہ وہو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک ان یضرب الناس اکباد الابل یطلبون العلم فلا یجدون اعلم من عالم المدینۃ والحدیث الذی فی الشافعی رحمۃ اللہ وہو قولہ لو کان العلم معلقا بالثریا لتناولہ رجال من فارس وشفعوا علی زاعمہ ومخترعہ قال العلماء عالم المدینۃ فی الحدیث الاول مالک عالم قریش فی الحدیث الثانی الشافعی قال بعض تلامذۃ الجلال واجزم بہ شیخنا من ان الامام ابا حنیفۃ ہو المراد من ہذا الحدیث ظاہر لا شک فیہ لانہ لم یبلغ احدا فی زمنہ من ابناء فارس فی العلم مبلغہ ولا بلغ احدا بعدہ مبلغہ ظاہرۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم حیث اخبر بما سیقع ولیس المراد بفارس البلد المعروف بل جنس من العجم وہم الفرس وان جد الامام ابی حنیفۃ منہم علی ما الکثیر والیہ وفی خبر عن الدیلمی خیر العجم فارس انتہت بحروفہا **واخرج** الحاکم وصححہ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک الناس ان یضربوا اکباد الابل فلا یجدون عالما اعلم من عالم المدینۃ قال سفیان یعنی ہذا العالم مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم علمہ اتم

بارھویں فصل

میں ہے بیان حضرت عرباض بن ساریہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

اخرج احمد والبزار والطبرانی والبیہقی عن الحرث بن سارۃ الخ
صلی اللہ علیہ وسلم قال انی عند اللہ لخاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ الخ
من ذلک انی دعوۃ ابی ابراہیم وبشارۃ عیسی ورؤیا امی التی رات و
کذلک امہات النبیین یرین وانہم یلدن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رؤیا
حین وضعتہ نور اضاءت لہا قصور الشام واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ اتم

تیرھویں فصل

میں ہے بیان حضرت ابوامامہ صدی رضی اللہ تعالی
عنہ۔ اخرج ابن سعد عن حرام بن عثمان الانصاری قال
قدم احمد بن زرارۃ من الشام تاجرا فی اربعین رجلا من قومہ فرای رؤیا
ان آتیا اتاہ فقال ان نبیا یخرج بمکۃ یا ابا ایوب فکن اول من یجیبہ
و اخرج ابن سعد واحمد والطبرانی والبیہقی وابو نعیم عن ابی امامۃ قال
قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کان بدء امرک قال دعوۃ ابراہیم
بشری عیسی ورات امی انہ یجمع منہا نور اضاءت لہ قصور الشام واللہ سبحانہ
وتعالی اعلم وعلمہ اتم

چودھویں فصل

میں ہے بیان حضرت ابو نعیم
رضی اللہ تعالی عنہ وکان من المعمرین من قریش اخرج ابو نعیم من
طریق ابن عبد اللہ بن ابی نجیح عن ابیہ عن جدہ قال سمعت اباطالب
یحدث عن عبد المطلب قال بینما انا نائم فی الحجر رایت رؤیا افزعتنی فرعا
منہا فزعا شدیدا فاتیت کاہنۃ قریش فقصت لہا الرؤیا فقالت ان رایت اللیلۃ کان

فصل پندرھویں

فی المواہب اللدنیۃ

پندرھویں فصل میں ہے بیان حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی المواہب اللدنیۃ میں حدیث سلمان میں ہے

لاعرفهم كرامتك ومنزلتك عندي ولولاك لما خلقت الدنيا **واخرج** ابن عساكر
من سليمان قال قيل يا نبي الله صلى الله عليه وسلم الله موسى تكليما وخلق يعقوب من غير
واتخذ ابراهيم خليلا واصطفى آدم فما اعطيت من الفضل فقال جبريل فقال ان تكليم
موسى لكنت اتخذت ابراهيم خليلا فقد اتخذتك عبيبا وان كنت تكلمت موسى
في الارض تكليما فقد كلمتك في السماء وان كنت خلقت آدم بيدك من قبل ان اخلق
الخلق باثني سنة ولقد وطئت في السماء موطئا لم يطأه احد قبلك ولا يطأه احد
بعدك وان كنت اصطفيت آدم فقد خصصت بك الانبياء وما خلقت خلقا اكرم
على منك قد اعطيتك الحوض والشفاعة والناقة والقضيب والتاج والبراق
والحج والعمرة وشهر رمضان والشفاعة كلها لك حتى ظل عرشي في القيامة عليك
محمد وتاج المجد على راسك معقود وقرنت اسمك مع اسمي ظلا وذكرني موضع
حتى تذكر معي ولقد خلقت الدنيا واهلها لاعرفهم كرامتك ومنزلتك ولولاك لما خلقت
الدنيا **سولہوين فصل** میں ہے بیان حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اخرج البیہقی وابن عساکر من طریق مالک عن الزہری عن انس ان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال افترق الناس فرقتین الا جعلنی اللہ فی خیرہما فاخرجت من بین
ابوی فلم یصبنی شیء من عہد الجاہلیۃ وخرجت من نکاح ولم اخرج من سفاح من
لدن آدم حتی انتہیت الی ابی واہی فانا خیرکم نفسا وخیرکم ابا **واخرج**
ابو نعیم فی الحلیۃ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوحی اللہ الی عیسی

بن اسحاق از حسن بصری و ہو باطل عجیب عجیب خلقہ اللہ تعالیٰ بارتبا من اھل
خلق اللہ اکرم علی منہ کتبت اسمہ مع اسمی فی العرش قبل ان یخلق السمٰوٰت
والارض ان الجنۃ محرمۃ علی جمیع خلقی حتی یدخلہا ہو وامتہ قال الاولون
ہم ہون سجودا وہو طاہر علی کل حال یشہدون اوساطہم ویطہرون اطرافہم صائمون
بالنہار رہبان باللیل قبل نہیم البیرا وہم الجنۃ بشہادۃ ان لا الہ الا اللہ قال
اجعلنی نبی تلک الامۃ قال نبیہا منہا قال اجعلنی من امتہ ذلک الہی قال اسقدمت
واتاخر ولکن سامجع بینک وبینہ فی دار الجلال **واخرج** ابن مردویہ عن انس
قال قرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد جاءکم رسول من انفسکم بفتح الفاء وقال
انفسکم نسبا وصہرا وحسبا لیس فی ابائی من لدن آدم سفاح کلنا نکاح **واخرج**
ابن سعد وابو نعیم عن انس قال کنا نعرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا
اقبل بطیب ریحہ **واخرج** البزار وابو یعلی عن انس قال کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم امر فی الطریق من طرق المدینۃ وجد منہ رائحۃ
طیبۃ قالوا مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ہذا الطریق **واخرج** الطبرانی
فی الاوسط وابو نعیم وابن عساکر من طرق متعددۃ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من اکرامی علی ربی انی ولدت مختونا ولم یرا احد
سوأتی واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم **علم الرتم** **ستر ہوین فصل** میں ہے
بیان حضرت زید بن اسلم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ **اخرج**

ابن سعد وعنہ عن زید بن اسلم ان علیہ لما اخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمولد
ابراہیم قال ما اخبرت مولود ما شاء اللہ لمثلہ فما کنت اجد علیہ النساء
من جل ولدہ اوجبت لجبل لی انک لتقول ھذا فسیولد بعدی بموسیٰ الیاس
مستوطنہ علیہ یا رضا رسالی السماء فخرجت علیہ الی زوجہا فاخبرہ فسر بذلک اللہ
سبحانہ وتعالیٰ علم وعلمہ اتم **اشہر ہون فصل** ہیں بیان حضرت
واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ **اخرج** مسلم عن واثلہ بن الاسقع قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اصطفی من ولد ابراہیم اسمٰعیل واصطفی من ولد اسماعیل
بنی کنانۃ واصطفی من بنی کنانۃ قریشا واصطفی من قریش بنی ہاشم واصطفانی
من بنی ہاشم اللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم **اثنین ون فصل** ہیں
بیان حضرت ابو مریم غسانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ **اخرج** الطبرانی والبیہقی
عن ابی مریم الغسانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اعرابیا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انی شی کان اول نبوتک قال اخذ منی المیثاق کما اخذ من النبیین میثاقہم
ورعوۃ الی ابراہیم وبشری عیسیٰ ورات امی فی منامہا انہ خرج من بین
علیہا سراج اضاءت لہ قصور الشام **قولہ** ابی مریم فی التقریب ابو مریم الغسانی
جد ابی بکر بن عبد اللہ بن ابی مریم وقد قیل ان لعبد اللہ صحبۃ اھ وفی اسد الغابۃ
فی معرفۃ الصحابۃ ابو مریم الغسانی جد ابی بکر بن عبد اللہ بن ابی مریم قال
اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ ولدت فی اللیلۃ جاریۃ

قال ولا اعلم الا انزلت على سورة مريم فسألت ابا مريم فكان كما قال ابا مريم فغزا مع النبي صلى الله عليه وسلم وقال ابو حاتم الرازي سالت ابا زرعة عن هذا فقال هو رجل بعيد في النسابين اه والله سبحانه وتعالى اعلم وعلمه اتم

فصل انيسوين

اخرج

احمد وابن سعد عن ابي صخر العقيلي قال حدثني رجل من الاعراب قال مر رسول الله صلى الله عليه وسلم بيهودي وهو يقرء التوراة يقرأها على ابن له فقال النبي صلى الله عليه وسلم يا يهودي انشدك بالله الذي انزل التوراة على موسى اتجد في توراتك نعتي وصفتي ومخرجي فقال برأسه ان لا فقال ابنه لكني اشهد بالذي انزل التوراة على موسى انه لنعتك وصفتك ومخرجك فنحن كنا به نؤمن واما اشهد ان لا اله الا الله وانك رسول الله فقال النبي صلى الله عليه وسلم قبحوا اليهودي عن صاحبكم وقبض النبي صلى الله عليه وسلم واخرج البيهقي نحوه من حديث انس وابن مسعود وفي اسد الغابة في معرفة الصحابة قام اليهودي عن ابن عكيم فقال النبي صلى الله عليه وسلم حنطوه وكفنوه وصلوا عليه اه والله سبحانه وتعالى اعلم وعلمه اتم

فصل اكيسوين

اخرج

ابو يعلى وابو نعيم وابن عساكر عن شداد بن اوس ان رجلا من بني عامر سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم ما حقيقة امرك فقال يا بن شداد اني بقية ابراهيم ودعوة ابي البشرى اخي عيسى واني كنت بكرا لامي وامها حملت بي فخرجت

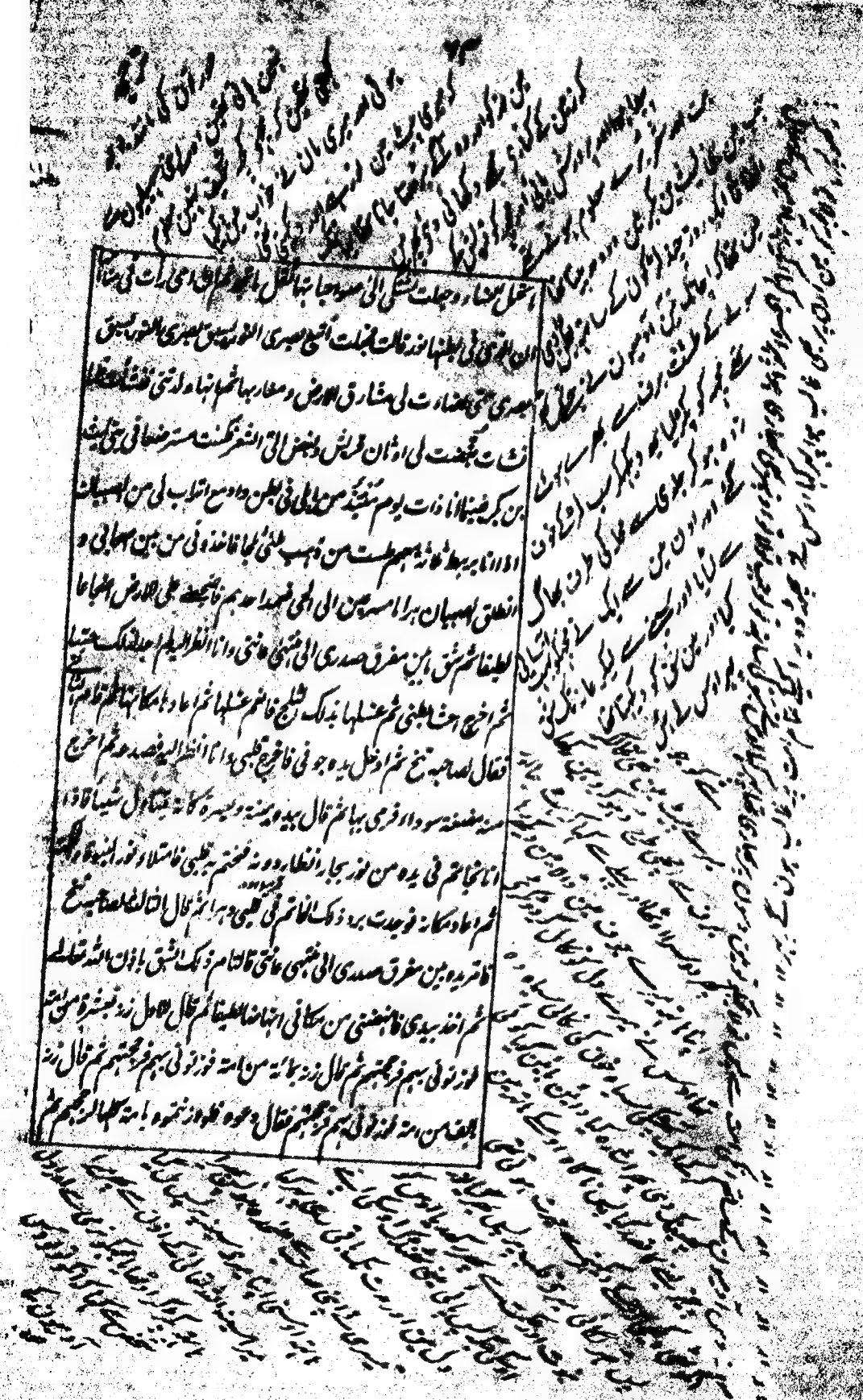

فتشوني الى صدعهم فلبوا راسي وابين عيني ثم قالوا يا صبيب اسلم ترع
انك لو تدري ما يراد بك من الخير لقرت عيناك ثم جاء الحي فاخذ بهم فقال ابن
العم ان هذا الغلام اصابنا بهم وطائف من الجن فانطلق يترس به الى كاهنا
حتى ينظر اليه ويداويه فقلت ما بي شيء مما تذكرون اني اي نفسي سليمة وفوادي
صحيح فقال نعم ظننت الا ترون ان كلامي صحيح اني لا رجو ان لا يكون بي باس
فذهبوا بي الى الكاهن فقصوا عليه قصتي فقال اسكتوا حتى اسمع من الغلام فانه
اعلم بامره منكم فقصصت عليه ظني سمع قولي وثبت اني قضيت الى صدر ثم ناجى باعلى
صوته يا معشر العرب يا معشر العرب اقتلوا هذا الغلام واقتلوني معه فوالات والعزى لئن
تركتموه واوركم ليبدلن دينكم ويسفهن عقولكم وعقول آبائكم ولينازعنكم امركم ولياتينكم
بدين لم تسمعوا بمثله فقامت نظرتي فاخترطت عني من حجره وقالت لانت اعمه
منه واجن ولو علمت ان هذا يكون من قولك ما اتيت اليك فاطلب لنفسك من
يقتلك فانا غير قاتلي هذا الغلام ثم احتملوني فادوني الى اهلي واصبح اثر الشق بارض صدري
الى اليوم هاتي كان الشراك **قال ابو نعيم** في هذا الحديث ان امنة وجدت
الثقل في حمله في سائر الاحاديث انها لم تجد ثقلا والجمع ان الثقل يبدو في ابتداء حملها
ويدوان الخفة عند استقرار الحمل بها فيكون ذلك الحالين خارجا عن المعتاد والمعروف
والله سبحانه وتعالى اعلم وعلمه اتم **بابيون فصل** بين بيان حضرت
ابو سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه **اخرج الطبراني** عن ابي سعيد الخدري

اصل از فضل معلوم شد کہ بیان حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ بما سئلت فی وقتی هذا

فی بنی سعد فانی بامنی اللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلام تیسویں

فصل

عن اخرج مسلم ابی قتادۃ الانصاری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سئل عن صوم یوم الاثنین فقال ذاک یوم ولدت فیہ ویوم بعثت او انزل

علی فیہ و اخرج ایضا عنہ رضی اللہ تعالی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سئل عن صوم یوم الاثنین فقال فیہ ولدت وفیہ انزل علی واللہ

سبحانہ وتعالی اعلم علامہ تم چوبیسویں فصل میں ہے بیان حضرت

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما اخرج عبد الرزاق عن جابر

بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما قال قلت یا رسول اللہ ابی انت وامی

اخبرنی عن اول شئی خلقہ اللہ تعالی قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ

قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ فجعل ذلک النور یدور بالقدرۃ

حیث شاء اللہ ولم یکن فی ذلک الوقت لوح ولا قلم ولا جنۃ ولا نار ولا

ملک ولا سماء ولا ارض ولا شمس ولا قمر ولا جنی ولا انسی فلما اراد اللہ ان یخلق

قسم ذلک النور اربعۃ اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم ومن الثانی اللوح

ومن الثالث العرش ثم قسم جزء الرابع اربعۃ اجزاء فخلق من الاول

حملۃ العرش ومن الثانی الکرسی ومن الثالث بقیۃ الملائکۃ ثم قسم الرابع

اربعة اجزاء فخلق من الاول السموات ومن الثانی الارضین ومن الثالث
الجنة والنار ثم قسم الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول نور ابصار المؤمنین
ومن الثانی نور قلوبهم وهی المعرفة باللہ ومن الثالث نور انسهم وهو التوحید
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ الحدیث **واخرج** الدارمی والبیہقی وابو نعیم
عن جابر بن عبد اللہ قال کان فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصال لم تکن
فی طریق فتتبعها الاعرف انه سلک من طریق قد اوعرفه ولم یکن یمر بحجر
ولا شجر الا سجد لہ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ اتم **پچیسویں فصل**
میں ہے بیان حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ **اخرج** الخطیب
عن الحسین بن علی رضی اللہ تعالی عنہما قال لما کانت اللیلة التی ولد
فیها النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال جبرئیل یا محمد ولد اللیلة فی بلدکم هذا النبی
الذی وصف باسمہ موسی وهارون ولقبل ابتهما فان اخطاکم فبشر
اهل الطائف واهل ایلة قال فولد فی تلک اللیلة فخرج الحجر حتی دخل الحجر ثم
قال اشهد ان لا الہ الا اللہ وان موسی حق وان محمدا حق ثم نقد الحجر
علیہم یقدر علیہ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ اتم **چھبیسویں فصل**
میں ہے بیان حضرت حویطب بن عبد رضی اللہ تعالی عنہ **اخرج**
الواقدی وابو نعیم عن حویطب بن عبد رضی اللہ تعالی عنہ قال کنا
ربیعہ اجزاء فخلق من الاول السموات ومن الثانی الارضین ومن الثالث
الجنة والنار ثم قسم الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول نور ابصار المؤمنین
ومن الثانی نور قلوبهم وهی المعرفة باللہ ومن الثالث نور انسهم وهو التوحید
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ الحدیث **واخرج** الدارمی والبیہقی وابو نعیم
عن جابر بن عبد اللہ قال کان فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصال لم تکن
فی طریق فتتبعها الاعرف انه سلک من طریق قد اوعرفه ولم یکن یمر بحجر
ولا شجر الا سجد لہ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ اتم **پچیسویں فصل**
میں ہے بیان حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ **اخرج** الخطیب
عن الحسین بن علی رضی اللہ تعالی عنہما قال لما کانت اللیلة التی ولد
فیها النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال جبرئیل یا محمد ولد اللیلة فی بلدکم هذا النبی
الذی وصف باسمہ موسی وهارون ولقبل ابتهما فان اخطاکم فبشر
اهل الطائف واهل ایلة قال فولد فی تلک اللیلة فخرج الحجر حتی دخل الحجر ثم
قال اشهد ان لا الہ الا اللہ وان موسی حق وان محمدا حق ثم نقد الحجر
علیہم یقدر علیہ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ اتم **چھبیسویں فصل**
میں ہے بیان حضرت حویطب بن عبد رضی اللہ تعالی عنہ **اخرج**
الواقدی وابو نعیم عن حویطب بن عبد رضی اللہ تعالی عنہ قال کنا

فیروزہ وہو فی تبناوا اخذ طینا منہ صفۃ کذا وکذا حتی اذا تم خلقہ
خال دانا غلام واری احفظ واسمع یعنی اذ سمعت صیاحا شیعۃ
بنی عبد الاشہل فاذا قومی فزعوا وخافوا ان یکون امر حدث ثم خفی صوتہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام
ثم عاد فصاح فظننا صیاحہ یا اہل یثرب ہذا کوکب الذی ولد بہ قال فظننا
نعجب من ذلک ثم اقام دہرا طویلا ونسینا ذلک فہلک قوم وحدث
آخرون وصرت رجلا کبیرا فاذا مثل ذلک الصیاح بعینہ یا اہل یثرب قد
خرج محمد بتہامۃ وہاجر الی اناس وہو الاکبر الذی کان یاتی موسی علیہ السلام
فلم یثب ان سمعت ان بمکۃ رجلا خرج یدعی النبوۃ فخرج من خرج من
قومہ وتاخرت من تاخر وسلم فتیان منا احداث ولم یقض لی ان اسلم
حتی قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

ستائیسویں فصل میں ہے بیان حضرت ابو الطفیل صحابی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ وہو آخر من مات من الصحابۃ قالہ مسلم وغیرہ۔
اخرج ابو نعیم وابن مردویہ فی تفسیرہ والدیلمی فی مسند الفردوس
عن ابی الطفیل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لی عشرۃ اسماء عند
اللہ احمد واحمد والفاتح والخاتم وابو القاسم والحاشر والعاقب والماحی
وطہ واخرج الترمذی فی الشمائل عن سعید الجہنی قال سمعت
ابا الطفیل یقول رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی علی وجہ الارض ما

فصل

فصل میں بیان حضرت ام المومنین
عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اخرج البیہقی والطبرانی فی الاوسط وابن عساکر
عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لی جبریل قلبت الارض
مشارقہا ومغاربہا فلم اجد رجلا افضل من محمد ولم اجد بنی اب افضل من
بنی ہاشم واخرج ابن سعد وابن عساکر عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرجت من نکاح غیر سفاح وفی
انسان العیون روی ابن حبان عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا عن آمنۃ ام النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہا قالت ان لابنی ہذا شانا
انی حملت بہ فلم اجد حملا قط اخف علی ولا اعظم برکۃ منہ واخرج ابن سعد
والحاکم والبیہقی وابو نعیم عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان یہود
قد سکنوا بمکۃ فتجر فیہا فلما کانت الیلۃ التی ولد فیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
فی المجلس من قریش یا معشر قریش ہل ولد فیکم الیلۃ مولود فقال القوم واللہ ما
نعلم قال احفظوا ما اقول لکم ولد ہذہ الیلۃ نبی ہذہ الامۃ الاخیرۃ بین کتفیہ علامۃ
فیہا شعرات متواترات کانہن عرف فرس لا یرضع لیلتین وذلک ان عفریتا
من الجن دخل اصبعہ فی فمہ فمنعہ الرضاع فتسدع القوم من مجلسہم وہم یعجبون
من قولہ فظلوا سمارا والی منازلہم اخبر کل انسان منہم ازقاد ولد عبد اللہ

بن عبد المطلب لما دخل بصفورا فاطمة بنت اسد حين ماتت فجلس عند راسها فقال رحمك الله يا امي
كنت بعد امي حين تجوعني وتشبعيني وتعرين نفسك وتكسوني وتمنعين نفسك الطيب وتطعمينني
تريدين بذلك وجه الله والدار الاخرة ثم امر ان تغسل ثلاثا فلما بلغ الماء الذي فيه الكافور سكبه
عليها بيده ثم خلع قميصه فالبسها اياه واضطجع في لحدها فقال اللهم الذي يحيي ويميت وهو حي
لا يموت اغفر لامي فاطمة بنت اسد ولقنها حجتها ووسع عليها مدخلها بحق نبيك والانبياء الذين من
قبلي فانك ارحم الراحمين وكبر عليها اربعا ثم ادخلوها الثلاثة فلما خرجوا قال ابن عباس فسألته
فقال لما خرجت ودخلت القبر فاضطجع فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اللهم الذي يحيي
ويميت وهو حي لا يموت اغفر لامي فاطمة بنت اسد ولقنها حجتها ووسع عليها مدخلها بحق نبيك
والانبياء الذين من قبلي فانك ارحم الراحمين رواه الطبراني في الكبير وابو نعيم في الحلية
وروى ابن عبد البر عن ابن عباس قال لما ماتت فاطمة بنت اسد ام علي رضي الله عنه دخل عليها
رسول الله صلى الله عليه وسلم فجلس عند راسها فقال رحمك الله يا امي بعد امي كنت تشبعيني
وتجوعين وتكسوني وتعرين وتطعمينني وتمنعين نفسك الطيب تريد بذلك وجه الله والدار الاخرة
ثم امر ان تغسل ثلاثا فلما بلغ الماء الذي فيه الكافور سكبه عليها بيده ثم خلع قميصه فالبسها
اياه واضطجع في لحدها فقال اللهم اغفر لامي فاطمة بنت اسد ولقنها حجتها ووسع عليها مدخلها
بحق نبيك والانبياء الذين من قبلي فانك ارحم الراحمين وكبر عليها اربعا وادخلوها الثلاثة
فلما خرجوا قال ابن عباس فسألته فقال لما خرجت ودخلت القبر فاضطجع فيه رسول الله صلى
الله عليه وسلم فقال اللهم الذي يحيي ويميت وهو حي لا يموت اغفر لامي فاطمة بنت اسد
ولقنها حجتها ووسع عليها مدخلها بحق نبيك والانبياء الذين من قبلي فانك ارحم الراحمين
رواه الطبراني في الكبير وابو نعيم في الحلية وروى ابن عبد البر عن ابن عباس قال لما ماتت
فاطمة بنت اسد ام علي رضي الله عنه دخل عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم فجلس عند
راسها فقال رحمك الله يا امي بعد امي كنت تشبعيني وتجوعين وتكسوني وتعرين وتطعمينني
وتمنعين نفسك الطيب تريد بذلك وجه الله والدار الاخرة ثم امر ان تغسل ثلاثا فلما بلغ الماء
الذي فيه الكافور سكبه عليها بيده ثم خلع قميصه فالبسها اياه واضطجع في لحدها فقال
اللهم اغفر لامي فاطمة بنت اسد ولقنها حجتها ووسع عليها مدخلها بحق نبيك والانبياء
الذين من قبلي فانك ارحم الراحمين وكبر عليها اربعا وادخلوها الثلاثة فلما خرجوا قال
ابن عباس فسألته فقال لما خرجت ودخلت القبر فاضطجع فيه رسول الله صلى الله عليه
وسلم فقال اللهم الذي يحيي ويميت وهو حي لا يموت اغفر لامي فاطمة بنت اسد ولقنها
حجتها ووسع عليها مدخلها بحق نبيك والانبياء الذين من قبلي فانك ارحم الراحمين
رواه الطبراني في الكبير وابو نعيم في الحلية وروى ابن عبد البر عن ابن عباس قال
لما ماتت فاطمة بنت اسد ام علي رضي الله عنه دخل عليها رسول الله صلى الله عليه
وسلم فجلس عند راسها فقال رحمك الله يا امي بعد امي كنت تشبعيني وتجوعين
وتكسوني وتعرين وتطعمينني وتمنعين نفسك الطيب تريد بذلك وجه الله والدار
الاخرة ثم امر ان تغسل ثلاثا فلما بلغ الماء الذي فيه الكافور سكبه عليها بيده
ثم خلع قميصه فالبسها اياه واضطجع في لحدها فقال اللهم اغفر لامي فاطمة
بنت اسد ولقنها حجتها ووسع عليها مدخلها بحق نبيك والانبياء الذين من
قبلي فانك ارحم الراحمين وكبر عليها اربعا وادخلوها الثلاثة فلما خرجوا
قال ابن عباس فسألته فقال لما خرجت ودخلت القبر فاضطجع فيه رسول
الله صلى الله عليه وسلم فقال اللهم الذي يحيي ويميت وهو حي لا يموت
اغفر لامي فاطمة بنت اسد ولقنها حجتها ووسع عليها مدخلها بحق نبيك
والانبياء الذين من قبلي فانك ارحم الراحمين رواه الطبراني في الكبير
وابو نعيم في الحلية وروى ابن عبد البر عن ابن عباس قال لما ماتت
فاطمة بنت اسد ام علي رضي الله عنه دخل عليها رسول الله صلى الله
عليه وسلم فجلس عند راسها فقال رحمك الله يا امي بعد امي كنت
تشبعيني وتجوعين وتكسوني وتعرين وتطعمينني وتمنعين نفسك
الطيب تريد بذلك وجه الله والدار الاخرة ثم امر ان تغسل ثلاثا
فلما بلغ الماء الذي فيه الكافور سكبه عليها بيده ثم خلع قميصه
فالبسها اياه واضطجع في لحدها فقال اللهم اغفر لامي فاطمة
بنت اسد ولقنها حجتها ووسع عليها مدخلها بحق نبيك والانبياء
الذين من قبلي فانك ارحم الراحمين وكبر عليها اربعا وادخلوها
الثلاثة فلما خرجوا قال ابن عباس فسألته فقال لما خرجت
ودخلت القبر فاضطجع فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقال اللهم الذي يحيي ويميت وهو حي لا يموت اغفر لامي
فاطمة بنت اسد ولقنها حجتها ووسع عليها مدخلها بحق
نبيك والانبياء الذين من قبلي فانك ارحم الراحمين
رواه الطبراني في الكبير وابو نعيم في الحلية

ستیسوین فصل

اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا اخرج الحرائطی من طریق ہشام بن عروۃ
عن ابیہ عن جدہ اسماء بنت ابی بکر قالت کان یزید بن عمرو بن نفیل وورقۃ بن
نوفل یذکران ابراہیما انبیا النجاشی بعد رجوع ابرہۃ من مکۃ قالا ظاہر وخلنا علیہ قال
احد قائلی ایہا القرشیان بل بلدکم مولود اراد ابوہ ذبحہ فضربت علیہ القدح
فسلم ونجت عوجال کثیرۃ قلنا نعم قال فہل لکما علم بہ فہل تلنا تزوج امرأۃ
یقال لہا امنۃ ترکہا حاملا وخرج حال فہل تلدان جاریۃ اسمہا احمد قال ورقۃ اخبرک
ایہا الملک انی لیلۃ قد بقیت عند وثن لنا وسمعت من جوفہ ما تقایقول ؎

ولد النبی فذلت الاملاک * وتمایل الضلال وادبر الاشراک

فسألت بعض اہلہ فقال نزید عندی بخبرہ ایہا الملک انی فی مثل ہذہ اللیلۃ خرجت
حتی اتیت جبل ابی قبیس اذا رایت رجلا ینزل من السماء ارجاء حان خضران

ستیسوین فصل

اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا اخرج الحرائطی من طریق ہشام بن عروۃ
عن ابیہ عن جدہ اسماء بنت ابی بکر قالت کان یزید بن عمرو بن نفیل وورقۃ بن
نوفل یذکران ابراہیما انبیا النجاشی بعد رجوع ابرہۃ من مکۃ قالا ظاہر وخلنا علیہ قال
احد قائلی ایہا القرشیان بل بلدکم مولود اراد ابوہ ذبحہ فضربت علیہ القدح
فسلم ونجت عوجال کثیرۃ قلنا نعم قال فہل لکما علم بہ فہل تلنا تزوج امرأۃ
یقال لہا امنۃ ترکہا حاملا وخرج حال فہل تلدان جاریۃ اسمہا احمد قال ورقۃ اخبرک
ایہا الملک انی لیلۃ قد بقیت عند وثن لنا وسمعت من جوفہ ما تقایقول ؎

ولد النبی فذلت الاملاک * وتمایل الضلال وادبر الاشراک

فسألت بعض اہلہ فقال نزید عندی بخبرہ ایہا الملک انی فی مثل ہذہ اللیلۃ خرجت
حتی اتیت جبل ابی قبیس اذا رایت رجلا ینزل من السماء ارجاء حان خضران

فصل ستیسوین

فصل ستیسوین

فصل ستیسوین

اخرج ابن حبان فی سیرۃ عن حلیمۃ السعدیۃ موضعۃ ان امنۃ قالت لہا
ان لابنی ذات شان انی حملت بہ فلم اجد حملا قط کان اخف علی ولا اعظم برکۃ
منہ وکانہ شہاب خرج منی حین وضعتہ اضاءت لی اعناق الابل
ببصری من ارض الشام ثم وضعتہ فما وقع کما یقع الصبیان وقع واضعا
یدیہ الارض رافعا راسہ الی السماء **وفی مورد الروی فی مولد**
النبوی للعلامۃ علی القاری علیہ رحمۃ اللہ الباری قالت حلیمۃ فیما
رواہ ابن اسحاق وابن راہویہ وابو یعلی والطبرانی والبیہقی وابو نعیم خرجت
مکۃ فی نسوۃ من بنی سعد بن بکر نلتمس الرضعاء فی سنۃ شہباء وقد حلت
علی اتان لی وہی صبی لنا وشارف لنا ای ناقۃ مسنۃ ہرمۃ واللہ ما تبض
بقطرۃ وما ننام لیلنا اولدی کلا یجد فی ثدی ما یغنیہ ولا فی شارفنا ما یغذیہ
فقد منا بمکۃ فواللہ ما کملت منا امرأۃ الا وقد عرض علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فتاباہ اذا قیل یتیم فواللہ ما بقی من صواحبی امرأۃ الا اخذت رضیعا
غیری فلما لم اجد غیرہ قلت لزوجی واللہ انی لاکرہ ان ارجع من بین صواحبی
لیس معی رضیع لانطلقن الی ذلک الیتیم فلاخذنہ فذہبت فاذا ہو مرمح فی ثوب
صوف یہب من العبن ویفوح منہ المسک ومحنۃ حریرۃ خضراء واقد علی قفاہ
منطقا فاشتملت ان اوقظہ من نومہ لحسنہ وجمالہ فدلوت منہ رویدا فوجدت
یدی علی صدرہ فتبسم ضاحکا وفتح عینیہ ینظر الی فخرج من عینیہ نور رعت دخل

Urdu marginalia

منازل بنی سعد ولا اعلم رضا من ارض اللہ اجدب منہا کانت
غنمی تروح علی حین قومنا یبشا ما لبنا فحلب فشرب واحلب انسان قلیل ما
لبن ولا یجد ہا فی ضرع حتی کان الحاضر من قومنا یقولون لرعائہم اسرحوا
حیث شئتم غنم بنت ابی ذویب فتروح اغنامہم جوعا ما تبض بقطرۃ لبن
تروح الغنامی شبا عالبنا فللہ در امنہ کیف کثرت بہا سوانی حلیمۃ ونفت
وارتفع قدرہا وہمت ولم نزل حلیمۃ تتعرف الخیر والسعادۃ ونفوز منہ
بالحظ والزیادۃ **شعر** لقد لغبت بالہاشمی حلیمۃ ✻ مقاما علانی فروۃ
العز والمجد ✻ وزادت مواشیہا واخصب ربعہا ✻ وقد عم بالسعد اہل
بنی سعد وفی کتاب الزہر قیس لابی عبد اللہ محمد بن السعلی الازدی ان من اشہر
حلیمۃ مما سمات نرقص بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم **شعر** ربا ذا علیۃ ثابتۃ
واعلالی الحلا وارفعہ ✻ واخص بالجلیل العدی بجقہ ✻ وزدت انا بجقہ
بسقہ بجقہ ✻ انتہی بحروفہ **والیضا فیہ** واخرج البیہقی وابن عساکر
عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما قال کانت حلیمۃ تحدث انہا اول فاجعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکلم فقال اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ
بکرۃ واصیلا واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ اتم **پانچوان باب**
یہاں تین ہزار روایات صحیحہ کے جو کہ اسباب تین ہے تابعین رضی اللہ
تعالی عنہم اجمعین ہے جواب بنظر اختصار ذکر بعض تابعین رضی اللہ تعالی عنہم

پانچوان باب بیان تین ہزار روایات صحیحہ کے جو کہ اسباب تین ہے تابعین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین ہے جواب بنظر اختصار ذکر بعض تابعین رضی اللہ تعالی عنہم

پہلی فصل

اور پیدا کیا گیا اور جو اونٹوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
فضائل بیان فرمائے ان میں سے تھوڑا سا تبرکاً و تیمناً ذکر کیا
ہے اور اس باب میں کل نو فصلیں ہیں پہلی فصل میں ہے بیان
حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ و ذکر الامام العارف الزرقانی عبد الباقی
بن ابی حمزۃ فی کتابہ بہجۃ النفوس ومن قبلہ ابن سبع فی شفاء الصدور
ورواہ ابو سعد فی شرف المصطفی وابن الجوزی فی الوفاء عن کعب الاحبار
ان نبی المحترم ادرک المصطفی وماراہ لکنہ وقف علی علمہ وتوثیقہ قال لما اراد
اللہ ان یخلق محمد صلی اللہ علیہ وسلم امر جبریل ان یاتیہ بالطینۃ التی
ہی قلب الارض وبہاؤہ ہو الحسن ونورہا قال فہبط جبریل فی ملائکۃ
الفردوس وملائکۃ الرفیع الاعلی فقبض قبضۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من موضع قبرہ الشریف وہی بیضاء منیرۃ فعجنت بماء التسنیم وہو
شراب الجنۃ فی معین انہار الجنۃ حتی صارت کالدرۃ الثلوثۃ البیضاء
البیضاء ولہا شعاع عظیم ثم طافت بہا الملائکۃ حول العرش وحول الکرسی
وفی السموات والارض والجبال والبحار فعرفت الملائکۃ وجمیع الخلق محمد
صلی اللہ علیہ وسلم وفضلہ قبل ان تعرف آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام
قال بعض العلماء وہذا لا یقال بالرأی فہی یعنی فہو اما عن کتب
القدیمۃ فانہ جبریل الامین المصطفی لہ بطلۃ فہو مرسل وتضعیف بعض المتاخرین

جدالہ باحتمال ان من الکتب القدیمۃ وقد بدلت غیر مرۃ فان المصنف
ذکر ما ہو من جہۃ السند لا یرقاہ کما ہو معلوم عند من لہ ادنی الماس بالفن
ولیس کل ما ینقل عن الکتب القدیمۃ مردودا بمثل ہذا الاحتمال کما شرح بہ
العلامۃ الزرقانی ج و ایضا فیہ فی روایۃ لکعب الاحبار انہ تولد
تلک اللیلۃ التی حمل فیہا المصطفی فی السماء ضفاحہا ای جوانبہا والضفاح
وبقاعہا ان النور المکنون الذی منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای تولد
جدہ صلی اللہ علیہ وسلم استقل فی البطن ہنیئا فیا طوبی لہا یا طوبی لہا ہذا
لو منذ اصنام الدنیا منکوسۃ وکانت قریش فی جدب شدید وضیق
عظیم فاخضرت الارض واطلعت الاشجار واتاہم الرفد الخیر الکثیر من کل جہۃ
فسمیت تلک السنۃ التی حمل فیہا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنۃ
الفتح وسنۃ الابتہاج ای السرور **و فی انسان العیون**
عن کعب الاحبار فی التوراۃ ان اللہ تعالی اخبر موسی خروج محمد صلی اللہ
علیہ وسلم من بطن امہ وموسی اخبر قومہ ان الکوکب المعروف عندکم کذا
اذا تحرک وسار عن موضعہ فہو وقت خروج محمد صلی اللہ علیہ وسلم ای وصار
ذلک مما یتوارثہ العلماء من بنی اسرائیل اہ **و اخرج** ابو نعیم
عن عبد الرحمن المعافری ان کعب الاحبار رای جبر الیہودیۃ فقال
لہ ما یبکیک فقال ذکرت بعض الامر کعب اسندک باللہ لئن اخبرتک

ہذا الکتاب

فی التوراۃ فقال رب انی اجد فی التوراۃ امۃ مصطفاہم فی صدورہم
یقرون الوان ثیاب اہل الجنۃ یصفون فی صلاتہم کصفوف الملائکۃ اسماہم
فی مساجدہم کدوی النحل لا یدخل النار منہم الا من جری من الحسنات مثل
جری من الجزر ورق الشجر فاجلہم انتی قال ہم امۃ احمد قال الجبار نعم فلما عجب
من الخبر الذی اعطاہ اللہ محمدا واستہ قال یا لیتنی من امۃ احمد فاوحی اللہ
الیہ ثلاث آیات یعصبہن یا موسی انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی
وبکلامی الآیۃ فرضی موسی کل الرضی **وفی المصابیح** عن کعب کما
عن التوراۃ قال نجد کتوبا محمد رسول اللہ عبدی المختار لا فظ ولا غلیظ ولا صخاب
فی الاسواق ولا یجزی بالسیئۃ سیئۃ ولکن یعفو ویغفر مولدہ بمکۃ وہجرتہ
بطیبۃ وملکہ بالشام الحدیث واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ اتم ✤ ✤ ✤

دوسری فصل

میں ہے بیان حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالی
عنہا **فی الثمان العیون** عن سعید بن المسیب ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عند ابہا لہا ای وسط وکان ذلک لیلۃ ثنتی عشرۃ
لیلۃ مضت من ربیع الاول واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ اتم

تیسری فصل

میں ہے بیان حضرت امام علی بن الحسین رضی اللہ تعالی
عنہا **فی المواہب اللدنیۃ** عن ابی جعفر محمد عن ابیہ ای علی بن
الحسین رضی اللہ تعالی عنہم فی تفسیر قولہ تعالی لقد جاءکم رسول من انفسکم

دوسری فصل میں ہے بیان حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالی عنہا
تیسری فصل میں ہے بیان حضرت امام علی بن الحسین رضی اللہ تعالی عنہما

قال لم تصب نبيا من ولادة الجاهلية قال قال ابي صلى الله عليه وسلم
من نكاح غير سفاح امر والله سبحانه وتعالى عليه وسلم
فصل چوتھی فصل
میں ہی بیان حضرت امام ابو جعفر صادق محمد بن علی بن الحسین بن علی ابی
تعالیٰ عنہم فی المواہب اللدنیہ روینا فی جزء من امالی ابی سہل
عن سہل بن صالح الہمدانی قال سالت ابا جعفر محمد بن علی بن الحسین بن علی بن
ابی طالب المعروف بالباقر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیف صار محمد صلی اللہ علیہ
سلم یتقدم الانبیاء وہو آخرہم من بعث قال ان اللہ تعالیٰ لما اخذ
عالم الذر من بنی آدم من ظہورہم ذریاتہم واشہدہم علی انفسہم الست
بربکم قالوا بلی کان محمد صلی اللہ علیہ وسلم اول من قال بلی انت ربنا فلذلک
صار محمد صلی اللہ علیہ وسلم یتقدم الانبیاء وہو آخرہم من بعث اھ بزیادۃ
من شرح العلامۃ الزرقانی واخرج ابن سعد وابن ابی الدنیا وابن
عساکر عن ابی جعفر محمد بن علی قال کان قدوم اصحاب الفیل للنصف من
المحرم فصیل الفیل بمن حولہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لخمس وخمسون لیلۃ ++
واخرج ابن سعد عن ابی جعفر محمد بن علی قال امرت امنۃ وہی حامل
برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تسمیہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم واخرج
ابن سعد وابن ابی شیبۃ فی المصنف عن محمد بن علی بن الحسین ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال انا خرجت من نکاح ولم اخرج من سفاح من لدن

آدم ولم يصبني من سائر الجاهلية شيئ ولم اجمع الا من طهرة والله سبحانه وتعالى اعلم وعلمه اتم

پانچویں فصل میں ہی بیان حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اخرج ابن سعد وابن عساکر عن عروة وغيره قالوا ان قتيلة بنت نوفل اخت ورقة بن نوفل كانت تحت عبد العزى فمرت بها عبد الله فدعته لتستضع منها ولرنت على ذنوبه فابى وقال حتى اتيك وامرج سريعا حتى دخل على امنة فوقع عليها فحملت برسول الله صلى الله عليه وسلم ثم رجع الى المرأة فوجدها منتظرا فقال لها ما لك فى الذى عرضت على قالت لا مررت وفى وجهك ساطع ثم جعت وليس فيك ذاك النور وفى لفظ مررت وبين عينيك غرة مثل غرة الفرس رجعت وليس هي فى وجهك **واخرج** ابن سعد وابن عساكر من طريق الكلبي عن ابى صالح عن ابن عباس قال المرأة التى عرضت على عبد الله ما عرضت هي بنت ورقة بن نوفل **واخرج** المخلص فى الفوائد وابن عساكر عن عروة ان نفرا من قريش منهم ورقة بن نوفل وزيد بن عمرو بن نفيل وعبيد الله بن جحش وعثمان بن الحويرث كانوا عند صنم يجتمعون اليه فخلوا يوما عنه فاراده كبوا على وجهه فانكروا ذلك فاخذوه فردوه الى حاله فانقلب ليلتان انقلب انقلابا عنيفا فردوه الى حاله فانقلب ثالثة فقال عثمان بن الحويرث ان هذا الامر حدث فى ذلك الليلة التى ولد فيها رسول الله صلى الله

چھٹی فصل

بیان حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر یحییٰ بن خلد صاحب الحبس فی تفسیرہ و مما روینا عن مجاہد ابا ای الحبس ان تحبس فی ظرف اربع قنات حین یمین حین ابط حین ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی لفظ حین یمین حین انزلت فاتحۃ الکتاب کذا افادہ ولا تعالی القاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فی مورد الروی فی مولد النبوی واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم ++

ساتویں فصل

میں ہے بیان حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرج ابن سعد عن عکرمۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما ولدت وضعت تحنبرۃ فالتفتت عنہ قالت فنظرت الیہ فاذا ہو واقع شق بصرہ یحفظ الی السماء واخرج ابن ابی حاتم فی تفسیرہ عن عکرمۃ قال لما ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشرقت الارض نورا وقال ابلیس لقد ولد اللیلۃ بیفد علینا امرا فقال لہ جنودہ فاوذہبت الیہ فجاءہ فاذا ہو بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث اللہ جبریل علیہ السلام فرکضہ رکضۃ فوقع بعدن وبینہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

آٹھویں فصل

میں ہے بیان حضرت خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرج الحاکم وصححہ والبیہقی عن خالد بن معدان عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہم قالوا یا رسول اللہ اخبرنا عن نفسک فقال دعوۃ ابراہیم وبشری عیسیٰ ورات امی

جمن خلقت کالذہب خرج سنہا نور اضاءت ابصری من ارض الشام واللہ
سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم **نویں فصل** میں ہے بیان حضرت
ابن شہاب یعنی محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب القرشی
الزہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ **اخرج** البیہقی وابو نعیم عن ابن شہاب قال
کان عبد اللہ حسن رجل رای قط خرج یوما علی نساء قریش فقالت امراۃ
منہن لیتکئن متزوج بہذا الفتی فضربت النور الذی بین عینیہ فالی ان
بین عینیہ نور افتزوجہ امنۃ فحملت برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **واخرج**
ابن سعد عن الزہری قال قالت امنۃ لقد حملت بہ فما وجدت لہ مشقۃ
حتی وضعتہ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم **دسویں فصل** میں ہے
بیان حضرت اسحاق بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما **اخرج** ابن سعد
انا عمرو بن عاصم الکلابی ثنا ہمام بن یحیی عن اسحق بن عبد اللہ ان ام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت لما ولدتہ خرج من فرجی نور اضاء لہ قصور الشام
[illegible] وقع الی الارض وہو جالس علی الارض مبیدہ الشمال
[illegible] واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم **گیارہویں فصل** میں ہے بیان
حضرت عبد اللہ بن ابی طلحۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **اخرج** ابن سعد عن
معاذ العنبری ثنا ابن عون عن ابن ابی طلحۃ قال مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال قالت اسعدیۃ کان شہابا خرج منی اضاءت لنا الارض حتی اکتفلنا

[illegible]

وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم بارھویں فصل میں ہے بیان حضرت یزید
بن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرج ابن سعد وابن عساکر عن یزید
بن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال خرج عثمان بن عفان وطلحۃ بن عبید اللہ
فدخلا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسلما قال عثمان یا رسول اللہ قد مت
حدیثا من الشام فعلمنا کنا بین معان والزرقاء ونحن کالنیام اذ امنادیا دی یا
ایہا النیام ہبوا فان احمد قد خرج بمکۃ فقدمنا فاصنا کما قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
وعلمہ اتم تیرھویں فصل میں ہے بیان حضرت ابو الغفار رضی اللہ
تعالیٰ عنہ اخرج ابن سعد من طریق نوفر بن یزید عن ابی الغفار عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیتای حین وضعتنی علم منہا نور اضاءت لی قصور
بصری واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم چودھویں فصل میں ہے
بیان حضرت حسان بن عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرج ابن سعد
عن حسان بن عطیۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما ولد وقع علی کفیہ
کتیبۃ شاخصا بصرہ الی السماء واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم پندرھویں
فصل میں ہے بیان حضرت ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ علیہ قال خرج نفر من اصحاب عبد اللہ
بن مسعود الخ اذا کانوا ببعض الطریق اذا ہم بجنبۃ تنثنی علی الطریق ابیض
ینفح منہ ریح المسک فقلت للصحابی اعضو فلطمت بیاض حتی انظر الی البعیر امر
یدہ الجنبۃ فما لبث ان مالت فعدت الی خرقۃ بیضاء فلففتہا فیہا ثم

یخبرها عن الطریق فدفنتها وادرکت الصحابی فوالله ما فقدوا ناقة ولا عقال قبل السابع
نسوة من قبل المغرب فقالت واحدة منهن ایکم دفن عمرو اطنا من عمر فقالت
ایکم دفن الجنیة قلت انا قالت انا والله لقد دفنت صوابا فقوما یامرنا الذی انزل الشهد
واقعد امن بیکم وسمع صفة فی السماء قبل ان یسمع بارض مائة سنة
محمد الله ثم مضینا جمیعا ثم مررت بعمر بن الخطاب المدینة فاخبرته بامرهن
فقال صدقت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لقد امن من قبل
ان یبعث بارض مائة سنة **واخرج الدارمی** عن ابراهیم التیمی
قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعرف الیمان بریح الطیب الذی یسجانه و
تعالی اعلم و علمه اتم **سولھویں فصل** میں ہے بیان حضرت ابو یزید
المدنی رضی الله تعالی عنه **اخرج** ابن سعد انا وهب بن جریر بن حازم
ثنا ابی سمعت ابا یزید المدنی قال نبئت ان عبد الله اتی علی امرأة من
خشم فرات بین عینیها رسما تعالی الی السماء فقالت هل لک فی قال نعم
حتی ابی الجمرة فانطلق فرمی الجمرة ثم اتی امرأته امنة ثم ذکر الشعبیة ظنا ها
فقالت اتیت امرأة بعدی قال نعم امرأتی امنة قالت فلا حاجة فیک لک
مررت وبین عینیک فرسا طع الی السماء فلما وقعت علیها وهب فاخبرها
انها قد حملت بخیر اهل الارض صلی الله علیه وسلم والله سبحانه وتعالی اعلم و
علمه اتم **سترھویں فصل** میں ہے بیان وہب بن منبہ

سولھویں فصل میں ہے بیان حضرت ابو یزید المدنی رضی
اور ان کو ابو یزید مدنی سے روایت کی
حضرت عبد اللہ قبیلہ خشم کے ایک عورت سے
پاس گئی اور اس نے عبد اللہ سے کہا کہ
ایک فوج دیکھا کہ آسمان کی جانب چڑھ رہا ہے
دیکھکر اور اس نے عبد اللہ سے کہا کہ
محبت کرو۔ عبد اللہ نے کہا

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرج ابن ابی حاتم وابو نعیم عن وہب بن
منبہ قال اوحی اللہ الی شعیا انی ابعث نبیا امیا افتح بہ اذانا صما وقلوبا
غلفا واعینا عمیا مولدہ بمکۃ ومہاجرہ بطیبۃ وملکہ بالشام عبدی المتوکل
المصطفی لا فظ ولا غلیظ ولا سخاب ولا مغیار لا یجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو ویصفح
یقفر حیا المومنین الحدیث واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ عن وہب قال
کان فی بنی اسرائیل رجل عصی اللہ مائتی سنۃ ثم مات فاخذوہ فطرحوہ
علی مزبلۃ فاوحی اللہ الی موسیٰ ان اخرج فصل علیہ قال یا رب بنو اسرائیل
شہدوا انہ عصاک مائتی سنۃ فاوحی اللہ الیہ کہذا کان الا ان کان
کلما نشر اللہ آیۃ ونظر الی اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ ووضعہ علی عینیہ صلی اللہ علیہ
فشکرت لہ ذلک فغفرت ذنوبہ وزوجتہ سبعین حورا واخرج ابو نعیم
عن سلیمان بن احمد قال ثنا محمد بن احمد بن البراء قال ثنا عبد المنعم بن
ادریس بن سنان عن ابیہ عن وہب بن منبہ عن جابر بن عبد اللہ و
ابن عباس رضی اللہ عنہم مرفوعا اذا جاء نصر اللہ والفتح الی آخر السورۃ
قال محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا جبریل نعیت الی نفسی قد نعیت قال جبریل الآخرۃ خیر
لک من الاولی ولسوف یعطیک ربک فترضی فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بلالا ان ینادی بالصلاۃ جامعۃ فاجتمع المہاجرون والانصار
الی المسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی بالناس ثم صعد المنبر فحمد اللہ

واتی علیہ ثم خطب خطبۃ وجلت منہا القلوب وبکت منہا العیون فقال
ایہا الناس ای نبی کنت لکم فقالوا جزاک اللہ من نبی خیر فلقد کنت لنا کالاب
الرحیم وکالاخ الناصح الشفیق ادیت رسالات اللہ وابلغتنا وحیہ ودعوت الی
سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ فجزاک اللہ عنا افضل ما جازی نبیا عن امتہ
فقال ایہا معاشر المسلمین انشدکم باللہ ہجتی علیکم من کانت لہ قبلی مظلمۃ فلیقم
فلیقتص منی قبل القصاص فی القیامۃ فلم یقم الیہ احد فناشدہم الثانیۃ
فلم یقم الیہ احد فناشدہم الثالثۃ معاشر المسلمین من کانت لہ قبلی مظلمۃ فلیقم
فلیقتص منی قبل القصاص فی القیامۃ فقام من بین المسلمین شیخ کبیر یقال لہ عکاشۃ
فتخطی المسلمین حتی وقف بین یدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال فداک ابی وامی
لولا انک ناشدتنا مرۃ بعد اخری ما کنت بالذی اتقدم علی شئی منک کنت معک
فی غزوۃ ذات الرقاع اللہ علینا ونصرہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم وکنا فی الانصراف حتی
بانی ناقتک فتزلت عن الناقۃ ودنوت منک لاقبل فخذک فرفعت القضیب فضربت
خاصرتی فلا ادری اکان بعمدا منک ام اردت ضرب الناقۃ فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یا عکاشۃ اعیذک بجلال اللہ ان یتعمدک رسول اللہ بالضرب
یا بلال انطلق الی منزل فاطمۃ وائتنی بالقضیب المشعث قال فخرج بلال من المسجد وہو یدیہ
ام راسہ ویقول یا ویلتا ما ارسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی القصاص من نفسہ
فقرع الباب علی فاطمۃ فقال یا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یعنی القضیب الذی

ہیں

ترجمہ

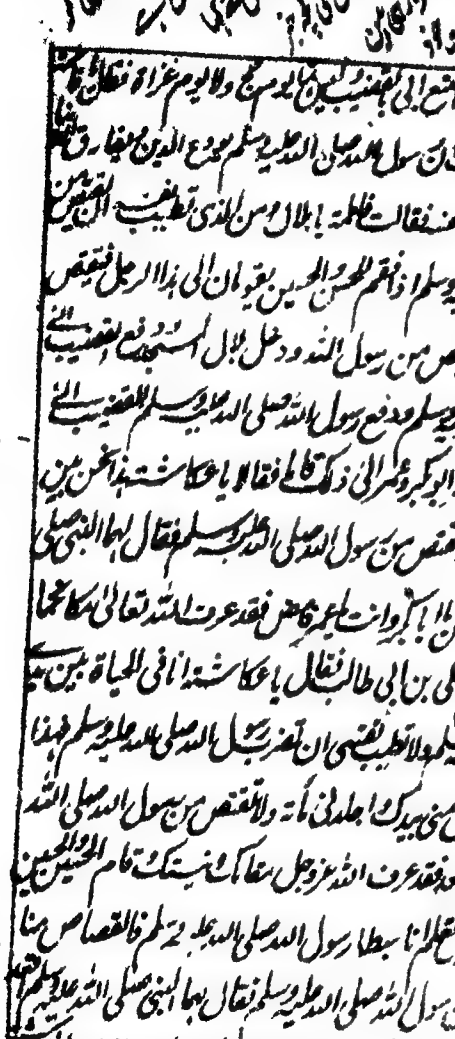

صلی اللہ علیہ وسلم وصاح المسلمون بالبکاء وقالوا نری عائشۃ ضاربا بطن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما نظر عائشۃ الی بیاض بطن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کادت نفسہا علی ان تبلک ان ابک علیہ یقبل بطنہ وہو یقول فداک ابی وامی ومن
تعلیق لفلان یقبض منک فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اما ان اقترب واما ان اقضو
فقال قد عفوت عنہ واسال اللہ ان یعفو اللہ عنی فی یوم القیامۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
من اراد ان ینظر الی رفیقی فی الجنۃ فلینظر الی ہذا الشیخ فقام المسلمون فطوفوا بقیس
ابن عیینۃ لقد ابن علیاک علی ثلث درجات العلی ہو رافقہ رسول اللہ ص
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ن ابو بکر فکان مریضا ثمانیۃ عشر یوما یعود والناس
کان صلی اللہ علیہ وسلم ولد یوم الاثنین وبعث یوم الاثنین وقبض فی یوم الاثنین
الحدیث واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ اتم **اٹھارھویں فصل** میں ہے
بیان عطاء بن یسار رضی اللہ تعالی عنہ **اخرج** ابو نعیم عن عطاء بن یسا
عن ام سلمۃ عن سنۃ قالت لقد رایت بیلۃ وضعہ نور اضاءت لہ قصور الشام
حتی رایتہا واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ اتم **انیسویں فصل** میں ہے
بیان حضرت داؤد بن ابی ہند رضی اللہ تعالی عنہ **اخرج** ابو نعیم عن
داؤد بن ابی ہند قال رادلد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نارت النصاب لعنصہ والقی
الارض کوثیہ حسین وقیہ وصبح بتالا ما بعینہ وکفو علیہ برمۃ ضخمۃ فانفلقت عنہ
فلقتین واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ اتم **بیسویں فصل** میں ہے بیان

بیسویں فصل میں ہے بیان

حضرت معروف بن خربوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرج الزبیر بن بکار
وابن عساکر عن معروف بن خربوذ قال کان ابن بخرق السمٰوات لیحی ظما
ولد عیسی حجب من ثلاث سموات فکان یصیل الی ما بلغ ظما ولد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم حجب من اربع قال الدیوم الاثنین من اللیل الفجر واللہ سبحانہ وتعالیٰ
اعلم وعلمہ اتم **الیسوین فصل** میں ہے بیان حضرت حسن بصری رضی اللہ
عنہ۔ **اخرج** البخاری فی تاریخہ الکبیر من سہیل الحمی قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کنت اول الانبیاء فی الخلق وآخرہم فی البعث ثم قرأ وہ منک من میثاق
واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم **چھٹا باب** بیان میں ہے روایات
صحیحہ کے جو کہ اس باب میں تبع تابعین سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اب
بحسب اختصار ذکر کیے بعض تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اوپر اکتفا کرتا ہوں
اور جو انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بیان فرمائے ہیں اجمعین
سے تھوڑا سا بیان کرنا ذکر ہوتا ہے اور اس باب میں چند فصلیں ہیں **پہلی**
فصل میں ہے بیان حضرت امام محمد بن ادریس الشافعی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ **فی کتاب الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ**
عن محمد بن ادریس الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسندہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ
کنت انا وابوبکر وعمر وعثمان وعلی انوارا علی یمین العرش قبل ان یخلق آدم بالف عام
فلما خلق اللہ تعالیٰ آدم رکبنا ظہرہ ولم نزل ننقل فی الاصلاب الطاہرۃ الی ان انقلنی اللہ تعالیٰ اجلب

عبد اللہ وقتل ابا بکر الی صلب ابی قحافۃ وقتل عمر الی صلب الخطاب وقتل عثمان الی
صلب عفان وقتل علیا الی صلب ابی طالب ثم فتحنا ہم اصحابا فضیل ابا بکر صدیقا عم
فارد قا وعثمان ذا النورین وعلیا رضیا وفی نسخۃ وصیا فمن سب اصحابی فقد سبنی ومن
سبنی فقد سب اللہ کبنی الزا علی مخرجہ خرجہ الملائی سیرتہ ۱۲ و
اصح البیہقی من طریق ابی حاتم الرازی قال عمرو بن سواد حال الشافعی رضی
اللہ عنہ اللھم صل علی اللہ اصحابا علی محمد قلت علی یحیی احیاء الموتی فقال علی ابی محمد
حسبنی الجزع فہذا اکبر من ذلک سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ اتم **دوسری فصل**
میں ہے بیان حضرت عمر بن قتیبہ رضی اللہ تعالی عنہما **اخرج** ابو نعیم عن
عمرو بن قتیبۃ قال سمعت ابی وکان من اوعیۃ العلم قال لما حضرت ولادۃ آمنۃ
قال اللہ للملائکۃ افتحوا ابواب السماء کلہا وابواب جنانی کلہا وامر اللہ الملائکۃ بالصفو
فاشرفت علی بعضہا بعضا وتطاولت جبال الدنیا وارتفعت البحار وتباشر
اہلہا ولم یبق ذلک الیوم ضفدع ولا خنزیر الا تکلم وقال سیعین علما والقی منکوسا فی لجۃ البحر
الخضراء وفرت الشیاطین والمردۃ والبست الشمس یومئذ نورا عظیما وقیم علی رأسہا
سبعون الف حوراء فی الہواء ینتظرون ولادۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وکان قد
اوحی اللہ تلک السنۃ لنساء الدنیا ان یحملن فحملت کل امرأۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم الا
التی شجرۃ الاحلت ولا خوف الا عاد امنا فلما ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم استلانت
الدنیا کلہا فرحا وتباشرت الملائکۃ وضرب فی کل سماء عمود من زبرجد وعمود من

قد استنار به فجی معروفة فی السماء قد رأیت صلی اللہ علیہ وسلم سیلة الاسری قبل
ہذا بعشر سنک استبشار الولائد بک قد انبت اللہ نبیلة ولد علی ثامنی نہر الکوثر
سبعین الف شجرة من المسک الاذفر حلیت ثمارها بخد اہل الجنة کل اہل السموات
یدعون اللہ بالسلامة وکسرت الاصنام کلہا واللات العزی فانہما خرجا
من خزانتہما وہما یقولان ویح قریش جاء ہم الامین جاء ہم الصدیق لا نعلم فی
ہذا الصاہا وا البیت فایا کم ان تعجلوا من جوف صوتا وہو یقول الآن یزید نبی
نوری الآن یکمل زواری الآن اظہر من الخباس الجابیة ایتہا العربی
بلکت لم تکمن زلزلة ایت ثلثة ایام ولیالیہن ہذا اول علامة رأت قریش
بمولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم واللہ سبحانہ وتعالی اعلم علامہ تیسری

فصل بن ہے بیان حضرت موسی بن عبیدہ رضی اللہ تعالی عنہ

اخرج ابن سعد عن موسی بن عبیدة عن اخیہ ما ولد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وقع الی الارض واقع علی یدیہ فاہوی الی السماء وقبض قبضة من التراب
بیدہ فبلغ ذلک جلاس ابیہ فقال لصاحبہ لئن صدق ہذا الغلام
لیغلبن ہذا الموبر اہل الارض واللہ سبحانہ وتعالی اعلم علامہ چوتھی

فصل بن ہے بیان حضرت عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ تعالی عنہ اخرج الواقدی عن موسی بن
عن امہ قالت کنا نتحدث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتملت بہ امنة کانت تقول
انی حملت بہ وجدت خفة لہنا ولا انی ہکرت نوح جنینی ولا کانت تجول واتانی

آت دانا بین الناس و الحفظ ان تقال بل شرعت انا حلت لمکانی اقول ما ادری
فقال انک حلت بسیدہ الامۃ و نبیہا و سیدہ محمد و اللہ سبحانہ و تعالی اعلم و علمہ اتم ۔

ساتوان باب بیان میں ہے حقیقت عمل مولد شریف مروج کے اور حکم

عمل مولد شریف مروج کے و اسباب میں چار فصلیں ہیں **پہلی فصل**
میں ہے بیان حقیقت مولد شریف مروج اور حکم عمل مولود شریف مروج کے کہ وہ
خالی ہے محرمات و منکرات شرعیہ سے اور بایں تخصیص و زہو **قال** مولانا العلامۃ
والحبر الفہامۃ مولانا المولوی محمد سلامۃ اللہ علیہ الرحمانی اشاع الاسلام فی اثبات
المولد و القیام حقیقۃ این عمل خیر عمیم ازین نسبت کہ در شہر ربیع الاول یا شہر دیگر
از شہور مسلمانان از علماء و فضلاء و صلحاء و فقراء و اعیان بدعوت مسلمانے در مکانے
جمع شوند و خواص و عوام اہل اسلام باذن عام بیکجا فراہم آیند و در ان مجلس یعنی
از آیات قرآن مجید بر فضائل و ذکر کمالات آن سرور کائنات علیہ الصلاۃ و التحیات
مذکور شود و بعضے از احادیث صحیحہ متضمن معجزات و حالات سعادت آیات و ولادت
باسعادت آنحضرت و رضاع مقدس و ایام مطہران افضل البشر بمعرض بیان آید و ہمین کہ این
تذکیر برکت تدخیر بپایان رسد حفاظ حاضرین مجلس مکرم بقرائت آیات معدودہ
از قرآن شریف مشرف شوند و بعد ازین ذکر خیر فاتحہ نمایند بعد ازان جمعے
بقدر میسور از طعام و شیرینی ہر چہ باشد بتقسیم حاضرین کنند پس از ان تفویض
این جمع باتفاق افتد و ہر کسے بجائے خود رود و بالجملہ ہیئت مجموعی چنین محافل
خلو از شمائل اجتماع متضمن قرائت آیات قرآن و بیان معانی آن و ذکر احادیث
صحیحہ و اشتمال بر مدد و طعام علماء و فقراء و غنیاء و عزباء از اہل دین و ایثار صدقات و
خیرات بفقراء و مساکین مست و مقصود ازین ہمہ ذکر فضائل و معجزات و نشر
فضائل و کمالات و تادیہ شکر نعمت وجود باجود آن افضل موجودات ا

ارباب بدعت را بر اقسام غیر نموده احکام خمسه وجوب ندب و اباحت و کراہت و
حرمت و ان بارہ فرموده اند امام نووی علیہ الرحمۃ در شرح صحیح مسلم مینویسد کل بدعۃ ضلالۃ البدعۃ کل شے
عمل علی غیر مثال سبق و فی الشرع احداث مالم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقولہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بدعۃ
ضلالۃ عام مخصوص المراد قال البیضاوی کمال العلماء البدعۃ خمسۃ اقسام واجبۃ و مندوبۃ و محرمۃ و مکروہۃ و مباحۃ
فمن الواجب نظم ادلۃ المتکلمین الرد علی الملاحدۃ و المبتدعین و شبہ ذلک و من المندوبۃ تصنیف کتب العلم و بناء المدارس
و الربط و غیر ذلک و من المباح التبسط فی الوان الاطعمۃ و غیر ذلک و الحرام و المکروہ ظاہرتان و قد اوضحنا المسئلۃ بشواہدہا
فی تہذیب الاسماء و اللغات فاذا عرفت ما ذکرتہ علمت ان الحدیث عام مخصوص و کذا ما اشبہ من الاحادیث الواردۃ و یؤیدہا
قولہ قول عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی التراویح نعمت البدعۃ و لا شک من کون الحدیث عاما مخصوصا قول کل بدعۃ ضلالۃ
بل ہو من باب التخصیص مع ذلک کقول اللہ تعالیٰ تدمر کل شے انتہی اگر بنظر انصاف ملاحظہ رود این بیان
ترجمان برای اثبات مرام و ابطال مرام منکرین عمل خیر و مثبتین عموم کل بدعۃ ضلالۃ بسند است کہ تقبیح امام
ممدوح ثابت شد کہ حدیث مذکور و مانند آن مخصوص است و تمسک بلفظ کل بنا بر اثبات غیر مخصوص است این عام کہ قشلہ
غلطا الین عموم این حدیث ست نیز باطل شد کہ باوجود لفظ کل عام قبول تخصیص میکند چنانچہ در کریمہ تدمر کل شے
موجود ست پس لفظ کل کہ در حدیث مذکور است مانع از قبول تخصیص نمیتواند شد و نیز ثابت شد کہ بدعت شرعی منقسم
باقسام خمسہ است کہ وجوب و ندب ہم از اقسام آنست زیرا کہ تحقیق این اقسام خمسہ بدعت شرعیست نہ لغوی و
نیز بعرض ثبوت رسید کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ بر تراویح اطلاق بدعت فرمودہ اند و مراد ازان
بدعت شرعیست کہ آن التزام تراویح است پس کسانیکہ این بدعت را حمل بر بدعت لغوی نموده اند از مسلک صواب
دور افتادہ اند چہ بلحاظ بیان معنی بدعت لغوی کہ سابق گزشت این حمل بر غیر محل ست فتدبر و نیز بتوضیح شد
کہ اطلاق بدعت شرعی در امر یکہ حادث بعد قرون ثلثہ گردد منحصر نیست بلکہ در قرون مذکورہ و نیز اطلاق بدعت
ہر امر مستحدث دینی کردہ اند پس ز ہجا چون آفتاب نیمروز تابان و درخشان ست کہ بدعت محمود در سیئہ و اصل ہر بدعت
سیئہ نیست شیخ ابن حجر ہیتمی در شرح الہمین امام نووی ذیل حدیث خامس در تقسیم بدعت نوشتہ قسمے
ازان بعرض نقل می آید قال الشافعی بدعۃ اقسام ما احدث خالف کتابا او سنۃ او اجماعا او اثرا فہو البدعۃ الضلالۃ
و احدث من الخیر و لم یخالف شیئا من ذلک فہو البدعۃ المحمودۃ و الحاصل ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ندبہا ہی
او افق شیئا مما مر و لم یلزم من فعلہ محذور شرعی و منہا ما ہو فرض کفایۃ کتصنیف العلوم و نحوہا مما مر قال الامام
ابو شامۃ شیخ النووی رحمہ اللہ و من احسن ما ابتدع فی زماننا ما یفعل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولودہ صلی اللہ
علیہ وسلم من الصدقات و اظہار الزینۃ و السرور فان ذلک مع ما فیہ من الاحسان الی الفقراء مشعر بمحبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما انہ کان یحدث ذات یوم فی بیتہ وقائع ولادۃ
صلی اللہ علیہ وسلم لقوم فیتبشرون ویحمدون اللہ ویصلون علیہ علیہ السلام فاذا جاء النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال لھم ما جلستم لکم شقاعتی وفی روایۃ رسالۃ ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ مرویت مع النبی صلی اللہ
علیہ وسلم الی بیت عامر الانصاری وکان یعلم وقائع ولادۃ علیہ السلام لابنائہ وعشیرتہ ویقول ہذا
الیوم ہذا الیوم فقال علیہ الصلاۃ والسلام ان اللہ فتح لک ابواب الجنۃ وملائکۃ کلھم یستغفرون

وفات ابن عباس

ولادت باسعادت

ذکر ابن عباس

بیان

بیان

بیان

بستغفرون لکم من فعل فعلک بی بجاک حق بحرود اکنون در نطوق صدق و توفی این بود
روایت بالبشارت لاحظه رود که بیانگ بلند ندای اجند منادی باهل اجل برای بیان مواد
نسیل و تفریعیت که مصداق خیر القرون قرنی بوده است و فعلیکه مستوجب حلت شفاعت
حضرت علیه الصلاة والتحیة و فتح ابواب رحمت و استغفار تمام ملائکه و نجات از عذاب نیاد
آخرت بر شے قابل خود ش باشد چه جای اباحت و استحباب اگر بوجه فیض قابل شوند و آنرا حسب
شمارند بایچه بعضے از اکابر علما بآن تصریح کرده اند البته قابل قبول علماء مخول فضلاست انتهی
وقال فی الهامش ذکر فضائل و معجزات آن سرور کائنات صلی الله علیه وسلم خصوصا
وقتیکه فساد و ضعف اعتقاد و اشاعت کفره مطاعن آن سید الانام صلی الله علیه وسلم و القاء
شبهات در ذکر و اذان عوام الحاق آن بسائر واجبات علی الکفایه اقرب بروایت و درایت
می نماید اه **و ایضا قال** العلامة المرحوم علیه رحمة الله الرؤوف اگر مسلمانان حال
دین را ستیاه دین جزو زمان که بهر کوچه و بردن نشر فضائل پیغمبر خود برای ترویج دین و ترغیب
می کنند بدیده حسنه اسلامی ملاحظه نمایند انعقاد مجلس مولود شریف که موجب نشر فضائل و معجزات
سرور کائنات علیه الصلاة والتحیات است در ماه ربیع الاول بلکه در هر ماه بزرگ خود الازم و واجب
دانند انتهی بحروفه **کاتب الحروف عفی عنه** در اینجا یک مسئله برای ازدیاد فائده مینویسد
فی الفتاوی العالمگیریة فی جلد اول فی الباب الحادی والعشرون فی الجنائز
فی فصل الثالث فی التکفین نقلا عن الایضاح اذا کان مع الجنازة نائحة او صائحة زجرت فان
تنتز جرفلا باس بان یمشی معهما لان اتباع الجنازة سنة فلا یترک لبدعة من غیره انتهی و فی
الدر المختار و تزجر النائحة و لا یترک اتباعها لاجلها اه و فی حاشیة العلامة الطحطاوی علی الدر المختار
قوله و لا یترک اتباعها لاجلها لان السنة لا تترک بما اقترن بها من البدعة و ترد الولیمة حیث یترک

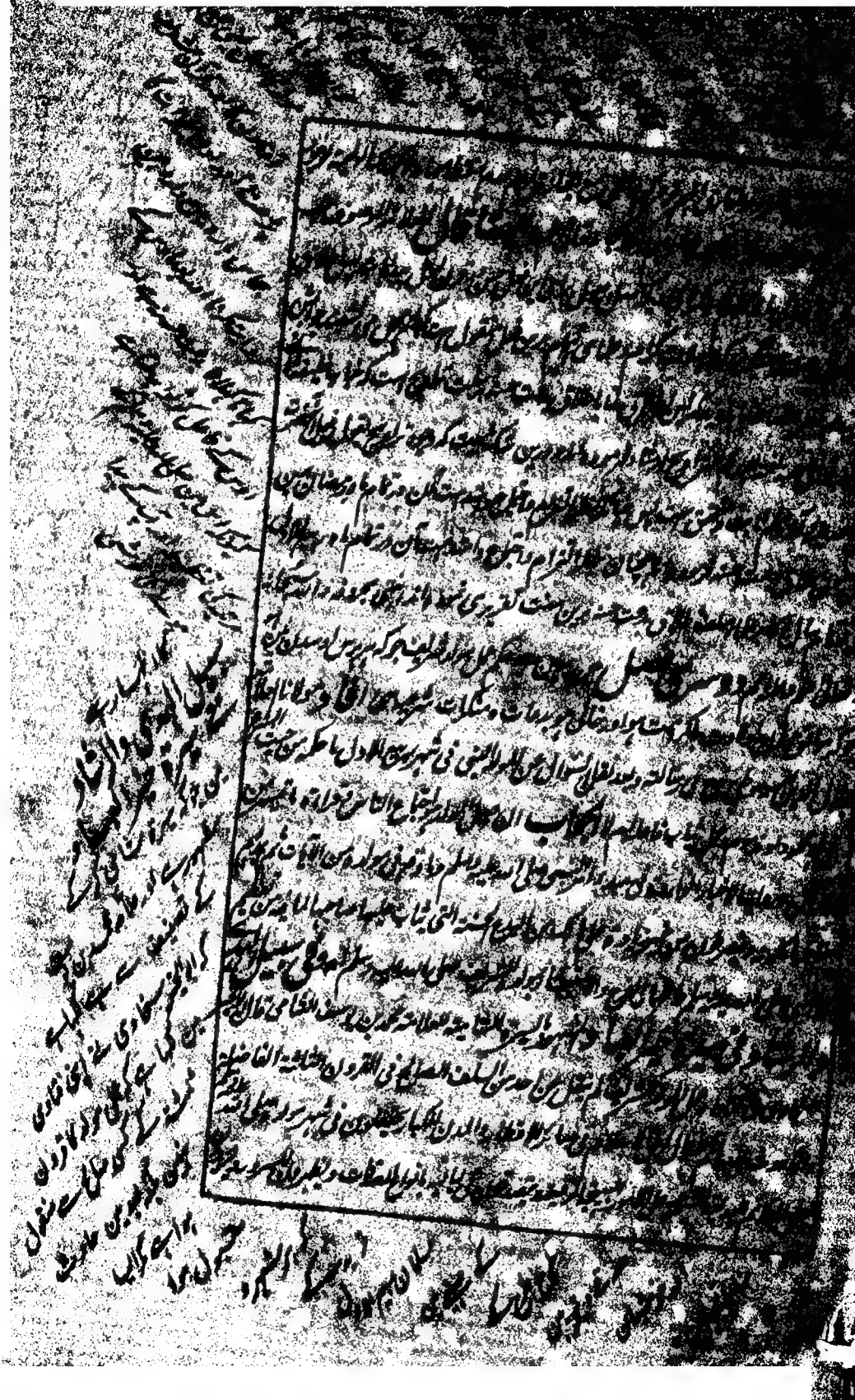

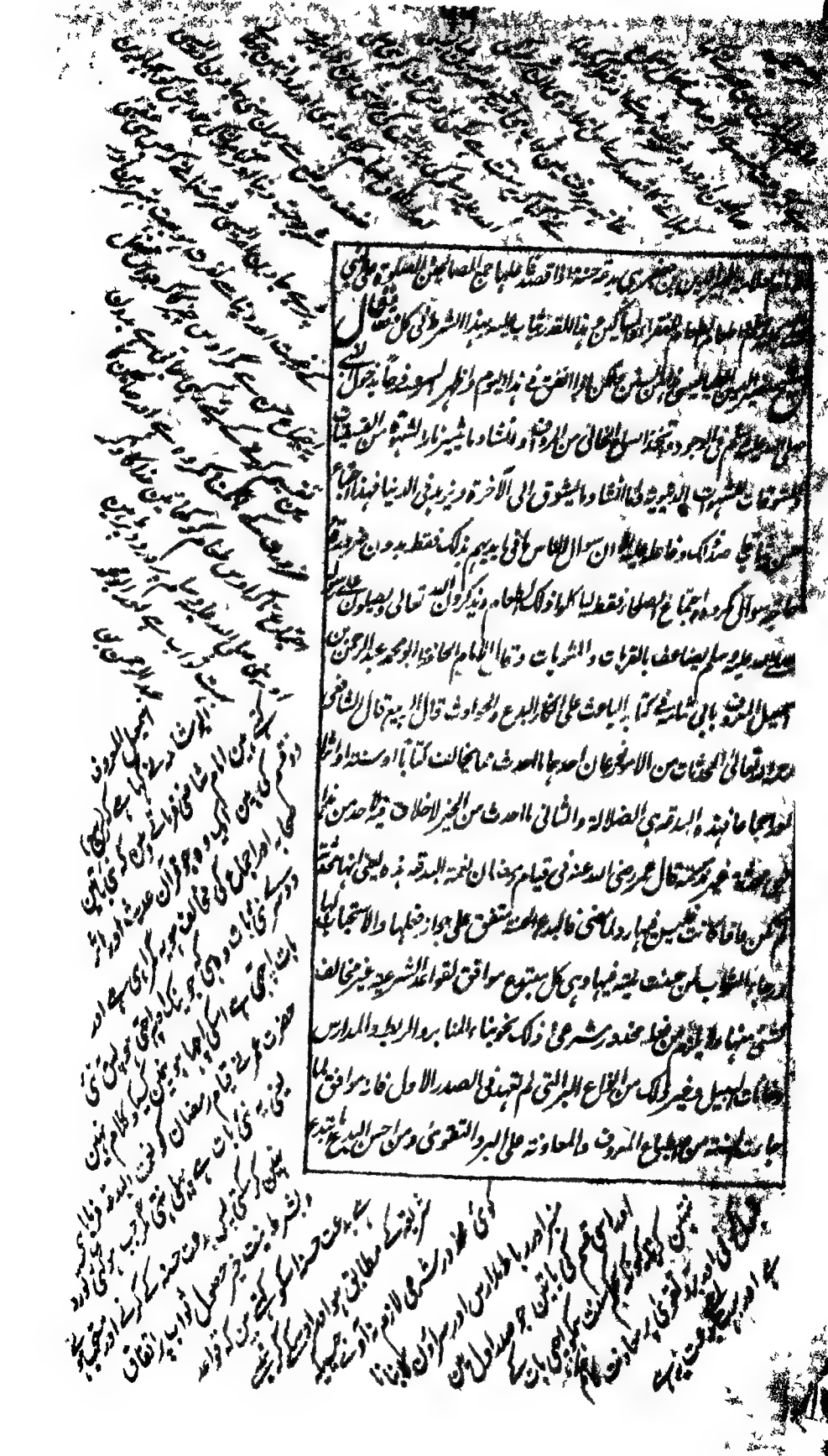

نقل عبارت محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

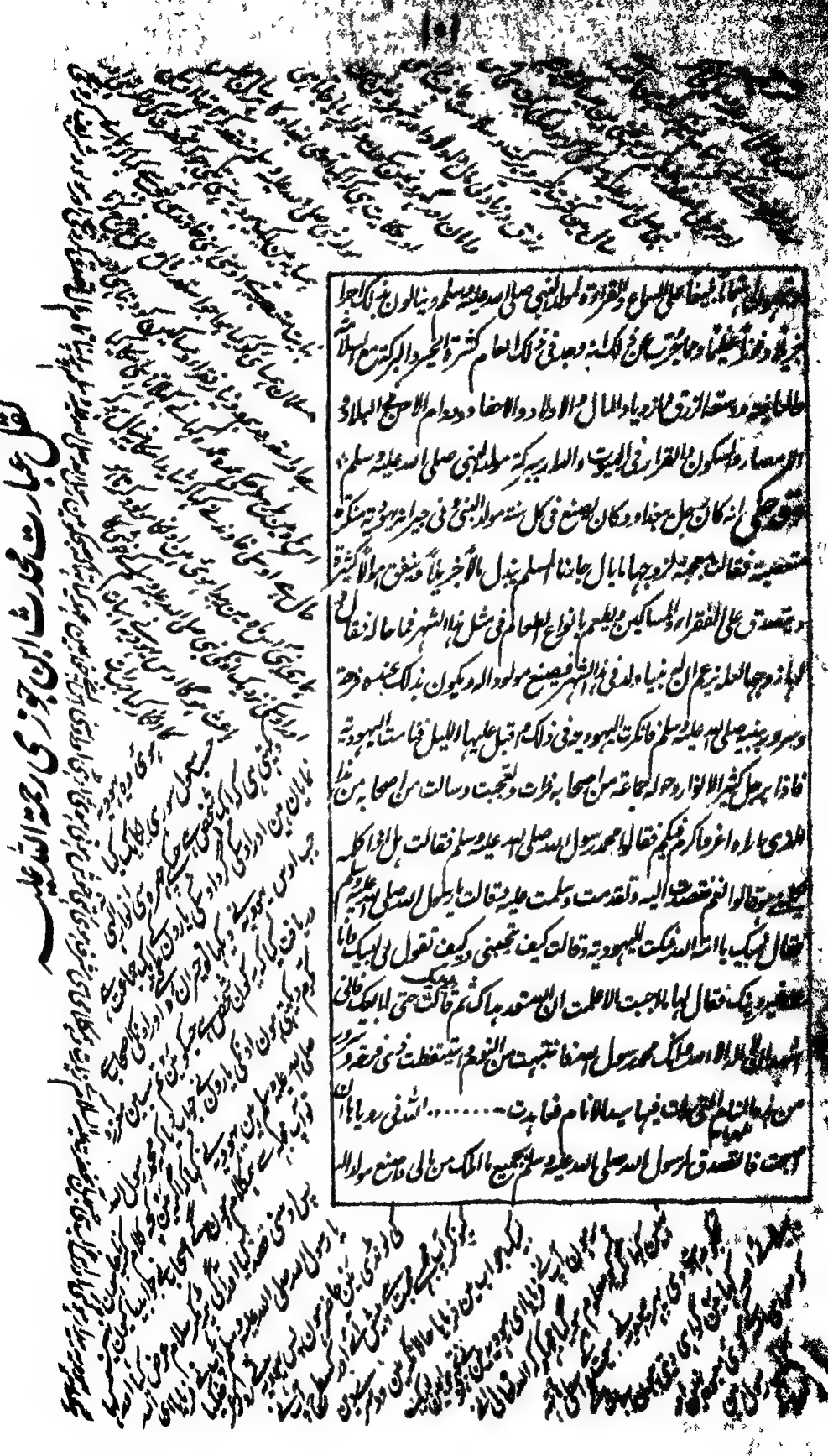

واما فی مولانا العلامۃ المحدث الشیخ عبدالحق الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ فاثبت
[illegible] ان اہل الاسلام یعظمون شہر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم ویعملون الولائم
[illegible] یلیہ باتباع المحدثات ویذکر من السرور یزید فی المبرات ویعتنون بالقراءۃ
[illegible] الکریم ویظہر علیہم من برکاتہ کل فضل عمیم وما جرب من خواصہ انہ امان فی ذلک العام
[illegible] جلیۃ بسبیل السنۃ والزم فرحم اللہ امرأ تحذی بالی شہر مولدہ المبارک جدا وکان یکون
[illegible] عن من فی قلبہ مرض وعناد ولقد املئت ابن الحاج فی المدخل فی الانکار علی
[illegible] من البدع والہوا رد النہار بالآلات المعروفۃ عند عمل المولد الشریف
[illegible] تعالی یثیبہ علی قصدہ الجمیل ویسلک بنا سبیل السنۃ فانہ حسبنا ونعم الوکیل اہ بحروفہ

واما فی مولانا العلامۃ المحدث الشاہ ولی اللہ الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ فی الانتباہ فی سلاسل
اولیاء اللہ ضمن کلامہ فی سیدہ المولد قال کنت اصنع فی ایام المولد طعاما صلۃ بالنبی صلی اللہ علیہ
وسلم فرأیت فی بعض السنین شیئا اصنع بہ طعاما فلم اجد الا حمصا فتصدقت بہ بنیۃ
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم وبین یدیہ بہ الحمص انتہی واما ایضا مولانا الموصوف علیہ
[illegible] اللہ الرؤف فی فیوض الحرمین وکنت قبل ذلک بکثیر اعتنی فی مولد النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فی یوم ولادتہ والناس یصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویذکرون ارہاصاتہ التی ظہرت
[illegible] وخامد قبل بعثتہ ظہرت انوار سطعت فقہ وجدا لا اقول انی ادرکتہا بعینی الحسیۃ
[illegible] اقول ادرکتہا بعین البصر الروحی وبعلم الیقین ہذا وذلک قبل ان تلک الانوار خوطبتنا
[illegible] الملائکۃ الموکلین باشال ہذہ الاشیاء بمثال ہذہ المجالس اعنی انہا انوار الملائکۃ انوار

جواب حضرت مولانا محمد اسمعیل صاحب قدس سره

حضرت مولانا شیخ شیوخنا جناب مولانا مولوی محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ در جواب سوال پانزدہم کہ در ما یلی

وشیخ کبیری وارباب ورع وتقوی بملاحظہ دلائل مسطورہ درکتب ورسائل جاریست انتہی باختصار

وافاد مولانا المفتی محمد سعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فی جواب سوال اما قولہم رحمہم اللہ تعالی وصلاۃ خیر العباد صلی اللہ علی آلہ الامجاد کہ بدانیش ان کدام زمان بودہ است وایجادش از کیست وحکمش بعد ثبوت بنیوا باسناد والکتاب یجمع یوم الحساب اقول فی الجواب مستعینا بالملہم الحق والصواب قال الحافظ ابو الخیر السخاوی فی فتاواہ عمل المولود الشریف لم ینقل عن احد من السلف الصالح فی القرون الثلثۃ الفاضلۃ انما حدث بعدہم انتہی واول کسیکہ ابتدا ایش ساخت شیخ عمر بن محمد موصلی ست اول کسیکہ از ملوک باشتہارش پرداخت ملک مظفر الدین ابو سعید کوکبری بن زین الدین بادشاہ اربل ست کہ در اوائل مائۃ سابعہ محفلہای عالیہ برایش ترتیب کردہ صلاے عام داد واز فیض عاطش عالمی را مالا مال انعام واکرام گردانید وکل فی فلک فی سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد لمحمد بن یوسف الشامی وگویند کہ ملک کور ہر سال در تقریب میلاد شریف مبلغ سہ لک دینار صرف مینمود وعلمای اعلام وصوفیہ کرام را کہ در محفل او حاضر می شدند مورد صلات وانعامات میفرمود کما فی المرآۃ الزمان سبط ابن الجوزی وشیخ ابو الخطاب عمر بن حسن کلبی معروف بابن دحیہ اندلسی از مشاہیر علمای آن زمان کہ رسالہ التنویر فی مولد البشیر النذیر تالیف کردہ بخدمتش گذرانید ہزار دینار صلہ اش یافتہ قاضی ابن خلکان می آرد الحافظ ابو الخطاب کلبی من اعیان العلماء ومشاہیر الفضلاء قدم من المغرب فدخل الشام والعراق واجتاز باربل سنۃ اربع وستمائۃ فوجد بملکہا مظفر الدین بن زین الدین یعتنی بالمولد النبی عمل لہ کتاب التنویر فی مولد البشیر النذیر وادر انعقاد محفل آن علمای اعلام اختلاف کردہ اند ورسالہا در حسن وقبحش تالیف نمودہ وتحقیق آنست کہ اگر درین تقریب باحسن نیت وسرور ولادت پیغمبر عالیات ومعجزات سرور کائنات علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات وخیرات ومبرات واطعام طعام وتقسیم شیرینی والعام واکرام اکتفا نمایند وامری از ممنوعات شرعیہ دران منضم نسازند ازہ بدعات حسنہ وامر مستحبہ ست ولہذا علامہ سیوطی در مصباح الزجاجہ علی سنن ابن ماجہ میفرمایند ومما تبع فی الکتاب وہو غیر مسلم لہ عمل المولد الشریف النبوی والصواب انہ من البدع الحسنۃ المندوبۃ اذا خلا عن المنکرات شرعا وعلامہ موصوف در فتاوای خود میگویند عندی ان اصل المولد الذی ہو اجتماع الناس وقراءۃ

ولا غائلة الصحابة علانيا بعون الشيعيون فيما علمت وهذا جواني عنه بين يدي الله عز وجل
اذ عنه سئلت ولا جائز ان يكون بياحا لان الابتداع في الدين ليس بياحا باجماع المسلمين فلم يبق
الا ان يكون مكروها او حراما وحينئذ يكون الكلام فيه في فصلين والتفرقة بين حالين
احدهما ان يعتقد جعل من غير الائمة الاربعة رضي الله عنهم ويجاهر بعيبه لايجاوز دون ذلك الاجماع على
الملام ولا يقترفون شيئا من الآثام وهذا الذي وصفناه بانه بدعة مكروهة وشناعة
اذم الغيظة احد من تقتدي باهل الطاعة الذين هم فقهاء الاسلام علماء الانام سراج الامة
وزين الكعبة والثاني ان يدخله الحماية وتقوى به العناية حتى يجعل احدهم الشهي لنفسه وتميمه
قلبه ويوجبه ما يجد من الالم الحيف وقد قال العلماء اخذ المال بالجاه كاخذه بالسيف
لاسيما ان انضاف الى ذلك شيء من العناية من الطبول والملاهي آلات الباطل
من الدفوف والشبابات واجتماع الرجال مع الشبان المرد والنساء والغانيات
مع ان الشهر الذي ولد فيه صلى الله عليه وسلم وهو ربيع الاول هو بعينه الشهر الذي
توفي فيه فليس الفرح فيه باولى من الحزن فيه هذا ما علينا ان نقول ومن الله نرجو
حسن القبول انتهى مختصرا وعلماء المحققين وحفاظ متقيين بجواب فاكهاني حرف
بحرف پرداخته انداز انجمله علامه سيوطي آورده انچه فاكهاني مي گويد لا اعلم لهذا اصلا
في كتاب ولا سنة از عدم علمش نفي وجود نفس الامري لازم نمي آيد كيف لا كه شيخ الحفاظ
ابن حجر باستخراج اصلش از سنت گفته وقد ظهر لي تخريجها على اصل ثابت هو ما ثبت في الصحيحين
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قدم المدينة فوجد اليهود يصومون يوم عاشوراء فسألهم فقالوا هو اليوم الذي اغرق فيه فرعون

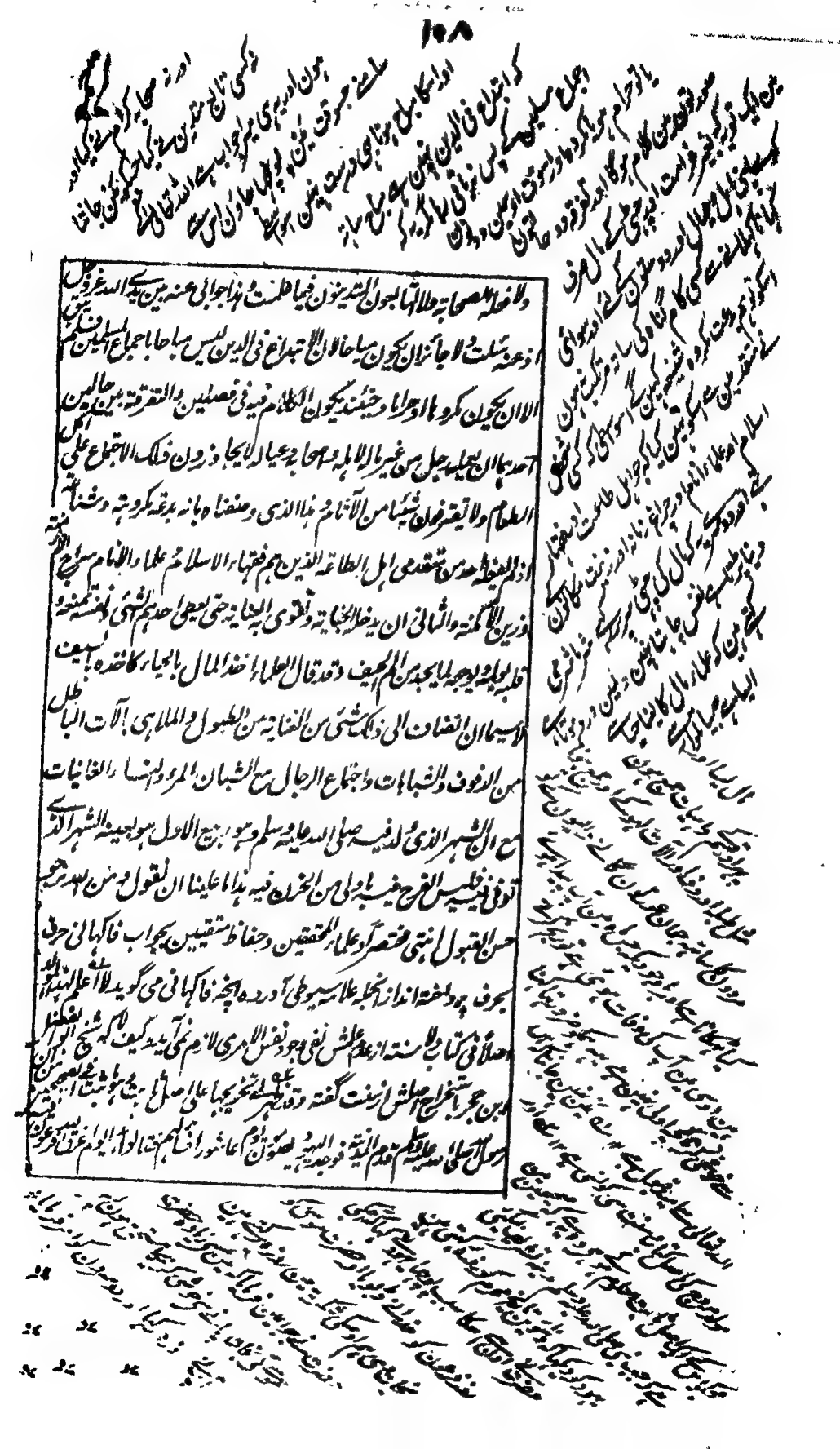

الی ان قال الا البدع المستحدثة المشتملة منها احداث الربط والمدارس وکل احسان لم یعهد فی العصر الاول ومنها الاطناب والتوسع فی المآکل والمشارب والتصنع فی الجدل ومنها جمع المحافل للاستدلال فی المسائل ان تضمنت لک جمیع ما ذکرناه فاعلم ان ما ذکرناه من التصوف

جواب مولانا شیخ جمال مفتی الاحناف حرسہا اللہ تعالیٰ

وتمام ما تحکیف مادونہم انتہی بالجملہ در استحباب سرور ولادت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خالصاً ومخلصاً کہ
دارد بای نیست و بیشتر شافعیہ ائمہ العلماء محمد بن ابی محمد نعمان منقول است کہ میگفت شنیدم من شیخ ابو موسیٰ زرعی را کہ
میفرمود میفرمود ابن الجواب وہم وازحال مولد سید عالم وموجودات بنا فرخانہ واللہ اعلم نمونہ سعد ہا انتہی بحروفہ
ودرین باب از ہم حضرت مفتی احناف بمکہ المکرمہ زادہا اللہ تعظیماً وتشریفاً جناب حضرت مولانا شیخ جمال علیہ رحمۃ اللہ
ذی الجلال نیز رشید وہ بود حضرت ایشان در جوابش ترقیم وموجود کہ عمل مولد شریف بدعت حسنہ است چنانچہ
سوال وجواب آنہا در ینجا نوشتہ میشود سئل اطول سیدنا العالم العلامۃ شیخ جمال المفتی للمذہب الحنفی بمکۃ المکرمۃ
عن عمل المولد فی ربیع الاول کما ہو دیدنہ اہل الزمان ما حکمہ ہل ہو محمود کما قالہ الشیخ ولن ومنہم الجلال السیوطی
وغیرہم ہو مذموم منکرہ بینوا لنا الجواب فاجاب العلامۃ الشیخ جمال رحمۃ اللہ علیہ بقولہ عمل المولد الشریف
ہو البدعۃ الحسنۃ وقال العلامۃ ابو شامۃ شیخ الشیخ النووی من اجل من رأیناہ فی زماننا یفعل کل عام
فی الیوم الموافق لیوم مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم من الصدقات والمعروف وانہا ایذہ والسرور فان ذلک مع
فیہ من الاحسان للفقراء مشعر بمحبتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قلب فاعل ذلک وشکر اللہ تعالیٰ علی من یحب
رسولہ الذی ارسلہ رحمۃ للعالمین الخ وقال السخاوی لازال اہل الاسلام من سائر الاقطار والمدن الکبار
یفعلون المولد ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویعتنون بقراءۃ المولد الکریم ویتغیر علیہم برکات
کل فضل عمیم قال ابن الجزری من خواصہ انہ امان فی ذلک العام وبشری عاجلۃ بنیل البغیۃ والمراد والمراد
من احدہ من الملوک جنبا اربل وصنف لہ ابن دحیہ کتابا فی المولد سماہ التنویر فی مولد البشیر النذیر فاجازہ بالف
دینار وقد تخرج لہ الحافظ ابن حجر اصلا من السنۃ وکذا الحافظ السیوطی ورد علی الفاکہی فی قولہ ان عمل المولد
بدعۃ مذمومۃ انتہی وہمچنین سوال دیگر باب از مفتی احناف بمکہ المکرمہ زادہا اللہ تعظیماً وتشریفاً
جناب مولانا عبد الرحمن سراج نمودہ شدہ بود حضرت ایشان این عمل را از بدعات حسنہ ترقیم فرمودہ
چنانچہ سوال وجواب آنہا نوشتہ میشود ماتقولکم یا علماء الملۃ السمحۃ البیضاء ومفتی الشریعۃ الغراء

فی ولادۃ المولد النبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ابن بعث سیئۃ ام مستحب او غیر ذلک الحمد للہ وحدہ الخ
الجواب باسم ملہم الصواب وبہ ثقتی وعلیہ اعتمادی وہو حسبی ونعم الوکیل
قال العلامۃ الشہاب الخفاجی محشی البیضاوی فی رسالتہ فی عمل المولد قال العلامۃ ابن الحاج فی المدخل المولد مما
احدثہ الناس وقد احتوی علی بدع ومحرمات کالرقص بالدف وآلات الطرب مما لا یلیق بسادات الزمان فکیف بہذا
الزمان الذی من اسماعنا فیہ بید الاولین والآخرین الی ان قال فحق ان یمکث بعضہم فیہ ما لا ینبغی من اللہو فان
خلا عن ذلک اقتصر فیہ علی الطعام والمسرۃ فہو بدعۃ حسنۃ اہ ثم نقل الشہاب سئل الحافظ ابن حجر عنہ فاجاب
بما صورتہ ہل عمل المولد بدعۃ لم ینقل عن احد من السلف فی القرون الثلثۃ وہل فیہ حسنات او سیئات وہل
من فعلہ بلا فعل یکون مسیئا او لا یکون مسیئا ویثاب فاجاب بما صورتہ اصل عمل المولد بدعۃ لم ینقل عن احد من السلف فی القرون الثلثۃ وہی فوذلک لکنہ قد اشتمل علی محاسن وضدہا فمن تحری فی المحاسن وعمل ضدہا کان بدعۃ حسنۃ واللہ سبحانہ اعلم اہ من فتاوی خادم الشریعۃ والمنہاج
عبد الرحمن بن عبد اللہ سراج الحنفی مفتی مکۃ المکرمۃ کان اللہ لہما حامدا مصلیا مسلما
عبد الرحمن سراج
وبجواب حضرت مفتی صاحب موصوف جناب حضرت مولانا مولوی رحمۃ اللہ صاحب مفتی المالکیۃ و
الشافعیۃ والحنابلۃ بمکۃ المشرفۃ فی الحال ہو علی الصواب والموافق للحق بالاستناد الی ارشاد رب العباد
الحمد للہ وحدہ وصلی اللہ علی من لا نبی بعدہ رب زدنی علما اما بعد فقد طلعت علی ما ذکرہ
رحمت اللہ
وما رقمہ مفتی الاحناف بمکۃ المشرفۃ فی الحال ہو علی الصواب والموافق للحق بالاستناد الی ارشاد رب العباد
اعلم ایہا الشریف ببلدۃ اللہ الحنیفۃ ابو بکر حمی البیضانی مفتی المالکیۃ کان اللہ لہ فی عونہ حامدا مصلیا مسلما
ابو بکر البیضانی
الحمد للہ وحدہ وصلی اللہ وسلم علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ السالکین نہجہم بعدہ اللہم ہدایۃ للصواب فی کتابہ
ابو الشہاب ابن حجر بالخص بعضہ ان عمل المولد بدعۃ لکنہا حسنۃ لما اشتملت علیہ من الاحسان الکثیر للفقراء من
قراءۃ القرآن واکثار الذکر والصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واظہار السرور والفرح بہ صلی اللہ علیہ وسلم والمحبۃ لہ واعانۃ
اہل الزہد والعباد من الزہاد فقہ والمحدثین والکفرۃ والمشرکین واستدل شیخ الاسلام الحافظ ابن حجر لکونہا بدعۃ حسنۃ بحدیث الصحیحین انہ
صلی اللہ علیہ وسلم لما قدم المدینۃ وجد الیہود یصومون یوم عاشوراء فسألہم فقالوا ہذا الیوم اغرق اللہ فیہ فرعون ونجا موسی فنحن نصومہ شکرا للہ تعالی

فقال صلی اللہ علیہ وسلم افخر اخ بموسی منکم فصامہ مرۃ وقال ان عشت الی قابل الحدیث قال الراوی عن شیخ الاسلام فیستفاد منہ فضل الشکر للہ تعالی باداء العبادات علی ما من بہ فی الیوم المعین من اسداء النعمۃ او دفع نقمۃ ویعاد ذلک فی نظیر ذلک الیوم من کل سنۃ وای نعمۃ اعظم من نعمۃ بروز ہذا النبی نبی الرحمۃ فی تلک البقعۃ ومنہ یعلم ما یجب للہ سبحانہ وتعالی اعلم کتبہ وکیل مفتی الشافعیۃ بمکۃ المحمیۃ محمد سعید بن محمد بابصیل عفی عنہ آمین

(محمد بابصیل)

الحمد للہ وحدہ رب دنی علما استمد من ہ التوفیق والرشاد لاقوم طریق

عمل المولد جائز باتفاق العلماء واذا خلا عن محرم خصوصا انہ یجری من الخیرات وتعداد نفعہا لا یخفی ایر ولیس کمن وشتمل علی الاجتماع المسنون فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اجتمع قوم یذکرون اللہ الا نزلت علیہم السکینۃ وحفتہم ملائکۃ وذکرہم اللہ فیمن عندہ ولہذا سجانہ وتعالی اعلم

برقمہ الحقیر خلف بن ابراہیم خادم اتقاء الخابۃ بمکۃ المشرفۃ حالا حامدا مصلیا مسلما

کاتب الحروف

غفر اللہ یگوید کہ جناب حضرت مولانا

(راجی عفو الرحیم خلف بن ابراہیم)

شیخنا ومرشدنا حضرت عمدۃ المفسرین وزبدۃ المحدثین جناب مولانا شاہ عبد الغنی صاحب نقشبندی مجددی قدس سرہ را دیدہ است کہ در محفل مولدالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ در مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام بتاریخ دوازدہم ماہ ربیع الاول روز یکشنبہ ۱۲۸۵ ہجری در مسجد نبوی شدہ بود تشریف آوردہ شریک این محفل شریف شدند وذکر مولد شریف کہ در صحن مسجد شریف بر منبر کرامی از ائمہ یکی بعد از دیگرے متوجہ بطرف روضہ شریفہ شدہ میخواندند استماع میفرمودند وبوقت قیام ذکر ولادت شریف قیام میفرمود حال وکیفیات بکمال این محفل شریف کہ ظہور شدہ بود خارج از حیطہ تقریر وتحریر ست صلی اللہ علی حبیبہ وعلی آلہ وصحبہ واتباعہ ولواز جہ وسلم تسلیما کثیرا اکثیرا وحضرت مولانا صاحب موصوف را سند واجازت احادیث شریفہ وغیرہا از حضرت والد ماجد خود ومولانا شاہ اسحق صاحب وغیرہم حاصل حضرت اساتذہ کرام اجمعین ست کہ بمعرض بیان آمد

بیان سبب حال حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب نقشبندی مجددی قدس سرہ

اجتماع مسنون کہ چیز آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام بآن مژدہ داد کہ ہیچ قوم جمع نمی شوند کہ ذکر اللہ نکنند مگر اینکہ فرشتہ بر ایشان فرود آیند ورحمت ایشان را فرو گیرد وسکینہ بر ایشان نازل شود وخدا تعالی ایشان را در میان کسانی کہ نزد اوست یاد کند

اوس قوم کا اوان کو گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالی اپنے اوس کے پاس والوں میں ان کا ذکر کرتا ہے

ابتدا مولد مالک مؤلف

ابتدا مولد مالک مؤلف

ترجمہ

وحال علم وعمل حضرات ایشان ہر ہمہ وشن ست اتباع حضرت استاذ کرام خوب ست
کہ ہمہ بفضلہ سبحانہ وتعالیٰ ہر دو ہر علوم بودند واز ہمہ موبخوبی واقف بودند چنانچہ
روزے حضرت ملا نا واستاذنا وشیخنا حضرت شاہ عبد الغنی قدس سرہ بمسجد بنوی
بعد از فراغ حلقہ شریفہ کلاہ مبارک خود را بین جہر غایت فرمودند جزاہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ
خیر الجزاء فی الدنیا والآخرۃ وتذکرہ چند ہر دو فرمودند علی الخصوص در باب این امر مذکور
بتصریح تمام فرمودہ بودند وبرای ابلاغ این امر تاکید تمام فرمودہ بودند چنانچہ این
حقیر مور فرمودہ حضرت ایشان نیز بر خیر خواہی برادران مسلمین بحیطہ تقریر وتحریر آورد
وباللہ التوفیق واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم **تیسری فصل** میں بیان ہے
سہو التعیین اور اسمین بیان ہے اعتراضات کا جو کہ لوگوں نے اوپر کیا ہے اور جوابات
اوکی جوابات صحیحہ کا **قال** العلامۃ القاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فی رسالتہ المولد
الروی فی مولد النبوی قال یعنی ابن الجزری واذا کان اہل الصلیب اتخذ والیلۃ مولد
بنبیہم عید الاکبر فاہل الاسلام اولی بالتکریم واجدر **قلت** لما یرد علینا
ہو ون بمخالفۃ اہل الکتاب ولم ار للکلمن ہذا الشیخ لہذا السوال جواب قال
السخاوی علی سبیل الاعتراض خرج شیخ مشائخ الاسلام خاتمۃ ائمۃ الاعلام
ابو الفضل ابن حجر الاستاذ المقبر تغمدہ اللہ برحمتہ واسکنہ فسیح جنتہ فقالہ علی اصل ثابت
یمیل الی الاستناد الیہ کل حبر ہمام وہو ثابت فی الصحیحین من ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قدم المدینۃ فوجد الیہود یصومون یوم عاشورا، فسالہم فقالوا ہو یوم اغرق اللہ
فیہ فرعون ونجی موسی علیہ السلام فنحن نصومہ شکرا للہ عزوجل فقال صلی اللہ علیہ
وسلم فانا احق بموسی علیہ السلام منکم فصامہ وامر بصیامہ وقال ان عشت الی قابل لاصومن
قلت وفیہم اولا الفتہ ثم عالفہم آخرا تحقیقا لصورۃ المخالفۃ قال ای
الشیخ فیستفاد منہ فعل الشکر للہ تعالیٰ علی ما من بہ فی یوم معین من اسبغ انعمہ او دفع

ولیعاد ذلک فی نظیر ذلک الیوم من کل سنۃ ولیفکر اللہ تعالی لتحصیل انواع العبادۃ کالصلاۃ والصیام والتلاوۃ وای نعمۃ اعظم من نعمۃ بروز ہذا النبی نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم **قلت** وفی قولہ تعالی الفجار کم رسول شاہد ذلک وایام اللہ تعالی العظیم وقد جعلہ لنا ذلک ۱۲ قال علی ہذا فینبغی ان یقتصر فیہ علی ایفہم الشکر للہ تعالی من نحو ما ذکروا وما یتبعہ من السماع والطہور وغیرہما فینبغی ان یقال ما کان من ذلک مباحا بحیث یعین السرور بذلک الیوم فلا باس بالحاقہ وما کان حراما او مکروہا فیمنع وکذا ما کان فیہ خلاف بل یحسن فی ایام الشہر کلہا ولیالیہ یعنی کما جاء عن ابن جماعۃ تمنیہ فقد اتصل بنا ان الزاہد القدوۃ المعمر اسحاق ابراہیم بن عبد الرحمن بن ابراہیم بن جماعۃ لما کان فی المدینۃ النبویۃ علی ساکنہا افضل الصلوۃ واکمل التحیۃ کان یعمل طعاما فی المولد النبوی ویطعم الناس ویقول لو تمکنت عملت بطول الشہر کل یوم مولدا انتہی بحروفہ **قولہ** ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدم المدینۃ الحدیث فی صحیح البخاری فی باب صیام العاشورا عن ابن عباس قال قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ فرای الیہود تصوم یوم عاشورا فقال ما ہذا قالوا ہذا یوم صالح ہذا یوم نجی اللہ بنی اسرائیل من عدوہم فصامہ موسی قال فانا احق بموسی منکم فصامہ وامر بصیامہ **فی فتح الباری** فصامہ موسی زاد مسلم فی روایۃ شکرا للہ تعالی فنحن نصومہ ۱۲ **وفی صحیح البخاری** فی باب اتیان الیہود النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین قدم المدینۃ

اور اس سے شکر کا حکم ہوا اور دن آوری
کیا جاوے بلکہ ہر سال جب وہ دن آوے شکر کے طرح کی
اور اللہ تعالی کا شکر عبادت سے حاصل ہوتا ہے جیسی نماز
روزہ تلاوت قرآن وغیرہ اور اس نبی
پر جو صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی
یعنی اللہ کی نعمتوں میں سے بڑی نعمت ہے
اور اس نعمت کے شکر کا حکم ہوا ہے
اور اس کا شکر عبادت سے ہوتا ہے
اور عبادت کی بہت قسمیں ہیں
جیسے نماز روزہ تلاوت وغیرہ
اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے
اور یاد دلا ان کو دنوں اللہ کے
اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے
اور کتنے ہم نے ہلاک کیے
پہلے ان سے زور میں بڑے تھ

عن ابن عباس قال لما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ وجد الیہود یصومون عاشوراء فسئلوا عن ذلک فقالوا ہذا الیوم الذی اظہر اللہ فیہ موسی وبنی اسرائیل علی فرعون ونحن نصومہ تعظیما لہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحن اولی بموسی منکم ثم امر بصومہ اھ

وفی سنن ابی داؤد ونحن نصومہ تعظیما لہ اھ **وفی صحیح البخاری** فی باب قول اللہ عزوجل وہل اتاک حدیث موسی وکلم اللہ موسی تکلیما عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما قدم المدینۃ وجدہم یصومون یوما یعنی یوم عاشوراء فقالوا ہذا یوم عظیم وہو یوم نجی اللہ فیہ موسی واغرق آل فرعون فصام موسی شکرا فقال انا اولی بموسی منہم فصامہ وامر بصیامہ اھ **وفی سنن ابن ماجۃ** فصامہ موسی شکرا اھ **وفی شرح معانی الآثار** للامام الطحاوی عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضہ انہ قال لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ وجد الیہود یصومون یوم عاشوراء فسالہم فقالوا ہذا الیوم الذی اظہر اللہ عزوجل فیہ موسی علی فرعون فقال انتم اولی بموسی منہم فصوموہ ففی ہذا الحدیث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما صامہ شکرا للہ عزوجل فی اظہار موسی علی فرعون فذلک علی الاختیار لا علی الفرض انتہی بحروفہ **وایضا فیہ** وقد اخبر ابن عباس رضہ فی حدیثہ بالعلۃ التی من اجلہا کانت الیہود تصومہ انہا علی الشکر منہم للہ تعالی فی اظہارہ موسی علی فرعون وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایضا صامہ کذلک والصوم للشکر اختیار لا فرض انتہی

والیضاً فیہ بعد ذکر حدیث ابی قتادہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال فی صوم یوم عاشورا انی احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی قبلہ ففی ہذا الحدیث انہ امر بہم بصومہ احتسابا لما ذکر فیہ من الکفارۃ ولیس ہذا بمخالف عندنا لحدیث ابن عباس لانہ قد یجوز ان یکون کان یصومہ شکرا للہ تعالی لما اظہر موسی علی فرعون فیشکر اللہ بہ تارۃ بما من ذلک فیکفر بہ عنہ السنۃ الماضیۃ انتہی بحروفہ **وقال العلامۃ العینی** فی شرح صحیح البخاری بعد نقل حدیث ابن عباس قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ فرای الیہود یصومون یوم عاشورا الحدیث ظاہر حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما یدل علی الوجوب لانہ علیہ السلام صامہ وامر بصیامہ لکن نسخ الوجوب وبقی الاستحباب کما ذکرنا وقال الطحاوی بعد ان روی ہذا الحدیث ففی ہذا الحدیث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما صامہ شکرا للہ عزوجل فی اظہارہ موسی علیہ السلام علی فرعون فذلک علی الاختیار لا علی الفرض انتہی **قلت** وفیہ بحث لان القائل یقول لا نسلم ان ذلک علی الاختیار دون الفرض لانہ علیہ السلام امر بصومہ والامر المجرد عن القرائن یدل علی الوجوب وکونہ صامہ شکرا لا ینافی کونہ للوجوب کما فی سجدۃ من اصلہا للشکر مع انہا واجبۃ اہم بحروفہ **وقال العلامۃ علی القاری** علیہ رحمۃ اللہ الباری فی شرح مشکوۃ المصابیح فصار ای ذلک الیوم ای مثلا ہ **والیضاً قال فیہ** نحن نصومہ لانہ شکرا الیضاً ام **وقال العلامۃ العینی** فی شرح الحدیث المذکور

قولہ فصامہ ای النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویسن صیامہ لانہ صام ابتداء لانہ قد علم فی حدیث انہ کان یصومہ قبل قدومہ المدینۃ فعلی ہذا فہو ثابت علی صیامہ وداوم علی کما ان علیہ قیل یحتمل انہ کان یصومہ بمکۃ ثم ترک صومہ ثم لما علم ما عند اہل الکتاب فیہ صامہ

وایضا قال فیہ قولہ ای صیامہ للبخاری فی التفسیر ولنس من طریق ابن شہاب

وقال العلامۃ علی القاری نقلا عن الاصابۃ حیث عد موسی منہم فصدہ اہ

علیہ رحمۃ اللہ الباری فی شرح مشکوۃ المصابیح فصامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعالی فہو ہم متعظیم اعظم لکن علی جہۃ المتابعۃ لہ فی شرعہ بل علی طریق من شرعہ لشرعہ فی ذلک او کان صیامہ شکرا لخلاص موسی علیہ السلام کما سجد فی شکرا تعالی علی قبول توبۃ داود علیہ السلام اہ **قولہ** کما سجد فی ص شکرا للہ تعالی اخرج النسائی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیسجد فی ص وقال سجدہا داود توبۃ ونسجدہا شکرا اہ قال العلامۃ ابن حجر علیہ رحمۃ اللہ البرای شکرا منا علی قبول توبۃ ان الانبیاء علیہم السلام کرجل واحد فالنعمۃ علی احدہم نعمۃ علی الکل اہ قال الشیخ زین الدین الفاکہانی رح لا اعلم لہذا المولد اصلا فی کتاب ولا سنۃ اہ قال الحافظ سولنا جلال السیوطی رد علیہ لقال علیہ نفی العلم لا یلزم منہ نفی الوجود وقد استخرج لہ اصلا ثانیا وسیاتی ذکرہما بعد ہذا اہ قولہ سیاتی ذکرہما بعد ہذا ما لفظہ قد سئل شیخ الاسلام حافظ العصر ابو الفضل ابن حجر عن عمل المولد فاجاب بان اصل المولد بدعۃ لم ینقل

عن احد من السلف الصالح فی قرون الثلثۃ ولکفاک مؤنۃ ذلک فقد اشتملت علی محاسن
وضدھا فمن تحری فی عملہا المحاسن وتجنب ضدھا کان بدعتہ حسنۃ ومن الافلاد قید
ظہر لی تخریجہا علی اصل ثابت وھو ما ثبت فی الصحیحین من ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قدم المدینۃ فوجد الیہود یصومون یوم عاشوراء فسألہم فقالوا ھو یوم اغرق اللہ فیہ
فرعون ونجی موسی فنحن نصومہ شکرا للہ تعالی فیستفاد منہ فعل الشکر للہ تعالی
علی ما منّ بہ فی یوم معین من ایداء نعمۃ او دفع نقمۃ ویعاد ذلک فی نظیر ذلک الیوم
من کل سنۃ والشکر للہ تعالی یحصل بانواع العبادات کالسجود والصیام
والصدقۃ والتلاوۃ واٰی نعمۃ اعظم من النعمۃ بتولد ھذا النبی نبی الرحمۃ صلی اللہ
علیہ وسلم فینبغی ان تتحری الیوم بعینہ حتی یطابق قصۃ موسی علیہ السلام
فی یوم عاشوراء، وان لم یلاحظ ذلک فلا یبالی بعمل المولد فی ای یوم من
الشہر بل ان قال فہذا یتخرج باصل عملہ واما ما یعمل فیہ فینبغی ان
یقتصر فیہ علی ما یفہم منہ الشکر للہ تعالی من نحو ما تقدم ذکرہ من التلاوۃ والاطعام
والصدقۃ وانشاد شیء من المدائح النبویۃ المحرکۃ للقلوب الی فعل الخیر و
العمل للآخرۃ واما ما یتبع ذلک من السماع واللہو وغیر ذلک فینبغی ان یقال
ما کان من ذلک مباحا بحیث یعین السرور فی ذلک الیوم المباح بالحالۃ ہو
ما کان حراما او مکروہا فیمنع وکذا ما کان خلاف الاولی انتہی وظہر لی تخریجہ علی
اصل آخر وہو ما رواہ البیہقی عن انس رضی اللہ تعالی عنہ ان النبی

صلے اللہ علیہ وسلم عن نفسہ بعد النبوۃ مع انہ قد مر ان جدہ عبد المطلب
عق عنہ یوم سابعہ ولادتہ والعقیقۃ لا تعاد مرۃ ثانیۃ فیحمل ذلک علی ان النذی
فعلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعلہ اظہارا للشکر علی ایجاد اللہ تعالی ایاہ رحمۃ
للعالمین وتشریفا لامتہ کما کان یصلی علی نفسہ لذلک فیستحب لنا ایضا اظہار
الشکر بمولدہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاجتماع والطعام ونحو ذلک من وجوہ
القربات واظہار المسرات ثم رایت امام القراء الحافظ شمس الدین بن الجزری
قال فی کتابہ المسمی بعرف التعریف بالمولد الشریف انہ قد روی ابو لہب
فی المنام فقیل لہ ما حالک فقال فی النار الا انہ یخفف علی کل لیلۃ اثنین
وامص من بین اصبعی ہاتین ماء بقدر ہذا واشار برأس اصبعہ وان
ذلک باعتاقی ثویبۃ عند ما بشرتنی بولادۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وبارضاعہا
لہ فاذا کان ابو لہب الکافر الذی نزل القرآن بذمہ جوزی فی النار الخ
بمولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فما حال المسلم الموحد من امتہ صلی اللہ علیہ وسلم
ویسری انما یکون جزاؤہ من المولی الکریم ان یدخلہ بفضلہ جنات النعیم
وقال الحافظ شمس الدین ابن ناصر الدین الدمشقی فی کتابہ المسمی مورد
الصادی فی مولد الہادی وقد صح ان ابا لہب یخفف عنہ عذاب النار
فی مثل یوم الاثنین لاعتاقہ ثویبۃ سرورا بمیلاد النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ثم الشدق اذا کان ہذا کافرا جاء ذمہ ومد یبدا

فی الجحیم فخلا ابوداؤد انه فی یوم الاثنین واما یخفف عنه للسرور باحمد ومن الظن بالعبد
الذی کان عمره باحمد مسرورا ومواظبا موحدا انتهی **قوله** وقد ظهر لی تخریجه الخ فی
شرح المواهب اللدنیة للعلامة الزرقانی وسبقه الی ذلک الحافظ ابن حجر **قوله** وظهر لی
تخریجه علی اصل آخر وهو ما رواه البیهقی الخ تعقبه النجم بانه حدیث منکر کما قاله الحافظ
ابن قاضی شهبة فی شرح المهذب انتهی حدیث باعلی التخریج علیه ساقط اهـ **ودر شرح سفر**
السعادت است ودر حدیث انس رض چنانچه در بعض روایات آمده است
که رسول الله صلی الله علیه وسلم بعد از ظهور نبوت عقیقه خود را چون وقت ولادت
معلوم نشد که کرو ندیانه ذبح کرده اما در اینجا ان حدیث منتفی است وخالی
بعد نیست والله اعلم اهـ **وفی زاد المعاد** وذکر ابن ابی عن انس رضی الله تعالی عنه
ان النبی صلی الله علیه وسلم عق عن نفسه بعد ان جاوزته النبوة وهذا الحدیث قال ابوداؤد
فی مسائله سمعت احمد بن حنبل یحدث بهذا الحدیث الهیثم بن جمیل عن عبد الصمد بن المثنی عن ثمامة عن
انس ان النبی صلی الله علیه وسلم عق عن نفسه فقال احمد عبد الصمد بن محمد عن قتادة عن
انس ان النبی صلی الله علیه وسلم عق عن نفسه قال یحیی هذا منکر ضعف
عبد الصمد بن محمد اهـ **قوله** انه قد روی الخ والرأی لاخوه العباس بعد سنة من وفاة
ابی لهب بعد وقعة بدر ذکره السهیلی وغیره کذا فی شرح المواهب اللدنیة للعلامة
الزرقانی وهذا یرویه غیر واحد من اهل السیر وغیره فی المدارج الی الحدیث صحیح
الدمشقی ولیاخذه الخ اخرج الشیخان عن ابن عباس بن عبد المطلب الی سعید الخدری
والبخاری عن ابن المسیب عن ابیه مسلم عن سفیان فی ابی طالب من احادیث
یطول الکلام بذکرها فانها تدل علی ان خیرات الکافر لا تذهب جفاء وانه قد تنتفع بها
وما ورد فی خلاف ذلک من الآیات والاخبار فقال النووی قال البیهقی قد یجوز
ان یحمل ورود ذلک فی امة لا یکون لها مقدم لتخلیص من النار وادخال الجنة کما

ولکن یخفف عنہ العذاب البتہ بسبب علی جنایات اخر بھا سوی الکفر بما فعل من الخیرات
تحقیق بیان کیا ہے عبدالعزیز الدہلوی نے اپنے فتاوی میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہم
انکہ ازاں علیہ ذلک لکن جلہ من برکات النبی صلی اللہ علیہ وسلم وخصائصہ اذا عرفت
ذلک علمت ان الاحتجاج بہذہ الروایۃ لیس بقاطع من کل وجہ علی انہ لا یلزم من کونہ لابی لہب
العلم ان المعیر لتمسک فی غیر الیضاح ان العلماء لم یزالوا یسالون فی فضائل الاعمال
قال اسمعیل الہروی انہ قد یوضع الموضوع یعنی لما ثبت وضعہ مخصوصہ فی بیان الفضائل
ثابت فضلہ یعنیرہ تائیداً واذا کان الموضوع بہذہ المثابۃ فالمنقطع بحسب الساقط من اول
کذا الافادۃ شیخ وقولہ وغیرہ فی المدارج الی الحدیث حیث قال اول کسیکہ انحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم شیر داد ثویبہ بود کنیز ک ابولہب بضم مثلثہ وفتح واو وسکون تحتانیہ وجیم
وآخرہ باء موحدہ ثم شین معجمہ چوں انحضرت متولد شد بشارت بعبداللہ برادر خود داد
عبداللہ برادر تو پسر متولد شد و ابولہب آزاد گشت آزاد کردہ امر کرد کہ ذرہا شیر
وحق تعالیٰ ازین شادی وسرور کہ ابولہب بولادت انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
در عذاب تخفیف کرد در روز دوشنبہ ازوی عذاب برداشت چنانکہ در حدیث
آمدہ است و دیگر اسند است مزمل موالید را کہ در شب میلاد انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سرور کنند و بذل اموال نمایند یعنی ابولہب کافر بود و قرآن بمذمت وی نازل شدہ چون
بسرور میلاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وبذل شیر جاریہ وی بمحبت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم جزا داده شد حال مسلمان کہ ملوث است بمحبت وسرور وبذل مال در طریق
چہ باشد و بگمان من ہمیں معنی ماخذ عید میلاد است کہ کردہ اند یعنی وآلات محرمہ ومشتملات
باشد ما وجب حرمان از ثمرہ بخشیدہ نشود بلکہ مثاب گردد وانہی بحروفہ وفی الخصائص الکبری
للعلامۃ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ اخرج الشیخان عن عروۃ قال اعتق ابولہب
ثویبہ فارضعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما مات ابولہب رآہ بعض اہلہ فی شر حیبۃ فقال

ماذا لقيت قال لم ألق بعدكم خيرا غير أني سقيت في هذه بعتاقي ثويبة وأشار إلى
النقرة التي بين الإبهام والتي تليها من الإصبع اهـ وفي صحيح البخاري
في كتاب النكاح في باب أمهاتكم اللاتي أرضعنكم وبحرم من
الرضاع ما يحرم من النسب قال عروة وثويبة مولاة
لأبي لهب وكان أبو لهب أعتقها فأرضعت النبي صلى الله عليه وسلم
فلما مات أبو لهب أري بعض أهله بشر حيبة قال له ماذا لقيت قال أبو
لم ألق بعدكم خيرا غير أني سقيت في هذه بعتاقي ثويبة انتهى بحروفه وفي
فتح الباري للعلامة ابن حجر شارح البخاري العلامة العيني ذكر قبيله أن
بعضهم قال لما مات أبو لهب رأيته في منامي بعد حول فبح شرحال فقال ما لقيت بعدكم راحة
الا أن العذاب يخفف عني كل يوم اثنين قال وذلك أن النبي صلى الله عليه وسلم ولد يوم الاثنين
وكانت ثويبة بشرت أبا لهب بولادته فأعتقها انتهى بحروفها وفي عمدة القاري
وفيه في الحديث من الفقه أن أبا لهب قد يعطى عوضا من أعماله التي تكون نفعا قريبا لأهل الآخرة
بالله كما في حق أبي طالب غير أن التخفيف في أبي لهب أقل من التخفيف عن أبي طالب وذلك
لنقصة أبي طالب لرسول الله صلى الله عليه وسلم وحياطته له وعداوة أبي لهب اهـ وفي فتح
الباري لابن البيهقي ما نصه ومن أبطلان الخبر الكفار فيما أنهم لا يكون لهم تخلص من النار
ولا يخون بخفة ويجوز أن يخفف عنهم من العذاب الذي يستوجبونه على ما ارتكبوه من الجرائم
سوى الكفر بما حملوه من الجرائر وأما ما نقل الفصد الإجماع على أن الكفار كلهم

ولا شيا بون عليه ابعيم والتخفيف عذاب الكفار بعضهم اشد عذابا من بعض **قلت**
بهذا الاحتمال الذي ذكره البيهقي ان جميعهم من ذلك تعلق بذنب الكفر او ان ذنب غير
الكفر فما المانع من تخفيفه وقال القرطبي بهذا التخفيف خاص بهذا ومن ورد النص فيه قال
ابن المنير في الحاشية هنا قضيتان احدهما محال وهي تعذيب طائفة الكافر مع كفره لان
شرط الطائفة ان يقع بتصديق عيسى وهذا مفقود من الكافر الثانية اثابة الكافر على بعض
الاعمال تفضلا من الله تعالى وهذا لا يحيله العقل فاذا تقرر ذلك لم يمكن عتق ابي لهب
لثويبة مرتبة معتبرة ويجوز ان يتفضل الله عليه بما شاء كما تفضل على ابي طالب والمرجع
في ذلك الى التوقيف نفيا واثباتا **قلت** وتتمة هذا ان يقال تفضل المذكور اكراما
لمن وقع من الكافر البر له كذلك انتهى بحروفه **وفي سيرة الشامية** قال شيخنا
في فتاواه عندي ان اصل المولد النبوي هو اجتماع الناس وقراءة ما تيسر من القرآن
ورواية الاخبار الواردة في مبدأ النبي صلى الله عليه وسلم وما وقع فيه من الآيات ثم
يطعم لهم طعاما يأكلونه وينصرفون من غير زيادة على ذلك من البدع الحسنة التي يثاب
صاحبها لما فيه من تعظيم قدر النبي صلى الله عليه وسلم واظهار الفرح والاستبشار
بمولده الشريف وقال قد ظهر لي تخريجه على اصل ثابت وهو ما ذكره الحافظ ابو
شامة وابو العباس السبتي عن انس رضي الله تعالى عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم عق عن نفسه
بعد النبوة مع انه ورد ان جده عبد المطلب عق عنه في سابع ولادته والعقيقة
لا تعاد مرة ثانية فيحمل ذلك على ان الذي فعله صلى الله عليه وسلم فعله اظهارا للشكر

علی احیاء اللہ تعالیٰ ایاہ رحمۃ للعالمین وتشویقا لامتہ کما کان یصلی علی نفسہ لذلک فیستحب لنا ایضا اظہارا
لشکر ہو ربہ والاجتماع والاطعام وغیر ذلک من وجوہ القربات والمثوبات وقال فی مدخل ابن الحاج
البدع الحسنۃ المندوبۃ ونحن نتکلم علی بعض المنکرات شرعا مما وقع تقریرہ مولانا حضرت جمال الدین المبرور
المحدث الکنہوی سابق مذکور شدہ است کہ وجہ عمدہ آنست کہ در مولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بالا
کہ ترک نمی کند روزہ دوشنبہ را زیرا کہ من زائیدہ شدہ ام روز دوشنبہ و این حدیث اصل است وجواز بلکہ تعین روز
مولد او وفی مشکوٰۃ المصابیح عن ابی قتادۃ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم الاثنین فقال
فیہ ولدت وفیہ نزل علی رواہ مسلم اھ قال العلامۃ علی القاری فی شرحہ فی الحدیث دلالۃ علی ان
الزمان قد یشرف بما یقع فیہ وکذا المکان انتہی بحروفہ قال الشیخ تاج الدین الفاکہانی فی رسالۃ المشہور الذی
ولد فیہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو ربیع الاول ہو بعینہ الشہر الذی توفی فیہ فلیس السرور فیہ اولی من الحزن اھم
قال العلامۃ مولانا جلال الدین السیوطی برحمہ اللہ علیہ جوابا ان ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم اعظم النعم علینا
ووفاتہ اعظم المصائب بنا والشریعۃ حثت علی اظہار شکر النعم والصبر والسکون عند المصائب وقد عق
الشرع بالنیقۃ عند الولادۃ وہی اظہار الشکر وفرح المولود ولم یأمر عند الموت بحلق ولا بغیرہ بل نہی
عن النیاحۃ واظہار الجزع فدلت قواعد الشرع علی انہ یحسن فی ہذا الشہر اظہار الفرح بولادتہ
صلی اللہ علیہ وسلم دون اظہار الحزن فیہ لوفاتہ انتہی وبعضی مالغین مولد شریف میگویند
وقد صح انہ قیل لابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان قوما اجتمعوا فی مسجد یہللون ویصلون
علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویرفعون اصواتہم فذہب الیہم ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ
عنہ وقال ما عہدنا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا وانکم لامبتدعون فمازال
یذکر ذلک حتی اخرجہم من المسجد کذا فی التاتارخانیۃ وطوالع الانوار بتغیر ما انعقاد ابن مجلس
مولود ہیئت کذائیہ المتکررہ موقتہ را باید فہمید کہ معہود ومعمول بزمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

والا عظام صحابه آنچه پس این سبب بهمان طریق باید داشت و اخراج از طرف خود هرگز نباید ساخت علماء نیز پسندیده که اتباع
چنانچه فرض گردد باید بجهان در ترکشان نیز شاید خالا تباع کما یکون فی الفعل یکون فی الترک کذا فی المواهب اللدنیه
شیخ مسند بخیفه و جناب مولانا شاه عبدالعزیز صاحب قدس سره در تحفه اثنا عشریه باشاره فرموده اند که روز تولد نبی و وفات
نبی رعید و ازیاد ماند **جواب** **البش** انیست که مولانا جلال الدین سیوطی رحمة الله علیه این اثر را که بمعرض استدلال
برای ابطال انعقاد مجلس مولود آورده تضعیف نموده گفته که بر تقدیر صحت معارض احادیث کثیره که مثبت خلاف این اثر
است نمی تواند شد نه بر تقدیر صحت این اثر گوئیم که محتملست که باعث بر منع بیرون آمدن این قوم از مسجد شور و شغب این جماعت
رفع صوت بوده باشد زنانی و اوباش و اعراب در مسجد هست نمیدانی که این شور و هنگامه چنان بشاغلین عبادت خدا و نمازیان
مزاحم انتها میشود و واقعی است که چنین شور و هنگامه معهود در عهد رسول خدا صلی الله علیه وسلم نبوده و الا تهلیل و صلوة بران
حضرت علیه الصلوة والسلام اجماع مسلمانان در مسجد خود بالتواتر منقول دران عهد رسالت عهد نبوده است پس داعی بر منع
زیادت قوم از مسجد فقط رفع صوت شور و شغب خواهد بود هذا این روایت صلاحیت معارضه بارواياتی که در صحیح بخاری
من جعل الاهل العلم الا ساعة مذکور است ندارد و آن اینست که کان عبدالله یذکر الناس فی کل خمیس یعنی بود عبدالله
[illegible] پس [illegible] علیم عقل مستقیم البته پوشیده نباشد که این تعیین و تخصیص روز پنجشنبه
[illegible] و تذکیر عبدالله من عنده از طرف خود ایجاد کردند عهد آنحضرت صلی الله علیه وسلم نبوده پس چه باعث شد
عبدالله بن مسعود بادی ترک کما یکون فی الفعل یکون فی الترک گردیده معاذ الله خوشین را مرتکب کاهته و واقع
فرمودند پس این روایت بخاری اظهر من الشمس و ابین من الامس است که تعیین و تخصیص روز برای عمل خیر اگرچه آن روز
از آنحضرت صلی الله علیه وسلم ثابت نباشد جائز و مستحسن است بالجمله از تعیین و تخصیص عبدالله بن مسعود که روز پنجشنبه
را برای وعظ و تذکیر مقرر فرمودند استخراج اهل را برای تعیین مجلس مولود هیئت ملتزمه برای اصول ثلثه مذکوره
سابقه که صوم عاشوراء و صوم دوشنبه و اعادهٔ عقیقه ثابت و متحقق گردید و متروک شایع که واجب الاتباع است
آن متروک بمعنی دیگر است نه مطلق متروک خواه معدوم بعدم تسبب و زمان شارع باشد یا بمقتضای مصلحتی معدوم بعدم
طاری و لاحق بعد وجوه سابق گردد و علماء تصریح نموده اند که گاهی مقصود شارع از ترک فعلی و فرو شفقت و غایت
رحمت بر امت میباشد یعنی اگر شارع آن فعل را ترک نمی فرمود التزام استمراری آن فعل موجب وجوب بر امت میگشت
پنانچه در ترک التزام تراویح همین مصلحت قرار داده علماء است پس بنچنین ترک لامحاله واجب الاتباع نباشد
و فعل این چنین ترک و التزام آن از حریم اباحت و استحسان خارج نیفتد که منشأ وجوب و فعل و التزام شارع بوده
در فعل و التزام دیگرے تصور نمیشود چنانچه علامه فیروز آبادی در صراط مستقیم بعد نقل اقوال مختلفه در صلوة الضحی
گفته صواب آنست که مواظبت بران نیز مستحب است و خوف توهم فرضیت مرتفع شد و اشنا و بعبارت تحفه در

مدعوست بانکه مدلول این عبارت مخالفت صریح با قول و فعل صاحب تحفه دارد پس لامحاله ما قول او مصروف عن الظاهر
خواهد بود بتفصیل این اجمال نیست که صاحب تحفه خودش در جواب سائل که سوال از جواز تقرر و تعین روز بعد سال نامبرده فتن
بزیارت بزرگان نموده میفرماید که فتن بر قبور بعد سال یکروز معین کردن بدعت است اول آنکه یکروز معین نمودن یک
شخص یا دو شخص بغیر سیمات اجتماعیه مردم کثیر بر قبور محض نام بزیارت و استغفار روند اینقدر را ندوی روایات صحیحه ثابت است
و بتغییر و منسوخ نقل نموده که سال بسال آنحضرت صلی الله علیه وسلم بر مقابر میرفتند و دعاے مغفرت اهل قبور مینمودند اینقدر
ثابت است و مستحب دانم آنچه بهیئت اجتماعیه مردم کثیر جمع شوند ختم کلام الله کنند و خاتمه بر شیرینی و طعام نموده تقسیم درمیان
حاضران نمایند این قسم معمول زمانه پیغمبر خدا صلے الله علیه وسلم و خلفاء راشدین نبوده اگر کسے این طور کند باک نیست بر اگر
درین قسم تجمع نیست بلکه فائده احیاء اموات را حاصل میشود سوم طور جمع شدن بر قبور اینست که مردمان یکروز معین نموده
لباسهای نفیس و فاخره پوشیده مثل عید شادمان شده بر قبه ها جمع شوند و رقص وغیره سماع باز امیرود دیگر بدعات منضمه
مثل سجود بر آے قبور و طواف گردان قبور نمایند این قسم حرام و ممنوع بلکه بعضی بحد کفر میرسند همین محل این هر دو حدیث
است ولا تجعلوا قبری عیدا و لا تجعلوا قبری وثنا چنانکه در مشکوة موجود است و نیز مولانای ممدوح در جواب سوال
که سوال از جواز عرس بزرگان نموده نوشته اند که زیارت قبور بزرگ بقصد صالحین و امداد ایشان و یاد ای ثواب تلاوت
قرآن و دعاهای خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب است باجماع علما و تعیین روز یا یوم [illegible] قرآن نزد
ایشان بیاشد از دا العمل بدار الثواب الا بهذا و زیرا این عمل دا قصد موجب فلاح و نجات است بخلف لازم ملزوم
خود را باین نوع بر و احسان نماید چنانچه در احادیث مذکور است که و له صالح یدعو له و تلاوت قرآن و امداد ای ثواب
عبادت موقتی قرار دادن مبنی بر کمال بلادت و نرط جهل است آری اگر کسے سجده و طواف و دعا نجو یا فلان افعل لذا
لعل آرد البته مشابهت باعبدة الاوثان کرده باشد و چون چنین نیست پس چرا محل طعن باشد و در منشور سیطی
مرقوم است اخرج ابن المنذر و ابن مردویه عن انس رضی الله تعالی عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یاتی احدا
کل عام فاذا اتی الشعب سلم علی قبور الشهداء فقال سلام علیکم بما صبرتم الخ و اخرج ابن جریر عن محمد بن ابراهیم قال کان النبی
صلی الله علیه وسلم یاتی قبور الشهداء علی راس کل حول فیقول السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار و ابو بکر و عمر و عثمان یفعلون
کذلک انتهی و نیز مولانای ممدوح در جواب سائلی که استفسار از مجلس محرم و مرثیه خوانی نموده افاده فرموده که در تمام سال
دو مجلس منعقد میشود مجلس ذکر مولود شریف و مجلس ذکر شهادت حسین و تمام عبارت آن جواب اینجا
در فصل سابق نوشته شده بهت من شاء فلینظر ثمه و جناب مولانا شاه رفیع الدین صاحب که برادر کوچک جناب حضرت
مولانا شاه عبد العزیز صاحب بود نه کیفیت تجرحدیث و تفسیر علوم نقلیه و عقلیه حضرت ایشان معلوم خواص و عوام
در جواب سوالی که مینویسند بعینه درین جا برای فائده عامه نقل نموده مے شود *

سوال بر سر هر سال که در سال جمع آمدن دانستن روز وفات فلان عرس فلان و امثال ذلک چه حکم دارد **جواب** زمان اگرچه بسیال غیر قار است اما آنچه بآن تقدیر کرده میشود زمان را از شب و روز و ماه و سال اینها شرعاً و عرفاً دوره مقرر است چون یک دوره تمام میشود باز از سر شروع میشود و همین حساب مستمر است بنابرین صوم روز عاشورا و ذی الحجه بشهر حج و همچنین شهور دیگر در دوره حکم اتحاد پیدا کرده میشود چنانکه در حدیث است که یهود عرض کردند در حضور جناب نبوت صلی الله علیه وسلم که حق تعالی نجات حضرت موسی علیه السلام و غرق فرعون در دهم روز عاشورا واقع شده بهت برای شکرانه روزه میگیریم جناب نبوت صلی الله علیه وسلم فرمود انا احق بموسی منکم فصام یوم عاشورا و امر الناس بصیامه و نیز حضرت نبی صلی الله علیه وسلم بلال را وصیت کردند بصوم روز دوشنبه فرمودند فیه ولدت و فیه انزل و فیه اجرت و فیه اموت بنابرین یاد کردن آن هیچ روز آن ماه رسم مردم افتاده و چون مردمان ازین جهان نمانند این رسم گذشته اند ایشان را انتظار بسوی دلدار یکسو دیگر از اغیار بخود دیده شد پس بغم انتظار آن فایده است مقتدیه بمعاملات مکاشفه دریافت شد که درچنین روز اجتماع ارواح دوستان در عالم برزخ هم میشود پس امداد بدعا ختم طعام بدعتی مباح است و وجه قبح ندارد و اما ارتکاب محرمات از روشن ساختن چراغان و ملبوس ساختن قبور و سرور و خلق سماع بدعات شنیعه اند و حضور چنین مجالس ممنوع انتهی ازین جوابات افادت آیات چند فائده مستنبط شده و اول آنکه فقط مردم بهیئت اجتماعیه و جمع شدن بر قبور بعد سال برای زیارت بزرگان و ختم قرآن کردن و فاتحه بشیرینی یا طعام خواندن و تقسیم آن نمودن این قسم اگرچه معمول زمانه پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم و خلفاء راشدین نبوده لیکن چون این طور قبحی ندارد اگر کسے بعمل آرد باک نیست بلکه بنابر اشتمال بر فائده برای احیاء و اموات طریق استحباب و استحسان خواهد داشت و نیز ازینجا مقترح میشود که نبودن امرے از امور خیر در زمان آنحضرت صلی الله علیه وسلم و خلفای راشدین موجب عدم جواز و کراهت و بدعت سیئه بودنش نیست و این فائده مبنی بر همان قول حضرت امام شافعی علیه الرحمة است که تمام ائمه و امام نووی و غیره علمای دین است که هر امر مستحدث که مخالف قواعد شرعیه نباشد آن از مستحسنات و بدعات حسنه است لهذا اجتماع مردم خواه بروز ولادت یا وفات یا ارتکاب امور ممنوعه شرعیه البته بدعت سیئه و ناجائز خواهد بود که باین صورت مخالف قواعد شرعیه است دوم آنکه تعیین روز و ماه برای مولود شریف و اجتماع مردم بجا و ماه ربیع الاول و همچنان برای التقاء و مجالس ذکر شهادت امام حسین علیه السلام در ماه محرم روز عاشورا یا غیر آن و شنیدن سلام و مرثیه مشروع و گریه و بکا بر حال شهداء کربلا جائز و درست است سوم آنکه عید گرفتن روز ولادت یا وفات نبی یا غیر آن عبارت از اجتماع مردم با ارتکاب محظورات شرعی است و آن البته ممنوع و همین معنی روز تولد و وفات نبی را عید قرار نداده اند گفتن صحیح است نه مجرد اجتماع مردم همان روز و تلاوت قرآن و ذکر احادیث و خواندن درود شریف و تقسیم طعام یا شیرینی بعد فاتحه بحاضرین مجالس کراین امر مستحسن

نقل جواب حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب محدث دهلوی رحمة الله علیه

چوتھی فصل

وافا وایضاً

نقل عبارت مولانا محمد مظہر قدس سرہ

فصل جواب حضرت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

[illegible]

وجواب رسالہ ایضاح الحق

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً ومصلیاً فقیر کرمتالی جونپوری کیطرف سے برادران دین حق [illegible]

[illegible] ہیں اور اپنے اہل مذہب مضبوط ہیں اور حضرت مرشد برحق [illegible] قدس سرہ سے [illegible]

ہیں اور اوکی کتاب صراط المستقیم کو بھی کتاب جانتی ہیں بعد سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے معلوم ہو کہ [illegible]

حاجی چاکر صاحب ساکن بہار کپور کے زبانی معلوم ہوا کہ مولوی فیض اللہ صاحب نے اعظم گڈھ میں حاجی چھاگے کہا کہ

ایضاح الحق کے رد کرنے سے ہم لوگوں کو تانچہ لگا سو تم مولوی صاحب کا تہہ جوڑ کے ہماری طرف سے کہو کہ حسبلج اوسکو

رد کرے ہیں اسیطرح سے اوس کتاب کو بیکار کہدیں کہ یہ کتاب سچ ہے ہمسے غلطی ہوئی جو ہمنے اسکو رد کیا تو اس لکھنے سے ساراکام

بنجاوے اسی کچھ بڑا ہنر نہیں ہے اور یہ بات کہ ہمنے کسی مقام میں ہمنے ایضاح الحق کی تحقیق کے واسطے لکھا ہے کہ یہ کتاب کسکے

تصنیف ہے اور اوس مقام کی زمین مولویوں نے جو بڑی معتبر ہیں حلف کرکے لکھا کہ یہ کتاب ایضاح الحق مولانا محمد اسمٰعیل کی تصنیف

اور اوس مقام کا نام حاجی صاحب مذکور نے لکھا ہے اور یہ بات کہ ہمنے کہا ہے کہ اس کتاب کو سنکر نہایت اسوس ہوا کہ اس فقیر نے رسالہ اطمینان القلوب

میں ایضاح الحق کی خوبیاں اور مذہبی ظاہر کردیا اور فقہی کتابوں کے مسئلے لکھا جو ایضاح الحق میں رد کیا ہے اسکو بھی اوس

اور ہماری مرشد حضرت [illegible] قدس سرہ کی کتاب صراط المستقیم کے جن جن مقاموں کا رد ایضاح الحق کی جس مقام میں کیا ہے

اسکا بھی کہدیا اور یہ لکھدیا کہ صراط المستقیم کی مصنف حضرت مرشد موصوف ہیں اور اسکے لکھنے والی مولانا محمد اسمٰعیل مرحوم

اور ایضاح الحق کا مصنف کوئی دوسرا مولوی اسمٰعیل ہے تو ہمنے اسمیں کیا برا کیا ہے تو اپنی مرشد اور مولانا محمد اسمٰعیل کے

سنت وجماعت ہونے سے لوگوں کو خبردار کردیا اور ایضاح الحق کے مصنف کے اہلحدیثی اور ہمارے مرشد کے [illegible] کے

حال کو کہدیا سو ہزار ہنر ایک عیب ہے ایضاح الحق میں جو صراط المستقیم کا رد ہے [illegible] مولوی صاحب کو تانچہ لگا تو اب

جناب مولوی صاحب موصوف اور ہماری مسلمانوں کو [illegible] ایضاح الحق اور صراط المستقیم [illegible] دیکھیں اور جو [illegible]

دریافت کریں کہ ایضاح الحق کی مصنف [illegible] کو رد کیا ہی یا نہیں اگر کیا ہے تو اپنے مرشد حضرت [illegible] کے

[illegible] کرحق جانیں اور اسپر عمل کریں اور ایضاح الحق کو جھوٹی جانیں سو [illegible] کی [illegible]

[illegible] اور حق [illegible] ایضاح الحق کی [illegible] جواب منصفانہ انصاف کرکے کہ ہم اپنے مرشد [illegible]

آٹھواں باب

بیان میں قیام وقت ذکر ولادت باکرامت کے

فی کتاب انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون

جرت عادۃ کثیر من الناس اذا سمعوا بذکر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وسلم وھذا القیام بدعۃ لا اصل لھا لکن ھی بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ مذمومۃ وقد قال سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی اجتماع الناس لصلاۃ التراویح نعمت البدعۃ ھذہ وقال الزین العراقی رحمہ اللہ تعالیٰ قد تعتریھا الاحکام الخمسۃ وذکر ان اشتمالہ علی الایام المذکورۃ والیالی فیہ قراءۃ القرآن وروایۃ الحدیث الوارد فی مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم وایاکم ومحدثات الامور فان کل بدعۃ ضلالۃ وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد لان ھذا عام اریدبہ الخاص فقد قال الامام الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما خالف کتابا او سنۃ او اجماعا او اثرا فھو البدعۃ الضلالۃ

فهو من البدع المضلة وما احدث من الخير ولم يخالف شيئا من ذلك فهو من البدعة المحمودة وقد جرت
القيام عند ذكر اسمه صلى الله عليه وسلم من عالم الائمة ومقتدى الامة وداعا ودعا الامام
تقي الدين السبكي تلميذه على ذلك مشائخ الاسلام في عصره فقد حكى بعضهم ان الامام السبكي حضر
عنده جمع كثير من علماء عصره فانشد مشتمل قول البصيري رحمه الله في مدحه صلى الله عليه وسلم
وبدت في وعظم ؎ قليل لمدح المصطفى الخط بالذهب ✦ على ورق من خط احسن من كتب
وان تهبض الاشراف عند سماعه ✦ قياما صفوفا او جثيا على الركب
فعند ذلك قام الامام السبكي رحمه الله وجميع من بالمجلس فحصل الانس كبير بذلك المجلس
يكفي ذلك في الاقتداء ام حروفه **وفي كتاب السيرة المحمدية و**
الطريقة الاحمدية لمولانا العلامة المولوى محمد كرامت الله السلطان الدهلوي رحمة الله عليه
جرت عادة كثير من الناس اذا سمعوا بذكر وضعه عليه السلام ان يقوموا تعظيما
عليه السلام وقد وجد القيام عند ذكر اسمه الشريف من الامام تقي الدين السبكي وتابعه على
ذلك مشائخ الاسلام في عصره اه محروفه **وفي السيرة الشامية** جرت عادة
كثير من المحبين اذا سمعوا بذكر وضعه صلى الله عليه وسلم ان يقوموا تعظيما له صلى الله
عليه وسلم وهذا القيام بدعة لا اصل لها وقال في الحجة الصادقة وحسان زمانه
ابو زكريا يحيى بن يوسف الصرصري رحمه الله عليه في قصيدة من ديوانه
؎ قليل لمدح المصطفى الخط بالذهب ✦ على فضة من خط احسن من كتب
وان تهبض الاشراف عند سماعه ✦ قياما صفوفا او جثيا على الركب

نقل جواب مولانا نجف الاشراف رحمۃ اللہ علیہ

اما اللہ تعظیما لہ کتب اسمہ علی عرشہ یا رتبہ بہمت الرتب ۞ واتفق ان منشد انشد
ہذہ القصیدۃ فی مجلس درس شیخ الاسلام الحافظ تقی الدین ابی الحسن السبکی والقضاۃ والاعیان
بین یدیہ فلما وصل المنشد الی قولہ وان تبسم الاشراف عند سماعہ الی آخر البیت قام الشیخ
قائما علی قدمیہ متنائا لما ذکرہ الصرصری وحصل للناس ساعۃ طیبۃ ذکر ذالک ولدہ
شیخ الاسلام ابو نصر عبد الوہاب فی ترجمۃ من الطبقات الکبری انتہت و مراد ازین قول
ہذا القیام بدعۃ لا اصل لہا یدعت حسنہ ہست چنانچہ صاحب سیرۃ حلبی بتصریح آن پرداخت
یعنی لا اصل لہا لا نظیر لہا ای فی القرون الثلثۃ باشد و بعضی از اطلاقات علما
لا اصل لہا بمعنی لا وجود لہا نیز واقعست کذا افادہ مولانا العلامۃ محمد سلامۃ اللہ
وایضا افادہ رحمۃ اللہ علیہ اما عمل مولد پس اگرچہ حدوث این عمل شریف باین ہیئت کذائی
متاخر فی نیز بعد القضای قرون ثلثہ است ولہذا اطلاق بدعت حسنہ بر آن
نمودہ اند چنانچہ اقوال امام محاد و دیگر ائمہ دین تصریحش رفت لیکن بسبب این عمل
چون اصلی بلکہ اصول ثلثہ استخراج کردہ اند و در ای این اصول ثلثہ اصل اصلی در قرون
اول التخریج ابن وجیہ کہ بیانش گزشت نیز پیدست اطلاق لا اصل لہا بر ین بدعت
حسنہ باین اعتبار نمی توان کرد بخلاف قیام کہ ہر چند ایہم از بدعت حسنہ ہست لیکن
چون برای آن اصلی یعنی متعارف تخریج نشد اطلاق لا اصل لہا بر ین بدعت حسنہ نمودند
و ہمین ہست تفاوتے در عمل مولد و قیام اگرچہ ہر دو از بدعات
حسنہ و امور مستحبہ موافق تحقیق و تدقیق اکابر دین ہست انتہے ۞

وافا والعلامۃ مولانا و شیخنا شیخنا عبد اللہ سراج الحنفی مفتی مکۃ المکرمۃ رحمۃ اللہ علیہما
انا القیام افا جاء ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم عند قراءۃ المولد المشتمل توارثہ الائمۃ
الاعلام وادلۃ الائمۃ والحکام من غیر نکیر منکر وادہ راہ وہذا کان مستحسنا ومن المحسن
التعظیم غیر وبکفی اثر عبد اللہ بن مسعود ما رآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن والمولی الموفق

والهادی الی سواء الطریق حررہ خادم الشریعۃ والمنہاج عبد اللہ بن المرحوم عبد الرحمن سراج المفتی المحدث بالمسجد الحرام **وسئل** مولانا العلامۃ الشیخ جمال مفتی مکۃ المکرمۃ عن القیام عند ذکر ولادتہ ہل ہو واجب لا بد منہ ام بدعۃ مذمومۃ بینوا لنا الجواب **فاجاب** بقولہ القیام عند ذکر مولدہ الاعظم جمع من السلف مستحسنہ فہو بدعۃ حسنۃ الخ **وسئل** مولانا العلامۃ الشیخ عبد الرحمن سراج عن القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو بدعۃ سیئۃ ام مستحب او غیر ذلک بینوا توجروا **فاجاب** بقولہ القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم جائز و مستحسن کما تقرر علماء الحرمین و اردم و مصر والشام من مقلدی الائمۃ الاربعۃ المجتہدین المکان علی سبیل المحبۃ ولم یکن علی سبیل اللزوم واللہ سبحانہ اعلم امر برقمہ خادم الشریعۃ والمنہاج عبد الرحمن بن عبد اللہ سراج الحنفی مفتی مکۃ المکرمۃ کان اللہ لہما حامدا مصلیا سلاما وکتب بعدہ ذلک مولانا مولوی رحمۃ اللہ سلمہ ۱۳۱۴ اصاب من اجاب

عبد الرحمن سراج

وکتب بعدہ ذلک مفتی المالکیۃ ابو بکر حمی السیوطی الحمد للہ وحدہ وصلی اللہ علی من لا نبی بعدہ ربیع فی علما امابعد فقد اطلعت علی ہذا السوال ما حررہ مفتی الاحناف بمکۃ المشرفۃ فی الحال ہو عین الصواب الموفق علیہ بلا شک ولا ارتیاب واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وکتب وکیل مفتی الشافعیۃ بمکۃ المحمیۃ مولانا محمد سعید بن محمد بابصیل بعد ذکر ان القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم قیل انہ مندوب وقیل انہ بدعۃ حسنۃ لان البدعۃ تنقسم الی واجبۃ والی مستحبۃ والی بقیۃ الاحکام الخمسۃ کل ہذہ العلماء ذوی محلہ الخ وکتب بعدہ ذلک مفتی الحنابلۃ اما القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم فہو من فعل اکثر اہل العلم وسید القوم الامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قوموا لسیدکم واللہ سبحانہ وتعالی اعلم مرقمہ حسین بن ابراہیم خادم دار الحنابلۃ بمکۃ المشرفۃ حالا حامدا مصلیا مسلما

حرمة الميت ميتا كحرمته حيا ذكره القاضي عياض في الشفاء والعلامة القسطلاني في المواهب
علامات كثيرة لمحبته النبي صلى الله عليه وسلم فمن اعظمها الاقتداء به والرضاء بما شرعه والكف
عن زجره وتعظيمه عند ذكره واظهار الخشوع والخضوع والانكسار عند سماع سنته وتذلل من اجب شيئا
خضع له كما كان كثير من الصحابة بعده اذا ذكره شعثوا وتغيرت جلودهم وكبوا وكذلك
اهل الكشف من التابعين فمن بعدهم بفيلون في ذلك محبته تقريرا وقال العلامة ابن حجر المكي
المنظم تعظيم النبي صلى الله عليه وسلم بجميع انواع التعظيم التي ليس فيها مشاركة لله في الالوهية
امر مستحسن عند من نور الله بصائرهم ورحم الله الوجيه الزبيري حيث قال وقد عاد ما ذكر
الفاضل في بيوته واحكامه ما نصه مدحه وتعظيمه ونشر فضائله وشهرته وثبت في السنة طلب القيام
لخير صلى الله عليه وسلم فلان يطلب له من باب اولى روى البخاري ومسلم عن ابي سعيد الخدري
ان اناسا نزلوا على حكم سعد بن معاذ رضي الله عنه فارسل اليه فجاء على حمار فلما قرب من
المسجد قال النبي صلى الله عليه وسلم قوموا الى خيركم او سيدكم قال النووي قال البيهقي
والخطابي ان قيام الرئيس للرئيس الفاضل والوالي العادل وقيام المتعلم للعالم مستحب
ذكره وتمام هذا الحديث ثم قال الدمياطي بعد نقل الاحاديث الثلثة القيام مستحب فاستفيد
من مجموعها استحباب القيام لمن عند ذكر ولادته لما في ذلك من كمال التعظيم له
صلى الله عليه وسلم لا القيام عند ذكر ولادته بدعة لانا نقول ليس كل بدعة مذمومة
كما اجاب بذلك الامام المحقق ابو زرعة العراقي حين سئل عن فعل المولد هل يستحب
او يكره وهل هو بدعة شنعى اهل فعله من يقتدى به فاجاب بقوله الوليمة واطعام الطعام

مستحب کل وقت فکیف اذا اقترن بالزمن الذی اعتاد فیہ ذلک لما فیہ من اظہار الفرح والسرور بظہور نور النبوۃ فی ہذا الشہر الشریف ولا ینکر ذلک عن السلف ولا یلزم من کونہ بدعۃ کونہ مکروہا فکم من بدعۃ مستحبۃ بل واجبۃ اذا لم یعارضہ ذلک ومقصدنا واللہ الموفق ان نقتدی بالعلامۃ ابن حجر فی مولدہ الکبیر فیقال انظیر ذلک فی القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم ایضا قد اجمعت الامۃ المحمدیۃ عن اہل السنۃ والجماعۃ علی استحسان القیام المذکور وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم لا تجتمع امتی علی ضلالۃ قال العلامۃ المدنی حیث جرت العبادۃ بقیام الناس اذا انتہی المتبع الی ذکر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم لما فیہ من اظہار الفرح والسرور والتعظیم فی ہذا القدر کفایۃ لمن وفقہ اللہ ہذا وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ وسلم تسلیما کثیرا قال لقمہ وامرء تربۃ الفقیر الی احسان ربہ غنی الدنیا والآخرۃ عثمان الدمیاطی الشافعی خادم طلبۃ العلم بالمسجد الحرام عاملا وبالجامع الازہر عاملا بقاہما اللہ تعالی وجمیع ذوی الاعمار بین جمیع عبادہ آمین آمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ہذا باختصار پس اگر کسی نے مولد شریف تکلف از ین قیام سلام و باتباع عامۂ مسلمین مجلس و بدانچہ ہر روز در التزام آن مواظبت مینماید سہام سرزنش و عتاب بر خاص و عام باشد کہ تکلف منحرف الارتیاب نباشد و دلیل اعراض و اعتراض تعظیم مکرم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہستند و باین سخن شرکت مناقی و دایم صحبت چنین اشخاص کہ تطہیر نظر از ایشان بتحسن موافقت بتوہم در عامۂ مسلمین عاری و عرفی ہست مخالفت ان تعظیم ہر کہ مستلزم تنقیص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہست پس انحراف از موافقت باجماعت ہرگز وجہی از جواز ندارد کہ باوجود مخالفت فعل جماعت مسلمین تعظیم کسی ہست کہ معظم و مکرم نزد خدا و جملہ انبیاء و سائر برایا ہست انتہی ما افادہ مولانا العلامۃ محمد سلامۃ اللہ علیہ الرحمۃ باختصار والتقاط وافاد ومولانا العلامۃ ہستاذنا البحر الفہامۃ ابو البرکات رکن الدین محمد المدعو بتراب علی قدس سرہ فی جواب سوال چہ میفرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین در مولد شریف و نمودن مجلس و اقامت کردن چنین ذکر مولد شریف از کدام حدیث عمل میفرمایند خصوص بماہ ربیع الاول کہ از دریافت آن تقویت جواب مشکل گردد بینوا و توجروا اعادہ و مصیبتا در پردہ مباد کہ ذکر ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

همچنان از سوانح و غزوات و معجزات مانند اینها بروایات معتمده و مشهوره و بهر وقت و هر مکان ظاهر بالتقیید و التعیین تاریخ و ماه معین
از بعثت مسفوراً و مجتنباً بزبان عربی باشد یا فارسی یا اردو و شعر باشد یا نظم بالاتفاق از مشروبات است خیر محض و موجب
تقرب پس یازدهم الیقین آن دو شهر ربیع الاول و شب دوازدهم آن یا در روز دوم پس نزد محدثین مانند امام نووی و حافظ
ابو شامه استاذ امام نووی و ابن جوزی و شیخ ابو موسی زرعوانی و علامه ناصر الدین مبارک معروف بابن المنیر و جلال الدین
سیوطی و علامه ظهیر الدین جعفر و محمد بن علی دمشقی مصنف سبل الهدی و امام برزنجی و شیخ عبد الحق محدث دهلوی و غیرهم ثابت
است و روز دوشنبه است و ازاد نه اقویه دلیل شکر بر شرف مشتمله تعیین آنکه قال الحافظ ابن حجر قد ظهر لی
سر ترجیح صوم یوم الاثنین و هو انه یوم تکرر فیه النعمة بوجود فیه فیستحب شکرها و ذلک بالصوم او غیره من العبادات
و قد تکرر ذلک فی الاسبوع فیتأکد استحباب الصوم فیه لئلا یخل بالشکر و قد تعالی یحصل بانواع العبادات من الصیام و السجود و الصدقة
و غیرها و فی هذا الیوم اشرف الخلق و ابتدئ نزول القرآن علیه و فیه یرجی اجابة الدعاء فقد روی مسلم عن ابی قتادة
ان رسول الله صلی الله علیه و سلم سئل عن صوم یوم الاثنین فقال فیه ولدت و فیه انزل علی و فی روایة و یوم بعثت او انزل
علی فیه و فی روایة ذاک یوم ولدت فیه و یوم اوحی الی فیه و فی روایة ولدت بمکة و بعثت بها فقد نزلت علی الوحی بالمدینة
و مضی منها یوم الاثنین و عرجت روحی یوم الاثنین فما زال امری یرتقی حتی رجعت الی مکة و فی روایة ولدت یوم الاثنین و
نبئت یوم الاثنین و اول ما وضع بیت المقدس یوم الاثنین و اول ما عبدت الله یوم الاثنین و فی روایة ولدت یوم الاثنین و
استنبئت یوم الاثنین و فی روایة ولدت یوم الاثنین و رفع الحجر الاسود یوم الاثنین و فی روایة ولدت یوم الاثنین و
رفع الحجر الاسود

کتبہ العبد الضعیف
الراجی رحمۃ ربہ الحق
محمد عبد الحق
عفی عنہ

تقریظ عمدۃ العلماء زبدۃ العرفاء حضرت مرشدنا و مولانا

[illegible]

تقریظ عمدۃ الواصلین زبدۃ المقربین حضرت مولانا شاہ حاجی امداد اللہ صاحب

[illegible]

تقریظ جناب مولوی محمد رحمت اللہ صاحب مہاجر مکہ معظمہ

[illegible]

کرتا ہوں واللہ اعلم وعلمہ اتم فقط املاہ العبد الراجی رحمۃ ربہ المنان
محمد رحمت اللہ ابن خلیل الرحمن غفر لہما اللہ المنان

رحمت اللہ ۱۲۹۳ھ

تقریظ جناب مولوی سید حمزہ صاحب شاگرد جناب مولانا مولوی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی ادام اللہ فیضہ

الحمد للہ الذی انعم علینا بولادۃ النبی الاکرم والصلوۃ علی رسولہ الذی امر باتباع السواد الاعظم وعلی آلہ واصحابہ
الذین ہم ائمۃ الدین اما بعد عرض کرتا ہوں کہ جہد حال المنظم فی مولد النبی الاعظم اس چیز کی نظر سے گزرا کہ
ہر منصف اس کو جواب ہے اور پسندیدہ اولوالالباب اور کیونکر نہ ہو کہ اسکی مصنف تحقیق میں کوشش نے نصف النہار کیا ہے

تقریظ جناب مولانا قیم الدین احمد رضوی عظیم آبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ رسولہ المخاطب بایہا النبی انا ارسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا وعلی آلہ واہل بیتہ الذین طہرہم اللہ تطہیرا واصحابہ الذین ہم بحبہ النبی الامی وذکر میلادہ المنیر عارفون فبشرہم رسول اللہ بالنجاۃ متبشرا اما بعد بندہ بارگاہ حضرت سید قیم الدین احمد رضوی حنفی قادری متخلص بقیم عظیم آبادی غفر اللہ لہ ولوالدیہ عاشقان رسول احمدی ومشتاقان کوئی محمدی کو بشارت دیتا ہے کہ رسالہ اللہ لنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم جسکو حضرت مولانا البحر الطہام والحبر القمقام الفائض فی بحار التوحید القائم فی مقام التجرید والتفرید الہاجر الی اللہ ورسولہ السالک مسالک اقوم طرق حبیبہ آلہ حضرت مولانا بالفضل اولنا الحاج الشاہ محمد عبد الحق الالہ آبادی ثم جلا اللہ مکانہا لازالت شموس افاضتہ طالعۃ علی الطالبین والمسترشدین بالحق نے تالیف کیا ہے ایسی کتاب جواب سائل جسکو سنکر ہر بلا ارتیاب ہے کہ جسکے دیکھنے سے منکرین کو بیحد سکوت چاہئے ہوگا مجیبین کا دل باغ باغ ومنکرین کا کلیجہ داغ داغ ہوگا۔ الحق مولانا فی اسم بامسمی ہے کتاب کو کیا ہے یعنی موتیوں کو پرویا ہے اللہ تعالی مولانا ممدوح کو مجھ اور سب مسلمانوں کی جانب سے جزای خیر دی اور ذات کو انکی مفیضا علی الحق قایم کہے اور کیونکر خوشی میلاد شریف سے مسلمان منکر ہو سکتا ہے جب اللہ تعالی نے لقد من اللہ علی المؤمنین کہکر ذات پاک نبی کریم کی ولادت سے مسلمانوں پر احسان جتایا ہے تو مقتضائے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان ہم لوگوں کو ہمیشہ اظہار احسان کرنا ممنون ہونا چاہیئے وبفحوای حدیث شریف کہ تکمیل ایمان کلمہ لا الہ الا اللہ بغیر قول محمد رسول اللہ نہیں ہوتی وظاہر بلفظ محمد رسول اللہ بغیر بے دیافت کمالات ذاتی وصفاتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کما حقہ نہیں ہوتی موقوف علیہ فرض فرض ہوتا ہے بیان حالات رسول اللہ فرض ہوا وبعد بیان الیوم اکملت لکم دینکم الخ کے اللہ تعالی نے کتاب کریم کو اپنی بیان میلاد پر حضرت رسول اللہ کے ختم کیا یعنی لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم پھر منکرین پر فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الہ الا ہو علیہ توکلت وہو رب العرش العظیم فرما کر کتاب کیا

فاعتبروا یا اولی الابصار

تقریظ جناب مولانا مولوی عبد اللہ صاحب مدظلہ وادام حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ علی ما رزقنا بمنہ وفضلہ من نعمۃ الایمان وربطنا بالاتحاد والالفۃ حسن نظام الایقان وواجب علینا حضور الجماعات الخشیۃ

[illegible] وجمع الاجتماع فی ملتقی الانہر ومستحب الجمع لحافل المیلاد وحرم علینا النفاق شقۃ فیا بغینا وجہ الحال والتباغض
یشیع النفاق فینا والمراد التحاسد وجعل اختلاف امتہ رحمۃ للمسلمین ظہر رافتہ بامۃ الرخص علی المومنین والصلوۃ علی من
بعثتہ الخلق لعظیم علی الاولین ہتد وا بہدیہ المستقیم بعد حمد وصلوۃ کی المتضرع الباری عبدہ الانصاری تمام برادران دینی
کی خدمت میں عرض کرتا ہی کہ مدت سے اختلاف باہمی وبارہ میلاد سرور کائنات علیہ علی آلہ الصلوات والتحیات
سنتا تھا اور مرض کا تعصب بڑھتا ترقی پذیر دیکھکر شبانہ روز دل سے دعا کیا کرتا تھا کہ یا اللہ کوئی صاحب مقبول انام موجہ
خاص وعام اس مسئلہ میں ایسی تحریر فرمائیں کہ جس سے فریقین اپنی تعصب سے جاسی خبردار ہو کر بازآئیں اور حق پرست
اور منصف مزاج اور طالبان ہدایت طریق مستوی پر لگ جائیں سو اتفاق فقیر نے کتاب درالمنظم فی بیان حکم مولد النبی
الاعظم دیکھی جسکی مصنف مخدومنا ومولانا شاہ عبدالحق محدث مہاجر مکی الحق اس کتاب کے ہر مسئلہ کو بدلائل کتاب وسنت
واجماع امتہ مدلل پایا اگر اس کتاب کے مصنف کو منصف وفاروق اور کتاب کو قول فیصل وصراط مستقیم کہا جاوی تو بجا ہر
اور کیوں نہو مصنف دام ظلہ العالی کہ معظمہا اللہ تعظیما وتشریفا مین علما وفہما دور عاشل آفاق مشہور ہین اور نے
دلیل اونکی دلائل مقبولیت سمی ہے کہ وہ حرم محترم مین شیخ الدلائل ہین فقیر کو اونکی توصیف کی کچھ ضرورت نہین کیونکہ
تمام مضامین اوس تلے کے اونکی فضل وکمال پر برہان قاطع ہین اور صحت عبارات کی خود بخود انوار ساطعہ مین
ہان استدعا گزارش ضروری ہی کہ جو کچھ مصنف تمتلہ نے درباب جواز میلاد وفخر جہاد تحریر فرمایا وہی مسلک قدما
وعلماء ہند وستان کے مشاہیر علماء کا سلف سے لیکر خلف تک رہا ہی چنانچہ جناب مولانا شاہ عبدالحق محدث و
حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث ومولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی ومولانا مولوی اسمعیل شہید
ومولانا مولوی مفتی عنایت احمد ومولانا عبدالحی رحمہم اللہ تعالی واستاذنا مولوی محمد لطف اللہ ومولانا مولوی احمد علی
ومولانا الحافظ الحاج محمد نواب سلمہم اللہ تعالی کا اسی پر عمل رہا اور ہے اور نیز زبدۃ الفضلاء واستاذ العلماء مولانا
مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم مدرس اعلی مدرسہ عربیہ دیوبند خاص دیوبند مین بارہا محافل میلاد مین شریک ہوے
اور بحالت قیام قاری وسامعین قیام ہی کیا اور فرمایا کہ اگرچہ اسکی اصل جیسی کہ چاہیئے نہین پر جبکہ تمام مجلس ذکر ولادت
کی تعظیم کو اوٹھ کھڑی ہو ایسی حالت مین قیام نہ کرنا سوء ادبی سے خالی نہین چنانچہ مولانا مخدومنا کی اس قول اور
فعل پر بہت سے شاگرد رشید باشندگان شہر شاہد ہین ماسوا اس کے سلالہ خاندان مصطفوی جامع الشریعۃ والطریقۃ
حاجی سید محمد عابد مہتمم مدرسہ دیوبند خاص مولانا ممدوح سے خاص اپنے مکان پر ذکر ولادت شریف بطریق وعظ
کرایا اور شیرینی بھی تقسیم فرمائی اور نیز کہف الفضلاء مولانا مولوی محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ناظم مدرسہ مذکور
کی زبانی کرۃ مرۃ سنا گیا ہے کہ ذکر ولادت باسعادت موجب خیر وبرکت ہے اور خاص مولانا ممدوح بعض
بعض جگہ مجلس میلاد مین شریک ہوے چنانچہ پیر ہی واجد علیحدہ دیوبندی جو مولانا کی مرید اور مولود خوان ہین

اس امر کے شاہد ہیں پس یہ جو بعض اشخاص ما تحقیق ایمان مدرسہ دیوبند کا بنی تحریرات میں بانیین ذکر ولادت باسعادت سے ہٹ گئے ہیں سر اسر بیجا ہے اور اتہام علیہ ہے جسکا کچھ بھی معقل ہو گی وہ سمجھ لیگا کہ اہل مدرسہ ہیں مدرس اعلی مہتمم و مدبر مدرسہ کی اقوال و افعال کا اعتبار ہے یا ہر حنیف کے خیالات کا۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والماب

تقریظ

جناب مولوی محمد جمیل الرحمن خان صاحب خلف الصدق مولوی عبدالرحیم خانصاحب مرحوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لمن بعث حبیبہ الی الخلق رحمۃ للعالمین۔ والشکر لمن ارسل رسولہ الی الوری خاتما للنبیین۔ والصلوۃ علی من خوطب بخطاب انا فتحنا لک فتحا مبینا۔ ثم لیشرہ بشارۃ وفضالک ذکرک۔ وامر بذکرہ حجۃ عباد اللہ بقولہ واذکروا نعمۃ اللہ کیف لا فان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی تکریما۔ فیا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما وعلی جمیع آلہ وصحبہ الذین فدوا اعمارہم وملکت ایمانہم فی مرضاۃ اللہ وحب رسولہ فطوبی لہم۔ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ہم المفلحون۔ فتیہ الہدی وسائر المسلمین اتباعہم لانہم ہم المہتدون۔ وبعد فہذہ رسالۃ عجیبۃ غریبۃ ارقہ ومقالۃ انیقۃ رشیقۃ فارقۃ۔ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء تتلئلئ فیہا آیات و احادیث کاللیلۃ القمراء۔ یعجب حسن رزانۃ مضامینہا کل ناظر ماہر۔ ویغرب حصانۃ بیانہا کل جالع باہر فی جواز مولد البشیر النذیر۔ رزقنی اللہ شفاعتہ کل صغیر وکبیر تنشرح بہا صدور المحبین وتضیق بہا قلوب المنکرین۔ تمرح بہا نفوس اہل الحق والوداد۔ وتمرح منہا عیون اہل الہوا والعناد۔ ولا ملہا فالقۃ لاکباد الزائغین۔ عن سبیل الرشاد۔ ومجہا خارقۃ لاکناد الرائغین الی طریق الفساد۔ ولیت شعری ما الدلیل عند ہبط الجاحدین۔ وما الحجۃ عند قوم المائنین۔ وہل لانکارہم من ہذا الفضل الحسن اصل

ثابت بالنقل - اولا سبیل ہم جاوا بالشعر والنثر عن نبات آخر - ومحض الحقد والشین - ومحض البغض واللین - فما ہولاء القوم الا یکادون یفقہون حدیثا - ولا یعرفون من السبت شیئا - لعمری ان عمل المولد النبی الکریم - موجب لفوز درجات النعیم - علی ان فیہ ارغام الشیطان - وازدیاد حب اللہ لاہل الایمان - کیف لا وقد تعلق بہا العالم الکبیر - الفاضل الفاضل النحریر - الفقیہ الجلیل - والمحدث النبیل - المولنا الحاج محمد عبد الحق الہ آبادی - ابقاہ اللہ فی بسط الایادی - المہاجر بیت اللہ الحرام - والزائر روضۃ النبی العظام - فلہ در مولفہا حیث الفہا - ومرصہا حین اصفہا - لا ینزع فیضانہ عن کل عالم وعامی - ولا یمنع من ہدایتہ کل اخاص وادانی - فما ذکی ذہنہ الثقیف - وما اشحذ فکرہ الخصیف - لعلی انہ یخطر ببالی مرۃ بعد اخری - وکرۃ بعد اولی - ان تحریر مثل ہذہ الرسالۃ لامر مہم - والی بیان ہذہ المسئلۃ للناس احتیاج عظیم - الی ان جار محظور بالبی مخلعۃ من ظہر الغیب بخلعۃ الوجود - ومکللا باکلیل اللطف من توفیق الملک المعبود - لینظر اہل الرشاد من المسلمین - ان ہذا الفعل مقبول محبوب بین المومنین - من قدیم الایام الی زماننا الذی قلب ظہر المجن فالحق ما راہ المومنون حسنا فہو عند اللہ حسن - ولیعلموا الذین ظلموا علی انفسہم بالانکار - وتشمروا فیہ ذیل الاصرار - ویتجاوزون فی ذلک شتا - ویحیدون عن طریق المستقیم شططا - ویتنابزون اہل السنۃ بالقاب اہل البدعۃ والشرک والجحیم - فسبحانک ہذا بہتان عظیم - نعسی ان یکون لہم ہذہ الرسالۃ فصل الخطاب - ان نظروا بعین الانصاف طالبا للصواب - لان المؤلف سلک فیہا مسلک المحققین - واختار مذہب المدققین - باعدا عن التفریط والافراط - آخذا الطریقۃ السداد بالاحتیاط - واللہ یہدی من یشاء الی صراط المستقیم - ویضل من یشاء وہو الحکیم العلیم - ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین - وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین - صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد سید المرسلین - برحمتک یا ارحم الراحمین +

تمت احقر عباد اللہ المنان عبدہ محمد جمیل الرحمن خان عفی عنہ مدرس اللسان العربیہ فی مشن کالج دہلی

قصیدہ عرض حال پُرملال آشرفِ شکستہ بال بحضور پُرنور

حضرت سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم

الصلوٰۃ اے پیشوائے انبیا — السلام اے مقتدائے اولیا

الصلوٰۃ ای حضرت شمس الضحیٰ — السلام اے حضرت بدر الدجیٰ

الصلوٰۃ اے سیدِ نور الہدیٰ — السلام اے سرورِ ہر دو سرا
الصلوٰۃ اے سیدِ خیر الورا — السلام اے شافعِ رفدِ جزا
الصلوٰۃ اے رحمۃ للعالمین — السلام اے مظہرِ ذاتِ خدا
الصلوٰۃ اے سرورِ دنیا و دین — السلام اے باصفِ تکوینِ ما
گر نبودے ذاتِ پاکت را وجود — کُن نہ گفتے خالقِ ارض و سما
ہر چہ ہست از ہستی تو ہست شد — نیستی را ہستیت آمد فنا
اول آمد نورِ تو آخر شد ظہور — شد بنامت ابتدا و انتہا
تو نبی بودے و آدم آب و گل — ہیچکس را نیست بر تو ابتدا
سیدِ اولاد آدم ذاتِ تو — کے میسر شد کسے را این عطا
صبحِ عالم شب اگر یکجا بود — از تو روشن گشت یا بدر الدجیٰ
ذرہ ذرہ نور یاب از حسنِ تو — بدرِ خ پُر نور یا شمس الضحیٰ
سورۂ واللیل وصفِ زلفِ تو — والضحیٰ تفسیرِ روئے دلربا
اے کہ مداحت خدائے ذوالجلال — از ثنائیت خامشی حدِ ثنا
آنکہ وصفِ اوست قرآنِ مجید — کیست تا وصفش کند چون و چرا
یا نبی اللہ بعالم کن نظر — سوختم در آتشِ ہجرِ شما
پردہ افگن از رخِ پُر نورِ خویش — کز فراقت بر لبِ آمد جانِ ما
یا بخوان ما را حضورِ خویشتن — مخلصی یا بیم زین دارِ عنا
تابِ تنہائی ندارم بعد ازین — از چنین محبوبِ محبوبِ خدا
آرزو دارم زخاکِ کوئے تو — ہر دو چشمِ خویش سازم سرمہ سا
سجدۂ خاکِ در بارِ تو — عاشقانت را خوش از ظلِ ہما
گر ہمایون بختِ من یارے کند — جان بخاکِ کوئے تو سازم فدا
آن کمندِ زلفِ مشکینت کجاست — تا کشد فرقم بسوئے خاکِ پا
شوکتِ سلطان نگردد ہیچ کم — ز التفاتِ او سوئے حالِ گدا
جانِ شیرینم تلخ شد در ہجرِ تو — جامِ وصلت بخش از بہرِ خدا
بعد مردن گر بدست آید وصال — صد ہزاران جان برین مردن فدا

بجز رحمت ایزدی من تشنه کام
ورتب وتابم بصد رنج وعنا

وعدهٔ وصلت بروز محشر ست
من کجا و وعدهٔ وصلت کجا

تا بوصلت مجوری ندارم ساعتے
تا بکے مانم درین رنج و بلا

یا الٰہی زود در محشر شود
تا بچشم سر ببینم آن لقا

عشق حق در عشق تو دارد مقر
منکرش را لعن گویم بر ملا

قلع به دستیکه در دست تو نیست
لنگ باد آن پا ز راهت ناشنا

کور به چشمی نخواهد دیدنت
گر بود گوشے کہ نشنید از شما

دسرے سودات نے باد اقلم
دل کہ بے دردت بود بروے بلا

یا رسول اللہ منم بیچارئے
بیکس و بے یار و یاور بے نوا

زاد راہ آخرت موجود نیست
ہر زمانم اگر اجل آمد ندا

منزلم دور و دراز و پر خطر
بے سر و سامانم و بیدست و پا

نے بدستم زهد و نے حسن عمل
از تہیدستی رسد کارم کجا

کار بد اخلاق بد گفتار بد
خبث باطن را نہ حد و انتہا

ہر چہ کردم نیست در وی جز بہے
بار نیکی نادر و تخم خطا

ہر دم از عمرم دُر شہوار بود
ہر زمانم گنج گوہر بے بہا

دانہ دانہ منتشر کردم بخاک
وائے بر حالم دریغا حسرتا

خرمن عمرم بہ برق لہو سوخت
بے سر و سامان شدم مفلس گدا

صرف کردم عمر در لہو و لعب
نیست در دستم بجز حرص و ہوا

خواب خرگوشم بگوشم پنبہ کرد
ہیچ نہ شنیدم ز پند دلکشا

نفس و شیطان دشمنانم در پے اند
نیست جز ذاتت دگر ملجائے ما

دشمنم بر حال زارم گریہ کرد
دیدہ آید دوست چون سازد دوا

بار عصیان گردنم دو تا نمود
زین گرانباری سبکدوشم نما

گرچہ غرقاب گناہانم ولے
نیستم مایوس زامید نجا

چشم دارم یار من یارے کند
او رحیم و من گرفتار بلا

از تہیدستی چہ باشد خوف و بیم
تو محمد بادشہ **اشرف** گدا

تقریظ منظوم من تصنیف منشی محمود صاحب المتخلص بہ رونق

یہہ تصنیف کیا عمدہ اور دلنشین ہے
کتاب ایسی اب تک تو دیکھی نہین ہے

ہے کس بحرِ دانش کی یہ درفشانی
کہ ہر اک ورق دامن گوہرین ہے

عجب لکھی ہے یہہ کتاب مدلل
مؤلف کو اسکی ہزار آفرین ہے

روایت قویہ درایت صحیحہ
نہین ایسے خوبی جو اسمین نہین ہے

بغور اسکو دیکھا تو اصل اسکی بیشک
حدیث شریف اور کتاب مبین ہے

جو فعل بزرگان ہے وہ مستند ہے
جو قول مشائخ ہے محکم متین ہے

یہہ وہ شاہدِ دلربا جلوہ گر ہے
فدا اسکی خوبی پہ ماہِ مبین ہے

ہر ایک صفحہ کا رُخ دل رُبا ہے
ہر اک سطر ایک گیسوی عنبرین ہے

ہر ایک دائرہ ہے اگر مُدرج گوہر
تو ہر ایک نقطہ بھی دُرِ ثمین ہے

جو دیکھے گا صل علےٰ ہی کہے گا
کہ مملو بذکرِ شہِ مرسلین ہے

ہین اس دُرِ منظم سے محروم منکر
کہ یہہ درخورِ گوشِ اہلِ یقین ہے

لکھین ہین وہ اسمین دلائل قویہ
کہ منکر کو گنجایش اصلا نہین ہے

برا وہ ہی سمجھے گا ذکر نبی کو
جو سا ہالمصیر اور جو بئس القرین ہے

نمانے اگر منکر اب بھی تو کیا ہے
ہمیشہ سے انکی تو عادت یہی ہے

نہ معجز سے بھی لایا ہو جہل ایمان
علاج اس جہالت کا ممکن نہین ہے

جو ہین منکر بزم میلاد دیکھین
کہ کیسی قوی حجتِ مثبتین ہے

دُعا مانگو اللہ سے یہہ باتین چھوڑو
کہ ذات اوسکی بس ارحم الراحمین ہے

محبت نبی کی تو ہی اصل ایمان
جو یہہ ہی نہین ہے تو کچھ بھی نہین ہے

قطعہ تاریخ منشی رونق

بہت خوب ہے دُرِ منظم چھپا
کسی شے کا اس مین نہین کچھ قصور

کہا جبکہ رونق سے تاریخ کو
تو فوراً کہا اوس نے خیر السرور

۱۳۰۷

قطعہ تاریخ نظیر اوہ مولانا قسیم الدین صاحب رضوی عظیم آبادی

ہوئی جبکہ مطبوع تر یہہ کتاب
کہ ہر قول اسکا ہے بس با صواب

ندا ہاتف غیب نے دی مجھے
کہ دُرِ منظم ہے یہہ لاجواب

۱۳۰۷

قطعہ تاریخ دیگر

چھپی جب کتاب مولانا
واقعی جو دُرِ منظم ہے
بنے ایک مدت سے کہا اہل
جو کہ دل سا رفیق دیرینہ ہے
ہم جو تاریخ کا لوا بولین
کہ یہہ ذکر رسول اکرم ہے
بولا ارشاد کا یہ حاذق
بحرِ حب نبی اعظم ہے

۱۳۰۸ھ

اشتہار بشارت افزا

خدا کی حمد و ثنا کے بعد اہل اسلام کو معلوم ہو کہ خاتم المرسلین حبیب رب العالمین صلعم کی حدیث مین جو بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وارد ہوئی ہے کہ ہر صدی کے سر پر خدا تعالیٰ اس امت کے لئے ایک ایسے شخص کو پیدا کرتا ہے جو اس صدی کے لئے مجدد دین ہو۔ اس حدیث کے موافق ہر صدی کے سر پر مجددین کا ہونا ضروری ہے۔ اور اس حدیث کے ظاہر الفاظ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر صدی کے مجدد کو اس صدی کے علماء میں سے ہونا چاہیئے۔ اور اس صدی کے علماء میں سے ہونا چاہیئے جس صدی کے سر پر وہ ہو۔ اور اس حدیث کے ظاہر الفاظ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر صدی کے مجدد کو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتوی ربیع شریف کا

سوال

مدینے شریف کے مفتیون عالمون سے

مَا قَوْلُكُمْ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَنَّ ذِكْرَ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى

کیا فرماتے ہو اللہ تمپر رحم کرے اس مرمین کہ پڑہنا مولد شریف

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقِيَامَ عِنْدَ ذِكْرِ وِلَادَتِهٖ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور کہڑا ہونا نزدیک ذکر پیدائش حضرت کے

خَاصَّةً مَعَ تَعْيِيْنِ الْيَوْمِ وَتَزْيِيْنِ الْمَكَانِ وَاسْتِعْمَالِ

خاص کر ساتہہ معین کرنے دن کے اور مزین کرنے مکان کے اور استعمال

الطِّيْبِ وَقِرَاءَةِ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ وَاِطْعَامِ

خوشبو کے اور پڑہنا کسی سورتکا قرآن مجید کے سے اور کہانا

الطَّعَامِ لِلْمُسْلِمِيْنَ هَلْ يَجُوْزُ وَيُثَابُ فَاعِلُهٗ اَمْ لَا

کہلانا مسلمانون کو خدکیواسطے کیا درست ہے اور ثواب ملتا ہوا سکے کرنیوالیکو یا نہیں

جواب

بَيِّنُوْا جَزَاكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى خَيْرَ الْجَزَاءِ

بیان کرو جزا دیگا تمکو اللہ تعالی اچھی جزا

بحرمۃ النبی الذی رفع السماء بلا عمد اسئلک العون و
صدقہ کرنیوالے خدا تو مجھے بلند کیا آسمان بغیر ستونوں کے مانگتا ہوں میں تجھ سے مدد اور
التوفیق والمدد اعلم ان ذکر مولد النبی صلی اللہ علیہ و
توفیق اور مدد جان تو کہ تحقیق ذکر کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کا
سلم وجمیع مناقبہ فالحضور لسماع سنۃ مما روی ان
اور سب اوصاف کا اور اوسکے سننے کے واسطے حاضر ہونا سنت ہے اسلئے کہ منقول ہے
حسانا کان یقاعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحضرتہ
حسان رضی اللہ عنہ مدح اور اوصاف بیان کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپکے سامنے اور
وکان الناس یجتمعون لسماعہ بل کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لوگ جمع ہوا کرتے تھے سننے کیواسطے بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
یدعو لحسان ویوضع لہ منبر فیفاخر عنہ قائما علیہ
دعا کرتے تھے حسان کو اور بچھوا تے تھے اوسکے واسطے منبر پس وہ مناقب بیان کرتے کھڑے ہوکر اوپر
لان عمل المولد الشریف علی ھذہ الھیئۃ المجموعۃ یتعین
لیکن عمل مولد شریف کا اوپر اس صورت مجموعی کے
اللوم والقیام واطعام الطعام وغیر ذلک مما ذکر فی السوالف
دیگ اور کھڑا ہونے اور کھانا کھلانے اور سوای اسکے جس چیز کا ذکر آیا سوالفین اون سے چیز
حسنۃ مستحبۃ لما لما فیہ من حصول الثواب بما ھو اساس
مولد کرنا بدعت حسنہ کہ ثواب ہے کوئی روکنے والا نہیں حصول ثواب سے بسبب
الفضل الحسن ولا سیما اذا اقترن بالتجمل والتعظیم والفرح
ارادہ نیک کے اور خاصکر جب مقترن ہو یہ عمل ساتھ بزرگی اور تعظیم اور فرحت
والسرور بیوم مولد النبی العظیم رجی ان یکون جزاءہ
اور خوشی کے بیچ دن پیدا ہونے بڑے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امید ہے کہ ہوگی جزا کرنیوالے کی
من اللہ الکریم ان یدخلہ بفضلہ العمیم جنات النعیم ولہ
اللہ کریم سے یہ کہ داخل کریگا اوسکو اپنی فضل عام سے بہشت مین اور
زل اھل الاسلام یعتنون ویحتفلون بصنع مولد النبی
ہمیشہ سے مسلمان لوگ اہتمام اور محفل کرتے ہین مولد نبی

عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَيَعْمَلُوْنَ مَا يَلِيْقُ بِالْمَقَامِ الشَّرِيْفِ وَ

علیہ الصلوٰۃ والسلام اور کرتے ہیں جو کچھ لائق ہے اس اعلیٰ مقام کے اور

يَتَصَدَّقُوْنَ بِاَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ وَيُسَرُّوْنَ بِذٰلِكَ غَايَةَ السُّرُوْرِ

خیرات دیتے ہیں طرح طرح کی خیرات کی اور نہایت خوش ہوتے ہیں اس سے

وَيَزِيْدُوْنَ فِي الْمَبَرَّاتِ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِقِرَاءَةِ الْمَوْلِدِ الْكَرِيْمِ

اور زیادہ کرتے ہیں نیکیاں اور بہت خوشی حاصل کرتے ہیں مولد شریف کے پڑھنے سے

وَيَظْهَرُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَرَكَاتِهٖ كُلُّ فَضْلٍ عَمِيْمٍ فَرَحِمَ اللّٰهُ

اور ظاہر ہوتا ہے اوپر ان کے اور برکتوں سے ہر طرح کا فضل عام (پس رحم کرے اللہ

اَمْرَأً اتَّخَذَ لَيَالِيَ شَهْرِ ذٰلِكَ الْمَوْلِدِ الْمُبَارَكِ وَاَيَّامَهٗ اَعْيَادًا

اس بندہ پر جو بنا دے مولد مبارک کے مہینہ کی راتوں اور دنوں کو ایام خوشی کے

لِيَكُوْنَ اَشَدَّ عِلَّةً عَلٰى مَنْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَعِنَادٌ مَا فِي

تاکہ ہو بڑی سخت مصیبت اوپر جس کے دل میں بیماری اور دشمنی ہے جیسا کہ

الْمَوَاهِبِ اللَّدُنِّيَّةِ وَالْحَاصِلُ اَنَّ مَا يُصْنَعُ مِنَ الْوَلَائِمِ فِي الْمَوْلِدِ

مواہب لدنیہ میں ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو کھانے بنائے جاتے ہیں مولد شریف میں

الشَّرِيْفِ وَقِرَاءَةِ مَحْضَرَةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِنْفَاقِ الْمَبَرَّاتِ وَالْقِيَامِ

اور پڑھنا اوسکا مسلمانوں کے سامنے اور خرچ کرنا نیکیوں میں اور اٹھنا ہوا

عِنْدَ ذِكْرِ وِلَادَةِ الرَّسُوْلِ الْاَمِيْنِ وَرَشِّ مَاءِ الْوَرْدِ وَاِيْقَادِ

نزدیک ذکر پیدا ہونے رسول امین کے اور چھڑکنا گلاب کا اور جلانا

الْبَخُوْرِ وَتَزْيِيْنِ الْمَكَانِ وَقِرَاءَةِ شَيْءٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَالصَّلٰوةِ

لوبان کا اور مزین کرنا مکان کا اور پڑھنا کچھ قرآن سے اور درود پڑھنا

عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِظْهَارُ الْفَرَحِ وَالسُّرُوْرِ فَقَدْ

اوپر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اور ظاہر کرنا فرحت اور خوشی کا پس بیشک

شَبَّثَ فِيْ اَنَّهٗ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ مُسْتَحَبَّةٌ وَفَضِيْلَةٌ شَرِيْفَةٌ

شبہ نہیں اس بات میں کہ یہ عمل مجموعی بدعت نیک ثواب کا کام ہے اور فضیلت بڑی

مُسْتَحْسَنَةٌ اِذْ لَيْسَ كُلُّ بِدْعَةٍ حَرَامٌ بَلْ قَدْ يَكُوْنُ

وَاجِبَةٌ كَنُصْبَةٍ أَدِلَّةٍ لِلرَّدِّ عَلَى الْفِرَقِ الضَّالَّةِ وَكَعِلْمِ النَّحْوِ
واجب ہے جیسے قائم کرنا دلیلوں کا واسطے رد کرنے گمراہ فرقوں کے اور جیسے علم نحو کا

وَسَائِرِ الْعُلُومِ الْمُعِينَةِ عَلَى فَهْمِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ مَا يَنْبَغِي وَ
اور جیسے علوم مدد کرنے والے ہیں قرآن اور حدیث سمجھنے کی باخوبی اور جتنی بدقت حاصل ہو سکے

مَنْدُوبٌ كَبِنَاءِ الرُّبُطِ وَلِلْمُدَرِّسِ وَمُبَاحَةٌ كَالتَّوَسُّعِ فِي الْمَآكِلِ وَ
جیسے بنانا مسافر خانوں کا اور مدرسوں کا اور جتنی بدعت مباح ہوتی ہے جیسے کشادگی کرنا کھانے

الْمَشَارِبِ اللَّذِيذَةِ وَالثِّيَابِ كَمَا فِي شَرْحِ الْمَنَاوِي عَلَى الْجَامِعِ
پینے اور پوشاکوں میں جیسے شرح مناوی میں ہے جامع

الصَّغِيرِ عَنْ تَهْذِيبِ النَّوَوِيِّ فَلَا يُنْكِرُهَا إِلَّا مُبْتَدِعٌ رَدَّ
صغیر پر تہذیب نووی سے پس نہیں انکار کرے گا اسکا مگر بدعتی نہ

اِسْتِمَاعَ لِقَوْلِهِ بَلْ عَلَى حَاكِمِ الْإِسْلَامِ أَنْ يُعَزِّرَهُ وَ
سنی چاہیئے بات اوسکی بلکہ حاکم اسلام پر واجب ہے سزا دینا اوسکو اور

اللّٰهُ أَعْلَمُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ
اللہ خوب جانتا ہے اور درود ہو تو اللہ کا ہمارے سردار محمد اور اوکی آل اور اصحاب پر اور سلام

مواهب علامہ مینہ منور

محمد امین	جعفر حسینی البرزنجی	الجبا عبد	جلال الدین سید	ابراهیم بن خیار	یوسف سید
السید محمد علی	عبد الله السید بن سید احمد	محمد بن احمد رفاعی	علی عمر ابن	علی حریری	مصطفی سید
احمد سراج	حسن ادیب	ق ابو البرکا	عبد القادر مشاط	سالم سید	احمد الحبشی
محمد نور سلیمانی	الرحیم عبد البرعی	محمد عثمان کردی	قاسم	عبد العزیز هاشمی	یوسف رومی
محسن	مبارک ابن سعید	حامد	محمد هاشم ابن حسن	عبد الله ابن علی	عبد الرحمان صفوری

سوال

مکے شریف کے مفتیون عالمون سے

مَا قَوْلُكُمْ دَامَ فَضْلُكُمْ فِيْ اَنْ ذِكْرَ مَوْلِدِ

کیا فرماتے ہو ہمیشہ رکھے اللہ تعالیٰ بزرگی تمہاری بیچ اس امر کے کہ ذکر کرنا حال ولادت

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقِيَامَ عِنْدَ ذِكْرِهٖ

حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اور کھڑا ہونا نزدیک ذکر

وِلَادَتِهٖ خَاصَّةً مَعَ تَعْيِيْنِ الْيَوْمِ وَتَزْيِيْنِ الْمَكَانِ

پیدائش حضرت کے خاصکر ساتھ معین کرنے دن اور مزین کرنے مکان کے

وَاسْتِعْمَالِ الطِّيْبِ وَقِرَاءَةِ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ

اور استعمال خوشبو کے اور پڑھنا سے سورت کا قرآن مجید سے

وَاِطْعَامِ الطَّعَامِ لِلْمُسْلِمِيْنَ هَلْ يَجُوْزُ وَيُثَابُ

اور کھانا کھلانا مسلمانونکو خدا کیواسطے کیا درست ہے اور ثواب ملتا ہے

فَاعِلُهٗ اَمْ لَا بَيِّنُوْا جَزَاكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى

اسکے کرنیوالیکو یا نہیں بیان کرو تم کو جزا دیگا اللہ تعالے

جواب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْهَادِيْ اِلَى الصَّوَابِ رَبِّ زِدْنِيْ

سب تعریف ہے اللہ کو جو ہدایت کرنیوالا ہے طرف راستی کے ای رب زیادہ کر

عِلْمًا وَاهْدِنِيْ اِلَى الْجَوَابِ اِعْلَمْ اَنَّ عَمَلَ الْمَوْلِدِ

علم میرا اور ہدایت کر مجکو جواب دینے کی جان تو کہ کرنا مولد

الشريف بهذه الكيفية المذكورة
شریف کا ساتھ اس کیفیت کے جو مذکور ہے
مستحسن ومستحبة لان العلماء المتقدمين
کار ثواب ہے اسلئے کہ علماے متقدمین
قد استحسنه كما قال الامام ابو شامة شيخ
نے اسکو جیسا فرمایا امام ابو شامہ
النووي في كتابه الباعث على انكار البدع و
نووی کے استاد نے اپنی کتاب باعث میں جو سنکار ہے اوپر انکار بدعتوں اور
الحوادث والامام ابن الحجر في كتابه الفتاوى المبين
حوادث کے اور فرمایا امام ابن حجر نے اپنی کتاب
من احسن ما يفعل في مولد النبي صلى الله عليه
مین کہ بہت اچھے وہ جو کیا جاتا ہے بیچ مولد نبی کے اللہ علیہ
وسلم من الصدقات والمعروف واظهار الزينة و
وسلم کے خیرات اور نیکی اور ظاہر کرنا زینت اور
السرور فهذا كله مشعر بمحبة النبي صلى الله
خوشی کا پس یہ سب باتیں نشان ہیں والی ہیں محبت اور تعظیم
عليه وسلم وتعظيمه وجلالته في قلب فاعل
اور بزرگی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیچ دل کرنیوالے
ذلك وفيه ايضا اظهار الشكر على ما من به
مولد شریف کے اور ہی ہیں ظاہر کرنا شکر کا ہے اوس نعمت پر جو احسان کیا
من ايجاد رسوله الذي هو رحمة للعالمين وهو
ساتھ پیدا کرنے اپنے رسول کے وہ رسول جو رحمت ہے واسطے عالم کے اور وہ
امان في ذلك العام وبشرى عاجلة بنيل البغية
یعنے مولد شریف کرنا موجب امن وامان ہی اس برس بہرتک اور مراد ملنے کی جلد خوشخبری ہے
والمرام وقال علامة البرزنجي في عقد جواهر قد
اور مقصد حاصل ہوگی اور کہا علامہ جعفر برزنجی نے عقد جوہر میں بیشک بند کیا

الغمام عند ذکر ولادۃ الشریف ائمۃ ذو

کے ہوئے نزدیک ذکر پیدا ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امام ون صاحب

روایۃ فطوبی من کان تعظمہ صلی اللہ

روایت نے پس خوش ہو جیو واسطے اوس شخص کے کہ ہو تعظیم حضرت صلے اللہ علیہ

علیہ وسلم غایۃ مرامہ ومرماہ فالمنکر

وسلم کی غایت مرام اوسکا پس انکار کرنیوالا

لھذا مبتدع بدعۃ سیئۃ مذمومۃ ینکرہ

اسکا بدعتی ہی مرتکب بدعت بری کا اسلیے کہ اوسنے انکار کیا

علی اشیاء حسنین عند اللہ والمسلمین کما

ایسی چیز کا جو نیک ہے نزدیک اللہ کے اور مسلمانون کے جیسا کہ

جاء فی حدیث ابن مسعود قال ما رآہ

آیا بیچ حدیث ابن مسعود کے کہ فرمایا جس چیز کو دیکھا

المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن والمراد

مسلمانون نے نیک پس وہ چیز نزدیک اللہ کے بھی اچھی اور نیک ہے اور مراد

من المسلمین ھھنا الذین کملوا الاسلام

مسلمانون سے اس جگہہ وہ لوگ ہیں جنہون نے کامل کیا دین کو

کالعلماء العاملین وعلماء العرب و

مانند علماء باعمل کے * اور علماء عرب اور

المصر والشام والروم والاندلس کلھم

مصر اور شام اور روم اور اندلس سب نے

راوہ حسنا من زمان السلف الی الان فصار

دیکھا اوسکو نیک زمانہ قدیم سے آج تک پس ہو گیا

الاجماع والامر الذی ثبت باجماع الامۃ فھو حق

اجماع اور جو کام ثابت ہوا اجماع امت سے پس وہ حق ہے

لیس بضلال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجتمع

کہ ہی نہیں فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں جمع ہو گی

أمتي على ضلالة فعلى الشريعة تغر تمنكره والله أعلم

ایک میری امت گمراہی پر نہیں پس شریعت کے حاکم پر واجب ہے سزا دینا اس کے منکر کو اور یہ جائز بتانا ہے

مواہب صلاۃ وسلام مصنف

عبدالرحمن سراج توفیق ۱۱۱۵	احمد دھلان	حسن	محمد شرقی	عبدالرحمن جمال	حسن طیب
مفتی حنفی	مفتی شافعی	مفتی حنبلی	مفتی مالکی	حنفی	حنفی
سلیمان عیسی	عبدالقادر خوکیر	ابراهیم الفتن	محمد جاد الله	احمد ذاغستانی	عبدالقادر شمس
حنفی	حنفی	حنفی	حنفی	حنفی	حنفی
عبدالرحمن افندی	احمد ابوالخیر	عبدالقادر سیخنی	محمد سعید	المطلب عبد	احمد کمال
حنفی	حنفی	حنفی	حنفی	حنفی	حنفی
محمد سعید الادیب	علی جوده	عبدالله سعید کوشک	حسن عرب	ابراهیم نوموسی	احمد امین
حنفی	حنفی	حنفی	حنفی	حنفی	حنفی
شیخ فردوس	عبدالرحمن عجمی	عبدالله مشاط	عبدالله قماشی	محمد بابصیل	محمد سیوفی
حنفی	مفتی	حنفی	حنفی	حنفی	حنفی
علی رہینی	محمد صالح زواوی	عبدالله زواوی	محمد حبیب الله	احمد النخراوی	سلیمان عقبه
شافعی	شافعی	شافعی	شافعی	شافعی	شافعی
عمر سید شطی	الحمید عبدالله الذاغستانی	مصطفی عفیفی	منصور	مشاوی	محمد راضی
شافعی	شافعی	شافعی	شافعی	شافعی	شافعی

سوال

جدے شریف کے عالمون مفتیون سے

صَانُوكُمْ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَنَّ ذِكْرَ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بچا فرمائے ہو اللہ تم پر رحم کرے اس امر مین کہ ذکر کرنا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کا

وَالْقِيَامَ عِنْدَ ذِكْرِ وِلَادَتِهٖ مَعَ تَعْيِيْنِ الْيَوْمِ وَتَزْيِيْنِ الْمَكَانِ

اور کھڑا ہونا جب وہ ذکر حضرت کے پیدا ہونے کا ساتھ معین کرنے دن کے اور آراستہ کرنے مکان کے

وَاسْتِعْمَالِ الطِّيْبِ وَقِرَاءَةِ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ وَاِطْعَامِ الطَّعَامِ

اور استعمال کرنا خوشبو کا اور پڑھنا کسی سورت کا قرآن سے اور کھانا کھلانا

لِلْمُسْلِمِيْنَ وَاِظْهَارِ السُّرُوْرِ هَلْ يُجَوَّزُ ذٰلِكَ وَيُثَابُ فَاعِلُهٗ

مسلمانون کو اور ظاہر کرنا خوشی کا کیا یہہ درست ہے اور ثواب ہوگا اسکو کرنے والے کا

اَمْ لَا بَيِّنُوْا **جواب** اَجْرَاكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى

یا نہین بیان کرو **جواب** جزا دے تمکو اللہ تعالے

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْ لِسَدِيْدِ الْجَوَابِ اِعْلَمْ اَنَّ ذِكْرَ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

یا اللہ توفیق دے مجھکو مضبوط جواب کی جان تو کہ ذکر کرنا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُحَرَّاتِهٖ وَمَفَاخِرِهٖ وَمَنَاقِبِهٖ وَجَمِيْعِ اَحْوَالِهٖ وَالْحُضُوْرَ

اور اوکی معجزون اور بزرگیون اور تعریفون اور سب احوال کا اور حاضر ہونا

لِسَمَاعِهٖ سُنَّةٌ لِاَنَّ الْحَسَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَفْخَرُ عَنْ رَسُوْلِ

مجلس کے سننے کو سنت ہے اسلیے کہ حسان رضی اللہ عنہ تعریفین بیان کرتے تھے حضرت رسول اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا عَلَى الْمِنْبَرِ فِي الْمَسْجِدِ وَالصَّحَابَةُ كَانُوْا يَسْمَعُوْنَ

صلے اللہ علیہ وسلم کی کھڑے ہوکر منبر پر مسجد مین اور صحابہ سنا کرتے تھے

وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ لَهٗ لٰكِنْ بِهٰذِهِ الصُّوْرَةِ

اور حضرت رسول خدا احسان کو دعا کرتے تھے لیکن ساتھ اس صورت

اَلْمَجْمُوْعِيَّةُ مِنَ الْاَشْيَاءِ الْمَذْكُوْرَةِ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ مُسْتَحَبَّةٌ

مجموعی کے اشیاء مذکورہ سے ذکر مولد شریف کا بدعت حسنہ کا ثواب ہے

شرعًا لا ینکرھا الا من فی قلبہ مسکۃ من شعب الزیغ
شرع میں اسکو انکار کریگا اوس سے کوئی کہ جسکے دل میں ایک شاخ ہے نفاق کی یا حرف ہے
والبغض لہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس یوجد لہ ذالک المعنی
اور بغض ہے اوسکو رسول خدا سے کسطرح درست ہو اوسکو یہ انکار یا یہ حرف
تعالی ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب واللہ اعلم
اللہ تعالی نے اور جو کوئی ادب تعظیم کرے اللہ کے نشانیوں کی پس وہ پرہیزگاری دلوں کی ہے۔

علی بن احمد باصبرین	عباس بن جعفر ضنہ	احمد حشیان	محمد صدقہ	احمد بن محمد بن	عبد الرحیم محمد بن

ثم اصل ذکر مولد الشریف وسماعہ سنۃ وبصورۃ الجمعیۃ
پھر اصل ہے ذکر کرنا مولد شریف کا اور سننا اوسکا سنت ہے اور سنانا بصورت مجمع کے
بدعۃ حسنۃ مستحبۃ مقبولۃ عند اللہ تعالی کما قال عبد
بدعت حسنہ ہے مستحب مقبول ہے خدا کے نزدیک جیسا کہ فرمایا عبد اللہ
اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ما رآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن
بن مسعود رضی اللہ عنہ کہ جس چیز کو نیک دیکھا مسلمانوں نے پس وہ خدا کے نزدیک بھی نیک ہے
وللمسلمون من السلف الی الآن من اہل العلم والعرفان کلہم
اور مسلمانوں سلف سے ایتک جو اہل علم اور عرفان کے ہیں سب نے
رآوہ حسنا یدل لفضلان فلا ینکر ولا یمتنع منہ الا مابالع
نیک دیکھا اوسکو بغیر نقصان کے پس انکار کریگا اور نہ منع کریگا اوس کو مگر وہ شخص
الخیر والاحسان فذلک عمل الشیطان
خیر اور بھلی کا اور یہ کام شیطان کا ہے

احمد جلس	سلیمان	خیتام	

عمل المولد بجمیع الاشیاء المذکورۃ فی السوال مستحب وحق
کرنا مولد کا ساتھ تمام چیزوں کے جو مذکور ہیں سوال میں مستحب اور حق ہے
لیس ہو یدل لقولہ علیہ السلام لا تجتمع امتی علی ضلالۃ
نہیں وہ بدعت بسبب فرمانے رسول خدا کے نہیں جمع ہوگی امت میری گمراہی پر
وامۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من العرب والمصر والشام و
اور امت رسول خدا کی عرب سے اور مصر سے اور شام اور

مواہب علماء حنفیہ

مواہب علماء حنفیہ

وَالرُّوْمِ وَالْاَنْدَلُسِ وَجَمِيْعِ بِلَادِ الْاِسْلَامِ مُجْتَمِعَةً وَّ

اور روم اور اندلس اور تمام شہروں اسلام کے جمع اور

مُتَّفِقَةً عَلٰى اِسْتِحْبَابِهٖ وَاسْتِحْسَانِهٖ مُحَمَّدٍ صَلَّى

متفق ہے اوپر مستحب اور مستحسن جاننے کے مولد شریف کے

سوال

حدیث سے شریف کے عالموں مفتیوں سے

مَا قَوْلُكُمْ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَنَّ ذِكْرَ وِلَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

کیا فرماتے ہو اللہ تمہارے رحم کرے اس مسئلہ کو بیان حضرت رسول خدا کی پیدائش کا

وَسَلَّمَ وَالْقِيَامَ عِنْدَ ذِكْرِ ظُهُوْرِهٖ مَعَ تَعْيِيْنِ الْيَوْمِ وَتَرْتِيْبِ

اور کھڑا ہونا آپ کے پیدا ہونے کے وقت ساتھ مقرر کرنے دن کے اور درست کرنے

الْمَكَانِ وَاِيْقَادِ الْقُنُوْدِ وَاِظْهَارِ السُّرُوْرِ وَاِطْعَامِ الطَّعَامِ لِلّٰهِ

مکان اور روشن کرنے لوبان کے اور ظاہر کرنا خوشی کا اور کھانا کھلانا اللہ کے واسطے

تَعَالٰى اَجَائِزٌ هٰذَا وَيَحْصُلُ الثَّوَابُ لِفَاعِلِهٖ اَمْ لَا بَيِّنُوْا اَجَرَكُمُ

کیا یہ جائز ہے اور ثواب حاصل ہوتا ہے اوسکے کرنے والیکو یا نہیں بیان کرو اللہ تمکو اجر

اللّٰهُ تَعَالٰى

جواب

خَيْرَ الْجَزَاءِ

بہتر بدلہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَعَمْ قِرَاءَةُ الْمَوْلِدِ الشَّرِيْفِ وَسَمَاعُهٗ وَانْضِمَامُ اَشْيَاءَ الْمَذْكُوْرَةِ فِي السُّؤَالِ

سب تعریف اللہ کو ہاں پڑھنا مولد شریف کا اور سننا اوسکا اور ملانا چیزوں مذکورہ کا

مَعَهٗ جَائِزَةٌ بَلْ مُسْتَحَبَّةٌ يُثَابُ فَاعِلُهَا فَقَدْ اَلَّفَ فِيْ ذٰلِكَ الْعُلَمَاءُ

ساتھ اوسکے جائز بلکہ مستحب ہے ثواب دیا جاتا ہے کرنیوالا اوسکا تحقیق تصنیف کیں ہیں اس محل کی شیخ

وَحَثُّوْا عَلٰى فِعْلِهٖ فَقَالُوْا لَا يُنْكِرُهَا اِلَّا مُبْتَدِعٌ فَعَلٰى حَاكِمِ الشَّرْعِ اَنْ

اور حکم کیا ہے اوپر کرنے اوسکے پس کہا ہیں انکار کریگا اوسکا مگر بدعتی پس شرع کے حاکم پر واجب ہے

الفقیر الی اللہ یحیی بن مکرم	محمد بن سالم حامش	اللہ علی بن عبد	محمد ابراہیم حنیبری	محمد بن داؤد بن عبد الرحمن
			اللہ محمد بن عبد	

الحمد لله الجواب صحیح مقرون الصواب الجواب هذا الامر من جمع الله على قلبه وقد نبض علماء السنة على ان
هذا من المستحسن المثاب عليه ورد والرد الحسن على منكره
لو كان ضيق لوقت لم نذكر من نصوصهم في تاليفهم
ما يشفي الصدر ويشرح الصدور
على حاشيه
علي بن ابراهيم الزبيدي
احمد بن محمد بن خليل
عبد الرحمن علي حضرمي
نعم عمل المولد النبي صلى الله عليه وسلم هذه الصورة
المجموعة مقبولة بلا ريب لان كثيرا من العلماء والصلحاء
راوا النبي صلى الله عليه وسلم في المنام مسرورا بهذا
فقيل يا رسول الله ما تقول فيه قال من فرح بنا فرحنا به
كما هو المنقول في السيرة الشامية وغيرها من الكتب المعتبرة
علي بن محمد حنفي

اشتہار

یہ رسالہ قومی ۱۷ جنوری ۱۸۸۸ء مطابق ۱۲ محرم ۱۳۰۵ ہجری مطبع سفیر ہند پریس دہلی میں اہتمام سے پیاری لال کے چھپا، اور موافق ایکٹ نمبر ۲۵ ۱۸۷۷ء داخل دفتر رجسٹری سرکاری ہوگیا، اب کوئی صاحب بلا اجازت بندہ قصد چھاپنے کا نفرماویں

العبد
عبد الرحیم ساکن دہلی جنہ موکران
۵ر

موافق فتوی علماء حرمین

ذکر الانبیاء عبادۃ وذکر الصلحاء افادۃ

من تصانیف من ہو اسّ فی الفن الفلسفی ومساس العلم الشرعی البارع الحکیم الماہر حمدے

نور العین فی ذکر مولد النبی صلعم وشمائلہ وسیرتہ المعظمۃ

مولانا قلندر علی از بہری لاسدی حضر اللہ باللطف الابدی باہتمام مرحوم

مطبع رسائی صرسی واقع بھاشہ طبع

بسم الله الرحمن الرحيم

سبحانك اللهم انت المغيث لمن وقع في الكرب والبلاء والملجأ للكل في الشدة

پاکیزه ستایش خدای را خداوندا فریادرسی برای آنکه از بیقراری و درسختی و محنت و جای پناه برای هر کس در رنجی

والضراء وافضل الصلوة واكمل التحيات على صفوة النفوس الذكيات وعفوة الذوات

و سختی و بزرگ تر درود و کاملتر تحیت برگزیدهٔ نفوس پاکیزه و بهتر ذاتهای

القادسات خاتم الرسل الذي ختم الله به الانبياء والشهداء وجامعته الاقربين وعترته

پاکیزه خاتم رسولان آنکه ختم کرد خدا بر او انبیاء و شهداء را خواهد بود و بر نزدیکان قریب او از خویشان او

الاطيبين الطاهرين الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله وانا اليه راجعون واصحابه

برگزیدگان صابرین با نیکو تر تبه و تقدیس رسد آنان را مصیبت گویند تحقیق ما مر خدا را ایم و تحقیق بسوی او رجوع خواهیم کرد و اصحاب او

الذين اذا ترين نزل فيهم ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات بل احياء ولكن لا تشعرون

که زمانی که نازل شد در حق آن گمروید آنشخص را که در راه خدا کشته شود بلکه آنان زنده اند لاکن شما نمی دانید

اما بعد فيقول الضعيف عبد الله القوي ابو محمد فلندر على بانى بنى سوله وكان معتقدا

اما بعد میگوید کمترین بندگان خدای توانا ابو محمد قلندر علی بانی بنی سوله و کان معتقد

ان تلك من ابناء الزمان وفئة من اناس لا وان فعصمهم الله عن عقل الطغيان ونجاهم

تحقیق گروه از ابنای زمان و گروه از مردمان وقت رهائی دهد آنها را خدا تعالی از رسن زیادتی و نجات دهد آنها را

عن بحار العدوان وعرج بهم شطوة العرفان واراهم طرائق الايقان آثارا وافتاما لخلاف

از بلاهای تجاوز و عروج دهاناترا بر سر کوه العرفان و نماید آنانرا طریقه ها بیقین بر گذشتند غبار خلاف

وهيجوا عصفا لاعتساف قاموا بخصومة ولداد بلا هوض بيان وسلقوا بالسنة حداد
و برانگیختند جور ایستادند بخصومت و نزاع بلا نهاض بیان و زبانهای تیز

بلا قود برهان يوحون الى اوليائهم زخرف القول غرورا ويقذفون من كل جانب جورا
بدون اقدام برهان وحی میکنند سوی دوستداران خود قول دروغ را فریب و انداخته میشوند از هر سمت بجور

باز ذکر مولد رسول الثقلين وشهادة سبط الحسين حرام با معتبر لطلاب بصاد فين
ما منظور له ذکر مولد رسول الثقلين و شهادت سبط او حسين حرام است او خود طالبين را ناظرين

سلام عليكم لا نبتغي بحاهلين ان من المستنين عند القرع لمهره ولا ذهاب امارة
سلام بر شما نسزد جوئيم ما جاهلان را تحقيق طايفه زنهار نهاني ما اظهار ما نشان صاحب سير

ان الحجا اهل من العلماء العظام والقوا دل من الفضلاء الكرام من اهل السنة وله كابر ولا فاخم
فحقيق مردمهاى از علماى بزرگان قافلهاى از فضلاى سرگان از اهل سنت و بزرگان و سرگان

من اهل الملة السمحة السهلة لم يلود السنهم بهذا الكلام الا من هو من سفلة الاعدام
زهاحه، بب درست و آسان نه ميچسبند زبانان خود را باين كلام مگر انشخص كه از كمه ميان حمقاست

اما ذكر مولد النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقد استحبه جم غفير وجل كثير قال ابن الجزري
باين ذكر مولد نبي صلى الله عليه وآله وسلم مستحب است او را گروه كثير و كروه بسيار گفت ابن جزري

واذا كان اهل الصليب يتخذون ليلة مولد نبيهم عيدا كبرا فاهل الاسلام اولى بالتكريم واجدر
بوكه ميدان گرفتند شب مولد نبي خود را عيد كلان پس اهل سلام براى تكريم اولى و احق اند

واورد عليه انا مامورون بمخالفة اهل الكتاب واجاب عنه المحقق المحدث ابن حجر بانه قد ثبت في الصحيحين
و اعتراض كرده شد بر اوكه ما موريم بمخالفت اهل كتاب جواب داد از و محدث ابن حجر كه در بخارى و مسلم ثابت است

من ان النبي صلى الله عليه وسلم قدم المدينة فوجد اليهود يصومون يوم عاشوراء فسألهم فقالوا هو يوم
كه نبي صلى الله عليه وآله وسلم بمدينه در آمد و يافت يهود را كه روزه در ميدارند روز عاشورا بسبب آنكه در آن غرق كرد

اغرق الله فيه فرعون ونجا موسى عليه السلام فنحن نصومه شكرا لله عز وجل فقال صلى الله عليه وسلم
الله فرعون را و نجات داد موسى عليه السلام را پس ما بجهت شكر ميداريم روزه را پس فرمود نبي صلى الله عليه وسلم

انا احق بموسى منكم فصامه وامر بصيامه وقال ان عشنا صمنا التاسع فيستفاد من هذا الحديث
ما احق تريم از شما بموسى پس روزه داشت نبي در آن روز و حكم كرد بروزه گفت اگر زنده ماندم سال آينده روز نهم را روزه خواهم داشت از اين حديث

فعل الشكر لله تعالى على ما منّ به في يوم معين من ابتداء نعمه او دفع نقمه ويعاد ذلك في نظير

یعنی شکر یہ خدا تعالیٰ بر آنچہ احسان کرد خدا را در دین روز معین بابتدائی نعمت یا دفع زحمت و باز میگردد ہمین طور درین

ذلك اليوم من كل سنة والشكر لله تعالى يحصل بانواع العبادة كالصلوة والصيام والتلاوة

یعنی در ہر سال و شکر مر خدا تعالیٰ را حاصل میشود بانواع عبادت مثل نماز و روزہ و تلاوت قرآن

واي نعمة اعظم من نعمة بروز هذا النبي نبي الرحمة صلى الله عليه وسلم انتهى كلامه قال علي القاري

والله اعلم یعنی کیست از نعمت ظہور این نبی رحمت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام شد کلام او و گفت ملا قاری

ان في قوله تعالى لقد جاءكم رسول من انفسكم اشعارا بذلك وايماء الى التعظيم وقت مجيئه

یعنی قول او تعالیٰ ہر آئینہ تحقیق آمد بشما رسولی از نفسہای شما استعارہ ہست باین و ایماء ہست سوے تعظیم وقت آمدن او

وعلى هذا فينبغي ان يقصر فيه على ما يفهم الشكر لله تعالى واما ما يتبعه من السماع واللهو وغيرهما

و بنا بر ین لایق ہست کہ قصر کردہ شود بر آن چیزیکہ مفہوم گردد شکر خدا تعالیٰ را و آنچہ متحقق شود او را از سماع و لہو و غیر ہا

فينبغي ان يقال ما كان من ذلك مباحا بحيث يعين السرور بذلك اليوم فلا بأس

پس لایق ہست اینکہ گفتہ شود اگر چیز مباح ہست بانیکہ مدد نشاط باین یوم باشد پس مضائقہ نیست

بالحاقه وما كان حراما او مكروها فيمنع قال الاكبر معاصرينا عمرا وعلما مولنا سلامت الله الكابوري

بالحاق او و اگر حرام و مکروہ باشد ممنوع ہست گفت بزرگتر ہم زمان ما از جہت عمر و علم مولوی سلامت اللہ کانپوری

الذي تشرف بتلمذ الفاضل عبد العزيز الدهلوي وجمع ملفوظاته وافاداته في كتابه المسمى بما شاع

کہ مشرف شد بشاگردی فاضل عبد العزیز دہلوی و جمع کرد ملفوظات و افادات او در کتاب مسمی باشاع الکلام

الكلام ونيز مولانای شاہ عبد العزیز قدس سرہ در جواب سائلی کہ استفسار از مجلس محرم و مرثیہ خوانی

نموده افاده فرموده کہ در تمام سال دو مجلس در خانہ فقیر منعقد میشود اول کہ مردم روز عاشورا

یا یکدو روز پیش ازین قریب چہار صد یا پانصد کس بلکہ قریب ہزار کس و زیادہ ازان فراہم

می آیند و درود میخوانند بعد ازان کہ فقیری می آید می نشیند و ذکر فضایل حسنین کہ در حدیث شریف

وارد شدہ در بیان می آید و انچہ در احادیث اخبار شہادت این بزرگان و تفصیل بعض حالات

و بدا می قاتل ایشان وارد شدہ نیز بیان کردہ می شود و درین ضمن بعض مرثیہ ہا از خود مردم

یعنی جن و پری کہ حضرت ام سلمہ و دیگر صحابہ شنیدند نیز مذکور کردہ می شود و خوانجہای

توحش که حضرت ابن عباس و دیگر صحابه دیده اند و دلالت بر فرط اندوه مزاج مبارک حضرت جناب
رسالت مآب میکنند مذکور می شود و بعد ازان ختم قرآن و پنج آیه خوانده بر ما حضر فاتحه
نموده می آید و درین بین اگر شخصے خوش الحان سلام میخواند بامر مثبته شروع نمود اگر حضار
مجلس و این فقیر را هم رقت و بکا لاحق می شود انیست قدر یکه بعمل نمی آید پس اگر این چیزها
نشد و فقیر بهمین وضع که مذکور شد جایز نمی بود اقدام بران اصلا نمیکرد و باقی ماند مجلس مولود
شریف پس حالش انیست که بتاریخ دوازدهم شهر ربیع الاول همین که مردم موافق معمول
سابق فراهم شدند و در خواندن در و شریف مشغول گشتند و فقیر می آمد اولا بعضی از
احادیث و فضایل آنحضرت صلے الله علیه و آله وسلم مذکور میشود بعد ازان ذکر ولادت باسعادت
و نبذی از حال رضاع و حلیه شریف و بعضی از آثار که درین اوان بظهور آمد بمعرض بیان می آید
پس بر ما حضر از طعام یا شیرینی فاتحه خوانده بتقسیم آن بحاضرین مجلس میشود و علاوه زیارت
موی مبارک آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم نیز معمول قدیم است انتهی کلام الفاضل المخلص
الدهلوی قدس سره و قال صاحب رسالة الانتباه ناقلا عن جده و هو جد الفاضل

گفت صاحب رساله انتباه نقلا از جده خود که آن جده فاضل

عبد الغنی الدهلوی کنت اضع فی ایام المولد طعاما فاصله بالنبی صلی الله علیه و آله وسلم فیفتح لی فی سنة
عبد الغنی دهلوی است که بودم می نمودم در ایام مولد طعام پس آنرا متحد سازم بنبی صلے الله علیه وسلم پس میسر شد مرا در یکسال
من السنین شیئ اضع به طعاما فلم اجد الا حمصا مقلیا فقسمته بین الناس فرایته صلی الله
از سالها چیزے که طعام مولد کنم پس نیافتم مگر نخود جوشیده پس تقسیم کردم میان مردمان پس دیدم نبی صلی الله
علیه و آله وسلم و بین یدیه هذه الحمص انتهی + و قال الشیخ الاکمل المحقق عبد الحق الدهلوی قدس سره فیما ثبت
علیه و آله وسلم را که پیش او این نخود نبودند و گفت شیخ اکمل محقق عبد الحق محدث دهلوی قدس سره در ما ثبت
بالسنة ان ثویبة ارضعت النبی صلی الله علیه و آله وسلم و اعتقها ابولهب فبشرته بولادته صلی
بالسنه که ثویبه شیر نوشانید نبی صلی الله علیه و آله وسلم را و آزاد کرد او را ابولهب و تبشیر داد ثویبه او را بولادت
الله علیه و آله وسلم و قد رای ابولهب بعد موته فی المنام فقیل له ما حالك قال فی النار الا انه خفف
نبی صلی الله علیه و آله وسلم و دیده شد ابولهب در خواب بعد مردن و پرسیده شد از او حال او گفت در نارم مگر تخفیف کرده میشود از من

عن غسل ليلة اثنين ومص من ابن اصبعها تين مائة وان ذلك باعتاق لثوبة عدد البشر التي
از غسل شب دوشنبه وی نوشیدن از پستان دوگشتان خود آب واین تخفیف جهة عتاق من قویه برست وقتیکه شارح دار
ولادة النبي صلى الله عليه وآله وسلم وباضاعها له قال ابن الجزري فاذا كان هذا ابولهب الكافر الذي نزل
ولادت پیغمبر صلی الله علیه وآله وسلم وشیر دادن توریبه اورا گفت ابن جزری چون این ابولهب کافر که قرآن بمذمت او
القرآن بذمه يخفف عنه في النار يوم الاثنين مولد النبي صلى الله عليه وآله وسلم فما حال المسلم من امته يسر
نازل شد خواهد شد در نار بخوشی مولد شبیه نبی صلی الله علیه وآله وسلم پس چه حال آن مسلم است که خوشی میکند
بمولده ويبذل ما تصل اليه قدرته في محبته صلى الله عليه وآله وسلم لعمري انما كان جزاه من الله الكريم
بولادت او ومصرف میکند هر چیزی که بدست قدرت آرد در محبت صلی الله علیه وآله وسلم قسم بجانم که جزائی واز خدا بکریم این است
ان يدخله بفضله العميم جنات النعيم ولا زال اهل الاسلام يعملون المولد الشريف ويتصدقون في
که داخل کند او را بفضل عام خود در بهشت نعیم وهمیشه اهل اسلام دائمه میکنند
ليالية بانواع الصدقات ويظهرون السرور ويزيدون في المبرات ويعتنون بقراءة مولده الكريم
شبهای مولد او انواع صدقات وظاهر میکنند وزیادتی میکنند در خوشی
ويظهر عليهم كل فضل عميم وجرب الله عام اجاد الينا شهر مولده المبارك اعياد اليكون
وظاهر میشود بر ایشان کل فضل عام پس رحم کند خدا بتعالی آنرا که گردانید شبهای ماه تولد او را عید تا نکه این
اشد علة على من في قلبه مرض وعناد انتهى كلامه اهـ والى السناد مع حذف بعض كلماته اقول
سخت علت بر کسیکه در دل او مرض وعناد است تمام شد کلام او واز او نامسموع رسید من وحذف کردن بعض کلمات او گویم
قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم لا يؤمن احدكم حتى اكون احب اليه من والده وولده والناس اجمعين رواه البخاري
که نبی صلی الله علیه وآله وسلم فرمود ایمان نمی آرد کسی از شما تا اینکه باشم محبوب تر نزد او از پدر او وپسر او وتمامی مردمان روایت کرد بخاری
والمسلم وقال من احب شيئا اكثر ذكره رواه الديلمي في مسند الفردوس وذكره الحافظ خاتم المحدثين
ومسلم ومن هر که دوست دارد کسی چیزرا اکثر ذکر او کند روایت کرد دیلمی در مسند فردوس وذکر کرد او را حافظ خاتم المحدثین
جلال الدين السيوطي قدس سره في الجامع الصغير فقول النبي صلى الله عليه وآله وسلم هذا ينعكس بعكس نقيض
جلال الدین سیوطی قدس سره در جامع صغیر پس این قول نبی صلی الله علیه وآله وسلم منعکس میشود بعکس نقیض
فيقال من لم يكثر ذكره حتى لم يحبه فمن يمنع عن ذكر النبي لا يحبه اصلا بوجه من الوجوه فلم
پس گفته میشود هر که اکثر ذکر نکند کسی چیزرا تا دوست ندارد او را پس هر که منع کند از ذکر نبی دوست ندارد او را هرگز بهیچ وجه

فلم يدخل في قلبه مثقال ذرة من الايمان وقال الفاضل الحافظ ناصر الدين بن شمس الدين

پس خود داخل نشد در دل او مثقال ذره از ایمان وگفت فاضل حافظ ناصر الدین بن شمس الدین

الدمشقي في كتابه المسمى عودة الصادي في مولد الهادي وقد صح ان ابا لهب يخفف عنه عذاب النار

دمشقی در کتاب خود مسمی عودة الصادی فی مولد الهادی تحقیق صحیح شد که از ابی لهب تخفیف کرده شد عذاب جهنم

في مثل يوم الاثنين لاعتاقه ثويبة سرورا بميلاد النبي صلى الله عليه وآله وسلم فما الظن بالعبد الذي كان كل

در روز دوشنبه جهت آزاد کردن او ثویبه را بخوشی ولادت نبی صلی الله علیه وآله وسلم پس چه گمانست بآن بنده که تمامی عمر خود

عمره باحمد مسرورا ومات موحدا وقال الفاضل ابن خلكان في كتابه وفيات الاعيان وابن الخواطي

بمولد نبی خوشحال بمرد و با ایمان زد وگفت فاضل ابن خلکان در کتاب خود وفیات الاعیان وعفیف الدین

ابن الخطاب دحية كان من اعيان العلماء ومشاهير الفضلاء يعتني بمولد النبي صلى الله عليه وآله وسلم

ابن الخطاب بن دحیه بود از بزرگان علماء ومشاهیر فضلاء کوشش مینمود بمولد نبی صلی الله علیه وآله وسلم

للملك مظفر الدين كتابا لتنوير في مولد البشير النذير وقرظ عليه بنفسه فاجازه بالف دينار وقال الامام

پس تصنیف کرد برای پادشاه مظفر الدین کتاب تنویر در مولد بشیر نذیر وخواند بر او بذات خود پس صله داد پادشاه او را بهزار دینار وگفت امام

الحافظ ابو الخير ابن الجزري من خواصه انه امان في ذالك العام وتبشر عاجلا بنيل البغية والمرام

حافظ ابو الخیر ابن جزری که از خواص مولد است که امان یافت در این سال وبشارت زود برسیدن مطلوب و مراد

وقال ابو عبد الله بن ابي محمد النعمان يقول سمعت الشيخ ابا موسى الزيتوني يقول رايت النبي صلى الله عليه

وگفت ابو عبد الله بن ابی محمد النعمان که شنیدم شیخ ابا موسی زیتونی را که میگفت دیدم نبی صلی الله علیه وآله

وآله وسلم في المنام فذكرت له ما تقوله الفقهاء في عمل الولائم في المولد فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم

وسلم را در خواب پس ذکر کردم از برای او آنچه فقهاء بعض طعام ولیمه در مولد میگفتند پس فرمود نبی صلی الله علیه وآله وسلم

فرح بنا ففرحنا به وقال الشيخ المحدث السيوطي اصل المولد الذي هو جماع الناس وقراءة ما تيسر من القرآن

آنشخص که خوشی نمود با ما خوش شدیم از و وگفت شیخ محدث سیوطی که اصل مولد این است که جمع شوند مردمان وبخوانند آنچه میسر شود از قرآن

ورواية الاخبار الواردة في مبدأ امر النبي صلى الله عليه وآله وسلم وما وقع فيه من الآيات ثم بعدهم

وروایة کردن اخبار که وارد شده اند در مبدء ولادت نبی صلی الله علیه وآله وسلم وآنچه واقع شده در او از برکات پس بعد ایشان

سماط يأكل منه ويتفرقون من غير زيادة على ذالك فان هذا من البدع الحسنة التي يثاب

سفره که بخورند از او ومتفرق شوند بلا زیادت بر این امر زشت من از بدعات حسنه است که ثواب داده شود

عليها صاحبها لما فيه من تعظيم قدر النبي صلى الله عليه وآله وسلم واظهار الفرح والاستبشار بمولده

براء صاحب او بجهة اينكه درين تعظيم قدر نبي صلے الله عليه وآله وسلم است واظهار خوشي وخوشے بمولد شريف او

الشريف انتهى كلامه وقال بعض المنكرين ما هي كه تولد شد در او نبي صلى الله عليه وآله وسلم وآن ربيع اول است

هو كجعيبا الشهر الذي توفي فيه فليس السرور فيه اولى من الحزن فيه اجاب عنه خاتم المحدثين جلال الدين

همين ماه بعينه است كه وفات يافت در او پس خوشي درين ماه اولى از غم نيست جواب داد از و خاتم محدثين جلال الدين

السيوطي ان ولادته صلى الله عليه وآله وسلم اعظم النعم علينا ووفاته اعظم المصائب بنا واشرع حتى

سيوطي كه ولادت نبي صلے الله عليه وآله وسلم از بزرگترين نعمت هاست بر ما ووفات او بزرگترين مصيبت ها است بر ما وشرعيت حكم كرد

اظهار شكر النعم والصبر والسكون عند المصائب وقد امر الشرع بالعقيقة عند الولادة وهي اظهار الشكر والفرح

اظهار شكر نعمت والصبر وسكون وقت مصيبت وحكم كرد شريعت بعقيقه وقت ولادت وهي اظهار شكر وخوشيست

بالمولود ولم يامر عند الموت بذبح وغيره بل نهى عن النياحة والجزع فدلت قواعد الشرع على انه يحسن في

بمولود فرزند ونه حكم كرد بذبح چيزي وقت موت بلكه منع كرد از نوحه وجزع پس هدايت كرد قواعد شرع برانيكه نيك است

الربيع الاول اظهار الفرح بولادته صلى الله عليه وآله وسلم دون اظهار الحزن فيه بوفاته انتهى كلامه

در ربيع اول اظهار خوشي بولادت نبي صلى الله عليه وآله وسلم نه اظهار غم در او بوفات او تمام شد كلام او

وقال ابن الحوزي في رسالة مولد الشريف لا يزال اهل الحرمين الشريفين والمصر اليمن والشام وسائر

وگفت ابن جوزي در رساله مولد شريف ہميشه ساكنان مكه ومدينه ومصر يمن وشام وتمام

بلاد العرب من المشرق والمغرب يحتفلون بمولد النبي صلى الله عليه وآله وسلم ويتفحصون نقد وهلال ربيع الاول

شهرهاي عرب از مشرق ومغرب محفل ميكنند بمولد النبي صلے الله عليه وآله وسلم وخوشي بدين هلال ربيع اول

ويأتون بالسرور في هذه الايام ويبذلون على الناس بما كان عندهم من الضروب والاجناس و

ومي آيند بخوشي درين ايام وصرف ميكنند بر مردمان هر چيز كه نزد او شان است از نقد واجناس

تهمموا اهتماما بليغا على السماع والقراءة لمولد النبي صلى الله عليه وآله وسلم وبنا لوزبك اجرا جزيلا

وكوشش ميكنند كوشش بسيار بر شنيدن وخواندن مولد نبي صلى الله عليه وآله وسلم ومي رسند باين اجر بزرگ

وفوزا عظيما ومما جرب عن ذلك انه وجد في تلك العام كثيرة الخير والبركة مع السلامة والعافية

وفوز بزرگ واز مجربات است اينكه يافته ميشود درين سال كثرت خير وبركت مع سلامت وعافيت

وسعة الرزق وازدیاد المال والاولاد وسائر افراده الانسان ببرکة ذکر مولد النبی صلی اللہ
وبسیاری رزق وزیادتی مال واولاد وسائر افراد انسان ببرکت ذکر مولد نبی صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وآلہ وسلم انتہی ملخصاً قال المحقق السیوطی وقد ظهر لی تخریج مولد الشریف علی اصل آخر وهو ما رواه
تمام شد ملخص گفت محقق سیوطی تحقیق ظاہر شد مرا بیرون آمدن اثبات مولد شریف بر اصل دیگر وآن اینست
البیهقی عن انس رض ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عق عن نفسه بعد ما نبئ مع انه قد ورد ان جده عبد المطلب عق عنه
کہ روایت کرد بیہقی از انس کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عقیقہ کرد از نفس خود بعد نبوت با آنکہ جد او عبد المطلب عقیقہ از وے
فی سابع ولادته والعقیقة لا تعاد مرة ثانیة فیحمل ذلك علی انه فعله علیه الصلوٰة اظهارا للشکر
بہفتم روز ولادت او وعقیقہ را دگر عود کردہ نمی شود پس این فعل نبی علیہ السلام ہم ست بطریق شکر
علی ایجاد اللہ تعالیٰ ایاه رحمة للعالمین فیستحب لنا ایضا اظهار الشکر بولادته بالاجتماع واطعام الطعام
بر ایجاد خدا تعالیٰ او را رحمت للعالمین پس مستحب ست ما را نیز اظہار شکر مولد او بہ اجتماع وخوراندن طعام
ونحو ذلك انتهی کلامه وکان فی قلبی یخلج من ابتداء للمولد الشریف وجه نفیس اخترم عشرت
ومانند این تمام شد کلام او ودر دل من بے خلید از ابتدائے تصنیف مولد شریف وجہ نفیس دیگر پس دریغ بردم
علی ان بعض الاجلة من المعاصرین اسعد اللہ حاله قد تفضل به وهو ان رجلا قال لعمر بن الخطاب
بر آنکہ بعض بزرگان از معاصرین نیک کند خدا تعالیٰ حال او تحقیق منتہی شد بما وآن اینست کہ مردی عمر بن خطاب
رضی اللہ تعالیٰ عنه یا امیر المومنین آیة فی کتابکم تقرؤنه لو علینا معشر الیهود نزلت لاتخذنا ذلك
رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفت یا امیر المومنین آیتے در کتاب خود ما کہ بخوانید اگر بر گروہ ما یہود نازل میشد ہر آئینہ گرفتیم این
الیوم عیدا قال ای آیة قال الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا
روز را عید عمر رضی گفت کدام آیت آیت گفت امروز کامل کردم برائے شما دین شما وتمام کردم بر شما نعمت خود وخوشنود شدم برائے شما اسلام
فقال عمر قد عرفنا ذلك الیوم والمکان الذی نزلت فیه علی النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم وهو قائم بعرفة
پس گفت عمر شناختیم این روز ومکانے را کہ نازل شد در او بر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم درحالیکہ او قایم بود بعرفہ
یوم الجمعة رواه البخاری وفی الخیر الجاری شرح صحیح البخاری معنی قول عمر رضی اللہ عنه نحن قد اتخذنا ذلك
روز جمعہ روایت کرد بخاری ودر خیر جاری شرح صحیح بخاری معنے قول عمر رضی اللہ عنہ اینست تحقیق گرفتیم ما این
الیوم عیدا وهکذا قال النووی فیستفاد منه جعل یوم السرور عیدا دائما فنعمل یوم مولد نبینا
روز را عید ونووی ہمچنین گفتہ پس ظاہر میشود ازین گردان روز خوشی را عید دائمی پس گردانیدن روز تولد نبی ما

صلى الله عليه وآله وسلم عبدا لا يخلو عن الاستعجاب عند اولى الالباب وقال الشيخ ابو الخطاب

صلى الله عليه وآله وسلم خالى از استعجاب نيست نزد دانايان وگفت شيخ ابو الخطاب

من دحية في رسالته عن ابن عباس رضي الله عنهما انه كان يحدث ذات يوم في بيته وقائع ولادته

بن دحيه در رساله خود از ابن عباس رضي الله عنهما تحقيق آن حديث ميكرد وبيكروز در خانه خود قصه ولادت نبي

صلى الله عليه وآله وسلم القوم فيستبشرون ويحمدون الله ويصلون على النبي فاذا جاء النبي صلى الله عليه وآله وسلم

صلى الله عليه وآله وسلم قوم پس شاد ميشدند وحمد ميكردند خدا را ودرود ميگفتند بر نبي پس چون گاه آمد نبي صلى الله عليه وآله وسلم

قال حملت بكم شفاعتي وعن ابي ذر رضي الله عنه انه مر مع النبي صلى الله عليه وآله وسلم الى بيت العام

گفت بسبب شما شفاعت من ودر ابي ذر رضي الله عنه تحقيق آن گذشت همراه نبي صلى الله عليه وآله وسلم بخانه عامر

الانصاري كان يعلم وقائع ولادته عليه السلام لابنائه وعشيرته ويقول لهذا اليوم هذا اليوم فقال

انصاري واو تعليم ميكرد قصه ولادت او عليه السلام فرزندان وقبيله خود را ومي گفت اين روز روز ست پس گفت

عليه الصلوة والسلام ان الله فتح لك ابواب الرحمة وللملائكة كلهم يستغفرون الى ان انتهى وقال

نبي عليه الصلوة والسلام تحقيق خدا تعالى بكشاد بر تو دروازه هاي رحمت وملائكه همه استغفار ميكنند تا بر اي تو تمام شد وگفت فاضل

المكرم مولينا عطاء رضا قدس سره من اراد احاطة الكرام في شجرة الانساب ان فاطمة بنت منذر بن زبير

بزرگ مولانا عطاء رضا قدس سره از اراد بزرگان ما در شجرة النساب كه فاطمه دختر منذر بن زبير

تزوجت بهشام بن عروة بن زبير كانت من القانتات التائبات العابدات السالكات

مذكور هشام بن زبير بود از پرهيزگاران توبه كنندگان عبادت كنندگان عبور كنندگان راه

سبع مرات وحفظت القرآن واخذت اخبار النبي من اصحابه وتذكر اخباره ولادته صلى الله عليه وآله وسلم

هفت مرتبه وحفظ نمود قرآن را وگرفت احاديث نبي از اصحاب او وذكر ميكرد قصه ولادت نبي صلى الله عليه وآله وسلم

في بيتها وكانت تحدث عن جدته اسماء بنت ابي بكر الصديق رضي الله عنهما وتقول قالت جدتي

در خانه خود وحديث ميكرد از جده خود اسماء بنت ابي بكر صديق رضي الله عنهما وميگفت كه گفت جده من

اسماء سمعت هذا الحديث عن امك جدتك صفية بنت عبد المطلب رضي الله عنها انتهى كلامه

اسماء شنيدم اين حديث را از مادر جد تو صفيه دختر عبد المطلب رضي الله عنها تمام شد كلام او

رفع الله مقامه وقال المحدث ابن حجر العسقلاني في تقريب التهذيب فاطمة بنت منذر بن

بلند كند خدا مقام او وگفت محدث ابن حجر عسقلاني در تقريب التهذيب فاطمه دختر منذر بن زبير

زوج هشام بن عروة بن زبير ثقة من الثالثة عتبت ان ذكر مولده الشريف كان في زمانه وزمان
زن هشام بن عروه بن زبير ثقه است از طبقه ثالثه ثبت شد ذكر مولد شريف بود در زمان نبي عليه السلام پس زمان
اصحابه والتابعين صلوات الله عليه ورضوانه عليهم اجمعين وقال النبي صلى الله عليه وسلم خير القرون قرني
صحابه وتابعين صلوت الله بر و وخوشنودي او بر ايشان همگي گفت نبي صلى الله عليه وآله وسلم بهترين قرون قرن
ثم الذين يلونهم نعم انعقاد المجالس واعطاء الاثمان وبذل الاموال ونحوها وشهر الى الاول
پس آنانكه متصل شوند آنها آري انعقاد مجالس وداون وليه وصرف مال ومانند آن وراه ربيع الاول
لا يوجد في زمانه وزمان اصحابه والتابعين فغايته ما في الباب ان هذه الافعال من البدع الحسنة
يافته نميشود در زمان نبي در زمان صحابه وتابعين غايت ما في الباب اين افعال از بدعات حسنه اند
روى البيهقي باسناده عن الامام الشافعي قال المحدثات ضربان احدهما ما احدث مما يخالف كتابا او سنة
روايت كرد بيهقي باسناد خود از امام شافعي گفت بدعات دو قسم اند اول آنكه احداث كرده شد مخالف قرآن وسنت
او اثرا او اجماعا فهذه البدعة الضلالة والثاني ما احدث من الخير لا خلاف فيه لواحد من هذا وهي محدثة
وفعل صحابه واجماع اين بدعت ضلاله است وثاني آنست كه احداث شد از خير مخالف نيست در وهيچكي ازين امور واين بدعت
غير مذمومة وقد قال عمر رضي الله عنه في قيام شهر رمضان نعم البدعة هذه يعني انها محدثة لم تكن
ضلاله نيست وگفت عمر رضي الله عنه در جماعت تراويح رمضان اين چه بدعت است يعني اين نو پيدا آنست كه نبود تمام شد
كلامه رحمه الله قال النووي قوله صلى الله عليه وآله وسلم كل بدعة ضلالة عام مخصوص البعض
كلام او رحمه الله گفت نووي قول نبي صلى الله عليه وآله وسلم هر بدعت ضلال است عام مخصوص البعض است
وقال الاسنوي البدعة الاحداث المهرة البدعة واجبة كتعلم النحو احكام والاصول وحرمة كمذهب
وگفت اسنوي بدعت بر سه نوع است بدعت واجبه چنانكه آموختن علم نحو وكلام واصول وبدعت حرام است چنانكه مذهب
اهل البدع ومندوبة كاحداث الربط والمدارس ومكروهة كزخرفة المساجد عند البعض ومباحة
اهل بدع وبدعت مستحب چنانكه بنا كردن مسافر خانه ومدرسه وبدعت مكروه چنانكه مذهب كردن مساجد نزد بعض ومباح است
كالمصافحة عقيب الصبح عند الشافعي والتوسع في لذائذ الاكل والمساكن وتعيين اليوم مستفاد من قوله
چنانكه مصافحه بعد نماز صبح نزد شافعي وفراخي در لذتهاي خوردن وخانها وتعيين روز ظاهر است از قول نبي
صلى الله عليه وآله وسلم انا احق بموسى منكم فصامه وامر بصيامه ولانه اوصى بلالا بصوم يوم
صلى الله عليه وآله وسلم من استحق بموسى از شما پس روزه داشت عاشورا را وحكم كرد بروزه آن ونيز او صيت فرمود بلال را

فقال فيه ولد فيه انزل علي وفيه هاجرت وفيه اموت وفي الشمائل الترمذي عن الحسن بن

بزرگوار دختر من و مشیمه گفت در ربیع الاول شده بر من نزول شد در مدینه و در ربیع الاول هجرت کردم و در ربیع الاول بمیرم و در شمایل ترمذی از حسن بن

علي رضي الله عنهما قال سألت خالي هند بن ابي هالة وكان وصافا عن حلية النبي صلى الله عليه وآله وسلم

رضی الله عنهما گفت سوال کردم خال خود را هند بن ابی هاله را و بود او وصاف از حلیه نبی صلی الله علیه و آله وسلم

وانا اشتهي ان يصف لي منها شيئا اتعلق به فقال كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فخما مفخما

و من خواهش میکردم با نکه او وصف کند مرا حلیه شریف چیزی را که تعلق کنم بآن گفت رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم

للافاضة فكلا رشاد ان هذا الخبر بشير ويومي الى استحباب ذكر ولادته ايضا لانه من اعلى بين ان حسن بن

بزرگوار شده و در شاد این حدیث اشاره و ایما میکند سوی استحباب ذکر ولادت او نیز چه ظاهر است که حسن بن

علي رضي الله عنهما السلام كان وقت وفاة النبي صلى الله عليه وآله وسلم في السنة السابعة وكان ذا حجوة وذكاء

علیهما السلام بود وقت وفات نبی صلی الله علیه و آله وسلم هفت ساله و بود صاحب رای روشن و صاحب

الروية القدسية في الصبا عالما بجلية النبي بالكلية لانه عليه الصلوة والسلام كان يحتضنه ويقبله وهو

قوت قدسیه در صبا عالم بجلیه نبی بکلی چه او علیه الصلوة والسلام در برمیگرفت اورا و بوسه میداد او را و

يركب على عاتقه عليه الصلوة وعده امة الحديث ثم الصحابي سأله هند بن ابي هالة وصف النبي فهو

و حضرت حسن سوار میشد بر دوش مبارک او علیه الصلوة و شمرند محدثان حضرت امام حسن را از صحابه پس سید ایشان وصف نبی را صلی الله علیه و آله

لسماع وصفه صلى الله عليه وآله وسلم فاستفاد منه ان اهل البيت النبوة والصحابي يحبون ذكر النبي عليه

شنیدن وصف نبی صلی الله علیه و آله وسلم پس طالب شد از ین که اهلبیت نبوت و صحابه دوست میدارند ذکر نبی علیه الصلوة

الصلوة وذكر ولادته ايضا من افاضل ذكره فافهم قال الحافظ المحدث الامام ابو زيد في رسالته

و ذکر ولادت او نیز از بهترین ذکر اوست گفت حافظ محدث امام ابو زید در رساله

المولد الشريف واستحسن العلماء القيام عند ذكر الولادة وقال العلماء الحنبلية القيام واجب عند ذكر

مولد شریف نیک بنداشتند علماء قیام نزد ذکر ولادت و گفت علمای حنبلیه قیام واجبست نزد ذکر

ولادة النبي صلى الله عليه وآله وسلم لما انه حضور وحانية صلى الله عليه وآله وسلم انتهى كلامه

ولادت نبی صلی الله علیه و آله وسلم چه حاضر میشود روحانیه او صلی الله علیه و آله وسلم تمام شد کلام

اقول خصوا الارواح المقدسة بالابدان المثالية النورية النفسية في الآفاق حسب امكنة

گویم خصوص ارواح پاکیزه ابدان مثالیه نوریه نفسیه در آفاق حسب امکنه

الطبيعية الموافقة لما تقتضيه قواعد الحكماء الاشراقيين وضوابط العرفاء الالهيين

بیست موافق آنچہ تقاضا میکند قواعد حکماء اشراقیین وضوابط عرفاء الہیین

صرح به اكثر من العرفاء كعلاء الدولة السمناني ومحي الدين بن العربي وعبد الرحمن الجامي والشيخ

تصریح کرده باو اکثر عرفاء مثل علاؤ الدولہ سمنانی محی الدین ابن العربی وعبد الرحمن جامی وشیخ

السرهندي الملقب بالمجدد والشيخ المحدث عبد الحق الدهلوي قدس الله اسرارهم وافاض علينا انوارهم

سرہندی ملقب بمجدد والشیخ محدث عبد الحق دہلوی قدس اللہ اسرارہم وفیض بر ما انوار ایشان

ولله در المحدث جلال الدين السيوطي حيث قال ان نبينا صلى الله عليه وآله وسلم وسائر الانبياء

ودر بارکت دہد محدث جلال الدین سیوطی را کہ گفت شبہ ما صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وتمامت انبیاء

عليهم السلام احياء رُدّت اليهم ارواحهم بعدما قبضوا واذن لهم في الخروج من قبورهم

علیہم السلام زندہ اند رد کردہ شدہ سوی ایشان ارواح ایشان بعد مردن واذن دادہ شد ایشان را بخروج از قبور

والتصرف في الملكوت العلوي والسفلي فنبينا صلى الله عليه وآله وسلم يتصرف ويسير بجسده وروحه حيث

وتصرف در عالم علوے و سفلے پس نبے ما صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تصرف وسیر میکند ببدن وروح خود جائیکہ

شاء في اقطار الارض وفي الملكوت وانه مغيب عن الابصار كما غيبت الملائكة فاذا اراد الله تعالى

بخواہد در اقطار زمین ودر ملائکہ وآں مغیب است از بینائی چنانکہ غائب اند ملائکہ پس وقتیکہ ارادہ کند خدا تعالی

عمّن اراد اكرامه برؤيته راه على هيئاته التي هو عليها لا مانع من ذلك ولا داعي الى التخصيص

از شخصے کہ خواہد بزرگی او بدیدن نبی را بر ہیئتہائے کہ بود آن نبی بر آں ہیچ مانع نیست وداعی بسوئے تخصیص

برؤيته للمثال انتهى كلامه ملخصا من كتابه المسمى بمهمات المعارف اقول وقد ذكرت في الكتب

بدیدنش بمثال تمام شد کلام او تلخیص از کتاب او مسمی بمہمات المعارف گویم کہ مذکور است در کتب معتبرہ

المعتبرة ان عبد الله بن عروة بن الزبير والقاسم بن محمد بن ابي بكر الصديق ومحمد بن علي بن عبد الله

از پیشوایان کہ عبد اللہ بن عروہ بن زبیر والقاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق ومحمد بن علی بن عبد اللہ

بن جعفر الطيار رضي الله عنهم راوا النبي صلى الله عليه وآله وسلم في اليقظة تحت الخشبة التي صلب عليها

بن جعفر طیار رضی اللہ عنہم دیدند او شان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را در بیداری زیر چوبیکہ بر دار کشیدہ شد بر او

زيد بن علي بن حسين رضي الله عنهم فلا يبعد ان يحضر هو صلى الله عليه وآله وسلم بروحانيته

زید بن علے بن حسین رضی اللہ عنہم پس بعید نیست کہ حاضر خود او صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بروحانیت خود

ایضا بحث عن امکان الشهودی فانقل مجلس مولد النبی فی بلدة واحدة فی زمان واحد قد یتعقل

ایضا بحث کرده است از امکان شهودی پس نقل میکنم مجلس مولد نبی در یک بلده در یک زمان گاهی بسته میشود

فی امکنة متعددة واما فی زمان واحد فی بلاد متعددة فغالب وحضور الشخص الواحد فی زمان

در امکنه متعدده واما در یک زمان در بلاد مختلفه بیشتر است وحضور یک شخص در یک زمان

واحد فی امکنة متعددة محال قلنا حضور الشخص الواحد فی زمان واحد فی امکنة متعددة

بالجسد در امکنه متعدده محال گفتیم حضور یک شخص در یک زمان در امکنه متعدده ببدن

لیس بمحال واما حضوره بالجسد المثالی فی زمان واحد فی امکنة متعددة جائز اذ النفس الناطقة

نیز امر محال است لیکن حضور او ببدن مثالی در یک زمان در امکنه کثیره جایز است چه نفس ناطقه

البدنیة علی ان یحضر فی زمان واحد فی امکنة متعددة ابدان مثالیة کما صرح بالعارف الربانی

بدن خاکی است بر اینکه حاضر شود در یک زمان در امکنه کثیره بدنهای مثالیه چنانکه تصریح کرده باو عارف ربانی

علاء الدولة السمنانی وقد روی ان ابراهیم بن ادهم قدس سره کان یوم التروية بالبصرة وقد رئی بعلة

علاء الدوله سمنانی ودر روایت است که ابراهیم بن ادهم قدس سره یوم ترویه ببصره بود وحالانکه دیده شد بمکه

ایضا فی هذا الیوم کذا فی شرح المقاصد وغیره والجملة ان الاکابر المتقدمین والاماثل المتاخرین

نیز در این یوم چنانکه در شرح مقاصد وغیره وحاصل کلام این است که بزرگان متقدمین وفضلای متاخرین

قائلون بجواز مجلس المولد ومن فضلاء هذا الزمان الذین یشار الیهم بالبنان فضلاء فرنگی محل

قائل اند بجواز مجلس مولد واز فضلای این زمان که مشار الیه بانگشتان اند مثل فضلای فرنگی محل

بارائهم الثاقبة وافکارهم الصائبة طحن العقود فی حورة المحل ومن المحمودین بالالسنة و

که بارای روشن او شان ولطف کاری درست او شان لبست شمل در اطاعه کشائش است واز محمودین بزبانها

المشتهرین فی الافواه مولینا سلامة الله ومولانا مفتی سعد الله سلمهما الله وابقاه والفاضل

واز مشهورین در دهنها مولانا سلامت الله ومولانا مفتی سعد الله سلمها الله وابقاه وفاضل

الاعلمی مولوی تراب علی واستاذ علماء العالمین مولانا مفتی صدر الدین الدهلوی قد جاؤا

بزرگ مولوی تراب علی واستاذ تمامی عالم مولانا مفتی صدر الدین دهلوی تحقیق آورده اند

هذا المطلب بکلمات محکمة معجزة وعبارات متقنة شدیدة فاستقم فانه سبیل الهدی

مطلب کلمات محکمه عاجز کننده وعبارت محکم وشدید پس راست شو تحقیق این راه هدایت است

لاهل المعرفة والتقوى والسلام على من اتبع الهدى واما بيان ذكر شهادة الحسين عليه السلام

فهو كما ان المالعون قد جاؤا عليه بالحجج الدامغة التي برؤس سهامها مارية ويوقفها على ترهاتهم لخافية

الاول انهم يقولون ان ذكر مولد النبي ﷺ ينقاد المجلس لتشبه له الهوى بحيث لم يكن شيئا يجتمعون

ويستمعون ذكر مولده وفي حديث ابن عباس رضي الله عنهما من تشبه بقوم فهو منهم اول ما يدل على تحريم

من تشبه بقوم فهو منهم ليس ان من تشبه بهم كان مثلهم ولا يلزم من تشبه بهم في شيء ما

باهل الكتاب في اكل الخبز والحمص والارز والتعمم والقمص وغير ذلك من تشبه

والجماعة يتشبهون بالروافض والخوارج والنواصب في الصلوة مثل الكوة و

رفع اليدين والجهر بالتسمية وغيرها والا لزم كون كل اهل السنة رافضيا وناصبيا

بل كونه مشركا من اهل الكتاب انما معناه من تشبه بقوم في كلام الذي هو عندنا مذموم وهو

من خواص هذا القوم فهو منهم ولا شك ان ذكر مولد النبي وذكر شهادة الحسين ليس عند اهل

السنة والجماعة ان جمعوا بين حب العترة وحب الصحابة مذموما انما المذموم الجزع وما

ترجمه ... ورزيدان دوستي اهل بيت ودوستي صحابه زيبون نيست زيبون نزد ما فرياد وعمل

الجزع ونظم السبحة وضرب الصدر وشق الجيوب وسب الصحابة رضي الله عنهم وتلك الامور من

نالهٔ زدن بر سر وگريبان دريدن باوجود دشنام صحابه رضي الله عنهم است واين حركات از

خواص الشيعة كما الاعراض عن ذكر الحسين والسرور على مصائبه من لوازم النواصب

خواص شيعه است چنانكه روگردانی از ذكر حسين عليه السلام وخوشی بر مصيبت او از لوازم نواصب است

فمن ذكر شهادة الحسين مع البدع المختصة بالروافض لا شك في كونه منهم ونحن نقول

پس شخصيكه ذكر كند شهادت حسين را با بدعتهاء روافض بيشك آن شخص از ايشان است وما قائل بدين چيزيم

بموجبه واما ذكر شهادته حسب الروايات المعتبرة في كتب اهل السنة محترز عن البدع الرافضة

اين ذكر ليكن ذكر شهادت او حسب روايات معتبره مندرجه كتب اهل سنت وخالی از بدعتهای روافض

فلا يوجد فيه التشبه بهم اصلا وهذا الذكر مستحب وليس معنى الحديث كما زعموا ويؤيدنا

پس درين تشبه بآنان نيست قطعا واين ذكر مستحب است ونيست معنى حديث كه گمان نموده اند وموئيد ما است

ما في الدر المختار ان تشبه باهل الكتاب لا يكره في كل شئ بل في المذموم وفيما يقصد به التشبه

آنكه در در مختار است كه تشبه باهل كتاب در هر چيز مكروه نيست در چيز زيبون مكروه است يا در چيز يكه قصد تشبه باو كنند

وفي البحر الرائق اعلم ان التشبه باهل الكتاب لا يكره في كل شئ فانا ناكل ونشرب كما

ودر بحر الرائق است كه تشبه باهل كتاب در هر چيز مكروه نيست چه ما ميخوريم ومي نوشيم چنانكه ايشان

يفعلون انما الحرام التشبه فيما كان مذموما وفيما يقصد به التشبه انتهى كلامه وكلا

ميكنند تشبه حرام در چيزيست كه او نزد ما زيبون باشد يا در چيز يكه قصد تشبه باو كنند تمام شد كلام او

شك ان نفس ذكر شهادة الحسين والبكاء عليه ليس مذموما عند اهل السنة والجماعة كيف وقد بينا

وشك نيست كه نفس ذكر شهادت حسين وگريه براو ممنوع نيست نزد اهل سنت وجماعت چه سابقا

صلى الله عليه وآله وسلم وام المؤمنين ام سلمة وعصابة من الصحابة وفرقة من الجنة للمؤمنين يبكون عليه

صلى الله عليه وآله وسلم وام المؤمنين ام سلمه وچند از صحابه وفرقه از جنيان كه مومن بودند گريستند بر او

كما ستعرف انما المذموم عندهم الجزع والفزع وغيرهما من الامور الممنوعة المذكورة وايضا يحتمل ان

چنانكه خواهی شناخت ممنوع نزد اهل سنت نوحه وشور وغير هما اند كه مذكور شدند ونيز محتمل است كه قصد كنند

يقصد

بقصد المذاكرة والتسامع التشبه بالمخالفين فحيث يكون ذكره وسمعه والبكاء عليه منحصرا البتة

وبقصد مذاكره وسماع تشبه بمخالفين پس وبنيوت ذكر او وشنيدن وگريه بر او ميان است البته متعين

للتاني يتحققون بآرائهم السخيفة ويطلقون الطريق الصحيحة بل امنع امثال هذه التذكرة

دوم يقين ميكنند بآراء سخيفه خود وميروند براه صحيحه كه مانع ميكنم امثال اين تذكر را البته متعين

والتخصيص فهو لاجل انه علم الوزامة عار وبنسبانه على الفجاءة في زاوية بصر آدم

تخصيص او پس بجهت آنست كه علم وزامت عار است ونسبت بناگاه در گوشه چشم آدم

وحواء ايضا ان الاصول ان المطلق يطلق على ابلاغ ما لم يقيد بحيث مطلق التذاكرة يستوفي

وحوا نيز اين است كه اصول آنست كه مطلق بر اطلاق خود باقي است تا وقتيكه مقيد نشود بحيثيتي كه مطلق تذكر او مستوفي

حواء ايضا في يوم عاشوراء ايضا اذ لم يثبت ببرهان عقلي ولا بيان سمعي من الوحي والنبي عدم

حوا نيز در روز عاشورا نيز چون ثابت نشده به برهان عقلي ونه ببيان سمعي از وحي ونبي عدم جواز او

جوازها في ذلك اليوم مخصوصا من المسلمات في مشائخ اصحابنا الحكمة واذهان اغلبيات الفلسفة

جوازها در آن روز مخصوص از مسلمات است نزد مشائخ اصحاب حكمت واذهان اغلبيات اهل فلسفه

ان الطبيعة المطلقة من حيث هي هي متساوية الآثار والامارات ومتضاهية الاحكام

كه طبيعت مطلقه من حيث هي هي برابر است در آثار و امارات ومتضاهي است در احكام

والمشهود ما لم يمنع مانع قوي ولم يقع عائق حصين مثلا ان الطبيعة المطلقة كالحيوان

مشهود آنست تا وقتيكه مانع قوي نباشد وبازدارنده استوار نبود مثلا طبيعت مطلقه چون حيوان

كالحيوان مثلا بالنظر الى نفسها من حيث هي هي مع اسباب الدليل على تمايز افرادها

چنانچه حيوان بنظر ذات خود من حيث هي هي مع قطع نظر از سبب از اسباب افراد او

النوعية والشخصية متساوية الآثار والاحكام فان الطبيعة الحيوانية يحيون فيها بالنظر

نوعيه وشخصيه برابر است در آثار واحكام چه طبيعت حيوانيه جاريست او بنظر

الى نفسها من حيث هي هي ان يكون بصيرا في افرادها لكن التشخص النوعي الحقيقي مانع عن البصائر

ذات او من حيث هي هي كه بينا باشد در افراد خود لكن تشخص نوعي حقيقي مانع است از بصيرت

وكذا الطبيعة النوعية المطلقة كالانسان مثلا مع عزل اللحظ عن افرادها قابلة لصنعة الكتابة

وهمچنين طبيعت نوعيه مطلقه كه انسان است مثلا با قطع نظر از افراد او قابل صنعت كتابت

لكن الشخص العاقل كما مثلا اذا ولد من بطن امه بلا ايدي ما نع عن قبول تلك الصنعة

لكن شخص عاقل مثلا كه از شكم مادر خود بدون دست متولد شده است از قبول اين صنعت

فتلا شهادة الحسين ايضا طبيعة مطلقة انما مشخصاتها من لسان كذا وبمكان كذا

پس شهادت حسين نيز طبيعت مطلقه است مشخصات او بودنش از زبان چنين و بمكان چنين

وسواها وتستثنى الموانع المستمرة عن الشرع في حالة الصلوة بعد التحريم وفي حالة طواف الكعبة

ماننده او تستثنى شده از شروع بودنش در حالت نماز بعد تحريم و در حالت طواف كعبه

وما يخالفه وخذها حتما وجزما وفي الحالة وناديه الجحود استحسانا واحتياطا ويوم عاشوراء خاصة

وآنچه با و منافات دارد فرضا و يقينا و بودنش در جائى ليسيد و مجلس با نكاران احتياطا در روز عاشورا خاصة

ليس من مقتضيات الماهية شرعا ولا عقلا اما عقلا فظاهر واما شرعا فلانه لم ينقل الينا من الآيات

نيست از مقتضيات ماهيت او نه شرعا و نه عقلا اما عقلا ظاهر است و اما شرعا پس زيرا كه نرسيده است بما از آيات

الالهية والاخبار النبوية ما يشعر على منعه في ذلك اليوم خصوصا وتفصيل الكلام في هذا

الاهيه و اخبار نبويه كه مشعر باشند بر منع او در اين روز مخصوص و تفصيل كلام در اين

المقام مضل الافهام على ما علمني الله المنعام بسبيل الالهام ان التعيين يحتمل معنيين الاول

مقام مضل افهام است بنحيكه علم مرا خذ اتباع طريق الهام كه احتمال تعيين بر دو معنى است اول اينكه

ان المجهول الشئ يقول او يذعن ان هذا الشئ الجائز انما كان جائزا في هذا الوقت المعين وهذا المكان

جايز دارنده چيزى گويد يا يقين كند كه اين چيز جايز نيست مگر در اين وقت معين و در اين مكان

المخصوص في هذا التعيين ان لم يكن من الشارع فمن التخيلات الفاسدة والمتوهمات الكاذبة لانه انما

مخصوص و اين تعيين اگر از شارع نيست پس از تخيلات فاسده و توهمات كاذبه است چه اين را

اخترع من تلقاء نفسه فقط ولم يثبت من الشارع اصلا والثاني انه يقول او يذعن ان هذا الشئ الجائز

تراشيده است جايز دارنده از نفس خود فقط و هرگز شارع ثابت نيست دوم اينكه گويد يا يقين كند كه اين چيز جايز

وان كان جائزا في جميع الازمنة والامكنة او اكثرها لكن له ذلك الوقت وهذا المكان يصير حتى بالنسبة

اگرچه جايز است در تمامى وقتها و مكانها يا اكثر او لكن او را اين وقت و اين مكان بسبب يك گونه مناسبت

اولى واظهر واحرى واجدر وهذا التعيين ممكن لا باس به ولم يثبت من النبي منعه ومن الوحي نسبة والمجهول

اولى و بهتر است و در نوع تعيين هيچ قباحتى نيست و ثابت نشده است از نبى منع او و از وحى نسبت او و جايز دارنده

والمجون لذكر الشهادة الحسين وذكر ولادة رسول الثقلين في المحرم وال ربيع الاول امّا يقول

جایز ورنہ ذکر شہادت وذکر ولادت رسول الثقلین در محرم و ربیع اول قابل است

بالتعيين بالمعنى الثاني لا بالمعنى الاول بل الواعظون المجوزون لذكر الشهادة الحسين يذكرون

تعیین بمعنے ثانی نہ بمعنے اول بلکہ واعظون جائز الذکر ان ذکر شہادت حسین ذکر میکنند او را

في غير المحرم ايضا كما سمعناهم فاحفظ هذا الاصل الذي شريف فحواه وكريم معزاه

در غیر محرم نیز چنانکہ شنیدیم از ایشان و نگہدار این اصل را کہ شریف است مضمون او و بزرگست حاصل او

يعصمك عن مواضع الخطل ومواقع الزلل فمنشأ الغثة من هذه الفئة معشار العشار

کہ این نگہدارندہ ہست ترا از جایہائے خطا و از زلہائے لغزش پس سبب نغرش ازین گروہ کے علم

وطفافة التحصيل والثالث استشهد في القول الغزالي انه قال في الاحياء ويحرم على الواعظ

وکوتاہی تحصیل است سیوم استشہاد کردند بقول غزالی کہ در احیا گفتہ حرام است بر واعظ

ذكر قتل الحسن والحسين وما جرى بين الصحابة من التشاجر والتخاصم فانه يهيج الى بعض الصحابة

ذکر قتل حسن و حسین و آنکہ جاری شدہ میان صحابہ از نزاع و جنگ چہ این برانگیزد بعض صحابہ

والطعن فيهم قول فيه بحث اما اولا فلان قوله فانه يهيج الى بعض الصحابة الطعن فيهم

و طعن در حق اوشان گوییم درین بحث است اما اول انکہ قول او کہ این برانگیزد بعض صحابہ را طعن در حق اوشان

ان كان دليلا لقوله ومما جرى بين الصحابة من التشاجر والتخاصم فمسلم لكن لا يلزم منه عدم جواز

اگر دلیل است قول او را و انکہ جاری شدہ میان صحابہ از نزاع و جنگ پس مسلم است لیکن لازم نیست ازین عدم جواز

رواية قتل الحسنين عليهما السلام ولا يكون دليلا على عدم جوازها وان كان دليلا لجمع

روایت قتل حسنین علیہما السلام و دلیل نمیشود بر عدم جواز روایت و اگر دلیل است بر آنہا

ما سبق فممنوع اذ بين رواية قتل الحسنين وبغض الصحابة تلازم اصلا اذ ليس في

کہ سابق مذکور شد پس ممنوع است چہ میان روایت قتل حسنین و بغض صحابہ ہرگز تلازم نیست چہ نبود بمقابلہ

الحسنين احد من اصحاب الرسول كما اطبق عليه ارباب المنقول من الفحول والتشاجر والتخاصم بين

حسنین کسے از اصحاب رسول چنانکہ اتفاق کردند بر او تمامی ناقلان مقبول و نزاع و جنگ میان

الاصحاب كالجملة من البدريين واهل بيعة الرضوان انه كان في حرب الجمل فقط ولا يجوز التكلم

اصحاب را جملہ کہ آن اہل بدر و اہل بیعت الرضوان اند فقط در جنگ جمل بود و جایز نیست تکلم

ومذهب اهل السنة والجماعة كرم الله تعالى انما وقع هذا الحرب من غير قصد من الفريقين قال

ومذهب اهل سنت وجماعت آنست كه كرد آنان را خدا تعالى جهان حرب بلا قصد فريقين واقع شده گفت

العلامة التفتازاني في شرح المقاصد والمحققون من اصحابنا على ان مثل هذا الحرب الجمل كان فلتة من غير قصد

علامه تفتازانى در شرح مقاصد اهل تحقيق از اهل سنت بر انند كه جنگ جمل ناگهان بلا قصد فريقين

من الفريقين وقتال عثمان رضي الله عنه صار حربين واختلطوا بالعسكرين واقاموا الحرب خوفا

واقع شده وقتال عثمان رضى الله عنه دو حرب شد و دو فريق شدند و آميخته شدند بهر دو لشكر وقايم كردند جنگ ترسيدند

من الفتنة فوقعت من غير قصد وقصد عائشة رضي الله عنها كان الاصلاح بين الطائفتين وتسكين الفتنة

فتنه پس واقع شد بى قصد وقصد عائشه رضى الله عنها نبود مگر باصلاح هر دو طائفه وتسكين فتنه

فلما رأت انتهى كلامه رح نعم ذكر الروايات قتل الحسين يستوجب النفرة والكراهة عن يزيد ولكن

بلا قصد در جنگ افتاد علامه تفتازانى گويد آرى ذكر روايات قتل حسين موجب نفرت وكراهت است از يزيد ولكن

هذا امر مشترك ورد يزيد وامثاله ايضا فان ذكر روايات قتل الحسين على لسان المرء الفاضل من اهل

اين امر مشترك است رد يزيد وامثال او نيز زيرا كه ذكر روايات قتل حسين بر زبان مرد فاضل از اهل

السنة والجماعة انما يكون بسند الروايات المسطورة في كتبهم المعتبرة فتحرير ذكر روايات قتل الحسين في الكتب

سنت وجماعت آنگاه باشد كه بسند روايات مرقومه در كتب معتبره ايشان پس نوشتن ذكر روايات حسين در كتب ايشان

حراما ثم ذكرها في اي موضع يكون حراما ثانيا مع ان القدماء المحققون للمعتبرة كتبوا في كتبهم تلك

حرام خواهد بود پس ذكر آن روايات در هر موضع حرام باشد ثانيا با آنكه قدماى اهل تحقيق و اهل اعتبار نوشتند در كتب خود اين

الروايات فلو كان ذكر هذه الروايات حراما ما كتبوا البتة ورفع التالي يستلزم رفع المقدم فقول

روايات را اگر ذكر اين روايات حرام بودى آنقدما در كتب خود هرگز ننوشتندى ورفع تالى مستلزم است رفع مقدم را پس قول

الغزالي ليس بحرام والتمسك عند اهل الكيس وامانا لثا فلان هذا الاستشهاد بكلام الغزالي

غزالى حرام نيست نزد مردان وامانا لثا سيوم اينكه اين استشهاد بكلام غزالى اين

المانعين لا ينفع لان هذا الغزالي قد قال بجواز السماع والغناء وقال الجواز الرقص في يوم العيد مع

مانعين را سود نيست چه اين غزالى قائل است بجواز سماع وغناء وقائل است بجواز رقص در روز عيد با آنكه

هؤلاء المانعين لم يتفوهوا بالقبول هذا القول والرابع استشهد ببعارة الصوفية المحرفة قال

اين مانعين نگفتند قبول اين قول را والرابع جهارم استشهاد كرد ببعارت صوفيه محرفه گفت

قال صاحب الصواعق المحرقة اعلم انما اصيب به الحسين في يوم عاشورا انما هو الشهادة

گفت صاحب صواعق محرقه بدانکه تحقیق چیزیکه رسید حسین را در روز عاشورا بست آن مگر شهادت

الدالة على مزيد خطره وزيادة مرتبته عند ربه والحاقه بدرجات اهل بيته الطاهرين

دلالت کننده بر مزید بزرگواری او و بلندی درجه او نزد پروردگارش و ملحق شدن او بدرجات اهل بیت طاهرین

فمن ذكر ذلك اليوم مصابه لا يتبغي ان لا يشتغل به بالاسترجاع امتثالا لامره

پس شخصیکه ذکر کند در این روز مصیبت حسین را لایق نیست که مشغول نکند نفس را بسترجاع امتثالا لامر

تعالى بما رتبه الله تعالى عليه بقوله اولئك عليهم صلوات من ربهم ورحمة واولئك هم المهتدون

خدای تعالی بر ترتیب کرده خدای تعالی بر او بقول او اولئک علیهم صلوات من ربهم ورحمة واولئک هم المهتدون

ولا يشتغل بما احدثه الرافضة من اللدم والنياحة والحزن اذ ليس ذلك من اخلاق المؤمنين ولا من شيم

و مشغول نکند بدانچه احداث کرده روافض از نالیدن و نوحه و حزن چه این نیست از اخلاق مومنین و نه از

يوم وفاة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اولى بذلك او نبع النواصب المتعصبة على اهل البيت

روز وفات رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اولی باشد باین و مشغول نکند بدانچه ناصبی متعصب بر اهل بیت

او الجهل الملتفت بين الفارسية والعربية بالبدعة والشر باظهار غاية الفرح والسرور

یا بجهل جهالی که مخلوط است میان فارسی و عربی ببدعت و شر باظهار نهایت فرح و سرور

واتخاذه عيدا واظهار الزينة فيه كما احتفل به الاشقياء الذين ابتهج بالثياب البهية كلما

و عید گرفتن او و اظهار زینت در او چنانکه جشن گرفته است او را اشقیا که خوشحال شدند بلباسهای نیکو هر

اقول لهم ان احاديث لعن الكلام منع بدع الروافض والنواصب في يوم عاشورا كما ينادي

گوییم ایشان را اگر احادیث لعن کلام منع بدعت روافض و نواصب در روز عاشورا چنانکه ندا میدهد

عليه كلامه باعلى نداء ولا يشتغل ببدع الرافضة او بدع النواصب فمسلم لكن لا يلزم منه عدم

بر او کلام او به بلند آواز و مشغول نکند ببدعت روافض یا ببدعت نواصب پس مسلم است لیکن لازم نمیشود از عدم

ذكر روايات قتل حسين ان اراد به عدم ذكر روايات قتله في هذا اليوم فممنوع لان قوله

ذکر روایات قتل حسین اگر قصد کرده باو عدم ذکر روایات قتل حسین در روز عاشورا پس ممنوع است چه قول او

فمن ذكر ذلك اليوم مصابه يفرع الاسماع ويشعر الطباع ان ذكر مصاب الحسين في يوم

پس شخصیکه ذکر کند در این روز مصیبت حسین را میکند بدگوشها را و شعور میدهد بطبیعت را که ذکر مصاب حسین در

يوم عاشوراء جائز انما الممنوع بدع الروافض والنواصب فقط ولا يخفى ان قوله من الندب
روز عاشورا جائز است ومنع نیست مگر بدعتهای روافض ونواصب فقط ومخفی نیست که قول او از نادانی
والنياحة والحزن يدل صريحا على منع الحزن في يوم عاشوراء عند ذكر مصائب الحسين ع
ونوحه وحزن بر روز عاشورا وقت ذکر مصائب حسین علیه السلام
مع ان الحزن ليس من الاختياريات انما هو من الامور الاضطرارية والكيفيات النفسانية التي تحق
با آنکه حزن از اختیاریات نیست بلکه از امور اضطراریه وکیفیات نفسانیه است که لاحق شود
القلب عند فوات الشيء المحبوب قال الحكماء اليونانيون والمتكلمون الامامية ان الحزن الم نفساني
دل را وقت فوت شیء محبوب حکمای یونان ومتکلمان اهل ایمان گویند که حزن غم ورنج نفسانی است
يعرض لفقد المحبوب وفوات المطلوب يندفع معه الروح الى داخل تدريجا والهم يندفع مع الروح
عارض شود وفرق میان حزن وهم آنست که حزن بفوت محبوب مطلقا عارض میشود وبا خروج روح بسوی داخل آهسته آهسته
وهم چیزیکه سبب غم شود الى الجهتين في وقت واحد فانه يوجد معه غضب وحزن هكذا في شرح المقاصد والمواقف
الی جهتین در وقت واحد پس تحقیق او جود میشود هم غضب وحزن همچنین است در شرح مقاصد ومواقف
وشرح حكمة العين والمباحث الشرقية فمن اجل هذا سن النوح عليهم السلام يحزن كل محزون
وشرح حکمة العین ومباحث شرقیه پس بسبب همین سنت نوح علیهم السلام را حزن هر محزونی
عند ذكر مصائبهم ولذا قال الفاضل عبد العزيز الدهلوي قدس سره في كتابه المسمى
وقت ذکر مصیبتهای ایشان وهمین سبب فاضل عبد العزیز دهلوی قدس سره در کتاب خود قیمة
بسر الشهادتين بل بإبقاء البكاء والحزن المستمر وتذكر تلك الوقائع الهائلة في امتنا اليوم
سر الشهادتین گفته بلکه ببقای گریه وحزن مستمر وتذکر این مصیبتهای هولناک در امت ما امروز
فانتظر وقد حزن النبي صلى الله عليه وآله وسلم على مصيب الحسين عليه السلام لما روى ان جبرئيل عليه السلام
منتظر باش الهام او را وتحقیق محزون شد حضرت نبی صلی الله علیه وآله وسلم بر مصیبت حسین علیه السلام مرویست که جبرئیل علیه السلام
لما راى النبي صلى الله عليه وآله وسلم التربة التي تقتل الحسين عليها قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم يا
وقتیکه نمود نبی صلی الله علیه وآله وسلم را خاکی را که قتل کرده شود بر وی حسین فرمود نبی صلی الله علیه وآله وسلم ای
عائشة والذي نفسي بيده انه ليحزنني وللسالكين مسالك السداد وللعارجين سماء العلى
عائشه قسم بخدائیکه جان من بقدرت اوست حال حسین محزون میکند مرا وبندگان راه راست ومعراج کنندگان آسمان بلندی

حجج متسقة بالضوابط الشرعية الالهية وبراهين مشيدة تتواعد الكلام النبوي ملئت سماء
حجتهاست استوار کرده شده بضوابط شرع الهی وبرهان اند استوار کرده شده بقواعد کلام نبوی پر کرده شد آسمان
وتافقها حرسها شديدا وسبيلك كل منها سبيلا بيدا الاول موقوف على تمهيد مقدمتين
استوار آنها نگهبانی سخت وسبیل هریک از آنها براه راست حجتاول موقوفست بر تمهید دو مقدمه
الاولى من المنصف اذا لقى السمع الى الكلام الالهي والنبوي ان الشهادة فيه من الله رجاء الرفيعة
اولی اینکه ظاهر است مر آن شخص منصف را که آنگاه گوش را سوی کلام الهی ونبوی که شهادت از درجه های بلند
والمنازل المنيعة عند الله تعالى فهي من فضائل الجسيمة والحسنات الفخيمة الثانية ان حسين
واز مراتب عظیمه نزد خدا پس شهادت از فضایل بزرگ واز نیکیهای مرتبه گست ثانی اینکه حسین
بن فاطمة الزهراء سلام الله عليها على ما اعتقده الجمهور من اهل السنة شهيد قطعا بالاطراد الرواية
پسر فاطمه زهرا سلام الله علیها بر اعتقاد گروه اهل سنت شهید است یقینا بلا دخل شبهه
كما ان الخطباء على المنابر يقرعون اسماع الاكابر والاصاغر بقولهم وعلى الامام من بعده امامين السعيدان
چنانکه خطیبان بر منبرها میکوبند گوش مهتران وکهتران بقول خود که صلوة بر مهدی وامام بزرگان وبیاران
الشهيد ان نسيدا شبابا اهل الجنة ابا محمد الحسن وابا عبد الله الحسين فمقول قد روى الدنيا في
بشهیدان وسروران جوانان اهل جنت ابی محمد حسن وابی عبد الله الحسین پس میگویم که روایت کرده شده در
في مسند الفردوس عن انس رضي الله عنه قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم اذكر الانبياء بعدادة وذكر
در مسند فردوس از انس رضی الله عنه فرمود نبی صلی الله علیه وآله وسلم (ا) ذکر انبیاء بعبادت ذکر کرده شد
التضحي كفارة ومن البين ان العبادة والكفارة انما هو ذكر فضائلهم ومحاسن اخلاقهم وحسبان
قربانی کفاره ونظاهر است که عبادت وکفاره نیست مگر بفضائل ومحاسن اخلاق ایشان وحسبان
بن علي عليهما السلام شهيد فيكون من الصلحاء البتة اذ كل شهيد صالح ولا عكس كليا والشهادة
بن علی علیهما السلام شهیدست پس از صلحاست یقینا چه کل شهید صالح است ولیست عکس کل وشهادت
من الفضائل فذكر شهادته حسب الروايات المبسوطة في كتب اهل السنة يكون كفارة فبعد ان
از فضائل است پس ذکر شهادت حسین حسب روایات مرقومه در کتب اهل سنت کفاره ست این بدین صورت تمام
هكذا ان الحسين سبط نبينا صالح وكل صالح اذكر فضائله كفارة فالحسين سبط نبينا
منعقد میشود حسین سبط نبی ما صالح است وهر صالح ذکر فضائل او کفاره است پس حسین سبط نبی ما

ذکر فضائله کفارة وقد علمت ان شهادته ایضا من فضائله فیکون ذکر شهادته ایضا کفارة
او را بیامرزد گناهان او و بدرستیکه ذکر شهادت او نیز از فضائل اوست پس ذکر شهادت او نیز کفاره است
والذکر الذی هو کفارة للذنوب لا یکون حراما بل یکون ثوابا ولما تیقنت ان شهادته من
و ذکر که کفاره ذنوب است حرام نیست بلکه ثواب است و چونکه بیقین دانستی که شهادت او از
اعظم فضائله فنقول الحسین ذکر فضائله مکفر للذنوب ولا شئ من الذکر المکفر للذنوب
بزرگترین فضائل اوست پس گوئیم حسین ذکر فضایل او و در گذشته گناهان اوست و هیچ چیز از ذکر که در گذشته گناهان است
بحرام فنتج من ذکر فضائل الحسین بحرام وذکر اعظم فضائله شهادته فذکر شهادته ایضا لیس بحرام فافهم
حرام نیست پس ذکر فضائل حسین حرام و ذکر بزرگتر فضائل او ذکر شهادت او نیز حرام نیست
الثانی ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال فی ذکر علی عبادة هذا ما رواه الدیلمی فی مسند الفردوس
دوم آنکه رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فرمود ذکر علی عبادت است روایت کرد این را دیلمی در مسند فردوس
عن معاذ رضی الله عنه واورده خاتم المحدثین جلال الدین السیوطی فی جامع الصغیر ومن المعلوم من لحظ
از معاذ رضی الله عنه و آورد این حدیث را خاتم محدثین جلال الدین سیوطی در جامع صغیر و ظاهر است لشخص که نظر
خطوة فیما یعلم تیسر له جملة تامة من انها العبادة ذکر محاسن اخلاق علی رضی الله عنه وشرائف مکارمه
کند در اندکی از علم میسر شود او را جمله تامه از انها عبادت ذکر محاسن اخلاق علی رضی الله عنه و شرائف مکارم او
من العبادة والشجاعة والسخاوة والتوکل والصبر والرضا والقناعة وهکذا ذکر صبر الامام الهمام
از عبادت و شجاعت و سخاوت و توکل و صبر و رضا و قناعت همچنین ذکر صبر امام بزرگ
الحسین علیه السلام وهذه الامور لو کونه راضیا برضا الله تعالی الطاهر الکبری لا یخلو عن ثواب الحسن بل
حسین علیه السلام و این همه امور اگر نه راضی بر رضای خدای تعالی پاک بزرگ است خالی نیست از ثواب حسن بلکه ذکر او
یکون حثا وتحریضا للمؤمنین علی تحصیل تلک الصفات الرضیة والسجایا الکریمة وباعثا علی
برانگیختن است مؤمنین را بر تحصیل این صفات مرضیه و خصائل کریمه و باعث است بر
ازدیاد محبته وفوز موالاته الذی کتبه الله علینا قال قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی قال الامام
زیادتی در محبت او و فوز موالات او که نوشته است خدا بر ما گفت بگو نمیخواهم از شما بر این رسالت مزدی مگر دوستی
فی الکبیر فی تفسیر هذه الآیة الشریفة وروی انه لما نزلت هذه الآیة قیل یا رسول الله من قرابتک هؤلاء الذین
در تفسیر این آیه شریفه و مروی است که چون نازل شد این آیت صحابه گفتند یا رسول الله کدام از اقربا تست

وجبت علينا مودتهم فقال على وفاطمة وابناهما فثبت ان مودتهم واجبة افاد النبي صلى الله عليه وسلم
باجبت بر ما دوستی اوشان پس فرمود نبی صلی اللہ علیہ وسلم علی و فاطمہ و پسران اوشان پس ثابت شد کہ این چہارتن پاک اقارب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اند
واذا ثبت هذا وجب ان يكونوا مخصوصين بمزيد التعظيم وقوله تعالى الا المودة في القربى فيه
و چون ثابت شد این وجب است کہ ایشان مخصوص باشند بمزید تعظیم و قول او تعالی مگر دوستی قرابت در بین صحابہ اہم ہست
للصحابة لانه قال لهم السابقون السابقون اولئك المقربون فاضمر كان مقربا عند الله دخل
مہاجر و انصار در حق اوشان فرمود سبقت کنندگان سبقت کنندگان اوشان مقربان خدا ہستند پس ہر شخصیکہ مضمر ہست و اہل است
قوله الا المودة في القربى وهذه الآية تدل على وجوب محبة عترة محمد واصحاب محمد صلى الله عليه وسلم
قول او تعالی مگر دوستی قرابت پس این آیت دلالت میکند بر وجوب دوستی اہلبیت محمد و اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم
وهذا المنصب لا يسلم الا على قولنا اهل السنة واجماعة الذين جمعوا بين حب العترة والصحابة
و این منصب درست نیست مگر بر قول اہل سنت و جماعتیکہ جمع کردند در دوستی اہل بیت و صحابہ تا تمام شد کلام تفسیر الجمل
قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم من احبني واحب الحسن والحسين وابا هما وامهما كان معي في
فرمود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شخصیکہ دوست دارد مرا دوست دارد حسن و حسین و مادر و پدر اوشان را روز قیامت ہمراہ من ہست
يوم القيمة وقال حسين مني وانا من حسين احب الله من احب حسينا وقال ثبتكم على الصراط اشدكم
خواہد شد و فرمود حسین از من ست و من از حسین دوست دار خدا آنکسے را کہ دوست دارد حسین را و فرمود ثابت ترین شما بر پل
حبا لاهل بيتي واصحابي رواه الديلمي وقال الكلبي اساس واساس الاسلام حب اهل بيتي
صراط آنست کہ دوستی زیادہ تر باشد شما را اہلبیت و اصحاب من مفوض مرحوم شیخ ابو منصور دیلمی رحمۃ اللہ علیہ و دوستی اہلبیت
وقال المزمل صل احب والبا يعالى ذكر قصتها بيل المظلوم الشهيد قاسيل المظالم العنيد نقول
و فرمود حشر مرد مع من احب ہست و حد ابا تعالی ذکر کرد قصہ ہابیل مظلوم شہید و قابیل ظالم سرکش قبول خود
وقال عليهم بناء اني آدم بالحق ليتنبه الانسان على ان العدل والصبر الرضا والتسليم
بخوان بر ایشان قصہ ہر دو پسران آدم را بحق تا آگاہ شود انسان بر اینکہ عدل و صبر و رضا و تسلیم از خصلتہائے خوبی
الرحمن الحرص والحقد ونحوها من ملائكة الشيطان وهكذا قصة هابيل وقابيل ظلم يا بيل
خدا ہست و حرص و کینہ و ظلم و امثال این از عادات شیطان است و ہمچنین قصہ ہابیل و قابیل ظلم نمود ہابیل
وقال الفاضل السيد في الفواتح ان قوله تعالى ومن انتصر بعد ظلمه فاولئك ما عليهم من سبيل
و فاضل سید در فواتح گفتہ کہ قول او تعالی ہر آئینہ شخصیکہ منتصر شد بعد ظلم او پس نیست بر ایشان راہے

اشارة الی واقعة شهادة حسین علیه السلام وقوله تعالی انما السبیل علی الذین یظلمون الناس و

اشارت است سوی قتل حسین علیه السلام و قول او تعالی نیست راه مگر بآنان که ظلم میکنند مردمان را

یبغون فی الارض بغیر الحق اولئک لهم عذاب الیم اشارة الی یزید الظالم الثالث الاسلاف و

و زیادت میکنند در زمین بغیر حق ایشان مر ایشان راست عذاب دردناک است اشارت است سوی یزید ظالم سیوم از پیشینان

الکرام والاخلاف العظام من العلماء الاعلام بهم یهتدی الی قدة القوام ومن العثرة والذلة عصام

بزرگان و پسینان بزرگان از علمای اعلام که بایشان بهتر راه یابی بسوی راه راستی و لغزش و لغزش را نگاه

کسبط ابن الجوزی والعلامة ذی النسبین والاعثم الکوفی والمحقق الطبری وعبد الرحمن الجامی والشیخ

مانند سبط ابن الجوزی و علامه ذو النسبین و اعثم کوفی و محقق طبری و عبد الرحمن جامی و شیخ

الاکمل عبد الحق الدهلوی والفاضل عبد العزیز الدهلوی وغیرهم من العلماء الاخیار والفضلاء المشاهیر

اکمل عبد الحق دهلوی و فاضل عبد العزیز دهلوی و غیره از علمای اکابر و فضلای مشهورین

اصحاب الاحادیث والتفاسیر نور الله مضجعهم وبرد الله مهجعهم زبروا فی کتبهم هذه القصة

اصحاب احادیث و تفاسیر روشن کند خدا تیغ آرامگاه آنان و سرد کند خوابگاه آنان نوشتند در کتب خود این قصه

الهائلة وسطروا فی صحفهم تلک الداهیة ولو کان هذا الذکر ممنوعا لما اختیروا علی تحریره فی

هائله و نوشتند در کتب خود این مصیبت را اگر این ذکر ممنوع بودی هرآینه این علمای کرام اختیار بر تحریر نمیکردند در

کتبهم اصلا بل جری هذه القصة مجملا علی لسان نبینا صلی الله علیه وآله وسلم بواسطة جبریل

کتب خود و نکردندی بلکه جاری شده است این قصه مجملا بر زبان نبی ما صلی الله علیه وآله وسلم بواسطه جبریل

علیه السلام وغیره من الملئکة ولله در الفاضل عبد العزیز الدهلوی الذی فاز البراعة وذهب بقصبة

علیه السلام وغیره ملائکه و خدا برکت دهد فاضل عبد العزیز دهلوی را که رسید بمرتبه بلند و رفت بنهایت اقصی

قدم مسلک الهدی ونهی النفس عن الهوی حیث قال فی رسالة المسماة بسر الشهادتین وخص السبط

قدم مسلک هدی و نهی نفس از هوا آنجا که گفت در رساله خود مسمی بسر الشهادتین و مختص شد حضرت امام

الاصغر بالقسم الثانی ولما کان انبیاء امره علی الشهرة والاعلان انزل اولا فی الوحی علی لسان جبرئیل

حسین بقسم ثانی و چون گاه که بود بنا خبر امره بر شهرت و اظهار نازل شد اولا آن امر در وحی بر زبان حضرت جبرئیل

علیه السلام وغیره من الملئکة ثم بتعیین المکان وتعیین الزمان وهو راس الستین ثم اشتهر امره وعلی

علیه السلام و غیره ملائکه پس بتعیین مکان و تعیین وقت و آن سر شروع شصت است پس مشتهر شد امر او و ظاهر شد

ذکرہ علی لسان امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ فی سفرہ الی صفین ثم لما وقعت الواقعۃ

وفات چون شد ذکر او بزبان امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ در سفر او سوے صفین پس ہر گاہ کہ واقع شد واقعہ شہادت

الشہادۃ اشتہر امرہا بانقلاب التربۃ دما وامطار الدم من السماء وہتف الہواتف بالملا الی

حسین مشتہر شد امر او بگردیدن خاک خون وبارید ن خون از آسمان وآمدن آواز غیب بہ شیہا ہی

ونوح الجن وبکائہم وطواف السباع حافظات لجثتہ ودخول الحیات فی مناخر قاتلیہ الی

ونوحہ جن وگریۂ آنان وطواف درندگان جہت حفاظت جثہ شریف او ودر آمدن مارہا در بینی قاتلان او سوے ابنیا

غیر ذلک من اسباب الشہرۃ لیطلع الحاضرون والغائبون علی وقوعہا بل بابقاء البکاء والحزن المستمر

دیگر اسبا شہرت اند تا آنکہ آگاہ شوند حاضران وغایبان بر وقوع شہادت او بلکہ ظہور این امور جہت او باقی داشتن گریہ

وتذکر تلک الوقائع الہائلۃ فی امتہ الی یوم القیمۃ اسق کلامہ رفع اللہ مقامہ ومن البین ان قولہ

وتذکر این واقعہا ہائلہ در امت او تا روز قیامت تمام شد کلام بلند کند خدا تعالے مقام او وظاہر است کہ قول او

وتذکر تلک الوقائع الہائلۃ یجر علی ترعۃ الاعلان ان تذکر تلک الوقائع الہائلۃ جائز او مستمر

وتذکر این واقعہا ہائلہ آواز علند میکند بر سبیل اظہار کہ تذکر این واقعہا ہائلہ جایز است ومستمر است

الی القضاء الزمان ومن لم یصغ الیہ فاذنا قلبہ خطلا او ان من المستنیر المرصوف برتبتہ من الاوان ان یقضی

تا انتہائی زمان وشخصے کہ گوش نہند بریں قول پس گمراہ و گوش دل او آوختہ اند ودر وقت است مر آن شخص کہ موصوف باشد بارہ از وقت

من عمرہ حین من الاحیان فانکتسا العلوم العربیۃ ان قول ہذا الفاضل النحریر العزیز لیطلع

عمر او وقت از اوقات در کسب علوم عربیہ کہ قول این فاضل زیرک باہر عزیز تا آنکہ آگاہ شوند

الحاضرون والغائبون علی وقوعہا علۃ لقولہ بانقلاب التربۃ دما وامطار الدم من السماء الخ وقولہ

حاضران وغایبان بر وقوع شہادت او علت است قول او در انگردیدن خاک خون وبارید ن خون از آسمان آہ وقول او

بل بابقاء البکاء والحزن المستمر وتذکر تلک الوقائع فی امتہ الی یوم القیمۃ عطف علی قولہ لیطلع

بلکہ جہت باقی داشتن گریہ وغم ہمیشگے وتذکر این واقعہا در امت او تا روز قیامت عطف است بر قول او تا آگاہ شوند

الحاضرون والغائبون وکلمۃ بل للترقی فافہم وضمیر محصل کلامہ رح از اشتہار امر الشہادۃ

حاضران وغایبان وکلمہ بلکہ جہت ترقی پس محصل کلامش این است کہ اشتہار امر شہادت

الحسین علیہ السلام بانقلاب التربۃ دما وامطار الدم من السماء وہتف الہواتف بالملا الی ونوح الجن

حسین علیہ السلام بگردیدن خاک خون وبارید ن خون از آسمان وآمدن آواز غیب بر شیہا ونوحہ جن

وبكائه مما هو لاجل اطلاع الحاضر والغائب بل لاجل البكاء والحزن المستمر وتذكر تلك الوقائع

وگریه آنان نیست نه جهت اطلاع حاضر و غائب بلکه جهت باقی داشتن گریه و غم همیشگی و تذکره این واقعها

للهائلة في امة محمد دائما وليت شعري ان المانع من تذكر هذه الواقعة انسى عرامة محمد

تا که در امت جدا و ستمکاری که شعور من این است که مانع از تذکره این واقعه جدا شدت از امت محمد

صلى الله عليه وآله وسلم وانفكت عن عرامة احمد لسلطان وهم انواع جاحدين وسخواذ جهل جموح

صلی الله علیه وآله وسلم و جدا شدت از عرامت احمد بغلبه و هم سرکش منکر و غلبه جهل سرکش

جامد وانظر ان قول هذا الفاضل راس العلماء كيف ينادي باعلى النداء على جواز الحزن

جامد و نظر کن قول این فاضل سر علمای چگونه آواز میکند بلند آواز بر جواز غم

والبكاء على مصاب حسين سيد الشهداء وانصف قلبك خال عن الجود والمراء اعلم ان عظماء

و گریه بر مصاب حسین سید شهدا و انصاف کن مدعا که دل تو خالی ست از ظلم و نزاع بدان که بزرگان دین

المذاهب وكبراءهم ينقلون في اذن بنجر آبهم ونهر آبهم ان الحسين يكونه مقتولا ظلما فاذا بلغ

المذهب و سرداران ایشان میدمند در گوش دوستان و یاران خود که حسین علیه السلام بجهة کشته شدن بظلم رسید بمرتبه شهادت

الشهادة وبلغ رتبة رفيعة عند الله فواقعة شهادته علة للسرور والفرح وانشراح البال لا للحزن

و این درجه ایست بلند نزد خدا بتعالی پس واقعه شهادت او موجب خوشی و خوشی و کشایش خاطر ست نه موجب غم

والبكاء والملال فعلى سامع ذكر شهادته الفرح والسرور لا الحزن واسالة العبوس ومن الجلي ومن

و گریه و رنج پس بر سامع ذکر شهادت او لازم ست خوشی و خوشی نه غم و روان کردن شکنها و ظاهر ست آنچه ضرر

على عين قلبه برق التحصيل واكحل طرفه بكحل العلم مزار باب التكميل ان هذا الكلام الذي يحسن منه

که درخشید بر چشم دل او برق تحصیل و سرمه کشید چشم او بسرمه علم از اصحاب تکمیل تحقیق این کلام که دریافت میکند از و

المشام رائحة الشحناء والغرام انما هو لكف العوام كالانعام عن موجدة الائمة الهمام ابن سيد الانام

مشام بوی عداوت و عناد نیست این کلام مگر جهة باز داشتن عوام که مثل چارپایند از دشمنی امام بزرگ پیشوای

لان نبينا صلى الله عليه وآله وسلم وغيره من الكرام قد لحق بهم الاحزان والآلام بهذه الواقعة التي تقطع

چه نبی ما صلی الله علیه وآله وسلم و غیره بزرگان لاحق شدست بایشان غمها و رنجها باین واقعه که پاره میشود

بسماعها الكبود والوذام ويكوا عليه الارض والسماء والاكام وفي الدر المنثور في تفسير قوله تعالى

از شنیدن جگرها و زردیها و گریند بر و زمین و آسمان و آبها و دره در منثور در تفسیر قول او تعالی

فما بكت عليهم السماء والارض روى ان السماء بكت على قتل حسين بن علي واخرج ابو نعيم عن

پس گریست بر ایشان آسمان و زمین مروی است که گریست آسمان بر قتل حسین رضی

اصبغ بن نباتة قال اتيتنا مع علي عليه السلام على موضع قبر الحسين فقال هنا مناخ ركابهم وموضع

اصبغ بن نباته گفت آمدم همراه علی علیه السلام بر موضع قبر حسین پس فرمود که اینجا جای شتران ایشان است

رحالهم ومهراق دمائهم فتية من آل محمد يقتلون بهذه العرصة تبكي عليهم السماء والارض وتخرج

و جای اسباب ایشان و جای ریختن خون ایشان گروهی از آل محمد مقتول شوند باین بیابان گریه بر ایشان آسمان و زمین و بیرون آورد

البيهقي عن علي بن مسهر قال حدثني حدثتي قال كنت ايام قتل الحسين جارية شابة فكانت السماء اياما تمطر

بیهقی از علی بن مسهر که گفت حدیث کرد مرا بعدهٔ من که بودم ایام قتل حسین دختر جوانه پس آسمان میگریست چند روز

واخرج الحاكم والبيهقي عن ام الفضل بنت الحارث قالت دخلت رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما بابن

و بیرون آورد حاکم و بیهقی از ام الفضل دختر حارث گفت داخل شدم بر رسول الله صلی الله علیه وسلم روزی بر حسین

فوضعته في حجره ثم حانت مني التفاتة فاذا عينا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم تهريقان من الدمع فقال تا

پس نهادم او را در کنار مبارک آن حضرت پس نزدیک شد از من زنگونه التفات پس ناگاه چشمان نبی صلی الله علیه وسلم میریختند اشکها پس فرمود که آمد

جبرئيل فاخبرني ان امتي تقتل ابنه هذا وروى عن مسلم قالت دخلت على ام سلمة وهي تبكي فقلت ما يبكيك

جبرئیل و خبر داد مرا که امت من قتل خواهد کرد این پسر مرا و مروی است از مسلم که گفت که داخل شدم بر ام سلمه که میگریست گفتم چه چیز میگریاند ترا

قالت رايت الآن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في المنام وعلى رأسه ولحيته التراب وهو يبكي فقلت مالك

گفت دیدم در این وقت رسول صلی الله علیه وسلم را در خواب و بود بر سر و ریش او خاک و میگریست گفتم چه شده ترا یا رسول الله

قال شهدت قتل الحسين آنفا وفي تاريخ الخلفاء الخاتم المحدثين جلال الدين السيوطي اخرج البيهقي في الدلائل عن ابن

فرمود حاضر شدم بقتل حسین در این وقت و در تاریخ خلفا خاتم محدثین جلال الدین سیوطی بیرون آورد و بیهقی در دلایل از ابن

عباس رضي الله عنهما قال رايت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في منامي نصف النهار اشعث اغبر وبيده قارورة

عباس رضی الله عنهما گفت دیدم رسول الله صلی الله علیه وسلم را در نصف روز پریشان و غبار آلوده و بدست او شیشه پر از خون

فقلت بابي انت وامي يا رسول الله ما هذا قال دم الحسين واصحابه لم اعلم ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال من رآني

پس گفتم فدای پدر و مادر من بر تو ای رسول الله این چیست فرمود که خون حسین و یارانش آنست هنوز نمیدانستم رسول الله صلی الله علیه وسلم فرمود هر که دید مرا

في المنام فقد رآني الحق في رواية من رآني في المنام فقد رآني ولا ينبغي للشيطان ان يتشبه بي رواه مسلم

در خواب پس تحقیق حق را و در روایت دیگر هر که دید مرا در خواب پس تحقیق دید مرا و نمیرسد بشیطان که متشبه شود بمن رواه مسلم

وفی روایۃ لہ من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ او فکانما رانی فی الیقظۃ لا یتمثل الشیطان بی وفی روایۃ

رواہ مسلم ہر کہ دید مرا در خواب پس خواہد دید مرا در بیداری یا گویا کہ دید مرا در بیداری نمثل نمیشود شیطان بمن و در روایتی دیگر

ابو نعیم فی الدلائل عن ام سلمۃ قالت سمعت الجن تبکی علی الحسین وتنوح علیہ واخرج عن حبیب بن ثابت قال

ابو نعیم در دلائل از ام سلمہ کہ گفت شنیدم جن را کہ میگریست بر حسین و نوحہ میکرد بر او و بیرون آورد از حبیب بن ثابت کہ گفت

سمعت الجن تنوح علی الحسین شعر مسح النبی جبینہ فلہ بریق فی الخدود بواہ فی علیا قریش

شنیدم جن را کہ نوحہ میکردند بر حسین ایں بیتے چند است مراد رست در خشندگی در رخسارہا اورد پیدا او را بلند رتبہ اند در قریش

وجدہ خیر الجدود واخرج ایضا عن بریدۃ بن جابر الخضری عن امہ قالت سمعت الجن تنوح علی الحسین

وجدہ او بہترین جدہا ست و بیرون آورد از بریدہ پسر جابر خضری از مادر خود کہ گفت شنیدم جن را کہ نوحہ میکردند بر حسین

وتقول شعر اتانا حسینا اھلا وکان حسینا جبلا فان قلت لا نشک فکون تلک الجنۃ النائحۃ من المومنین

ایشان خبر مرگ سید ہم شد حسین کہ بود آن زیبا کوہ اگر گوئی کہ شک نیست ایں جنہ نوحہ کنندگان مومن بودند

بل الصحیح القریب عھد النبی وطول اعمار الجنۃ مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانہ ثبت النھی عن النوحۃ اخرج مسلم عن ابی مالک

بلکہ صحیح نزدیک بودن بہ زمانہ پیغمبر و دراز عمر شدن جنہا با آنکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام منع فرمودہ از نوحہ پیرون آورد مسلم از ابی مالک

الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اربع فی امتی من امر الجاھلیۃ لا یترکونھن الفخر فی الاحساب والطعن

اشعری گفت فرمود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چہار چیز است در امت من از رسم جاہلیت کہ ترک نمیکنند آنہا را فخر در حسب و طعن

فی الانساب والاستسقاء بالنجوم والنیاحۃ واخرج الترمذی عن ابی موسی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

در نسب و طلب بارش بنجوم و نوحہ و بیرون آورد ترمذی از ابی موسی گفت شنیدم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را

یقول ما من میت یموت فیقوم باکیہ ویقول واجبلاہ واسیداہ ونحو ذلک الا وکل اللہ بہ ملکین یلھزانہ

کہ میفرمود کہ ہیچ مردہ نمیرد پس بایستادہ خود گریہ کنندہ او و بگوید واہ جبلاہ و اسیداہ و مانند این متعین کند خدا تعالے بر وے دو فرشتہ کہ میزنند ابو را

ویقولان اھکذا کنت قلنا ان المحدث جلال الدین السیوطی قال فی شرح البزرخ ان ابا ورواحۃ رضی اللہ عنہ

و میگویند آیا ہمچنین بودی گوئیم محدث جلال الدین سیوطی در شرح بزرخ گفتہ کہ ابو رواحہ رضی اللہ عنہ

حین استشھد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول کان اولنا فصولا واخرنا فقولا وکان یصلی الصلوٰۃ لوقتھا

چون شہید شد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میفرمودند بود اول ما فصول و آخر ما قفول و نماز میگزارد در وقت

والفصول الخروج الی القتال والقفول الرجوع عن الجھاد فدل الحدیث علی ان حال الشاء للمیت جائز لیس بمکروہ

و معنی فصول بیرون آمدن جنہ جنگ و معنی قفول باز گشتہ از جہاد پس دلالت کرد حدیث بر اینکہ حال شنا جائز است میت را نیست مکروہ

بل يستحب والافراط في مدح الميت حتى يمدح بما لا يكون فيه حرام يأثم به المادح ويعاقب به الميت انتهى كلامه

بلکه مستحب و افراط در مدح میت که ستایش کرده شود بچیزیکه نباشد در او حرام است ستایش کننده گنهگار میشود و او در عقوبت گرفته میشود پس تمام شد بعبارته فالمراد من النهي المنتهى عنها هو افراط المدح بما لا يكون للميت وعامة المدح الصبا وصفا كانت فيه فجائز

مراد از نهی منتهی عنها افراط ستایش است بچیزیکه نباشد مر میت را لیکن ثنای او بر صفاتیکه بود در او جائز است

والجنة كانت تنوح على الحسين عليه السلام بأوصاف كانت له أو للراثي منها ضرب الخد ونحوه المنهي عنه قال النبي صلى الله

و جنه نوحه کردند بر حسین علیه السلام باوصافیکه بود مر او را یا مر راوی از نوحه طباچه زدن بر روی است یا مانند آن که ممنوع است فرمود نبی

عليه وآله وسلم ليس منا من ضرب الخدود وشق الجيوب ودعى بدعوى الجاهلية رواه البخاري في المسلم وقال ليس منا من

صلی الله علیه و آله و سلم نیست از ما آنکه طباچه زند بر روی خود و بدرد گریبانها را و دعوی کند بدعوی جاهلیت روایت کرد او را بخاری در مسلم و فرمود نیست از ما کسیکه نشود

سلق ومن حلق ومن خرق رواه ابو داود والنسائي فضرب الصدر ولطم الوجه والبكاء بالجهر البليغ بالتكليف

و کسیکه سوی گستر د و کسیکه گریبان در درد روایت او را ابو داود و نسائی پس کوفتن سینه و طباچه زدن بر روی و گریستن بآواز بلند بتکلف در

ما تألم الحسين عليه السلام كما يفعله الشيعة حرام عندنا قطعا لا نشك البكاء عليه عند ذكر مصائبه لان النبي عليه الصلاة

ماتم حسین علیه السلام چنانکه عادت شیعه است حرام است نزد ما یقیناً نه نشک گریه بر او وقت ذکر مصائب او چه نبی علیه الصلوة

والتسليم بكوا على مصائبه وحزنوا على نوائبه فتب بها وفق عن سنة الغضا وقم عن رقاد الضلالات وادع

والسلام گریستند بر مصائب او و غمگین شدند بر بلایای او پس کاه باش و هشیار شو از خواب غفلتها و بر خیز از خواب گمراهی و بگذار

أولي الجهالات واخرج عن غياهب الأماني الى تشرقيات الهدايا بتلاوة الآيات البينات والآفاق تخص

بسفرهای جهالت را و بیرون شو از تاریکیهای شک بسوی روشنی های هدایت با خواندن آیات روشن و در آفاق ظاهر شد حق

الحق وطلع الصباح ونادى منادي الحي على الفلاح وسميت هذا الوجيز بنور العين في جواز ذكر المولد

و نمودار شد صبح و ندا کرد ندا کننده حق بیا بر رستگاری و نام نهادم این مختصر را به نور العین در جواز ذکر مولد

النبي وشهادة الحسين اللهم ارحمنا بهما في الدارين فقط

نبی و شهادة الحسین اے بار خدایا رحم کن بر ما باین هر دو بزرگواران در دو جهان

الحمد لله على من كفى والصلوة على من اصطفى كه اين تصنيف شريف يعني مشكور و جهد مبرور جناب فاضل عارف الهي

مولانا رحيم بخش صاحب خانقاهي وجامع كمالات ظاهر و باطني منشي سعادت علي خان صاحب ولد مدار خان صاحب شاهجهان

پوري و خان سمو المكان منيع الشان هداية علي خان صاحب شاهجهان آبادي سلمهم الله بالنعم والآلاء وصانهم عن ايدي

عاد در مطبع ناصري واقع شاهجهانپور باهتمام وسعي ميرزا سلطان بقا الطابع در آمد ممنوع كرديد

هذا التقريظ من المولى السيد الحسن المكي الشافعي الحسيني الخلوتي

بسم الله الرحمن الرحيم

ان الطال سعى في الهوى وقضى الاجل	لا قول هذا في محبتكم اجل
يا سالبا عقلي وسائل دمعي	انا ما سلوت وانت عني لم تسل
ظن العذول بان قلبي قد سلا	كذب العذول لقد اطال وباطل
هي فتنة ام عين حاسد بلية	ام ساحر بيني وبينك قد عمل
انكرت معرفتي بغير جناية	ما ضر في الالتفات لك للبدل
ما ضر لو وصلت تصبتا قد وهي	صبرا فكم من صدك اضحل
يا دهر مهلا قد جرحت قلوبنا	رفقا بنا يا دهر حسبك ما حصل
شتت مناكل صبر فاضل	قد كان كهفا للبرية ضرب المثل
خربت اخراب الهموم بكربلا	حتى اخذت حسينا البرج الحمل
عبط النواصب ان ذكر مولد	النبي وشهادة الحسين لم يحل
قد اجاد برد هم وبخزيهم	من هو للمعاني والمعقول حل
كشف الغوامض كلها بفراسة	حتى انبرت اقدامه لعلم البطل
فلمذهب علي رضي الاله بطمة	في كل علم طال في حسن العمل
ومناه الزبير وجدته	الصفية بنت مطلب القرم الاجل
هي عمة الرسول سيد اصفيا	وابنها الزبير سيد من عدل
تنقل في الاصلاب من كل سودد	حتى عزته بطهر ابيه الاجل
حوى المعاني والمثاني كلها	وقد صار في الحكم عدم البدل
كم جاد للفقراء البسطا من يده	ويؤثر الضيف الطعام وانزل
سالت دائما بطول عمره	وقدره العلي من الله الاجل
ثم الصلوة على النبي وآله	والآل والصحب والرسل الاول

وما الحسن المكي انشد قائلا
ان الطال سعى في الهوى وقضى الاجل

١٢٨١ سنة

بشوى صلعم

نور اليقين

هذا جواب صحيح بالاريتاب ومجيد معتمد ومنتاب منكره ومحرمه في العقاب لانه اثبته من الكتاب والسنة بالدليل المحكم والاسناد وعبد الوهاب تشتمل على الالتفات من جانب الحسين رضي الله عنه والاصحاب وصدر الصدور اهل بيت السلام وسر من سر من الاحباب جزاه الله عز اسمه المجيب خير الجزاء في يوم الحساب

هذا الكلام حق حقيق بالقبول

اقول ان هذا الفاضل قد اجاد بما اراد. سلك السداد واخوف التعصب والعناد

ما في هذا الوجيز الانيق عندي من حق تحقيق

فقير حقير على اكبر الانوي عفي عنه

اقول ان المولف صدق وقال حق في ذكر مولد النبي ان العبادات اذ وذكر شهادة الحسين حسب الرواية المعتبرة من الثقات والواجبون بردها ان الطلب فيها فوق الكفاية بانوارهم والله متم نوره ولو كره الكافرون

كتبه
سيد حسن بن سيد عبد الرحمن
الحسيني المكي الشافعي
الخلوتي طريقة

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ

فوائد مسماۃ دو بہبہ ایک پیل کرامۃ فی رسالۃ تحفۃ الصالحین حرمت بیان شہادت سبطین کریمین اور حرمت ذکر

میلاد حضرت سید الثقلین کے بیان میں الحمد للہ کہ انہوں اور کے رد و ابطال میں رسالہ

یہ رسالہ دافع الشر عن سبط النبی المختار معروف بہ سوط الصالحین علی الطالحین تالیف جامع

و منقول کاشف دقائق فروع و اصول مولانا مولوی محمد کریم اللہ الحنفی البہلوی ثم الدہلوی ثم آگروی عفی

مطبع خاص محمدی میں مطبوع طبع تازہ ہوا

29763
LS A461

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ہے اوس خدا کو کہ جسنے انبیا کو دنیا مین لوگون کی ہدایت کیواسطے ارسال کیا اور ثنا ہے اوس مولا کو کہ جسنے پیغمبرون کی تلقین سے اپنے بندون کو ایمان کی راہ بتائی سے مالا مال کیا اور درود ونا محدود اوس نبی محمود پر کہ جسکے احوال سننے سے تقویت دین کی ہوتی ہے اور اوسکی آل اور اصحاب پر کہ اونکے حالات دریافت کرنے سے زیادتی یقین کی ہوتی ہے اما بعد حمد و نعت کے عاصی پر معاصی امیدوار مغفرت باری ناصر الدین قادری بخشے اللہ اوسکو اور والد اوسکے مان باپ کو بھائی مسلمانون محبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دوستداران آل بتول اور اصحاب رسول یعنی اہل تسنن اور صاحبان حق سخن کی خدمت مین یہ عرض کرتا ہے کہ مطلع ہونا احوال برکت اشتمال رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے موجب عادت اور سبب برکت ہے جیسا کہ حدیث مین وارد ہے تنزل الرحمۃ عند ذکر الصالحین یعنی وقت ذکر اولیاء اللہ کے رحمت نازل ہوتی ہے پس وقت ذکر سید الانبیا کے رحمت نسبت آل اللہ کے زیادہ تر اور ترقی ہے فرمایا خدا ے تعالے نے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم یعنی کہدو تم اے محمد اپنی امت سے یہ بات کہ اگر دوست رکھتے ہو تم خدا کو تو میری راہ پر چلو اور میرے تابع ہو تا کہ خدا تمہین دوست رکھے اور تمہارے گناہ بخشے اور اللہ بہت بخشنے والا ہے نہایت مہربان ہے پس معلوم ہوا کہ پیغمبر صاحب کا اتباع اور طریق اقتدا بغیر مطلع ہوئے حالات معجزہ آیات کے

مکن ہے تین پر مطلع ہونا انکی حالات ولادت اور وفات اور معراج وغیرہ پر سبب ہے بندے کے مقبول
اور محبوب خدا ہونے کا اور باعث ہے گناہوں کے بخشے جانے کا حیف صد حیف باوجود حصول اس حسنات
اور وصول ایسے خیرات کے ان دنوں مین بعض بعض عالم نام لایعنی کلام کو یعنی مست عبدالوہاب
نجدی کو نسبت مولود شریف اور مولد منیف رسول مقبول کے اور شہادت بغض ہدایت
مفتول کین حضرات حسنین کے بداعتقادی پیدا ہوئی ہے اور صریح کہتے ہین کہ بیان کرنا
مولود نبی محمود کا اور شہادت حسنین سعود کا حرام ہے چنانچہ ایک رسالہ اس فرقہ محمدیہ شنے
یعنی گروہ وہابیہ اتوحالال گویان نے اردو زبان مین بیچ حرمت مولود شریف
سید الکونین رسول الثقلین کی چھپوایا ہے اور اوس رسالے پر مہر بعض مردونکی بعض غائبونکی
بعض بعض زندہ کی کرکے اوس رسالے کو ٹکہائی کر دیا یعنی ٹکے کے بیچنا شروع کیا بلاشک وشبہہ
توہین عالمان عاملان کی عموماً اور اہانت اور تحقیر علماے حرمین شریفین کی خصوصاً اوس رسالے
سے صاف ظاہر ہے کہ اگلے علما کتابین مولود کی تصنیف کر گئے ہین اور علما حرمین شریفین کے
قدیم سے اب تک مولود پڑھتے آئے ہین کسی حنفی شافعی حنبلی مالکی مذہب نے اوسکو حرام تو کجا مکروہ
بھی نہین کہا بلکہ مجلس مولود کو اوسقدر رواج دیا کہ حاجت بیان کی نہین ہے کوئی طبقہ
طبقات زمین سے نہین کہ وہان مسلمان ہون اور مولود پڑھا نجاتا ہو غرض کہ رسالہ اس فرقہ
محمدیہ کا بالکل پوچ اور خلاف احادیث اور اجماع کے ہے کسواسطے کہ حرمین شریفین اور اکثر
بلاد اسلام مین قدیم سے یہ عادت جاری ہے کہ ماہ ربیع الاول مین محل میلاد شریف اور مجلس مولود
منیف قرار دیکر اکثر علما و اہل اسلام کو مجتمع کرکے بیان مولود نبی مسعود کا کرتے ہین اور کثرت سے
پڑھتے ہین اور طعام بطور دعوت کے کھاتے ہین یا شیرینی تقسیم کرتے ہین سو یہ امر موجب برکات
اور عظمت کا ہے اور سبب ہے ازدیاد محبت کا ساتھ جناب فیض برکات سرور کائنات کے بارہوین
ربیع الاول کو مدینہ منورہ مین یہ محفل متبرک مسجد شریف مین ہوتی ہے اور مکہ معظمہ مین مکان ولادت
آنحضرت مین شاہ ولی اللہ پیران پیر مولوی اسمٰعیل کے ہین اپنی کتاب فیوض الحرمین مین ارقام فرماتے
ہین کہ مین حاضر ہوا اوس مجلس مین جو مکہ معظمہ مین مکان مولد شریف مین تہی بارہوین ربیع الاول
کو اور دیکھا ولادت شریف اور خوارق عادات لطیف وقت اولاد منیف کا پڑھا جاتا تہا مین نے دیکھا

کہ یکبارگی کچھ انوار اوس مجلس سے بلند ہوئے مین نے اون انوار مین تامل کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ انوار
ہیں جو ماہ کے جوامیع محفل میلاد مین حاضر ہوا کرتے ہین اور یہی انوار رحمت الٰہی کے اوترتے ہین اتنے
سے مسلمانون کو چاہیے کہ بمقتضا محبت خاتم النبیین محبوب رب العالمین کے محفل مولود شریف کیا کرین اور
اوسمین شریک ہوا کرین کہ موجب ہدایت اور سبب سعادت کا ہے لہذا مرکز دائرہ علمائے معقولی و مرجع
فضلائے منقولی عالم کتاب اللہ مبین سنت رسول اللہ مولانا مولوی محمد کریم الدین صاحب ہوی نے
ایک رسالہ بزبان فارسی سب پیچ رد رسالہ خیالہ وہابیہ اور جماعت ہوائیہ کے کمال زور شور سے لکھا ہے مگر
بسبب عبارت فارسی کے فائدہ تام بعوام متصور نہین تھا اسواسطے اکثر احباب مخلصین اور اصحاب محبین نے
اس احقر عباد سے فرمایا کہ ہم چاہتے ہین کہ تم ترجمہ اوسکا ایسا سلیس زبان مین کر دو کہ جیسے باشندہ دہلی
آپسمین گفتگو کرتے ہین اور ہمکلام ہوتے ہین تاکہ فائدہ رسالے کا عوام کو بھی ہووے اور ہدایت پاوین
اور محبت رسول مقبول کی حاصل کرین اس احقر العباد اصغر الافراد نے بسبب عدم مہارت ترجمہ
اردو کے بہت انکار کیا اور بموجب اس مصرع کے ع تصنیف را مصنف نیکو کند بیانے ہر انواع انواع
عذرات بیان کیے مگر کوئی عذر پیش نچلا آخر الامر بحکم فان الواجب الاذعان واما السائل فلا تنہر اور بموجب
مقولہ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے کہ آزردن دل دوستان جہل ست ترجمہ کرنے پر راضی ہوا اور رسالہ
مولانا ے عالیقدر موصوف الصدر سے طلب کر کے ابتدا سے اختتام تک دیکھا فی الحقیقت رسالہ عجب
اور نسخہ غریب نظر پڑا اور کمال رونق پایا اور درجہ فضل و کمال مصنف باکمال کا اوس رسالے سے اسقدر ظاہر ہے
کہ تحریر اور تقریر سے باہر ہے آرے کل اناء یترشح بما فیہ ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست یعنی ہے کہ علم دریا
بر شحہ صلہ اوسکی سمائی کا ہمین کہتا ہے شعر گر انچہ خود مرع بود بے فراخ نماند بے یک انجیر بر بیخ شاخ ہوئی الوقت
آگے دلائل محکم اور براہین مستحکم رسالہ مولانا موصوف الصدر کے دلیل منکرین دلیل اور دعوے بے دلیل ہے
آپ ترجمہ رسالہ فارسی کا بطریق اختصار اور بطور منتخبہ از خروار یاس چند احباب باصفا اور اصحاب باوفا کے
لکھنا ہون ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم چاہا چاہیے کہ پیچ اس ایام ملالت انجام
کے بازار فرقہ محمدیہ کا بسبب اعتزال اور کذب کے پر گرم ہے اور ایجاد کرنا حدیث کا ان پر ختم ہے زبان ان
بد پیشانون کی زبان پہ جاری ہے اور سند کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ کی بیزاری ہے اور اضراب خاطر
انکی مسند ستادہ و قرین ثلاثہ سے بھی فراری ہے مگر قول منکہ مانکی کا انکے دیکھا ہے ع

کہ ہر بدعتی باکہ ہو ستند استغفر اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ اب وہ زمانہ آیا جو حضرت نے
حدیث مین فرمایا کہ ہونگے آخر زمانے مین دجال اور کذاب بیان کرینگے وہ حدیثین کہ بمثنی
ہونگی تمنے اور نہ پدران تمہارے نے جو تم اون سے تاکہ نہ گمراہ کرین تمکو اور نہ فتنے مین ڈالین تم کو
بالجملہ تمام ہذیانات اونکے سے ایک یہ ہے کہ رسالہ تحفۃ العاصمین کہ فی الحقیقۃ تحفۃ الظالمین ہے
کیا خوب کہا ہے کسینے ع برعکس نہند نام زنگی کافور اس سال مین یعنی ۱۳۱۲ھ مین درباب
حرمت بیان ولادت فیض ہدایت سرور کونین اور انکار بیان شہادت حسنین کے جھپوایا ہے کیا
غضب کیا ہے فی الحقیقۃ مکان اپنا جہنم مین بنایا ہے العظمۃ للہ ونعوذ باللہ من ھذا
القول ھذا الاعتقاد کسقدر خلاف رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اس تحفۃ الظالمین مین ہے اور کتنی
اسناد بے بنیاد مندرج ہین کہ بیان اوسکا تحریر سے باہر ہے کسواسطے کہ سرور کائنات مفخر موجودات
نے آپنفس نفیس چند بار بیان شہادت کا زبان فیض ترجمان سے فرمایا ہے اور گریہ کیا ہے اور صحابہ اور
تابعین نے بھی اس بیان شہادت کو نقل کیا ہے مگر یہ فرقہ محمدیہ ایسی کہلی سنت کو غیر سنت
قصور کرین اور حرام لکھین اور جسم پلید اپنا ساتہ ذات معطر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے بشریت اور عبدیت مین مساوی جانین فی الحقیقۃ ایسی دلائل تحقیر کے نسبت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے درپردہ عبدیت و بشریت کے نکالنی چاہا اور چور ہونکو دلیل مساوات انبیا
کی حیوانی ہے سبحان اللہ کیا جرات ہے ابیات ملنسبت باسائر الانسان خطا باشد خطا بر گوہر یکدانہ
چوہر اچہ نسبت باخاک ×× تن او کہ صافی تراز جان ماست ×× اگر شد بیک لحظہ آمد روا ×× خاک بر فرق آن کہ
از سر جہل ×× فرق نگذارد روی مسجد را یعنی ہم مین اور رسول مقبول مین باعتبار عبدیت اور بشریت
کے بھی بہت فرق ہے جیسے کانسے اور سونیکا فرقسکہ یہ فرقہ یکبار باقی نہین ہے اب چاہیے کہ یہ کہنے
لگین کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید پلید ہر دو شاہزادے تھے ایک شاہزادی کی فتح ہوئی دوسرے کی
شکست یا دونو کو دنیا مین خدا تعالے نے پیدا نہین کیا انکی ذات سے کچھ بعید نہین الخ اگر یہ فرقہ محمدیہ
یعنی وہابیہ بیباک بہان متی اور ریڑہ بازی اور جعلسازی کا نکرین اور ایسی بات بیان نکرین تو مطعون اور ریزہ بافی
کا شعر خدا بچاوے ہمین ایسے جعلسازون سے ہمیشہ حفاظت مین رکہے ہمیشہ خائف اور مقام عبرت کا
کہ اگلے علما اور زہاد فضلا نے مین جامعین دین اور خلاف سنت ماثورہ اور یہ فرقہ محمدیہ باوجود تنا
دول طعام لدیہ

اور پہنچے جائز زرق برق اور فرہی اور جعلی کے طریق سنت پر قائم ہیں ع بین نفاوتہ از کجا تا بکجا
خدا پناہ دے ایسے علمائے نام لا یعنی کلام سے کہ ہر جمعے بلکہ ہر جمعے کو بعضے منبر پر بیٹھکر اور بعضے
دیوانخاص ضلالت اختصاص ہیں اور بعضے مسجدیں ہاتھ نچا نچا کر اور ہاتھ چبا چبا کر بالکل خلاف تہذیب
و لے بردے کار کرتے ہیں اور روح اولیا اور علمائے گذشتہ کو قبر و لمین اور زمرد نکو ہیں میں تجدید دے
ہیں اور شفاعت کرنیوالوں کو اپنا دشمن بناتے ہیں آخر سے نہیں ڈرتے چنانچہ درینولا واسطے ایذا رسانی
اہل واصین مقدسین یعنی حضرت رسول الثقلین اور جناب امام حسین کے رسالہ مذکور چھپوایا تمام خرافات
اور ہفوات اور بعضی روایات سے اور مقدر رسالہ بھر دیا کہ مصداق آئی اور نیز یہ مثل لکھے نہ پڑھے نام
محمد فاضل وعظ میں سوائے اسم احمد اور آنا اعطیناک الکوثر کے تمام ہذیانات اور بالکل خرافات ہے
اسوسطے اس ضعفا العباد محمد کریم اللہ نے یہ رسالہ بیچ رد اس فرقہ محدثہ ضالہ کے اور واسطے رفع اور دفع
شر اس گروہ کے لکھا تاکہ انتقام انبیا اور شہدا کا اور عوض اوستادون مثل مولانا شاہ عبدالعزیز اور
مولانا رشید الدین خان اور مولوی کاظم صاحب قدس اسرارہم اور بدلہ محبون مثل حاجی حرمین شریفین مولوی
حاجی قاسم صاحب اور مولوی عبداللہ مرحومین مغفورین کا اور پر صفحہ روزگار کے یادگار چھوڑے اور بھی
اس گروہ بے شکوہ کی اوپر ہر چھوٹے سے بڑے اہل علم اور صاحب فہم کے ظاہر کرے کذب و بہتان اور
شرارت اس فرقہ محدثہ کی اور سند رہے کہ تحریر سے باہر ہے روبرو جہلا اور حمقا اپنے کے ہاتھ بڑھا کے
کہتے ہیں کہ جناب سرور نے کبھی بابت شہادت میں زبان مبارک سے ایک حرف بھی نہیں فرمایا اور دنیا میں کسینے
شہادت کا ذکر نہیں کیا پس اس صورت میں اقوال اس فرقہ محدثہ سے صاف ظاہر ہے کہ نور العینین سول الثقلین حضرت
امام حسین شہید نہیں ہوئے چنانچہ اپنے اپنے وعظ میں آگے جہلاؤنکے دلائل در عدم ثبوت شہادت
کے بیان کرتے ہیں از انجملہ ایک دلیل فرقہ محدثہ کی یہ ہے کہ اوس نے تین کو کئی نقطہ نہ رہا تھا کہ وہ بیان
شہادت کا کرتا اور جو کہ زندہ تھے خارجی مذہب تھے اس دلیل سے اصل شہادت کی گم ہوئی بیان کرنا
شہادت کا کجا اور غرض منع کرنے ذکر شہادت سے اس فرقہ محدثہ کو یہ ہے کہ وقت بیان کرنے
شہادت کے اکثر کرامات کہ جو سر مبارک سے ظہور میں آئی ہیں بسبب طرفانی بیان کرنے کے جیسے
کلام کا سر بریدہ بہتر زبان مبارک سے اور اسلام لانا یہود یونکا اور بیان انا ارواح طیبا انحضرت
صلعم علیہ السلام آدم اور سیدہ فاطمہ الزہرا اور رسانیکا ضرور ہوگا اور بیان کرنا کرامات

[illegible] خلافت اہل السنۃ کا بھی ہماری چہرے ہے مبادا کہ معتقد ہمارے کرامات اہل اللہ کی سنکر کچھ نرم دل ہو جاوین
[illegible] مدت چالیس سال کی برباد جاوے عبارت قصر اسلام جدید کی بالکل بیتاوے تو اچھا ہے کہ اس قصد پر غصہ کو اہل
[illegible] ہے اللہ دیتا ہے چاہے لیکن جو عنایت یزدی ہمراہ اہل حق کے تھی اس فرقہ مجادلہ خلل انداز ایمان نہ ہوا اور
[illegible] مانند کچھ نہوگا جیسے کہ دریا بیعجزہ قدم کے ہر چند انکار اور اعراض اس فرقہ محادلہ نے کیا لیکن
[illegible] ہم مسلمانوں کا سر بال برابر بھی کم نہوا کسواسطے کہ وہ امور واقعیہ اور راست ہین مثل
[illegible] چاند کے روشن ہین چاند پر خاک ڈالنی خالی عقلی سے نہین ہے یقین منعم حقیقی سے یہ ہے کہ انجام
[illegible] انکا بخیر نہوگا اور اپنی قبرون مین فغان وزاری بیحد کرینگے کوئی نہین سنے گا بحکم مثل مشہور
[illegible] مردود جنکے نہ فاتحہ نہ درود بخلاف ہمارے پیشوائونکے کہ واسطے ایصال ثواب اور تقسیم
[illegible] طعام اور شربت اور پڑھنے سورہ فاتحہ اور درود کے ہمیشہ ترغیب دلاتے آئے اور قول منکرین کو رد
کرتے آئے اب مرتب ہوا یہ رسالہ سابقہ دو فصل کے **فصل پہلی** بیچ سنت ہونے بیان شہادت حضرت
حسین رض اور ولادت رسول الثقلین کے علیہ التحیۃ من خالق العالمین **فصل دوسری**
بیچ ابطال واہیات اور اغلاط اس گروہ ابتر کے اور بیان بعض مجملہ قول صواعق محرقہ اور قول غزالی کے
ہے اور نام اس رسالہ کا دافع الاشرار عن سبط النبی المختار رکھا ہم سے سمع الصالحین علی الطیبۃ کہا گیا ہے
امید خدا تعالی سے ایسی ہے کہ مقبول ہر خاص و عام کے ہووے وسینہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق

فصل اول در بیان سنت ہونے ذکر شہادت نور العین رسول الثقلین شاہزادہ دارین حضرت
حسین کے اور بیان ولادت بصلی قبلتین علیہ التحیۃ من خالق الکونین فائدہ جانا چاہیے کہ سنت دس
فعل کو کہتے ہین کہ ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو یا فرمایا ہو یا جس فعل کو ملاحظہ کیا اور کچھ
مانع نہوا وہ بھی سنت ہے پس بیان کرنا شہادت مقتولین محبوب دارین لخت جگر سید الکونین حضرت حسنین کا سنت
ہے کسواسطے کہ بیشک وبے شبہہ وبلا خلاف احادیث مشکوۃ وغیرہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے اپنے اصحاب کے بیان شہادت کا چند بار اور چند اوقات زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا اور گریہ بھی
کیا اور صورت غم آلود کرنا اور کربلا مین روح مقدس کا تشریف لانا روایات ہدایت سمات سے صاف
ثابت ہے اور عمل اور متن حدیث پر کرنا عین ہدایت ہے فرمایا خدا تعالے نے مَنْ يُطِعِ
الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ترجمہ اس آیت شریف کا یہ ہے کہ جسنے تابعداری کی قول اور

فعل رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی تحقیق بیداری کی اور عارف معارف حقیقی و مجازی سعدی رحمہ اللہ نے
اس مضمون فاخرہ کو اسطرح نظم میں منظوم فرمایا شعر ۔ خلاف پیمبر کسی رہ گزید ۔ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
تمام اہل اسلام نے ان روایات بیض آیات کو دل سے تصدیق کیا جسے حنیف کی ہے کہ ایسے بیان
حق کو اور سنت برحق کو اس فرقہ محدثہ نے حرام قرار دیا اور علم نقلی کو اپنی بیعقلی سے برباد کیا کیا غضب اپنی
جانون پر ڈھایا جملا کو گمراہ کیا مگر روٹی کپڑا کمایا فرمایا رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے اول ما خلق اللہ
معنی اس حدیث کے یہ ہین کہ بغیب خدا آپ حقیقت اپنی پیدائش کی زبان مبارک سے یون فرماتے
رہین کہ سب عالم سے پہلے پیدا کیا اللہ نے نور میرا ایک حدیث اور زبان فیض ترجمان سے فرمائی
وانا من نکاح لا من سفاح یعنی پیدا کیا گیا مین نکاح سے نہ زنا سے چنانچہ ترجمہ اوس حدیث شریف
کا حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے اسطرح فرمایا ہے نظم ۔ تو اصل وجود آمدی از نخست ۔ دگر ہرچہ موجود شد فرع تست ۔ چو صیتش در افواہ دنیا فتاد ۔ تزلزل در ایوان کسریٰ
فتاد ۔ نتیجہ اور حاصل ان احادیث مذکورہ بالا سے یہ نکلا کہ بیان شہادت اور ولادت کا قطعی
سنت ہے جس بعذاب اگر کوئی بے سعادت پر ضلالت گرفتار نحاس تابع وسواس خالی از حواس
اشر الناس حرام یا مکروہ یا بدعت کہے تو وہ خود اہل بدعت اور بے ہدایت ہے اور جو عبارت مجیبان علما
صورت فساد سیرت نے صواعق محرقہ سے اور قول غزالی سے واسطے ثبوت دعوی اپنے کے رسالہ مخالفان
مین نقل کی ہے اوس سے بھی ذکر شہادت کا بخوبی ثابت ہے کسواسطے کہ جو امر سنت ہے وہ حرام اور بدعت
نہین ہے مشکوۃ شریف مین آیا ہے کہ ایک بی بی ام الفضل نام خدمت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین
حاضر ہوئین اور کہا کہ یا رسول اللہ رات ایک خواب دیکھا ہے مین نے فرمایا کیا خواب دیکھا ام الفضل نے عرض
کی کہ یہ دیکھا ہے کہ ایک ٹکڑا آپکے بدن مبارک سے کٹ کر میری گود مین آن پڑا فرمایا آنحضرت نے رأیت
خیرا چہا خواب دیکھا تو نے تلد فاطمۃ ان شاء اللہ غلاما یکون فی حجرک یعنی فاطمہ جگر گوشہ میری عالم
ہے سات ایک لڑکے کے کہ وہ پارہ گوشت میرا ہے جسوقت پیدا ہوگا تیری گود مین دیا جاویگا اور تو دے
اوسکی ہوگی چنانچہ ویسا ہی ہوا ام الفضل کہتی ہین حاضر ہوئی مین ایکدن نزد خدمت رسول مقبول صلے اللہ
علیہ وسلم کے اور امام حسین کو مین نے آنحضرت کی گودی مین دیا پس ناگاہ دونون چشمون مبارک سے اشک
جاری ہوے عرض کی مین نے یا نبی اللہ باپ اور ماں میرے تجھپر قربان آپ کیون روتے ہین فرمایا آپنے خبر دی مجھکو

جبرئیل نے ان امتی ستقتل ابنی ھذا یعنی حسین سو اس حدیث محرف کے یہ ہیں کہ تحقیق میری
امت میرے بیٹے حسین کو قتل کرے گی اور دی مجھکو ایک مشت خاک سو اس حدیث سے چند فوائد علیہ مستفاد ہوئے
ایک بیان کرنا حال شہادت قرۃ العین رسول الثقلین حضرت حسین کا دوسرا گریہ کرنا تیسرے یہ کہ غلام
لغت میں کودک کو کہتے ہیں یعنی لڑکے کو پس نام رکھنا غلام حسین کا اور غلام رسول اور غلام نبی اور
غلام حسن اور غلام محی الدین اور غلام قطب الدین اگر ہوا نہ شرک چوتھا رونا بدرجۂ اتم پانچویں زیادتی
صبر اور ثواب کا نہیں ہے اور تجھ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسوا سے گریہ کرنے چھٹے گریہ اور اندوہ موجب عتاب
کا نہیں ہے ہاں منہ پیٹنا اور کپڑے پھاڑنی اور نوحہ خواہ مخواہ کا خواہ نہ سینے کا شریعت نے منع کیا ہے
اور حرام ہے اور رسم کفار کی ہے اور جو کہ لفظ نیلون اور نوحہ کا رسالہ تحفۃ الطالبین میں درج ہے محض
کذب ابلد فریبی اور دغابازی کا ہے ساتویں بیان کرنا شہادت کا حکم خالق کائنات سے ثابت ہوا کہ فرمایا
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اتانی جبرئیل یعنی خبر لایا پاس میرے جبرئیل پس ہرگاہ کہ خدا تعالیٰ
نے بواسطہ جبرئیل کے پیغمبر خدا کو شہادت کی خبر دی ہو پھر حرام کہنا چہ معنی دارد سنت کو حرام کہنا
دین کا نیا نکالنا ہے اور مکان اپنا ہمسایۂ دشمنان اللہ اور رسول کے بنانا ہے ربنا لا تزغ
قلوبنا بعد اذ ھدیتنا یا اللہ آمین آمین روایت ہے ابن عباس سے کہ فرماتے ہیں کہ ایکدن وقت دوپہر
کے میں نے پیغمبر خدا کو اس حال سے خواب میں دیکھا کہ موے مبارک پراگندہ اور غبار آلودہ ہیں اور ایک شیشہ
خون کا بھرا دست مبارک میں ہے عرض کیا میں نے کہ بابا و مادر میرے تجھ پر قربان یا رسول اللہ یہ شیشہ کیسا ہے
فرمایا کہ یہ خون حسین کا ہے کہ میں نے اسکو سمیٹا ہے فرمایا ابن عباس نے کہ جب ہم نے ایام اور اوقات
شمار کیے تو وہی وقت تھا شہادت حسین علیہ السلام کا اس حدیث سے بھی چند فائدے بخشے از انجملہ
ایک یہ ہے کہ ملاحظے اور مشاہدہ خون حسین سے پیغمبر خدا بحالت خود نہ رہے بلکہ دگرگون ہوے دوسرے
آلودہ اور ژولیدہ ہونا موے مبارک کا تیسرے پوچھنا ابن عباس کا شہادت کو پس اگر کوئی مجتہد
حکم اس حدیث کے استفسار یہ کرے کہ کونسے دن بیان شہادت کا ہوگا لا باس بہ یعنی جاے اندیشے
کی نہیں ہے بلکہ سنت ہے جو تیسرے اطلاع بخشنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اور حال شہادت کے پانچویں
یاد کرنا اس حال کا کہ کونسے وقت بیان شہادت کا ہوگا چھٹے یہ کہ گریہ اور اندوہ رافع ثواب کا نہیں ہے
اور ایسی ہی سیر مصائب اقربا کے دگرگون ہونا حرام نہیں بموجب اس حدیث شریف کے وعن سلمی قالت

دخل علی ام سلمۃ وھی تبکی فقلت ما یبکیک قالت رایت رسول اللہ صلعم فی المنام وعلی رأسہ ولحیتہ تراب فقلت ما لک یا رسول اللہ قال شہدت قتل الحسین آنفا یہ حدیث مشکوٰۃ کی ہے اور ترجمہ اس حدیث کا یہ ہے کہ کہتی ہیں ام سلمہ کہ میں حاضر ہوئی میں پاس ام سلمہ کے کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اوس حال میں کہ گریہ اور بکا کر رہی تھیں میں نے پوچھا سبب رونے کا کیا ہے فرمایا ام سلمہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اوس شکل سے کہ سر اور ریش مبارک خاک آلودہ ہے عرض کی میں نے کہ یا رسول اللہ یہ کیا حال ہے فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ حاضر ہوا میں قتل حسین پر ابھی اس حدیث سے چند فوائد مستفاد ہوئے ایک بیان شہادت کا کرنا دوسرے غم آلود ہونا تیسرے اوپر حال شہادت کے رونا چوتھے روح مبارک کا اوس جگہ تشریف لانا پانچویں ثبوت ارواح کا آنا پس اب منکرین ناحق گزین کو چاہیے کہ ہو جب نصیحت ہدایت واتقوا اللہ لعلکم تفلحون کے خدائے ذوالمنن اور رسول مقبول سے شرما دیں اور بیہودہ گی کو کار نضرا دیں اور حرام کہنے بیان شہادت اور انکار نے ارواح سے توبہ کریں اور ایسے کلام لایعنی سے باز آویں اور بجوائے کلام الملوک ملوک الکلام یعنی آگے حدیث خیر الانام کے سند دوسری سے اغماض کریں اور دلال عقلی اپنے کو کہ میں بعقلی ہے آگے ان احادیث نقلی کے لاسے طاق کہیں اور جیسے الٹو حلال کہنے اور ولا الضالین کہنے کو ضاد فارسی سے منقول ہے ویسے حرام کہنے اور لکھنے بیان شہادت اور حلیت تنگ اور چرس اور افیون سے بھی رجوع کریں برملا کہتا ہوں کہ دنیا چند روزہ ہے اور بے شک حرام ننگ اور بوزہ ہے اللھم احفظنا من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا فائدہ جاننا چاہیے کہ احادیث بیان شہادت فیض ہدایت قرۃ العین رسول الثقلین سید الشہدا حضرت حسین کی متکثر اور صحیح بخاری وغیرہ میں بہت ہیں بسبب خوف طوالت کلام کے رسالہ ہذا میں مندرج نہیں ہوئیں سوائے کہ بیان شہادت کا اگلی کتب علمائے محققین اور فضلائے مدققین مثل ماثبت من السنۃ تصنیف شیخ عبدالحق دہلوی میں اور مناقب السادات تصنیف قاضی شہاب الدین دولت آبادی میں اور سر الشہادتین میں مولانا مقبول بارگاہ عزیز مولوی شاہ عبدالعزیز میں کمال تشریح اور توضیح اور فصاحت اور بلاغت کے مرقوم ہے و ملاذ ان کتب مسطورہ کے کتب سیر میں بھی بیان شہادت مسطور و مالکھا ہے اور علمائے کبار دہلی مثل مولانا موصوف الصدر عالی قدر اور مولوی کاظم صاحب اور مولانا صلاح الدین خان صاحب اور مولانا حاجی حرمین شریفین محمد حاجی قاسم صاحب اور

مولوی حسین رضا صاحب اور مولوی سلامت اللہ صاحب شارح سر الشہادتین اور مولوی فرید الدین صاحب
خاص جامع مسجد مین اور مولوی حاجی محمد اسحاق پسر اور استاد اس فرقہ محمدیہ کے ہر سال قلعے مین
بیشن بادشاہ بیان کرتے آئے ہین عیان راچہ بیان الغافل تکفیہ الاشارۃ اب منکرین حق کو
کوا سے کے سند احادیث شریف کے اور کتب علماے سلف اور خلف کے کیا جاے دم زدن
کی جاے اور جو منکرین نے قول غزالی اور صواعق سے حرمت شہادت کی لکھی محض تہمت ہے انشاء اللہ
فصل ثانی مین بیان کیا جاویگا فائدہ واب بیان ثبوت مولود شریف کا ہوتا ہے
بگوش ہوش سنا چاہیے کہ شیخ عبد الحق دہلوی نے مدارج النبوۃ مین اسطرح لکھا ہے کہ اول
مخلوقات اور واسطہ صدور کائنات اور باعث پیدائش عالم اور سبب وجود آدم نور آنحضرت صلعم کا
ہے جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہوا کہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ دوسرے فرمایا آنحضرت نے کُنْتُ اَنَا
وَاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ تیسرے فرمایا نَحْنُ السَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ چوتھے اخبار مین آیا ہے کہ جب
ظہور ہوا نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نور آپکے نور سے نکلے انوار انبیا علیہم السلام کے حکم فرمایا پروردگار
عالم نے آنحضرت کو کہ دیکھ طرف نور انبیا کے جب حضرت نے اوسکے نور ونکو ملاحظہ اور مشاہدہ کیا تو اوسی
وقت حضرت کے نور نے سبکے نور ونکو ڈھانپ لیا اوسوقت انبیا نے عرض کی کہ اے پروردگار ہمارے
کونسے کہ جسکے نور نے ہمارے نور ونکو چھپا لیا یعنی نور اوسکا ہمارے نورون پر غالب آیا فرمایا اللہ تعالے
نے کہ یہ نور محمد بن عبد اللہ ہے اگر ایمان لاؤ تم اوسپر تو عطا کرون مین تمکو نبوت عرض کی انبیا نے کہ
ایمان لائے ہم اے رب نہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پس فرمایا رب العزۃ جل جلالہ نے گواہ ہو مین تمہارا
اور معنی کریمہ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ مِنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ کے یہی ہین اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے
کہ آنحضرت نے فرمایا وَلَدْتُّ مِنْ نِکَاحٍ لَا مِنْ سِفَاحٍ اور اخبار مین آیا ہے کہ جس رات کو نور محمدی نے بیچ شکم
آمنہ کے قرار پایا تو اوس رات تمام عالم نور مقدس سے منور ہوا اور تمام ملائکہ اور زمین اور زمان خوشی
مین آئے اور تمام طبقات آسمان اور زمین مین یہ بشارت پہونچگئی تہی کہ آج کی رات نور محمد صلے اللہ
علیہ وسلم نے بیچ رحم آمنہ کے قرار پایا اسواسطے اہل مکہ کا مقرر ہے کہ شب ولادت کو موضع ولادت
شریف کی زیارت کرتے ہین اور مولود شریف محمودہ کا سارا تمام آداب کے پڑھتے ہین یعنی شب بارہوین ربیع الاول

کو اور حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیر کے دن روزہ رکھتے تھے سبب دریافت کیا فرمایا کہ
دن میری ولادت کا ہے اور اسی روز نازل ہوئی مجھپر وحی اور حدیث مین آیا ہے کہ
آمنہ کہتی ہین کہ جسوقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میرے بطن سے باہر تشریف لائے دیکھا مین نے ایک انور
بزرگی یعنی عجائب و غرائب مشاہدہ مین آئے اور جسوقت کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم متولد ہوئے
ابولہب کو کہ یہ لونڈی نے بشارت ولادت آنحضرت کی پہنچائی ابولہب نے بمجرد سننے اس خبر بشارت
اشرف کے اس لونڈی کو آزاد کیا اور حکم کیا کہ تو دودھ آنحضرت کو پلا اور بسبب خوشی کرنے تولد آنحضرت کے
حق تعالے نے عذاب ابولہب سے تخفیف فرمایا اور دن پیر کے عذاب اوس سے اوٹھایا چنانچہ
حدیث مین آیا ہے آب جاے خوشی اور سرور کی ہے اہل موالید کو کہ دن مولود کے بیان مولود
نبی مسعود کا سنکر خوشی کرتے ہین اور کثرت سے درود پڑھتے ہین اور مساکین اور غربا اور علما کو طعام
کھلاتے ہین اور بیان مولود شریف کا اصحاب سے بھی ثابت ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے جو کوئی مولد میرا سنے شفاعت اوسکی مجھپر واجب ہے جیسا کہ بیچ تنویر فی مولد البشیر کے آیا ہے
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُحَدِّثُ ذَاتَ يَوْمٍ فِي بَيْتِهِ وَمَالِعَ وِلَادَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُومُ فَيَسْتَبْشِرُونَ وَيَحْمَدُونَ وَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صلعم قَالَ حَلَّتْ لَكُمْ شَفَاعَتِي معنی اس حدیث کے
سنو کہ بیچ تنویر فی مولد البشیر کے یہ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ تھے ابن عباس بیان کرتے تھے
ایکدن اپنے گھر مین حالات ولادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک قوم کے اور وہ قوم آپکے
بیان مولود شریف سے خوشی کرتی تھی اور حمد کرتی تھی کہ ناگاہ گذر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اوسجگہ ہوا
فرمایا واجب ہوئی مجھپر شفاعت تمہاری اور اسی کتاب مین دوسری حدیث ثبوت بیان مولود شریف
کی یہ ہے عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرَّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى بَيْتِ عَامِرٍ الْاَنْصَارِيِّ
يَعُمُّ وَقَائِعَ وِلَادَتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبْنَائِهِ وَعَشِيرَتِهِ وَيَقُولُ اَمَنَّا اللّٰهُ هٰذَا الْيَوْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلعم اِنَّ اللّٰهَ قَدْ
عَلَيْكُمْ اَبْوَابَ الرَّحْمَةِ وَالْمَلَائِكَةُ تَسْتَغْفِرُ لَكُمْ يَا بَنِي الدرداء صحابی کہتے ہین کہ گیا مین کہ ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے
گھر عامر انصاری کے وہ سنکھا رہا تھا وقائع ولادت آنحضرت کے اپنے بیٹون اور کنبے کو اور کہتا تھا
کہ یہ دن ہے یہ دن ہے پیدائش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہو اللہ نے اوپر تمہارے
درواز رحمت کے اور واسطے تمہارے استغفار کرتے ہین ملائکہ جانا چاہیے کہ جس صورت مین مولد شریف

اعلیٰ صحابہ و تابعین اور علمائے مع قیدون کے صاف ثابت ہووے من بعد حرام یا مکروہ
کہنا بمعنی وارد اور خود خدا تعالےٰ نے مولود موسےٰ اور عیسےٰ علیہما السلام کا اپنے کلام مین فرمایا ہے
اور بیان مولود ہمارے حضرت کا صاحب سیرت شامی اور جزری اور قسطلانی اور ماوردی اور نووی
اور عسقلانی اور شیخ عبد الحق دہلوی نے لکھا ہے یہ مجیبان مدعیان ان سب محدثین کو حرامی
کہتے ہین اور اپنی عاقبت گندی کرتے ہین نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ھٰذَا الْقَوْلِ وَھٰذَا الْاِعْتِقَادِ
بلکہ اجماع اہل سنت کا اوپر انعقاد محفل مولود شریف کے ہے اور کسی حنفی اور حنبلی اور شافعی
اور مالکی مذہب نے اوسکو حرام تو کجا مکروہ بھی نہین کہا ہے سوائے فاکہانی مالکی کے کہ حالت بیری
مین بسبب ضعف دماغ اور سخافت عقل کے بیان مولود شریف مین کچھ اوسنے دم مارا ہے بالفرض اگر
خلل دماغ بھی نہو پس اس بیچارے کو سوائے تابعداری اجماع کے کیا چارہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ یہ فقرا اور حقے چند بسبب جاہلی اپنی کے سند فاکہانی کی لائے ہین اور ان مجمعا
مے یہ بھی نجانا کجا خلاف اور کجا اختلاف اور خلاف کو کیا مجال کہ مقابل اختلاف کے ہووے اور جلال الدین
سیوطی اور محدثین نے جواب ندان شکن فاکہانی کا وہ دیا ہے کہ جب اون کتابون کو دیکھے تو معلوم
ہووے اور کسقدر اوپر نادانی فاکہانی کے کلام اور اعتراض کیے ہین اور اصل مولود شریف
کی احادیث سے ثابت کی ہے اور اہل حرمین امورات دینی مین بموجب حکم ائمہ کے قابل سند کے
ہین گو وہابیہ اون کو کافر سمجھین اور ہدایت کو ضلالت نام رکھین ہدایہ مین آیا ہے
یَجُوْزُ لِلْفَجْرِ فِی النِّصْفِ الْاَخِیْرِ مِنَ اللَّیْلِ لِتَوَارُثِ اَھْلِ الْحَرَمَیْنِ یعنی جائز ہے
اذان دینا واسطے نماز فجر کے بیچ نصف شب اخیر کے واسطے مقرر کرنے اہل حرمین کے ابو یوسف
اور شافعی نے اوسکو جائز رکھا ہے اور تفسیر الرحمۃ مین حافظ محمد بن مقاتل زید بن ثابت سے روایت
کرتا ہے قَالَ اِذَا رَاَیْتَ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ اَجْمَعُوْا عَلٰی شَیْءٍ فَاعْلَمْ اَنَّہٗ سُنَّۃٌ ترجمہ اس عبارت کا یہ ہے کہ
جسوقت کہ دیکھے تو اہل مدینہ کو کہ جمع ہوے اوپر ایک شے کے پس جان تو کہ وہ سنت ہے بموجب
اس مقولے کے اور بموجب مصرع ہذا کے وجود ظہور بدعت کا اہل حرمین سے بالکل مفقود ہے ع
ہچو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ؎ اور مراد اہل حرمین سے اشراف مکہ مبارکہ اور شرفاے مدینہ
منورہ ہین نہ عوام الناس فصل دوسری بیچ بیان افترا بندی اور جعل سازی

او بعقلی اور بدفہمی اور لاعلمی مجیبان اور مہرکنان رسالہ تحفۃ الطالحین کے
جانا چاہیے کہ استفتاے شہادت مندرجہ رسالہ مذکور کا تراشہ ہوا مہتمر اس فرقہ محدثہ کا ہے کہ ہر سال
ایک دو مسئلے طبیعت سے گھڑتا ہے اور بانی کہتران اس فرقہ محدثہ کے نجاسب برداران اور نغل
خواران سے ہین اور سوال شہادت کو نسبت اہل پورب کے کرنا محض بہتان ہے بحکم دو شاہد عادل کے
اول یہ کہ مجیب نے تمیز نے آخر فتوے کے مہر مولوی محبوب علی اور محمد حسین کی اور صدیق لاہتی کی
ثبت کی ہے محض جعل سازی ہے کسواسطے کہ مولوی محبوب علی پہلے ایک برس چھپنے اس
استفتاے شہادت کے جہان سے رخصت ہوے اور قبر کو آباد کیا اور محمد حسین اور صدیق تلمیذ
مجیب نے تمیز کے کہ بعضے وہابی اونکو بسبب لامذہبی کے زندیق نام رکھتے ہے بہت خوف اہل حق کے
چھ چھ مہینے پہلے تیار ہونے رسالہ تحفۃ الطالحین کے کسیطرف چلدیے پس اس صورت مین
مہران صاحبون کی ہونی چہ معنی دار دشاہد دوم یہ ہے کہ نقل کرنا عبارت غزالی کا اور
نہ سمجھنا اوس عبارت کا ہکذا عبارتہ یحرم علی الواعظ عن روایۃ قتل الحسین وحرب
وما جری بین الصحابۃ من التشاجر والتخاصم فانہ یفضی الی بغض الصحابۃ والطعن فیہم دلیل
بیچ حق منکر کے زہر ہلاہل ہے زیرا کہ کلمہ فانہ مین ضمیر واحد ہے راجع کرنا ضمیر فانہ کا طرف
روایت قتل حسین کے عین حرام کسواسطے کہ قصہ کربلا مین کوئی صحابی رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کا ہمراہ عبداللہ بن زیاد بد نہاد خارجی کے نہ تھا جیسا کہ قریب آویگا یہ بیان بیچ
جواب غزالی کے اور باوجود جاننے مسائل کے مسئلہ حرمت شہادت کو قول غزالی سے
من بعد سوال کرنا ان حمقا سفہا سے البتہ تحصیل حاصل اور استعلام معلوم کا ہے اضعف
عباد اللہ محمد کریم اللہ اعتراض کرتا ہے اوپر قول مہتمر منکرین شہادت کے کہ کسقدر وہ مہتمر
فخر اپنا کرتا ہے قولہ چہ میفرمایند علماے دین سبحان اللہ آپہی سائل آپہی مسئول عنہ
ع دماغ بیہودہ ہست وخیال باطل بست ۔ کہتا ہون مین کہ لکھنا مجیب کا اپنی تئین علماے مع
کوتاہ گردنون تنگ پیشانی کے بہت زیبا ہے اور سمجھنا اپنی تئین قابل استفتا کے نہایت بیجا ہے اور
جاننا اور گننا اپنی تئین کا مسلمان خارج از تقوے ہے کسواسطے کہ یہ بیچارے اوپر سمجھے معنی
لا الہ الا اللہ کے بھی قادر نہین ہین کسواسطے کہ ترجمہ کلمے کا یون کرتے ہین نہین کوئی معبود مگر اللہ یہ ترجمہ

سے شبہ مفضی الی الشرک ہے نہ مفید توحید کے یہ جاہلان کیا جانین قصر الموصوف علے الصفۃ
کیا ہے اور برعکس کیا ہے اور قصر اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ کا کس قبیل سے ہے اور امر
کُوْنُوْا قِرَدَۃً خَاسِئِیْنَ کا اور برکس متوال کے اور امر فَاصْطَادُوْا اور برکس چیز کے مشتمل ہے فصاحت
کیا ہے بلاغت کیا ہے اور لازم کیا ہے اور موضوع قرآن اور حدیث کا کیا ہے اور اشارہ
نص اور اقتضائے نص کیا ہے اسواسطے معنی کُلٌّ یَّعْضَلَالَۃٍ کے نہ سمجھے اور اسلام کو
سلام کیا اور فی الحقیقۃ بعض انکا راسقدر بھی نہین جانتا کہ میزان اور صرف میر کونسے فن مین ہے
اور باوجود اس بعلمی کے وہابی بن بیٹھے ہین غرض کہ روٹی کپڑا پیدا کرتے ہین مگر ال علم ان
جاہلونکو اپنے دروازے سے مثل سگان بازاری نکالتے ہین اور علمائے حرمین شریفین کے ان جاہلونکو نام
سنتے ہی وہابی کا نعلین حرمین سے محروم نہین چھوڑتے ہین اور سند حدیث کی کسی محدث سے نہین رکھتے
اور کتب تحصیلی کا اصلا نام تک نہین جانتے مگر بعض اس فرقہ محدثہ نے بصد قدگور حضرت شیخ عبدالحق محدث
کے یعنی اونکے ترجمے سے شب و روز استعانت کرکے واسطے یادداشت اور وعظ کہنے کے
ترجمہ مشکوٰۃ وغیرہ بیان کرتے ہین اور صدہا تناقض اور تخالف اپنے ترجمے مین درمیان لاتے ہین
اور پڑھنا اور پڑھانا صحیح بخاری کا کہان اور یہ نادان کہان یہ بیچارے اپنے لکھے ہوئے کو بھی اصلا
نہین سمجھتے کہ عبارت غزالی سے بیان شہادت کا لذاتہ حرام ہے بالغیرہ اور بعض جاہل اس فرقہ
محدثہ کا دیوبند کے بیٹھکر وہ غل مچاتا ہے جیسے کوئی مرثیہ خوان الاپتا ہے اور علمائے متقدمین کو عموما اور مولانا
شاہ عبدالعزیز اور مولانا کاظم صاحب کو خصوصا برابر ملا کرتا ہے اور اقوال و افعال علمائے سلف کو بیچ مٹی
اور پردہ سنت کے بدعت برملا کہتا ہے اور بعضے وہابیہ اپنے دیوانخاص خلالت اختصاص مین بعضے مسجد دمین
بیساز و برگ یہی راگ گاتے ہین اور اپنی امت کو ورغلان کر علمائے سلف اور فضلائے خلف کو بدعتی کہتے ہین اور
کہلواتے ہین آپ کافر ہوتے ہین لحظہ بعد حشر گر ہمین مکتب ست و این ملا باشد کار طفلان تو خواہد شد بیتاب
جواب ہر عبارت نے متانت مندرجہ رسالہ تحفۃ الطالحین کا بیان ہوتا ہے اب سننا چاہیے دلائل منکرین
شہادت کے اول دلیل دلیل منکرین ناحق گزین کی بیچ باب حرمت شہادت فیض ہدایت حضرت
حسین رض کی خلاف قرون ثلاثہ کے اور ائمہ اربعہ کے یہ ہے کہ صراط المستقیم مین مولوی اسمٰعیل نے لکھا ہے
کہ چون حسین علیہ السلام برتبہ شہادت فائز شدند داخل جنت گشتند پس محل سرور ست نہ غم معنی اس

عبارت لاری کے یہ ہین کہ جو حضرت حسین علیہ السلام مرتبہ شہادت کو پہنچے داخل جنت ہوئے
بس جائے خوشی کی ہے غم کی کہتا ہون مین ایسی دلیل بازاری سے بھی اور بے عبوری کتب احادیث
شیعہ اور مطالب شرعیہ کی قول قائل سے صاف معلوم ہوتی ہے طعن اور طنز اور بر قول اور فعل
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آتی ہے کہ جسوقت خبر شہادت کی آنحضرت کو جبرئیل نے دی تو اوسوقت
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہت روئے اور بہت مغموم ہوئے اور نہ خوشی کی ہے پس رونا اور مغموم ہونا اوپر حال
شہادت جناب حسین کے موجب رحمت کا ہے اور سبب سنت کا ہے اور خوش ہونا قتل حسین پر بیشک وسیلہ
طریقہ خوارج ہے فرمایا رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے اَلْبُكَاءُ مِنَ الرَّحْمَةِ وَالصُّرَاخُ مِنَ الشَّيْطَانِ
یعنی جو غم کہ دلسے ہو یا آنکھ سے ہو وہ رحمت ہے اور بے تحاشا غل مچانا بشرط عالم اختیار کیے کا شیطان
سے اور رونا اوپر وفات سید المرسلین خاتم النبیین کے حدیث ام المومنین سے ثابت ہے کہ وہ نبی آپ بھی
روئی ہے اور ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو بھی رولایا اور دوسری دلیل اونکی
یہ ہے کہ مولوی اسمٰعیل نے صراط المستقیم مین لکھا ہے کہ اگر اقربا ے شما در حین مصائب مبتلا شدہ باشند
وکسی آن مصائب بے ایشں شما بیان کند آن مصائب را جائز نمیدارند کہتا ہون مین کہ مقولہ شہید
فرضی کا سا نہ شہید حقیقی کے کچھ مناسبت نہین رکھتا ہے بلکہ واہیات سے ہے کسواسطے
کہ ذکر مصیبت کیسکا سا ہ دلیری اور بہادری اور استقلال اور اجابال اور اظہار علم
اعدا اور حال کرامت انتما کے کرنا بالشبہہ اوسکو فخر خاندان کا تصور کرتے ہین اور نا خوش اوس
ذکر سے نہین ہوتے ہین جیسا قصہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی عنہا کا ملاحظہ کرنا
چاہیے باوجودیکہ ذکر زنا کا کرنا موجب کمال اندوہ اور اہانت کا ہے چونکہ خدا تعالے نے طہارت
اونکی فرمائی البتہ موجب عزت ام المومنین رضی اللہ عنہا کا ہوا تمام وعظمین اوس قصے کو برابا مفسرین
تفاسیر سے بیان کرتے ہین اور کوئی مسلمان اوس بیان سے نفرت نہین کرتا ہے کَمَا وَجَدْنَا
مِنْ اَنْفُسِنَا کواسے اوپر اس مہم بعید کے اور شہادت شہید کے جانا چاہیے کہ باب استفتاے شہادت
مین سائل اور مجیب ذات واحد ہے نہ غیر علاوہ اس کر دو فریق کے مجیب نے بسبب بغض اہل عبا کے
صنعت تحریف کو وہ کار فرمایا ہے کہ تحریر و تقریر سے باہر ہے کسواسطیکہ جو عبارت صراط المستقیم کی
کہ فی الجملہ مفید بیان شہادت کے ہے مجیب اوسکو مثل شیر مادر ہضم کر گیا بے شک شہید غریب

[illegible] مین قائل ہین مرکب ہے بیان شہادت کی تغلیط سے مگر در صورت لاحق ہونے عوارض
[illegible] کے مقرر کیے ہے اور مجیبان شکست نصیب نے ناحق شہید مذکور کو بدنام کیا اور
قول کرامت کو بحیرت بدل کیا پس نہایت غضب کیا کس واسطے کہ صراط المستقیم مین بیچ
صفحہ ۱۰ کے یہ عبارت ہے کہ ذکر قصۂ شہادت سبط رسول و ریحانۂ بتول مع ولیط عقد مجلس کردہ باین قصد
کہ مردم ان را بشنوند تا سفہا نمانید و حسرت ہا فراہم آرند گریہ و زاری کنند ہر چند در نظر ظاہری
خللے دران ظاہر نیست و امافی الحقیقۃ این ہم مذموم و مکروہ ست انتہے ہم مسلمان قدیم
ہیں ان مین کہ شہید بیان شہادت کو مکروہ کہتا ہے اور مجیبان معتقد شہید کے حرام
لکھتے ہین اس صورت مین یہ ناوان چند مصداق اس مثل شہور کے ہوئے کبھی ناؤ بیچ گاڑی کے
اور کبھی گاڑی بیچ ناؤ کے قولہ جواب در صورت مرقومہ راجح در قصۂ کربلا امتناع و حرمت ست
چنانکہ مصنف صواعق محرقہ و مولوی محمد اسمعیل شہید مرحوم افادہ فرمودہ اند و نیز جناب
ولی اللہ محدث دہلوی در قول جمیل ارشاد نمودہ عبارۃ کذا رُوِّینَا فِی سُنَنِ ابْنِ مَاجَۃَ
وَغَیْرِہٖ اِنَّ الْقَصَصَ لَمْ تَکُنْ فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ الخ کہتا ہون مین کہ یہ قول بے طول
لائق مضحکۂ طفلان کے ہے اور ایسی نافہمی اور بیعقلی پر تمام اہل علم ہنستے ہین اور انکہ تعجب سے دیکھتے
ہین اول جواب یہ ہے کہ مجیبان حرمت کو ترجیح دیتے ہین باوجود یکہ بیان شہادت کا سنت ہے چنانچہ
بالا گذرا پس فعل مسنون کو حرام کہنا ہمایہ ابوجہل کا ہونا ہے دوسرے یہ ہے کہ باوجود جہالت کے
ترجیح حرام کو دیتے ہین اس صورت مین ایسے مجیبان شکست نصیب کی فصد گدال سے کھلوانی چاہیے
سوا اسکے کوئی سند حرمت شہادت کی ائمہ اربعہ اور مجتہدین سے نہین لائے اور تیسرے یہ کہ مجیبان
وغیرہ کا قول اور دلیل ہر مسئلے مین یہ ہے کہ جو بات کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور قرون ثلاثہ سے
ثابت ہے درست ہے اور باقی واہیات باوجود وحوی سنت کے باب حرمت شہادت حضرت
حسین کے کوئی دلیل قرون ثلاثہ سے نہین لکھی سعدی نے سچ فرمایا ع این دعیان در طلبش
بیخبر اند یا شاید انکے مذہب مین عبادت قرون ثلاثہ سے مولوی اسمعیل اور صاحب قول جمیل اور
صاحب صواعق ہو غرضکہ یہ عالم صورت جہالت سیرت کو علم سے کیا کام اور بیان حق سے کیا شرکار
ہوسکتے ہیہ ہے کہ دعوی حرمت شہادت کا خاص اور دلیل عام ہے وہو قولہ ان القصص لم تکن

کسواسطیکہ وضع ہوا کسی شخص کی جانب سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کے متعلق حرمت کا ہونا بیچ کراہت کے
قصد جانب کے کہ وہ بجا لاتا ہے یا بجا نہیں لاتا۔ اور ثابت ہوا تعجب کی ہونی حلال ہونے کے واسطے
یہ بھی نجانا کہ الف لام اور ہر اسم تفضیل کے جنسی ہے یا استغراقی اگر جنسی ہے تو یہ معنی ہوں گے
یعنی بعض قصے کی حرام ہے اور اگر استغراقی ہے تو یہ معنی ہیں کہ ہر فرد قصے کی حرام ہے اور یہ جگہ
جنسی ہے نہ استغراقی والا لازم کذب کا نسبت قصہ یوسف علیہ السلام وغیرہ کے آتا ہے پس لا بد
عہدی ہوگا پس اس صورت میں مطلوب اہل سنت کا ظاہر ہے یعنی قصہ کا ذبہ ہیں اور اس زمانے
کے نہ تہا بخلاف قصہ شہادت کے کسواسطیکہ وہ قبیل جھوٹ سے نہیں ہے علاوہ بخانے
اعظام الفقہاء کے ان علمائے وہابیہ نے یہ بھی نہ دیکھا کہ اخراس عبارت کے لفظ ایسا مذموم واقعا
محمود ہونا کا ہے باوجودیکہ یہ عبارت باعتبار اختلاف ضمائر کے قابل نقل کے نہ تہی کسواسطیکہ مرجع
واحد ہے اور ہر دو ضمیر میں مختلف ہیں پانچویں وہ کہ سند لانا مجیب کا واسطے تائید قول حرمت
الہی کے قول مولوی اسمٰعیل سے عین حماقت ہے کسواسطیکہ مولوی مذکور بسبب لاحق ہونے
امور نا مشروع کے مقر کراہت کا ہے نہ حرمت کا کہتا ہوں میں کہ یہ نقل صراط المستقیم کی دلالت
کرتی ہے اوپر کمال نادانی اور ہیچدانی مجیبان کے کسواسطیکہ قصر جدید وہابیت کا کہ تین ۳
پینتیس برس کا عرصہ ہوا کہ حاوان کاہن سے مرتفع ہوا نہا مثل سر نمرود کے پاسے وہابیہ کے حرمت
اور حلت متبدل ہوئی یعنی حلال حرام اور حرام حلال ہوا کسواسطیکہ نزدیک مولوی شہید کے
فاتحہ اور ذکر و دلور عرس اور یوم اور سال اور سننا اموات کا اور آنا ارواح کا اور ہونا فیض
کا ارواح سے اور حاصل ہونا نسبت کا خاندان قادریہ اور چشتیہ سے اور طریقے ذکر پاس انفاس
و مراقبہ وغیرہ کو باوجود بدعت ہونے ان خاندانوں اور اذکار کے بحکم کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ
اور بحکم عدم ثبوت قرون ثلاثہ کے شہید نے صراط المستقیم میں مثل فرض اور واجب کے لکھا ہے اور
کتاب ایضاح الحق میں ان امور کو بدعت حقیقیہ نام رکھا ہے اور یہ صورت صاف اجتماع نقیضین کی
ہے پس ظاہر اور باہر ہے کہ مصنف صراط المستقیم کا بصفت بدعت اور کفر کے موصوف ہونا
سلسلہ اہل خرقہ اور اہل ولایت کے معدوم ہوگا اب اہل سنت ان عقول مائلین سے استفسار کرتے
ہیں اس بات سے کہ کیا فرماتے ہیں گروہ محدثہ وہابیہ بیچ اس صورت کے کہ اگر سماع اموات

[illegible] درود اور اذکار اوراد کا اور پڑھنا پیچ اس کے اور تعین کرنا یوم اور حال اور سلسلہ قادریہ
وغیرہ کا ہاتھ سے اس سے صاف لازم آتا ہے کہ کفر فرقہ محدثہ وہابیہ کا بحکم تقویۃ الایمان اور
ایضاح الحق وغیرہ کے اور اگر یہی امور مذکور حرام ہوویں تو اوس صورت میں بھی کفر فرقہ وہابیہ کا
بحکم صراط مستقیم کے لازم اور ثابت ہے پس اب چاہیے کہ خود منصف ہو کر جواب اس مسئلہ کا لکھیں
فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی کو ملحوظ خاطر رکھیں یہ ادنیٰ تعارض
ہے اہل سنت کا اور اس جماعت وہابیہ کے اسواسطے کہ مصنف صراط المستقیم کو یہ فرقہ
محدثہ مسلم الثبوت اور اپنا پیشوا اول جانتا ہے مگر ناظرین رسالہ ہذا کو چاہیے کہ اول صراط المستقیم
اور تقویۃ الایمان اور ایضاح الحق اور کلمۃ الحق اور سراج القلوب اور مائۃ المسائل اور
اربعین اور راہ سنت اور تنویر الحق اور توضیح الحق اور جواہر منظومہ اور ہجو خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی قدس سرہ وغیرہ بغور مطالعہ کریں جب معلوم ہووے کہ کسقدر اس فرقہ محدثہ
نے کس کس طرح کے سنگوفے ان کتابوں میں کہلائے ہیں اور کیا کیا کارستانیاں اپنی اوجھن پیچ
کی ہیں اور دعوی اتباع سنت اس قوم کا بھی بوجہ وجیہ منکشف ہووے لکھتے ہیں مائۃ باندھنا
شرک مورچل شرک شامیانہ شرک کشف وغیرہ کی استخارہ حرام نیوتہ اور مانیان حلال الیصال
ثواب اور عرس ایک کتاب میں حلال دوسری کتاب میں حرام اور تصور شیخ کا بیچ قول جمیل
کے جائز اور طواف قبر بیچ کتاب انتباہ کے روا اور مائۃ المسائل میں حرام اور صراط المستقیم
کے صفحہ شیوعین میں اس نہج پر ہے چون امواج جذب وکشش رحمانی نفس کاملی طالب را
در تعین بحجاب احدیت فرو میکشد زمزمہ انا الحق ولیس فی جبتی سوی اللہ ان سرسید ند
اور بعد دو چار سطر کے یہ لکھتے ہیں زنہار ہرین معاملہ تعجب ننمائی اس مقولے سے معلوم اور مفہوم
ہوتا ہے کہ مصنف صراط المستقیم کا ایک مرد شہید ہے شاید کہ یہ مسئلہ مصنف مذکور نے عالم رویا میں
یعنی خواب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یا اصحاب یا تابعین سے بگوش ہوش سنا ہوگا ورنہ معاملہ
صحاح ستہ میں نہ غیر صحاح میں ہے اور اسی کتاب میں بیچ صفحہ ۱۳ کے یہ عبارت ہے اگر کسی اتباع
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم منظور داشتہ در شب برات در مقبرہ مجمع صلحا نمودہ ادعیہ وافرہ کنند اور انجا لفظ
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تلام کردن نمیرسد اور یہاں تک کہا جماعت نقل مکروہ ست واگر قدامی باشد مکروہ ست وخواندن ورد

صدقات کے صحیح خلاصۃ الفقہ کے ہے کہ ایام عرس حضرت عمر رضی اللہ عنہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اول صد
صحیح مرقوح صلے اللہ علیہ وسلم ہدیہ اور بیع فرمان ابو ہریرہ فاتحہ کردہ اور شرح حضا
الاحیاء للاموات وصدقتهم ای صدقة الاحیاء عنهم ای عن الاموات
اموال الاموات اور کتاب عینی شرح ہدایہ وَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ الْمُسْلِمِيْنَ يَجْتَمِعُوْنَ كُلَّ عَصْرٍ فِيْ زَمَانٍ وَفِيْ
الْاَزْمِنَةِ وَيَهْدُوْنَ ثَوَابَ اَعْمَالِهِمْ وَلَا يُنْكِرُ ذٰلِكَ مُنْكِرٌ فَكَانَ اِجْمَاعًا عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ
اور اربعین میں مولوی محمد اسحٰق نے ہیات مجموعی کو یعنی جمع ہونے قرا اور حفاظ کو مکروہ لکھا ہے
اور قطب وہابیہ نے باوجود اوعائے خلافت مصنف مائۃ المسائل کے صفحہ ۱۸ تحفہ ازدیمین
مطبوعہ مطبع عبدالرحمان میں خلاف اور اوستاد اپنے کے برعکس لکھا ہے اور قائل جواز فاتحہ
اور درود کا ہے اور یہ عبارت لکھی ہے فاتحہ درود ایسی جائز ہیں چاہیے کہ پاک ہو نجاست ظاہری
اور باطنی سے انتہے سبحان اللہ فاتحہ اور درود اور اجماع کرنا قبر پر نزدیک مولوی شہید کے
جائز ہے اور نزدیک یک مہاجر کے غیر جائز اور نزدیک نائب اور خلیفہ مہاجر کے جائز خدا جانے
اس فریق نے کیا زرگری باہم قرار دی ہے عجیب یہ ہے بدعت آپ کالعین اور بدنام مسلمانوں کو
کریں اور ملا علی قاری شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں وَكَذَا فِيْ شَرْحِ الصُّدُوْرِ اَخْرَجَ الْخَلَّالُ عَنْ
سُفْيَانَ قَالَ كَانَ الْاَنْصَارُ اِذَا مَاتَ لَهُمُ الْمَيِّتُ اخْتَلَفُوْا اِلٰى قَبْرِهٖ وَيَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ ترجمہ اس حدیث کا
یہ ہے کہ صحیح کتاب شرح الصدور کے خلال نے سفیان سے یوں روایت کی ہے کہ جب کوئی مرجاتا تھا
قوم انصار کا تو وہ اوپر میت اپنی کے آمد و رفت کرتے تھے اور قرآن خوانی کرتے
اس حدیث سے حکم ہیات مجموعی اور ختم قرآن کا اظہر من الشمس ہے اور بیع اذکار کے امام نووی نے
کہا ہے اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ اَنَّ الدُّعَاءَ لِلْاَمْوَاتِ يَنْفَعُهُمْ اور بیع مشکوٰۃ کے ہے اِتَّبِعُوا
السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ قال اللہ تعالیٰ وَاسْتَغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ وقال اللہ تعالیٰ اَلَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا
وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ اب صاف صاف ظاہر ہوا کہ جمیع وہابیان مخالف قرآن و
حدیث اور اجماع کے ہیں پس اس صورت میں اہل سنت کو اس قوم سے اجتناب لازم بلکہ الزم ہے اور
احتراز ان طلباء سے مسلمانوں پر فرض ہے کسو اسطے کہ یہ فرقہ وہابیہ حلال کو حرام اور حرام کو

ضلال قرار دیتے ہیں اور خلاف اجماع کہتے ہیں اب امید خدا تعالے سے قوی ہے کہ بعد دریافت
اور تحقیق کرنے اس مسئلے کے کوئی اہل اسلام ہرگز عمل سنت کا اور بقول ان نامرادوں کے
کلمہ ایمان بد اعتقادوں کے اعتماد نہ کریگا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ اور صراط المستقیم
میں جناب اور جناب اوسکا قدر لکھا ہے کہ بیان اوسکا محرر قلم سے باہر ہے اور اس بندہ ناچیز کے
لیے کوئی راہ سبب نہیں ہوتا ہے مگر لاچار واسطے ناظرین رسالہ ہذا کے ایک لطیفہ صراط المستقیم
اس رسالے میں درج ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ مولوی اسمٰعیل شہید صراط المستقیم میں بیان فرماتے ہیں کہ
روزے حضرت حق جل وعلا دست راست ایشان را یعنی دست راست سید احمد صاحب را بدست
خاص گرفتہ وچیزے رازامور قدسیہ کہ بس نفیس بود پیش روے حضرت ایشان کردہ فرمود
کہ ترا ایں چنیں دادہ ام وچیزہاے دیگر خواہم داد تا آنکہ شخصے بجناب حضرت امداد صاحب
بیعت نمود حضرت دران ایام علے العموم اخذ بیعت نمیکردند بناء علیہ ملتمس آنشخص را ہم قبول
نفرمودند آن شخص مایوس شدہ الحاح کرد حضرت ایشان بآن شخص فرمودکہ یک دو روز توقف باید کرد
بعد ازاں ہرچہ مناسب وقت خواہد شد بہان طور عمل خواہد آمد تا حضرت ایشان را بر استغفار متنبہ ساختند آن
بجناب حضرت حق متوجہ شدند وعرض نمودند کہ بندہ از بندگان تو استدعا میکند کہ بیعت
بمن نمایند وتو دست مرا گرفتہ وہر کہ درین عالم دست کسی را میگیرد وپاس دستگیری میکند
میگیرند واو صاف ترا باخلاق مخلوقات ہیچ نسبتے نیست پس دران چہ منظور ست
ازان طرف حکم شد کہ ہر کہ بر دست تو بیعت خواہد کرد گو لکہا باشند ہر یک را کفایت خواہم کرد
القصہ امثال واشباہ این معاملات صدہا درپیش آمد انتہے یہ عبارت فارسی صراط المستقیم
کی بمعنے نقل کی ہے واسطے ایک نکتہ لطیف کے وہ یہ نکتہ ہے کہ مولوی اسمٰعیل نے
اپنے پیر کو فضیلت اور ترجیح اوپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دی ہے کسواسطے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام عمر میں نسبت ہمکلامی کی خدا سے بیچ شب معراج کے میسر آئی اور بیچ روایت
صلے اللہ علیہ وسلم کے اختلاف صحابہ کا ہے بخلاف میر صاحب پیر شہید مذکور کے بشہادت شہید کے یہ معاملات
صدہا درپیش آئے ہے بسبب مولوی اسمٰعیل کے کہ پیر ایسا ملا کہ جسنے درجہ نبی پر حوق رکھتا ہے
فَلَا تَكْفُرُوْا وَلَا تَنْسَوْا يَا اَهْلَ الْبَاطِلِ هٰذَا الْفَضْلَ مِنَ الشَّهِيْدِ اور حضرت میر صاحب کو

طالبان خاندان محمدیہ اور خوشہ چینان خاندان محمدیہ سے بھی طلبا ہوا لہذا اخفا
کرنے کے وقت ہیبت کے فرماتے ہیں کہ ہم نے مجلو مرید کیا خاندان محمدیہ مجددیہ اور
چشتیہ وغیرہ کے اتنے کمالات مجتمع ہونا یہ بھی ادنے فاضلہ کمالات ثبوت سے ہے اور یہ بھی
صراط المستقیم میں سے عنایت و تربیت بزرگانی بلاواسطہ احدے متکفل حال ایشان شد
کہنے اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نام اس خاندان کا خدائیہ ہووے نہ محمدیہ کسواسطے
کہ یہ خاندان بلاواسطہ غیر کے میر صاحب کو عطا ہوا نہ بتوسط پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے پس اسصورت میں
قطعی مخلف کی معلوم ہوتی ہے ورنہ نام خدائیہ رکھتے نہ محمدیہ قولہ اما الافات التی تعتبر
لو فاتفی زماننا کہتا ہوں میں حضرت مقدسات مجیبان نے وم حالتہ تحریف اس عبارت
میں کی ہے کہ رونگٹے بدن پر کھڑے ہوتے ہیں اور روافض ایسی تحریف سے حذر
کرتے ہیں کسواسطیکہ عبارت قول جمیل کی بعد انہ مذموم نہ ہووے کے یہ ہے فالقصص
ان یذکر الحکایۃ النادرۃ ویبالغ فی فضائل الاعمال وغیرہا بالیس بحق خلاصہ معنی اس عبارت
کے یہ ہیں کہ جو قصے مذمومہ اور مضبوحہ ہوں اور وہ قصے کہ اصلا سچے نہوں یہ حضرات منکرین اس
عبارت قول الجمیل کو مثل شیر مادر کے غٹ غٹ کر کے پی گئے اور ہضم بھی کر گئے اور
عبارت اما الافات کی بعد دو تین ورق کے آئی ہے اوس عبارت کو واسطے
ثبوت دعوی اپنے کے بے محل چھپکایا اگر حق ملحوظ ہوتا تو یہ اشارہ کرتے الی ان قال اور لفظ
اما کا کہ بیچ عبارت اما الافات کے ہے درست نہیں بنتا ہے مگر حسب وقت کہ اول حقیقت مذمومات کی معلوم
ہووے کسواسطیکہ لفظ اما کا واسطے تفصیل ما اجملہ کے ہے اور غرض تحریف سے ان
بیچبون بے تمیزون کی یہ ہے کہ حق باطل اور راست عاطل ہووے اور تفرقہ مسلمانون میں
پڑے قولہ فمنہا عدم تمیزہم بین الموضوعات وغیرہا بل غالب کلامہم الموضوعات و
الخرافات وذکرہم الصلوات والدعوات التی عدہا المحدثون من البدعات ومنہا قصصہم
کہ بلا والوفات کہتا ہوں میں ذکر کرنا قول صاحب جمیل اور اما الآفات کا الخ بیچ حق منکرون
کے سم قاتل اور زہر ہلاہل ہے بہت وجہونے اول یہ کہ ثبوت حرمت شہادت کا کچھ اس عبارت
سے تعلق نہیں رکھتا ہے کسواسطیکہ مولوی شاہ عبدالعزیز اور مولوی رشید الدین خان صاحب

موضوعات ہین ان علما کو ادراک کامل حاصل ہے چنانچہ منکرین ہی اس بات پر قائل ہین
اور دوسری دلیل یہ ہے کہ فرض کیا جائے کہ بیان شہادت ہین آفت و حرمت مساوی ہو تو
مولانا شاہ عبدالعزیز نے حکم صاحب قول جمیل کا صاف رد کیا ہے کسواسطے کہ تحریم ہین بیان
شہادت کا فرمایا کرتے ہے چنانچہ عبارت خط مولانا سے کہ بنام علی محمد خان صاحب رئیس رامپور
کے لکھا تھا اوس سے صاف بیان شہادت کا کہلا ہوا ہے عبارتہ ہکذا اور تمام سال و مجلس
ورفاتہ فقیر منعقد میشود و مجلس ذکر وفات شریف و مجلس ذکر شہادت الخ اور تسیری
وجہ یہ ہے کہ مولوی ولی اللہ صاحب طواف قبر کا جائز فرماتے ہین اب چاہیے کہ تمام دنیا
ہر روز طواف قبور پدر و مادر اپنے کا کیا کرین کہ حکم اونکے مجتہد کا ہے اور یقین ہے کہ منکر
تاریکی شب مین مثل شب روان کے خفیہ طواف قبور کا عمل مین لاتے ہین کسواسطیکہ یہ فرمان
پیر کے پیر کا ہے اور مولوی ولی اللہ صاحب بیچ انتباہ کے بیچ کشف احوال قبور کے یون فرماتے
ہین عبارتہ ہکذا چون بمقبرہ درآید دوگانہ بروح آن بزرگوار ادا کند اگر سورہ فتح یاد باشد در اول رکعت
سورہ اخلاص پنج بار بخواند بعد ہ قبلہ را پشت داده بنشیند یکبار آیۃ الکرسی و بعضے سورت تا کہ
در وقت زیارت میخواند چنانچہ سورہ ملک وغیر ذلک بخواند و ختم کند و تکبیر گوید بعد ہ منعت کرت
طواف کند و در اثنا تکبیر بخواند و آغاز از راست کند بعد ہ طرف پایان رخسارہ نہد و بیاید و بر
میت بنشیند و بگوید یا رب بست و یکبار بعد ہ اول طرف آسمان بگوید یا روح و در دل قرب
کند یا روح تا دام کہ انشراح یابد این ذکر کند انشاء اللہ تعالے کشف قبور و کشف ارواح
حاصل آید اور مولوی ولی اللہ صاحب یہ بھی فرماتے ہین کہ ظہور و جو دنبی کا بعد سید المرسلین کے
نہین ہے پس اب فرقہ محمدیہ وہابیہ پر لازم اور فرض ہے کہ اتباع اور اقتدا ایسے پیر کی کرین
اور طواف قبر کا اور فاتحہ کرنا اور درود اور حفظ عرسون مشائخ کا درست جانین اور حلق کرانا
کرین اور اقرار اسکا بھی کرین کہ کوئی نبی بعد حضرت کے نہین ہے اور بموجب قول صاحب
صراط المستقیم کے وابتغوا الوسیلۃ الی المرشد اول یہ مریدان اتباع داد پیر کی
کرین بعد ازان اقرار اور قبول کرنے ان جمیع مسائل کے انکار اور حرمت شہادت حضرت حسین کا فرماوین تا کہ

شل مشہور خود و دیگر ے از شیعت کے ہنود ین اور اوشی گنگا نہ بہاوین تو لہ موجب آفات
مزافات از ارتکاب امور منہی عنہا مانند نوحہ و شیون و ماتم و شور و گریہ کہتا ہون مین کہ اس عبارت
کے تحریف و تحریف فرقہ محدثہ سے واقع ہوئی ہے کسواسطیکہ ہم سنیون کا یہ طریقہ
نہین ہے چنانچہ تصریح اور تشریح اسکی مذکور بالا ہو چکی ہے ہان گریہ باعث رقت القلبی کا
ہے البتہ اہل تشن سے ظہور مین آتا ہے بسبب اتباع سنت کے کسواسطیکہ پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم وقت بیان شہادت کے روے ہین پس جو گروہ امر سنت کو خرافات جانے بیشک وہ جماعت پر
ملامت نافرجام اور ناسر انجام ہے اب دلائل رونیکے اوپر شہادت حسین علیہ السلام کے احادیث
سے مندرجہ رسالہ ہذا ہوتے ہین اول حدیث اخرج البیہقی عن علی بن مُسہر قال حدثنی
جدّی قالت کُنتُ ایام قتل الحسین جاریۃً شابۃً فکانت السملۃ ایاما تبکی حدیث دوم
اخرج ابو نعیم فی دلائل عن ام سلمۃ قالت الجنّ تبکی علی الحسین وتنوح علیہ اور حدیث دیگر
کی عن انس قال دخلنا علیہ بعد ذلک وابراھیم یجود بنفسہ فجعلت
عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تذرفان فقال عبد الرحمن بن عوف وانت
یارسول اللہ فقال یا ابن عوف انہا رحمۃ ثم اتبعھا فقال ان العین تدمع والقلب
یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا بفراقک یا ابراھیم محزونون ثم قال انہ مہما
کان من العین ومن القلب فمن اللہ عزوجل ومن الرحمۃ وما کان من الید
ومن اللسان فمن الشیطان وعن ابی ھریرۃ قال زار النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر امہ فبکی وابکی من حولہ
اب حق تعالے سے امید قوی ہے کہ من بعد کوئی شخص نسبت حرمت کی اوپر رونے حسین کے
نکرے گا کسواسطیکہ رونا احادیث سے ثابت ہو چکا مخالف احادیث کا برابر فرعون کے ہے
بلکہ زیادہ اوس سے اور داخل زمرہ اہل سنت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ہوگا پس جس صورت
مین گریہ اور حزن پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور ام سلمہ وغیرہ کا بلاشبہہ حدیث سے ثابت ہوا اب یقین خدا
سے ہے کہ من بعد کوئی مسلمانون سے یہ کلمہ نہ کہے گا کہ شہید ہونا حضرت حسین علیہ السلام کا موجب
گریہ اور غم کا نہین ہے اور جو کوئی باوجود اس سند کے پھر بجہالت سے یہ کہے کہ قتل حسین
علیہ السلام کا موجب خوشی کا ہے نہ باعث غم کا تو اس صورت مین قائل خوشی

کو مصداق مصرع ہذا کا جانین مصرع مخالف نبی کا ہے دشمن خدا کا ۔ قولہ لیکن بسبب
بیان این قصہ باوجود فرط محبت باہل بیت ثبوت در قرون ثلاثہ نبود الخ کہتا ہون مین یہ قول
منکرین شہادت کا بہت پوچ اور واہی ہے کو اسطیکہ اگر مراد ان منکرین کی اس عبارت
سے یہ ہے کہ بیان حال شہادت کا قرون ثلاثہ مین مطلق نہ تہا تو یہ محض پر غلط ہے اس دلیل
سے کہ جو بیان شہادت کا قرون ثلاثہ مین نہین تہا تو یہ بیان شہادت
کا ہم تک کیونکر پونہچا اور صاحب مواہب اور شیخ عبد الحق اور مولانا شاہ عبد العزیز
وغیرہ نے کہان سے اپنی کتابون مین لکہا اور اگر اس عبارت سے یہ معنی مذکور
بالا مراد نہین ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ کسی نے خاص روز عاشورہ کو بیان نہین کیا
جواب اسکا یہ ہے کہ یہ امر اجتہادی تمہارا مستلزم حرمت بیان شہادت کا نہین ہوتا
ہے والا اس دلیل سے لازم آوے حرمت تعین مذہب ائمہ اربعہ اور حرمت وہ وردہ
حوض کی اور لازم آوے حرمت خاندان محمدیہ اور مجددیہ کی اور حرام ہونا نماز کا
عقب امام نوکر کے اور لازم آوے حرمت بناے مسجد سہ برجہ اور دو مینار اور مصلاے
سنگ مرمری کی اور لازم آوے حرمت ہدایہ اور حرمت تصنیف کتب احادیث کی
اور لازم آوے حرمت بناے تکبر اور حرمت اسم خدا کی کہ لفظ فارسی کا ہے بلکہ حرام
کہنا اس کلمے کا کہ شہادت حرام ہے قول غزالی اور صراط المستقیم سے کیا ابھی حرمت
تعین کی اپنی عقل ناقص سے نکالی کہ دین کو برباد کیا قولہ نقلا قال الشیخ شہاب الدین
ابن حجر التمیمی المکی فی الصواعق المحرقۃ اعلم انّ اُصیبَ بہ الحسینُ رضی اللہ عنہ فی
عاشورا انما ھو ھو الشہادۃ الدالۃ عن مزید خطرہ ورفعۃ درجتہ عند ربہ والحاقہ ببدرجات
اھل بیتہ الطاھرین فمن ذکر ذلک الیوم مصائبہ لا ینبغی ان لا یشتغل الا بالاسترجاع
کہتا ہون مین کہ کیا حماقت منکرین کی ہے کہ دلیل حرمت شہادت کی وہ لائے
جو مفید اہل تسنن کے ہے اور نہین جانتے کہ اس دلیل سے یہ مثل اسپر راست آوے
کہ جب گیدڑ کی شامت آوے طرف شہر کے بہاگے کو اسطیکہ صاحب صواعق یہ آواز بلند
پنج حق ان بیہوشان کے فرماتا ہے کہ اگر کوئی اہل سنت ذکر شہادت روز عاشورہ

کرنا بیان کرنے البتہ بیچ اوس روز اور اوس وقت کے ساتھ ذکر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ
کے مشغول ہووے جیسے کہ ہم اہل سنت بعد بیان شہادت اِنَّا لِلّٰہِ پر رہتے ہیں
اور ایصال ثواب بشیرنی وغیرہ مع کلمہ درود اور فاتحہ کرتے ہیں نہ مثل وہابیون اور
خارجیون کے خوشحالی اور شادی کرتے ہیں پس قول صاحب صراط حق ہمارے
کہنے راست اور درست ہے نہ بیچ حق منکرین کے سبحان اللہ بازار جاہلون کا کساد گرم
ہے العظمۃ للہ اور ذکر اولیا اور تعریف اور توصیف علماے حق سے نہایت حسد
کرتے ہیں اور ہجو اونہون کی چھپواتے ہیں اور اپنی محفلون میں پڑھواتے ہیں اور
جاہلون کو اولیا کی طرف سے ورغلاتے ہیں چنانچہ ازان جملہ ایک ہجو حضرت خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی اور ایک ہجو مولوی رشید الدین خان کی اور ایک ہجو اس
فقیر کی ہے جانا چاہیے کہ وہابی جو ذکر شہادت اور مولود اور فاتحہ اور
درود اور تعین یوم وغیرہ کو حرام کہتے ہیں غرض اون کی اوس کہنے سے یہ ہے
کہ جمیع اہل سلف اور خلف خواہ غوث خواہ قطب خواہ علما ان سب کو بدعتی جانیں اور نام
اولیاے مثل ہمارے بیزار ہیں خاصہ اس فرقۂ محدثہ کا یہ ہے کہ در پردہ سنت ذکر
ریاضت اور عبادت اولیاے اوسقدر تنفر کرتے ہیں کہ تحریر سے باہر ہے اولیا
تو کجا خاص ذکر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو مکروہ جانتے ہیں پھر دعوا اتباع سنت کا کرتے
ہیں کوئی اہل فہم وقت ادعاے سنت کے اس گروہ محدثہ سے نہیں کہتا کہ دعوا اتباع
سنت کا کرتے ہو اور ذکر صاحب سنت کو مکروہ کہتے جاتے ہو اور شفاعت سے منکر ہو اور
ایصال ثواب کو بدعت فرماتے ہو کہانا فاتحہ کا نگل جاتے ہو تمہیں شرم نہیں آتی سبحان اللہ
قول کچھ فعل کچھ غرض کہ کل وہابی مثل گندم نما اور جو فروش کے ہیں خدا کسی مسلمان کو انکی
دام میں نہ پھساوے بڑے مکار عذار ہیں رسالہ تحفۃ الطالبین میں نام غزالی اور صواعق
اور شیخ عبدالحق کا بدنام کرتے ہیں آخرت اپنی گندی کرتے ہیں کسواسطیکہ وہ تو سب کے
سب اپنی اپنی کتابون میں بیان شہادت اور مولود اور اذکار اور درود اور سماعت اموات
اور فیض ارواح اور استمداد کا لکھتے ہیں یہ گروہ محدثہ بسبب بیحیائی اور غریب کے نام

ان جملہ کا بیچ رسالے اپنے کے ناحق داخل کرتے ہین اور در باطن اونکے دشمن ہین کسواسطیکہ
سب صالح سند ہی اونکے خلاف علماے اہل سلف کے ہین اور کرامت اولیاء اللہ سے بدل منکر
اور زبان سے مقر ہین قولہ امام غزالی در بعضے تصانیف خود بیان شہادت قصہ کربلا از منہیات
شمردہ کہتا ہون مین یہ سند لانی منکرین کی باب حرمت شہادت مین بہت بیجا ہے
بچند وجہ وجہ اول یہ ہے کہ یہ عبارت غزالی کی بدون تصرف کے نہین ہے مجیب نے
صرف بجہت غزالی پر کی ہے کسواسطیکہ حوالہ کسی کتاب کا بکمال ترکی افترا ان مفتریون کی تمام
ہوئی وجہ دوسری یہ کہ فرض کیا ہمنے کہ یہ افترا نہین ہے لیکن غزالی نے بیچ اسبات
کے کوئی سند امام اپنے کی یا غیر امام سے نقل نہین کی پس لائق اعتبار کے نہین ہے
وجہ تیسری یہ ہے کہ کیمیاے سعادت مین غزالی فرماتے ہین مقام سوم در سماع حرکت و
رقص و جامہ دریدن و زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما گفت کہ تو برادر مولاے مائی و از شادی
رقص کردی پس سیکو مسکوید کہ این حرام ست خطا میکند پس اب مجیب کو چاہیے بحکم غزالی
کے مجلس سماع مین حاضر ہووے اور رقص کرے اور وجد مین آوے اور بعضے مزامیر
سنے کسواسطیکہ مجیب نے غزالی کو مستند اپنا جانکر اوس عبارت متصرفہ کو دلیل قول اپنے
کی لایا وجہ چہارم وہ کہ مجیب عبارت غزالی کی بیچ سوال کے یہ لایا، فَاِنَّهٗ مُهِيْجٌ اِلَى بُغْضِ
الصَّحَابَةِ وَالطَّعْنِ فِيْهِمْ محض غلط ہے کسواسطیکہ یہ قول درمیان قتل حسین علیہ السلام اور بعض صحابہ
کے کچھ علاقہ نہین رکھتا ہے کجا قتل حسین کجا بعض صحابہ خدانخواستہ کیا کوئی اصحاب سے ہمراہ لشکر
یزید کے تہا کہ ذکر شہادت کا باعث بعض اصحاب کا ہووے کیا کسینے اچھا کہا ہے ع عالم نے رہے
ہین مسلمان نئے نئے ۔ پانچوین یہ کہ علماے عالیشان اور ائمہ عالی مکان نے بیچ کتب اپنی کے ذکر
شہادت اور دلالت کا بکمال زور شور کے کیا ہووے تو اسصورت مین قول غزالی لائق سماعت
اور اعتبار کے نہین ہے قولہ اہانت اہلبیت باشد کہتا ہون مین یہ خیال خام بدانجام ہے کسواسطیکہ
وقت شہادت کے ایسی جرأت حضرت حسین علیہ السلام نے اور اونکے اصحاب کی ہے
کہ اور ضعیف روزگار کے نفس کا بحر ہے اور حال صبر اور توکل کا باوجود قتل اولاد کے وہ ہے کہ مصداق
وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ ہووے اور یہ اوقت معند خلاف کتاب اللہ اور مظہر ترک سنت رسول اللہ کے نہ ہونا کسقدر مقبول خدا

[illegible] اور یہ تمام امور اتباعی نہیں جانتے کہ بیان شہادت مین کیا جاتا ہے بلکہ
[illegible] ہے کہ سوائے جمیع اقوال اور افعال حضرت رسالت مآب کے عین سنت ہین پس اگر اس
[illegible] بیان کرنا عالی عبادت سے نہین ہے اور جو کہ انہین کہ سر مبارک سے بعد شہادت کے
[illegible] ہین کہ وہ روز عاشورہ کو اوسقدر بیان ہوتی ہین کہ دل خارجیان اور متعصبان بدعتقاد
[illegible] ہوتا ہے اور وہ یہ کہ انہین ہین کہ کلام کرنا سر مبارک کا اور اسلام لانا یہودیون کا اور آنا
[illegible] احزان کا واسطے زیارت سر مبارک کے اور بالفرض محال بحکم مصرعہ ہذا کے ع ہر عکس نہند نام
[illegible] کافور یہ مذکور شہادت آیات ہی مگر اسصورت مین منکرین کو چاہیے کہ تفسیر سورہ اعراف
[illegible] مطالعہ کرین کہ موسے علیہ السلام نے توریت زمین پر پھینکی اور ریش ہارون نبی کی کھینچی اور
[illegible] وہ اسکے کفار عرب نے درعین نماز آنحضرت سے بے ادبی کی اور حضرت فاطمہ علیہا السلام
[illegible] نے آکر کفار کو دشنام دہی کی اور کفار نا لائقون نے اوپر سر ابوبکر رض کے نعینین مارین اور ریش
[illegible] کھینچی اور کہا ابوبکر نے اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ اور پانی مانگنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
[illegible] اہل طائف سے اور نہ دینا پانیکا اور حال نوٹرنا دندان شریف کا دن احد کے اور خاک آلود ہونا جناب
[illegible] سرور صلے اللہ علیہ وسلم کا اور بہا گنا صحابہ کا جیسے کہ صحاح ستہ کے ہے وے اور پران ان علمون
[illegible] اور بدفہمون اور دشمنان خدا کے کہ بیان شہادت کو اہانت قرار دیتے ہین اور اہانت کے پردے
[illegible] مین دشمنی اہل بیت سے کرتے ہین باوجود اس گمراہی کے پھر دعوی اتباع سنت کا کرتے ہین خدا
[illegible] بچاوے مسلمانون منافق صفت اور عالم صورت جہالت سیرت سے قولہ سوال مجلس متعارف
[illegible] یعنی مجلس مولود کہ در شہر ہا مے شود جائز و مستحب یا بدعت و مکروہ جواب انعقاد مجلس یعنی محفل مولود
[illegible] در ین شہر ہا میشود بدعت و مکروہ ست کدامی دلیل از دلائل شرعیہ یعنی کتاب و سنت و اجماع
[illegible] و قیاس ثبوت این قائم نیست و ہر امر کہ چنین باشد آن بدعت سیئہ و نامشروع و ادنے درجہ
[illegible] بدعت سیئہ و غیر مشروع مکروہ ست کہتا ہون مین یہ امر مستحسن یعنی بیان مولود نبی مسعود صلے
[illegible] اللہ علیہ وسلم کا نام محدثین اور سائر فضائل امام نووی شارح صحیح مسلم و جلال الدین سیوطی اور
[illegible] صاحب سیرت شامی اور قسطلانی اور عسقلانی اور ماوردی اور ابوالخیر سخاوی اور علامہ طغرل
[illegible] اور جلال الدین اور علامہ ظہیر الدین وغیرہم اور تمامی اہل حرمین سے ثابت ہے بدعت اور مکروہ

[illegible] جواب [illegible] اور [illegible] ولادت کے [illegible]
[illegible] ہے ان شاء اللہ الجواب [illegible] بعینہٖ [illegible] کی [illegible]
[illegible] اور [illegible] بیان [illegible] سے واقع ہوتے ہیں اور نہ بیان حرمت [illegible]
[illegible] پیش آتے ہیں بالبتہ یہ [illegible] کی بھی ہمزبان اونکے [illegible] فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے من تشبہ بقوم فھو منھم اب ختم ہوا یہ رسالہ اور پر ایک [illegible]
ہر کسان اور زاہد و ہندگان دشمن حسین سے کہتا ہے اور قول اوسکا نوش اس نقش کے ہے

تنبیہ مفید لمحفظ الادیب

وہ یہ ہے کہ جو حضرت مجیب نے ارقام فرمایا ہے جواب باصواب اور مضمون لاجواب ہے اور محافل مولود وغیرہ اسی قبیل سے ہے جیسے کہ تذکرہ اہل بیت کا موسم خاص مین بیان کرنا مکروہ اور نامناسب ہے لکھتا ہون بن سحبان اللہ اس مہر کر خوالے نے کسقدر ریافت بلکہ جہالت کو کام فرمایا ہے کہ تحریر سے باہر ہے اول یہ کہ رسالہ تحفۃ الطالبین زبان فارسی مین ہے اور جناب عبارت ہندی مین لکھتے ہین دوسرے یہ کہ لکھتے ہین جواب باصواب اور مضمون لاجواب ہے یعنی بلاشبہہ ذکر شہادت حرام ہے اور یہی بیان مولود بدعت سیئہ بعد لکھتے ہین کہ تذکرہ اہل بیت کا موسم خاص مین بیان کرنا مکروہ و نامناسب ہے اول حرام فرمایا ہے من بعد مکروہ و نامناسب ارشاد فرماتے ہین شاید کہ وحی آئی ہو تیرے پہ کہ فرماتے ہین تذکرہ اہل بیت کا موسم خاص مین اس قید سے مکروہ بھی ممنوع کیا کسواسطے کہ یہ عبارت صاف دلالت کرتی ہے کہ تذکرہ اہل بیت بشرط عدم موسم خاص جائز ہے یقین واثق ہے کہ بلاشبہہ حضرت جبرئیل نے بصورت دحیہ کلبی آکر الہام کیا ہوا الحمد للہ دعوے بثوت مع معجزات جناب کے تمام ہوا اور جو اسکے کسی طرح کچھ تردد اور کوئی تامل نرہا اور یہی دعوا مجیب کا ساتھ شہادت جواب باصواب حضرت کے اختتام ہوا اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ اللھم ارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ

ماشاء الله لا قوة الا بالله

هزاران هزار شکر و سپاس ایزد تعالی و تقدس کین رساله بهیجه در جواز عرس و چهلم و نتیجه مسمی به

نتیجه

۱۳۰۶

از تصانیف معضلات صاحب تحقیقات جناب مولانا حکیم وکیل احمد سکندرپوری حفظه الله عن الشر المعنوی والصوری

در مطبع محمدی واقع حیدرآباد طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خدائے تعالیٰ کو جو مُردون کو جلاتا ہے منزلِ اوّل مین جسے قبر کہتے ہین اُنکو آزماتا ہے
کسیکو سعید کسیکو شقی بناتا ہے۔ کسیکو بہشت کسیکو دوزخ کا موعود فرماتا ہے۔ درود محمد مصطفےٰ پر
جنکی رسالت و نبوتِ حقہ کا سوال مُردون سے کیا جاتا ہے۔ جو شخص اقرار کرتا ہی وہ بہشتی
قرار پاتا ہے وعلیٰ آلہ وصحابہ اجمعین بعد حمد وصلوٰۃ کے کہتا ہے فقیر حقیر سراپا تقصیر
وکیل احمد سکندرپوری غفر اللہ لہ ولوالدیہ واحسن الیہما والیہ کہ اس زمانے مین جو
چل رہا ہی بعض حضرات کو طریقۂ مروجۂ صدقۂ اموات کی حرمت پر سخت اصرار ہے جسی یہہ
لوگ صیقلِ زبان خیال کرتے ہین مگر بیچاری مُردون کا خون ہوا جاتا ہے یہ بیہودہ قیل و
قال انکو ایسے ثواب سے محروم رکھتا ہی جسکے وہ مستحق ہین اسلئے مینے یہ مناسب خیال کیا کہ جو اِنکے
تیجے مین ایک رسالہ مستقلہ جسکا نام **نتیجہ** ہو اُردو زبان مین لکھا جاے جس سی اسکی اہلیت
لوگون پر کھل جاے پھر لوگ دل کھول کے ایصالِ ثواب مین کوشش کرین اور منکرین کے
کہنے سے وہ مردون کو ثواب سے محروم نرکھین یہ کیسی قساوتِ قلبی ہے کہ ایک عزیز زیادہ سے

جبکی عالم حیات مین سو طرح کی خاطر کرتے تھے جب مر گیا تو اُسکے مال کو دبا بیٹھے اور اُسکی
سطلق پروانہ کی کہ وہ بیچارہ کس مصیبت مین مبتلا ہے اگر کسینے یاد بھی دلایا تو اُونٹھ کر گردن
پھیر لی حالانکہ رحم یا محبت کا مقتضے یہ تھا کہ جسطرح عالم حیات مین اُسکی خاطر کرتے تھے بعد انتقال
کے متعدد طریقے سے اُسے ثواب پہنچاتے تاکہ عالم برزخ مین جسمین وہ مدد کا بہت محتاج ہے
اُسکو ان اقربا یا احباب سے ایسی مدد پہنچتی جس سے اُسکو ایک قسم کا فائدہ حاصل ہوتا قرآن و حدیث و
کلام ائمہ مجتہدین مین کہین ایصال ثواب مالی یا بدنی کی ممانعت نہین پائی جاتی بلکہ احادیث
مین تحریص و تشویق مذکور ہے فقہاء معتبرین کے کلام مین بھی کہین اسکی نہی دیکھنے مین نہین آئی
اگر کسینے ممانعت لکھی ہے تو اُسمین کچھ نہ کچھ قید لگائی ہے جس سے نتیجہ یا یوں کہین کہ ایصال ثواب
مالی یا بدنی کے جواز کا انکار نہین ہو سکتا البتہ صاحب نصاب الاحتساب نے بہت سی وجوہ تحریر کیے
ہین جنکا بطلان ادنی تامل سے ہو جاتا ہے مجھکو بڑا تعجب یہ ہے کہ منکرین جب ممانعت کی وجوہ بیان
کرتے ہین تو آخر الامر گھبرا کر جواز کے قائل ہو جاتے ہین اور کسی کتاب مین کچھ لکھتے ہین کسی مین
کچھ دلیل جو بیان کرتے ہین وہ کچھ دھاگے سے بھی کمزور۔ اب مین چاہتا ہون کہ پہلے ایصال ثواب کا
طریقہ مروجہ بتاؤن پھر منکرین کی تقریر پریشان لکھ کے ایک ایک کا جواب دون پھر
نصاب الاحتساب کی وجوہ بیان کر کے انکا جواب لکھون اُسکی بعد فقہا کا کلام لکھ کے اُسکی معنی
بتاؤن تاکہ معلوم ہو جائے کہ بے سمجھی ہوے اُسکی استدلال کیا جاتا ہے اور اُسکی تائید مین فقہا کے
کلام تحریر کرون اُسکے بعد اس بات کو ثابت کرون کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے
یہہ طریقہ چلا آتا ہے خیر القرون مین جب کوئی مرتا تھا فقرا کو ایصال ثواب کے لئے
کھانا کھلاتے تھے۔ پھر یہہ بیان کرون کہ طعام موتی کا اغنیا کو کھانا جائز ہے۔

پھر چند مسائل ملحقہ بیان کر کے رسالہ کو تمام کرون

پہلا باب تیجے وغیرہ کی کیفیت میں

معمول یہ ہی کہ جب کوئی شخص جاتا ہی اسکے اعزہ یا احباب بعد دفن کے غلہ پیسے کوڑیاں گورستان میں فقرا کو دیتے ہیں ذی مقدور روپے آبی روغنی روٹیاں قرآن شریف دلائل الخیرات اہل احتیاج کو دیتے ہیں بیشتر موتی کے کپڑے اور مستعمل اسباب بھی خیرات دئے جاتے ہیں پھر روز آنہ غلہ یا کھانا پکا پکایا اپنی استطاعت کے موافق فقرا پر تقسیم کرتے ہیں تیسرے دن کچھ لوگ مردے کے ورثہ کے گھر یا کسی مسجد میں عام ازینکہ وہ اسی گورستان کے قریب ہو جسمیں وہ میت مدفون ہے یا اس سے دور ہو جمع ہوتے ہیں انمیں جو لوگ قرآن پڑھنے پر قادر نہیں ہوتے وہ جنے پر سورہ اخلاص یا کلمہ طیب پڑھتے ہیں جو لوگ پڑھے لکھے ہوتے ہیں وہ قرآن شریف پڑھتے ہیں چونکہ اتنے قدر قرآن شریف کا مہیا ہونا دشوار ہوتا ہے کہ ایک ایک آدمی کو دیا جاوے اسلئے تیس پارہ جدا جدا مجلد ہوتے ہیں ایک ایک پارہ ایک ایک شخص کو دیا جاتا ہے جب ایک ختم ہوتا ہے تو پھر اکٹھا کر کے تقسیم کرتے ہیں اور کہیں دو دو چار چار قرآن شریف کے علیحدہ علیحدہ پارے جلد بندے ہوئے ملجاتے ہیں تو ایک ہی بار کی تقسیم میں دو دو چار چار ختم ہوجاتے ہیں جو لوگ آتے جاتے ہیں انکو قرآن شریف کے پارے دے جاتے ہیں یہ قرآن خوانی اسوقت تک ہوتی ہی جبتک اسکی ورثہ خیال کرتے ہیں کہ لوگوں پر بار نہیں گزرتا ہی جب یہ خیال ہوتا ہے تو پھر پارے تقسیم نہیں کئے جاتے اگر کسیکے پاس کوئی پارہ رہجاتا ہے تو وہ تکمیل کر دیتا ہی نہیں تو وہ کسی حافظ یا ایسے ناظرہ خواں کو دیتا ہی جو تیز پڑھتا ہے تاکہ وہ جلد تمام کردے اگر اس مجمع میں کوئی شخص ایسا نہیں ہوتا تو وہ قرآن شریف کو بیچ دیتا ہے پھر پنج آیت پڑھی جاتی ہے اور بعد ایصال ثواب فاتحہ خوانی کے مجلس برخاست ہوتی ہی کبھی حاضرین کو پان تقسیم ہوتا ہے کبھی خوشبو اور مٹھائی سامنے لائی جاتی ہے عام ازینکہ

کوئی لے یا نہ لے کبھی فقرار و اغنیا کو کھانا کھلاتے ہیں کبھی صرف فقرا کو کھانا کھلاتے ہیں
اور اغنیا کے مکانوں پر کھانا بھیجدیتے ہیں یوں تو چالیس دن تک برابر فقرار کو کھانا دیتے
ہیں مگر دسویں بیسویں چالیسویں کو زیادہ فقرار کو کھلاتے ہیں بعض لوگ چالیسویں کو غنیا کو
بھی کھانا کھلاتے ہیں یا اُنکے گھروں میں بھیجدیتے ہیں ششماہی و برسی میں بھی فقرا کو کھانا
کھلاتے ہیں کبھی غنیا کے گھر بھی بھیجتے ہیں پھر ہمیشہ ہر سال اُس موتی کا عرس کرتے ہیں
یا ہر سال کچھ نہ کچھ پکا کے فقرار کو کھلاتے ہیں یا غنیا کو بھی کھلاتے ہیں ایصالِ ثواب میں
ان ایام کی تخصیص اس وجہ سے نہیں کیجاتی ہے کہ بہ نسبت اُن دن کے جو اُسکی قبل ہے یا بعد
آئیگا ثواب زیادہ ملتا ہے بلکہ تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ صاحب مصیبت کی تعزیت تین دن
تک کیجاتی ہے اُسکے بعد تعزیت مکروہ ہے ایسی صورت میں اگلے بزرگوں نے یہ خیال کیا کہ
پہلے دن جسدن موتی کو دفن کرتے ہیں اکثر اقربا و احباب حاضر آتے ہیں اور تعزیت کر جاتے
دوسرے دن بھی اہلِ مصیبت کے بعض احباب آتے ہیں اور ادائے تعزیت کرتے ہیں خصوصاً ایسے
لوگ جنہیں بوقتِ وقوعِ واقعہ اسکی اطلاع نہوی یا وہ کسی وجہ سے ورثہ کی تعزیت پہلے دن نکر سکے
تیسرا دن تعزیت کا اخیر دن ہے اس دن اسلئے تیجا کیا جاتا ہے تاکہ ما بقی لوگ بھی شریک
ہوں پھر اسکے بعد بار بار تعزیت کی زحمت نہ اُٹھائیں اس مجلس سے تین فائدے حاصل ہوتے

پہلا فائدہ ادائے تعزیت ہے جو امر مستحب ہے **دوسرا فائدہ** زیارتِ قبر جو سُنّت ہے
تیسرا فائدہ ایصالِ ثواب بدنی و مالی جو مسنون طریقہ ہے چونکہ موتی کو صدقہ
چالیس دن دینا چاہیئے جسکا ذکر آگے چل کر آئیگا لوگوں نے آسانی کے لئے یوں ٹھیرا لیا ہے کہ
دسویں بیسویں چالیسویں کو زیادہ لوگوں کو کھلا دیتے ہیں عام ازیں کہ ہر روز فقرا کو کچھ
کچھ دیتے ہوں یا نہ دیتے ہوں اس سے کئی قسم کی آسانی ہو جاتی ہے پہلے آسانی یہ ہے کہ

ان تاریخوں کے معین ہونے سے فقرا اکٹھے ملجاتے ہیں بلکہ وہ خود بخود جمع ہوجاتے ہیں دوسری آسانی یہ ہے کہ کبھی وزانہ پکانے میں اور تقسیم کرنے میں دقت ہوتی ہے تو اکٹھا چند فقرا کو دسویں بیسویں چالیسویں کو کھلا کر ایصال ثواب کرتے ہیں چالیسویں کو فی الجملہ اس وجہ سے زیادہ اہتمام کرتے ہیں کہ چالیسویں کے بعد سے مُردوں کا تعلق گھر سے کم ہوجاتا ہے سوائے اسکے چالیسواں ہیا روز ہی جسپر مُردہ کی آزمائش ختم ہوجاتی ہے چنانچہ اسکا ذکر آگے کیا جائیگا علاوہ اسکے بسبب قرب عہد موت کے میت کو چالیس دن تک اپنے گھر کا شوق رہتا ہے شرح برزخ میں ہے یَنْبَغِیْ اَنْ یُّوَاظِبَ عَلَی الصَّدَقَۃِ لِلْمَیِّتِ اِلَی السَّبْعَۃِ اَیَّامٍ وَقِیْلَ اِلَی اَرْبَعِیْنَ فَاِنَّ الْمَیِّتَ یَشُوْقُ اِلٰی بَیْتِہٖ یعنی سات دن یا چالیس دن تک برابر میت کے لئے صدقہ دینا چاہیے اسلئے کہ میت اپنے گھر کی مشتاق رہتی ہے غرض چالیس دن تک مُردے گھر کے مشتاق ہوکر آتے ہیں اسکے بعد اوقات فاضلہ میں انکو گھر آنے کی اجازت ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ روح کا گھر کو آنا دو غرض سے ہے ایک تو تعلق دنیاوی کے لحاظ سے جو انکو عالم حیات میں تھا دوسرے اس خیال سے کہ دیکھئے احیا ایصال ثواب میں انکی کیا مدد کرتے ہیں علامہ سیوطی رسالہ طلوع الثریا باظہار ما کان خفیا میں لکھتے ہیں کہ کھانا کھلانا سات دن تک سنت ہے مجھکو خبر ملی ہے کہ اب تک مکہ اور مدینہ میں جاری ہے اور صحابہ سے لیکر اب تک یہ امر متروک نہیں ہوا ہے اور ہر طبقہ اپنے بزرگوں سے یہ امر سنتا رہا یہانتک کہ یہ امر صحابہ تک پہنچا انتہی۔ یہ دیا لیا کچھ رائیگاں نہیں جاتا میت کے لئے جو کچھ بطور صدقہ کے دیا جاتا ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نور کے طبق میں رکھکر نہایت اہتمام سے اسکے قبر کے پاس لیجاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ وہ ہدیہ ہے جسکو تمہارے اہل نے تمہارے پاس بھیجا ہے مُردے اس ہدیہ سے نہایت خوش ہوتے ہیں اور اسکی قرب و جوار کے مُردے جنکی اہل انکے لئے ہدیہ نہیں بھیجتے محزون و متحسر ہوتے ہیں

مرگیا مردود نہ فاتحہ نہ درود۔ اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیْ فِی الْاَوْسَطِ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ اَھْلِ بَیْتٍ یَمُوْتُ مِنْھُمْ مَیِّتٌ فَیَصَّدَّقُوْنَ عَنْہُ بَعْدَ مَوْتِہٖ اِلَّا اَھْدٰی لَہٗ جِبْرَئِیْلُ عَلٰی طَبَقٍ مِّنْ نُوْرٍ ثُمَّ یَقِفُ عَلٰی شَفِیْرِ الْقَبْرِ فَیَقُوْلُ یَا صَاحِبَ الْقَبْرِ الْعَمِیْقِ ھٰذَا ھَدِیَّۃٌ اَھْدَاھَا اِلَیْکَ اَھْلُکَ فَیَدْخُلُ عَلَیْہِ فَیَفْرَحُ بِھَا وَیَسْتَبْشِرُ وَیَحْزُنُ جِیْرَانُہُ الَّذِیْ لَمْ تُھْدَ اِلَیْھِمْ بِشَیْءٍ اس گورستان کی مسجد میں جسمیں میت مدفون ہے اسلئے بعض لوگ تیجا کرتے ہیں یا خیرات دیتے ہیں کہ روح کو جسد سے ایک خاص تعلق ہوتا ہے جیسے نائم کے جسد کے ساتھ رہتا ہے۔ ملا علی قاری مرقات میں لکھتے ہیں قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ فِیْ فَتَاوَاہُ اَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ عِلِّیِّیْنَ وَاَرْوَاحُ الْکُفَّارِ فِیْ سِجِّیْنٍ وَّلِکُلِّ رُوْحٍ بِجَسَدِھَا اِتِّصَالٌ مَّعْنَوِیٌّ لَا یُشْبِہُ الْاِتِّصَالَ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا بَلْ اَشْبَہُ شَیْءٍ بِحَالِ النَّائِمِ وَاِنْ کَانَ ھُوَ اَشَدُّ مِنْ حَالِ النَّائِمِ اِتِّصَالًا یعنی حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنے فتاوی میں یوں لکھا ہے کہ ارواح مسلمانوں کی علیین میں ہوتی ہیں اور کفار کی سجین میں اور ہر روح کو اپنی جسم کے ساتھ اتصال معنوی ہے اس قسم کا اتصال نہیں ہے جو زندگانی دنیا میں ہوتا ہے بلکہ نہایت مشابہ ہوتا ہے سونے والے کے ساتھ اگرچہ اسکا حال نائم سے بھی درجہ اتصال میں بڑھا ہوا ہوتا ہے غرض ایسی صورت میں روح کو زیادہ ادراک ہوتا ہے یوں تو اولیاء اللہ کے ارواح مقدسہ کو بہت کچھ قوت ہے اور انکا ادراک بہت کچھ بڑھا ہوا ہے انکے لئے قرب و بعد یکساں ہے مرقات میں ہے وَالرُّوْحُ اِذَا کَانَتْ لَطِیْفَۃً تَتَبَعُّضُ

الجسد في اللطافة فسير بجسدها حيث شاءت وتمتع بما شاءت وأوى
إلى ما شاء الله لها كما وقع لنبينا صلى الله عليه وسلم في المعراج ولا تباعد من
الأولياء حيث طويت لهم الأرض وحصل لهم أبدان متعددة ووجدوا في
أماكن مختلفة في آن واحد والله على كل شيء قدير

یعنی روح جسوقت لطیف ہوتی ہے جسم لطافت میں اُسکا تابع ہوتا ہی پھر روح جسم کے ساتھ جہاں
چاہتی ہے سیر کرتی ہی اور جس چیز سے چاہتی ہی متمتع ہوتی ہی یہ امر اولیاء اللہ سے دور نہیں ہے
ایسی صورت میں کہ زمین اُنکے لئے پیچیدہ ہوگئی ہے اور اُنکے لئے ابدانِ متعددہ حاصل ہوئے ہیں
جس سے وہ مکاناتِ مختلفہ میں آنِ واحد میں پائی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہی اگر قبر کے
پاس مسجد یا کوئی سایہ دار درخت نہو پھر شامیانہ کھڑا کیا جائے یا ڈیرہ نصب کیا جائے تاکہ پڑھنے
والوں کو ارام ملے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے مرقات میں ہے إذا كانت المخيمة لقائد تمثل
أن يقعد القراء تحتها فلا يكون منهية قال ابن الهمام
واختلف في اجلاس القارئين ليقرؤا عند القبر والمختار عدم الكراهية

دوسرا باب منکرین کی پریشان تقریر میں

جانا چاہیئے کہ سیوم و چہلم وغیرہ کو جو لوگ ناجائز کہتے ہیں وہ کوئی دلیل قابلِ لحاظ اپنے
پیش نہیں کرسکتے بلکہ اُنکے اقوال اسقدر پریشان نظر آتے ہیں جسکا کچھ ٹھکانا نہیں جہاں تک اُنکے
اقوال میری نظر سے گزرے ہیں اُنہیں لکھکر اُنکا جواب دیتا ہوں پہلا قول تقویۃ الایمان و
ایضاح کی تطبیق سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بعض اگلے نیک لوگوں نے بعضے مباح کام اُسوقت
میں کچھ مصلحت سمجھکر کسی فائدہ کے لئے تجویز کئے یہ لوگ اُس فائدہ کے سبب سے اُن کاموں کو کرنے لگے

پھر ہوتے ہوتے خواص و عوام میں وہ کام رائج اور جاری ہو گئے اور عوام کے نزدیک اگر فائدہ کا لحاظ نرہا اور وہ کام باقی رہے اور بسبب رواج کے رسم پڑگئی اور اُسکے کرنیوالے کی تعریف اور نہ کرنیوالے کی مذمت ہونے لگی پھر یہانتک نوبت پہنچی کہ اگر کوئی شخص اُس سے بہتر طریقہ اُسی کام میں زیادہ فائدہ کا نکالے تو کوئی اُسکو نہ مانے مثلاً اگلے عقلمندوں نے مُردوں کو ثواب پہنچانیکے واسطے کھانا پکاکر خیرات کرنا مقرر کیا تھا اور بموجب سُنّہ کے صدقہ خیرات رشتہ مند محتاجونکو پہلے دینا چاہئے سو وہ لوگ رشتہ مند محتاجوں کو وہ خیرات کا کھانا اوّل دیا کرتے تھے پھر ہوتے ہوتے اب یہ نوبت پہنچی کہ اُس کھانے میں اب خیرات اور ثواب کا لحاظ مطلق نرہا لوگ صرف رسم و رواج کے سبب کھانا پکاکر رشتہ مندوں میں حصے مقرر کرکے تقسیم کرتے ہیں اور وہ رشتہ دار اگرچہ غنی دولتمند ہوں مگر کھانیکا حصّہ نہ پہنچے تو شکوہ کریں پھر اگر کوئی خیرات صدقہ کا نام لے تو بعضے غیرت والے رشتہ مند قبول نہ کریں اور وہ کھانا نہ لیں تو اب یہ رسم ٹھہر گئی خیرات صدقہ نرہا پھر اگر اب کوئی نقد یا کپڑا خیرات کرے یا اور طرح سے مُردوں کو ثواب پہنچاوے اور رسم کے طور پر کھانا نکرے تو اتنا رہو کہ اگر کچھ بھی نکرے تو اتنا مطعون نہو فقط ہم اس تقریر کی نسبت یہ نہیں کہہ سکتے کہ کہانتک صحیح ہے اموات کیطرف سے جو کھانا کھلایا جاتا ہے وہ ہمیشہ صدقہ سمجھا جاتا ہے مسلمانوں میں فیصدی ایک آدمی بھی ایسا نہو گا جسے یہ معلوم نہو کہ اس کھانے سے مردوں کو ایصالِ ثواب مقصود ہوتا ہے چونکہ خیر القرون سے لوگ عادی ہوتے ہیں اور رسکا عام رواج ہوتا ہے اب ہی رسم و رواج خیال کرو یا جو چاہو کہو مگر ہر شخص جانتا ہے کہ اس سے ایصالِ ثواب مقصود ہے فاتحہ کرنیوالے کی تعریف اسیوجہ سے نہیں کیجاتی ہے کہ اُسنے بیہودہ رسم کو کیا بلکہ اسوجہ سے تعریف ہوتی ہے کہ اُسنے مُردے کو ثواب پہنچایا اور منکرین کا کہنا نہ ماننا اور نہ کرنیوالے کی مذمت اسوجہ سے نہیں کرتے کہ اُسنے رسم و رواج کو چھوڑا بلکہ اس خیال سے کہ مردوں کو ثواب سے محروم رکھا اور منکرین کے دم میں آگیا۔ غنیا کو صدقہ اموات کھانا حرام نہیں ہے چنانچہ اسکا ذکر کیا جائیگا

پھر اگر کوئی غنی کھانا نہ ملنے سے شکایت کرتا ہی تو بیجا نہیں کرتا اگر کوئی غنی صدقہ کے نام سے ناخوش ہوتا ہے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ اُس سے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ صدقہ فرض ہے یا وہ اُسے صدقہ فرض خیال کرتا ہے والا صدقہ تطوع کہنے سے تو کوئی ناخوش نہیں ہوتا یا یہ کھانا بطور صدقہ اُنکے پاس نہیں بھیجا جاتا ہے بلکہ بطور ضیافت کے چنانچہ ضیافت کی نیت کر لی جاتی ہی ایسی صورت میں غنیا اسی صدقہ کہنے سے چڑتے ہیں عام ضرورتیں ہر ملک کی مختلف ہوتی ہیں عرب میں پانی کی سخت ضرورت ہوتی ہی اسی لئے وہاں پانی کا صدقہ زیادہ جاری ہی اس ملک میں بلحاظ عام ضرورت کے کھانا کھلاتے ہیں پھر اگر کوئی نقد دیوے یا کپڑا خیرات دے اور کوئی شخص اسپر جرح کرے تو وہ مورد طعن نہیں ہو سکتا اسکی غایت یہ ہے کہ کھانے میں عام فائدہ ہی جو بدون خاص ضرورت کے نہ دیا گیا اگر نقد کی تعداد قلیل ہے تو وہ اس قابل نہیں کہ فقیر اُس سے کچھ خرید کے پیٹ بھرے اگر تعداد کافی ہی تو بخیل بھوکے رہتے ہیں مگر روپیہ جمع کرتے ہیں بلکہ زکوٰۃ بھی نہیں دیتے اگر خواہ مخواہ صرف ہی کرتا ہے تو بعضے فقرا رامیون و گانجی میں روپے پیسے اُڑا دیتے ہیں کپڑے کی ضرورت ہر فقیر کو نہیں ہوتی تشلجم پختہ کہ یہ نقرہ خام طعن کی وجہ یہ نہیں ہوتی کہ ثواب صرف کھانا کھلانے میں ہے نقد یا کپڑا دینے میں نہیں ہے بلکہ غالباً طعن کا منشا یہ ہوتا ہے کہ کھانا کھلانے میں عام فائدہ ہی جب صرف برابر ہے تو ایسا کام کیوں نہ کیجئے جسمیں عام فائدہ ہو اور تعین ایام میں زیادہ غرض دنیاوی ہے جسکا ذکر مینے کیا دوسرا قول مائۃ المسائل میں ہے کہ فاتحہ چہلم کے دن مقرر کرنا یہ خیال کر کے کہ قبل چہلم یا بعد چہلم کھانے کا ثواب مُردے کو نہ پہنچے گا یا چہلم کے روز ثواب زیادہ پہنچیگا جائز نہیں اسپر اصرار کبیرہ ہے فقط ہم کہتے ہیں کہ سیوم یا چہلم کا دن صدقہ میت کے لئے جو معین کیا گیا ہی اس باب میں کوئی شخص گو وہ عامی کیوں نہو یہ نہیں خیال کرتا کہ اسکے قبل یا بعد مُردے کو ثواب نہ پہنچیگا یا خاصتہً انہیں ایام میں زیادہ ثواب پہنچتا ہی یہ تراش خراش من ملقا رنفسہ ہے بلکہ اصل منشا یہ ہے کہ اموات مومنین کو قبر میں سات روز تک اور منافقین کو چالیس دن تک سوال ملائکہ سے امن نہیں رہتا سوا اسکی ضغطۂ قبر و ترک دنیا مع مافیہا اُنپر سخت شاق گزرتا ہی اسلئے

اِن ایام میں وہ لوگ جسقدر صدقات کے محتاج ہوتے ہیں اُسقدر دوسرے ایام میں محتاج نہیں ہوتے پھر
اِن ایام میں بہ لحاظ اغراض کے جسکا ذکر اسکے قبل کیا گیا کسی وزر صدقات زیادہ دیتے ہیں اور نفس تعیین
تو بدعت نہیں صدقہ عن لمیت کُلی طبعی ہی جسکا وجود بدون افراد کے پایا نہیں جاتا کسی کُلی کا فرد نہیں
بنتا جبتک کُلی میں مشخصات سے تخصیص نہو جیسے زمان و مکان و سائر مشخصات جب کُلی عبادت
ہوئی تو اُسکی جمیع اجزا عبادت ہونگی اسلئے کہ تمام اجزا میں وہ کُلی پایا جاتا ہے جو فی نفسہ عبادت ہی
ہاں جب کُلی کے ساتھ ایسی مشخصات ملیں جو فی نفسہ منہی عنہ ہیں تو اُس کُلی سے وہ مشخصات زائل
ہوجاتی ہیں اور اُن مشخصات کی سبب سے وہ فرد منہی عنہ ہوجاتا ہی ان مشخصات سے وہ کُلی منہی عنہ
نہیں ہوتا۔ بات یہ ہے کہ جب اصل کسی شی کی ہر اوقات میں مشروع ہوئی تو وقت معین بھی افراد اوقات
مُطلق سے ہوگا اسلئے کہ مطلق جب پایا جاتا ہے افراد میں پایا جاتا ہے، یہ بات ظاہر ہے کہ مطلق کا جو فرد پایا جاتا ہی
باعتبار تعین و تشخص خارجی کے مانع تحقق اُس مطلق کا نہیں ہوتا والا تحقق مطلق کا فرد میں ممتنع ہوگا
اور یہ باطل ہے اور تعین وقت جو شرعاً ممنوع ہی اُس سے وہ تعین مراد ہی کہ مانع تحقق مطلق کا ایسی معین کے
غیر میں ہو جسکا تعین شارع سے ثابت ہوا۔ مشروع دو قسم پر ہی مقید و مطلق۔ مقید میں اُس قید کی رعایت
ضروری ہی جو شارع سے ثابت ہوئی ہو اُسکا ہرگز بدلنا جائز نہیں مطلق میں رعایت قید و خصوصیت کی
نہیں ہوتی بلکہ مطلق کے ہر فرد میں صلاحیت تحقق مطلق کی ہوتی ہی مثلاً کوئی حکم احکام شرع سے مطلق اوقات
میں مشروع ہو جیسے ایصال ثواب عبادات مالی و بدنی نفع ہوات کے لئے پھر اگر روز سوم اس لحاظ سے
تعین کیا جائے کہ بسبب قرب اموات ہونے کے بسبب ظلمت قبر و ضغطۂ قبر و توحش و سوال ملائکہ کے ہوتی ہے
تر محتاج ایصال ثواب ہیں پس ایسی وقت شرعاً مشروعیت اعمال خیر میں مضائقہ نہیں پایا جاتا عام
ازینکہ تلاوت قرآن مجید ہو یا اہدائے صدقات یا دونو یا اس قسم کے اعمال حسنہ اور اگر اس لحاظ سے
روز سیوم کی تعیین کیجاوے کہ اسی دن اعمال خیر کرنا روا ہے اسکی سوا دوسرے دن جائز نہیں ہے تو یہہ بیثبت

باطل ہی اسلئے کہ اس صورت میں تشریع شرع جدید و تغیر حدود اللہ لازم آتا ہی جو قطعاً ممنوع ہی اگر اس خیال سے ہے کہ ثواب اطعام کا دوسرے دن دونکو نہیں پہنچتا تو یہ غلط ہی ضرور پہنچتا ہی **تیسرا قول** اطعام اہل میت ناجائز ہی ہم کہتے ہیں کہ اسکی تین طریقے ہیں پہلا طریقہ اہل میت کے لئے اپنے گھر کھانا پکوا کر کھلانا یہ طریقہ مسنون ہے چنانچہ عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا **اِصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ اَتَاهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ** یعنے آل جعفر کے لئے کھانا پکاؤ انپر ایسا حادثہ گزرا ہے جس سے وہ کھانا نہیں پکا سکتے۔ یہ خطاب اصحاب کیطرف تھا اس حدیث کو احمد نے اپنی مسند میں اور ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ و حاکم نے عبداللہ بن جعفر سے روایت کیا ہے یہ حکم کچھ آل ابی جعفر کیلئے خاص نہ تھا بلکہ جب جنگ احد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کھانا پکوا کر بھیجا دوسرا طریقہ اہل میت کا اپنے اعزہ سے ایسے لوگوں کو جو دور سے یا قریب سے اس حادثہ میں شریک ہوئے ہوں کھانا کھلانا اس صورت کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ قوی یا ضعیف نہیں پائی جاتی اعزہ کو اگر کھانا نہ کھلایا جائیگا تو کیا وہ بھوکے مارے جائینگے تیسرا طریقہ ثواب سمجھ کے بزرگوں کی ضیافت کرنی یہ طریقہ بھی ناجائز نہیں ہے۔ ایک انصار کا انتقال ہو گیا تھا انکے دفن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس شریک تھے بعد دفن کے انکی بی بی نے آپکی اور صحابہ کی جو آپکے ساتھ تھے دعوت کی چنانچہ یہ حدیث آگے چل کے ذکر کیجائیگی پھر کچھ محل کلام کا نہ رہا اور یہ کہنا کہ یہ حدیث نہیں یا اوائل حال کا یہ قصہ ہی عذر گناہ بدتر از گناہ ہے۔ اس قائل سے یہ تو پوچھئے کہ احادیث کی نسبت اسطرح **مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهٖ** غیر ثابت یا منسوخ کہنا کب جائز ہے یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں معجزات کے بیان میں بروایت عاصم بن کلیب مذکور ہے **چوتھا قول** فرش پر کھانا کھلایا جانا ہے جو ناجائز ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اگر فرش پر کھانا نہ کھلایا جائے تو پھر کیا گوبر سے زمین لیپ کے کھانا چنا جائے **پانچواں قول** اہل میت کے گھر لوگ جمع ہو کر کھاتے ہیں جو ناجائز ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اسمیں قباحت کیا ہی خود سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم و صحابہ رضی اللہ عنہم اہل میت کے گھر تشریف لیگئے

تھے حدیث کی عبارت سے صاف ظاہر ہی کہ آپ تقریب دعوت بلائی گئے تھے جسی آپنے قبول فرمایا پھر ناجائز کھنا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل پر ایک قسم کا اعتراض ہے چھٹا **قول** یہہ امر مباح ہے جسی لوگ واجب
یا سنت سمجھتے ہیں یہ محض خیال خام ہی مردے کے نفع پہنچانے کے لئے کھانا کھلایا جاتا ہی جسے اہل استطاعت کھلاتے
ہیں جو لوگ مستطیع نہیں ہیں وہ مجبوری سی نہیں کھلا سکتے فیصدی دس آدمی شاید ایسے ہونگے جو اچھی طرح طعام
عن المیت کرتے ہیں نہیں تو بیچارے محتاج کیونکر کھانا کھلا سکتے ہیں ننگی کیا نہائیگی کیا نچوڑیگی چادر دیکھکر
آدمی پاؤں پھیلاتا ہے غرض کوئی شخص سے اوجب نہیں خیال کرتا **ساتواں قول** قرن اول میں نہ تھا اسکا
جواب یہ ہے کہ مولوی رشید الدین خانصاحب نے جو مولوی عبدالحی صاحب سے جامع مسجد دہلی میں مناظرہ کیا تھا
اسمیں جہاں بہت سے امور بالمشافہ طے ہوے یہ مسئلہ بھی طے ہوا بعض اشخاص نے مولوی عبدالحی صاحب سے
پوچھا کہ آپ فاتحہ سیوم کے باب میں کیا فرماتے ہیں مولوی عبدالحی صاحب نے کہا کہ قرن اول میں نہ تھا
اسے نہ کرنا چاہیے مولوی رشید الدین خانصاحب نے اسکی جواب میں یہ فرمایا کہ جب کتب حنفیہ میں تین روز
تک تعزیت جائز لکھی گئی ہے پھر اگر اہل اسلام ایسا خیال ہی کہ صاحب تعزیت کے پاس بار بار آنے سے زیادہ
حرج نہو اور اسکو ہر شخص کی ملاقات کے لئے گھر سے آنا پڑے یا وہ ایک جگہہ قیدیوں کی طرح بیٹھا نہ رہے
یا تین روز کوئی مکان لوگوں کے آنے جانے کے لئے مہیا نہ رکھے اور نیز اس خیال سے کہ تعزیت کرنیوالونکو
حرج نہو اور انکو اہل مصیبت کے برآمد کا انتظار کرنا نہو اور اسی قسم کے مصالح کے خیال سے ان ایام سے
ایکدن تعزیت کے لئے مقرر کیا اور اس روز قرآن کا ختم اور ایصال ثواب مردے کو جسکا جواز کتب حنفیہ میں
موجود ہے مقرر کیا پھر اسمیں کیا قباحت ہے جس سے یہ طریقہ ممنوع قرار پایا مولوی عبدالحی نے اسکی جواب میں
کہا کہ ہم مطلقاً فاتحہ سیوم سی منع نہیں کرتے بلکہ ایسے شخص کو اس سے منع کرتے ہیں جو تیسرے دن میں منحصر
خیال کرے اور یہ سمجھے کہ اس روز کا ثواب دوسرے یا چوتھے دن سے زیادہ ہے اسکی امتناع میں کسیطرح کا شبہہ
نہیں اسکی مثال یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کی تصریح فرمائی ہی کہ رمضان میں ثواب

اعمال کا زیادہ ہوتا ہے پھر اگر کوئی شخص کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فاتحہ بارھویں ربیع الاول کو ثواب میں نزدیک فاتحہ رمضان سے زیادہ ہے تو اس قسم کا اعتقاد بد ہے اور جو فعل کہ اس اعتقاد کی وجہ سے پایا جائے وہ بھی ممنوع ہے مولوی رشید الدین خانصاحب نے اسکی جواب میں فرمایا کہ یہ بات ثابت ہے کہ زیادتی مقدار ثواب کی بلحاظ ایام کے بدون حکم شارع کے معلوم نہیں ہو سکتی پھر اپنی طرف سے بعض ایام کی نسبت جنکی لئے شارع کیطرف سے کوئی تصریح نہیں پائی جاتی یہ خیال کرنا کہ انمیں عمل کا ثواب زیادہ ملتا ہے میرے نزدیک بھی باطل ہے لیکن اس مقام پر جو کثرت ثواب بارہ ربیع الاول میں بہ نسبت ایام رمضان المبارک کے بیان کیا گیا قیاس مع الفارق ہے اسلئے کہ رمضان کا کثرت ثواب احادیث صحیحہ سے ثابت ہے پھر جو شخص کسی وقت میں بہ نسبت رمضان کے زیادہ ثواب عبادات کا خیال کرے مبتدع ہے فاتحہ سیوم کی یہ کیفیت ہے کہ شارع کیطرف سے کوئی حکم اس طرح کا نہیں ہوا ہے کہ فلاں روز ثواب زیادہ ہے تاکہ اہل فاتحہ اگر یہ خیال کریں کہ روز سوم کا ثواب زیادہ ہے تو وہ منافی اس نص کی سمجھا جائے بلکہ ہر روز کی نسبت ثواب کے مستحق ہونے میں برابر ہے پھر اگر کسی شخص نے برعایت مصلحت جزئیہ کے کسی روز کو منجملہ اوقات متعارفہ کے فاتحہ میت کے لئے مقرر کیا تو اسکا فعل اس قسم سے کیونکر متصور ہوگا جیسے کہ کوئی شخص غیر رمضان کی عبادات و خیرات کو رمضان کی عبادات و خیرات سے زیادہ سمجھے مولوی عبدالحی نے کہا کہ میرے نزدیک منع فاتحہ سیوم کی وجہ نیت ہے اگر فاتحہ کرنیوالوں کی نیت یہ ہے کہ تیسرے دن ثواب فاتحہ کا بہ نسبت دوسرے ایام کے زیادہ ہوتا ہے تو البتہ یہ صورت منع ہے اگر ایسی نیت نہیں ہوتی تو منع نہیں ہے **آٹھواں قول** رفاہ المسلمین شرح مسائل اربعین میں لکھا ہے دستور ہے کہ مرنے سے تیسرے دن لوگ جمع ہو کر تعزیت کے واسطے میت کے گھر جاکر کلمہ طیبہ و سورہ اخلاص وغیرہ پڑھکر ثواب بخشتے ہیں اور اہل میت شیرینی وغیرہ اسوقت حضار مجلس میں تقسیم کرتے ہیں جائز ہے یا نہیں اور تیجا اور دسواں اور بیسواں اور چالیسواں وغیرہ مقرر کرنا درست ہے یا نہیں **جواب** تعزیت کرنے کی اصل تو شریعت سے ثابت ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا لیکن تیسرے دن حافظوں اور قاریوں کو تمام کلام اللہ یا کوئی سورہ پڑھوانے کو جمع کرنا مکروہ ہے انصاب الاحتساب میں

لکھا ہے کہ قرآنِ شریف کا بلند آواز سے جماعت کے ساتھ پڑھنا جسکو سپارہ خوانی کہتے ہیں مکروہ ہے **تنبیہ** اور اکیس وجہیں مکروہ ہونے کی اُنمیں لکھی ہیں اس مختصر میں اُنکا لکھنا بخوفِ طوالت نامناسب ہے **قولہ** اور تیجا اور دسواں وغیرہ مقرر کرنا اور ان دنوں میں کھانا پکانا اور قرآن پڑھکر اہلِ میت سے دعوت لینا مکروہ ہے فتاوی بزازیہ میں لکھا ہے پہلے اور تیسرے دن یا ہفتہ کے بعد کھانا تیار کرنا اور موسم کے دنوں میں قبر کے پاس کھانا یا شیرینی لیجانا اور قرآن پڑھکر دعوت لینا اور صالحوں اور قاریوں کو تمام کلام اللہ یا سورۂ انعام یا سورۂ اخلاص پڑھوانے کو جمع کرنا مکروہ ہے اور اہلِ مصیبت سے ضیافت لینا بھی مکروہ ہے اسلئے کہ ضیافت لینا شادی میں چاہئے غمی میں نہیں چاہئے کہ بدعتِ قبیحہ ہے اسطرح مستملی شرح منیۃ المصلی اور فتح القدیر میں لکھا ہے کہ اہلِ مصیبت سے ضیافت لینا بدعتِ قبیحہ ہے کیونکہ یہ بات شادیوں میں شروع ہے نہ کہ ماتموں میں اور نوادر الفتاوی میں آیا ہے کہ جو کھانا مُردے کیواسطے تیسرے دن یا ساتویں دن یا چہلم کیواسطے تیار کریں وہ کھانا علماء و فضلا کو کھانا مکروہ ہے پیغمبر صاحب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مُردہ کا کھانا دل کو مُردہ کرتا ہے اور مریض کا کھانا دل کو مریض کرتا ہے اور نوادر الہشام میں لکھا ہے کہ جو کھانا مُردوں کی روح کیواسطے تیار کیا ہو اُسکا قبول کرنا مکروہ ہے اور یہی مضمون فتاوی قراخانی میں بلکہ سب معتبر فتاووں میں غرب سے شرق تک مندرج اور مملو ہے لیکن بالتخصیص اور بلاتعین اِن دنوں کے اور کسی اور دن کے جب چاہے تب مُردہ کیطرف سے کھانا پکاکر محتاجوں اور مسکینوں کو دینا بہت خوب ہے چنانچہ بزاز نے کہا ہے کہ اگر کھانا محتاجوں کے واسطے تیار کیا جاوے تو بہتر ہے اور جامع البرکات میں مذکور ہے کہ جو کھانا مُردوں کی طرف سے محتاجوں پر تصدق کرنیکو پکاویں کہ ثواب اُسکا مُردوں کو پہنچے وہ کھانا سوائے محتاجوں اور فقیروں کے کسی اور کو کھانا درست نہیں کیونکہ تصدق تو فقیروں ہی پر ہوتا ہے۔ اور غنیا کیواسطے ہدیہ مقرر ہے اور یہ جو اس ملک میں رسم ہے کہ طعام وغیرہ سامنے رکھدو نو ہاتھ اُٹھاکر سورۂ اخلاص وغیرہ بطور رواج اس دیار کے پڑھتے ہیں سو یہ طریقہ اور دستور علماء سلف سے منقول نہیں بلکہ حرمین شریفین میں آجتک کوئی اہلِ فضل و کمال جو آنحضرت کے

عہد شریف سے اب تک بھی دیار پر انوار پر بہتے آتے ہیں طعام یا شیرینی پر کھا چکنے سے پہلے ہی فاتحہ مروجہ مذکور
کے طریق سے واقف بھی نہیں مگر جو لوگ ہندوستان کے حرمین شریفین کی زیارت کو جاکر وہاں رہ گئے ہیں اور اقامت
اور بود و باش ہی کی اختیار کی ہے وہ البتہ ہندوستان کی رسم و عادات کے موافق اپنے گھر وغیرہ میں مرتکب اس
امر کے ہوتے ہیں سو انکا کچھ اعتبار نہیں بلکہ وہاں کے علماء ہندوستانیوں کی ان حرکات پر خبردار ہو کر انکو زجر و توبیخ
کرتے ہیں اور جامع البرکات میں منقول ہے کہ طریق علماء سلف کا یوں تھا کہ کھانے کے بعد اہل ضیافت کیواسطے
دعا مغفرت کی کرتے تھے اور شرعۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ مہمان کو چاہئے کہ کھانا کھا کر صاحب طعام کو اسطرح
دعا کرے اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَهٗ وَيَسِّرْ لَهٗ اَنْ يَّفْعَلَ خَيْرًا مِّنْهُ وَقَنِّعْهُ بِمَا
اَعْطَيْتَهٗ وَاغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَجَعَلَنَا وَاِيَّاهُ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ اور یہ بھی اس کتاب میں ہے کہ کھانے سے
پہلے بسم اللہ کہے اور بعد فراغت کے قل ہو اللہ احد پڑھے اور جو پہلے بسم اللہ کہنا بھول جاوے تو جب یاد آوے تب
کہے اور جو بعد کھانے کے یاد آوے تو یوں کہے بسم اللہ اولہ و آخرہ اور جو کچھ کہ علماء سلف سے بروجہ عبادت منقول
نہیں اسکو عمل میں لانا بدعت ہے اور جو بدعت ہے سو گمراہی ہے **تنبیہ** کھانے کے آداب سے ہے کہ جسوقت کھانا
سامنے رکھا جاوے تو بسم اللہ کہکر جلد کھانا کھانے میں مشغول ہو جاوے توقف روا نہیں یہانتک کہ کھانا حاضر
ہوا اور اتفاقاً ادھر نماز کیواسطے تکبیر اقامت شروع ہو تو یہ لوگ کھانا کھاویں اور اپنی نماز تاخیر کریں
مشکوٰۃ شریف میں حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ کہا انہوں نے سنا میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے لَا صَلٰوةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ یعنی جب کھانا موجود ہو تو
نماز کو توقف کیا جاوے انتہی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ جسوقت تم میں سے
کسی کے سامنے کھانا رکھا جاوے اور نماز کیواسطے تکبیر شروع ہو جاوے تو وہ شخص پہلے کھانا شروع کردے تاکہ کھانے سے
فراغت ہو اور نماز بعد فراغت کے ادا کرے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی عادت تھی کہ اگر کھانا انکے
سامنے رکھا جاتا اور اُدھر اتفاقاً نماز کے واسطے تکبیر شروع ہوتی تو جب تک کہ کھانے سے فراغت نہ ہوتی

نماز کو نکلتے اور امام کی قرارت کو سنتے رہتے اور فتاوی بزازیہ میں اور فتاوی تاتارخانی میں لکھا ہے کہ
کچھ کھانا یا روٹی سامنے آوے تو کھانا شروع کردے اور سالن کا انتظار نہ کرے انتہی۔ اب جاننا چاہئے کہ اس
ملک ہندوستان میں رواج ہے کہ جب کبھی کسیکو کسی بزرگ یا کسی اور میت کے واسطے شیرینی کا یا کھانے وغیرہ کا
ثواب پہنچانا منظور ہوتا ہے تو پہلے کثیر میروں کو اور کثیر اپنی برادری کے لوگونکو بلا کر وہ کھانا اور شیرینی وغیرہ
آگے روبرو رکھدیتے ہیں پھر گھڑی دو گھڑی تک یا کم و بیش اُس کھانے اور شیرینی پر فاتحہ مصطلح مروجہ
اس ملک کے پڑھتے ہیں بعد اسکے وہ کھانا وغیرہ اُن لوگوں کو کھلاتے ہیں یعنی جب تک کہ فاتحہ مذکورہ
بتمامہا عمل میں نہ آوے اُسوقت تک وہ کھانا اور شیرینی وغیرہ کسی کو دینا اور کھلانا یا اُسمیں کسی طرح پر تصرف
کرنا روا نہیں جانتے اور یہ بات اور عادت اوپر حدیثوں اور روایتوں کے صریح خلاف ہے مناسب ہے کہ
جو کھانا کسی کے ثواب پہنچانے کے لئے پکاویں تمام فقیروں اور محتاجوں کو کھلا کر پھر ثواب اسکا مُردہ کی روح کو بخشدیں
اور چاہیں تو احمد و قل ہو اللہ وغیرہ پڑھکر اُس کھانا کھلائے ہوئے کا اور ان سورتوں وغیرہ سب کا
ثواب اکٹھا بخشدیں راہ نجات میں لکھا ہے کہ جس کسیکو ثواب پہنچانا منظور ہو کھانا پانی محتاجوں کو
دیکر ثواب اسکا مُردہ کی روح کو بخشدیں زیادہ بکھیڑا بیوقوفی ہے فقط راقم الحروف کہتا ہے کہ نصاب
الاحتساب و بزازیہ و شرح منیۃ المصلی اور فتح القدیر وغیرہ کی عبارت کا حال متعاقب معلوم ہوگا
نوادر الفتاوی کی عبارت جو لکھی گئی مجھے اسکا مطلب کچھ معلوم نہیں ہوتا مُردی کا کھانا اگر دل کو مُردہ
کرتا ہے تو علماء و فضلاء کی کیا خصوصیت ہے کسیکو کھانا نہ چاہئے سوا اسکے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
خود دعوت قبول کی اور صحابہ نے مردی کا کھانا کھایا چنانچہ سابقاً لکھا گیا تو پھر کیونکر یہہ بات تسلیم
ہو سکتی ہے کہ عموماً مُردی کا کھانا دل کو مُردہ کرتا ہے۔ نوادر الہشام کی عبارت جو لکھی گئی وہ بھی عجیب و
غریب ہے جو کھانا مُردونکی روح کیواسطے تیار کیا گیا ہو اُسکی نسبت یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کسکو قبول کرنا مکروہ ہے
اور اسکی وجہ کیا ہے عموماً فتاوی کی نسبت جو یہ دعوی کیا گیا کہ سب میں یہی لکھا ہے یہہ قلت

تتبع پر دال ہی چنانچہ متعاقب معلوم ہوگا تخصیص و تعیین کو کچھ دخل نہیں یہ لغو ڈھکوسلے ہیں
جب چاہیں جس دن چاہیں عام ازینکہ تخصیص و تعیین کسی مصلحت سے کی گئی ہو یا نہ کی گئی ہو مُردے
کی روح کے ثواب کے لئے کھلا سکتے ہیں اور وہ ثواب پہنچ سکتا ہی جامع البرکات کی عبارت جو لکھی
گئی وہ بالکل صحیح ہے مگر جو کھانا مُردوں کیطرف سے اس طور پر پکایا جاتا کہ فقیر و غنیا دونو کو کھلایا جائیگا
تو دونو قسم کے اشخاص و افراد کو اُسکا کھانا درست ہے اور اُسکا ثواب مُردوں کو پہنچتا ہی قاضی الاسلام مولوی
صبغۃ اللہ مدراسی رسالہ گلزار ہدایت میں لکھتے ہیں مولوی اسحاق دہلوی نے نقل کیا ہے کہ شیخ عبد الحق دہلوی
نے کتاب جامع البرکات میں لکھا ہی میت کیطرف سے کھانا فقرا پر تصدق کرنیکی نیت سے جو پکاتے
ہیں تاکہ اُسکا ثواب میت کو پہنچے اُسکو فقیر کے سوا دوسرے کو کھانا روا نہیں کیونکہ تصدق فقرا پر ہی ہوتا ہے
اور غنیا کے لئے ہدیہ ہے اور مسلمانوں کی ضیافت کی نیت سے جو پکاتے ہیں اُسکو سب لوگونکو غنی ہوں یا فقیر کھانا
درست ہے چنانچہ عرسوں میں مشائخ کے جو اس ملک میں مشہور ہیں علی العموم فقرا و غنیا کو کھلانے کیواسطے ہوتا ہے
لیکن فقرا و محتاج جو کھاتے ہیں اُسمیں زیادہ ثواب ہوگا اور جو غیر فقیر نے کھایا تو موجب عقاب کا نہیں ہو سکتا
مگر ظالم کو جو کھلائے گا اُسمیں گناہ ہی کیونکہ اُس کھانیسے اُسکی بدن میں قوت آئیگی اور لوگوں پر ظلم کریگا
انتہی شیخ نے جو کہا کہ جو غیر فقیر نے کھایا تو موجب عقاب کا نہیں اس عبارت کے ظاہر ہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر
غنیا کو کھلاویں یا انکو بطریق ہدیہ بھیجیں تو اُسمیں کچھ ثواب نہیں لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ غنیا کو بھی جو
کھلاتے ہیں وہ مکارم اخلاق اور امر معروف میں ہے اُسپر بھی ثواب مترتب ہے اگرچہ فقیر کے کھلانیکی
ثواب سے کم ہو صحیح حدیث میں آیا ہی کُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَۃٌ یعنی جو معروف ہو صدقہ ہے یعنی
معروف کام کرنے سے صدقہ کا ثواب ملتا ہی اور شیخ نے جو یہ کہا کہ اگر فقیر کو کھلانیکی نیت سے
پکایا ہو تو دوسرے کو کھانا جائز نہیں یہ مذہب حنفیہ کا ہی شافعیہ کے یہاں جو حکم ہی ہم اُسی سابقا لکھچکے ہیں
معلوم کیجئے کہ فقہاء شافعیہ لکھتے ہیں کہ میت پر نوحہ اور ندبہ کرنیوالوں کے لئے کھانا تیار کرنا اور انکو

کھانا حرام ہی اسلئے کہ اس سے گناہ کی اعانت ہوتی ہی اور میت کے لوگوں کو کھانا پکا کے لوگونکی دعوت
کرنا بدعت اور مکروہ ہی اور اس کھانیکی دعوت قبول کرنا بھی مکروہ ہی امام احمد اور ابن ماجہ نے جابر بن
عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے بسند صحیح روایت کیا ہی کہ جابر نے کہا کہ میت کے دفن کے بعد لوگونکا اسکی قرابتیوں کے
پاس جمع ہونا اور اہل قرابت کا انکے لئے کھانا تیار کرنا اسکو ہم نوحہ میں شمار کرتے تھے اس حدیث سے اسکی
کراہت معلوم ہوئی اسکو نوحہ میں شمار کرنا اسلئے ہے کہ اسمیں غم کے کام پر اہتمام پایا جاتا ہے سوم دہم وغیرہ
میں جو کھانا پکاتے ہیں وہ بھی بدعت ہے اسکی کراہت کا حکم کتب میں فقہ شافعی کے نظر نہ آیا دلیل جو لکھی
غم کے کام پر اہتمام کرنا مکروہ ہے اس سے اسکی کراہت بھی معلوم ہوتی ہی حنفیہ سے بزازی نے اپنی فتاوی میں
لکھا ہی کہ کھانا پکانا مرنے کے دن یا سوم کو یا ہفتے کے بعد اور عیدوں میں مکروہ ہے مولوی اسحاق نے
جامع البرکات سے نقل کیا ہے کہ مرنے کے بعد جو سالانے کو یا چھ مہینونکو یا چہلم کو اس ملک میں کھانا پکاتے ہیں
اور بھائی آشنا کے گھر بہ گھر بھیجتے ہیں اور اسکو بھاجی کہتے ہیں اسکا اعتبار نہیں تہریہ ہے کہ نہ کھاوے انتہی
اور فتح القدیر میں لکھا ہے کہ میت کے لوگونکو ضیافت کا کھانا پکانا مکروہ ہے کیونکہ ضیافت شرع میں خوشی
کے کام پر آئی ہی نہ غم کے وقت اور وہ بدعت قبیح ہی انتہی معلوم کیجئے کہ میت کی زیارت کے واسطے
سوم و دہم وغیرہ میں لوگونکا جمع ہونا بدعت ہے ابن حجر مکی نے تحفہ میں لکھا ہی دفن کے بعد قبر کے
پاس قرآن کا پڑھنا اور میت کے لئے دعا کرنیکے واسطے جایا کرنا سنت ہے لیکن لوگ جو جمع ہوا کرتے ہیں وہ
بدعت ہی اور اس جمع ہونے میں بعضی بدعت حسنہ ہی انتہی اس سے معلوم ہوا کہ اگر جمع ہو کے قرآن وغیرہ پڑھیں
اور کوئی منکر کام نہ کریں تو وہ بدعت ہے لیکن قبیح نہیں انتہی۔ فاتحہ مروجہ کے باب میں جو کچھ لکھا گیا
محض طول و فضول ہے اصل یہ ہے کہ ایصال ثواب کی دو صورتیں ہیں مدنی و مالی اور یہ دونو صورتیں
جائز ہیں چنانچہ اسکا بیان کیا جاویگا۔ فاتحہ مروجہ ہندان دونو صورتونکا جامع ہے پھر کسیطرح سے
ناجائز نہیں ہو سکتا آداب طعام کے بھی کچھ منافی نہیں ہے جو لوگ فاتحہ کا کھانا کھلاتے ہیں اسکی دو

صورتیں ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ فاتحہ کرکے کھانا کھلاتے ہیں دوسری صورت یہ ہے کہ جب کھانا سامنے رکھا گیا اُسپر فاتحہ پڑھا گیا پھر میزبان نے مہمان کو اجازت دی اُسنے بسم اللہ کہکے ہاتھ بڑھایا یہی صورت مبحوث عنہا ہے جو آداب طعام کے منافی نہیں ہے یہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا کہ جب کھانا سامنے رکھا جائے تو میزبان کی اجازت کا انتظار نہ کیا جائے اور قطبیوں کیطرح سے گر کر کھانا چاہیئے ادھر روٹی آئی تو بلا انتظار شوربے کے اُسی چٹ کر گئے جب شوربا آیا اُسی اُٹھا کر پی گئے اگر پہلے فرنی رکھی گئی اُسکو چاٹ گئے صراط المستقیم میں نہایت دھوم دھام سے یہ مسئلہ لکھا گیا ہے اُسکی یہ عبارت ہے۔ برہمیں قیاس باید کرد سائر عبادات را پس ہر عبادتیکہ از مسلمان ادا شود و ثواب آں بروح کسی از گزشتگاں برساند و طریق رسانیدن آن دعائے خیر بجناب الٰہی ست پس ایں خود البتہ بہتر و مستحسن ست و اگر آں کس کہ ثواب بخشش میرساند از اہل حقوق او ست بمقدار حق وی خوبی رسانیدن ایں ثواب زیادہ تر خواہد شد پس درخوبی ایں قدر امرازائد بر موسومہ فاتحہ ہا و عراس و نذر و نیاز ہوات شک و شبہہ نیست۔ دوسرے مقام پر ہے نہ پندارند کہ نفع رسانیدن بہ ہوات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ یعنی بہتر و افضل غرض آنست کہ مقید برسم نباید شد بے تعیین تاریخ و روز و جنس و قسم طعام ہر وقت و ہر قدر کہ موجب اجر جزیل بود بعمل آرد و ہر گاہ ایصال نفعے بہ میت منظور دارد موقوف بر اطعام نہ گزارد اگر میسر باشد بہتر ست والا صرف ثواب سورۂ فاتحہ و اخلاص بہترین ثواب ہا ست۔ دیکھو مولوی اسمٰعیل دہلوی فاتحہ مرسومہ کا جواز لکھتے ہیں فتاوٰی اہلسلمین میں ہے

پینتیسواں سوال ۳۵ دستور ہے کہ حافظوں کو لیکر کھکر میت کی قبر پر مقرر کرتے ہیں کہ وہاں بیٹھکر کلام اللہ پڑھا کریں اور اُسکا ثواب میت کو بخشیں یہ طور جائز ہے یا نہیں **جواب** اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور روایتیں مختلفہ ہیں اب میں منقول ہیں فقہ کے بعض کتاب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حافظوں کو قرآن پڑھنے کیواسطے قبر کے پاس بٹھلانا مکروہ ہے چنانچہ خزانۃ الروایات میں فتاوٰی شاہان سے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسیکو

سو اسطے نوکر رکھے کہ قبر کے پاس بیٹھکر کلام اللہ پڑھا کرے تو اُس پڑھنے کا ثواب میت کو پہنچے نہ اُس پڑھنے والیکو ملے انتہی۔ اور نصاب الاحتساب میں لکھا ہی کہ قبر کے پاس قرآن شریف پڑھنے کو قاری مقرر کرنا بدعت ہے اور اُسکی عوض میں قاری کو کچھہ دینا بیمعنی بات ہے اور یہ کام کسیسے خلفاء اور صحابہ میں نہیں کیا اور درمختار سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر کے پاس قاری بٹھانا مکروہ نہیں بلکہ یہی مذہب مختار ہے اب جاننا چاہیئے کہ قاعدہ اصول فقہ کا یوں مقرر ہوا ہے کہ اختلاف کی صورت میں احتیاط پر عمل کریں تو اب اس صورت میں بھی احتیاط کے لحاظ سے حافظ و قاری قبر کے پاس نہ بٹھانا اولی ہی۔ اور مجالس واعظیہ میں خوب لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنے گھر میں کلام اللہ پڑھکر کہے کہ یا الٰہی میںنے اپنی اس پڑھنے کا ثواب فلانے بزرگ کو یا فلانے اہل قبر کو بخشا سو تو اُسکا ثواب بیرے بدلے اُسکو پہنچا دی تو مقرر اُنکو وہ ثواب پہنچتا ہے اسواسطے کہ یہ دعا ثواب پہنچانیکے واسطے ہوئی اور دعا بلا خلاف پہنچتی ہی پس قبر کے پاس بیٹھکر کے کلام اللہ پڑھنا کیا حاجت ہے **تنبیہ** مائۃ مسائل میں لکھا ہی کہ فقہا کا یوں مقرر ہے کہ اُجرت دینا لینا طاعت و بندگی میں جائز نہیں اور ردّ ختم یا چار ختم کے عوض میں ایک روپیہ یا دو روپیہ مثلاً مقرر کر دینا صریح اُجرت ہوئی اور جب پہلے سے اُجرت مقرر نہیں کی اور بعد ختم کے کچھہ دیا تو یہ دینا بہ اُجرت ہوا اور حدیث شریف سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پڑھکر اُسکی عوض کچھہ نہ کھاوی نہ لیوے خواہ مقرر کیا ہو یا نہ کیا ہو چنانچہ شرح وقایہ میں لکھا ہی کہ ہمارے نزدیک اصل اور قاعدہ یوں ٹھہر رہا ہی کہ بندگی اور گناہ کے کام پر اجارہ کرنا جائز نہیں اور مشکوٰۃ شریف میں بریدہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کلام اللہ پڑھکر اُسکو دنیا کمانیکا وسیلہ مقرر کرے تو وہ شخص قیامت کے روز محشر میں اس شکل سے آویگا منہ اُسکا صرف ایک استخوان کا ہوگا جسپر کچھہ گوشت نہوگا۔ پس اس حدیث کی وعید سے معلوم ہوا کہ قرآن شریف پڑھکر یا پڑھوا کر اُجرت لینا دینا اور کھانا کھلانا گناہ کبیرہ ہے انتہی۔ اب اس مقام میں ایک بات بڑی **فائدہ** کی ضرور جانکر لکھتا ہوں وہ یہ ہے کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب

سرہ العزیز نے تفسیر فتح العزیز میں یہ تفسیر لکھکر میرا ان الذین یکتمون ما انزلنا کے لکھا ہے کہ اس آیت سے اور ان حدیثوں سے جو اس آیت کی تفسیر اور معنی میں وارد ہیں علماء نے استنباط و ثابت کیا ہے کہ مزدوری اور اجرت علم دین کے پڑھانے اور لکھانے پر لینا حرام ہے کیونکہ پڑھانا اور سکھلانا علم دین کا فرض ہے لیکن اگر کوئی شخص کسیکے گھر جاکر قطع مسافت کرکر کسیکو علم دین کا پڑھاوے یا لڑکوں کو صبح سے شام تک یا کم سوائے علم دین کے تعلیم کیواسطے قید میں رکھے یا کسی مدرسہ میں تعلیم کیواسطے مقید ہوکر بیٹھے تو بیشک ہے کہ یہہ اجرت لینا اس قطع مسافت وغیرہ کی عوض میں ہے نہ مقابل تعلیم علم دین کے اور جو علمائے متاخرین نے تعلیم قرآن مجید پر اجرت لینا جائز رکھا ہے وہ یہی صورت ہے اور مراد اس سے یہی تعلیم ہے اور جو کوئی شخص کسیکے پاس آکر کہے کہ فلانی آیت مجکو سکھادو پھر وہ اس سے مزدوری طلب کرے سو یہ اجرت باتفاق علمائے متقدمین و متاخرین حرام ہی انتہی مختصرا۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ یہ ضرور نہیں ہے کہ جو لوگ قرآن پڑھتے ہیں وہ اجرت ٹھہراتے ہیں یا انکو بطور اجرت کے کچھہ دیا جاتا ہے شاید کہیں ایسا بھی ہوتا ہو چونکہ اجرت کے جواز کا معاملہ صاف ہوگیا اسلئے مجھے زیادہ ضرورت تحریر کی نہیں آخر جو شخص قبر پر آکر بالالتزام قرآن شریف پڑھتا ہے آنے میں اور بیٹھکر پڑھنے میں اسکا وقت صرف ہوتا ہے اگر اس وقت کو وہ کسی دوسرے کام میں صرف کرتا تو اسکو کچھہ نہ کچھہ اجرت ملتی ایسی صورت میں اسکو جو کچھہ اجرت دیجاتی ہے اس وقت صرف کرنیکی دیجاتی ہے درمختار کی عبارت بھی جو لکھی گئی وہ ہمارے مدعا کے نہایت مفید ہے اصول کا قاعدہ جو لکھا گیا گو بے اصول ہے مگر وہ بھی ہمارے مدعا کو مفید ہے اختلاف کی صورت میں جب اختیار پر عمل ہوتا ہے تو پھر مذہب مختار ہی کو کرنا چاہئے۔ اب نفس مسئلہ کی تحقیق کیا چاہتا ہوں۔ سلف صالح کا طریقہ ہمیشہ سے یوں ہی جاری ہے کہ ائمہ علماء جب کوئی شخص مرتا ہے قبر پر حفاظ کو مقرر کرتے ہیں تاکہ قرآن پڑھیں۔ علامہ سیوطی رسالہ طلوع الثریا باظہار ما کان خفیا میں لکھتے ہیں رأیت فی التواریخ کثیرا فی تراجم الائمۃ یعملون و اقام الناس علی قبرہ سبعۃ ایام یقرءون القرآن قال

الحافظ الکبیر ابو القاسم بن عساکر فی کتابہ المسمّٰی تبیین کذب المفتری
فیما نسب الی الامام ابی الحسن الاشعری سمعت الشیخ الفقیہ ابا الفتح نصر
اللہ بن محمد بن عبد القوی المقیصی یقول توفی الشیخ نصر ابن ابراہیم المقدسی
فی یوم الثلثاء التاسع من المحرم سنۃ تسعین واربع مائۃ بدمشق وانا علی قبرہ
سبع لیال یقرء کل لیلۃ عشرین ختمۃ یعنی میں اکثر تواریخ میں ائمہ کے بیان میں دیکھا ہے کہ لوگ
سات دن تک قبر پر قرآن شریف پڑھتے رہتے تھے حافظ کبیر ابو القاسم بن عساکر نے اپنی کتاب
تبیین کذب المفتری فیما نسب الی الامام ابو الحسن الاشعری میں لکھا ہے کہ میں نے شیخ ثقہ ابو الفتح نصر اللہ
بن محمد عبد القوی مصیصی سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ شیخ نصر بن ابراہیم مقدسی منگل کے روز محرم ۴۹۰ھ
کی نویں تاریخ کو دمشق میں مر گئے ہم لوگ انکی قبر پر سات دن ٹھہرے رہے اور ہر رات میں ختم قرآن
ہوتے تھے انصار کا یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی قضا کرتا ہمارا انکی قبر پر جمع ہوتے اور ہیئت اجتماع قرآن
پڑھتے شرح الصدور میں ہے اخرج الخلال عن سفیان قال کان الانصار اذا مات لہم
المیت اختلفوا الی قبرہ ویقرؤن القرآن مرقات میں ہے کہ شافعی اور اصحاب شافعی قبر پر قرآن کا
پڑھنا ختم کرنا مستحب سمجھتے ہیں روایت بیہقی و ابو داؤد کی بھی اسکی مؤید ہے وذکر فی الاذکار عن
الشافعی واصحابہ انہ یستحب ان یقرء عندہ شیء من القرآن قالوا وان
ختموا القرآن کلہ کان حسنا وفی سنن البیہقی ان ابن عمر یستحب ان یقرء
علی القبر بعد الدفن اول سورۃ البقرۃ وخاتمتہا قالہ الطیبی
وفی روایۃ یقرء اول البقرۃ عند راس المیت وخاتمتہا عند رجلیہ
رواہ ابو داؤد یعنی اذکار میں شافعی اور انکے اصحاب سے مذکور ہے کہ مستحب ہے کہ قبر کے پاس
کچھ قرآن پڑھا جاوے ان لوگوں نے کہا کہ اگر پورا قرآن پڑھا جاوے تو بہتر ہوگا سنن بیہقی میں ہے کہ

ابن عمر اس امر کو مستحب خیال کرتے تھے کہ قبر پر بعد دفن کے اول سورۂ بقرہ اور اسکا اخیر پڑھا جاوے
طیبی نے لکھا ہے اور ایک روایت میں ہے اول بقرہ میت کے سرہانے پڑھا جاوے اخیر بقرہ اسکی پاؤں کے
پاس اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ عینی حاشیہ ہدایہ میں لکھتے ہیں وَلَا بَاْسَ بِقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ
عِنْدَ الْقَبْرِ۔ یعنی قبر کے پاس قرآن پڑھنا مضائقہ نہیں اکثر علماء نے جریدہ رطبہ کی حدیث
سے اس مسئلہ کا استنباط کیا ہے مرقات میں ہے وَاسْتَحَبَّ الْعُلَمَاءُ قِرَاءَةَ الْقُرْاٰنِ عِنْدَ
الْقَبْرِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اِذْ تِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ اَوْلٰى بِالتَّخْفِيْفِ مِنْ تَسْبِيْحِ الْجَرِيْدِ ۱۲
یعنی مستحب سمجھا ہے علماء نے قرآن کا پڑھنا قبر کے پاس اس حدیث سے اسلئے کہ تلاوت قرآن
تخفیف عذاب میں اولیٰ ہے تسبیح جریدہ سے برسی جسے عرس کہتے ہیں اسکا جواز نہایت صاف طور پر ہے
مجموعہ فتاوی مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب میں ہے۔ رفتن بر قبور بعد سہ یا یک روز معین کردہ سنت
ست اوّل آنکہ یک روز معین نمودہ یک شخص یا دو شخص بغیر ہیئت اجماعیہ مردمان کثیر بر
قبور محض بنا بر زیارت و استغفار بروند اینقدر از روے روایات ثابت ست و در تفسیر درمنثور نقل
نمودہ کہ ہر سال آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر مقابر میرفتند و دعا برائے مغفرت اہل قبور می نمودند اینقدر
ثابت و مستحب ست دوم آنکہ بہیئت اجماعیہ مردمان کثیر جمع شوند و ختم کلام اللہ کنند و فاتحہ بر شیرینی
یا طعام نمودہ تقسیم در میان حاضران نمایند این قسم معمول در زمانہ پیغمبر خدا و خلفاء راشدین نبود اگر کسے
این طور بکند اک نیست بر اکہ دریں قسم قبح نیست بلکہ فائدہ احیاء و اموات حاصل میشود سوم طور جمع
شدن بر قبور این ست کہ مردماں یک روز معین نمودہ و لباسہائے نفیس و فاخر پوشیدہ مثل روز عید
شادماں شدہ بر قبرہا جمع می شوند و رقص و مزامیر و دیگر بدعات ممنوعہ مثل سجود بر قبور و طواف
گرد قبور می نمایند این قسم حرام و ممنوع ست بلکہ بعض بحد کفر میرسند و ہمین ست محل این ہر دو حدیث
وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا چنانچہ در مشکوٰۃ شریف مسطور ست اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا يُعْبَدُ

ں ہمہ در مشکوٰۃ است و لانا ممدوح مولوی عبد الحکیم پنجابی کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔ آرے
زیارت متبرک بہ قبور صالحین و امداد ایشاں بداد و ثواب تلاوت قرآن و دعا خیر و تقسیم طعام و شیرینی
امر مستحسن و خوب است باجماع علماء و تعیین روز عرس برائے آنست کہ آں روز تذکر حال ایشاں میباشد
از دار العمل بدار الثواب و الآخرۃ روز کہ ایں عمل واقع شود موجب فلاح و نجات ست و خلف لازم است
سلف خود را بایں نوع بر وجہان نکاید۔ در در منثور سیوطی مرقوم است و اَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَ
ابْنُ مَرْدُوَیْہِ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
کَانَ یَاْتِیْ اُحُدًا کُلَّ عَامٍ فَاِذَا اَتٰی الشِّعْبَ سَلَّمَ عَلٰی قُبُوْرِ الشُّھَدَاءِ فَقَالَ سَلَامٌ
عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ
قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْتِیْ قُبُوْرَ الشُّھَدَاءِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ حَوْلٍ
فَیَقُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ وَاَبُوْ بَکْرٍ وَعُمَرُ
وَعُثْمَانُ وَفِی التَّفْسِیْرِ الْکَبِیْرِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَنَّہٗ کَانَ یَاْتِیْ قُبُوْرَ الشُّھَدَاءِ رَاْسَ کُلِّ حَوْلٍ فَیَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ
فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ وَالْخُلَفَاءُ الْاَرْبَعَۃُ ھٰکَذَا یَفْعَلُوْنَ انتہی مولوی اسحاق مائۃ المسائل میں مولانا
کی تقریر کا جواب یوں لکھتے ہیں و بعضے مردم کہ بجواز عرس دلیل می آرند کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بر سر سال برائے زیارت قبور شہداء رفتہ اند کہ یَاْتِیْ قُبُوْرَ الشُّھَدَاءِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ حَوْلٍ
پس جوابش این ست کہ اول این حدیث از صحاح نیست کہ محل سخن نباشد بلکہ ازاں کتب ست کہ دراں
کتب حدیث ہر قسم صحیح و حسن و ضعیف بلکہ موضوع ہم یافتہ میشود کما نقل السیوطی عَنِ ابْنِ جَرِیْرٍ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْتِیْ قُبُوْرَ الشُّھَدَاءِ
عَلٰی رَاْسِ حَوْلٍ فَیَقُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ انتہی و در کتاب

ابن جریر احادیث ہر قسم موجود اند مہذا نزد محدثین این حدیث متصل الاسناد مرفوع ہم نیست پس نزد ایشاں صحیح نباشد و فیکہ یقین بر صحت آں نشد در مقام استدلال بر جواز شے و عدم آں آمدن نشاید زیرا کہ صحت حدیث در استدلال ضرور ست بر تقدیر صحت حدیث این حدیث مجمل است پس وضع یَاْتِیْ قُبُوْرَ الشُّھَدَاءِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ حَوْلٍ دو معنی دارد علی راس حول من اول السنۃ ای اوّل المحرم او یاتی علی راس حول من سنۃ موت صاحب القبر و قاعدہ اصول فقہ ست کہ عمل نمودن بحدیث مجمل جائز نیست تا وقتیکہ از طرف مجمل بیان نیاید اگر از طرف مجمل یعنی از پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم بیان آید آنوقت عمل بحدیث مجمل جائز میشود والّا لا۔ و بتقدیر یکہ مجمل ہم نباشد بلکہ مبین باشد چنانکہ معاصران ما می فہمند پس جواب آں میگوئیم کہ این حدیث معارض ست بحدیث لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا ای لَا تَجْتَمِعُوْا عِنْدَ قَبْرِیْ کَاجْتِمَاعِکُمْ لِلْعِیْدِ فَافْھَمْ وَلَا تَتَکَلَّمْ و اصل این ست کہ مدلول حدیث ہمیں قدر ست کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے زیارت قبور شہداء اُحد تشریف میبردند پس دلالت حدیث فقط بر زیارت قبور شد و آں را کسی منع نمی کند و عرس کردن امر زائد ست کسی کہ فقط در ہر ہفتہ یا در ہر ماہ یا بعد مدتے برائے زیارت قبور رفتہ باشد آنرا ہرگز عرس نخواہند گفت و حقیقت عرس کہ رواج دارد این ست کہ روز معین معہود مردم جمع شوند و لباس فاخرہ بپوشند و در مقام قبر یا جائے دیگر رنگ سازند و چیزے از قسم اعانت خورد و بدعات مثل رقص ضرب آلات لہو وغیرہ عمل آرند آنرا عرس خواہند گفت انتہی ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ حدیث صحاح ستہ میں پائی گئی تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ضعیف یا موضوع ہو احادیث صحاح کا انحصار صحاح ستہ پر نہیں ہے۔ قاضی الاسلام علامہ صبغۃ اللہ مدراسی گلزار ہدایت میں لکھتے ہیں بعض نے واقدی سے روایت کیا ہے قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَزُوْرُ الشُّھَدَاءَ بِاُحُدٍ فِیْ کُلِّ حَوْلٍ وَاِذَا بَلَغَ الشِّعْبَ رَفَعَ صَوْتَہٗ فَیَقُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ

فیقیم عندھا الا ثم ابو بکر رضہ کل حول یفعل مثل ذالک ثم عمر بن خطاب ثم عثمان رضہ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہداء احد کی زیارت کیواسطے ہر سال جاتے تھے جب پہاڑ کے قریب پہنچتو پکار کے سلام علیکم الخ فرماتے پھر ابو بکرؓ ہر سال ایسا ہی کیا کرتے تھے پھر عمر بن خطابؓ پھر عثمانؓ لیکن واقدی ضعیف ہے ابن حجر مکی نے کتاب حسن تو سل میں واقدی سے جو روایت مذکور ہوئی واقدی کا نام چھوڑ کے ابن حاج وغیرہ سے نقل کیا ہے مگر یہ نہیں لکھا کہ انہوں نے حدیث کو کسنے روایت کیا مگر جب ابن حجر نے اس حدیث کو روایت کیا اور شہداء احد کی زیارت میں اس غار کے پر منی پر استدلال کیا تو اس سے ظاہر ہوا کہ یہ حدیث انکی نزدیک قابل حجت ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہر سال جو زیارت کرتے ہیں انکی اصل شرع میں ہے انتہی۔ علاوہ اسکی محل فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل جاری ہے حدیث کی نسبت جو جعل ہونیکا دعوی کیا گیا یہ بھی صحیح نہیں ہے اسلئے کہ کتب احادیث سے پایا جاتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں طریقہ عداوتین کا محرم الحرام سے نتھا بلکہ یہ امر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مشورہ صحابہ قرار پایا۔ علامہ سیوطی رسالہ شمارخ فی علم التاریخ میں لکھتے ہیں اَوَّلُ مَنْ کَتَبَ التَّارِیْخَ عُمَرُ لِسَنَتَیْنِ وَنِصْفٍ مِنْ خِلَافَتِہٖ فَکَتَبَ لِسِتَّ عَشَرَ مِنَ الْمُحَرَّمِ بِمَشْوَرَۃِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْطَالِبٍ پھر خواہ مخواہ مصداق حدیث کا معنی ثانی ہے قاضی الاسلام علامہ صبغۃ اللہ مدراسی شافعی گلزار ہدایت میں لکھتے ہیں حدیث میں فِیْ کُلِّ حَوْلٍ اور ابن جریر کی روایت میں رَاْسَ کُلِّ حَوْلٍ جو مذکور ہوا اس سے متبادر یہی ہے کہ انکی موت کے وقت سے سال لیا کرتے تھے عرب کا محاورہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے جبتک سال ختم نہوگا حول نہ کہینگے امام نووی تہذیب الاسماء واللغات میں صاحب محکم سے نقل کرتے ہیں اَلْحَوْلُ سَنَۃٌ بِاَسْرِھَا یعنی حول پورے سال کو کہتے ہیں انکی وفات کے وقت سے جب سال پورا ہوا تو حول ہوا اس تقدیر پر یہ روایت مجمل نہیں ٹھہر سکتی انتہی تقریر معارضہ کی بھی درست نہیں اسلئے کہ حدیث یوں مروی ہے عَنْ زَیْنِ الْعَابِدِیْنَ بْنِ الْحُسَیْنِ

فِي عَلِيٍّ اَنَّ رَجُلًا كَانَ يَاْتِي كُلَّ غَدَاةٍ فَجَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُصَلِّي
عَلَيْهِ وَيَصْنَعُ فِي الْمَسَاءِ مِثْلَ ذٰلِكَ فَاشْتَهَرَ عَلَيْهِ عَلِيٌّ فَقَالَ لَهُ مَا يَحْمِلُكَ
عَلٰى هٰذَا قَالَ اَحْبَبْتُ التَّسْلِيمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ
اَخْبَرَنِي اَبِي عَنْ جَدِّي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيْدًا وَلَا تَجْعَلُوا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَصَلُّوْا عَلَيَّ وَسَلِّمُوْا حَيْثُ
مَا كُنْتُمْ فَسَتَبْلُغُنِي صَلٰوتُكُمْ وَسَلَامُكُمْ اس حدیث کو اسمٰعیل قاضی نے روایت کیا ہے
وَفِي اِسْنَادِهِ مَنْ لَمْ يُسَمَّ اور ابو بکر بن شیبہ و ابو یعلی نے بھی روایت کیا ہے بایں عبارت رَاٰى عَلِيُّ
بْنُ حُسَيْنٍ رَجُلًا يَاْتِي اِلٰى فُرْجَةٍ كَانَتْ عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَدْخُلُ فِيْهَا فَدَعَاهُ
فَنَهَاهُ وَقَالَ اَلَا اُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ اَبِي عَنْ جَدِّي يعنی علی
بن ابیطالب رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتَّخِذُوا الْحَدِيْثَ اس حدیث
میں عبداللہ بن نافع ہیں بخاری کہتے ہیں فِي حِفْظِهٖ شَيْءٌ احمد کہتے ہیں لَيْسَ بِذَاكَ
فِي حَدِيْثِهٖ ابو حاتم کہتے ہیں هُوَ لَيِّنٌ فِي حِفْظِهٖ عبدالرزاق نے اپنی تصنیف میں حسن بن علی
بطور مرسل کے روایت کیا ہے اس میں لَا تَتَّخِذُوا بَيْتِي عِيْدًا ہے بیتی سے مراد قبری ہے یہ حدیث بھی
مجمل ہے علماء نے اسکے مختلف معنی کہے ہیں ایک معنی تو یہ ہے کہ قبر شریف کے پاس عید کا مجمع نہ کرو اور
کھیل کود نہ مچاؤ جیسے یہود و نصاریٰ کا طریقہ تھا مسالک الاخیار الی مشارع الصلوٰۃ علی النبی المصطفیٰ میں
علامہ قسطلانی لکھتے ہیں اَیْ نَهٰى عَنِ الْاِجْتِمَاعِ لِزِيَارَتِهٖ لِاِجْتِمَاعِهِمْ كَالْعِيْدِ كَمَا
كَانَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى يَجْتَمِعُ لِزِيَارَةِ قُبُوْرِ اَنْبِيَاءِهِمْ وَيَشْتَغِلُوْنَ بِاللَّهْوِ كَمَا فِي الْاَصْلِ
دوسرا معنی قبر شریف کے پاس عید کا سا مجمع نہ کرو جس میں لوگوں کو مشقت ہوتی ہے مسالک میں ہے
وَيُحْتَمَلُ اَنْ يَّكُوْنَ نَهْيُهٗ مِنْ جِهَةِ الْمَشَقَّةِ الْحَاصِلَةِ مِنَ الْاِجْتِمَاعِ وَمَا يَتَرَتَّبُ عَلَيْهِ

مِنْ مَجَازِ الْحَدِّ وَالتَّعَالِي فِي تَعْظِيمِ قَبْرِهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ تیسری معنی قبر
عرس بہ آنچہ اس قسم کی حادث مذکر جس سے ادب مل ہو جاتا ہے مسالک میں ہے یَحْتَمِلُ اَنْ یَّکُوْنَ
اَلْمُرَادُ اِسْمًا مِنَ الْاِعْتِیَادِ یُقَالُ عَادَةٌ وَاعْتِیَادٌ وَتَعَوُّدٌ اِذَا صَارَ عَادَةً لَهٗ یَعْنِیْ لَا
تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ مَحَلَّ اِعْتِیَادٍ دُوْنَهٗ لِمَا یُؤَدِّیْ ذٰلِكَ اِلٰی سُوْءِ الْاَدَبِ وَارْتِفَاعِ
الْحِشْمَةِ وَمُؤَیِّدُ هٰذَا قَوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ
تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ كُنْتُمْ اَیْ لَا تَتَكَلَّفُوْا لِلْمُعَاوَدَةِ اِلَیَّ فَقَدِ اسْتَغْنَیْتُمْ عَنْهَا بِالصَّلٰوةِ عَلَیَّ
چوتھی معنی قبر شریف پر عید کیطرح گلہے ملنے نہ آیا کرو مسالک میں صاحب سلاح المومنین سے منقول ہے
یَحْتَمِلُ اَنْ یَّکُوْنَ الْمُرَادُ الْحَثُّ عَلٰی كَثْرَةِ زِیَارَتِهٖ وَلَا تَجْعَلُوْا كَالْعِیْدِ الَّذِیْ لَا یَاْتِیْ
فِی الْعَامِ اِلَّا مَرَّتَیْنِ وَیُؤَیِّدُ هٰذَا قَوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ
قُبُوْرًا اَیْ لَا تَتْرُكُوا الصَّلٰوةَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰی تَجْعَلُوْهَا كَالْقُبُوْرِ الَّتِیْ لَا یُصَلّٰی فِیْهَا
غرض جب یہ حدیث اسقدر محتمل المراد ہوگی پھر اسکے مجمل ہونیمیں کیا شک ہا اور معارضہ کیونکر صحیح
ہو سکتا ہی بر تقدیر تسلیم ہم کہتے ہیں کہ کوئی شخص اگر بطور عید کے لباس فاخرہ پہنکر شادان و فرحان مجمع
کرے وہ بیشک ناجائز ہی نفس اجتماع اور اجتماع بطور عید میں زمین و آسمان کا فرق ہے حقیقت عرس مروجہ
کی جو لکھی گئی اگر وہ صحیح ہی تو بیشک وہ ناجائز ہے ہم اسکو عرس نہیں کہتے بلکہ میلہ ٹھیلہ کہتے ہیں عرس کی
حقیقت صورت ثانی ہی جسے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے تحریر فرمایا تعیین کی نسبت انہی فتاوی میں
دوسرے مقام پر ہی بلکہ زیارت قبور روز معین کردن بدعت ست اصل زیارت جائز ست و معین کردن روز
در وقت سلف نبود پس این بدعت ازاں قبیل ست کہ اصلش جائز ست خصوصیت وقت بدعت مانند مصافحہ
بعد نماز کہ در ملک توران و غیرہ رائج ست و روز عرس برائے یاد دہانیدن وقت جائز ست اگر بامتیاز
مضائقہ ندارد ولیکن التزام آن روز نیز بدعت ست ازیہاں قبیل کہ گزشت شیخ عبدالحق محدث دہلوی

ماثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ میں کہتے ہیں فان قلت ھل لھذا العرف الذی شاع
فی دیارنا فی حفظ اعراس المشائخ فی ایام وفاتھم اصل فان کان عندکم علم
بذلک فاذکرہ قلت قد سألت عن ذلک شیخنا الامام عبد الوھاب المتقی الھندی
فقال لہ من طرق المشائخ وعاداتھم ولھم فی ذلک نیات قلت کیف تعین ذلک
الیوم دون سائر الایام فقال الضیافۃ مسنونۃ علی الاطلاق فقطعوا
النظر عن تعین الیوم ولہ نظائر کمصافحۃ بعض المشائخ بعد الصلوٰۃ و
کلا یحتفال یوم عاشوراء فانہ سنۃ علی الاطلاق وبدعۃ من جھۃ الخصوصیۃ
ثم قال وقد ذکر بعض المتاخرین من مشائخ المغرب ان الیوم الذی
وصلوا الی جناب العزۃ وخطائر القدس یرجی فیہ من الخیر والبرکۃ والنورانیۃ
اکثر واوفر من سائر الایام فقال لم یکن فی زمن السلف شیء من ذلک
وانما ھو من مستحبات المتاخرین

یعنی میں نے اپنے شیخ امام عبد الوہاب متقی مکی سے عرس کے باب میں پوچھا امام نے جواب دیا کہ یہ طریق مشائخ اور انکی عادات سے ہے اور اسمیں مشائخ کی بہت نیتیں ہیں میں نے کہا کیونکر یہ دن معین ہوا اور دوسرے دن معین نہ کئے گئے امام نے کہا ضیافت علی العموم مسنون ہے پھر مشائخ نے تعیین دن سے قطع نظر کیا اسکی لئے بہت سی نظیریں ہیں جسطرح بعض مشائخ بعد نماز کے مصافحہ کیا کرتے ہیں اور جسطرح عاشورا کے دن سرمہ لگانا کہ یہ علی الاطلاق سنت ہے اور بسبب خصوصیت کے بدعت ہے پھر امام نے کہا کہ بعض متاخرین نے مشائخ مغرب سے یہ کہا کہ جسدن وہ لوگ مرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اسدن خیر و برکت اور نورانیت کی توقع بہ نسبت دوسرے ایام کے زیادہ کی جاتی ہے پھر امام نے کہا کہ زمانہ سلف میں یہ طریقہ جاری نہ تھا بلکہ یہ مستحبات متاخرین سے ہے جب یہ باب معلوم ہو چکی تو یہ جاننا چاہئے کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی

صراط المستقیم میں لکھتے ہیں نہ پندارند کہ نفع رسانیدن بہ بہمات بہ اطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ ایں ہم بہتر و افضل بہ ایں تک کہ ہا کہ موقوف بر طعام نہ گزارد اگر میسر باشد بہتر ست و الا صرف ثواب سورۂ فاتحہ و اخلاص بہتر ین ثواب ہاست مولوی محمد اسحاق دہلوی نے مسائل اربعین میں ہیئات مجموعی کو یعنی قرار و حفاظ کا اکٹھا جمع ہو کر قرآن شریف پڑھنے کو مکروہ لکھا ہی مولوی قطب الدین دہلوی نے باوجود اوجائے خلاف مصنف مائۃ مسائل کے رسالہ تحفۃ الزوجین میں اپنے استاد کی خلاف لکھا ہی اور قائل جواز فاتحہ و درود کے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں فاتحہ و درود ایسی جائے پڑھنی چاہئے کہ پاک ہو نجاست ظاہری اور باطنی سے انتہی سبحان اللہ فاتحہ و درود اور قبر پر جمع ہونا مولوی اسمٰعیل کے نزدیک تو جائز ہوا اور مولوی اسحاق کے نزدیک ناجائز اور انکے خلیفہ و نائب کے نزدیک جائز غرض جتنے آدمی ہیں اتنی زبانیں ہیں بہرحال اس امر میں شبہ نہیں ہے کہ اکابر وہابیہ کے کلام سے فاتحہ و درود کا جواز ظاہر ہوتا ہے گو انکے کلام میں باہم نہایت تخالف و تضاد ہے جس سے کسی امر پر پورا اطمینان نہیں ہو سکتا

تیسرا باب فقہا کے اقوال میں

صاحب نصاب الاحتساب نے سولھویں باب میں بہت سے وجوہ ایسی پیش کئے ہیں جنکو ایسی امور کی عدم جواز سے تعلق ہے جو سوم کو کئے جاتے ہیں چونکہ وہ وجوہ ظاہر البطلان ہیں اسلئے میں نے مناسب خیال کیا کہ ایک ایک وجہ کو بیان کر کے اسکی جواب پیش کروں نصاب الاحتساب کی کچھ خطا نہیں وجوہ پر منحصر نہیں ہے بلکہ الفاظ میں اکثر جا خطائیں واقع ہیں مجھکو اپنے زمانہ کے بعض علماء پر افسوس آتا ہی جنہوں نے عدم جواز نتیجہ میں نصاب کے وجوہ باطلہ سے استدلال کیا ہے پہلی وجہ اس مجمع میں سجدۂ تلاوت کا ہوتا ہے شرح طحاوی کبیر میں مذکور ہے کہ تلاوت قرآن میں عام ازینکہ نماز میں ہو یا نماز سے خارج سجدۂ تلاوت ترک کرنا مکروہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِذَا قُرِئَ عَلَیْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا یَسْجُدُوْنَ یعنی ان

لوگوں پر جب قرآن شریف پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے ہیں تلاوت کے وقت ترک سجدہ پر انکی
مذمت فرمائی ہے اگر کوئی کہے کہ یہ حکم صرف ترک پر ہے اور تلاوت کے بعد ہوئے تو بعد تلاوت کے سجدہ کرتے ہیں
تو ترک نہوا بلکہ تاخیر ہوئی۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ وقت تلاوت کے ترک سجدہ کرنا مطلق ہے بعد تلاوت ہو
کیا یا نہ کیا وقت تلاوت تو ترک سجدہ مقرر ٹھہرا اور مکروہ ضرور ہوا اور مطلق تاخیر نماز میں ہو یا نماز کے
خارج ہو مکروہ ہے فقط۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اسوجہ سے کراہت مجمع سوم کی لازم نہیں آتی اگر سجدہ فی الفور
واجب ہوجاتا تو یہ حکم کرنا چاہیئے کہ علی الفور سجدہ کیا کریں۔ شرح طحاوی کی عبارت جو لکھی گئی
وہ پیش نظر سے نہیں گئی بلکہ شرح طحاوی ہی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بفور استماع
آیت سجدہ کے سجدہ نہیں کیا عبارت شرح طحاوی کی یہ ہے یَحْتَمِلُ اَنْ یَّکُوْنَ تَرْکُ النَّبِیِّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ السُّجُوْدَ فِیْھَا حِیْنَئِذٍ لِاَنَّہٗ کَانَ عَلٰی غَیْرِ وُضُوْءٍ فَلَمْ یَسْجُدْ لِذٰلِکَ
وغیرہ میں ہے وَھِیَ الرَّاجِحُ عَلَی الْمُخْتَارِ وَبِکْرَۃُ تَاخِیْرِھَا تَنْزِیْھًا یعنی سجدہ تلاوت میں مذہب
مختار یہ ہے کہ وجوب اسکا بالتراخی ہے اور تاخیر میں کراہت تنزیہی ہے صاحب درالمختار نے اسکی وجہ یہ
لکھی ہے کہ طول زمان کیوجہ سے کبھی آدمی سجدہ تلاوت کو بھول جاتا ہے وَلَوْ کَانَتِ الْکَرَاھَۃُ تَحْرِیْمِیَّۃً
لَوَجَبَتْ عَلَی الْفَوْرِ وَلَیْسَ کَذٰلِکَ یعنی اگر کراہت تحریمی ہوتی تو علی الفور سجدہ واجب ہوتا اور
ایسا نہیں ہے جب علی الفور سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا تو اگر مجمع سوم میں سجدہ تلاوت نہ کیا گیا تو
اس سے کراہت تحریمی لازم نہیں آتی خصوصاً ایسی صورت میں کہ فقہاء نے کراہت تحریمی کا انکار کیا ہے موطا
امام مالک میں ہشام بن عروہ عن ابیہ روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے جمعہ کے دن منبر پر آیت سجدہ پڑھی
اور خود منبر سے اتر کے سجدہ کیا انکی ساتھ تمام حضار نے سجدہ کیا پھر دوسرے جمعہ کو اسی آیت کو پڑھا
لوگ سجدہ کرنیکو آمادہ ہوئے حضرت عمرؓ نے منع کیا اور فرمایا اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَکْتُبْھَا اِلَّا اَنْ نَّشَاءَ
فَلَمْ یَسْجُدْ وَمَنَعَھُمْ اَنْ یَّسْجُدُوْا اگر علی الفور سجدہ مکروہ ہوتا تو حضرت عمرؓ ضرور

سجدہ کرتے اور حضار کو منع نہ فرماتے **دوسری وجہ** مصیبت کے لئے مسجد میں بیٹھنا مکروہ ہے اور فقیہ ابواللیث کہتے ہیں کہ مکروہ نہیں ہے تجنیس و مزید میں ہے اگر گھر وغیرہ میں ہو تو مکروہ نہیں ہے اور افضل ہے ترک کرنا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ جب فقیہ ابواللیث سمرقندی نے جائز کہا ہے اور اس دعوی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل پر استدلال کیا ہے تو اسکے جواز میں کسیطرح کا شبہہ نہیں بستان فقیہ ابواللیث سمرقندی میں ہے لَا بَاْسَ لِاَهْلِ الْمُصِيْبَةِ اَنْ يَّجْلِسُوْا فِى الْبَيْتِ اَوْ فِى الْمَسْجِدِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَالنَّاسُ يَاْتُوْنَهُمْ وَيَعُوْدُوْنَهُمْ وَرُوِىَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ لَمَّا بَلَغَهٗ خَبَرُ قَتْلِ جَعْفَرِ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ فِى الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ يَاْتُوْنَهٗ وَيَعُوْدُوْنَهٗ یعنی اس بات میں مضائقہ نہیں ہے کہ اہل مصیبت گھر میں یا مسجد میں تین دن تک بیٹھیں اور لوگ آکر انکی تعزیت کریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب آپکو خبر قتل جعفر بن ابیطالب و زید بن حارثہ بن رواحہ کی پہنچی تو آپ مسجد میں بیٹھے لوگ آکر تعزیت کرتے تھے ردالمحتار میں ہے کہ آپکو بیٹھنے سے تعزیت مقصود نہ تھی مگر صاحب ردالمحتار نے اسپر کوئی دلیل پیش نہیں کی صاحب ردالمحتار نے امداد سے نقل کیا ہے کہ متاخرین کے ائمہ کا یہ قول ہے کہ صاحب میت کے پاس اجتماع مکروہ ہے اور اسکو اپنے گھر میں بیٹھنا مکروہ ہے تاکہ لوگ تعزیت کے لئے آئیں بلکہ دفن کے بعد لوگوں کو چاہئے کہ متفرق ہو جائیں اور اپنے کاموں میں لگ جائیں صاحب میت جو کھڑے پھر صاحب ردالمحتار لکھتے ہیں کہ یہ کراہت اہل میت کی مسجد میں بیٹھنے سے اور قرآن پڑھنے سے اور بعد فراغ کے کھڑے ہونے اور لوگوں کے تعزیت کرنے سے جیسا کہ دستور ہے زائل نہیں ہوتی اسلئے کہ اس جلوس سے تعزیت مقصود ہوتی ہے قرآن کا پڑھنا مقصود نہیں ہوتا میرے خیال میں فقیہ ابواللیث کی تحریر جو متمسک بالحدیث ہے نہایت صحیح اور قابل عمل ہے میں اسکی مکروہ تنزیہی کہنے میں بھی تامل کرتا ہوں **تیسری وجہ** ایام تعزیت میں فرش کرنا بہت ہی قبیح ہے یہ مطلق ہے گھر یا قبرستان کے ساتھ خاص نہیں ہے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ کیوں آخر

کسی چیز کے قبیح ہونیکا دعوی کیا جاتا ہے تو کوئی دلیل بیان کیجاتی ہے فرش کے بچھانے میں کیا قباحت ہے ہزاروں لاکھوں آدمی فرش پر بیٹھنے کے عادی ہو رہے ہیں تو انکے بیٹھنے کے لئے فرش نہ بچھایا جائیگا تو کیا گوبر زمین پر لیسا جائیگا **چوتھی وجہ** وقت پڑھنے قرآن شریف کے جو لوگ آتے ہیں انکی تعظیم کے لئے اٹھنا حرام ہے یا اپنے استاد کی تعظیم کے لئے اٹھنا جائز ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ قرآن شریف کے پڑھتے وقت تو آنیوالوں کی تعظیم کو کوئی نہیں اٹھتا ہے اگر اتفاقاً کوئی اٹھے تو اسے روکنا و باز رکھنا چاہیئے اور نفس قیام تعظیمی تو حرام نہیں ہے خود آپ نے فرمایا ہے قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ اسکی تصریح میں رسالہ صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان میں لکھی ہے **پانچویں وجہ** قرآن شریف بطرز جدید بہ تغییر نظم قرآن بطریق غنا پڑھنا و سننا حرام ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ جو قرآن شریف پڑھا جاتا ہے اسمیں نظم قرآن میں تغیر نہیں آیا اور نہ یہ صورت غنا کی ہے کسی خوش آواز کا لہجہ حجاز یا مصر میں قرآن شریف کا پڑھنا یا اسکا سننا ہرگز حرام نہیں یہ کیا ضرور ہے کہ قرآن کسی مجمع میں ایسی آواز سے پڑھا جائے جس سے سامعین کو ایک قسم کی پریشانی حاصل ہو **بیت** گر تو قرآن بدیں نمط خوانی ۔ ببری رونق مسلمانی

چھٹی وجہ آتشدان جسپر بازو غیرہ جاندار کی شکل بنی ہوتی ہے وہاں دھری جاتی ہیں مکروہ ہے اس جگہ کوئی فرشتہ نہیں آتا ہے اگر کوئی کہے کہ آتشدان میں تصویر نہ ہو تو کیا کراہت ہے۔ محیط کے باب الجنائز میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ پر تشریف لیگئے دیکھا کہ ایک عورت آتشدان لئے ہوئے آرہی ہے آپ نے خفگی فرمائی اور اسے ڈلوا دیا تو اگر تصویر بھی ہو تو دو وجہ ہیں اور تصویر نہ ہو تو ایک ہی وجہ ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ آتشدان کے ہونیسے جسمیں خوشبو جلائی جاتی ہے کیا مضائقہ ہے آخر مردہ کو خوشبو لگائی جاتی ہے اور جب یہ بات تسلیم کیگئی کہ مجمر میں تصویر تھی اسلئے نہی فرمائی گئی تو نفس مجمر کے ہونیسے جسمیں تصویر نہ ہو کچھ قباحت نہیں نہ ایک قباحت نہ دو قباحت اور اگر خواہ مخواہ نفس مجمر کا ہونا منہی عنہ ہے تو اسکو منع کرنا چاہیئے **ساتویں وجہ** جب صاحب مجلس تلاوت سے فارغ ہو جاتا ہے تو

اور دل سے پار لے لیتے ہیں اسمیں قرآن شریف کے پڑھنے سے بلحاظ لوگونکے رتبہ کے منع کرنا ہی اس طور پر
کار خیر سے روکنا بہت برا کام ہی اسکا جواب یہ ہے کہ جب ایک ختم یا کئی ختم ہو جاتے ہیں یا پڑھنے میں
اسقدر وقت آجاتا ہی جسکی نسبت یہ خیال ہوتا ہی کہ اگر قرآن کے پارے یا قرآن نہ لئے جاویں تو حاضرین کو
تکلیف ہوگی اسوقت جسقدر پڑھا گیا اسپر قناعت کرتے ہیں اور قرآن یا قرآن کے پارے لئے جاتے ہیں
اسمیں رتبہ کا لحاظ نہیں کیا جاتا البتہ ضرورت کا اور لوگونکی تکلیف کا خیال کیا جاتا ہے یہ کسیطرح مخدور
نہیں ہوسکتا آٹھویں وجہ عورتیں زیارت کے لئے آتی ہیں جو شرع کے خلاف ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اگر
تسلیم کرلیں کہ کہیں عورتیں زیارت کے لئے آتی ہیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے پہلے عورتوں کو زیارت قبر کیلئے
ممانعت کی گئی تھی پھر انکو اجازت دیگئی البتہ بعض اہل علم عورتونکی زیارت کو اسوجہ سے مکروہ خیال
کرتے ہیں کہ انہیں صبر کم ہوتا ہے یہ بے چین ہوکے روتی ہیں چنانچہ ترمذی نے اسکی تصریح کی ہی نویں وجہ
قبر پر گانا اور ناچنا حرام ہے اسکا جواب یہ ہے کہ قبر پر نہ کوئی گاتا ہی نہ ناچتا ہے آدمی کے مرنے سے جسکو
مرے ہوئے بہت دن نہیں ہوتے ہیں لوگونکے دلوں پر رنج کا غبار بہرا رہتا ہے یہ ناچنے اور گانیکا کونسا وقت ہے
اگر جہانا کوئی ناچنے یا گانیکا قصد کرے تو وہ مجنون سمجھا جائیگا اور کوئی شخص خصوصاً قبر پر میت سے
کب وار کہینگے دسویں وجہ صریح جھوٹھ بولنا کہ اہل میت کی خاطر سے آتے ہیں اور رکھتے ہیں کہ
ہم اللہ تعالیٰ کیلئے میت کی زیارت پر آئے ہیں اگر کوئی کہے کہ یہ امر کیونکر معلوم ہوا یہ امر تو باطنی ہی
تو ہم کہتے ہیں کہ اسکی کئی علامتیں ہیں پہلی علامت یہ ہے کہ تو نگر بدکار کی قبر پر بہ نسبت قبر صالح کے
بہت جاتے ہیں اگر یہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتا صالح کی قبر پر زیادہ جاتے دوسری علامت یہ ہے کہ اگر
کوئی قبر میت پر نہ آئے تو اولیا میت کو رنج ہوتا ہی اگر انکی خاطر سے آنا نہوتا تو انکو رنج نہوتا تیسری
علامت یہ ہے کہ جو کوئی آتا ہی اسکا عذر قدوم کرتے ہیں اور اسکا احسان اپنے اوپر لیتے ہیں اللہ کیلئے ہوتا تو
انکی ضرورت کیا تھی اسکا جواب یہ ہے کہ ہم ایسی نہیں مانتے کوئی شخص کہہ نہیں کہتا سب کو موت کا تصور رہتا ہے

سبطائے کے عام میں معنی ہیں کی تقدیر تسلیم جو لوگ اہل میت کی خاطر سے آتے ہیں وہ بھی کہتے ہیں کہ
اچی خاطر سے آئے مثل مشہور ہے قاضی کی لونڈی مری سارا شہر آیا قاضی جی سے کسی نے پوچھا تک نہیں
جو لوگ صرف بنظر ثواب کے آتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم بنظر ثواب آئے یہ بھی ہم ہرگز نہیں مانتے کہ تونگر بدکار
کی قبر پر زیادہ مجمع ہوتا ہے بہ نسبت قبر صالح کے مجھی کثیر صلحا کی قبر پر حاضر ہونیکا اتفاق ہوا مجھے کہیں
مجمع کو تونگران بدکار کے مجمع سے کہیں ثمر ما ہوا پایا۔ ہاں تونگروں کی قبروں پر فقرا کا بڑا مجمع ہوتا ہے
اسوجہ سے کہ وہاں خیرات زیادہ ہوتی ہے میں اس بات کو بھی نہیں مانتا کہ اگر کوئی قبر پر نہ آوے تو اولیا
میت کو رنج ہوتا ہے اگر واقعی رنج ہوتا ہے تو اسوجہ سے کہ مسلمانوں کی یہ شان ہے کہ رنج و غم میں ایک دوسرے
کے شریک ہیں اور یہ بات تو نہایت عمدہ ہے کہ جو شخص آوے اسکا عذر قدوم کیا جاوے اور اسوجہ سے کہ وہ اسکے
رنج میں شریک ہوا اور اسنے اپنا عزیز وقت لیصال ثواب میں صرف کیا اسکا شکریہ ادا کیا جاوے یہ ایسی چیز
ہے جسمیں حقوق عباد و حقوق اللہ تعالیٰ دونوں ملے جلے ہیں اور حقوق عباد کی تعلق ہے حقوق اللہ تعالیٰ
کی نفی نہیں ہو سکتی **گیارھویں وجہ** قبر پر بیٹھ کے کھانے پینے ہیں جو ممنوع ہے اسکا جواب یہ ہے کہ
قبرستان میں قبروں پر بیٹھ کے نہ کوئی کھاتا ہے نہ پیتا ہے معلوم نہیں صاحب نصاب نے یہ طریقہ کس
ملک کا بیان کیا ہے **بارھویں وجہ** درختوں کے پتے توڑ کر درختوں کی صورت بناتے ہیں اور قبر کے گرد
آراستہ کرتے ہیں اور یہ حاجت ہری گھانس کا کاٹنا حرام ہے اور رات کے وقت گھانس کا اکھاڑنا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ میں نے اپنی سیاحت ممالک مورد ازمیں کہیں
یہ طریقہ نہیں دیکھا نہ کسی سے سنا میرے خیال میں یہ بات نہیں آتی کہ پتوں سے درختوں کی صورت کیونکر بناتے
ہیں اور اسکا فائدہ کیا ہے **تیرھویں وجہ** قاری لوگ ختم سے پہلے یا اسکے بعد قرآن شریف پکار کر
پڑھتے ہیں اور اہل ماتم لوگوں کی تعظیم و تواضع میں مشغول رہتے ہیں تو ایسے لوگوں پر جو اور کام میں
لگے ہوں قرآن شریف پڑھنا مکروہ ہے اور محیط میں مذکور ہے امام صاحب کے نزدیک قبر پر قرآن پڑھنا

مکروہ ہے اور امام کہتے ہیں کہ مکروہ نہیں ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہ شرح الاوراد میں ہے ہمارے مشائخ امام محمدؒ کے قول پر عمل کرتے ہیں صدر شہید اور شیخ جلیل ابوبکر بن محمد بن الفضل کہتے ہیں کہ قبر پر قرآن سر بیکار کر پڑھنا مکروہ ہے اور آہستہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے اور شیخ محمد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ قبر پر سورہ ملک پڑھنا مضائقہ نہیں ہے آہستہ پڑھے یا پکار کر پڑھے اور دوسری سورت قبر پر نہ پڑھی جائے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ جب قرآن شریف پڑھا جاتا ہے سب لوگ اسی سنتے ہیں ایسے وقت میں کوئی کسی کی تواضع و تعظیم نہیں کرتا اگر جہانا تواضع و تعظیم کرے تو اسی منع کرنا چاہئے اور جب امام محمد کے قول پر فتویٰ ہے تو پھر اعتراض کیا یہاں جسقدر روایات ذکر کی گئیں کوئی مفید دعا صاحب نصاب نہیں ہیں

چودھویں وجہ جامع مسجد میں بعضے قاری پکار کر پڑھتے ہیں یہ مکروہ ہے اور بعضے علما کہتے ہیں کہ جامع مسجد میں قرآن کا ختم کرنا کہ اسکو سپارہ پڑھنا کہتے ہیں مکروہ ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ میں جہانتک دیکھا ہے تیجے میں سب لوگ آہستہ قرآن پڑھتے ہیں اگر جہانا کوئی شخص آواز بلند کرکے پڑھے اسے منع کرنا چاہئے

پندرھویں وجہ بروز سوم خوشبو لگانے میں عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے عورتوں کو سوا اپنے خاوند کے تین دن سے زیادہ دوسروں پر سوگ کرنا حرام ہے تو چاہئے کہ بروز سوم خوشبو لگائی تاکہ تین دن سے سوگ بڑھ نہ جائے چوتھے دن خوشبو لگائی گئی تو تین دن سے بڑھ جائیگا جو حرام ہے ام حبیبہؓ نے اپنے باپ ابوسفیان کے مرنے پر بروز سوم خوشبو لگائی اور کہا مجکو اسکی کچھ حاجت نہ تھی پر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مسلمان عورت کو تین دن سے زیادہ سوگ کرنا حرام ہے مگر اپنے خاوند پر چار مہینے دس روز سوگ کریگی صاحب نصاب اپنی بڑائی یوں ظاہر کرتے ہیں کہ رسم جاری ہے کہ بروز سیوم گلاب ملتے ہیں تو اس سے پرہیز ضرور ہے نہ اس سے کہ خوشبو ہے بلکہ اس سے کہ عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے جیسی مہندی گو وہ خوشبو ہے پر عورتوں سے مشابہت ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ مرد تو خوشبو تیجے کو نہیں لگاتے البتہ گلاب کے پھول یا پنکھڑیاں عود و عنبر کی بیاض میں ڈالتے ہیں جو مباح امر ہے وسیلۃ النجات میں لکھا ہے فی عمدۃ الفتاوی اما اتخاذ الورق والعود والعنبر

یوم الثالث صباح هلک فعلت امرءۃ عمر بن عبد العزیز وبنته المعروفۃ
بام ابانی رضی اللہ عنهما فی یوم الثالث فمن ذلک جرت العادۃ فی کل
تعزیۃ بتسلیم کذا فی المفروق للامام البزدوی یعنی عمدۃ الفتاوی میں مذکور ہے کہ
اٹھانا گلاب عود و عنبر کا تیسرے روز مباح ہے ایسا ہی کیا ہے تیسرے روز میں عمر بن عبد العزیز کی
بی بی و لڑکی نے جنکو ام ہانی کہتے تھے رضی اللہ عنہا اسیوقت سے ہر تعزیت میں مسلمانوں میں یہ عادت جاری
ہوگئی ایسا ہی ہے مفروق میں جو امام بزدوی کی تالیف ہے یہ فعل اس قسم کا نہیں ہے جسمیں عورتوں سے
مشابہت پائی جاتی ہو سولھویں وجہ تعریف کرنیوالا اٹھکر میت کی ایسی تعریف کرتا ہے جو اسنے
کبھی نہیں کیا تھا یہ جھوٹھ ہے اور جھوٹھ کا سننا حرام ہے اسکا جواب یہ ہے کہ ہندوستان کے کسی قطعہ
میں ایسا رواج نہیں ہے اگر کسی ملک میں کوئی شخص اس قسم کی تعریف کرتا ہو تو اسی منع کرنا چاہئے
سترھویں وجہ یہ معروف ہے عورتوں کے پاس کھڑا ہوتا ہے اور کھڑی کھڑے سورہ اخلاص تین بار اور
سورہ فاتحہ پڑھتا ہے اور سب اسکے روبرو بیٹھی ہوتی ہیں تو بہت بدعت ہے اور کسی سلف سے منقول نہیں ہے
اور مدعی پر واجب ہے کہ اسکا ثبوت لائے ثابت کیونکر ہو سکتا ہے کہ اسمیں قرآن شریف کی اہانت ہے کہ یہ
قاری گویا ان لوگوں کا جو صدر میں ہوتے ہیں خادم معلوم ہوتا ہے اور انکی طرف متوجہ ہوکر پڑھتا ہے قبلہ رو ہونا
نہ ہوا اور اپنے ہاتھ ایسی طرح رکھتا ہے جیسا نماز میں رکھتا ہے اور جب اسکو حکم ہوتا ہے تو مثل رکوع جھکتا ہے کہ یہ
خدمت معمولی ہے کہ ان لوگوں کے سامنے بجا لاتا ہے جو اپنی عزت و جاہ پر مغرور ہوکر بیٹھتے ہیں پھر وہ اپنے
اس پڑھنے پر اہل میت سے اجرت مانگتا ہے کہ وہ اس کام پر مزدور مقرر ہے اور جو عادت ہو معقود علیہ ہے
اسکا جواب یہ ہے کہ ہندوستان کے کسی شہر یا قصبہ یا دیہات میں میں نے یہ طریقہ نہیں دیکھا اور نہ کسی سے سنا اگر
کسی ملک میں کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو اسی منع کرنا چاہئے اٹھارھویں وجہ قبر پر حریر و اطلس کی
قبر پوش ڈالتے ہیں اگر میت اپنی زندگی میں یہ لباس پہنتا تھا تو یہ امر اس پر شاہد ہوا کہ وہ زندگی میں

فاسق فاجر تھا اور مرنیکے بعد بھی اُس جرم کے ساتھ اُسکا ذکر اور اُسکی یادگار رہی۔ اُسکا جواب یہ ہے کہ تیجے کو چادر طلس کی ڈالنے سے کیا تعلق ہے نہ کسی سے سُنا نہ دیکھا اگر کوئی ایسی حرکت کرتا ہو تو اُسکو منع کرنا چاہئے

انتیسویں وجہ صالحین کی قبر پر کپڑوں پر سورہ اخلاص لکھکر ڈالتے ہیں اور قرآن شریف کا زمین پر ڈالنا بدعت ہے اور باعث ابتذال ہے اور قرآن شریف کا مبتذل کرنا عذاب الٰہی کا سبب ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اس وجہ کو تیجے کے عدم جواز میں کچھ دخل نہیں اور صالحین کے قبر پر طاق میں کا عرف میں نہیں ہوتا اور قرآن شریف کا یا کسی سورت کا قبر پر رکھنا باعث ابتذال نہیں خیال کیا جاتا ایسی لائل شئے فعال تیجے کے ناجائز نہیں ہو سکتے جنکی اباحت یا استحباب میں شبہہ نہیں **تیسویں وجہ** مجلس میں قرآن شریف لاکر رکھتے ہیں اور صاحب مجلس کی انتظار میں نہیں بیٹھتے اگر حاضرین پڑھنے میں مبادرت کریں اور صاحب مجلس آگیا تو اُنپر خفا ہوتا ہے کہ میرا انتظار نہ کیا اسمیں میری عزت و رتبہ کی خفت و اہانت ہے یہ کام صرف نفس امارہ بالسوء کا ہے ایسی مجلس میں آنے سے اُسکے گناہ پر اعانت ہوتی ہے اگر یہ لوگ آئیں تو صاحب مجلس اپنا رتبہ و عزت ظاہر کریگا اور گناہ پر اعانت کے نامنع ہے کیا اس صاحب مجلس کو یہ معلوم نہیں ہے کہ قرآن شریف پڑھنے سے منع کرنا کافروں کی عادت ہے اگر یہ کہو کہ حاضرین نا پڑھ سکتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ قرآن شریف دیکھکر پڑھنا عبادت ہے اور قرآن شریف ہاتھ میں لینا بھی عبادت ہے تو صاحب مجلس انکو ان دو عبادتوں سے منع کرتا ہے اور قرآن شریف مجلس میں لانا اور یونہی رکھدینا اور نہ پڑھنا قرآن شریف کی اہانت و خفت ہے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ انوکھی بات ہے اگر کوئی شخص قرآن شریف کے پڑھنے میں سب سے اقدام کرتا ہے تو صاحب مجلس اسوجہ سے شکریہ ادا کرتا ہے کہ اُسنے ایصال ثواب میں مجھ سے سبقت کی اور لوگوں کو ترغیب دی کسی صاحب مجلس کو اسکی شکایت نہیں ہوتی کہ ایصال ثواب کے امر میں کیوں پہلے اقدام کیا گیا یہ بات ظاہر ہے کہ اگر کسینے انتظار نہ کیا اور قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیا تو صاحب مجلس کی کیا خفت و اہانت ہوئی اور اُسکے رتبہ و عزت میں کیا فرق آگیا ایسی صورت میں اُسکی ممانعت کی کوئی وجہ نہیں

پائی جاتی ہے میرے خیال میں یہ ایک فرضی صورت ہے جو قابل لحاظ نہیں ہے بالفرض اگر کوئی صاحب مجلس جہالت سے ایسے ناجائز امر کا ارتکاب کرے تو اسکو نصیحت کرنی چاہئے **اکیسویں وجہ** جب کسی کو مکان سے قبرستان دور ہوتا ہے تو طلوع فجر کے بعد نماز فجر سے پہلے چلتے ہیں تاسب کے برابر یہاں پہنچیں یہ مکروہ ہے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ ایک فرضی صورت ہے جو کچھ ضرور نہیں کہ قبرستان ہی میں سیوم ہو کبھی مکان میں کبھی کسی مسجد میں کبھی قبرستان میں سوم کیا کرتے ہیں سات ساڑھے سات بجے سے قرآن خوانی شروع ہوتی ہے ساڑھے نو بجے فراغت پاتے ہیں جب ایسا وقت وسیع ہے پھر کسیکو کیا پڑی ہے کہ عبث ایسی زحمت آپ پر گوارا کرے **بائیسویں وجہ** نماز کے لئے منتظر رہنا مستحب ہے اور بروز دوم یا سوم زیارت کیلئے آنیسے نماز اشراق کا انتظار آدمی نہیں کر سکتا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ بھی ایک خیالی امر ہے وقت زیارت کا ایسا وسیع رکھا گیا ہے کہ جو لوگ نماز اشراق کے پابند ہیں وہ اچھی طرح سے فارغ ہو کے شریک ہو سکتے ہیں جنکے پاس گاڑی بگھیاں ہوتی ہیں وہ آٹھ بجے اگر سوار ہوں تو میل دو میل کے فاصلہ پر پہنچکے شریک زیارت ہو سکتے ہیں **تیئیسویں وجہ** زیارت کے تیسرے دن قبر پر چادر کپڑے کی ڈالتے ہیں جو بالکل مشروع نہیں ہے نہ مردوں کے لئے اور بعد بٹارے کے عورتوں کے لئے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اگر کہیں چادر ڈالتے ہیں تو اس سے منع کرنا چاہئے بشرطیکہ اسکی ممانعت صریحاً ظاہر کیجاوے۔ اب ہمارے اقوال مذکور ہوتے ہیں شرح منہاج امام نووی میں ہے اَلْاِجْتِمَاعُ عَلَى الْمَقْبَرَةِ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ وَتَقْسِيمُ الْوَرِدِ وَالْعُوْدِ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ فِي الْاَيَّامِ الْمَخْصُوْصَةِ كَالثَّالِثِ وَالْخَامِسِ وَالتَّاسِعِ وَالْعِشْرِيْنَ وَالْاَرْبَعِيْنَ وَالشَّهْرِ السَّادِسِ وَالسَّنَةِ بِدْعَةٌ مَمْنُوْعَةٌ یعنی مقبرہ پر تیسرے دن جمع ہونا اور گلاب کا پھول و عود تقسیم کرنا اور تیسرے پانچویں نویں بیسویں چالیسویں دن اور چھ ماہی برسی کا کھانا کھلانا بدعت ممنوعہ ہے جو لوگ اس عبارت سے احتجاج کرتے ہیں انہی تصحیح نقل مطلوب ہے منہاج کی بہت سے شروح ہیں انمیں کہیں اس عبارت کا پتہ نہیں لگتا بلکہ شافعیہ کی دوسری معتبر کتابوں میں بھی

باوجود تجسس کے یہ عبارت نظر نہیں آتی پھر ایسی مجہول عبارت کسطرح سے مسلم ہوگی بتقدیر تسلیم اس عبارت سے استدلال نہیں ہو سکتا اسلئے کہ طعام طعام کو ایام مخصوصہ میں جو بدعت ممنوعہ کہا ہے اس سے ایصال ثواب کے لئے کھانا پکانا مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اہل میت کھانا پکا کر لوگوں کو اسپر جمع کریں اور کراہت کی علت جریر کی حدیث ہے تعین تاریخ کو اسمیں کچھ دخل نہیں چنانچہ خطیب شربینی نے مغنی المحتاج شرح المنہاج میں لکھا ہے قَالَ ابْنُ الصَّبَّاغِ وَغَيْرُهُ اَمَّا اِصْلَاحُ اَهْلِ الْمَيِّتِ طَعَامًا وَجَمْعُ النَّاسِ عَلَيْهِ فَبِدْعَةٌ غَيْرُ مُسْتَحَبَّةٍ رَوَى اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ كُنَّا نَعُدُّ الْاِجْتِمَاعَ اِلٰى اَهْلِ الْمَيِّتِ وَصُنْعَهُمُ الطَّعَامَ مِنَ النِّيَاحَةِ یعنی کہا ابن الصباغ وغیرہ نے کہ اہل میت کا کھانا پکانا اور اسپر لوگوں کو جمع کرنا بدعت غیر مستحبہ ہے روایت کی ہے امام احمد اور ابن ماجہ نے باسناد صحیح جریر بن عبداللہ سے کہ ہم لوگ شمار کرتے تھے مجتمع ہونے کو اہل میت کے پاس اور انکے کھانے کو نوحہ سے ایصال ثواب کے لئے کھانا پکانا مستحب ہے چنانچہ شیخ ابن حجر مکی شافعی نے اپنے فتاوی میں اسپر اجماع نقل کیا ہے اور تیسرے روز قبر پر مجتمع ہونا اور پھول وغیرہ تقسیم کرنا جو بدعت کہا گیا تو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ہر بدعت قبیح نہیں ہوتی اسلئے کہ بدعت میں احکام خمسہ جاری ہوتے ہیں آخر عدم استحباب کی کوئی وجہ ہونی چاہئے علاوہ بریں قبر پر مجتمع ہونا مطلقاً بدعت سیئہ نہیں ہے چنانچہ ابن حجر مکی نے تحفہ میں لکھا ہے يُسَنُّ كَمَا نَصَّ عَلَيْهِ قِرَاءَةُ مَا تَيَسَّرَ عَلَى الْقَبْرِ وَالدُّعَاءُ لَهُ فَاِنَّهُ اِنَّمَا هِيَ فِيْ تِلْكَ الْاِجْتِمَاعَاتِ الْحَادِثَةِ دُوْنَ نَفْسِ الْقِرَاءَةِ وَالدُّعَاءِ عَلٰى اَنَّ مِنْ تِلْكَ الْاِجْتِمَاعَاتِ مَا هُوَ مِنَ الْبِدَعِ الْحَسَنَةِ كَمَا لَا يَخْفٰى ۞ یعنی سنت ہے چنانچہ نص کیگئی ہے کہ قبر پر جسقدر ہو سکے قرآن پڑھے اور دعا کرے بدعت وہ چیزیں ہیں جو بعد جمع ہونے کے لوگ کیا کرتے ہیں نفس قرأت و دعا بدعت نہیں علاوہ اسکے لوگ جو جمع ہوتے ہیں تو ایسے کام بھی کرتے ہیں جو بدعت حسنہ ہیں غرض یہ ہے کہ لوگ جب جمع ہوتے ہیں بری کام بھی کرتے ہیں اور اچھے کام بھی پھر نفس اجتماع پر حکم

حرمت کا نہیں ہو سکتا البتہ بری کام کو برا اور اچھے کام کو اچھا اور تعیین تاریخ سے بھی اسمیں برائی نہیں آتی
فتاوی طہندادی میں جو شافعیہ کے معتمد فتاوی سے ہے لکھا ہے وَلَا بَاسَ بِالْجُمُعَةِ الَّتِي تُعْمَلُ فِي كُلِّ سَنَةٍ
یعنی مضائقہ نہیں ہے وہ اجتماع جو ہر سال ہوتا ہے فتاوی بزازیہ میں ہے يُكْرَهُ اِتِّخَاذُ الطَّعَامِ فِي الْيَوْمِ
الْاَوَّلِ وَالثَّالِثِ وَبَعْدَ الْاُسْبُوْعِ وَنَقْلُ الطَّعَامِ اِلَى الْقَبْرِ فِي الْمَوَاسِمِ وَاتِّخَاذُ
الدَّعْوَةِ لِقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ جَمْعُ الصُّلَحَاءِ وَالْقُرَّاءِ لِلْخَتْمِ اَوْ لِقِرَاءَةِ سُوْرَةِ
الْاَنْعَامِ وَالْاِخْلَاصِ یعنی پہلے اور تیسرے دن اور بعد سات دن کے کھانا پکانا اور اور کھانے کا قبر
کے پاس اعراس میں لیجانا اور قرآن پڑھنے کی دعوت کرنا اور صلحاء و فقراء کو ختم کے لئے یا سورہ انعام و
اخلاص پڑھنے کے لئے جمع کرنا مکروہ ہے ہم کہتے ہیں کہ اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ ایصال ثواب کے لئے دن کی تخصیص
مکروہ ہے فتاوی بزازیہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ ضیافت کی نسبت لکھا ہے چنانچہ فتاوی بزازیہ میں آگے چل کے
لکھتے ہیں وَالْحَاصِلُ اَنَّ اِتِّخَاذَ الطَّعَامِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ لِاَجْلِ الْاَكْلِ يُكْرَهُ
وَاِنِ اتَّخَذَ طَعَامًا لِلْفُقَرَاءِ كَانَ حَسَنًا یعنی حاصل یہ ہے کہ دعوت مسلمانوں کی قراۃ قرآن کے وقت کھانے کے
لئے مکروہ ہے اگر فقراء کیلئے کھانا کھلائے تو بہتر ہے مستملی میں بزازیہ کی عبارت لکھ کے لکھتے ہیں وَلَا يَخْلُوْا
عَنْ نَظَرٍ یعنی یہ نظر سے خالی نہیں ہے تقریر نظر کی ظاہر ہے اسلئے کہ جب صدقہ عن میت ثابت ہے تو پہلے یا
تیسرے دن اگر کھانا پکایا جاوے تو کیا مضائقہ ہے یا قبر کے پاس اگر اعیاد میں لیجائیں تو کیا حرج ہے اور
فقراء صلحاء کو کھلائیں تو کیا مضائقہ ہے ہاں خاص کر کے قراء کی دعوت البتہ ایسی ہے جسے مکروہ کہہ سکتے ہیں
بشرطیکہ کراہت کی کوئی وجہ پائی جائے فتاوی قاضی خاں کی عبارت میں اسکی تصریح موجود ہے
وَيُكْرَهُ اِتِّخَاذُ الضِّيَافَةِ فِي اَيَّامِ الْمُصِيْبَةِ لِاَنَّهَا اَيَّامُ تَاَسُّفٍ فَلَا يَلِيْقُ بِهَا مَا يَكُوْنُ
لِلسُّرُوْرِ وَاِنِ اتَّخَذَ طَعَامًا لِلْفُقَرَاءِ كَانَ حَسَنًا اِذَا كَانُوْا بِالْغَيْنِ فَاِنْ كَانَ فِي
الْوَرَثَةِ صَغِيْرٌ لَمْ يَتَّخِذْ وَذٰلِكَ مِنَ التَّرِكَةِ یعنی مکروہ ہے ضیافت کرنا ایام مصیبت میں

اسلئے کہ وہ ایام تاسف کے ہیں پھر ایسے کام مناسب نہیں ہیں جو خوشی کے ایام میں کیے جاتے ہیں اور اگر فقراء کے لئے کھانا کھلائیں تو اچھا ہے یہ ایسی صورت میں جب ورثہ بالغ ہوں اگر ورثہ صغیر ہوں تو ترکہ سے کھانا نہ کھلانا چاہیئے فتاوی ظہیریہ میں ہے وَلَا یُبَاحُ اِتِّخَاذُ الضِّیَافَۃِ عِنْدَ ثَالِثَۃِ اَیَّامٍ وَھِیَ اَیَّامُ الْمُصِیْبَۃِ لِاَنَّ اِتِّخَاذَ الضِّیَافَۃِ لِلسُّرُوْرِ یعنی مباح نہیں ہے ضیافت کرنا ہمارے نزدیک تین روز جو ایام مصیبت کے ہیں کیونکہ ضیافت سرور کیلئے ہے فتاوی تاتارخانیہ میں ہے وَلَا یُبَاحُ اِتِّخَاذُ الضِّیَافَۃِ عِنْدَ ثَالِثَۃِ اَیَّامٍ یعنی مباح نہیں ہے ضیافت ہمارے نزدیک تین روز فتح القدیر میں ہے وَیُکْرَہُ اِتِّخَاذُ الضِّیَافَۃِ مِنْ اَھْلِ الْمَیِّتِ لِاَنَّہٗ مَشْرُوْعٌ فِی السُّرُوْرِ لَا فِی الشُّرُوْرِ وَھِیَ بِدْعَۃٌ مُسْتَقْبَحَۃٌ رَوَی الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَۃَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ کُنَّا نَعُدُّ الْاِجْتِمَاعَ اِلٰی اَھْلِ الْمَیِّتِ وَصُنْعَھُمُ الطَّعَامَ مِنَ النِّیَاحَۃِ +

یعنی مکروہ ہے ضیافت اہل میت کیطرف سے کیونکہ وہ مشروع ہے سرور میں نہ غم میں فقہاء نے کہا ہے وہ بدعت قبیحہ ہے امام احمد وابن ماجہ نے باسناد صحیح جریر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ جریر نے کہا کہ ہم شمار کرتے تھے مجتمع ہونا اہل میت کے پاس اور کھانا کھلانا انکا نوحہ سے شیخ ابو الحسن سندی نے لبد المنیر عن مباحث فتح القدیر میں لکھا ہے قَوْلُہٗ اِتِّخَاذُ الضِّیَافَۃِ اَیْ اِتِّخَاذُ الطَّعَامِ عَلٰی وَجْہِ الضِّیَافَۃِ لِلْاَقْرِبَاءِ وَالْاَجْنَابِ مِمَّنْ لَمْ یُعْھَدْ حُضُوْرُھُمْ عَلٰی وَجْہِ الْاِجْتِمَاعِ عَلَی الطَّعَامِ اِلَّا فِی الضِّیَافَاتِ وَالْعُرُوْسِ لَا عَلٰی وَجْہِ الْقُرْبَۃِ لِلصَّالِحِیْنَ وَاُولِی الْحَاجَۃِ فَلَا یَرِدُ مَا رُوِیَ اَنَّ اَھْلَ مَیِّتٍ صَنَعُوْا طَعَامًا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِہٖ یَوْمَ مَاتَ الْمَیِّتُ عَنْھُمْ وَاَنَّ الْقُرْبَۃَ مَنْدُوْبَۃٌ دَائِمًا فَکَیْفَ یُکْرَہُ فِیْ بَعْضِ الْاَیَّامِ سِیَّمَا اَیَّامُ تَذَکُّرِ الْمَوْتِ وَھُوَ مِمَّا یَدْعُوْ اِلٰی تَکْثِیْرِ الْقُرُبَاتِ وَالْفَرْقُ بَیْنَ طَعَامَیْنِ جَرٰی مَعْلُوْمٌ مَعَ قَطْعِ النَّظَرِ عَنِ النِّیَّۃِ ھُوَ لِاَنَّہٗ شَرْعٌ اَیْ لِاَنَّہٗ خَارِجٌ عَنْ مُقْتَضَی الْحَالِ فَاِلْقَاءُ الْمَالِ فِیْہِ تَضْیِیْعٌ

وَاِسْرَافٌ فِیْ غَیْرِ مَحَلِّہٖ فَقَوْلُہُ اَلْاِجْتِمَاعُ اِلٰی اَھْلِ الْمَیِّتِ اَیْ لِدَعْوَۃِ اَھْلِ الْمَیِّتِ
اِیَّاھُمْ لِتَبَرُّکِھِمْ اَوِ التَّقَرُّبِ بِاِطْعَامِھِمْ وَصُنْعُھُمُ الطَّعَامَ اَیْ لِاِجْتِمَاعِھِمْ لِدَعْوَتِہٖ
وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَالظَّاھِرُ اَنَّ مِنَ الطَّعَامِ مَا ھُوَ مَشْرُوْعٌ یَوْمَ الْمَوْتِ اَیْضًا
کَالطَّعَامِ لِلتَّقَرُّبِ وَمِنْہُ مَا ھُوَ مَکْرُوْہٌ کَالطَّعَامِ
لِلضِّیَافَۃِ اَوْ لِتَقْوِیَۃِ النَّوَائِحِ مَثَلًا وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ یعنی

ضیافت کی یہ معنی ہیں کہ بطور ضیافت کے قرابت داروں اور دوستوں کے لئے جنکی یہ عادت
ہیں ہے کہ بجز ضیافت شادی کے جمع ہوں کھانا پکایا جاوے نہ بطور قربت کے جو صالحین اور حاجتمندوں
کے لئے پکاتے ہیں اس تقریر سے دو شبہے دفع ہوگئے پہلا شبہہ یہ ہے کہ ایک اہل میت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے واسطے ایسے دن کھانا پکایا تھا جسدن انکے گھر غمی ہوگئی تھی اسکا جواب یہ ہے کہ یہ ضیافت بوجہ قربت و عبادت
کے تھی دوسرا شبہہ یہ ہے کہ قربت ہمیشہ کے لئے اچھا کام ہے پھر وہ بعض ایام میں خصوصاً جب وہ ایام ایسے ہوں
جنمیں قربات کی ضرورت ہو کیونکر مکروہ ہوگی اسکا جواب یہ ہے کہ صاحب حاجت کو کھانا کھلانا جائز ہے
صرف ایسے اہل ضیافت کے لئے جائز نہیں ہے جسکا ذکر کیا گیا لانہ شرع کا یہ حاصل ہے کہ وہ مقتضائے
حال سے خارج ہے پھر مال کا خرچ کرنا مال کا ضائع کرنا ہے اور اسراف کرنا ہے اپنی غیر محل میں اجتماع
اہل البیت کے یہ معنی ہیں کہ یہ اجتماع موت کے واسطے ہو نہ اس خیال سے کہ اہل میت نے انکی دعوت اس خیال سے
کی ہو تاکہ اہل میت انکی برکت حاصل یا کھانا کھلانے سے تقرب حاصل کریں وصنعہم الطعام کے یہ معنی ہیں کہ
جو اجتماع بسبب موت کے ہوا ہو ظاہر یہ ہے کہ بعض کھانے ایسے ہیں جو موت کے روز مشروع ہیں مثلاً وہ کھانا جو فقراء
کیلئے ہو چنانچہ اسی قسم کا کھانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش کیا گیا تھا اور بعض مکروہ ہیں مثلاً
ضیافت کا کھانا یا جو کھانا نائحہ عورتوں کی تقویت کے لئے کھلایا جاوے نائحہ ایسی عورت کو کہتے ہیں جو کسی میت کی
نیکیاں بیان کرکے روئے مطلق رونا جائز نہیں ہے نہ ہر اطلاق نائحہ کا ہوتا ہے جب زینب بنت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا عورتیں جمع ہو کے رونے لگیں حضرت عمرؓ نے اقارب کو رونے سے
منع کیا اور اجنبی عورتوں کو چاہا کہ مار کے نکالدیں آپ نے حضرت عمرؓ کو اس فعل سے منع فرمایا اور ارشاد کیا
دَعْهُنَّ فَإِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ وَالْقَلْبَ مُصَابٌ وَالْعَهْدَ قَرِيبٌ یعنی انکو چھوڑ دو اسلئے کہ
آنکھ سے بالطبع آنسو ٹپکتا ہی اور قلب کو مصیبت پہنچی ہے اور واقعہ ابھی ہوا ہے صبر نہایت دشوار ہے چنانچہ
یہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہی پھر اس قسم کے رونے والی عورتوں کو جب نائحہ نہیں کہتے تو انکو کھانا دینا جائز
نہیں ہے اور شرح برزخ میں لکھا ہی دَلَّ الْحَدِيثُ عَلَى أَنَّهُ يُكْرَهُ لِأَهْلِ الْمَيِّتِ اتِّخَاذُ الطَّعَامِ
عَلَى سَبِيلِ الضِّيَافَةِ یعنی دلالت کی حدیث نے اس امر پر کہ بطور ضیافت کے اہل مصیبت کا کھانا
کھلانا مکروہ ہی اور یہ بھی لکھا ہی وَتَبَيَّنَ أَنَّهُ لَا يُكْرَهُ لِأَهْلِ الْمُصِيبَةِ اتِّخَاذُ الطَّعَامِ لِلْفُقَرَاءِ
وَلَا يُكْرَهُ لَهُمْ الْأَكْلُ مِنْ ذَلِكَ یعنی ظاہر ہوا کہ اہل مصیبت کو یہ مکروہ نہیں ہے فقراء کو کھانا کھلانے
اور انکو اس کھانیکا کھانا بھی مکروہ نہیں ہے ان عبارات سے اچھی طرح ثابت ہوگیا کہ ایام مصیبت میں ضیافت
کے طور پر کھانا کھلانا مکروہ ہے اگر بصلل ثواب کے لئے ہو تو حسن و مستحب ہے بلکہ اسکا استحباب فعل صحابہ و
تابعین سے ثابت ہے کہ سات روز تک اسکو مستحب جانتے تھے علامہ زاہدی نے حاوی میں لکھا ہے شَطْ يُكْرَهُ
الْوَلِيمَةُ عَلَى الْمَيِّتِ قَبْلَ أَنْ تُغَسَّلَ إِجْمَاعًا وَعَنْ مُحَمَّدٍ يَجُوزُ بَعْدَ الدَّفْنِ وَقَالَ مَالِكٌ
يُكْرَهُ قَبْلَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَالْفَتْوَى عَلَى قَوْلِ مُحَمَّدٍ یعنی شرح طحاوی میں ہے مکروہ ہے ضیافت
میت پر قبل غسل دینے کے اجماعاً اور امام محمدؒ سے مروی ہی کہ جائز ہے بعد دفن کے اور کہا مالک نے مکروہ ہے
قبل تین دن کے اور فتوی قول پر امام محمدؒ کے ہی دیکھو طحاوی نے امام محمد کے قول کو مفتی بہ لکھا ہی
جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بعد دفن کے ضیافت جائز ہی اور امام مالک کے نزدیک قبل تین دن کے مکروہ ہے
اور جتنی جو فقہا کی عبارتیں سابق میں نقل کی ہیں انسے معلوم ہوتا ہے کہ تین دن تک مکروہ ہے جو ایام مصیبت
ہیں اس تقریر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بعد تین دن کے مکروہ نہیں ہے شرح برزخ میں بھی اس امر کی تصریح موجود ہے

عبارت یہ ہے کہ وَیُکْرَہُ لِاَھْلِ الْمَیِّتِ اتِّخَاذُ الطَّعَامِ لِلْاَقْرِبَاءِ وَالْاَغْنِیَاءِ اِلٰی ثَلٰثِ اَیَّامٍ وَیُکْرَہُ لَھُمْ اَکْلُہٗ اَمَّا بَعْدَ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ لَا یُکْرَہُ اِتِّخَاذُ الطَّعَامِ لِمَنْ مَاتَ لَہٗ مَیِّتٌ لَا لِاَنَّہُ لَا اِبَاحَۃَ وَلَا عَلٰی سَبِیْلِ الضِّیَافَۃِ وَلَا یُکْرَہُ الْاَکْلُ مِنْہُ لَا لِلْغَنِیِّ وَلَا لِلْفَقِیْرِ یُدْعٰی اِلَیْہِ اَوْ یُرْسَلُ اِلَیْہِ یعنی اہل میت کیلئے تین دن تک مکروہ ہے کہ وہ اقرباء وغنیاء کیلئے پکوائیں اگر پکوائیں تو خود اہل میت کا کھانا مکروہ ہے تین دن کے بعد اگر اہل میت کھانا کھلائیں عام ازینکہ تو اہل میت کے لئے ہو یا بطور ضیافت کے ہو تو سب کا کھانا مکروہ نہیں ہے عام ازینکہ غنی ہو یا فقیر اور عام ازینکہ وہ بلا کے کھلائے جائیں یا کھانا انکے پاس بھیجا جائے الی فاخرہ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے اور صاحب فتاوی بزازیہ نے کراہت کو تین روز تک منحصر نہیں کیا بلکہ ہفتہ کے بعد ضیافت کرنیکو بھی شامل کر لیا ہے شارح منیۃ المصلی نے غنیۃ المستملی میں اسکے قول کو یوں رد کیا ہے وَلَا یَخْلُوْ عَنْ نَظَرٍ لِاَنَّہٗ لَا دَلِیْلَ عَلَی الْکَرَاھَۃِ اِلَّا حَدِیْثُ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْمُتَقَدِّمُ وَاِنَّمَا یَدُلُّ عَلٰی کَرَاھَۃِ ذٰلِکَ عِنْدَ الْمَوْتِ فَقَطْ عَلٰی اَنَّہٗ قَدْ عَارَضَہٗ مَا رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ وَاَبُوْدَاوٗدَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ کُلَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ جَنَازَۃٍ فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ عَلَی الْقَبْرِ یُوْصِی الْحَافِرَ یَقُوْلُ اَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رِجْلَیْہِ اَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رَاْسِہٖ فَلَمَّا رَجَعَ اِسْتَقْبَلَہٗ دَاعِیْ اِمْرَاَتِہٖ فَجَاءَ بِالطَّعَامِ فَوَضَعَ یَدَہٗ ثُمَّ وَضَعَ الْقَوْمُ فَاَکَلُوْا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَلُوْکُ لُقْمَۃً فِیْ فِیْہِ ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ اَجِدُ لَحْمَ شَاۃٍ اُخِذَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ اَھْلِھَا فَاَرْسَلَتِ الْمَرْاَۃُ تَقُوْلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَرْسَلْتُ اِلَی الْبَقِیْعِ اَشْتَرِیْ شَاۃً فَلَمْ تُوْجَدْ فَاَرْسَلْتُ اِلٰی جَارٍ لِیْ قَدِ اشْتَرٰی شَاۃً اَنْ یُّرْسِلَ اِلَیَّ بِثَمَنِھَا فَلَمْ یُوْجَدْ فَاَرْسَلْتُ اِلٰی امْرَاَتِہٖ فَاَرْسَلَتْ بِھَا اِلَیَّ فَقَالَ

ل ابوداؤد کتاب الاشربۃ باب فی کراہیۃ ما یؤکل علی المائدۃ ۲ منہ ۵۵ فقیہ بلخی رحمہ اللہ نے بھی یہی فرمایا ہے ۱۲ منہ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَطْعِمُوا الْاَسَارٰی فَھٰذَا یَدُلُّ عَلٰی اِبَاحَۃِ صُنْعِ اَھْلِ الْمَیِّتِ الطَّعَامَ وَالدَّعْوَۃِ اِلَیْہِ اھ یعنی یہ کلام نظر سے خالی نہیں اسلئے کہ کراہت پر صرف حدیث جریر بن عبد اللہ کی دلیل ہے جسکا ذکر کیا گیا اس سے صرف اسقدر ظاہر ہوتا ہے کہ موت کے وقت مکروہ ہے اسکی معارض ہے وہ حدیث جسے امام احمد نے بسند صحیح اور ابو داؤد نے عاصم بن کلیب سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے انصار کے ایک مرد سے روایت کیا کہ ہم نکلے رسول اللہ صلعم کیساتھ ایک جنازہ میں پھر میں دیکھا رسول اللہ کو کہ آپ قبر پر بیٹھنے والے کو یوں فرماتے تھے کہ دونو پاؤں کے طرف وسیع کرو اور اسکی سر کی طرف وسیع کرو جب میں تو استقبال کیا دعوت دینے والے نے میت کی طرف سے پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور کھانا حاضر کیا گیا آپنے دست مبارک اسپر رکھا اور قوم بھی کھانے لگی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پھرتے تھے لقمہ کو اپنے منہ میں اسکی بعد فرمایا کہ میں پاتا ہوں اسمیں گوشت بکری کا کہ لیا گیا ہے بغیر اذن اسکی اہل کے میت کی عورت نے کہلا بھیجا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں نے نقیع کو آدمی بکری خریدنیکے لئے بھیجا تھا مگر بکری نہ ملی پھر اپنے ہمسایہ کے پاس آدمی بھیجا جسکے پاس خریدی ہوئی بکری تھی تاکہ قیمتاً دی وہ موجود نہ تھا پھر میں نے آدمی کو اسکی عورت کے پاس بھیجا اسنے بھیجا بکری میرے پاس بھیجدی پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلا اسکو قیدیوں کو اس سے صاف ظاہر ہے کہ اہل میت کا کھانا بعد دفن کے جائز ہے پھر کراہت جریر بن عبد اللہ کی حدیث سے مستفاد ہوتی ہے وہ موت کے وقت پر منحصر ہے اور عاصم بن کلیب کی روایت سے بعد دفن کے ضیافت کرنیکا جواز حاصل ہوتا ہے تو ان دونو حدیثوں سے امام محمد کا قول ثابت ہوتا ہے جسے علامہ زاہدی نے مفتی بہ لکھا ہے پھر تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صاحب مذہب جو تین دن تک یا اسکی بعد بھی برخلاف قول امام محمد کے کراہت بیان کرتے ہیں یہ اقوال غیر مفتی بہ اور مرجوع عنہا ہیں لیکن علامہ شامی نے شارح منیہ کے معارضہ کو جو عاصم بن کلیب کی روایت سے کیا ہے یوں دفع کیا ہے فِیْہِ نَظَرٌ فَاِنَّہٗ وَاقِعَۃُ حَالٍ لَا عُمُوْمَ لَھَا مَعَ اِحْتِمَالِ سَبَبٍ خَاصٍّ بِخِلَافِ مَا فِیْ حَدِیْثِ جَرِیْرٍ عَلٰی اَنَّہٗ بَحْثٌ فِی الْمَنْقُوْلِ فِیْ مَذْھَبِنَا وَمَذْھَبٍ غَیْرِنَا کَالشَّافِعِیَّۃِ

وَالْحَنَابِلَةُ اِسْتَدَلُّوْا بِحَدِیْثِ جَرِیْرٍ الْمَذْکُوْرِ عَلَی الْکَرَاھَةِ یعنی ہمیں
نظر ہے کیونکہ وہ واقعہ حال ہے اسمیں عموم نہیں باوجودیکہ اسمیں احتمال سبب خاص کا ہی بخلاف حدیث جریر کے
علاوہ بریں بحث ہی اس چیز میں جو منقول ہو ہمارے مذہب میں اور ہمارے غیر کے مذہب میں جیسے شافعیہ و حنابلہ
جو استدلال کرتے ہیں حدیث جریر سے کراہت پر مگر اس سے اصل اعتراض شارح منیہ کا مندفع نہیں ہوتا اسلئے کہ
امام محمد کے نزدیک بعد دفن کے ضیافت جائز ہے پھر تو منقول میں بحث نہ ہوئی بلکہ اصحاب مذہب کے اقوال
مخالف ٹھہرے اور عاصم بن کلیب کی حدیث کے نسبت یہ کہنا کہ واقعہ حال ہے یا سبب خصوص کا احتمال رکھتی ہے
اسکی حاجت نہیں کیونکہ دونو حدیثوں میں مخالفت نہیں ہے بلکہ دونو حدیثوں سے بعینہ امام محمد کا قول ثابت
ہوتا ہے اگر مخالفت ہے تو امام محمد کا قول جب مفتی بہ ٹھہرا اور پھر صحیح حدیث کی دلیل پائی گئی تو جو حدیث
اسکی مخالف پائی گئی اسکی تاویل کرنی اہم ہے اور شافعیہ و حنابلہ کا اس سے استدلال کرنا حنفیہ پر حجت نہیں
ہو سکتا علاوہ اسکے واقعہ حال ہونے سے عموم کی نفی ہو نہیں سکتی اور صرف احتمال سبب خاص کا قابل لحاظ
نہیں ہو سکتا جب تک سبب خاص کا ثبوت پیش نہ کیا جائے بہرحال اصحاب مذہب کے اقوال جو ظاہر مخالف
نظر آتے ہیں ملا علی قاری نے انکو ایک نوع خاص سے مقید کیا ہے چنانچہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں عاصم بن
کلیب کی حدیث کے تحت میں جو باب المعجزات میں سے لکھا ہے ھٰذَا الْحَدِیْثُ بِظَاھِرِہٖ یَرُدُّ عَلٰی
مَا تَرَکَہٗ اَصْحَابُ مَذْھَبِنَا مِنْ اَنَّہٗ یُکْرَہُ اِتِّخَاذُ الطَّعَامِ فِی الْیَوْمِ الْاَوَّلِ وَالثَّالِثِ
اَوْ بَعْدَ الْاُسْبُوْعِ کَمَا فِی الْبَزَّازِیَّةِ وَذُکِرَ فِی الْخُلَاصَةِ اَنَّہٗ لَا بَاْسَ بِاِتِّخَاذِ الضِّیَافَةِ
عِنْدَ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ وَقَالَ الزَّیْلَعِیُّ وَلَا بَاْسَ بِالْجُلُوْسِ لِلتَّعْزِیَةِ اِلٰی ثَلَاثٍ مِنْ غَیْرِ
اِرْتِکَابِ مَحْظُوْرٍ مِنْ فَرْشِ الْبُسُطِ وَالْاَطْعِمَةِ مِنْ اَھْلِ الْمَیِّتِ قَالَ ابْنُ الْھُمَامِ یُکْرَہُ
اِتِّخَاذُ الضِّیَافَةِ مِنْ اَھْلِ الْمَیِّتِ وَالْکُلُّ عَلَّلُوْہُ بِاَنَّہٗ شُرِعَ فِی السُّرُوْرِ لَا فِی الشُّرُوْرِ
وَقَالَ وَھِیَ بِدْعَةٌ مُسْتَقْبَحَةٌ رَوَی الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ عَنْ

جرير في عهد الله قال كنا نعد الاجتماع إلى أهل الميت وصنعهم الطعام من النياحة انتهى فينبغي ان يقيد كلامهم بنوع خاص من اجتماع يوجب استحياء أهل البيت المتوفى منهم كرها او يحمل على كون بعض او كثير صغيرا او غائبا او لم يعرف رضاه او لم يكن الطعام من عند احد معين من مال الميت قبل القسمة ونحو ذلك وعليه يحمل قول قاضي خان يكره اتخاذ الضيافة في ايام المصيبة لانها ايام تاسف فلا يليق بها ما يكون للسرور وان اتخذ طعاما للفقراء كان حسنا واما الوصية باتخاذ الطعام بعد موته ليطعم الناس ثلاثة ايام فباطلة على الاصح وقيل يجوز ذلك من الثلث وهو الاظهر

یعنی یہ حدیث ظاہر اردد کرتی ہے اس مسئلہ کو جسے ہمارے اصحاب مذہب نے لکھا ہی وہ یہ ہے کہ پہلے دن یا تیسرے دن یا بعد ہفتہ کے کھانا کھلانا مکروہ ہے چنانچہ بزازیہ میں ہے اور خلاصہ میں ہے کہ مباح نہیں ہے تین دن تک زیلعی نے کہا کہ تین دن تک مصیبت کے لئے بیٹھنا جائز ہے بشرطیکہ کسی ممنوع کا ارتکاب کیا جاوے ابن الہمام نے لکھا ہی کہ مکروہ ہے ضیافت کرنا اہل میت کا اور سب اسکی علت یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ شروع ہی سرور میں بدی میں کہا ہے ابن ہمام نے کہ وہ بدعت سیئہ ہی روایت کی امام احمد اور ابن ماجہ نے باسناد حسن جریر بن عبد اللہ سے کہا کہ ہم لوگ شمار کرتے تھے مجتمع ہونیکو اہل میت کے پاس اور انکے کھانیکو نوحہ سے تمام ہوا قول ابن ہمام کا پس مناسب ہی کہ مقید کیا جاوے انکا کلام ایک نوع خاص سے یعنی یہ کہا جائے کہ وہ ایسا اجتماع ہو جس سے اہل میت کو غیرت ہو جس سے وہ مجبوری سے انکو کھانا کھلاویں یا اس بات پر حمل کیا جاوے کہ بعض یا کثیر صغیر یا غائب ہوں یا انکی رضامندی معلوم نہو یا کھانا کسی معین شخص کی طرف سے نہو جو مال میت سے قبل قسمت کی ہو اور اسطرح کی صورتیں اسی پر محمول ہیں قاضی خاں کا قول بھی اسی پر محمول ہے وہ لکھتے ہیں کہ مکروہ ہے ضیافت ایام مصیبت میں اسلئے کہ یہ ایام تاسف کے ہیں پھر اسمیں ایسی کام نہ کرنا چاہئے جو

سرور میں کئی جگہ ہیں کہ فقرا کیلئے کھانا پکانا میں بہتر ہے اس امر کی وصیت کرنا ان کو کھانا کھلانا باطل ہے علی الاصح بعض کہتے ہیں جائز ہے مثال اسی پر ظاہر ہے فتاوی شامی میں شیخ فقیہ کے کلام کی اسطرح تصدیق کی ہے ردالمحتار میں ہے وَلَا سِيَّمَا إِذَا كَانَ فِي الْوَرَثَةِ صِغَارٌ وَكَانَتْ یعنی خصوصاً جبکہ ورثاء میں کم عمر یا غائب ہو مصباح معراج الدرایہ کھانا تیار کرنا وغیرہ وجوہ ہوگا کہ فتاوی بزازیہ کی عبارت میں گزر ہوئی ان سب کی علت کراہت کو ریا و سمعہ قرار دیا چنانچہ لکھتے ہیں وَهٰذِهِ الْأَفْعَالُ كُلُّهَا لِلسُّمْعَةِ وَالرِّيَاءِ فَيَحْتَرِزُ عَنْهَا لِأَنَّهُمْ لَا يَبْتَدِئُونَ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى یعنی یہ تمام افعال سمعہ و ریا ہوتے ہیں اسی سے احتراز کرنا چاہیے اسلئے کہ لوگ اس سے خلو میں کی نیت نہیں رکھتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی افعال اگر بدون ریا و سمعہ کے ہوں تو جائز ہیں اگر ریا کسی فعل میں حرمت یا کراہت پائی جاتی ہو تو خواہ مخواہ ہر وقت جائز خیال کیا جائیگا جب یا سی خالی ہو فتاوی عالمگیری میں تاتارخانی سے منقول ہے يَتَصَدَّقُ الْوَلِيُّ بِبَيْتَةِ الْمَيِّتِ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَإِنْ زَادَ فَالْحَسَنُ وَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَيَوْمًا وَاحِدًا وَسُنَّتُهُ أَنْ يَتَصَدَّقَ قَبْلَ مُضِيِّ اللَّيْلَةِ الْأُولٰى مَا تَيَسَّرَ وَإِنْ لَمْ يَجِدْ شَيْئًا فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ یعنی ولی میت کو چاہیے کہ روز موت سے سات دن تک صدقہ دے اگر زیادہ ایام تک دیتا رہے تو بہتر ہے اگر مقدور نہ ہو تو تین دن تک دیوے سنت یہ ہے کہ حسب مقدور وفات کی اول شب گزرنے کے قبل صدقہ دے اگر بالکل بے مقدور ہو تو چاہیے کہ دو رکعت نماز ادا کرے بحر الرائق میں ہے مَنْ صَامَ أَوْ صَلّٰى أَوْ تَصَدَّقَ وَجَعَلَ الثَّوَابَ لِغَيْرِهِ مِنَ الْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ يَصِلُ ثَوَابُهُ إِلَيْهِمْ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ كَذَا فِي الْبَدَائِعِ یعنی کسی نے روزہ رکھا یا نماز پڑھی یا صدقہ دیا اور اس کا ثواب زندہ یا مردہ کو بخشا تو یہ ثواب اہل سنت جماعت کے مذہب میں دے کو پہنچتا ہی ہے بدائع میں شرح برزخ میں ہے رُخِّصَ لِلْمَيِّتِ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مَجِيءُ بَنِيهِ إِلَى سَبْعَةِ أَيَّامٍ ثُمَّ بَانِي فِي الْأَوْقَاتِ الْفَاضِلَةِ

یعنی صبح تک رخصت ہوتی ہے ہر شب اپنے گھر آتی ہے سات دن تک پھر ایام فاضلہ میں اجازت
مرحمت کی جاتی ہے شرح مجمع میں ہے یَنْبَغِیْ اَنْ یُّوَاظِبَ عَلَی الصَّدَقَۃِ لِلْمَیِّتِ اِلٰی سَبْعَۃِ اَیَّامٍ
وَخُصُوْصًا اِلٰی اَرْبَعِیْنَ فَاِنَّ الْمَیِّتَ یَشُوْقُ اِلٰی بَیْتِہٖ یعنی روز موت سے سات دن تک خیر صدقہ دینا
مردہ کیلئے مستحب ہے اور بعضوں نے کہا ہے چالیس دن تک اسلئے کہ اندیشہ میں میت شوق سے اپنے مکان پر
آتی ہے لالی فاخرہ فی مذکرۃ الآخرہ میں ہے یُکْرَہُ لِاَھْلِ الْمَیِّتِ اِتِّخَاذُ الطَّعَامِ لِلْفُقَرَاءِ وَاَمَّا عِنْدَنَا
اِلَی الثَّلٰثَۃِ اَیَّامٍ فَیُکْرَہُ لَھُمْ اَکْلُہٗ اَمَّا بَعْدَ ثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ فَاِتِّخَاذُ الطَّعَامِ لَا یُکْرَہُ لَا
لِرُوْحِ الْمَیِّتِ وَلَا لِاَھْلِ الضِّیَافَۃِ وَلَا یُکْرَہُ اَکْلُ مِنْہُ لَا لِلْغَنِیِّ وَلَا لِلْفَقِیْرِ
یُدْعٰی عَلَیْہِ اَوْ یُرْسَلُ اِلَیْہِ یعنی روز موت سے تین دن تک اہل میت کو کھانا پکانا اپنے اقربا و
غیار کے لئے مکروہ ہے اور انکا کھانا بھی اپنے پر مکروہ ہے مگر بعد تین دن کے کھانا پکانا مکروہ نہیں ہے نہ روح میت
کے لئے نہ اہل ضیافت کے لئے اور غنی اور فقیر کو انکا کھانا مکروہ نہیں ہے عام ازینکہ انکو اپنے گھر بلائیں یا انکے
مکانوں پر کھانا بھیجیں یہ وہ کھانا ہے جسے عرف میں بھاجی کہتے ہیں شرح اوراد میں کبریٰ سے منقول ہے
لَوْ تَصَدَّقَ عَلَی الْمَیِّتِ اَوْ دَعَا لَہٗ بَعَثَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَی الْمَیِّتِ لَکَ عَلٰی طَبَقٍ مِّنْ نُّوْرٍ
یعنی اگر میت کیلئے صدقہ دیا یا دعا کی اسے اللہ تعالیٰ میت کے پاس طبق نور بھیجتا ہے شرح اوراد میں ہے
فِیْ کِفَایَۃِ الشَّعْبِیِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اِذَا تَصَدَّقَ الرَّجُلُ بِنِیَّۃِ الْمَیِّتِ اَمَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی جِبْرَئِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنْ یَّحْمِلَ
عَلٰی قَبْرِہٖ مَعَ سَبْعِیْنَ اَلْفَ مَلَکٍ فِیْ اَیْدِیْ کُلِّ مَلَکٍ نُوْرٌ فَیَحْمِلُوْنَ اِلٰی قَبْرِہٖ
فَیَقُوْلُوْنَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ ھٰذِہٖ ھَدِیَّۃٌ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ اِلَیْکَ قَالَ
فَیَمْلَاُ قَبْرَہٗ وَاَعْطَاہُ اللّٰہُ اَلْفَ مَدِیْنَۃٍ فِی الْجَنَّۃِ وَزَوَّجَہٗ اَلْفَ حَوْرَاءَ وَاَلْبَسَہٗ اَلْفَ حُلَّۃٍ
وَقَضٰی اَلْفَ حَاجَۃٍ یعنی کفایہ شعبی میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

آنحضرت فرمایا بیشک کوئی شخص کسی میت کی طرف سے صدقہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام کو حکم فرماتا ہے
کہ اسکی قبر کے پاس ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ لیجاؤ اسطور پر کہ سب کے ہاتھ میں نور ہو یہ فرشتے اس صدقہ کو اس
مردہ کی قبر کے پاس لیجاتے ہیں پھر کہتے ہیں السلام علیک یا ولی اللہ فلاں شخص نے جو فلاں شخص کا بیٹا ہے یہ ہدیہ
تمہارے پاس بھیجا ہے اس سے اسکی قبر روشن ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر ایک فرشتہ کو بہشت میں دیتا ہے اور ہزار
حور شادی کیلئے دیتا ہے اور ہزار حلہ پہناتا ہے اور ہزار حاجت برلاتا ہے کنز العباد میں ہے فِی الْکَبِیْرِی
اِذَا اجْتَمَعَ النَّاسُ لِلتَّعْزِیَۃِ اَوْ لِغَیْرِھَا وَیَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنُوْا
مُتَوَجِّھِیْنَ اِلَی الْقِبْلَۃِ حَالَۃَ الْقِرَاءَۃِ حَتّٰی لَا یَشْتَغِلُوْا بِمَا لَا یَعْنِیْہِ لَا سِیَّمَا بِالْقِیَامِ بِمَحْضَرِ وَاحِدٍ
وَذٰلِکَ مَحْظُوْرٌ لِاَنَّ حُرْمَۃَ الْقُرْاٰنِ کَحُرْمَۃِ الصَّلٰوۃِ یعنی جسوقت لوگ تعزیت کے لیے یا کسی
دوسرے کام کیلئے جمع ہوں اور سب ملکر قرآن پڑھیں تو یہ ضرور ہے کہ سب کے سب قرآن پڑھتے کیوقت قبلہ کیطرف
متوجہ ہوں تاکہ عبث کاموں کی طرف متوجہ نہوں خصوصاً کسیکے آنیسے کھڑے نہوں یہ ممنوع ہے اسلئے کہ قرآن
کی حرمت نماز کی حرمت کے برابر ہے کنز العباد میں ہے فِیْ جَوَامِعِ الْفِقْہِ قَالَ بَعْضُ مَشَایِخِ بُخَارَا
تَعْزِیَۃُ الْحَاضِرِ ثَلٰثَۃُ اَیَّامٍ وَتَعْزِیَۃُ الْغَائِبِ یَوْمٌ وَاحِدٌ یعنی بعض مشائخ بخارا نے کہا کہ حاضر کی تعزیت
تین دن اور غائب کی تعزیت ایکدن ہے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ مکتوب یازدہم میں تحریر فرماتے ہیں
سوال ششم آنکہ طعام بروح میت روز سوم یا دہم و گل و اون روز سوم از کجاست مخدوما طعام و اون
للہ تعالیٰ بے رسم و ریا و ثواب آنرا بمیت گزرانیدن بسیار خوب ست عبادت بزرگ است تعین وقت را اصل
متعد علیہ ظاہر نمیشود و روز سوم گل و اون و مردان مبعث ست آمدہ و در زنان خوف شیوع آوردن روز
سوم آمدہ است برای رفع سوگ کہ غیر از منکوحہ را از اہل قرابت زیادہ از سہ روز سوگ داشتن مشروع نیست
پس روز سوم خود بجہار رسد تا زنان دیگر غیر از منکوحہ میت از سوگ برآیند سراج المنیر میں ہے وَیُسْتَحَبُّ
اَنْ یَّتَصَدَّقَ عَنِ الْمَیِّتِ بَعْدَ مَوْتِہٖ سَبْعَۃَ اَیَّامٍ یعنی مستحب ہے یہ کہ میت کا صدقہ دیا جائے

سات دن تک مولانا شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں وآثار این عالم و صدقات وفاتحہ وتلاوت قرآن دراں بقعہ کہ دفن اوست واقع شود بہ بہولت نافع میشود

چوتھا باب اثبات جواز صدقات موتی کا احادیث سے

احادیث متعددہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صدقہ موتی کو مفید ہے شرح اوراد میں ہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاٰیَاتِیْ عَلَی الْمَیِّتِ لَیْلَۃٌ اَشَدُّ مِنْ لَیْلَۃِ الْاَوَّلِ فَارْحَمُوْا مَوْتَاکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الصَّدَقَۃِ یعنی آپ نے فرمایا کہ موتی پر پہلی رات سے زیادہ سخت کوئی رات نہیں گزرتی پھر اپنے موتی پر رحم کر صدقہ سے عَنْ مَرْیَمَ بِنْتِ فَرْوَۃَ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَیْنٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَمَّا حَضَرَتْہُ الْوَفَاۃُ قَالَ اِذَا اَنَا مِتُّ فَشُدُّوْا عَلٰی بَطْنِیْ عِمَامَۃً فَاِذَا رَجَعْتُمْ فَانْحَرُوْا وَاَطْعِمُوْا رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ یعنی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اپنی مرنے کے قریب یہ وصیت کی جبکہ میں جاؤں تو استوار کرو میری پیٹ پر پگڑی پھر جب تم بعد دفن کے پھرو تب اونٹ ذبح کرو اور لوگوں کو کھلاؤ اسکو حافظ تمیمی نے مجمع الزوائد میں لکھا ہے حافظ ابن حجر عسقلانی نے مطالب العالیہ میں روایت کیا ہے قَالَ اَحْمَدُ فِی الزُّھْدِ حَدَّثَنَا ھَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ نَا الْاَشْجَعِیُّ عَنْ سُفْیَانَ قَالَ قَالَ طَاوُسٌ اِنَّ الْمَوْتٰی یُفْتَنُوْنَ فِیْ قُبُوْرِھِمْ سَبْعًا فَکَانُوْا یَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ یُّطْعِمَ عَنْھُمْ تِلْکَ الْاَیَّامَ یعنی طاؤس نے کہا کہ موات سات روز تک اپنی قبروں میں آزمائش کئے جاتے ہیں پھر صحابہ اس امر کو مستحب خیال کرتے تھے کہ ایام فتنہ میں انکی لئے کھانا کھلایا جاوے اور ابو نعیم نے حلیہ میں بھی اسکو روایت کیا ہے ائمہ حدیث نے اس روایت کی تصحیح کی ہے فَکَانُوْا سے مراد یہاں فعل صحابہ ہے چنانچہ ائمہ حدیث نے اسپر تصریح کی ہے علامہ سیوطی نے رسالہ طلوع الثریا باظہار ما کان خفیا میں اس حدیث کی نہایت عمدگی سے تفصیل کی ہے جسکا مختصر یہ ہے کہ سات دن تک جو

مردہ اپنی قبر میں آزمایا جاتا ہے اسی طرح سے امام احمد نے اپنی کتاب الزہد اور امام احمد بن حنبل نے
اپنی کتاب الزہد میں اور حافظ ابو نعیم اصبہانی نے کتاب حلیہ میں امام طاؤس کی سند سے بعد ائمہ تابعین
ہیں اور ابن جریج نے اپنی تصنیف میں صید بن عمیر کی سند سے جو تابعین میں سے ہیں طاؤس کے برابر امام
ہیں اور بقول بعض صحابی ہیں اور حافظ زین الدین بن رجب نے اپنی کتاب احوال القبور میں
مجاہد اور صید بن عمیر کی طرف نسبت کیا ہے یہ تینوں وہ ہیں مرسل مرفوع کے حکم میں ہیں چنانچہ اس کا بیان
کیا جائیگا اور صید بن عمیر کی روایت میں یہ زیادہ ہے اِنَّ الْمُنَافِقَ یُفْتَنُ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا
یعنی منافق چالیس دن تک اپنی قبر میں آزمایا جاتا ہے اس زیادتی کو حافظ ابو عمر بن عبد اللہ نے اپنی
تمہید میں اور امام ابو علی الحسین بن شبیق مالکی نے موطا کی شرح میں لکھا ہے اور امام ابو زید عبد الرحمن
جندلی مالکی نے جو امام ابی محمد بن ابی زید کے رسالہ کی شرح لکھی ہے اور امام ابو القاسم بن عیسی
بن ناجی مالکی نے شرح رسالہ میں اس روایت کا ذکر کیا ہے اور ذکر اس روایت کا جو امام طاؤس سے مسند ہے
امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب الزہد میں لکھا ہے ہاشم بن القاسم نے سمع سے روایت کی ہے کہ سفیان
کہتے ہیں کہ طاؤس نے یہ کہا ہے اِنَّ الْمَوْتٰی یُفْتَنُوْنَ فِیْ قُبُوْرِهِمْ سَبْعًا وَكَانُوْا یَسْتَحِبُّوْنَ
اَنْ یُطْعَمُوْا عَنْهُمْ تِلْكَ الْاَیَّامَ یعنی مردات اپنی قبروں میں سات دن تک مبتلا رہتے ہیں صحابہ اس
امر کو مستحب جانتے تھے کہ انکے ثواب رسانی کیلئے سات دن تک انکی طرف سے فقراء کو کھانا کھلایا جائے حافظ ابو نعیم
حلیہ میں لکھا ہے کہ ہاشم بن قاسم نے سمع سے روایت کی ہے کہ عثمان طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ
اِنَّ الْمَوْتٰی یُفْتَنُوْنَ فِیْ قُبُوْرِهِمْ سَبْعًا كَانُوْا یَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ یُّطْعَمَ عَنْهُمْ تِلْكَ الْاَیَّامَ یعنی مردات
اپنی قبور میں سات دن تک مبتلا رہتے ہیں تو چاہتے ہیں کہ ان دنوں میں انکی طرف سے فقراء کو کھانا کھلایا جائے
دوسری روایت کہ عبید بن عمیر سے مسند ہے اور ابن جریج نے اپنی تصنیف میں حارث بن ابی الحارث سے روایت
کی ہے یُفْتَنُ رَجُلَانِ مُؤْمِنٌ وَمُنَافِقٌ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَیُفْتَنُ سَبْعًا وَاَمَّا الْمُنَافِقُ فَیُفْتَنُ

ذکر قبر صالحا یعنی عبید بن عمیر نے کہا ہی کہ مومن اور منافق اپنی قبر میں مبتلا رہتے ہیں
مومن سات دن اور منافق چالیس دن اس باب میں کئی وجہ سے بحث ہے پہلی وجہ حدیث اول کے
رواۃ سب بجال سند صحیح کے ہیں اور طاؤس کبار تابعین میں سے ہیں ابو نعیم نے حلیہ میں لکھا ہی کہ
طبقہ اول میں اہل مدینہ سے اور ابو نعیم نے کہا ہی کہ طاؤس کہتے ہیں کہ میں پچاس صحابہ کو دیکھا ہی اور
بعضوں نے اسی روایت کی ہی کہ میں نے ستر صحابہ کو دیکھا ہی ابن سعید کہتے ہیں کہ نوے برس کی
عمر سے تھے جو انہوں نے انتقال کیا ہی اور سفیان جو انکے شاگرد ہیں وہ سفیان ثوری ہیں اور جعفر
کہتے ہیں کہ سنہ ایکسو دس برس کی سال تھی جو طاؤس مرے اور سفیان سنہ ستانوے میں پیدا ہوئے ہیں روایت
سفیان ثوری کی بواسطہ ہے اور حج کا نام عبید اللہ بن عبد الرحمن ہے اور ابن عبد الرحمن مشہور ہیں
اور سند ثانی عبید بن عمیر یہہ بنی لیث ہیں مکہ میں وعظ کہتے تھے مسلم بن حجاج صاحب صحیح کہتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے زمانہ میں وہ پیدا ہوئے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکھا بھی ہی تو صحابی ہوئے اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں مکہ میں وعظ کہا کرتے تھے اور مکہ میں سب سے پہلے انہوں نے
وعظ کہا ہی اور عبید اللہ بن عمر کے سامنے مر گئے ہیں حارث بن عبد الرحمن بن سعد بن ابی ذباب وہی ہیں
بخاری نے افعال عباد میں اور مسلم نے اپنی صحیح میں اور ابن جریج اور اثاوردی وغیرہ نے انسے روایت کی ہی
اور ابن جریج وہ امام عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج الاموی ہیں امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ سب سے
پہلے انہوں نے تصنیف کرنا شروع کیا ہی اور ابن عیینہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہی کہ ابن جریج کہتے تھے کہ میری طرح
کسینے علم کو مدون اور مرتب نہیں کیا ہی اور بہت تابعین سے انہوں نے روایت کی ہی اور ۱۴۹ھ میں مرے ہیں
اور ایکسو برس سے زیادہ انکی عمر ہوئی ہی **دوسری وجہ** فن حدیث و اصول میں یہ امر ثابت ہوا ہی کہ جس
امر میں عقل کو مجال دخل نہو جیسے امور برزخ و امور آخرت انمیں جو حکم پایا جاوے وہ روایت مرفوع ہوگی
نہ موقوف اگرچہ راوی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک نسبت نہ کی ہو عراقی الفیہ میں لکھتے ہیں جو امر صحابی سے

ثابت ہوا کہ جس میں عقل کو دخل نہو تو وہ مرفوع ہے اسی کی شرح میں ہے کہ جو امر کہ صحابی پر موقوف ہو اور وہ قول اسپر مبنی نہو تو اسکا حکم مرفوع کا ہی چنانچہ امام فخر الدین رازی نے محصول میں لکھا ہی کہ صحابی جب ایسی بات کہیں کہ اجتہاد کو اسمیں مجال نہو تو باعتبار اسکے کہ صحابہ کے ساتھ ہمارا خیال نیک ہے یہی خیال کرینگے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا اور محصول میں جو لکھا ہی وہ بہت سا موں نے لکھا ہی جیسے ابی عمر بن عبد البر وغیرہ حافظ ابو الفضل بن حجر نے نخبہ کی شرح میں اس حدیث کے جو حکماً مرفوع ہی یہ مثال لکھی ہے کہ صحابی ایسا امر کہیں جسمیں اجتہاد کو دخل نہیں ہے اور نہ اسمیں لغت اور شرح غریب کی حاجت پڑی جیسا زمانہ ماضی کا ذکر کہ عالم کیونکر پیدا ہوا اور انبیا علیہم السلام کے اخبار یا وہ امور کہ آئندہ آئینگے مثلاً لڑائیاں اور فتنے اور قیامت کے احوال اور افعال پر ثواب عذاب خاص کا ہونا ان سب کا حکم حدیث مرفوع کا ہے اسلئے کہ اخبار اس امر کے مقتضی ہیں کہ انکا کوئی مخبر ہو اور جس امر میں اجتہاد کی مجال نہو تو صرف اسکے کہنے والے صحابہ پر موقوف نہیں ہو سکتا ہے جب ایسا ہوا تو اسکا وہی حکم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تو وہ حدیث مرفوع ہوتی اور اس امر کی مثال جو حکماً مرفوع ہی یہ ہے کہ صحابہ ایسا کام کریں جسمیں اجتہاد کی مجال نہو تو اسکو بمنزلہ اس فعل کے تصور کرینگے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی حافظ ابن حجر نے اپنی نکت میں ابن صلاح سے یہ لکھا ہے کہ صحابی کا وہ قول جسمیں اجتہاد نہیں ہے اسکا حکم مرفوع کا ہی جیسے اخبار ماضیہ خلقت کا پیدا ہونا اور انبیا کی حالت اور امور آئندہ جیسی لڑائیاں اور فتنے اور قیامت اور بہشت و دوزخ کا ذکر اور افعال پر ثواب و عذاب کا ہونا چونکہ یہ سب امور ہیں جنمیں اجتہاد کو مجال اور دخل نہیں ہے اسکو مرفوع کے حکم میں داخل کرینگے ابو عمرو الدانی کہتے ہیں کہ صحابی کبھی ایسی بات کہتے ہیں کہ موقوف ہوتی ہی تو اہل حدیث اسکو اپنی سند میں لاتے ہیں کہ قول صحابہ موقوف رہنا ممتنع ہی ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ امر تمام خلقت کا معتمد ہے ائمہ کی کتب میں صحیح بخاری و مسلم و امام شافعی و ابی جعفر طبری و ابو جعفر طحاوی و ابو بکر بن مردویہ کی تفسیر مسند میں بیہقی اور ابن عبد البر نے کہا ہی کہ

قول کی سند صحیح ہے اور حاکم نے اسپر جزم کیا ہے اور فخر الدین رازی نے محصول میں کہا ہے کہ صحابی ایسا ہر بیان کہ جسمیں اجتہاد کو محال نہیں ہے تو اسکو یہی حمل کرینگے کہ انہوں نے سنا ہے کیونکہ جب تمہیں اجتہاد نہیں ہے تو کوئی امر اسکے سوا نہیں ہو سکتا ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سنا ہوگا اسکی بعد حافظ جلال الدین سیوطی نے بہت سی احادیث مرسل لکھی ہیں جنہیں محدثین نے مرفوع تحریر کیا ہے اور ان محدثین کے نام بھی لکھے ہیں **تیسری وجہ** طاؤس کہ اثر کا حکم حدیث مرفوع مرسل کا ہے اور مرفوع مرسل کی اسناد تابعی کیطرف صحیح ہے اور حجت ہے باتفاق امام ابو حنیفہ و مالک و احمد کہ انہوں نے اسمیں کچھ شرط نہیں لگائی ہے امام شافعی فرماتے ہیں کہ اثر جبتک قوت نہ پائے حجت نہیں ہوتی ہے اور جن امور سے اسکو قوت ہوتی ہے وہ اپنی محل میں مذکور ہیں ایک یہ ہے کہ وہ اثر کسی اور سے بھی مرسل مروی ہو یا کسی صحابی کا فعل ہو جو اسکو موافق ہو تو یہ قوت یہاں موجود ہے کہ مجاہد اور عبید بن عمیر نے بھی اس اثر کو روایت کیا ہے اور عبید بن عمیر اگر صحابی نہیں ہیں تو تابعی ہیں پھر انکی دونو روایت مرسل اس مرسل کی تائید کرتے ہیں ترمذی نے اپنی کتاب کے آخر میں کہا ہے کہ ابو بکر علی بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ یحیی بن سعید کہتے ہیں کہ مجاہد کے مرسلات بہ نسبت مرسلات عطا ابن ابی رباح کے مجکو بہت پسند ہیں کہ عطا ہر قسم سے روایت کرتے ہیں علی کہتے ہیں کہ میں نے یحیی سے کہا کہ مجاہد کے مرسلات اچھے ہیں یا طاؤس کے مرسلات تو یحیی نے کہا کہ دونو قریب قریب ہیں اور اگر عبید بن عمیر کی صحت کے ہم قائل ہو جائیں تو یہ حدیث مرفوع متصل ہوگی اور طاؤس کی روایت اسکی شاہد قوی ہے جو مرتبہ صحت پر اسکو ترقی دیتی ہے اور امام نووی شرح مسلم میں کہتے ہیں کہ جب دوسری سند سے متصلا روایت ہوتی ہے اور وہ حجت ہو جاتی ہے تو اس مسئلہ میں گویا دو حدیث صحیح ہو گئی ہیں **چوتھی وجہ** تابعی کی روایت میں ہے فَكَانُوا لَا يَفْعَلُونَ یعنی کانوا لا یفعلون ہمیں اہل حدیث اہل اصول کے دو قول ہیں پہلا قول یہ قول بھی مرفوع ہے معنی اسکے یہ ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ کام کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی اطلاع کرتے تھے

اور اس امر کی تقریر ہوتی تھی دوسرا قول یہ قول صحابہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچا ہے پھر اس میں اختلاف ہے بعضوں کا قول ہے تو حجت ہوا یا کسی کا ہے یا کسی کا نہیں ہے اور یہی صحیح ہے ابو داؤد نے شرح رسالہ میں یہی بیان کیا ہے کہ کانوا یفعلون قول تابعی اس پر دلالت کرتا ہے کہ بعض صحابہ کا قول ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ دلالت کرتا ہے کہ سب امت کا فعل ہے بعض کا اور بعض ساکت رہے یا تمام صحابہ اطلاع کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوتا رہا اور آپ نے انکار نہ فرمایا اور رافعی نے شرح مسند میں لکھا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ یہ امر اس عہد میں بے انکار مشہور تھا پھر قول طاؤس کا کانوا یستحبون اگرچہ ضعیف ہے جیسا کہ قول اول ہے تو یہ قول تتمہ حدیث مرسل کا ہے تو یہی حدیث سے دو امر حاصل ہوئے ایک یہ کہ یہ امر اعتقادی ہے یعنی سات دن تک میت اپنی قبر میں مبتلا رہتے ہیں دوسرے یہ کہ یہ حکم شرعی فرعی ہے یعنی اس مدت سات دن تک میت کے ثواب کے لئے صدقہ دینا اور کھانا کھلانا مستحب ہے جیسا کہ دفن کے بعد ایک ساعت قبر پر ٹھہرے رہنا مستحب ہے اور یہ دونوں امور مرسل الاسناد ہوئے کہ تابعی نے مطلق بیان کیا اور صحابہ کا نام نہ لیا جنسے یہ حدیث انکو پہنچی ہے تو جو محدث کہ حدیث مرسل کو مطلق قبول کرتے ہیں انکے نزدیک تو قبول ہی ہے اور جو بشرط عضاد وقوت قبول کرتے ہیں وہ اسوجہ سے قبول کرتے ہیں کہ مجاہد اور عبید بن عمیر سے یہ حدیث روایت ہوئی ہے تو اب اس مرسل سے احتجاج میں کسیکو اختلاف نہ ہوا اور اگر کانوا یستحبون کو صحابہ سے روایت کرتے ہیں اور اجماع مراد ہے تو یہ قول متصل ہے کیونکہ طاؤس نے کئی صحابہ کی صحبت پائی ہے تو بالشافہ روایت کی ہے اور جنسے کہ صحبت نہیں پائی ہے انسے روایت بالبلاغ کی ہے اور اگر کسی صحابہ سے روایت کی ہے جیسا قول ثالث ہے جو صحیح ہے تو ان صحابہ سے کہ انکو ادراک کیا ہے پھر یہ حدیث متصل ہوئی اور اسوقت بھی حدیث انہی دو پر رہی جنہیں ہم نے ذکر کیا ہے ثانی یہ کہ یہ حدیث متصل ہے چنانچہ ظاہر ہے اور اول یہ کہ مرسل ہے جیسا اوپر تقریر کی گئی یہ ایسا قول ہے کہ سوا احمد بن حنبل کے اور کوئی نہیں کہہ سکتا ہے اور چونکہ تابعی نے مطلق کہا ہے اور صحابی کا ذکر نہیں کیا ہے جس سے یہ روایت انکو پہنچی ہے تو مرسل

...ی سلف ہمارے یعنی سب صحابہ سے یا بعض صحابہ سے منقول ہونا اس مرسل کیلئے قوت دیتا ہے
...عضاد کی وجہ یہ بھی ہے کہ فعل صحابہ اگر موافق ہو تو ان دو عاضد کے سوا ایک عاضد ہے اور وہ
...عاضد مجاہد اور عبید بن عمیر کا قول ہے تو اس حدیث میں ایک جملہ مرفوعہ مرسلہ اور ایک جملہ موقوفہ متصلہ
...موقوف ہے اور طاؤس نے جو طرح سے روایت کیا تو مقصود انکا یہ ہے کہ حکم شرعی کی تجویز معلوم ہو
...کہ سات دن تک موتی کیلئے کھانا کھلانا مستحب ہے اور اسکا سبب ذکر کیا ہے کہ موتی ان دنوں اپنی قبر میں
...مبتلا رہتے ہیں اسلئے فکانوا یستحبون پر تفریع کی ہے اس کی نظیر جامع ترمذی میں ابو ہریرہ کے
...شعب الایمان میں زہری کا قول ہے اَغَاکَرَہَ الْمِنْدِیْلَ بَعْدَ الْوُضُوْءِ لِاَنَّ مَاءَ الْوُضُوْءِ
...یُوْزَنُ یعنی وضو کے بعد رومال سے پونچھنا مکروہ ہے اسلئے کہ وضو کا پانی وزن کیا جاتا ہے زہری جو تابعی ہیں
...انہوں نے حکم شرعی کی علت بیان کی ہے یعنی وضو کے عضاء کی تری رومال سے پونچھی نہ جاوے اسکا سبب
...صرف احادیث مرفوعہ سے معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ وضو کی تری کا وزن ہونا ایک امر موقوف ہے جو ایک امر قیاسی
...ہے اور احادیث جو بجائے علت کے وارد ہوئی ہے مرسل ہے جس میں صحابہ کا نام محذوف کیا گیا ہے شرح مسلم کے
...آخر میں نووی کہتے ہیں کہ اگر فتوی دینے کی حاجت ہو تو صحابی بمضمون حدیث مفتی فتوی دے سکتے ہیں
...پر مرفوعاً روایت نہیں کر سکتے ہیں اور کبھی مرفوع بھی روایت کر سکتے ہیں اور رافعی اپنی شرح مسند میں لکھتے ہیں کہ
...حجت والے اسکے ساتھ حجت پکڑتے ہیں اور بحوالہ حدیث فتوی دیتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
...اسکو مسند نہیں کر سکتے ہیں اور طاؤس کا اثر ایک اور امر کا بھی احتمال رکھتا ہے کہ جملہ اولی متصل ہے کہ
...صحابہ موتی کیلئے ان سات دنوں میں کھانا دینا مستحب جانتے تھے تو یہ اخبار صریح ہے کہ صحابہ کو یہ امر معلوم تھا
...اور ان ایام فتنہ قبور میں کام کرتے رہتے تھے تا وقت فتنہ کے ثابت ہیں اور جب صحابہ کو معلوم ہوا تو اسکا
...موقوف کہنا نسیان ہے چنانچہ اسکی تقریر بیان ہوئی تو یہ حدیث مرفوع متصل ہوئی نہ مرسل کیونکہ طاؤس نے جو
...صحابہ سے نقل کیا ارسال زائل ہو گیا اور اتصال ثابت ہو گیا اسی لئے میں نے اپنی ارجوزہ میں کہا ہے کہ اسکی سند

صحیح ہے مرسل ہے اور ایسی حدیث سے روایت ہوتی ہے کہ متصل ہو اگرچہ بظاہر مرسل ہی ہو اسکا متصل ہونا ظاہر ہے بدیں وجہ کہ طاؤس نے ان امام میں کھانا کھلایا تھا اصحاب صحابہ سے نقل کیا ہے اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فتنہ کا تحقق صحابہ کو معلوم تھا اور اس امر میں کہ طاؤس نے اسکو مرسل کیا ہے اور صحابی کا نام نہیں لیا ہے یہ لطف ہے کہ یہ امر صحابہ میں مشہور تھا اور جن صحابیوں سے انہوں نے وہ روایت کی ہے وہ اتنے بہت ہیں کہ نام لینے کی حاجت نہ تھی اسلئے کہ سب کا نام لینا بہت طول ہے اور ایک دو کے نام لینے سے یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ امر صرف انہی ایک دو سے سنا ہوگا اور وں سے انکی سوا اور خصوصاً یہ صیغہ سب امر پر دلیل ہے کہ سب امت یہ کام کرتے رہتے تھے تو نام نہ لینا بہت بلیغ ہوا بہرحال یہ حدیث مقبول ہے اور حجت ہے اسلئے کہ بحث یہ ہے کہ یہ حدیث یا متصل ہے یا مرسل ہے جسکو مرسل دوم تقویت دیتی ہے اور یہ فعل سب صحابہ کا ہے یا چند صحابہ کا یا تمام امت کا بہرحال یہ کلام اسمیں ہے کہ یہ حدیث باعتبار فن حدیث و اصول کی مقبول و حجت ہے، پانچویں وجہ امام عبدالجلیل بن موسیٰ القصری نے شعب الایمان میں لکھا ہے اور ابو زید جزولی نے رسالہ ابن ابی زید کی شرح میں نقل کی ہے کہ برزخ اسطرح ہے مکان زمان حال مکان قبر سے علیین تک کہ اسمیں سعداء کی روح رہتی ہے اور قبر سے سجین تک کہ اسمیں اشقیا کی روح رہتی ہے زمان جب سے کہ تمام مخلوقات جن اور آدمی اور سب مخلوق مرتی ہے اور مرتی جاتی ہے اور قیامت تک اسمیں رہیگی حال نعمت و خوش عیشی ہے یا عذاب ہے یا قیدی ہیں کہ فرشتوں کے سوال اور جواب کے بعد مخلصی پائینگے جو امتحان و فتنہ کیلئے مقرر ہیں یہ کلام تمام ہوا اور اس کلام سے اَوْ یُحْبَسُ مُدَّةً حَتّٰی یَخْلُصَ مِنَ الْمَلَکَیْنِ الْفَتَّانَیْنِ سے یہ ظاہر ہے کہ فتنہ قبر ایک مدت ہوتا ہے، اور اسمدت تک جسمات دن ہیں ارواح محبوس رہتی ہیں پھر چھوڑ دیجاتی ہیں یہ قول اسکی تائید ہے اور حافظ ابن رجب نے کتاب احوال القبور میں محاسبہ میت کی ہے کہ وقت دفن سے سات دن تک قبروں پر ارواح رہتی ہیں اس سے بعد انہیں ہوتی ہیں یہ آثار ہیں ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں چھٹی وجہ سب علماء کا اسپر اتفاق ہے کہ فتنہ سے

ملک کیکا سوال مراد ہے اور احادیث میں صریح ہیں ساتویں وجہ کوئی یہ اعتراض کرتا ہی کہ تمام
احادیث میں سات دن کے ذکر کی تصریح نہیں ہے تو اسکا جواب یہ ہی کہ اسکی نفی کی بھی تصریح نہیں ہے اور نہ
یہ تعرض ہے کہ فتنہ ایک بار ہوگا یا زیادہ بلکہ وہ مطلق ہے ایکبار پر یا زیادہ پر صادق آتا ہی جب کہ سات
دن کی بوجہ مقبول آیا ہی تو اسکا قبول واجب ہے اور اہل حدیث کے نزدیک ثقات کی زیادتی جو قبول ہوتی ہے
یہ بھی اسی قسم سے ہے اور اہل اصول مطلق کو مقید پر حمل کرتے ہیں آٹھویں وجہ اگر یہ کہا جائے کہ بعد دو
اول کے جو سوال ہوتا ہی یہ آیا ذکر جدید ہے یا ذکر سابق کی تاکید ہے اسکا جواب یہ ہی کہ یہ تاکید ہے اور فتنہ
صرف ایک ہی سوال ہوگا کہ اسکے رب اور دین اور نبی کا سوال کرینگے اور جواب بھی ایک ہی ہے کہ
سوال کے بعد دوبارہ کیا جائیگا اور پہلا جواب تاکید کے لئے ہی اور حدیث وارد ہے کہ سوا ان باتوں کے
اور کچھ نہ پوچھا جائیگا اسپر سب علماء کا اتفاق ہے نویں وجہ اگر کوئی کہی کہ مکرر کرنے میں سات دن کی کیا
حکمت ہے اور کیا ذکر اول کافی نہ تھا تو جواب اسکا یہ ہی کہ سوال کرنیسے یہ مقصود نہیں ہے کہ جو حال
مردہ کا ہی وہ معلوم کیا جائے یا جب مردہ نے جواب دیا تب اسکا حال معلوم ہوا معاذ اللہ کوئی عاقل بھی
خیال نکریگا اللہ تعالیٰ سوال سے پہلے جو اسکا حال ہے سب جانتا ہی بلکہ فرشتے بھی جانتے ہیں چنانچہ
صحیح میں وارد ہے کہ فرشتے اسکا جواب سنکر کہینگے کہ تو اب آرام سے سورہ ہم جانتے تھے کہ تو مومن ہے
اور ہر سوال و جواب سے کئی فائدے ہیں ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف اور
انکی خصوصیت و فضلیت تمام انبیاء پر ظاہر ہوتی ہی یہ سوال صرف انکی تعظیم کیلئے مقرر ہوا ہے ہر مردے
سے اسکی قبر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرائی جائیگی اور کسی نبی کو یہ رتبہ نہیں ملا ہے حضرت نے
فرمایا کہ اہل قبر کو میرے باب میں فتنہ ہوگا اور میرا ہی سوال ہوگا یہ حدیث احمد اور بیہقی نے بسند صحیح
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے دسویں وجہ سات کا عدد جو اس حدیث میں
ذکر کیا گیا اسکی پہلے مناسبت یہ ہے کہ سات اور تین کا عدد شرع میں بہت واقع ہی جہاں تکرار امور دینی

ہی ہے جو صاحب الوحی سے روایت کرتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم حالانکہ یہ بھی ہمارے
وہ یہ گمان کرسکیگا چودھویں وجہ احادیث مطلقہ میں وارد ہے کہ دونو فرشتے تین بار سے زیادہ
پھر سوال مکرر کرتے ہیں مگر احادیث ایام سبعہ میں اسکی تصریح نہیں ہے تو یہی حل ہوگا کہ یہ سوال
ہر روز نہ ہوتا ہے اسلئے کہ سب احادیث سے بعض مقید ہوں بعض مطلق تو قاعدہ اصول کا یہ ہے کہ حدیث مطلق
مقید ہو جائیگی اپنی اطلاق پر نہ رہیگی پندرھویں وجہ اسمقام پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ بخاری کی حدیث
میں ہے کہ سوال کے بعد مردہ کو کہتے ہیں کہ تم آرام سے سو رہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب اسپر کچھ تکلیف
نہیں ہوگی اسکا جواب یہ ہے کہ یہ کلام اس آدمی کا ہے جو فن حدیث میں نظر کامل نہیں رکھتا ہے اور علماء متکلمین
کی اصطلاح پر بخوبی واقف نہیں ہے جو سب طرح کی احادیث و روایات سب طریقوں اور سندوں سے جمع کرتے ہیں
اور ہر حدیث و روایات سے فائدہ حاصل کرتے ہیں پھر جسمیں کوئی امر زیادہ نہیں ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ
حدیث اُن احادیث کی مختصر ہے جسمیں زیادتی ہے بخاری کی حدیث اسماء بنت ابی بکر سے ہے کہ مجھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مجھپر یہ وحی آئی ہے کہ تم قبر میں مبتلا ہوگے تم سے پوچھا جائیگا کہ
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں کیا جانتے ہو پھر مومن یا موقن کہیگا یہ محمد ہیں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہمکو ظاہر دلیلیں اور ہدایت لائے تھے ہمنے قبول کیا اور پیروی کی اسکو کہینگے کہ اب آرام سے
سو رہو ہم جانتے تھے کہ تو یقین والا ہے اور منافق یا شک والا کہیگا میں تم کچھ نہیں جانتا ہوں لوگوں سے
سنا ہے کہ کچھ کہتے تھے میں بھی وہی کہنے لگا یہ بخاری کی حدیث مختصر ہے اسمیں کچھ زیادتی
نہیں ہے اور سوال کے باب میں جو احادیث ہیں وہ دراز ہیں صحیح ہیں انمیں بہت باتوں کا ذکر ہے
سوا عتماد کے اسپر اور کچھ ہو نہیں سکتا ہے بلکہ ایک آدمی ایسے امر کو قبول کرے جو ایک حدیث مختصر
میں ہے اور جو دوسری مطول حدیثوں میں ہے اسکو چھوڑ دے تو اس سے یہ لازم آئیگا کہ جو احادیث صحیحہ میں
آیا ہے اسکو ترک کر دیا اور حدیث سبعہ اور حدیث بخاری میں منافات نہیں ہے ان دونو کے جمع کی یہ

صورت ہے کہ حدیث بخاری میں ہے کہ مجھپر وحی نازل ہوئی کہ تم فتنۂ قبر میں پڑوگے آخر حدیث تک تو یہ فتنہ سات دن میں ہوگا حدیث بخاری کی مطلق ہے جسکا اطلاق ایک پر اور اس سے زیادہ پر ہوتا ہے

پانچواں باب اس امر کے بیان میں کہ صدقہ اموات کا کھانا غنیا کو جائز ہے

بعض لوگوں نے مجھسے یہ سوال کیا کہ صدقہ اموات کا کھانا غنیا کو جائز ہے یا نہیں میں نے یوں جواب دیا ہو اوفق مستفتی کے امر مسئول کا جواب دو امر کی تسلیم پر موقوف ہے پہلا امر ثواب عبادات مالیہ و بدنیہ سے موتی متمتع ہوتے ہیں یا نہیں اہل اعتزال کا یہ مسلک ہے کہ کسی قسم کا ثواب موتی کو نہیں پہنچتا انکی عمدہ استدلال سے آیہ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ہے انکی خیال میں اسکا مفہوم یہ ہے کہ انسان کے لئے کوئی چیز مفید نہیں ہے سوائے اس امر کے جسکو انہوں نے خود کیا ایسی صورت میں دوسرے کا فعل کسی موتی کو مفید نہیں ہوسکتا اسکا جواب یہ ہے کہ یہ مطلب اسوقت ہوسکتا تھا جب آیت میں لَا يَنْفَعُ اِلَّا مَا سَعٰى ہوتا آیت تو یوں ہے، وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى اسمیں غیر سعی کے ملک کی نفی کیگئی ہے یعنی آدمی کی ملک اسوقت تک نہیں ہوسکتی جبتک اسنے سعی نہ کی ہو غیر کی سعی سعی کی ملک ہوتی ہے اسے اختیار ہے کہ وہ کسیکو بخشدے یا اپنی ذات کیلئے ذخیرہ چھوڑ رکھے ایسی صورت میں آیت ہماری طرف سے خود مخالفین پر حجت ہوگی اسلئے کہ جس شخص نے اپنی عمل کا ثواب موتی کو ہبہ کیا اسنے یہ کوشش کی کہ وہ ثواب جو اپنے لئے موعود ہے غیر کو پہنچے پھر بلحاظ اس آیت کے وہ ثواب غیر کو پہنچیگا عبادات مالیہ سے غیر کا متمتع ہونا ایسا امر ہے جسکا احادیث متعددہ سے اچھی طرح ثبوت پایا جاتا ہے چنانچہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھوں کو ذبح کیا ایک کی نسبت فرمایا اَللّٰهُمَّ هٰذَا مِنْ اُمَّتِيْ جَمِيْعًا اور دوسرے کی نسبت ارشاد کیا اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ چنانچہ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے

قربانی میں ایک قسم کا ثواب ہوتا ہی جسکی نسبت آپنے فرمایا هٰذا مِنْ اُمَّتِیْ جَمِیْعًا اب اس سے بڑھکر کیا ہوگا خاص خاص طور پر بھی آپنے ایصال ثواب کیلئے فرمایا ہی طبقات ابن سعد میں سعید بن المسیب سے مروی ہی اَنَّ سَعْدًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ وَلَمْ تُوْصِ فَھَلْ یَنْفَعُھَا اَنْ اَتَصَدَّقَ عَنْھَا قَالَ نَعَمْ فَقَالَ اَیُّ الصَّدَقَۃِ اَحَبُّ اِلَیْکَ اَوْ قَالَ اَعْجَبُ اِلَیْکَ قَالَ الْمَاءُ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ سعدؓ نے جو عشرہ مبشرہ سے تھے آپکی خدمت میں حاضر ہوکے یہ کہا کہ اُم سعدؓ نے انتقال کیا ہے نیکی پہلے کوئی وصیت نہیں کی پھر اگر کچھ صدقہ دیا جائے تو کیا انکو فائدہ ہوگا آپنے فرمایا ہاں سعدؓ نے پوچھا کونسا صدقہ آپکے نزدیک پسند ہے چونکہ ملک حجاز میں پانی کی قلت رہتی ہی اور پانی کے لوگ زیادہ محتاج رہتے ہیں آپنے اسمار فرمایا چنانچہ اُم سعدؓ کیلئے سقایہ رکھا گیا چونکہ سقایہ میں صرف پانی ہی اسلئے یہ عبادات مالیہ سے ہوگا در باب عدم وصال ثواب عبادات بدنیہ کے بعض اشخاص کا یہ خیال ہے کہ قیاس عبادات بدنیہ کا عبادات مالیہ میں اسوجہ سے فاسد ہے کہ عبادات بدنیہ میں نفس امارہ کو تعب ہوتا ہے اور تذلل عبودیت کا اظہار کیا جاتا ہے یہ سب امور ایسے ہیں جیسے غذا یا دوا کی تاثیر جسم میں ہوتی ہی ایسے مقام پر نیابت کا تحقق کیونکر ہوسکتا ہے کہ تادیب حیوان و صبیان و نسوان اور ہمکی تہذیب اخلاق و مراقبات و اشغال اور اس قسم کے افعال میں نیابت جاری ہو اور نائب سے مبت کو ثمرہ پہنچے وَھُوَ مُحَالٌ بِحَسْبِ الْعَادَۃِ الْاِلٰھِیَّۃِ وَاِنْ کَانَ مُمْکِنًا بِحَسْبِ قُدْرَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی عبادات مالیہ جو امور دینیہ میں داخل ہوگئے ہیں خیال ہے کہ مفاسبس فردی الحاجات کی حاجت رفع ہو اور سیاست مدنیہ کا نظم ہو اور ضعفائے اہل ملت ہلاکت و تلف سے محفوظ رہیں ایسے امور میں نیابت جائز ہے ہم اس خیال کو اسوجہ سے بیہودہ تصور کرتے ہیں کہ ہبہ ثواب عبادت بدنیہ میں احادیث مروی ہیں پھر قیاس کی ضرورت کیا رہی دارقطنی میں مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت صلعم سے پوچھا کہ ہمارے ماں باپ تھے جنکی حیات میں ہم انکی ساتھ احسان کرتے تھے

پھر وہ مرگئے اب انکی ساتھ احسان کرنیکی کیا صورت آپنے فرمایا کہ اسکا طریقہ یہ ہے کہ جب تم نماز
پڑھتی ہو انکے لئے نفل کی نماز پڑھو جب روزہ رکھتی ہو انکے لئے نفل کا روزہ رکھو حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص قبر پر گزرے اور دس بار سورہ اخلاص پڑھ کے اسکا ثواب مردوں کو
بخشے مردوں کو برابر اسکا ثواب پہنچیگا رُوِیَ اَنَّ رَجُلاً سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ کَانَ لِیْ اَبَوَانِ اَبَرُّھُمَا حَالَ حَیٰوتِھِمَا فَکَیْفَ لِیْ بِبِرِّھِمَا بَعْدَ مَوْتِھِمَا فَقَالَ
لَہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ اَنْ تُصَلِّیَ لَھُمَا مَعَ صَلٰوتِکَ وَاَنْ
تَصُوْمَ لَھُمَا مَعَ صَوْمِکَ رَوَاہُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَعَنْ عَلِیٍّ رض اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَرَّ عَلَی الْمَقَابِرِ وَقَرَءَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ ثُمَّ وَھَبَ
اَجْرَھَا لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِیَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ رَوَاہُ الدَّارَقُطْنِیُّ اس قسم کی بہت
سی روایات کتب احادیث میں مروی ہیں جنکا ذکر باعث تطویل ہے خیر اگر ہم یہ تسلیم کرلیں یہاں
قیاس ہی قیاس ہے جب بھی کوئی ایسا فارق نہیں ہے جس سے قیاس کو باطل ٹھہرائیں جب عبادات مالیہ کا ثواب
پہنچانا جائز ہوا تو کوئی وجہ اسکی نہیں ہے کہ ہبہ ثواب عمل بدنیہ ناجائز ہو صدقات میں بھی نفس کو تعب
ہوتا ہے ریا سے بہت بچانا پڑتا ہے اسمیں بھی خلاف عقل یہ مرپایا جاتا ہے کہ کھانا کھائے ایک شخص اور فائدہ اٹھائے
ایک موتی غرض جب اس قسم کے امور بحسب قدرت باری تعالیٰ ممکن ہیں تو کوئی ضرورت انکار کی نہیں ہے
اگر انکار ہی کرنا تھا تو پہلے سے مثل اہل اعتزال کے انکار کرنا تھا ہبہ ثواب عبادات مالی کا اقرار اور
ہبہ ثواب عبادات بدنی کا انکار لَا اِلٰی ھٰؤُلَاءِ وَلَا اِلٰی ھٰؤُلَاءِ ہے عبادات بدنیہ کی کیفیت
ہے کہ جو شخص عبادات میں مصروف رہتا ہے وہ عبادت کے وقت آپکے مناہی سے محفوظ رکھ کے ایک ایسے امر
میں مشغول رکھتا ہے جو حسن لذاتہ ہے پھر یہ شخص بھی ثواب پاتا ہے جب کل معروف صدقہ کا انکار نہیں کیا
جاسکتا تو اس امر کی تسلیم چارناچار لازم آتی ہے کہ جسطرح ثواب عبادت بدنیہ سے موتی متمتع ہوتی ہیں

اسیطرح انکی عوارض لوازمات وَمَنِ ادَّعٰی فَعَلَیْہِ الْبَیَانُ امام ابوحنیفہؒ امام مالکؒ امام احمد
حنبلؒ اور کثیر ہمہ شافعیہ کا مسلک یہی ہے کہ عبادات بدنیہ کا ثواب مردے کو پہنچتا ہے دوسرا امر
فاتحہ مروجہ و نیاز معارفہ ہنود کا کھانا جائز ہے بعض اہل زیغ نے انکی حرمت پر اہل لغیر اللہ سے
استدلال کیا ہے یعنی جب یہ بات کہی گئی کہ یہ کھانا فلاں بزرگ کی فاتحہ یا نیاز کا ہے اسپر غیر اللہ کا نام
آگیا جس سے وہ کھانا حرام ہوگیا یہ استدلال محض نافہمی پر مبنی ہے اسلئے کہ جمیع مفسرین سلفاً
و خلفاً و شرقاً و غرباً و جنوباً و شمالاً یہی کہتے آتے ہیں کہ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ عِنْدَ الذَّبْحِ حرام ہے
اگر یہ قید نہ لگائی جائے تو ایسی چیزوں کا حرام جاننا پڑیگا جو عرف عام و شرع میں حلال خیال کیجاتے ہیں
مثلاً دعوت ولیمہ و ختان کا کھانا یا وہ کھانا جو کسی مہمان کے لئے پکایا گیا ہو یا جو کھانا روزانہ اپنی اہل و
عیال کے کھانیکے لئے پکایا جاتا ہے اسلئے کہ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کا ان سب پر اطلاق ہوتا ہے جو حرام قرار دیا گیا ہے
فاتحہ و نیاز مروجہ ہنود عبادت بدنیہ و مالیہ پر حاوی ہے پھر اسمیں کسیطرح کا شبہہ نہیں کہ یہ مستحب
ہیں اور انکا کھانا حلال ہے رہی یہ بات کہ انکا کھانا غنیا کو جائز ہے یا نہیں تو اس بات کو خیال رکھنا چاہئے کہ
جو لوگ فاتحہ و نیاز کرتے ہیں انہوں نے جس جسکے کھلانیکا ارادہ کیا ہے سب کو کھانا جائز ہے عام ازیں کہ
وہ گھر کے فقرہ ہوں یا دور کی برادری کے لوگ یا امرا یا اہل دول یا اہل علم یا فقرا یا مشائخ اور سب کے
کھانیکا ثواب بزرگوں کی روح پر فتوح کو پہنچتا ہے طبقات ابن سعد میں سعید بن مسیب سے مروی ہے اِنَّ اُمَّ
سَعْدٍ مَاتَتْ فَسُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ یعنی جب
اُمّ سعد کا انتقال ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی پلاؤ
اُمّ سعد کے نام کا جو سقایہ رکھا گیا اس سے اجلہ خلفائے راشدین نے بلانکیر پانی پیا پانی کھانے میں مادہ فرق
نہیں ہے جسطرح کھانا معدہ میں پہنچکر کے بعد طبخ کیلوسی و کیموسی کے بدن میں منتشر ہوتا ہے اسیطرح
پانی کھانیکے ہضم کا معین ہوتا ہے پھر اگر اس پانی کا پینا سوجہ ہے کہ اُمّ سعد کا صدقہ ہی حرام ہوتا تو خلفائے

راشدین ضرور اس سے احتراز کرتے اور نہ پیتے اور اگر یہ خیال ہوتا کہ اس پانی کے پینے سے ام سعد ثواب سے محروم رہینگی جب بھی احتراز کرتے اسلئے کہ یہ پانی پینا اس غرض کے منافی ہوتا تھا جسکے لئے یہ پانی کھدا گیا تھا صحابہ کی شان اس سے اعلیٰ وارفع تھی کہ وہ پانی سقایہ کا نوش فرما کے ام سعد کو ثواب سے محروم رکھتے یا ایسا فعل کرتے جو انکے ورثہ کے مقاصد کے خلاف ہوتا طبقات ابن سعد میں سعید ابو حاتم سے مروی ہے قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ أَشْرَبُ مَاءَ هٰذِهِ السِّقَايَةِ الَّتِي فِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ فَقَالَ الْحَسَنُ قَدْ شَرِبَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِنْ سِقَايَةِ أُمِّ سَعْدٍ فَمَنْ

جب صحابہ کے زمانہ میں ماء صدقہ کا پینا غنیار کو جائز و باعث ثواب خیال کیا گیا ہو اور خلفاء راشدین سے حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ نے پیا ہو اور حضرت امام حسن علیہ السلام نے اسکا پینا جائز خیال کیا ہو پھر غنیار زمانہ کے لئے ناجائز کھنا نہ صرف نامشروع ہے بلکہ چھوٹا منہ بڑی بات ہے ؎ بہ سر قصہ سیمرغ و قصہ ہدہد کسے رسد کہ شناسا منطق الطیر است ۔ ام سعد کیلئے جو کنواں کھودا گیا تھا اسکا پانی بھی سب پیتے تھے کوئی شخص کہیں سے ثابت تو کرے کہ صحابہ نے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے پینے سے انکار فرمایا بیر رومہ کی کیفیت سے کتب احادیث و سیر و تاریخ مالا مال ہیں یہ کنواں ایک یہودی کی ملک تھا جو کنویں کا پانی قیمت پر مسلمانوں کو دیتا تھا جس سے مسلمانوں کو تکلیف پہنچتی تھی آپنے فرمایا مَنْ يَشْتَرِي رُومَةَ فَيَجْعَلُهَا لِلْمُسْلِمِينَ يَضْرِبُ بِدَلْوِهِ فِي دِلَاءِهِمْ وَلَهُ بِهَا شَرْبٌ فِي الْجَنَّةِ حضرت عثمانؓ کو اس کنویں کے خریدنے کی فکر ہوئی یہودی کے پاس آئے جو مالک اسکا تھا اور خریداری کی خواہش ظاہر کی یہودی نے پوری کنویں بیچنے سے انکار کیا حضرت عثمانؓ نے بارہ ہزار درہم پر نصف کنواں خرید کے مسلمانوں پر تصدق کیا پھر طے ٹھہری کہ ایک دن کنواں مسلمانوں کے حصہ میں رہے ایک دن یہودی کے مسلمان اپنے حصہ کے دن بجائے اسقدر پانی اپنے لیتے تھے جو دو دن کے لئے کافی ہوتا تھا یہودی نے گھبرا کر دوسرا حصہ بھی حضرت عثمانؓ کے ہاتھ آٹھ ہزار درہم پر بیچا پھر حضرت عثمانؓ نے

پورا کنوال سبیل پر صدقہ کیا عام ازینکہ فقیر ہوں یا غنی یا ابن السبیل اس کنوین کا پانی عموماً صحابہ استعمال کرتے تھے بلکہ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم بھی حضرت عثمانؓ نے فتنہ کے وقت اس کا رخیر سے احتجاج کیا تھا جامع ترمذی میں ہے اَذْکُرُکُمْ بِاللّٰہِ ھَلْ تَعْلَمُوْنَ اِنَّ رُوْمَۃَ لَمْ یَکُنْ یَشْرَبُ مِنْھَا اَحَدٌ اِلَّا بِثَمَنٍ فَابْتَعْتُھَا فَجَعَلْتُھَا لِلْغَنِیِّ وَالْفَقِیْرِ وَابْنِ السَّبِیْلِ خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفےٰ میں علامہ نور الدین سمہودی نے لکھا ہے وَفِیْ ابْنِ سَبَّۃَ عَنِ الزُّھْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ یَشْتَرِیْ رُوْمَۃَ شَرْبَ رَوَاءٍ فِی الْجَنَّۃِ فَاشْتَرَاھَا عُثْمَانُ مِنْ مَالِہٖ فَتَصَدَّقَ بِھَا اس تقریر سے یہ بات بھی طرح ظاہر ہوگئی کہ صدقہ عام کا کھانا پینا گو وہ موتی کو ثواب پہنچنے کیلئے کیوں نہو جائز ہے انتہی کتب فقہیہ میں جہاں اسکی ممانعت ہے اسکی وجہ خاص ہے کہ اس کھانے سے جو موتی کے صدقہ کے لئے پکایا جاتا ہے صرف فقرا کا کھلانا مقصود ہوتا ہے پھر غنیا کو اسکا کھانا یا کھلانا بیشک مکروہ ہے ہاں جب ہوات کا کھانا پکایا جاوے اور یہ نیت کیجاوے کہ غنیا بھی کھلائے جائینگے تو جو کھانا غنیا کو کھلایا جائیگا اسی صدقہ کا کھانا نہ کہینگے بلکہ اسی ضیافت کا کھانا کہینگے اور ضیافت کا کھانا غنیا کو کھانا درست ہے اور اگر صدقہ کا کھانا کہیں جب بھی اسکا کھانا اسوجہ درست ہے کہ غنیا کو جو صدقہ کا کھانا کھلایا جاتا ہے وہ صدقہ نہیں رہتا ہے بلکہ ہبہ ہوجاتا ہے حدیقہ ندیہ علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی میں ہے لِاَنَّ الصَّدَقَۃَ عَلَی الْغَنِیِّ ھِبَۃٌ بہ سبب مناسبت مقام کے چند مسائل شرح معانی الآثار طحاوی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ و درمختار و ردالمحتار و شرح الیاس و برجندی و شرعۃ الاسلام و فتح الباری شرح صحیح بخاری سے ذکر کیا جاتا ہوں جو رہ گئے تھے اور جنکا ذکر کرنا ایک ضروری امر تھا مسئلہ تعزیت کرنیوالونکو اہل میت کے برابر ثواب ملتا ہے مسئلہ تعزیت میں ایسی بات کرنی چاہئے جس سے اہل میت کے قلب کو تسکین ہو اور ایسے کہنا چاہئے کہ اسپر ثواب جزیل کا وہ مستحق ہے مسئلہ تعزیت یوں کرنی چاہئے اَعْظَمَ اللّٰہُ اَجْرَکَ وَاَحْسَنَ عَزَاکَ وَغَفَرَ لِمَیِّتِکَ مسئلہ تعزیت کرنیوالے کو چاہئے کہ اہل میت کا مصافحہ کرے اس سے اہل میت کو تسکین ہوتی ہے

مسئلہ اہل میت کو چاہیئے کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھا کریں مسئلہ تعزیت
صبر کے باب میں کسیکو خط لکھنا مستحب ہے معاذ بن جبل کے بیٹے کا انتقال ہوگیا تھا تو معاذ بہت روتے تھے
آپ نے انکو نامہ تحریر فرمایا جسمیں صبر کیلئے تاکید فرمائی مسئلہ اکثر فقہا کا مذہب ہے کہ تین دن کے بعد
تعزیت مکروہ تنزیہی ہے تاکہ نیا غم اسی پیدا ہو لیکن غائب کے لئے تین دن کے بعد جائز ہے مسئلہ دوبارہ تعزیت
مکروہ ہے چنانچہ حسن بن زیاد نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہے مسئلہ قبر کے پاس تعزیت مکروہ ہے اسلئے کہ
قبر کے پاس قرآن پڑھنا چاہیئے میت کیلئے دعا کرنی چاہیئے نہ انکہ تعزیت مسئلہ گھر کے در پر تعزیت کیلئے بیٹھنا
اہل جاہلیت کے کاموں سے ہے جو منہی عنہ ہے اور اس قسم کی تعزیت مکروہ ہے مسئلہ عورتوں کو تعزیت کیلئے بیٹھنا
نہ چاہیئے مسئلہ روپے پیسے کا یا کسی معاش کا اسلئے وقف کرنا کہ اسکے محاصل سے قرآن شریف پڑھا جائے
یا نماز پڑھی جائے یا سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ یا درود پڑھا جائے عام ازینکہ کسی مسجد یا
مقبرہ یا خانقاہ کی تخصیص کیجائے اور نماز کی رکعات کی تعیین اور سبحان اللہ ولا الہ الا اللہ
کی تعداد کہ اتنی بار یا لاکھ یا کروڑ مرتبہ پڑھا جائے بیان کرے یا نہ کرے اور ان امور کی نسبت نیت کرے کہ
اسکا ثواب وقف کرنیوالے کی روح کو یا اسکی ماں یا باپ یا بیٹا یا بی بی یا استاد یا معلم وغیرہ وغیرہ کو پہنچے تو
یہ جائز ہے اور ثواب بھی پہنچتا ہے اسلئے کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک آدمی کیلئے جائز ہے کہ اپنی عمل کا ثواب
غیر کو ہبہ کرے عام ازینکہ نماز ہو یا روزہ یا قرأت قرآن یا ذکر یا طواف یا حج یا عمرہ یا اسکی سوا باقی
رہی یہ بات کہ حدیث میں وارد ہے کہ لا یصلی احد عن احد ولا یصوم احد عن احد
تو اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی شخص کسیکے لئے نہ نماز پڑھے نہ روزہ رکھے اگر ایسا کریگا تو دوسرے شخص کو
ثواب نہ پہنچیگا بلکہ اسکے معنی یہ ہیں کہ اگر کوئی شخص کسیکی طرف سے نماز پڑھیگا یا روزہ رکھیگا تو اس نماز و
روزہ سے وہ شخص عہدہ ذمہ سے بری نہ ہوگا جسکی طرف سے نماز پڑھی گئی اور روزہ رکھا گیا اہل سنت و
جماعت کے مسلک پر ثواب پہنچنے میں کسیطرح کا شبہہ نہیں ہے اس قسم کا ثواب احیاء اموات دونو کو

پہنچتا ہی عام ازینکہ ثواب کے باب میں خاص اپنی نیت کرے یا غیر کی اگر کسی نے اپنی نیت کی پھر یہ نیت کی کہ کسی دوسرے شخص کو ثواب پہنچے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے حسب نیت کے ثواب پہنچیگا مسئلہ اگر کوئی شخص کچھ روپے پیسے لیکے اپنی عبادت دوسرے کیلئے ہبہ کرے تو اسمیں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ جائز نہیں ہے اسلئے کہ عبادت کا ثواب عقد بیع میں داخل نہیں ہو سکتا بیع ایسی امور کے ساتھ مخصوص ہے جو دنیوی ہوں پھر ثواب کا بیع کرنا کیونکر جائز ہوگا بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے وجہ یہ ہے کہ روپے پیسے بطور صدقہ کے دیئے گئے ہیں اور صدقہ کا لینا دینا دینے والے کو ثواب ملنے سے مانع نہیں ہوتا مسئلہ اگر کوئی شخص بطور وقف کرے کہ فلاں مسجد کے امام یا خطیب کو دیا جائے یا فلاں حافظ کو دیا جائے تو یہ جائز ہے اسلئے کہ اسمیں صرف یہ شرط لگائی گئی ہے کہ جس شخص میں اس قسم کے اوصاف پائے جاتے ہوں اسکو دیا جائے یہ دینا بطور صدقہ کے ہوا اسمیں کوئی دوسری قید نہیں لگائی گئی ہے مسئلہ اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ جو شخص قرآن یا نماز یا درود یا کلمہ پڑھکے اسکو ثواب بخشے تو اسکو موصی کے مال سے اسقدر روپے دیئے جائیں تو اگر موصی نے بمعاوضہ تلاوت ذکر کے روپے پیسے دیئے ہیں تو موصی لہ کو یہ روپے پیسے لینا جائز نہیں ہے اور اگر موصی نے روپے پیسے صدقہ کئے ہیں اور ثواب بوجہ اللہ تعالیٰ بخشا ہے تو درست ہے اور وصیت بھی صحیح ہے مسئلہ اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اسکے مرنیکے بعد تین دن تک کھانا کھلایا جائے تو اگر اسکی نیت اس وصیت سے یہ ہے کہ زنان نائحہ کو کھانا کھلایا جائے تو یہ وصیت باطل ہے اگر صرف ایصال ثواب مقصود ہو تو یہ وصیت جائز ہے ابی جعفر نے یہ وصیت کی تھی کہ انکے مرنیکے بعد لوگونکو کھانا کھلایا جائے فتاوی خانیہ میں ابی قاسم سے مروی ہے کہ پہلے روز اہل میت کو کھانا کھلانا مکروہ نہیں ہے اسواسطے کہ وہ لوگ میت کے دفن وغیرہ میں مصروف رہتے ہیں تیسرے دن مستحب نہیں ہے اسلئے کہ اسدن زنان نائحہ جمع ہوتے ہیں تو اس دن کھانا کھلانا گناہ کی اعانت کرنا ہے اسی توجیہ سے فقہا نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اسکے مرنیکے بعد تین من کھانا کھلایا جائے تو یہ وصیت باطل ہے سائحانی نے بطلان وصیت کی یہ وجہ لکھی ہے کہ

یہ وصیت ایسے لوگوں کے ساتھ متعلق ہے جو اس سے واقف نہیں ہیں اسکی نظیر یہ ہے کہ کسی شخص نے یوں کہا
اَوْصَیْتُ لِلْمَسَاکِیْنِ اس لفظ میں کوئی قید ایسی نہیں ہے جو حاجت پر دلالت کرے تو مجہول شخص کو مالک
کرنا ہوا جو صحیح نہیں ہے اس تقریر سے یہ معلوم ہوا کہ فقہاء کے نزدیک یہ وصیت اس وجہ سے باطل نہیں ہے کہ ایام کی
تخصیص کیگئی بلکہ اسکی وجہ یہ ہے کہ اسکی میت سے یہ بات سمجھی گئی کہ نائحہ کو کھلانا منظور ہے جو ناجائز ہے یا
اسی مجہول شخص کی تملیک کی جو صحیح نہیں ہے **مسئلہ** شمع یا قندیل یا چراغ بے ضرورت روشن کرنا
اسراف میں داخل ہے جو منہی عنہ ہے اگر روشنی کا کوئی فائدہ ہو تو جائز ہے مثلاً قبر مسجد کے قریب ہو یا
راستہ پر ہو یا وہاں کوئی بیٹھا ہو یا ولی یا عالم کی قبر ہو تو مضائقہ نہیں اولیاء اللہ اور علماء کی قبر پر جو
روشنی کرتے ہیں اس سے یہ غرض ہوتی ہے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ بزرگ کا مزار ہے تاکہ لوگ اس سے
برکت حاصل کریں اور وہاں آکر اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں دعا کریں اور وہ دعا سبب برکت و توسل بزرگ
مستجاب ہو جائے مسالک الحفاء میں ہے کہ ابن زرین نے اس امر پر فتویٰ دیا ہے کہ اگر کوئی شخص نذر کرے کہ
فلاں ولی کے مزار پر چراغ یا شمع روشن کرینگے تو یہ نذر اسوقت صحیح اور واجب العمل ہو جاتی ہے گھر
اس ولی کے مزار پر لوگ اس غرض سے شب کو ٹھہرتے ہوں تاکہ قبر کے پاس وہ لوگ قرآن وغیرہ پڑھیں
اگر ایسا نہ ہو تو صرف قبر پر روشنی کی نذر صحیح نہیں ہے **مسئلہ** قبر کے پاس جو مسجدیں بنائی جاتی ہیں
انکی کئی صورتیں ہیں جنسے احکام بدل جاتے ہیں **پہلی صورت** قبروں کے درمیان میں نماز کے لئے
جگہ بنانا اور اسمیں فرض و نوافل کا پڑھنا یہ ناجائز صورت ہے **دوسری صورت** قبر پر مسجد
بنائی جائے یہ صورت بھی ناجائز ہے اسلئے کہ قبروں پر یہود مسجد بناتے تھے تو یہود کی مشابہت ہوئی
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَعَنَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ
وَالْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْهَا الْمَسَاجِدَ یعنی اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اُن عورتوں پر جو
قبور کی زیارت کرتے ہیں اور اُن لوگوں پر جو قبروں پر مسجد بناتے ہیں اسکا مطلب ہے کہ جو عورتیں

بن چھ بجے کا علم کھا زیارت قبور کیلئے آتی ہیں تاکہ مردونکو فتنہ میں ڈالیں اور مردونکے قلوب کو اپنی طرف متوجہ کریں جس سے کسی قسم کا فساد واقع ہو یا فساد ہونیکی توقع ہو تو یہ صورت ناجائز ہے اور ایسی عورت پر لعنت کیگئی ہے اگر عورت عفیفہ و صالحہ ہو اور اپنے کو برقع یا چادر میں اوڑھ لپیٹ کے نظر کو بچا کے زیارت کرے تو جائز ہے یا یہ وجہ ہو کہ اگر قبر کی زیارت دینے کی تجدید یا ندبہ کی نیت سے ہو جیسے عورتوں کی عادت ہوتی ہے تو جائز نہیں اور اگر عبرت یا برکت حاصل کرنیکے لئے ہو تو جائز ہے معہذا جوان عورتوں کو مکروہ ہے

تیسری صورت یہ ہے کہ مسجد قبر پر نہ بنائی جائے بلکہ قبرستان کے قریب بنائی جائے تاکہ لوگ اسمیں نماز پڑھیں صورت ناجائز نہیں ہے اور اسمیں نماز کا پڑھنا درست ہے کبھی آدمی زیارت قبور یا دفن موتی کیلئے مقبرہ میں آتا ہے اور نماز کا وقت آجاتا ہے پھر اگر کوئی مسجد قبرستان کے قریب بنائی گئی تاکہ لوگ اسمیں نماز پڑھا کریں تو اسمیں کسی قسم کا مضائقہ نہیں ہے **چوتھی صورت** جوار صالح میں مسجد کا بنانا اور ایسا برکت و آثار عبادت کے لئے اسمیں نماز کا پڑھنا جائز ہے اسلئے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قبر مسجد حرام میں حطیم کے پاس ہے پھر یہ مقام ان مواقع سے افضل ہے جہاں جہاں نماز پڑھتے ہیں **مسئلہ** نیاحت حرام ہے اور ایسا کام ہے جیسے ایام جاہلیت میں کرتے تھے اسکی صورت یہ ہے کہ مردے کے خصال و تعریف بیان کیجائے اور اسپر لوگ روئیں **مسئلہ** نوحہ کرنا چیخنا جیب کا پھاڑنا مکروہ ہے **مسئلہ** کپڑا اچھاڑنا کپڑا سیاہ پہننا مکروہ ہے مگر عورتوں کو سیاہ کپڑا پہننا جائز ہے **مسئلہ** چہرہ یا ہاتھ سیاہ کرنا منہ نوچنا بالوں کا پراگندہ کرنا سر پر خاک اڑانا زانوں پر دو ہتڑ مارنا سینہ کوٹنا قبر پر آگ کا روشن کرنا رسوم جاہلیت سے ہے **مسئلہ** اس طرح پر رونا جائز ہے جس سے آواز بلند نہو عام ازینکہ میت کے گھر کیوں نہو بشرطیکہ ندبہ و نیاحت کے ساتھ نہو **مسئلہ** صبر افضل ہے **مسئلہ** اگر آنسو جاری ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم کے انتقال پر روئے تھے غرض جو شخص کسی شخص کی مصیبت میں مبتلا ہو اسی حد سے متجاوز نہونا چاہئے یہانتک کہ نوحہ شروع کردی یا کپڑا پھاڑے منہ نوچے علیٰ ہذا فسادات بھی نکرے جس سے مصیبت کا استخفاف ہو

بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنی چاہئے اور تھوڑی دیر تک وقار کے ساتھ بیٹھنا چاہئے جس سے یہ معلوم ہو کہ وہ محزون ہے اور سخت مصیبت پڑگئی ہے **مسئلہ** اپنے حزن کا حال ظاہر کرنا جائز ہے **مسئلہ** اگر جنازہ کے ساتھ نائحہ یا صائحہ ہو تو زجر کیجئے اگر نہ مانے تو جنازہ کے ساتھ چلنا چاہئے اسلئے کہ اتباع جنازہ سنت ہے پھر سنت ایسی بدعت سے چھوڑی نہ جائیگی جس بدعت کا مرتکب ایک غیر شخص ہے مگر دل سے اسے مکروہ سمجھنا چاہئے **مسئلہ** اگر کسی روئے والے کی آواز اسلئے سنے تاکہ اسکا قلب ملائم ہو تو ایسے شخص کو مضائقہ نہیں جو آپ کو فتنہ سے مامون و محفوظ رکھے **مسئلہ** اگر کوئی عورت میت کے گھر میں اسکی مدح کرے اور اسکی لیاقت کا حال بیان کرے اور اسکے ساتھ عورتیں روئیں تو ابو حامد کہتے ہیں کہ اگر وہ طمع سے یہ فعل کرتی ہے تو مکروہ ہے اور اگر بے طمع کرتی ہے تو مضائقہ نہیں **مسئلہ** امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قبر پر بنا مکروہ ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قبر پر لکھنا مکروہ ہے بعض مشائخ کہتے ہیں کہ علامت کے لئے پتھر کا رکھنا یا قبر پر لکھنا مضائقہ نہیں ہے شرح مختصر وقایہ برجندی میں فتاوی ظہیریہ سے منقول ہے کہ قبر پر لکھنا کچھ مضائقہ نہیں ہے فتاوی قاضی خاں میں ہے کہ بعض کے نزدیک قبر پر لکھنا کچھ مضائقہ نہیں ہے ذخیرۃ العقبی حاشیہ شرح وقایہ میں ہے کہ جو کراہت کتاب الصلوٰۃ اور اسکی متعلق میں مذکور ہوتی ہے اس سے کراہت تنزیہی مراد ہوتی ہے اور جو کتاب الصید و حظر و اباحۃ میں مذکور ہوتی ہے اس سے کراہت تحریمی مراد ہوتی ہے ابن حجر مکی تحفۃ المحتاج شرح منہاج میں اور نے نقل کرتے ہیں کہ قبر پر قرآن کا لکھنا حرام ہے اسلئے کہ توہین ہوتی ہے قبر کو لوگ پامال کرتے ہیں جب اس میں کوئی مردہ دوبارہ دفن ہوتا ہے تو اس پر مردے کے جسم کی نجاست گرتی ہے اور سوا اسکے حرف قرآن پر پانی برسات کا پڑتا ہے البتہ قبر پر صاحب قبر کا نام لکھنا مندوب ہے تاکہ جب بہت زمانہ گزر جائے تو اس سے معلوم ہو کہ یہ قبر فلاں شخص کی ہے خصوصاً انبیاء و صالحین کی قبر پر لکھنا چاہئے اسلئے کہ یہ ذریعہ ہے اعلام کا جو مستحب ہے حاکم سے جو نہی مروی ہے اور نے کہا اس پر عمل نہیں ہے اسلئے کہ شرقاً و غرباً ائمہ مسلمین کی قبور پر لکھا ہوا پایا جاتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ بزرگوں سے اس طریقہ کو پاتے ہوئے چلے آتے ہیں ابن حجر اس کلیہ پر منع وارد کرتے ہیں اور

لکھتے ہیں کہ اگر فرض کرلیں قبور پر بنا بہ نسبت کتابت کے زیادہ نظر آتی ہے خصوصاً حرمین و مصر
میں حالانکہ ان ملکوں میں نہی وارد ہے سید عمر مصری حاشیہ تحفہ میں لکھتے ہیں کہ قبر پر سایہ کرنا مکروہ ہے
اسلئے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اسکو چھوڑ دو میت کا عمل اسپر سایہ کریگا علما کا قول ہے کہ حضرت عمرؓ نے
سایہ کرنیکی کوئی صحیح غرض نہ پائی ہوگی اسلئے یہ فرمایا ہوگا جب کوئی صحیح غرض پائی جائے تو کچھ
مضائقہ نہیں ہے مثلاً کوئی گنبد یا چھت اسلئے قبر پر بنائی جاوے تاکہ وہاں لوگ بیٹھکر قرآن وغیرہ
پڑھیں اور گرمی سردی سے محفوظ رہیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے **مسئلہ** عورتوں کی قبر پر چادر کا ڈالنا
جائز ہے انس بن مالک ابی زید انصاری کے دفن میں شریک تھے قبر پر چادر ڈالی گئی تب عبداللہ
بن ابی طلحہ نے کہا کہ چادر اٹھالو عورتوں کی قبر پر چادر ڈالی جاتی ہے انس بن مالک نے اسکا انکار نہ کیا
مردوں کی قبر پر چادر ڈالنے میں عورتوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے مگر ضرورت کے وقت مردوں کی قبر پر چادر کا
ڈالنا جائز ہے مثلاً جب سخت گرمی ہو یا پانی پڑتا ہو یا اولے پڑتے ہوں **مسئلہ** فقیہ ابواللیث لکھتے ہیں کہ
میں قبر پر ہاتھ رکھنا سنت یا مستحب نہیں جانتا اور میں اسے مضائقہ نہیں خیال کرتا علاؤالدین تاجری کہتے
ہیں کہ میں سلف کو بدون انکار کے اسطرح قبر پر پایا بعض اسے بدعت سوجہ سے کہتے ہیں کہ یہ نصاریٰ کی عادت تھی
مسئلہ قبر کو گچ کرنا یا مٹی لگانی مکروہ ہے امام احمد مٹی لگانی جائز خیال کرتے ہیں منبہ المختار میں ہے کہ مکروہ
نہیں ہے شرح مختصر وقایہ برجندی میں ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے **مسئلہ** قبرستان میں صاف جوتا پہن کے
چلنا امام ابی حنیفہ و صاحبین کے نزدیک جائز ہے **مسئلہ** اگر جوتی میں نجاست ہو تو نکال ڈالے **مسئلہ** زیارت کے وقت
چاہئے کہ جہاں ممکن مردے کے پاؤں کی طرف سے آئے تاکہ بصورت میت کے مقابل ہو اور یوں کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ
دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ وَنَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ
تک کھڑا ہو دعا کرے اور اگر بیٹھے تو مرتبہ کا لحاظ رکھے یعنی میت کی حالت حیات میں وہ جسقدر قریب یا بعید بیٹھتا تھا
اسیطرح بیٹھے **مسئلہ** جب مقبرہ میں داخل ہو سورۂ یٰسین پڑھے یا جو ہو سکے پڑھے سورۂ فاتحہ اول تہ مقبرہ مغلوں تک

وآیۃ الکرسی و آمن الرسول و سورۂ یٰسین و تبارک الذی و سورۂ تکاثر و سورۂ اخلاص ہر مرتبہ یا گیارہ مرتبہ یا سات مرتبہ
پھر کہے خداوندا اسکا ثواب فلاں شخص یا اشخاص کو پہنچاوے مسئلہ اپنی لئے قبر کھدوا رکھنا جائز ہے عمر بن عبد العزیز و
جریج بن ہیثم وغیرہما نے اپنے لئے قبر کھدوا رکھی تھی بعض اسے مکروہ کہتے ہیں مسئلہ اپنے لئے کفن بنوا رکھنا جائز ہے
مسئلہ میت کی پیشانی پر یا عمامہ پر یا کفن پر عہد نامہ لکھنا جائز ہے اور بعض بزرگوں کو جنہوں نے اسکی تحریر کی
وصیت کی تھی اسکو فوائد حاصل ہوئے عہد نامہ جو کفن پر لکھا جاتا ہے یہ ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ
اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ یا یہ ہے اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ
وَالشَّھَادَۃِ الرَّحْمٰنَ الرَّحِیْمَ اِنِّیْ اَعْھَدُ اِلَیْکَ فِیْ ھٰذِہِ الْحَیَاۃِ الدُّنْیَا اَنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّکَ
اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ تُقَرِّبْنِیْ مِنَ الشَّرِّ وَتُبَعِّدْنِیْ
مِنَ الْخَیْرِ وَاَنَا لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِکَ فَاجْعَلْ لِّیْ عَھْدًا
عِنْدَکَ تُوَفِّیْنِیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ نوادر الاصول
میں ترمذی سے منقول ہے کہ اس دعا کیلئے اصل ہے فقیہ ابن عجیل اسکی اجازت دیتے تھے ابن صلاح کہتے ہیں
دیا ہے کہ کفن پر سورۂ یٰسین کہف وغیرہ نہ لکھنا چاہئے اسلئے کہ مردے کے جسم کے سوا سبھی نجس ہو جائیگا مردے کی
پیشانی پر بعد غسل کے قبل تکفین کے بغیر سیاہی کے نکہت شہادت سے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
لکھنا چاہئے اور سینہ پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مسئلہ قبر پر بیٹھنا
امام وصاحبین کے نزدیک پائخانہ پیشاب کیلئے ناجائز ہے اور یوں بیٹھنا منع نہیں ہے حضرت علی و
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم قبر پر بیٹھتے تھے واللہ اعلم بالصواب

تمت

خاتمۃ الطبع میں نامی طبیب گرامی جناب حکیم محمد عبد القدوس صاحب سکندرپوری عم فیضہ

بعد حمد و صلوٰۃ کے خاکسار محمد عبد القدوس سکندرپوری عرض کرتا ہے کہ جب سے ہندوستان میں اسلام کی روشنی پھیلی اس زمانہ سے جس طرح بہت سے احکام شرعی نے یہاں رواج پایا اسیطرح ایصال ثواب اموات کے طرق کا بھی عمل آمد ہوا جسے شارع نے ٹھیرایا تھا جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اسکے ورثہ یا احباب انواع و اقسام سے ایصال ثواب مالی و بدنی میں کوشش کرتے ہیں خصوصاً قرب ایام موت میں جسمیں میت قبر میں مبتلا ہوکر زیادہ تر ایصال ثواب کے محتاج رہتے ہیں سوم دہم چہلم میں جو میت کے ثواب کیلئے فقراء کو کھانا کھلایا جاتا ہے یا انکی طرف سے صدقہ دیا جاتا ہے یا قرآن پڑھا جاتا ہے یا درود یا کلمہ طیب پڑھا یا پڑھوایا جاتا ہے یہ سب ایسے امور ہیں جنسے میت کو فتنہ سے بچاؤ کی بہت کچھ مدد ملتی ہے یہ طریقہ ہندوستان میں اتنی مدت سے جاری ہے جسکی نسبت میں کہہ سکتا ہوں کہ اسپر ہزار برس سے زیادہ گزر گئے - اہل اسلام کا طریقہ اسی طرح مدت سے برابر ایک نہج پر بلا نکیر سلفاً و خلفاً چلا آتا ہے - چند سال سے حکومت اسلام کے اٹھ جانے سے دین میں جہاں بہت کچھ بکھیڑے لوگوں نے پھیلا رکھے ہیں ایک یہ ہے کہ ایصال ثواب سے مردوں کو محروم کرنیکے لئے بعض جہل حضرات ہاتھ دھوکر پیچھے پڑے ہیں اور قسم کے دلائل اسکی حرمت پر پیش کرتے ہیں چونکہ انکی دعوی کا اثر اموات کے حق ثواب پر پڑتا ہے تو اس خیال باطل سے کہ اموات کیطرف سے جواب پیش نہیں ہوسکتا ایک طرفہ فیصلہ کی امید پر پنچونکی بل اکڑے ہوئے چلتے ہیں اگرچہ اہل انصاف نے ان لوگوں کے جواب میں بہت کچھ لکھا اور لکھتے ہیں مگر وہ لوگ کسیکی نہیں سنتے اور مرغی کی ایک ٹانگ کہی جاتے ہیں جب انکو قرآن یا حدیث سے اسکی حرمت یا عدم جواز پر کوئی دلیل نہیں ملتی بلکہ قرآن و حدیث کو ایصال ثواب کا مؤید پاتے ہیں تو بے سمجھے بوجھے فقہاء کے کلام پیش کرتے ہیں حالانکہ وہ خود فقہاء کے بدخواہ ہیں چونکہ فقہاء مستدین کے کلام بالکل قرآن و حدیث کے موافق ہیں تو یہ لوگ فقہاء کے کلام میں نہایت درجہ سے نئے نئے مضامین خلاف تبادر و مقتضی حال بناتے ہیں اور حرمت ایصال

ثواب میں بے اصل دلائل پیش کرتے ہیں اسلئے حامیِ دینِ متین ناصرِ اقوالِ مجتہدین جناب مولانا مولوی حکیم وکیل احمد صاحب سکندرپوری نے اسطرف توجہ فرمائی اور بے بہا وقت اپنا صرف کرکے رسالہ بہیجہ درجوازِ تیجہ جسکا نام نتیجہ ہے تصنیف فرمایا اس رسالے میں نہایت خوبی کے ساتھ ایصالِ ثواب کی کیفیت لکھی گئی ہے اور بزعم شدومد سے یہ امر ثابت کیا گیا ہے کہ ایصالِ ثواب کا طریقہ سلفِ صالح سے چلا آتا ہے اور فقہا کی عبارت کا سطور پر مضمون لکھا گیا ہے جس سے مخالف کے شبہات خود بخود دفع ہو جاتے ہیں معہذا مخالفین کے شبہات کا جواب عمدہ طور پر دیا گیا ہے میں جہاں تک خیال کرتا ہوں اس قسم کا رسالہ جسکی نہایت ضرورت تھی آج تک کسینے نہ لکھا ہمیں کسیطرح کا شبہہ نہیں کہ اس نادر رسالہ کی تصنیف سے مولانا کا احسان احیاء و اموات پر عام ہے احیاء پر احسان تو اس وجہ سے ہے کہ انکے قلوب میں جو مخالفین کی تحریرات سے شبہے جم گئے تھے جن کی وجہ سے ایصالِ ثواب میں وہ پس و پیش کرتے تھے اس رسالہ کے مضبوط دلائل نے اُن شبہات کی بیخ کنی کی جس سے لوگ ایصالِ ثواب میں بے تامل اُسی طرح کی کوشش کرینگے جس طرح سے ہزار برس بلکہ زائد سے آباء عن جد کوشش چلی آتی ہے اور مخالفین کے بھکانے سے وہ اپنے پیارے مُردوں کو ثواب سے محروم نہ رکھینگے اور اموات کی گردنوں پر جو احسان کا بار ہے وہ ظاہر ہے مخالفین کی پریشان تقریرات نے لوگوں کے قلوب پر ایسا بڑا اثر ڈال دیا تھا جس سے بیچارے مردے بالکل ثواب سے محروم ہو چلے تھے جسکی وہ نہایت محتاج تھے اب احیاء کیطرف سے ہدایا کے طباق حضرت جبرئیلؑ انکی پاس پہنچائینگے جس سے وہ اعلیٰ درجہ کا فائدہ اٹھائینگے اسی خیال سے جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول مقبولِ بارگاہِ صمد جناب مولوی حافظ عبدالاحد صاحب مالکِ مطبع مجتبائی دہلی نے اس رسالہ کے چھاپنے کیطرف توجہ فرمائی جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

اندیشہ نگاشتہ دوم جام نکتہ شیر اعنی اخبار اعروس مضامین پاک سرمہ بخش دیدہ کور طبع تاریک ابوالاشرف سید اشرف شمسی حیدرآبادی

گل فشانی بسکہ دارد چشم بلبل رنگ گل — میرود در بوی من همچو مژگان خار گل
تا نگاہم نو بہار بت نگارش بود — چین جبینش بر فشاند در و دیوار گل
سینہ افگاری مخمور جوانہ بر بنا خورد — لالہ زارم را بود در گشتن همخوار گل
دوش در باغ دلم آمد نسیم عشق گفت — تا ی چو بلبل بیتو تا بیخت از خاک گل
خندہ بر لب دارم اما چون حبابم بر سر است — رست از سنگ بیدارم در گریبان زار گل
کیست آن گلچین بلا جویان نمرود آدم — کہ نہ نام او دلیل احمد کہ از فیض دمش
گر ببالوی شبنم خلق او پرورد — میکشد صد جنت فردوس حرف نقش گل
کوہ از گلخن تراوش بیل چون خود پرورد — تا نمایند از شکوہ او دل افگار گل
گر بزم گلشن خورشید و زند نغمہ — تا قیامت بر فشاند چرخ مینا کار گل
از بہار مدح تو در سینہ گلزار من — حور و غلمان می فشانند بر سر بسیار گل
نسترن ہم اورق فردوس است از هر گوش نگاہ — هر طرف تر دامان زیر نقش خود دار گل
آہ گرم من نمود گر همنفس از بلبلی — تا قیامت چون چنار او در آتشبار گل
نرگست بیجاده ماغور در گلستان میکند — تا فشاند داستانت بر سر دستار گل
از نگاهش ریزہ میناید در شک نگین — قطعہ تاریخ از نتیجہ طبع وقاد جناب منشی محمد واجد صاحب
تیجہ کہ ہو جواب ہمین یہ دو کتاب لاجواب — سکندر پوری صیغہ دار صدر عدالت صوبہ شرقی حیدرآباد
اسکا جواب کہیں اور نکو اگر شور ہے — یا کردہ تیجہ ہی کرین منکر تیجہ ہے کہو — اسی ہزار دو سو ننانکے ہجری سال ہے

قطعہ تاریخ بحساب فصلی ماہ الہی طغرا جناب فدا حسین صاحب متخلص بہ فارغ سکندر پوری پیشکار صدر عدالت صوبہ شمالی حیدرآباد دکن

تصنیف ہوا یہ دفتر سالہ نادر — جس سے بہ یقین جواز تیجہ نکلا — فارغ لکھو تاریخ سن فصلی میں — حق یوں کہ حق حق تہا دہ تیجہ نکلا

قطعہ تاریخ از نتائج افکار جناب منشی محمد مبارک حسین صاحب سکندر پوری صیغہ دار صدر عدالت صوبہ شرقی حیدرآباد دکن

جہاں نغمہ و آئینہ — جوہر حق شدہ در و مرئی — از سر جہد ملہم غیبی — گفت نادر نتیجہ شرعی

استعمار و قوم تالیف مجموعہ ہائے کوئی آنکھ ہلالی اوزت مصنف ہمالک مطبع فلک مطبع فلک مطبع فلک سے فقط

قال الحجة الصادق عليه السلام اتقوا الله

اين رساله صدوق مسمّاة بـ

بفضل الواحد الفرد

اللهم صل وسلم على سيدنا
ومولينا محمدٍ وعلى اله واصحابه
اجمعين

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله وسلامٌ على عباده الذين اصطفى

صد شکر که شد دین نبی اینیم — در مذهب بوحنیفه شد تلقینم
این شکر دگر که از ره صدق و صفا — در سلسلهٔ شیخ محی الدینیم

اما بعد

حقیر پرتقصیر به گردِ سر سار تراب اقدام هر ولی و صفی شیخ محمد علی کشمیری حنفی
عفر الله له و لاسلافه بعرض اخوان الصفا میرساند تزرکی که باجازت مرشد مواظبت
بر خواندن ختمات معتادات و قصیده بُرده و ورد و مستغاث میدارد ترسان و
لرزان یکرساله موسومه به اثنا عشریه مطبوعهٔ مطبع صاحبی لاهور نزد این راقم
بیحمدان رسانید چون مطالعهٔ آن بدیدهٔ انصاف بتأمل و تعمق نموده شد
بدانش کردید که مولفش را باوجود فضل و کمال سبیل اعتدال از دست رفته در
اکثر مقام و مقال ره باختلال و استبداد دارد در لغزشِ قدم و مخالفت
با جمهور علماء عالم بجد اتم مستقیم و مستحکم

لبه لما قم بر قصور چه مسطور از زه فصل مسطور من عیبها مذکور نموده بدفع آن قلش
کرموجب تخریب بنیان اعتقاد واعتماد حضرات است بنا بر سوال سایل
بمراد نکهد امت عامهٔ مومنین و مومنات از این خدشات وعثرات پرداخت
عبارت رسالهٔ اثنا عشریه اول انکه شیئا لله بوجه من الوجوه
جایز نیست وجواز آن بر کر منقول ست علی بن یوسف لخمی مردی مغربی و
حاطب اللیل بود دوم آنکه در تکفیر فی بلان شیئا لله سنداً می آرد
فی البحر ولو تزوج لشهادة الله ورسوله لا ینعقد النکاح لاعتماد
ان النبی یعلم الغیب یعنی با نکه تزوج منعقد علم غیب رسول خدا
فی قول لغیره علی الخصوص کسی که بهمین اعتقاد در دین کلمه کفر
سوم آنکه نداء بوسیله صلوة وسلام مع توجه وحضور متصور و
غیر انبیا را نا جایز وندارد باستغاثه علی العموم ناجایز چهارم آنکه
قاری درود ومستغاث را نهیج وزر نمی نماید وامید اجر است
بشرطی که لفظ آغثنا که از میان بر داشته شود پنجم آنکه از امام
بخاری مرویست که زوجه حسن بن حسن بن علی بر قبر زفاف خود فتیه
اشاده کرده است وآن حجت را نشاید ششم آنکه ختمات و
تهالیل بتقرر اجرت باشد خواه بغیر تقرر اجرت بطریق صلهٔ قاری
وبا بطور هدیه ممنوع وحرام هفتم آنکه عرس کردن از بدعات
منکره است انتهی ملخصاً پس آنچه که از کراد
ائمهٔ اهلسنت وجماعت در بن باب مکتوب است نکینا لضعفا
اهل الاسلام که در انجاح مقاصد ومرام بحضرت سید انام
علیه الصلوة والسلام وحضرات اولیاء کرام

استغاثه سید اند مرحوم می شود دفع خدشه اول شیخ الفقهاء علامه
علی صیر الدین رملی که استاد صاحب درمختار است در فتاوی خیریه باین عبارت
ارشاد فرموده است واما قولهم یا شیخ عبد القادر فهو ندا اذا اضیف الیه شیئا
لله فهو جائز بنی واکرامًا لله مما الموجب بحرمته ولا یجوز الاعتراض بما فی قید الشرائد
ملخص الفرائد ومن قال شیئا لله بعض یکفر اذا لاحظ ذلک وکیف ذلک مع قولهم
لا یخرج المؤمن الا الجحود بما ادخله وقولوا الکفر شیء عظیم فلا یکفر المسلم اذا اختلف فیه ولو سر وانیه
ضعیفة ومعاذ الله ان یوجد الکفر بذلک وقد قال شارحه وینبغی ان یرجح فیها عدم الکفر
انه طلب شیئا لله وهو جل وعلا غنی عن کل شیء والکل محتاج الیه وبهذا لا یحتاج فی ظاهر
الحدیث الی ذکر المضاف بخلاف قوله تعالی فان لله خمسه ومثله کثیر انتهی تعجب از فاضل
ممدوح انکه در بنای تغیر و قابلان قول شیئا لله حضرت امام لخمی را که محدث و امام است
طالب اللیل و مضری قرار داد اتصاف نمود که علماء محدثین و محققین مثل امام
ذهبی و سید جمال الدین و صاحب حصن حصین غایت تعریف و تمجید نموده اند رحمة الله
علیهم و چونکه از ابتداء ظهور اسلام جمیع اهل اسلام من الصلحاء والعلماء والفقراء والامراء
الی هذه الایام در وقت صعوبت و شدت از یکدیگر یعنی اهل عرب بوسیله لله و اهل فرس
بوسیله برای خدا و اهل هند بوسیله خدا کی و اعطی سوال مینمایند بخاطر هیچ یک
از سایل و مسئول مخطور نیست که حق جل وعلا مخاطب و مسئول غنی و سوال بوسیله لله بکلام ملک العلام
واتقوا الله الذی تسائلون به والارحام یعنی بترسید از مخالفت امر خدائی را آن
خداوندی که در وقت استعانت و استعطاف از یکدیگر طلب می نمائید بان خدائی ۱۲ حسینی
و در جلالین و بیضاوی و بحر مواج نیز همین است و بحدیث سید انام من سال
بالله فاعطوه ماموراست و ایضا من احب لله وابغض لله واعطی لله ومنع
لله فقد استکمل الایمان و اکابر صلحاء و علماء از حضرات قادریه و سهروردیه و
کبرویه و نقشبندیه مع صاحبان نسبت در ختمات بوسیله قضاء حاجات و مشکلات

کلمات ظاہری و باطنی از جناب قاضی الحاجات مقصود پس بگو فلان شیئا للہ
بسبب نامہ مرحومہ حضرت آنور صلی اللہ وسلم علیہ و علی آلہ الاطہر در روز محشر جزا
باید داد توضیح اصل مرام باختصار تمام بتمہید اللہ ام باید دانست کہ
اصل این عمل ثابت است بطریق معتمد از حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ در کتب بسیار الا
وجود و شیخ عبد الحق المحدث الحنفی رحمۃ اللہ علیہ در زبدۃ الآثار نوشتہ این کتاب بہجۃ الاسرار
ان اعظم و شریف است و مصنف آن از علماء و قراء معروف و احوال شریف وے در کتب
مذکور و از وجہی کہ از مشاہیر محدثین و نقاد فن اسماء الرجال آن تعریف مصنف نقل نمودہ
جناب حسن بن خواندن او آن کتب را بر شیخ خود و اجازت دادن شیخ او را بودن
دریں بطور و میان صاحب بہجۃ الاسرار و حضرت غوث الاعظم نقل نمودہ و امام رافعی شافعی
دیگر محققین از ایں کتاب مستطاب فیضیاب شدہ اند و نی کتاب بہجۃ الاسرار قال رضی اللہ عنہ
من استغاث بی فی کربۃ کشفت عنہ و من نادانی باسمی فی شدۃ فرجت
عنہ و من توسل بی الی اللہ تعالی فی حاجۃ قضیت لہ و من صلی رکعتین یقرأ
فی کل رکعۃ بعد الفاتحۃ سورۃ الاخلاص احدی عشرۃ مرۃ ثم یصلی و یسلم
علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و یذکرہ ثم یخطو الی جہۃ العراق احدی عشرۃ
خطوۃ و یذکر حاجتہ فانہا تقضی بفضلہ و کرمہ انتہی و نیز محدث دہلوی دہلوی
در اخبار الاخیار نقل نمودہ است و امام رافعی و غیرہ حکایات استعمال اصحاب حضرت غوث اعظم
رضی اللہ عنہ آنرا نقل نمودہ اند و خلف الصدق حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ در طبقات
حمامیہ نوشتہ اند و ترجمہ ارشاد عبارت شریف مذکور را حضرت محدث دہلوی در کتاب زبدۃ الآثار
مسطور ساختہ است کہ سہ فرمود حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ہر کہ استغاثہ کند بمن در
مصیبتی گشادہ خواہد شد آن مصیبت از او و ہر کہ ندا کند بنام من در شدتی آسان کردہ خواہد شد
آن شدت از او و ہر کہ توسل کند بمن بسوئے خدا در حاجتی قضا کردہ خواہد شد حاجت او را و ہر کہ
دو رکعت نماز بگذارد و بخواند در ہر رکعت بعد فاتحہ سورۂ اخلاص یازدہ بار بعد ازاں درود
و سلام بر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ستادہ آنحضرت را ذکر کند و ذکر کند حاجت

یعنی مولوی غلام رسول قصوری و بر آورش مولف رسالهٔ اثنا عشریه مذکوره و خطا
محمود باغی و مولوی حسن شاه بٹالوی مهر و مخط نموده اند نقلش در رسالهٔ نجم
المومنین بر صفحهٔ ۹۵ و ۹۷ خلاصه اش اینکه قایل شیأ لله مشرک است پس او
نماز نباید خواند که عقیدهٔ شرکیه دارد اگرچه بظاهر خود را مسلم میگوید همچنین
یا علی یا حسین میگوید بعبادت خود قطع نظر از ندا کردن پس اگر این کلمه با شیخ عبد القادر
شیأ لله قطع نظر از شنیدن و دانستن ایشان بطور عادت جبلی کوید از آنهم بر میگردد
که موهم شرک است فقط پس حکم مسطور بر جمیع اهل اسلام صدور کرده از بلاد و امصار
حرفی نیست عوام و خواص حرمین شریفین یا دوی را رضی الله عنه عقب یا رسول صلی الله
علیه وسلم میزنند و در پیش آمد مهم هر کار بعد از النبی بدرگاه رسول مختار را زاد استغاثت
میجویند هر که درآن مقابل است به شیأ لله یا شیخ عبد القادر متزلزم و متزلزم است
و بر باید دانست که تکفیرین فایلان شیأ لله که در تکفیر کلام علامه عبد البر کذارش
ساده لوحان میمانند پس در این امر سر سر بخلاف تحقیق و تا فاضل شامی که خاتم
این مسئله العمل می آرند با پنوجوه رد آول آنکه در کلام شان امتناع مقید بصورت است
که سایل برای ندا یعنی بجهت خدا که محتاج داند سوال نماید دوم آنکه در کلام شان
ذکر و اغراض با شیخ عبد القادر نیست حاشا و کلا بشیخ مسلمانی ندا لی یا بجهت
را این خطره بخطور کرد که حضرت شیخ را دهنده و عطا کننده و حضرت عزیزانه جل شانه را
محتاج پندارد و لهذا شیخ الفقهاء خیر الدین رملی بدفع این خدشه بر رخته نگاشت
که وهذا لا یختلج فی خاطر احد فان ذکره للتعظیم کما فی قوله تعالی فان
لله خمسه وقله کثیر و علامه عبد البر رحمه الله الاکبر سندی از قرآن و حدیث و ائمه
مجتهدین منقول نموده است تا از آن تعبیر در تکفیر جم غفیر بصواب انجامد بلکه بیانی از والد
ماجد خود و از خود نموده می نگارد که در کتابی دیده بستم و فی الحال آن کتاب از محل از
یادم رفته است وجه سیوم آنکه فاضل شامی بآخر این مسئله مینویسد اما ان قصد
معنی الصحیح فالظاهر انه لا بأس بهر وجه چهارم آنکه تکفیرین کلمه شیأ لله را

مستلزم علم غیب قرار داده اند و میدهند حالانکه از علما و مذکورین در این مسئله از علم غیب جزئی
یا کلیه اشارتی نیست و حجج آنکه بکفرین صاف مینویسند که قطع نظر از شنیدن و دانستن
انسان بطور عادت جبلی اهم یا رسول الله یا علی یا حسین یا عبد القادر نباید خواند که موهم
شرک است نعوذ بالله منهم پس صاف از کلام و اینه اینفرقه تباهیه ظاهر گردید که نام سگ
حضرت سید الانبیاء و صحابه و ائمه هدی و مشایخین را و لیاء بر زبان نباید گرفت
هر که گیرد مشرک شود سه حضرت شاه ولی الله رحمه الله در کتاب انتباه که وضع آن برای
ذکر سلاسل اولیاء الله و بیان انتساب و استمداد خود بانحضرت مینویسد بعض اصحاب طریقه قادریه
برای حصول مطالب باینطور ختم میکنند اول دو رکعت نفل بعد از ان یکصد و یازده بار شیئا لله یا شیخ
عبد القادر جیلانی الی آخره و اجازت نامه مهری و سنجلی شاه عبد العزیز صاحب ترکیب خاص شیخ
اینکه اجازت این عمل مبارک بطریق متعدده و ترکیب متنوعه رسیده است اما انچه معمول
خاندان و در استعمال یکقرات است اینست محقق قادری مینویسد قال القطب الربانی الشیخ عبد الحق
اجمعین اعز الحاج فلم یجد من اخذ بیده و لو اد رکته لاخذت بیده
و اشرح بشفائی عینه سه و انکه فاضل اثنا عشریه در عدم جواز استمداد از رسول الله و اولیاء الله
و منع نداء یا غیاثنا یا رسول الله و شیئا لله کلام حضرت پیر دستگیر از کتاب فتوح الغیب و عبارت
تفسیر فتح العزیز همین مراد آورده است تا مرومان مغالطه ندانند که من مقلد پیر دستگیرم
و نیز همین خدع اعتماد بر کتاب بهجة الاسرار نمانند و این دو تیره تیره عمیاء اینفرقه است که در
اکثر تصانیف شان دیده شده که نقلی را که مصنف ذکر کرده باشند منقول مینمایند مثلا از
عبارت شیخ عبد الحق دهلوی مستفاد می شود که استمداد از غیر انبیاء ممنوعیت و نیز مینویسند
که شیخ عبد الحق کلمه شیئا لله را از کلمات کفریه شمرده است حالانکه حضرت شیخ رحمه الله چنان
قائل در استمداد نیست و نه قائل شیئا لله است که حاجت بشرح و بیان آن نیست لهذا اولا
عبارت رساله اثنا عشریه نوشته باز رفع آن شده و مغالطه اش بکلام حضرت پیر دستگیر از همین
فتوح الغیب و همین تفسیر فتح العزیز لازم و واجب است تا منکر بر سر انصاف آمده متوجه گردد

تعالی انش از خواب غفلت بیدار شوند سه عبارت رسالهٔ اثنا عشریه در صفحهٔ
سوم استعانت از اموات چه در امور اختیاریه چه در غیر آن هرگز جایز نیست سه
و در صفحهٔ چهارم از فتح العزیزی آرد مثل استعانت بارواح و روحانیات فلکیه یا عنصریه
یا ارواح سایره مثل بهوانی و شیخ سدو و زین خان و امثال ذلک این نوع استعانت
عین شرک است و در صفحهٔ ششم بعد حدیث عبد الله بن عباس رضی الله عنهما مینویسد
از حدیث نیز انحصار استعانت مستفاد گشته زانکه بعضی مبتدعین بسبب جهل اندرو
میگویند که این حدیث در باب توکل است و مقصود از ان اعراض از اسباب دنیاست
و آن اعلی مرتبهٔ توکل است حکم آن عام نیست بل اخص الخواص بر آن عمل توانند کرد
پس حضرت شیخ قدس سره بعد از نقل این حدیث در رد جهلا اندوزان میفرماید و ینبغی
لکل مؤمن ان یجعل هذا الحدیث مراة تقلبه و شعاره و ذثاره و حدیث فیعمل بری فی جمیع
حرکاته و سکناته اهو فتوح الغیب و در صفحهٔ بیست و چهارم خواندن درود مستغاث در صورتی
جایز است که لفظ اغثنا از میانه برداشته شود انهی سه پس اهل سنت و تبرکا کلام
حضرت پیر دستگیر رضی الله عنه مع ترجمه نوشته می آید تا که عیون انور منوران منقدان
منور و سینا و دیدهٔ رمد دیدهٔ منکران مکحل و بینا خواهد شد سه المقالة الرابعة من
فتوح الغیب قال رضی الله عنه اذا امتّ عن الخلق چون بمیری تو از خلق قیل
لک گفته شود مر ترا در حضرت حق جل و علا یا اعلام کرده شود ترا در واقع و مکاشفه
و الهام رحمک الله رحمت کناد ترا خدا تعالی و اماتک عن الهوی و بمیراناد ترا
و تعالی از هوای نفس و میل کردن وی بشهوات و لذات و اذا متّ عن هواک
قیل لک رحمک الله و اماتک عن ارادتک و منالک چون بمیری تو از هوای
نفس خود گفته شود مر ترا رحمت کناد و مر ترا خدا بمیراناد از ارادت و خواهش آرزوها تو
تا هیچ خواستی و آرزوئی در دل تو نماند و اذا متّ عن الاراحة و منالک
قیل لک رحمک الله و چون بمیری و فانی شوی تو از ارادت و خواهش تو گفته شود مر ترا رحمت
کناد ترا خدا تعالی از زنده و باقی گرداند ترا بخود و از ارادت خود چه فنا و ابتقا لازم است و چون

نیده ، زخود فانی گشت کجی باقی باشد چون ظلمت رفت نور درآمد تحیتہ پس دراین
مقام کہ ازارادت خود مردی تحیی حیوۃ لاموت بعدھا زندہ گردانیدہ میشوی
بدکانی کہ نیست مرگ پس ازوی وتغنی غنیۃ لافقر بعدہ دنونگر گردانیدہ میشوی
نونگرنی کہ نیست درویشی پس ازوی وتراح براحۃ لاشقاء بعدھا خوش و
شاد گردہ میشوی بخوشی وشادی کہ نیست غم وسختی پس ازوی وتنعم بنعیم لابوس
بعدہ وناز ونعمت ونیکی ومزے دادہ میشوی بناز ونعمتی کہ نیست محنت وبدی وسختی
پس ازوی وتعلم علما لاجھل بعدہ ودانا نیدہ میشوی دانشی راکہ نیست نادانی
پس ازوی وتؤمن امنا لاتخاف بعدہ ابدا وبی بیم گردانیدہ میشوی بی بیم
گردانیدنی کہ نرسانیدہ نمیشوی پس ازوی وتسعد فلا تشقی ونیکبخت گردانیدہ
میشوی پس ازان بدبخت گردانیدہ نمیشوی وتعز فلا تذل وعزت دادہ میشوی پس ازان
خوار گردانیدہ نمیشوی وتقرب فلا تبعد ونزدیک گردانیدہ میشوی ازدرگاہ پس
ازان دور گردانیدہ نمیشوی وترفع فلا توضع وبرداشتہ میشوی برمراتب علیہ پس ازان
فرونہادہ وانداختہ نمیشوی وتطھر فلا تدنس وپاک گردانیدہ میشوی ازہمہ آلودگیہا
بترتیب وازعیب ونقصان پس ازان آلودہ کردہ نمیشوی بدان حاصل کہ چون ظلمات بشریت
بدور رفت انوار صفات ربوبیت درآمد وصفات ربوبیت لابد بجائے وبایند وزوال را
نشاید فیتجلی فیک الامانی پس درست ونابت میگردد قولہ آرزوہا یعنی ہرکس ہرچہ
آرزو کند وہر مدعا ومراد کہ ازخواہد از تو بیابد وتصدق فیک الاقاویل وراست
میآید درحق تو گفتہای مردم وہرچہ در مدح وثنا تو گویند راست ودر تکوین کبریت احمر
پس میگردی تو مانند کوکرد سرخ کہ مس بدان طلا کردد یعنی از کمال ہمرتبہ تکمیل میرسی
دورا ازنزدیک میگردانی وبیجورا زاد اصل ونادانرا دانا میکنی وکورا بینا میکنی
وبیگانگانرا آشنا وبدبختانرا نیکبخت بعبارتی دراز کلمات قدسیہ اوست رضی اللہ عنہ کالبشیر

من بعد الشقی فلا تکاد تری پس نزدیک نیستی کہ دیدہ شوی و دریافتہ شوی
از پس عزت مقام و علو شان تو و در حقیقت سری کہ اولیاء اللہ را بحضرت حق
است مجلس را بدان راہ نیست و کسی را بدان اطلاع نہ اولیا ان تحت قبابی
لا یعرفھم غیری کلمہ عموم است و در حقیقت معرفت اولیاء اللہ را اندازۂ معرفت حق است
سبحانہ و در حکم علامہ مذکور است سبحان من لم یجعل الدلیل علی اولیائہ
الا من حیث الدلیل علیہ ولم یوصل الیھم الا من اراد ان یوصل الیہ
و عزیزا، مثنوی گرامی و ارجمند فلا تماثل پس مثل و مانند کردانیدہ نمیشوی تو بکسی
و کسی با تو در فرید، او مثنوی تنہا و یگانہ فلا تشارک پس انباز کردہ نمیشوی تو بکسی
و کسی با تو چنانچہ منقول است از رضی اللہ عنہ در مرض موت خود میفرمود انا من ورآء
عقولکم فلا تقیسونی علی احد ولا تقیسوا احدا علی و در حقیقت ہر چہ
در این مقالات مذکور است بیان حال و سلوک طریقت خود فرموده است و اشارت
بمرتبہ و مقام خود کردہ است و خوشتر آن باشد کہ سر دلبران در کفتہ آید در حدیث
دیگران و قال رضی اللہ تعالی عنہ فی الخبر عن حالہ و مقامہ وھبت لی الایام
رونق صفوھا فحلا مناھلھا وطاب المشرب و
غدوت مخطوبا لکل کریمۃ لا یھتدی فیھا
اللبیب فیخطب ترجمہ للشاہ سلمہ اللہ سد صد شکر کہ
ایام بکام است مرا دلبر و باده بجام است مرا باده همگی صاف و
حریفان ہمہ صاف با اہل صفا عیش مدام است مرا
از لطف و کرم باده بجام کردند در جام چہ باشد کہ بکام کردند در ملک
حقیقت بعروسان قدم ہم خطبہ و ہم خطبہ بنام کردند
فرد الفرد مثنوی یگانہ و تر الوتر تنہا تنہا طاق طاق

غیب الغیب ناپدید ناپدید ستر الستر پنهان پنهان فیخنئذ تکون وارث
کل رسول و نبی و صدیق پس درین هنگام می باشی تو میراث خوار همه پیغمبران
و صدیقان که آنچه از ایشان مانده از مرتبهٔ علم و دین و منصب ارشاد و هدایت تو
میرسد و بک تختم الولایة تو بایان برده میشود یا تمام و کمال کرده میشود در زمانهٔ تو
مرتبهٔ ولایت و کمال تو فوق کمالات همه باشد و قدم تو بر گردن همه افتد و
الیک تصدر الابدال بسوی تو باز گشت می کنند بعد از ورود بمقام خود حق آنها
ابدال و بک تنکشف الکروب و بهمت تو کشاده می شود و دور کرده میشود
اندوهها سخت و بک تسقی الغیوث و ببرکت تو ودیعانی تو آب داده میشود
خلق را و فرستاده میشود بارانها و بک تنبت الزروع و بتو رویانیده میشود
کشتها و بک تدفع البلایا و المحن عن الخاص و العام و بامداد و
اعانت تو دور کرده میشود بلاها و محنتها از تمامهٔ مردم خاص و عام و اهل الثغور
و از خداوندان سرحدها که در میان اهل اسلام و دار الحرب واقع است مسلمانان
در انجا بجنگ کافران مستعد باشند و الواعی و دور کرده میشود بلاها و
محنتها از جراندکان مواشی یا والیان قوم و الرعایا و از رعیت ها بمعنی عامهٔ
مردم و الائمة و الائمة و از پیشوایان قوم و امت ایشان و امت در اصل لغت
قوم از هر جنس حیوان و در شرع جماعه که برایشان پیغمبری فرستاده شده باشد و سایر
البرایا و از همه خلقان فتکون شحنة البلاد و العباد پس میباشی تو شحنهٔ
شهرها و بندگان شحنه یکسر نشین کماشته و سلطان هر شهری که کفایت مهمات
شهر در ضبط وی باشد فینطاق الیک الارجل بالتمنی و الرجال پس میرود
بسوی تو یا الهی مردم بشتابی و کوچ کردن تا از تو فیض برند و بمقصود یله دارند برسند
و الایدی بالبذل و العطاء و المخدمة و میرود دور از سیکده و بسوی تو دست ها بدراز
و دادن اموال و خدمت کردن و چاکری نمودن باذن خالق الاشیاء فی سائر الاحوال

بیده السنة همے مرتا در همه حال والا لسن بالذکر الطیب والحمد والثناء
فی جمیع المحال وروان می شود وکویا میکرود بسوے تو زبانها بیاد کردن خوب
ویاد کردن در همه جا ولا یختلف فیلقه اثنان من الامان را خلاف
نمی کند در خوبی در رکے وولایت تو وهیچ کس از مسلمانان یعنی همه اتفاق
میدارد بر کمال تو ومیکوید مردم در هنگام فریاد کردن ومدد خواستن از تو
در مدح کردن ترا یا خیر من سکن البوادی والعمران وحال ای بهتر
کسی که سکونت کرده بیابانها را وکرد برآمده آنها را ذلک فضل الله واین
نشانها وکرامتها وبخششها وفرمودن کرم ونیکی کردن خداست در باب امثال بنده
والله ذو الفضل العظیم وخدا بتوے خداوند فضل وکرم بزرگست
بحقیقت رضی الله عنها احوال ومقامات ونهایات خود فرموده است واولیا
وانقیا امت را در هر وقت در زمان نیز میباشد وخواننده این کلمات را
که متوجه جناب ولایت مآب است در اینجا ذوقی دیگر است که خطاب را همه را جع
بجناب وے سازد ومدح وثنای ذات شریف وے تصور میکند وداد عشق ومحبت و
استمداد واستغاثه میدهد بیت هر خامه که بر صفحه هستی راند عاشق همه
زان صفات جانان خواند هر چاکه سخن زحسن وخوبی کند زند مجنون همه را
صفات لیلی داند انتهی فتوح الغیب محبوب سبحانی مع ترجمه محدث دهلوی
من عنه سه ودر صفحه چهارم که از فتح العزیز آورده که مثل استعانت بارواح وروحانیات
ملکیه یا عنصریه وبا ارواح سایره مثل هوائی وشیخ سدو وزین خان وامثال ذلک
واین نوع استعانت عین شرکست فقط پس در عبارت مذکوره در بارواح سایره
خود مثل هوائی مصرح است که مراد از آن ارواح خبیثه کفار اند واز شیخ سدو
وزین خان وامثال ذلک بوده است که مراد از ارواح فساق ومخالفان نیز تعمیم
غراء وموافقان اهل بدع واهوا است که هر دو لفرقه مذکورین از منحرف بودند
بلکه نیز در قصه امروجه ضلع مظفر نگر جهان فجره واکفره از عبد الجبار وشیر ابی

اهل

المعلوم حسن ولقوله صلی الله علیه وسلم ما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله
حسن ولقوله صلی الله علیه وسلم خالطوا الناس بما خالطهم وفی الصحیحین ان
سراقة اتاه بعد ما خرج من الغار وهو یقرأ القرآن فساخت یدا فرسه فی الارض
فعلم ان ما اتاه کان بامر الله تعالی

او دشمنان را ہلاک می سازند و ارواح بطریق اویست فیض باطنی می رسد
تذکرۃ الموتی ص ۱۰۰ و بر صفحہ ہفتم رسالہ و تنا منغیر قولہ الحصار
الجواب — باید دانست کہ حصر استمداد بطریق استقلال
است ... و لباس مطابق دعوی نیست زیرا کہ ما نحن فیہ من اثبات الاذن
و الاستمداد من اہل الارشاد بطریق واسطہ و السنتہ مظہرون الہی است کما مر
و المقربون فی تفاسیرہم لیس ببعید و اذا استعدت آہ محمول بر وفق آنہ کریمہ
و نحن اقرب فول وی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ینبغی لکل مومن آہ دال بر ایں
تطبیق بین الادلۃ و یشہد لہذا المطلب ما قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی مقالۃ الربعۃ
فی فتوح الغیب قول وی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی بہجۃ الاسرار من " انی باسمی
فرجب عنہ عند اہل العلم والادب ثم انظر بما فسر امام اہل العلم والتمیز مولینا
شاہ عبد العزیز فی تفسیر فتح العزیز ... پس ہر کہ عبارت فتح العزیز را مثل شیخ محمد
و برہان خان و امثال ذلک استمداد استعانت از رسول اللہ دانست و اللہ موجب
شرک پندارد و شیئاللہ را کلمہ شرکیہ کفریہ قرار دہد و قائلان شیئاللہ را تکفیر نماید
و ندا و یا غوثا یا رسول اللہ ممنوع حرام داند حضور را در اذہان منقطعہ معتزلہ کہ انکار
علم و سماع موتی شعار یشان است و در اتباع شقی ابن تیمیہ کہ منکر استمداد است
و تحریم سفر زیارت روضہ منورہ آنحضرت داخل کردن است نعوذ باللہ
منہ ... ابن عبد الوہاب نجدی و مابی کہ بانی مبانی فرقہ وہابیہ است در رسالہ
موسومہ خود کہ قبل از ورود خود بمکہ معظمہ در عشر اول ماہ محرم تصنیف فرمودہ است
بعد نقل حدیث حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مینویسد انظروا کیف
علم النبی کیفیۃ السوال من قال یا محمد اشالک الشفاعۃ الی اللہ
اسالک الدعاء من اللہ فکیف لا یکون متروکا فقط جواب
از علماء حرمین شریفین و مفتی و قضاۃ بلاد و امصار کہ برای ادای حج وارد
شدہ بودند ... قالوا رحمہم اللہ ہذا تعلیم اعلی مراتب

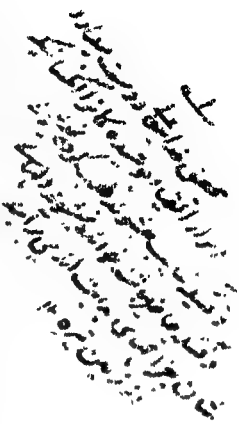

در اینه توکل تعلق استعانت فرشته را راه ندادند فرمودند حسبی من سوالی
علمه بحالی صفی در وادیه وزادیه در سفر و حضر از نظر مخلوق خود را محجوب
دستور داشتند در تعریف شان حدیث مبارک وارد است ان الله یحب
الابرار الاتقیاء الاخفیاء الذین اذا غابوا لم یفتقدوا و اذا حضروا
لم یدعوا قلوبهم مصابیح الهدی یخرجون من کل غبراء مظلمة اکر
روح مبارک شان در قفس تن بفاقه طیبین گرفت از کسی سوال نکردند و
بکمال نازونیاز بخدای بی انباز بزبان راز گفتند تا کی نخوراتی تخورم پس تا که لقمه
در دهان شان نرسید نخوردند جمعی بزراعت و تجارت تن داده خزائن در راه حق
صرف نمودند ما فی الید اکرا نیز طلا مانده خیال حب حبیب او بخاطر بقدر پرکاه
نداشتند قبض بغیر دنی و هضم نفس خود عند الضرورت سایل نشیا تلقی ستدند
در معارف شریفه است قد کان الصالحون یسالون عند الفاقة و نقل عن
ابی سعید الخراز انه کان یمتدیه لا عند الفاقة و یقول حیاء الله و ابن عباد در
شرح حکم ابن عطا نقل کرد از ابیطالب مکی که صاحب قوت القلوب است که حکایت کرد
از یکی اولیا را الله که ایستاد در دری که خبزی میخورد پس دراز کرد دست خود را و گفت
شیا لله دی گفت شیرین بخور گفت دست من لقمه نه که حال من با خدای عزوجل
فردتی است و در کتب بعض اصفیا مذکور است که شخصی سنگی بر سر فقیری از دشمنش
مجروح و خونش روان گردید فقیر از پا افتاده بیهوش شد شخص دیگر که فقیر را با یکدل
و یکدار دوست بود شربت قندش نوشانید تا که مردان فراهم شده از فقیر بهوش آمده
بر سیدند این سنگ بر سرت که زد گفت همین که مرا شربت نوشانید فوت شد
را حال متغیر شده دانستند تشکیش نمود که فقیر راست میگوید فی الحقیقت سنگ هم
از جانب خدا و شربت هم از جانب خدا پس معقول با نفس بوالفضول نیست
بر انش دانشمند مذکور معقول ناقص است که امداد و استعانت حضرات اصفیا
مراد دانیا که خالی از خود و باقی بحق اند ممنوع و مشرک و موجب کفر میدانند

چه نیز از گمان همیگذرد از گماندارند اهل خرد بعضی متوکلین متقربین را اگر مارو
عی در وقت معالجه و مواعظه یا در خلوت و مراقبه از یک آستین در آمده تمام بدن را گرد
شین دوم برآمد در یقرره تذکیر و هیئت پاکیزهٔ شان لو چه من الوجوه تغیری یا جنبشی از ره
زدن راه یافته بعضی را چون حاجت مال دنیا افتاده خواستش از مالک
ملک الحی القیوم مذموم دانسته سوال از اهل دنیا نمودند که دنیا و اهل دنیا بر دو حقیر اند
حقیر از حقیر کردن محمود است محقق قاری در مرقاه مینویسد وقد یقع لبعض العارفین
ان یسال الحقیر من الحقیر لیعطیه الخطیر قال تعالی من ذا الذی یقرض الله
قرضا حسنا کما وقع للشبلی انه ارسل الی غنی ان ابعث الینا شیئا من
دنیاك فکتب الیه دنیاك من مولاك فاجابه بان الدنیا حقیر وانت
حقیر واما اسال الحقیر من الحقیر ولا اطلب من مولای غیر مولای
انتهی پس سوال از اهل دنیا و استعانه از اولیاء الله معارض و منافی نیست
با حدیث شریف عبد الله بن عباس رضی الله عنهما و با کلام منقول فتوح الغیب اگرچه بظاهر
عبارت مکرر اتفاق خواهد شد زیرا که مسئول و مستعان به در میانه وسایط اند
فی الحقیقت معطی الله تعالی است کقوله صلی الله علیه وسلم لن یدخل الجنة احد بعمله
مع قوله تعالی ادخلوا الجنة بما کنتم تعملون و درای منکر لاف زن حجر زدن
ممکن جواب اینست شیخ ابن حجر مکی هیتمی مغفور باید فاطلاق لفظ الاستعانه
لمن یحصل منه غوث ولو سببا وکسبا امر معلوم لا شک فیه
لغة ولا شرعا فلا فرق بینه وبین السوال ۱۲ جواهر المنظم من عینیه
پس خود را با محدثین عظام برابر دانستن و عامهٔ مسلمین را با متوکلین متقربین
مساوی پنداشتن، فرار از حفظ مراتب نمودن است سه دیگر آنکه در بحث شیئا
بر صفحهٔ ششم رسالهٔ انبا عشریه حدیث شریف حضرت امام زین العابدین رضی الله
عنه آورده پس حدیث شریف مذکور را بانیاز قدمتی نبود مکرر اد نفس اینکه چون

و مکارم آن عمده و صفوه مفاخره و رحمة للعالمین بر رغم مولف جمع حضرت امام مجموع گردید
زیارت قبور صلحاء و استمداد خود در این فیض بطریق اولی داخل است هذا در تمام رساله
در زیارت قبور خیری مسطور نمود پس آنچه که ائمه محدثین امهات جماعت در شرح حدیث
و باب زیارت قبور مرقوم فرموده اند مکتوب می شود صاحب منهی المقال نوشته است
علی بریدة ان ابی صلی الله علیه وسلم قال نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها
و سماک احمد عن علی رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال انی
کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها الحدیث وعن ابن مسعود
ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال کنت نهیتکم عن زیارة القبور
فزوروها فانها تزهد الدنیا وتذکر الاخرة رواه ابن ماجه قال
الشیخ الامام محمد بن یوسف للدنی الحدیث فی بغیة المرتاح وما یدل علی
جواز الامر لزیارة القبور قوله صلی الله علیه وسلم زوروا القبور فی
لفظ اخر کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها وامره صلی الله علیه وسلم
بزیارتها دلیل علی جواز السفر والراحلة الیها اذا کانت بعیدة و
لا یختص ذلک بکونها فی البلد او بقربه انتهی واختیار کردن امر را
استحباب در انتقول صلی الله علیه وسلم با انکه صیغه امر بعد حظر برای وجوب است نزد عامه
حنفیه از برای آنست که حکم را مجمال گفتگو باقی نماند چه صیغه امر بعد حظر ظاهر است که
جانب فعل در آن راجح باشد بر جانب ترک و ادنی آن استحباب است خواه بسفر باشد
و خواه بغیر سفر نه انکه مراد آن شد که زوروها فی بلدکم او بقرب بلدکم
بلکه خد الرحال الیها واستفاضه عزاییر از قبور صلحاء و اولیا نیز واقعیت و بسبب
کثرت حصول فیوض و فتوح از ارواح مقدسه اولیا جای انکار در آن نمانده و نزد
صوفیه کرام بمنزله مشاهدات و محسوسات است و آثار عجیبه و منافع عظیمه در آن یافته

بس تحقیق آنست که زیارت
قبور بقصد زیارت مکروه
است از آنکه بر وفات سفر
سفر برای زیارت قبور
بعضی از آنحضرت صلی الله
آنحضرت صلی الله علیه
زیارت قبور بطریق اولی
یعنی زیارت قبور بقصد
دور و بهتر است
زیارت قبور
محمد

اند واحادیث در این باب بسیار ورود یافته اما سفر برای زیارت
روضهٔ مطهره و مرقد منور نبینا افضل الاولین والآخرین سید المرسلین شفیع المذنبین صلوات الله وسلامه علیه وعلی آله الطیبین واصحابه الطاهرین
افضل مندوبات بل قریب واجبات است وفی شفاء القاضی عیاض وشد الرحال
الی قبر رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم واجب یرید بالوجوب
ههنا وجوب ندب وترغیب وتاکید بزیارت روضهٔ فیض اساس ان افضل
کاینات علیه افضل الصلوات واکمل التحیات از اعظم قربات واجل طاعات ومقضی
الی اعلی الدرجات است واحادیث صحیحه که در این باب اند احصای آن بابل مدینه
وقرب جوار آن نموده است قال الشیخ احمد القسطلانی من اعتقد غیر هذا
فقد انخلع من ربقة الاسلام وخالف الله ورسوله وجماعة العلماء
الاعلام وبعض علماء قریب بوجوب وبعضی بوجوب آن گفته اند ونزد جمهور
حنفیه از افضل مندوبات واوکد مستحبات قریب بدرجهٔ واجبات است فی فتح
القدیر قال مشایخنا رحمهم الله زیارة قبره علیه الصلوة والسلام من
افضل المندوبات وفی مناسک القدسی وشرح المختار انها قریبة من
الوجوب لمن له سعة انتهی وفیه ولو بحج انکان فرضا فالاحسن ان
یبدأ بهنّ بالزیارة وانکان نفلا کان بالخیار وفی الدر المختار وزیارة
قبره الشریف مندوبة بل قیل واجبة لمن له سعة ویبدأ بالحج لو فرضا
ویخیر لو نفلا انتهی وفی الطحطاوی الذی فی المنح یقرب من درجة
الواجب وفی مناسک الطرابلسی انها قریبة الی الواجب فی حق من
کان له سعة ویبدأ بالحج لو فرضا لان الحج فرض والزیارة تطوع ولو
بدأ بالمدینة جاز منح انتهی وآن خورشید که نهاد من ده ست از ابن
عباس رضی الله عنهما روایت کرده قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من
حج فزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی واز ابن عمر رضی

وزیارت قبر انور سید عالم صلی الله علیه وسلم
مستحب است رجحه الله تعالی
صلی الله علیه وسلم
واصحابه الطاهرین

عنهما روایت کرد قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من زار قبری
وجبت له شفاعتی و در حدیث انس من مالک کنت له شفیعا و
شهیدا یوم القیمة انتهی محقق قاری در شرح شفا گفته منها شفاعة
لمن زاره علیه الصلوة والسلام لما رواه ابن خزیمة فی صحیحه عن ابن
عمر رفوعا من زار قبری وجبت له شفاعتی قال ابن الهمام
فی فتح القدیر فی اداب زیارة قبر النبی صلی اللہ علیه وسلم و یسأل الله حاجته
من تلقاء فی حضرة نبیه علیه الصلوة والسلام ثم یسأل النبی
صلی اللہ علیه وسلم الشفاعة فیقول یا رسول الله اسأل الله
الشفاعة انتهی ملخصا باید دانست که چون تصانیف ابن تیمیه حنبلی
از صراط المستقیم وغیره در هندستان و دیگر بلاد معظم انتشار یافت و اتباع او که اکثر
قلیل در زوایای بعضی امصار خزیده اند تا حال هوات او بر زبان دارند اسلام قلیلی
و فرصت عوام کالانعام را از جاده صواب و استقامت در تیه خسران و ضلالت
می افکنند ناگزیر صورتا لعقاید العامة عن الزیغ والضلالة ترقیم نمودنی
از حاشی لازم ۱۲ چون نوبت زبان درازی ابن تیمیه از حد گذشت و از تعدی بان
خود مثل ابن بطه حنبلی و ابن عقیل قدم بیشتر نهاد و در صفات جلالیه و جمالیه
او سبحانه توسل گفتگو نمود و در حق اولیاء کرام و مشایخ طریقت گفتگوی خاطر آزار
حتی که در توسل به نبی الرحمة و شفیع الامة نیز سخنها نیکه خلاف ما اتفق علیه
علماء امت است و دیگر اقوال عجیبه کنسبت امیر المومنین عثمان ابن عفان رضی
الله عنه بحب المال و کالفول بعدم صحة اسلام امیر المومنین علی مرتضی کرم
الله وجهه لکونه صبیا و توهین اهلبیت کرام خصوصا حضرت سیدة النساء
رضی الله عنها و عن ابیها و امتناع سفر و شد رحال برای زیارت روضه
مطهره حضرت محبوب ایزد متعال از و تقریر و تحریر در محافل و مجالس علماء و
فضلاء و قضاة حضور والی وقت به ثبوت رسیدند در سال ۱۳۱۵ مقتدی

فهد شدید کرده دو سال در زندان گذرانیده بعوبه خلاص شد باز برویره تیره
خود آمده بعد ثبوت بار بجوس کردید غرض که بار سوم منشور سلطانی مذ احوال عفیف
فاسمه وی رشید دلویر معتقدان وی در هر ساجد و امصار خواند و چند در دمشق
منادی داده اند که من کان علی عقیدة ابن تیمیة حل ماله و دمه فقط و اما انچه
ابن تیمیه در صراط المستقیم از حضرت امام زین العابدین روایت کرده که ان رجلا
کان یاتی کل غداة فینیخ رقبة النبی صلی الله علیه وسلم فاتهم علی
بن حسین رضی الله عنهما فقال له ما یحملک علی هذا فقال احب التسلیم
علی النبی صلی الله علیه وسلم فقال حدثنی ابی عن جدی انه قال قال رسول
الله صلی الله علیه وسلم لا تجعلوا قبری عیدا الحدیث و عن سهل بن
حنیف قال جئت اسلم علی النبی صلی الله علیه وسلم فرایت ابا الحسن
بن الحسن رضی الله عنهما عند القبر فنادانی فقال مالی اراک عند
القبر فی روایة مالی اراک وقفت فقلت وقفت واسلم
علی النبی صلی الله علیه وسلم فقال فاذا دخلت فسلم علیه فقال قال
النبی صلی الله علیه وسلم لا تتخذوا قبری عیدا الحدیث و استدلال کردن
باین روایات بر منع دعا عند قبره الشریف صلی الله علیه وسلم و هم بر منع سلام عند
غیر دخول المسجد و بسیار تا ادعی کرد اطیب الطهارة اجیب قال ان افضل
التابعین من اهل بیته علی ابن الحسین بنی ذلک الرجل ان یتحری الدعاء
عند قبره صلی الله علیه وسلم و هو راوی الحدیث الذی سمعه من ابیه الحسین عن جده
صلی الله علیه وسلم و هو اعلم بمعناه من غیره فنبین ان قصده للدعاء و نحوه اتخاذ
له عیدا و کذلک ابن عمه حسن بن حسن شیخ اهل بیته کره ان یقصد الرجل قبر
النبی صلی الله علیه وسلم للسلام علیه و نحوه عند غیر دخول المسجد لرای ان ذلک
من اتخاذه عیدا فانظر هذه السنة کیف تحرجها من اهل البیت و هم الذین هم
رسول الله صلی الله علیه وسلم قرب النسب و قرب الدار لانهم الی ذلک

من کان علی عقیدة ابن تیمیة حل ماله و دمه اللهم ثبتنی ان ازل

[illegible] من غیرهم فکانوا له اضبط انتهی ناشی از کمال سوء عقیدت او
[illegible] علماء ما کثرهم الله وجعل سعیهم مشکورا تصریح کرده اند بر آنکه بر تقدیر صحت
[illegible] روایات منع آن امامان رضی الله عنهما از اکثار وقوف در آن آسان
[illegible] لکن آسان است نه امتناع از اصل زیارت که افضل سعادات و اربح قربات
[illegible] مقتضای ادب و تعظیم هم همین است که مکث و توقف زیاده تر در آنجا نکند چه در حال
[illegible] توقف کثیر تحفظ از افعال عادیه انسانی دشوار و عسیر است و ازینجاست که امام مالک
[illegible] رحمه الله علیه باکثار وقوف نزد قبر شریف خصوصاً مر اهل مدینه را نابسند داشته اند
قال الامام السبکی ان الاکثار فی الوقوف یفضی کثیر من الاوقات
الی سوء الادب وامر بقاع بحسب الحرمة فمکة بسبب لحاظ البعض مرادمت
زیارت وکثرت تردد بسوی ضریح منور ومطهر حضرت نبوی صلی الله علیه وسلم
تجویز نمیکنند بعضے چائز میدارند ومستند ایشان فعل ابن عمر است رضی الله
عنهما فی بغیة المرتاح عن نافع قال کان ابن عمر یسلم علی القبر ما یتیسر
فی الیوم مائة مرة واکثر یجئ الی القبر فیقول السلام علیک یا رسول
الله وبرکاته السلام علی ابی بکر السلام علی ابی وحضرت شیخ عبدالحق
محدث دهلوی تحقیق نموده که غالباً آن شخص از حد اعتدال تجاوز کرده باشد که
امامان دین او را ازین منع کردند با اثر تکلف وتصنع در وے مشاهده فرموده اند
فی مواهب الانوار حاشیة الدر المختار ناقلاً عن فاضی اسمعیل ان
ذلک الرجل زاد فی الحد وهو موافق لما ذکرها لک فی کراهة الاکثار
من الوقوف بالقبر ولیس الانکار عن اصل الزیارة او المقصود
بعلیه ان السلام یبلغ من الغیبة لما رآه الامام تکلف الاکثار من
الحضور انتهی ومعنی لا تجعلوا قبری عیدا امام سبکی رحمه الله علیه
چنین گفته که مراد از ان منع تخصیص وتعیین وقت است برای زیارت نه
هر عید را بود بلکه تمام سال وتمام عمر زیارت است ویا مراد تشبه باعیاد

والله اعلم

علیها وعلی کثرتها فوجهان ان یقال الرافضة لا تملوا زیارة قبره حتی
لا تزوره الا فی بعض الاوقات کالعید بل اکثروا من زیارته فی
سائر الاوقات او المراد لا تتخذوا له وقتا مخصوصا لا تزاره الا فیه
کما ان العید لا یکون الا فی وقت مخصوص واما احتمال النهی عنها فهو
بفرض انه المراد محمول علی حالة مخصوصة ای لا تتخذوا کالعید والعکوف
علیه واظهار الزینة عنده وغیرها مما یجتمع له فی الاعیاد بل لا یوتی
الا للزیارة والتسلیم والدعاء ثم ینصرف عنه ۱۲ جواهر المنظم من عیسی
وعن عائشة رضی الله عنها قالت کنت ادخل بیتی الذی فیه رسول
الله صلی الله علیه وسلم وانا اضع ثوبی واقول انما هو زوجی
وابی فلما دفن عمر معهم فوالله ما دخلته الا وانا مشدودة علی
ثیابی حیاءً من عمر ۵ مشکوة ۵ وفیه اوضح دلیل لما ترانا ینبغی
احترام المیت عند زیارته بما امکن لا سیما الصالحون لا سیما الانبیاء
بان یکون فی غایة الحیاء والتادب بظاهره وباطنه فان للصالحین
مددا بالغا لزوارهم بحسب ادبهم وهیبتهم وقبولهم ۱۲ شیخ محدث
قوله حیاءً من عمر آه وضح دلیل علی حیاة المیت وعلی انه ینبغی
احترام المیت عند زیارته بما امکن لا سیما الصالحون بان یکون
فی غایة الحیاء والتادب بظاهره وباطنه فان للصالحین مددا ظاهرا
وباطنا لزوارهم بحسب ادبهم وهیبتهم وقبولهم ۱۲ شیخ عبد الحق
اعلم ان زیارة المیت کزیارته فی حال حیاته یستقبله بوجهه فانه کان
فی الحیوة اذا زاره یجلس منه علی البعد لکونه عظیم القدر فکذلک
فی زیارته یقف ویجلس علی البعد منه وان کان یجلس علی القرب
فی حیاته کذلک یجلس بقربه فی زیارته ۱۲ شرح حصن حصین للقاری
والله ربی حسبی وهو نعم الوکیل تم رسالة اثنا عشریة بقوم که باتفاق فقها وحنفیه

میت قابل خطاب نیست زیرا کہ میت سماع ندارد کما صرح بہ فی کتاب الایمان فقہ
در صفحہ ۱۳۱ مندرج بطبع رسالہ سنجی المومنین منبوا سد سوال چہارم استمداد از
اہل قبور محض بایں توجہ کہ یا حضرت دعا کنید برای حصول مطالب مضر و عست یا غیر مشروع
جواب یا حضرت سماع را منجوا ہد و سماع از اہل قبور منتفی است کما قرر پس طلب
دعا از ایشان لغو افتاد انتہی من عینیہ پس منکرین را در منع استمداد استدلال از دو نے
ہر نہج کہ شہد در تحار بر جا جا دود لیل اند یکی آنکہ میت را سماع ندارد کما صرح فی کتاب
الایمان دوم کریمہ وما انت بمسمع من فی القبور و انا لا تسمع الموتے
غوغای عام ساختہ حوالہ کتب فقہا و حنفیہ مینمایند اما انہم در کتاب الایمان مسطور است
کہ مبنی ایمان نزد حنفیہ بر عرف است پس در فتح القدیر در آخر باب مذکور کہ انا نقول
یمینہ لا یعقد الا علی الحق لان المتعارف ہو الکلام فیہ و سماے
در جملہ اوام انیقام ایشاں اولی اینست ان اللہ یسمع من یشاء وما انت بمسمع
من فی القبور وان انت الا نذیر و از ابن آیۂ کریمہ ظاہر کہ اللہ تعالیٰ نفی اسماع
از مخاطب نمودہ ثابت میشود برای مخاطب کہ نیستی تو کہ نہ بر چنانکہ در آیۂ کریمہ انک
لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء و آیۂ اینست انک
لا تسمع الموتے ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین و ما انت بہادی
العمی عن ضلالتہم ان تسمع الا من یؤمن بایاتنا فہم مسلمین در ایں کہ
نفی اسماع موتے از مخاطب نمودہ حصر اسماع مخاطب در مسلمین فرمود و فی تفسیر الحسینی
وما یستوی الاحیاء و مسلمے ہستند زندگان و الاموات و نہ مردگان یعنی مومنان
مساوات نیستند با کافران وان اللہ یسمع بدستیکہ خدای شنواند و تفہیم میکند
من یشاء ہر کرا خواہد بتوفیق ہدایت وما انت و نیستی تو بمسمع شنوانندہ بمخن
من فی القبور آنرا کہ در قبور اند ذکر من فی القبور در تشبیح تمثیل کفار ست بہ اموات
انتہی من عینیہ پس حمل کردن ایں آیات بر نداشتن و نشنیدن ارواح مفارقہ محض
علی مابود نیز سماع جزئی دیگر و اسماع خبری دیگر و مراد از اسماع استسلام و انقیاد

والمعنى لم تكن من اهل المكابرة والعناد محدث صفی مخلوق حنفی در مرقاة
ت تعالى در رحمة الله وبركاته عليكم اهل البيت وقوله عز وجل
سلام على الياسين ونحوه ثبت الرد لقول بعض الشافعية عليهم
ان قولي عليكم السلام لانهم ليسوا اهل الخطاب مع ظهور بطلان
تعليلهم لانه لا فرق من حيث الخطاب من تقدمه وتاخر على
ان الصواب ان الميت اهل للخطاب مطلقا لما سبق من الحديث
والخبر الصحيح ما من احد يمر بقبر اخيه المؤمن يعرفه في الدنيا
فسلم عليه الا عرفه ورد عليه السلام واما قوله صلى الله عليه وسلم
لمن قال عليك السلام تحية الموتى فاخبار عن عادتهم السابقة اذ المراد
بالموتى كفار اهل الجاهلية اى تحية موتى القلوب فلا تفعلوه لنهي
من عينه حضرت حجة الاسلام آورده است وقالت عائشة رضي الله عنها
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من رجل يزور قبر اخيه و
يجلس عنده الا استانس به ورد عليه حتى يقوم وقال ابو هريرة اذا
مر الرجل بقبر الرجل يعرفه فسلم عليه رد عليه السلام وعرفه
واذا مر بقبر لا يعرفه وسلم عليه رد عليه السلام ۱۲ احياء العلوم
من عينه وحضرت محدث حنفی دهلوی در شرح مشكوة شريفه علم وسمع ميت
مفصل نوشته وبعد كفتكو بر احسن وجوه ثابت كرده مينويسد بالجمله كتاب وسنت
مملو ومشحون اند باخبار وآثار كه دلالت ميكند بر وجود علم مر موتى را بدنيا واطلاع
پس منكر نشود آنرا مكر جاهل باخبار ومنكر دين ونيز مينويسد كلام در ينمقام بحد اطناب
وتطويل رسيد برغم منكران كه در قرب اين زمان اين فرقه پيدا شده منكر اند استماع
استشفاع را از اولياء الله كه نقل كرده شده است از بين دار فاني بدار البقا وانتهى
ملخصا قاري عليه رحمة الباري در مرقاة مينويسد وقد ورد ان الموتى
يعلمون احوال الاحياء وما نزل بهم من شدة ورخاء انتهى

در باب استمداد این عبارت محدث مکرم که متصفین را راه حق است اعم و مطلق را نه عنی است اثم مرقوم قلم دیانت رقم است میفرماید رحمة الله علیه از اوراد و مفتخرات حضرات مشایخ قدس الله اسرارهم استعانت نمایم تا این زا و سیله سازم بجناب حضرت پیر دستگیر که قطب عالم و غوث بنی آدم است و استعانت و استمداد من در مبدأ و معاد مخصر در دو ذات و توسل من در دنیا و آخرت مقتصر بر لطف و عنایت اوست ۱۲ اخبار الاخیار من عینه حضرت شیخ ابن حجر مکی میفرماید من خرافات ابن تیمیة التی یقبلها عالم قبله انه انکر الاستعانة والتوسل برصلی الله علیه وسلم ۱۲ جواهر المنظم من عینه در فتوی مشهور صاحب فتح العزیز مرقوم است بالجمله انکار از ادراک و شعور اموات اگر کفر نباشد اما در الحاد بودن او شبهه نیست پس اصول اوهام باطله و افهام عاطله از عباید فرقهٔ نجدیه و خدشات تحریر فاضل آن عنصریه که شیئاً لله در ایهیچ حال جایز ندانستند و قایلش را بالجمیع وجوه مشرک میدانستند بآیات کریمه و احادیث شریفه و نقول علماء اهل سنت و جماعت از بیخ برکنده شد باقیماند خدشهٔ علم غیب و آن نیز بلاریب بقعر نشیب خواهد رسید ۱۲ دفع خدشه در علم غیب قال فی النتار خانیة وفی المجتبی ذکر فی المنتقط انه لا یکفر لان الانبیاء تعرض علی روح النبی صلی الله علیه وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال تعالی فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول قلت بل ذکروا فی کتب العقاید ان من جملة کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعض الغیبات ۱۲ رد المحتار من عسر وآنکه در صفحهٔ سوم رساله اثنا عنصریه مرقوم است که ان المیت لا یملک ومن اعتقد ان المیت یتصرف فی الامور دون الله فذلک

لعضی از خرافات ابن تیمیه آن خرافاتی که تکفیر آن ابن تیمیه عالمی را بسبب آن خرافات کرده است یکی از آن انکار استعانت و توسل است بنبی صلی الله علیه وسلم ۱۲

فی فصل اثنا عشریه مرقوم است که زیارت قبور انبیاء و اولیاء را علماء اهل سنت مخالف اجماع دانسته اند و بعضی بدعت شنیعه و بعضی کفر و شرک صریح گفته اند ۱۲ از ان جمله است

گفت در ردالمحتار و خانیه و در مجتبی ذکر کرده اند که منتقط گفته است که کافر نمیشود زیرا که استمداد از میت و استعانت بروح شیخ صلی الله علیه وسلم و تعلق بهمت او نزد قبر او مثل استعانت بزنده است و بعضی گفته اند که کافر میشود زیرا که او را مثل خدا میداند و بعضی گفته اند که اگر معتقد باشد که میت بذات خود تصرف میکند کافر است و اگر معتقد باشد که خدا باو قدرت داده است کافر نیست ۱۲

الاعتقاد الحق و در فتوی برفوه باشی که تفتیش در رساله نجی المومنین بر صفحه ۱۲۴ مسطور است
بنویسید سه مطلع بودن آنحضرت بغیر از وساطت ملایکه بدیهی البطلان است و مستلزم
نفی علم غیب و بر صفحه ۱۲۵ باز مینویسد سه خلاصهٔ جواب اینکه مطلع بودن
آنحضرت بر احوال بدون عرض باطل و عقیدهٔ آن شرک و بعرض ملایکه در بعض کتب نسبت
بتو است اما چون معارض احادیث صحیحه واقعه نشده لایق اعتماد نیست فقط
پس رؤس عبدیات مجیب باسرانجام که مثل مالک خروس نیم بکام اند بسیف المسلول
احادیث مرسلهٔ حضرت سید انام علیه الصلوة والسلام و بقول مفسرین و محدثین عظام
استعانت از دلسوزان کرام طلبیده متطوع خواهم نمود سه فی شرح الشفاء
حقوق المصطفی و من ذلک ای من قبیل هذا النوع المکنون ما اطلع
علیه من الغیوب ای الامور الغیبیة فی الحال و ما یکون ای سیکون
فی الاستقبال و الاحادیث فی هذا الباب بحر لا یدرک قعره و لا ینزف
غمره بصیغة المفعول فیهما و لا یجوز فتح الیاء و کسر الزاء و الغمر الماء الکثیر
فی البحر الکبیر ای لا یحاط غایته و لا تفنی نهایته و هذه لجملة من جملة
معجزاته العلومة علی القطع ای علی الوجه القطعی و الطریق الیقینی الواصل
الینا خبرها الکثرة رواتها و اتفاق معانیها علی الاطلاع علی الغیب
انتهی للقاری علیه رحمة الباری من عنیه و علمک ما لم تکن تعلم من امور الدین و الشرایع او
من خفیات الامور و ضمایر القلوب ۱۲ مدارک شریف من عنیه و علمک ما لم تکن تعلم من الاحکام
و الغیب ۱۲ جلالین من عنیه ما لم تکن تعلم آنچه نبودی و ما سیکون ۱۲ حسینی من عنیه
و قال صلی الله علیه وسلم وسئلنی ربی فلم استطع ان اجیبه فوضع یده
بین کتفی بله تکلیفه تحدید فوجدت بردها بین ثدیی
فاورثنی علم الاولین و الاخرین و علمنی علوما شتی فعلمت
علی کتمانه اذ علم انه لا یقدر علی حمله احد من عرب و علم

بما کان

خيرى فيه وعلمه امرنى بتبليغه الى العام والخاص من امتى انتهى
من رسالة المراج للقارى عليه رحمة الباري من عينه فان من جودك الدنيا
وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم والمعنى ليس بضيق
جاهك بواحد من امتك فان من جودك واحسانك الى الخلق
جميعا خير الدنيا بالحسنى وخير العقبى بالشفاعة وقيل معنى كون
الكونين من جوده انه واسطة فى فيضان الجود على الماهيات وسيلة
الجود على الوجودات وفيه تلميح الى حديث لولاك لما خلقت الافلاك
واضطراب الشراح فى المصراع الثانى بان فيه افتقارا قيل ان الله
اطلعه على ما كتب القلم فى اللوح المحفوظ وقيل هو علمه الاولين والآخرين
وهو الاظهر وكون علمها من علومه ان علومه متشعب الى الكليات
والجزئيات وحقايق ودقايق وعوارف ومعارف يتعلق بالذات
والصفات وعلمها انما يكون سطرا من سطور علمه ونقطا من
بحور حلمه ثم معهذا من ركة وجوده انتهى زبدة فى شرح البردة للقارى
من عينه اى الدنيا والآخرة قطرة من بحر جودك وعلم اللوح والقلم
شئ قليل من علومك الدينية التى اعطاك الله اذ ما فى اللوح
لها نهاية وليس لعلومه باطنك نهاية اذ هو ينبوع من بحور علومك
١٢ كواكب ذريه من عينه والمراد بعلومه صلى الله تعالى عليه وسلم
التى اطلع الله عليها فانه تعالى اطلعه على علوم الاولين والآخرين
فان قيل اذا كان علم اللوح والقلم لبعض علومه صلى الله عليه وسلم فما
البعض الآخر هو ما اخبره الله عنه من احوال الآخرة لان القلم انما كتب
فى اللوح ما هو كائن الى يوم القيمة فقط كما تقدم فى الحديث ١٢ تصحيح
ابراهيم الباجورى فى شرح القصيدة من عينه ز انكه بهست از جود تو سرايجهان
سرايجهان نهيم ز علمست علم لوحست وقلم كشته عيان ١٢ كما فى من عينه

اما قول الشيخ قدس سره العالي بعد الحمد الذي تشهد له طرق الاعتبار و تنطق به الآيات والاخبار ان الموت معناه تغير حال فقط وحقيقة الانسان نفسه وهي باقية الخ احياء العلوم من غير تعرض لما ذكره خلاف فلاسفة نوشته بل الظاهر من قواعد الاسلام ان يكون للنفس بعد المفارقة ادراكات متجددة جزئية واطلاع على بعض جزئيات احوال الاحياء سيما الذين كان بينهم وبين الميت تعارف في الدنيا ولهذا ينتفع بزيارة القبور والاستعانة بنفوس الاموات في انزال الحاجات واستدفاع الملمات فان للنفس تعلقا بالبدن وبالحيز الذي دفنت فيها فاذا زار الحي تلك الحيز وتوجهت تلقاء نفس الميت حصل بين النفسين ملاقاة واصطاك اسي از بحي ظاهر كه مذهب مخالف صحيح است تصريح فلاسفه مخالف قواعد اسلام است سه تحقق شفي منولسد ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء اي جميع اجزائهم فلا فرق لهم في الحالين ولذا قيل اولياء الله لا يموتون ولكن ينتقلون من دار الى دار وفيه اشارة الى ان العرض على مجموع الروح والجسد منهم بخلاف غيرهم ومن في معناهم من الشهداء والاولياء فان عرض الامور ومعرفة الاعمال انما هو بارواحهم مع بعض اجسادهم فنبي الله يعمل العمل فيحصل له الفرح الاكمل والظاهر هو الاول لانه يرى موسى قائما يصلي في قبره وكذلك ابراهيم وصح خبر الانبياء احياء في قبورهم يصلون قال البيهقي وحلولهم في اوقات مختلفة في اماكن متعددة جائز عقلا كما ورد به الخبر الصادق ١٢ مرقاة سه ما من احد يسلم علي الا رد الله علي روحي حتى ارد عليه اي على من سلم علي السلام وظاهره الاطلاق الشامل لكل زمان ومكان ومن خص الرد بوقت الزيا

نظه الیا الله والعنی ان الله سبحانه یرد روحه الشریف عن اشعراف
الشیف لیرد علی سلمه جبرا لخاطره الضعیف والا فمن المعتمد
انه صلی الله تعالی علیه وسلم حی فی قبره کسائر الانبیاء وان
روحه تعلقا بالعالم العلوی والسفلی کما کان فی العالم
الدنیوی فهم بحسب القلب عرشیون وباعتبار القالب فرشیون
والله سبحانه اعلم باحوال ارباب الکمال وقال الانطاکی یمکن ان یقال
رد الروح کنایة عن اعلام الله تعالی ایاه بان فلانا صلی علیک
او عن علمه علیه الصلوة والسلام باحوال المسلمین الی الامام فی شرح خفاء
للقاری من مکیه وحضرت قسطلانی در مواهب فرموده ومنها ان ذلک ای رد
الروح عبارة عن اقبال خاص والتفات الروحانی یحصل من
حضرة الشریفة النبویة الی عالم الدنیا وقوالب الاجسام التراب
وینزل الی دائرة البشریة حتی یحصل عند ذلک رد السلام
هذا الاقبال یکون عاما شاملا حتی لو کان المسلمون فی کل
لحظة اکثر من الف الف الف لوسعهم ذلک الاقبال النبوی
والالتفات الروحانی انتهی سعیکسان نه پیش مهر بود قرب وبعد
نیک کوذره پرور است بهر شهر وهر دیار وحضرت شاه ولی الله در حجة البالغه
در باب اختلاف احوال الناس در برزخ نوشته فاذا مات انقطعت
العلاقات ورجع الی مزاجه فلحق بالملائکة وصار منهم والهم
کالهامهم انتهی محقق قدس سره نوشته است وبعض العارفین اطلعه الله
علی حیاته غیره فقد حکی الیافعی ان امام الحرمین ابا المعالی
محمد الجوینی جلس یوما بدرس فی المسجد بعد صلوة الصبح
فمر علیه بعض شیوخ الصوفیة ومعه اصحابه الی قبة فقال
الامام فی نفسه ما شغل هؤلاء الا الاکل والرقص فلما رجع
الشیخ من الدعوة مر علیه فقال له فقیه ما تقول فیمن یصلی الصبح وهو

جنب ولقعد فی المسجد ویدرس العلوم ویجتاب الناس فذکر امام
الحرمین انہ کان علیہ غسل لتحسن اعتقادہ بعد ذلک فی الصوفیہ
وشرح حدیث صلوتکم تبلغنی حیث کنتم فی فرمایہ قال القاضی وذلک
ان النفوس الزکیۃ القدسیۃ اذا تجردت عن العلائق البدنیۃ عرجت
واتصلت بالملاء الاعلی ولم یبق لہا حجاب فتری الکل کالمشاہد
لہا او باخبار الملک وفیہ سر یطلع علیہ من یشاء لہ وہذا یدل علی
ان الغیب مبادی ولواحق فمبادیہا لا یطلع علیہ ملک مقرب ولا نبی
مرسل واما اللواحق فقد اظہر اللہ تعالی علی بعض احبابہ
لوحۃ علم وخرج بذلک عن الغیب المطلق وصار غیبیا اضافیا
وذلک اذا تنور الروح القدسیۃ وازداد نورہا واشرقہا بالفراغ
عن ظلمۃ عالم الحس وتجلیۃ ذات القلب والمواظبۃ علی العلم
والعمل وفیضان الانوار الالہیۃ حتی یقوی النور وینبسط فضاء
قلبہ فینعکس فیہ النقوش المرتسمۃ فی اللوح المحفوظ ویطلع علی
المغیبات ویتصرف فی اجرام العالم السفلی بل یتجلی حینئذ
الفیاض الاقدس بمعرفتہ التی ہی اشرف العطایا ۱۲ مرقاۃ

حضرت امام احمد کی مسند میں انس بن مالک سے اور اوسط طبرانی میں ایوب
انصاری سے اور مسند ابوداود میں جابر بن عبداللہ سے حدیثیں عرض اعمال کے اقارب میں
موجود اور جو بعضے روایتوں میں دن کا ذکر ہی سو واسطے اختصاص کے کہ یعنی اس
دن کو اس کام سے خصوصیت ہی اور دونوں کی نسبت کہ زیادہ ہوتی نہ واسطے حصر کے
کیونکہ دوسری روایتوں میں برزخ بھی مذکور ہی اور بعضے روایتوں میں اللہ تعالی کی عرض
اعمال میں بھی دن کا ذکر ہی شیخ علامہ ابن حجر نے لکھا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا علم واسع ہی آدمی اور فرشتے اور جن کی عالموں کو کیونکر اللہ تعالی نے
انکو مطلع کر دیا ہی پس دی گئی علوم اولین وآخرین ماکان ومایکون محقق
کہا ہی مرقاۃ میں حدیث جبرئیل کی شرح میں شیخ کبیر ابوعبداللہ کے معتقد سے نقل کیا

ہم اعضاء در گفتنی ہیں کہ بندہ احوال ہیں انتقال کرتا ہی یہاں تک کہ صفت روحانیت
کیطرف رجوع کرتا ہی پس جانتا ہی غیب کو اور اوسکی یعنی ملی ارض ہوتا ہے
اور پانی پر چلتا ہی اور نگاہوں سے غایب ہوجاتا ہی اور لواحق پس یہہ کہ ظاہر
کردی اللہ تعالے اپنی بعضے دوستوں پر اپنی علم کی لوح اور ہر غیب مطلق نہیں ہی
غیب اضافی ہی اور یہہ اسطرح ہوتا ہی کہ روح مبارک جب نورانی ہوجاتا ہی
اور اوسکا نور بڑھ جاتا ہی اور غیبیات پر مطلع ہوتا ہی اور عالم سفلی کی اجسام
میں تصرف کرتا ہی بلکہ اللہ تعالے کی معرفت کہ سب سے بڑی عطا ہی حاصل ہوتی ہی
پر اور چیز کا کیا کہنا ہی یہہ خلاصہ ہے عرفاء کا ۔ صاحب تفسیر مظہری در تفسیر
والمدبرات امرا نوشتہ است ہذہ الصفات للنفوس الفاضلۃ حال
المفارقۃ الی ان قال فتصیر لشرفہا وقوتہا من المدبرات
در تفسیر آیہ کریمہ لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ امواتا الآیہ نوشتہ
فیہا دلالۃ علی ان الارواح جواہر قائمۃ تبقی بعد الموت وتدرک الذوق علیہ
جمہور الصحابۃ والتابعین وبہ نطقت الآیات والسنن وہذا
لتخصیص الشہداء لاختصاصہم بالقرب من اللہ تعالے ومزید البہجۃ
والکرامۃ انتہی ۔ وشاہ عبد العزیز دہلوی در تفسیر سورہ جن نوشتہ است
کہ غیب مراد اللہ تعالے غیب مطلق است نہ غیب اضافی و بر غیب خاص خود مطلع میکند
و اظہار بر غیب بعید ہد کسی را کہ پسند میکند و انس رسول بیتاب را و لباب را الا کرہ
اظہار بر غیب حاصل نیست اما اظہار غیب بر ایشان جایز و واقعیت و در
تفسیر ویکون الرسول علیکم شہیدا میفرماید یعنی و باشد رسول بر شما
گواہ و بر اکرام او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام
درجہ از دین ہمین رسیدہ است و ضعیف ایمان او چیست و حجابی کہ بدان از ترقی
محجوب شدہ است کدام است پس او می شناسد کنایان شما و درجات ایمان شما
و اعمال نیک شما و اخلاص و نفاق شما را و در تفسیر علیین نوشتہ و خلقی

لوح محفوظ کی نقش و نگاہ اوسمیں
عکس پڑ جاتا ہی

و در اس آیہ دلالتی است
بر انکہ نفوس ارواح جواہر اند
قائمہ باقی بعد موت و مدرک
کشندہ و بر این است جمہور صحابہ
و تابعین و بیان ناطق اند
آیات و احادیث و بر ان
خاص کردن شہداء
برای مخصوص
بودن ایشان
بقرب
از
الی
الی
الی
۱۲

بشیر ابن ارواح صلی وارامباشد کہ حضور زیارت کنندگان واقارب و غیر
دوستان بر قبر مطلع و مستانس میگردند بر اکہ روح واقرب و بعد مکان
این ادراک نمی شود انتہی و حضرت سلطان رحمہ اللہ علیہ سفر ما بدہ فرق بین
حیاتہ و وفاتہ و مشاہدتہ و معرفتہ احوالہم و نیاتہم و
عزائمہم و خواطرہم و ذلک عندہ جلی لا خفاء بہ انتہی و حضرت
شیخ عبد الحق در جامع البرکات نوشتہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بر احوال و اعمال
امت مطلع است و بر مغفرت ان مخلصان در گاہ خود ممد و معین و حافظ و ناظر است انتہی و
حضرت شیخ ابن حجر ہیتمی مکی آورده است و صححہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ قال
اوحی اللہ تعالی الی عیسی یا عیسی اٰمن بمحمد و مر من ادرکہ من امتک
ان یومنوا بہ فلولا محمد ما خلقت آدم ولولا محمد ما خلقت
الجنۃ والنار ولقد خلقت العرش علی الماء فاضطرب فکتبت علیہ
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فسکن فکیف لا یتشفع و یتوسل بمن لہ
ہذا الجاہ الوسیع والقدر المنیع عند سیدہ و مولاہ المنعم علیہ
۱۲ جواہر المنظم من عینہ و فی شرح الشفاء فی حقوق المصطفی للقاری رحمہ اللہ الباری
وقال عمرو بن دینار ہو ابو محمد مکی امام یروی عن ابن عباس و ابن عمر و
جابر و عنہ ضعفتہ و ہو عالم حجۃ اخرج لہ الائمۃ الستۃ فی قولہ ای اللہ
سبحانہ اذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم ای علی اہلیکم قال
ای ابن دینار و ہو من کبار التابعین المکیین و فقہاءہم ان لم یکن
فی البیت احد فقل السلام علی النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ ای لانہ رحمۃ
علیہ الصلوۃ والسلام حاضرۃ فی بیوت اہل الاسلام و عن علقمہ ای ابن
قیس الفقیہ النبیہ اذا دخلت المسجد ای انا اقول السلام علیک
ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ انتہی من عینہ علامہ خفاجی در شرح
شفا الاینا فی الایات الدالۃ علی انہ لا یسلم

الغیب الا اللہ وقولہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر ای
النفی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ فامر
متحقق انتہی وانکہ صاحب اثنا عشریہ از صاحب بحر رحمۃ اللہ علیہ
آوردہ است یکفر لاعتقادہ ان النبی یعلم الغیب آہ وایضاً من اعتقد
ان المیت یتصرف دون اللہ فذلک الاعتقاد کفر پس مراد
از آن نی اعلام ملک العلام وصرف نفی استقلالی است فاضل شیخ حوالہ
بجنب عقاید دادہ اولیاء اللہ را اطلاع بر بعض مغیبات اثبات نمودہ و آنچہ فاضل
اثنا عشریہ نوشت کہ مطلع بودن آنحضرت بر احوال بدون عرض باطل نفیدہ
آن شرک وبعرض ملائکہ لائق اعتماد نیست بقول امثال ما جماعت واضح گردید
کہ تعرض مخالف اہل سنت وجماعت است بلکہ از این عبارات توہین در جناب
عالیات حضرت سید کائنات علیہ افضل الصلوات لازم می آید شاید کتاب
تمہید بنظر فاضل ممدوح نگذشتہ باشد کہ حدیث شریف در آن مرقوم من علم
علی امتی بالکفر فھو اولی حضرت مولوی نور اللہ مرقدہ مینویسد
کہ بگویم شرح این بجد شود مثنوی ہفتاد تا کاغذ شود بس کنم سر زیر کارا
ایں بس است یک سگ دو کردم اگر در دہ کس است ورنہ صد دفتر نیاید سود مند
خون بود لقمت بگاہ جہل بند ۹۳ ۱۲ ودر ماہ جمادی الاخری سنہ

استفتائی مرقومہ علماء مخالفین جواب طلب متضمن تکفیر اصفیاء عظام
یعنی حضرت شیخ اکبر و شیخ عطار و مولوی جلال الدین رومی و مولوی عبد الرحمن جامی
و مولوی عبد العزیز دہلوی بنظرم رسید باین علت کہ اصفیاء مذکورین رحمۃ اللہ
علیہم فی بل بوحدت وجود بودند و در بعض علماء اتفرقہ در رد یہ بودن موقع
میدانند در وعظ اکابران امت را صراحۃً حکم تجہیل مینمایند و از بعض
حضرات انبیا علیہم السلام و اثنا کہ زکی صادر شدہ است و اہل عقاید در اینمسئلہ
فعلوا الفاضل و ترکوا الافضل و لعدسی پیش ارباب شرع و دین

شیخ ابن حجر در الصواعق
بکفر بس ہر کس اولی است بکفر
۱۲

انجم مشتمل بر مصالح است و حکم مرقوم فرموده اند نیز چنان تقریر میشود
که تا بی خبران حضرات انبیا نیست سه از خدا خواهیم توفیق ادب ۔ بی ادب
محروم ماند از فضل رب ۔ بی ادب تنها نه خود را داشت بد ۔ بلکه آتش در همه
آفاق زد ـــــــ یکی از علماء اینفرقه در مسجد شاهی بر منبر در اثنا
وعظ گفته که از رسول خدا در امور دنیا خطا سرزد نشده چون بما معین او را در گرفته
زیاده تر از ان زیادتی نموده بلکه در امور دین هم چند بار خطا واقع شده است
رئیسان لاهور سلمهم الله الغفور او را در مجلس طلبیده بعد ثبوت لاجواب در باب کرده
در مجلس به بیعزتی و خواری بدر رسانده اند حضرت امام عالیمقام نوشته است قد
کان اهل الورع من علماء الظاهر مقرین بفضل علماء الباطن و
ارباب القلوب کان الامام ابو حنیفة یجلس بین یدی شیبان الراعی
کما یقعد الصبی فی المکتب و یسأله کیف یفعل کذا و کذا فیقال لم ذلک
یسأل هذا البدوی مع علمه ان هذا فوق لما علمناه و کان احمد بن
حنبل و یحیی بن معین یختلفان الی معروف الکرخی و لم یکن فی علم الظاهر
بمنزلتهما و کانا یسألانه کیف تفعل و قد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
سلوا الصالحین و اجعلوهم شوری بینکم و لذلک قیل علماء الظاهر
زینة الارض و الملک و علماء الباطن زینة السماء و الملکوت و جاء
بمزیة فالقسم الاول علم المکاشفة و هو علم الباطن و ذلک غایة العلو
قال بعض العارفین من لم یکن له نصیب من هذا العلم الخاص
علیه سوء الخاتمة و اعنی بنصیبه التصدیق به و تسلیمه لاهله
و هو علم المصدقین و المقربین اعنی علم المکاشفة فهو عبارة عن
نور یظهر فی القلب عند تطهیره و تزکیته من صفاته المذمومة و
ینکشف من ذلک النور امور کثیرة ان ارتفع الغطاء حتی تتضح
له جلیة الحق فی هذه الامور اتضاحا یجری مجری العیان الذی

لا بتلذیه بهذا ممکن فی جوهر الانسان ۱۲ احیاء العلوم ملخصاً من عینیه
و کلما نیکه موجب توبین حضرت سید المرسلین و انبیاء سابقین اند شرح آن مع حکم
تا بل آن آینده نوشته خواهد شد حضرت محدث حنفی در مرقاة میفرماید ان
سایر الاموات ایضاً یسمعون السلام والکلام و یعرض علیهم
اعمال اقاربهم فی بعض الایام و الیالی و قد ورد ان الموتی یعلمون
احوال الاحیاء و ما ینزل بهم من شدة و رخاء انتهی پس از سایر اموات
واز لفظ موتی که عام است علو مراتب حضرات اولیاء امت و حضرات انبیاء
و حضرت سید الانبیاء علیه و علیهم الصلوة والسلام والثنا مثل آفتاب روشن شود یا
سه گرنه بیند بروز شپره را چشمهٔ آفتاب راه کناه نیست واثق حضرت امام
معصر صادق رضی الله عنه فرموده است قد انقطع علم الخلایق عن دقیق
مرتبة و عن دقیقة مرتبة محقق قادر در زبده نوشته است انه لا یعلم حقیقة الذات
المحمدیة و حقیقة الصفات الاحمدیة الا الموصوف بصفات الربوبیة
ولذا قال بعض العارفین الخلق عرفوا الصفات الالوهیة ولم یعرفوا
الذوت المصطفویة انتهی من عینیه اما معهذا قد تنکر العین ضوء
الشمس من رمد و ینکر الفم طعم الماء من سقم خلاصه در علم غیب
و متعلق به از کلام صاحب شفاء والاحادیث فی هذا الباب بحر لا یدرک
قعره و در کریمه و علمک ما لم تکن تعلم بر اوراد احکام و غیب و ضمایر قلوب و از تحقیق
هو علم الاولین و الاخرین و هو الا ظهر و عرض اعمال بر سایر اموات و شنیدن سلام
سلام و جواب سلام دادن آنحضرت بلفظ و علیک السلام اگرچه هر لحظه گردد و در گردش و عالم
بودن آنحضرت بر احوال سلام کننده سوای عرض فرشته ها و مطلع بودن ارواح پاک بر غیبت و متعرف
بودن آنها در عالم اجسام و عالم بودن نبی رحمت بر درجات ایمان و اخلاص و نفاق
اثبات و عزایم و حاضر بودن روح مبارک نبی صلی الله علیه وسلم در بیوت اهل اسلام
امت و مخلص حاضر و ناظر بودن نبی صلی الله علیه وسلم بر خاصان درگاه خود ثابت گردید

[illegible] الکفایۃ للمنصف ولا یعبأ للمتعسف ست من آنچہ شرط بلاغ است
[illegible] اراده ام مرقوم :: تو خواه از زخم شاد باش و خواه ملال دفع هفدهم
در ندای حضرت سید الانبیاء علیه الصلوة والسلام والتحیة والثناء مگر فاضل
[illegible] عشریہ تحریری دیگر متضمن پرسش مسایل بطور سوال و جواب مندرج رسالہ منجی المومنین
[illegible] که در اکثر مقام سوای فتوی رفع ستایه که آن بشک عند البعض سنت و عند الاکثر
[illegible] است از تصانیف هم متبرکانش مع زیادتی ست و هفتم و ناسزا من اوله الی آخره
[illegible] شده بعینه عبارت آوردن مناسب است که آن عبارت این است بعض سوال الله
جمیع اولیاء الله است اول تمام جاهل را هدایه رباعی مولف عبد الفادر سبدل رحمة الله علیه
مرقوم میشود بیت در خلد برین رسول اکرم فرمود حمد است و ثنا زبان اصحاب خلود برکه سخن اهل جهنم
[illegible] یکسر فحش و غریوث فواید بود ۱۲ عبارت بر صفحه ۱۳۳ سوال سوم اتفاق کردن علماء
ارواح انبیاء کرام اولیاء عظام فیض و استفاضه بر ماکنهکاران دارند است و ایشان از جانب الله
قدرت که منصور شده راه هدایت مینمایند بدیکر وجه بهر طرح که اراده باری تعالی باشد و ایشان را
برای خلق الله فیضان است درست است یا جواب فیض و استفاضه از ارواح مطلقا منصور نیست بلکه
بدیهی البطلان شرعا و عقلا انتهی ملخصا من عنه جواب از سنت و کتاب و اجماع الاصحاب
فی شرح الشفاء هو المصطفی ولا تنادوه باسمه ای العلم نداء کمناداة بعضکم بعضا
باسمه الذی سماه به ابواه ولکن عظموه ای باطنا ووقروه ای ظاهرا وتادوه
باشرف ما یجب بان ینادی به ای من وصف رسالة او نعت نبوة بان
تقولوا یا رسول الله یا نبی الله ای واشالها من نحو یا حبیب الله یا خلیل الله
وهذا فی حیاته وکذا بعد وفاته فی جمیع مخاطباته انتهی من عنه وفی الطیبی للشیخ السیوطی
والظاهر استمرار ذلک بعد وفاته الی الان انتهی وفی مواهب اللدنیة للقسطلانی
واعلم ان کلا من الاستغاثة والتوسل والتشفع والتوجه بالنبی صلی الله علیه وسلم کما ذکره فی
تحقیق النصرة ومصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام واقع فی کل حال قبل خلقه فی الدنیا وبرزخ وبعد البعث
فی عرصات القیمة
الهی

مواہب اللدنیہ للقسطلانی ... والفرق بین ذکر التوسل والاستغاثۃ والتشفع
والتوجہ بہ صلی اللہ علیہ وسلم او بغیرہ من الانبیاء وکذا الاولیاء ۱۲
جواہر المنظم للشیخ ابن حجر الہیتمی من عبنہ سے در صحیحین از حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی انصاری
کہ از اصحاب صفہ و ملازم آنحضرت در سفر و حضر بود روایت است کہ گفت من شب میکردم با
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس بہ آوردم آنحضرت را آب وضو او را و دیگر حاجت او را
از مسواک و غیرہ و جز آن فقال صلی اللہ علیہ وسلم لی سل یعنی پس گفت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مرا بطلب چہ میخواہی از خیر دنیا و آخرت فقلت اسالک
مرافقتک فی الجنۃ قال او غیر ذلک قلت ھو ذاک الحدیث یعنی پس گفتم من سوال
میکنم ترا و میخواہم از تو ہمراہی و با تو بودن در بہشت گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیا سوال
میکنی تو ہمین رفیق بودن را یا جز آن دیگر چیزے یعنی چیزی دیگر بخواہ گفتم این مرتبہ کہ تو میخواہی
پس عظیم است گفتم مدعا و مقصد من ہمانست کہ عرض کردم و از فوائد این حدیث آنست
کہ از اطلاق سل کہ فرمود صلی اللہ علیہ وسلم بخواہ تخصیص نکرد بمطلوبی خاص معلوم میشود
کہ کار بہ ید سخا کرامت او است صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہد ہر کرا خواہد باذن پروردگار
خود بدہد کما قال من جودک الدنیا وضرتھا ومن علومک علم اللوح
والقلم اگر خیر دنیا و عقبی آرزو داری بدر کاشانش بیا و ہر چہ میخواہی تمنا کن
کذا ذکرہ الشیخ الدہلوی فی شرح المشکوٰۃ سے و در مرقاۃ است قال الشیخ ابن حجر المکی
قدس سرہ ویوخذ من اطلاقہ صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ سل
ان اللہ مکنہ من اعطاء کل ما اراد من خزائن الحق انتہی یعنی فہمیدہ گرفتہ
میشود از مطلق گذاشتن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسوال از وی فقال سل
یعنی بخواہ بدرستیکہ اللہ تعالیٰ قدرت دادہ است آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم از عطا
کردن ہر چہ میخواہد از خزانہ ہای پروردگار فقط و در صحیحین بروایت عقبہ بن عامر
رضی اللہ عنہ مرویست کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود انی قد اعطیت

مفاتیح خزاین الارض یعنی بدرستی که عطا کرده شدم اکلیدهای خزانهای زمین
وحضرت قسطلانی در مواهب اللدنیه فرموده وهی خزاین اجناس العالم لنخرج
لهم بقدر ما یعطیونه نکمل ما ظهر من رزق العالم فان الاسم الالهی
لا یعطیه الا عن محمد صلی الله علیه وسلم الذی بیده المفاتیح کما اختص
تعالی بمفاتیح الغیب فلا یعلمها الا هو ومن یعلم واعطی هذا السید الکریم
منزلته الاختصاص باعطاء مفاتیح الخزاین انتهی ترجمه بعضی علماء گفته اند
که مراد از ان خزاین که آنحضرت صلی الله علیه وسلم داده اند خزانهای اجناس عالم است
تا میکشد بر آنها بقدر آنچه طلبند پس هر چه ظاهر میشود از رزق عالم بسبب آنکه اسم الهی
عطا نمیکند آنرا مگر از دست محمد صلی الله علیه وسلم چه حق صلی الله علیه وسلم آنکسی است
که بدست اوست کلیدها چنانکه خاص است حق تعالی بمفاتیح غیب پس نمیداند آنرا مگر وی و
هر که او تعالی عز اسمه تعلیم کرد و عطا کرده شده است این سید کریم را منزلت و مرتبه
اختصاص باو دن مفاتیح خزاین فقط و در مشکوة شریفه بروایت امام احمد از حضرت
شریح بن عبید که وی روایت کرد از حضرت علی مرتضی کرم الله وجهه که گفت انی سمعت
رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الابدال یکونون بالشام وهم
اربعون رجلا کلما مات رجل ابدل الله مکانه رجلا یسقی
بهم الغیث وینتصر بهم علی الاعداء وینصرف عن اهل الشام بهم البلاء

برکت ایشان

حاصل ترجمه آب داده میشود بوجود ایشان یعنی ابدال یعنی باران برکت ایشان می بارد و دفع بلا
وانتقام کشیده میشود بسبب ایشان بر دشمنان و برگردانیده میشود از اهل شام برکت ایشان بخواب
تخصیص باهل شام بجهت قرب جوار و مزید از غایت ایشان خواهد بود والا برکت انحضرت ایشان
عالم را شامل است کذا فی شرح المشکوة للشیخ الدهلوی و در مرقاة بروایت ابن عساکر از عبد الله بن مسعود
رضی الله عنه که مجرد صلی الله علیه وسلم فرمود بهم یدفع البلاء عن هذه الامة یعنی بسبب ابدال

دفع کرده می شود بلا ازین امت سه و در مواهب لدنیه است روی الطبرانی
فی الاوسط عن انس مرفوعا لن یخلو الارض من اربعین رجلا
مثل خلیل الرحمن فبهم تسقون وبهم تنصرون ما مات منهم
احد الا ابدل الله مکانه اخر وفی لفظ الطبرانی فی الکبیر بهم تقوم
الارض وبهم یمطرون وبهم ینصرون انتهی حضرت مولوی روح الله
روحه واصل الی فتوحه میفرماید سه ای برادر بر تو حکمت جاریه است آن
زابدال است بر تو عاریه است یعنی نکته بر تو جان بر تن است بر تو ابدال بر جان
من است سه حضرت شاه ولی الله رحمه الله در حجة البالغه مینویسد وتصریح میفرماید
بلا حق کردن ارواح کاملان بعد مفارقت بغرشتگان وسعی کردن شان در آنچه
سعی میکنند در آن فرشتگان و داخل کردن ارواح کاملان در ملاء اعلی وغیر ذلک
من الکرامات التی لا تعد ولا تحصی وایضا در باب وکلاء الاعلی مینویسد اعلم انه
قد استفاض من الشرع ان لله تعالی عبادا هم افاضل الملائکة
ومقربوا الحضرة لا یزالون یدعون لمن اصلح وهذبها وسعی فی اصلاح
الناس لیکون دعائهم ذلک سبب نزول البرکات علیهم ودر کتاب
مواهب نوشته اند جند نوع کرامت از بیخ ولی الا ما شاء الله منفک نمی شود
از انجمله ظهور تاثیر دعای او در نفی واعمال تصرفیه او وما عالمی بفیض او متنعم میشود
انتهی سه ونیز در آنجا نقل کرده اند رساله از یکی از کبراء خویش نوشته اند
که حضرت والد بزرگوار از انجا بیت می پسندیدند وطالبان را بهمان اسلوب
ارشاد میفرمودند ودر آن رساله مرقوم است قال فی الرسالة المکیة من
لا شیخ له فالشیطان شیخه ونیز در تفهیمات نوشته اند فالقادیة
خیر من الاویسیة والروحانیة وامکان التعلیم من الشیخ الظاهر
وله اثر فی الارتباط بالشیوخ وتوجه الشیخ الی الطالب لیست
بغیرها ذلک لان الشیخ عبد القادر له شعبة من السر مان فی العالم

لکھنؤ دور سالہ بگر کی کاش
مرا در پس کشیطان نہ کنی کاش
بس قادریہ قیریست از اویسیہ
وروحانیہ اگر باشد نعیم از
وروحانیت مقدم در ارتباط
دلو فاش کرا بلا لب نیست
دین برای انکہ نیست
مرا در است طریقی در
در کل عالم

[illegible] یحصل من ظاهر به روح فیه طرائفه در همه نوشته اند امروز آن نسبتی
مناسبت بروح خاص بعد اخود و از آنجمله فیض بردارد غالبا بروی نسبت او یکی
بمعنی بنسبت حضرت پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم یا نه یا نسبت حضرت امیر المؤمنین
علی کرم الله وجهه یا نسبت حضرت غوث صمدانی قدس سره الربانی و حضرت شیخ عبد الحق
محدث دهلوی در شرح مشکوة میفرماید و ما ینقل عن المشایخ الکاشفین فی الاستمداد
من الارواح المکملین و استفادهم فخارج عن الحصر هذا کثیر فی
کتبهم انتهی و حضرت حجة الاسلام میفرماید هر گرا استمداد کرد خود بوی در حیات
استمداد کرد خود بوی بعد ممات انتهی و حضرت شاه عزیز الله در تفسیر سوره
بانکه سه پسر یهود بنان کو یا نام این پیغمبر را مقوی و ناصر جمیع پیغمبران مذکور
و هر نقیب مذکور شده که نام مبارک او حکم لشکر جرار دارد ابو نعیم و بیهقی و حاکم
باسانید صحیحه بطریق متعدده روایت کرده اند که یهودیان مدینه و یهودیان خیبر هر گاه
با ایشان عرب از فرقه بنی اسد و بنی غطفان و جهینه جنگ میکردند مغلوب میشدند
و شکست میخوردند ناچار غده بدانستمندان و کتاب دانایان خود رجوع آورده آنها
تفحص بسیار اینصفات را بپیغمبران خود تعلیم کردند که در وقت جنگ میخوانده باشید
از آنها مغلوب نشوید و مظفر و منصور گشتند و دعا این است اللهم ربنا انا
نسالک بحق احمد النبی الامی الذی وعدتنا ان تخرجه لنا
فی آخر الزمان و بکتابک الذی تنزل علینا آخر ما تنزل ان
تنصرنا علی اعدائنا چون باید مثل ایشان چیزیکه او را شناختند و او صاف
کلیه او را که از ما تو همید انستند کفر ورزیدند بآن چیز از روی عناد و حسد و همین است
علامت تعصب ۱۲ فتح العزیز مؤلفه حضرت مولوی نور الله مرقده میفرماید نام احمد نام جلال
است چونکه صاحب نود و سه اسم است نام احمد ایجنین یاری کند
تا کوشش چون تکند ارے کند نام احمد چون حصار

اعتقاد

شد چنین ۔ ماجد باشد ذات آن روح الامین پس در تفسیر از تحریر فاضل
کبیر رحمه الله العلی القدیر برکات و فواید کثیر اند یکی آنکه اهل کتاب بنسبت بنام
جد کریم محبوب رب الارباب چنان بود که مقوی و ناصر جمیع پیمبران است دوم
آنکه با وجود کتاب و معجز خود توسل به نبی آخر همه میباشند و مظفر میشدند
سوم آنکه اعتقاد شان بلا خدشه و نقصان در خاتمیت ختم المرسلین کامل بود
چهارم آنکه بعد قرآن مجید کتابی از آسمان نازل نمی شود چنانچه حضرت امام
نورلشتی رحمه الله علیه در کتاب معتقد المعتقد که مشهور بعقاید نورلشتی ست از مسئله
خاتمیت مفصل نوشته است بنده عبارته ۔ و پس از آمدن رسول علیه الصلوة
والسلام بزبان انبیاء پیشین که وصف پیمبر کرده اند گفته شد که محمد آخر انبیاء است
و در کتب انبیاء همه یاد کرده اند که محمد صلی الله علیه وسلم خاتم انبیاء است والصلاة
معنی خاتمیت آنکه بتلاقاری گوید که من بآخر سوره ناس رسیده ختم قرآن نموده
ام والصلاة نزدیکان که منکر خاتمیت اند ظاهرا از انکار آن زبانی اظهار نمیارند
کردن انا بهانه ان الله علی کل شیء قدیر بای در هند و اهل اسلام را دران شبهه
اندازند ۔ پس هر که گوید بعد از وی صلی الله علیه وسلم نبی دیگر بود یا هست
یا خواهد بود و نیز آنکس که گوید که امکان دارد که باشد کافر است انتهی ملخصا
من عنده پس امام اهل السنة بعد بیان حال هر سه از منه یعنی ماضی و (الاستقبال)
مقر امکان نبی را حکم کفر نموده و صاحب عقاید جمیل رحمه الله المالک الجلیل
مطابق با کلام امام نبیل در نظم آورده است ۔ هر که تو زرسول امید داری ۔
باید که جنس عقیده داری ۔ کو بعد همه پیمبران است ۔ پیغمبر آخر الزمان است ۔ یعنی پس او
پیمبری نیست ۔ مغایری به یکری نیست ۔ القصه بنام او ست تعیین ۔ ویسانه خاتم
النبیین ۔ خوان خاتم انبیاش خوان ۔ ختم الرسلش چنان بدانی ۔ تا دین رسول گشته
اعیان ۔ منسوخ شده جمیع ادیان ۔ آنکس که باین ندارد اقرار ۔ با سخت کتاب حق
در انکار ۔ گر گفت ۔ گر گفت زجهل یا الفضولی ۔ بگذشته ز بعد او رسولی

کفت کسی پس از پیمبر شاید که بود رسول دیگر یا بر وی بسوی امکان
باشد همه را خطر در ایمان صد لخت زما و صد سلامش نقد دل و جان فدای نامش
وحقتعالی بکلام قدیم در خاتمیت نبی کریم خبر داد و لکن رسول الله و
خاتم النبیین وحضرت خاتم الانبیاء علیه التحیة والثناء در احادیث صحیحه مرویه
تصریح فرموده اند که ختمت بی النبیین ختم بی المرسلون فانا
العاقب وانا خاتم النبیین ختم بی النبیون انی
عند الله مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینته
نحن الآخرون ونحن السابقون وانا خاتم النبیین ولا فخر
وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعده نبی فلا نبی بعدی
منکر را ما در نداد ابرهم کرامت دولت نیست کی بوجهل سیه دل محروم نامد
وقد قالوا کیف شائك فی الممکنات ممتنع بغیر وجهك فی
الکائنات ممتنع عدیل ذاتك فی المفارقات ممتنع فمالك بجمیع
الذوات ممتنع بیمن است اعتقاد خواتم بشوق تمام علیك الف صلوة
علیك الف سلام پس بعض اشخاص حق ناشناس که خود را از اهل حق و اهل
بالحدیث می نامند باوجود یکه بکلام خدا ورسولخدا واتفاق جمیع انبیاء ومع ام شان
واتفاق خیر الامم خود امکان راجای مداخلت امکان نیست در بودن امکان
نظیر خاتم النبیین مع بعض کلمات که مؤمن شان خیر الشان رحمة للعالمین است
معقول نامقبول را صرف نمودند ومینمایند دین وایمان را برباد داده اند وانیقدر
نفهم شان نمیرسد که اگر با بخلاف علم وکلام الهی واحادیث رسالت پناهی واعتقاد
جمیع انبیاء وام شان واتفاق اهلسنت وجماعت نظیر را ممکن بدانند ایا در فاتح و
خاتم چه توانیم گفت حق جل وعلا نهایت مراتب عالیات مثل جعلك الفاتح
والخاتم مثل من یطع الرسول فقد اطاع الله مثل ان کنتم
تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله مثل وانا معکم من الشاهدین

فصل

قالوا اقرر بنا سه وشل ما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی حضرت پیغمبر
ما را علیه الصلوة والسلام والثنا چنان نواخت که امکان نظیرا بجمیع الوجوه جائی روا
نماند لرا قوله عفی عنه سه چون خدا با محشر پیغمبران روز الست لفظ اصری گفت و
اقررنا همه کردند ادا فاشهدوا بر عهد و پیمان با ملایک گفت حق نیز خود را بگواهان
خواند از مجد و علا سه وحضرت عیسی روح الله علیه السلام که از آسمان فرود آید تابع
شرع انور حضرت پیغمبر ما باشد و در روز جزا جمیع انبیاء زیر لوای او خواهند بود و
فقرا راست خود را با خود اول داخل جنت خواهد نمود فرمود علیه صلوات الله الملک المعبود
انا اول من یحرک حلق الجنة فیفتح الله لی فید خلنیها ومعی فقراء المؤمنین
ولا فخر لشیخ یعقوب المحدث الحنفی سه هر نقش کز صحیفه هستی کشیده اند وز انجم و سپهر
زمین هر چه دیده اند بهر محمد عربی آفریده اند صلوات بر محمد و اصحاب و آل او
چیست آنکه غیر از حب حشم تخم دولت نیست چه حاصل کرنه این تخم افگنی در مزرع دنیا
هو الاول هو الآخر هو الظاهر هو الباطن هو العبد الذی اوحی الیه الله ما اوحی همون
میوه همون تخم است نخل کون را یعنی از وجود آمده و زبهر او دنیا و مافیها چو
موسی لمعه از نور آن خورشید عالمتاب بدست آورد و قادر شد با ظهار ید بیضا یعنی
بوده اند از امتش لیکن بصورت هم تمنا کرده اند آنرا بسی چون موسی عیسی
المهدی ملخص هنوز یک شبه میماند و آن اینست که بعض منصفان این فقره میگویند
در استغاثه و نداء بیا رسول الله علم دایمی محیط بکل شئی می باید انبیاء و اولیا را اگر
نسبت کاهی اطلاع و اعلام از جناب ملک علام متصور است پس راقم گوید ادار
ورد کردان است خدمت فرد اهل حق که فی الاصل اهل حقند در این امر سوال
میکند بدو وجه وجه اول آنکه اگر این نداء موقوف و منحصر است بر وقتی که مطلع میشوند
اما ما ازان بی خبریم اطلاع دادن از آن وقت بر ما لازم زیرا که در زعم شما مستغیث و مستغاث
منرکب می شود اما انهم معلوم بر یکی هست که هر دعا بر وقت در جناب مجیب الدعوات
مستجاب نیست پس نیز از این هم مطلع نمایند که در وقتی که یقیناً دعا در جناب کبریا

ملخص
سن اول کسی که حرکت میکند حلقه جنت منم پس خدا تعالی بهای من باز میکند
پس میبرد مرا در آن جنت و همراه من فقرای امت من و بعد از من خواهد بود

قبول شود و از الوقت تجاوز نکرده باشی صواب عند اولی الالباب همو جنت
آب است که بنده محتاج را در روز و شب حاجت و دعا بجناب کریا محمود است
سائل و محتاج را بارد و قبول چه مجال آنذلک بحضرت سید الانبیاء و حضرات اولیاء الله
در وقتیکه دست دهد بتوجه تمام منجی شود بس بود جاه و احترام مرا نزد یک علیک از تو
محمد سلام مرا برگرا سمع اجابت است و در خفش در این مسئله کلام حضرت قاضی ثناء الله
که نزد مولف اثنا عشریه هم معتمد و معتبر است موجب هدایت و کفایت است قوله رحمه الله
معتقد انزاد ریا و آخرت مدد کاری فرمایند و دشمنان را هلاک میباشند فان البلید
لا ینفعه التطویل دان قرأ ف علیه التوریة والانجیل وجه دوم آنکه
دانستن و شنیدن بزرگان ندا و معتمد را حاجت است بعلم همه انبیاء کلیه و خزینه تا که تحقق
گوید بلکه جنس حیوان از همه انبیاء کلیه و خزینه درجه مرتبه قلت است و نوع انسان از دیگر انواع
و صنف امت محمدیه از اصناف نوع انسان و اهلسنت و جماعت از آن امت علم تنها نداده
باشد بلکه علم بعض اشخاص متعدده که بآن بزرگ علاقه در ابطه و معرفت بواسطه یا بلا واسطه
دارند اعم نه در هر آن ملکه در آنات خاصه یاد کردن نشان آن بزرگ را که از کل آنات در درجه
قلت و الم در وقتی که بهمت صاحب حاجت باشد الله تعالی روح آن بزرگ را که قرب و
بعد مکانی مانع ادراک روح نیست مطلع نمیگرداند حاصل باحادیث حضرت
سید الانبیاء علیه التحیة والثناء و بحقی خصوص محدثین و علماء ناطق الصدق شاه ولی الله محدث
ندا و یا رسول الله و یا حبیب الله فی جمیع مخاطباته و استغاثه و استفاضه از ارواح اولیاء الله
روشن می بوید اگر وید پس تلقین و استفاضه از ارواح مطلقا متصور نیست تحریر ساختن و
مستفیض و مستفیض را حکم نمودن بر اضلال مسلمان کمر بستن است ولی الاصل خود را
در ورطه شرک انداختن مشهور است که شاهیر محدثین نبسته و اجازت قصیده بردة فخر موجودات
و شب و روز در ورد خود ساخته یا الوهم الخلق عالی من الوذ به سوا الله عند حلول هذا
الهم پس با وجود اعتقاد ایشان و قول اگر کسی از فرقه ضالله تلقین و استفاضه از نور آفتاب

صلی اللہ وسلم علیہ وعلی آلہ الطول بگول نماید طول نیابد شد زیرا کہ او خود بگوری در لجنہ
محرومی افتادہ در این امر سبقت بر ابلیس نمود حضرات علماء دین ظہور برکات تولد
شیعہ کائنات علیہ افضل الصلوات نوشتہ ہستند کہ تا بتولد حضرت رحمۃ للعالمین
و مسخ نا ہر روز بر روی ابلیس در طبا پچہ میرسند در وقت تولد حضرت سید المرسلین
مناجات کرد بار خدایا اگرچہ من رانندہ و دامانندہ ام اما خارج از عالمین نیستم امید وارم
حمد از رحمۃ للعالمینی میدارم عقیبہ نہ از آنروز باز بر حمت رحمۃ للعالمین از طبا پچہ
زدانش نجات دادہ از دوزخ عصیان ما را چہ غم چو سازندہ از ہر سو
شفاعت درمان ما محمد دفع خدشہ چہارم در خواندن درود مستغاث

درود مستغاث را کہ اہل اسلام در عرب و عجم و روم و شام از قدیم الایام بالتجا
و اشتیاق تمام میخوانند کو عند المحققین سنہ تصنیفش بصدیقہ امت بصحت
نزدیک باشد نا چونکہ ادای صلوۃ و سلام بحضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام
بر ہیئتے و ہر خطاب و ہر عبارت و ہر زبان بموجب امر صلوا علیہ وسلموا
تسلیما موجب حصول ثواب بے حساب و شفاعت آنجنابست ائمہ دین بطور
بشارت از حضرت پیغمبر رحمت بمنسک کتابت می نمودہ در شرح شفا
فی حقوق المصطفی ہست من صلی علی النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
مرۃ صلی اللہ علیہ بہا سبعین مرۃ وعن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ
عنہ علیہ الصلوۃ والسلام قال من صلی علی فی کتاب لم تزل الملائکۃ تستغفر لہ ما بقی اسمی فی ذلک
الکتاب انتہی للقاری من عینیہ پس در تحریر صیانت عشریہ کہ قاری
درود مستغاث را وزد نماید امید اجابت بشرطی کہ اغثنا نخواند از
انکار استغاثہ درود حرفی نیست بلکہ انکار یا رسول اللہ است زیرا کہ در
درود مستغاث اغثنا یا رسول اللہ اغثنا یا رسول الثقلین خواند
می شود بعض شیوخ فرقہ نجدیہ در کلمہ لا الہ الا اللہ کان محمد رسول اللہ نیخواند

و بعضی اکتفا بر لا الٰہ الا اللہ میفرمایند چنانچہ رئیس اہل فتنہ و فساد مولوی مراد
بنگالی نامراد شده بر این امر از علماء اہلسنت و جماعت لاجواب مانده باب
گردیده است و بعضی علماء این فرقه که فی الحقیقت ما نیز اند احیاء طاشان بر انحطاط
درجات اعضاء و اولیاء بلکه سید الاولیاء اند و بحقیقت شان بر متبرک بودن آنها
مسلمین عاید است مثلا اگر نام شان محمد اعظم و عطا محمد و غلام علی و غلام رسول
بود بعلت شرک تبدیل نامها بعبد اللہ و عطا اللہ نمودند طرفه تر اینکه از مخلوق
این فرقه دو است نفاء رسیده در رساله منجی المومنین بر صفحه ۱۲۳ بالای سطر اول
زیر نام خود که غلام علی نام دارد نوشته دیدم که علی از اسماء الٰہی است و فقط
تا کسی را تو نیم غلامی علی مرتضی نخواهد نکرد و غلامی مولای کل امت مومنین
نباشد از آن کناره نمود پس ای اہل حق ترا قسم بخیر حق است که تعصب
کذائیه لمحه بدیده حق بین ببین که این تحریرات نحریر بر عدم محبت بلکه عداوت
حیدر کرار و انکار حدیث رسول مختار است سه محدث صفی شیخ عبد الحق
حنفی در مدارج نبوت چون نبی رحمت در اثنای مراجعت بمنزل غدیر خم
رسید روی مبارک بیاران سوی یاران کرد فرمود الستم تعلمون انی اولی
بالمومنین من انفسهم آیا نمیدانید شما که من نزدیکتر و دوست ترم بمومنان
از ذات های ایشان چنانکه در قرآن مجید هم مذکور است که النبی اولی
بالمومنین من انفسهم و در روایتی آمده که سه بار فرمود این لفظ را
قالوا بلی گفتند صحیح است و در روایتی آمده است که فرمود گویا مرا بآن عالم
خواندند و من اجابت کردم بدانید که من در میان شما دو امر عظیم میگذارم و یکی از
دیگری بزرگتر است قرآن و اہلبیت من آنگاه فرمود خدا مولای من و من
مولای جمیع مومنانم بعد ازان دست علی را گرفت و فرمود اللهم من
کنت مولاه فعلی مولاه خداوندا کسی که من مولای اویم پس علی مولای
اوست اللهم وال من والاه و عاد من عاداه خداوندا دوست دار

کسی را که دوست دارد علی را دوست دارد ... که دشمن دارد کسی را که دشمن دارد
علی را و در روایتی این زیاده آمده وانصر من نصره واخذل من خذله
یاری ده کسی را که یاری دهد علی را فرو گذار یاری ده کسی را که فرو گذارد یاری ندهد علی را
و آمده است که ملاقات کرد علی را عمر رضی الله عنهما و گفت کوارنده باش و شاد باش
ای پسر ابیطالب که صبح کردی و شام کردی و گشتی مولای هر مؤمن مرد و زن رواست
کرد این حدیث را احمد از براء و ابن عازب و زید بن ارقم کذا فی المشکوة انتهی من عبنه
سه عبد الرحمن جامی میفرماید اصحبت زایر الله یا شحنة النجف: بهر نثار
مرقد تو نقد جان بکف: تو قبلهٔ دعای اهل نیاز را: روی امید سوی تو باشد
ز هر طرف: می بوسم آستانهٔ قصر جلال تو: در دیده اشک عذر تقصیر پاسلف
بر درد دی عارفان ز تو مکشوف گشته است: ابواب کنت کنز بمفتاح
من عرف: خصمت چو سوخت از تب تبت چو بولهب: نادیده از زبانهٔ قهرت
بینوز تف رو کرده ام ز جملهٔ اکناف سوی تو: تا کی رم ز عادتهٔ دهر در کنف سه
از محدث حنفی شیخ یعقوب صرفی: اولیا و اصفیا را سر ور و مولا علی: دال من
والاعلیا عاد من عاد اعلی: دیدهٔ انصاف بکشا ز اعتساف دور باش
: هل اتی فی شان غیره هل اتی الا علی سه و در تاریخها مراد اضافت و
معنی وصفیت نیست در خیر القرون پسر ربیعه بن حارث بن عبد المطلب بن هاشم که
ابن عم آنحضرت صلی الله علیه وسلم عبد المطلب نام کردند صاحب مشکوة در اسماء الرجال
در ذکر او آورده هو عبد المطلب بن ربیعة بن الحارث بن عبد المطلب بن
هاشم القرشی سکن المدینة ثم تحول عنها الی دمشق ومات فیها
سنة اثنین وستین روی عنه عبید الله بن الحارث انتهی سه و در بوارق
شرح مشارق نوشته که بروایت عبد المطلب بن ربیعه بن حدیث از آنحضرت صلی الله علیه وسلم
مروی است و در صحیحین از انجمله یک حدیث است سه و عبد النبی و عبد الرسول
و غلام نبی و غلام رسول و سلطان محمد و عطا محمد نام علما و اعلام بوده است

نام شیخ صاحب در مقام عبد النبی است در دیباچه منوبید انی امرت بیرای تیمن
الابصار عن شیخنا الشیخ عبد النبی الحنبلی عن المصنف عن ابن
النجیم المصری بسنده الی صاحب المذهب ابی حنیفة رضی الله عنه ونام والد
ماجد تحریر محقق قاری سلطان محمد است از لک شیخ عبد النبی شیخ ابراهیم
واهل کشمیر واهل پنجاب را کرم ورحیم دهمان ورزاق دستار نام داده بوقت
حاجت باسم ندا بانیطور میدهند کریما رحیما رزاقی ستارا مجیب در جواب میگوید
کان حاضرم چه میخواهی پس نظر بر معنی واضافت بزعم ما بعین متوهمین انهم
سمی کرده اند در تمهید ابو شکور سالمی است ان الاسم بالمعنی الذی یشترک
فیه المعنی العبودیة کالصاحب والسید والحاکم والعالم والرحیم
ومثل ذلک من هذه الاسماء مشترکا علی معنی انه یجوز ان یسمی
العبد بهذه الاسامی ولکن لیس فی الاسماء اشتراک علی الحقیقة
انتهی من عشرة من تمام علماء عرب ومصر وروم وشام واکابر مذاهب اربعه
در مقابل اصول کجدیه فتوی بجواز داده اند وشیخ محمد عابد انصاری که از عمده
علماء حرمین بود رساله اورد خاص در اینمسئله واستحسان نموده است این نسبت را
است وعلماء حرمین متاخرین در اینمسئله نسبت بمولف تقویة الایمان در رساله
مسبوق بارقه نوشته هستند واما ما قال مد ظله النسبة لعبد النبی و
علامه محی الدین وعلامه معین الدین هذا هو الشرک الذی یفعلونه
المشرکون مع الاصنام والفصوص له فی هذا الحکم تکفیر جمیع اهل الاسلام
لان العالم لا یخلو عن هذه الاسماء فبعضهم مسمین لها وبعضهم مسمی
لها وبعضهم داعین بها نسبة حکمه علی الکل قلت هذا اذا کان العبد
والخادم والمملوک بمعنی المخلوق ولیس کذلک عرفا ولا شرعا بل هذا
اسماء للخدمة وقد اثبت الشارع هذا الاضافة فی القرآن فقال الله
من عبادکم وامائکم والله فمن ما ملکت ایمانکم والله لاهل الجنة
ویطوف

ويطوف عليهم ولدان مخلدون وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يبعد
يا ابا هريرة هذا فعله ملك بل اذا اخذ الشيخ تلميذه او مريده ويقول من يشتري
العبد من يشتري العبد فهذا جايز بل مستحب في وقت الانبساط والمزاح
كما فعله رسول الله صلى الله عليه وسلم بزاهر ان حرام ابدي فان يرتو
ويزيد هذا الخبيث الا جهل علمه على علم الله ورسوله وقال الشيخ الامام
مقتداء الفقهاء والمحدثين الشيخ محمد عابد المدني الانصاري الخزرجي
المغربي بالسند في رسالته المسمى بشيفاء قلت كل سوال في جواز التسمية
بعبد النبي او بغلام نبي او غلام محمد او غلام احمد قصد به ذلك
التبرك ولم يدع ما هنالك الا التواضع لجناب من له العز الاعظم
فيثاب المسمى على ذلك الثواب الذي لا يحد حده ولا يحصى عدده
انتهى من عينه دفع خدشة يخم
الستاد وكردن خيمه را بر قبر
انور حضرت حسن بن حسن بن علي رضي الله تعالى عنهم حضرات ائمه محققين محمود
بنا نشته اند مثل امام محمد عرالي و امام محمد بخاري نقلش موجب حصول بركت دالسته
وجايز مشكوة ومرقاة ازان متضح ومستفيد شده اند وعن البحار تعليقا
لما مات الحسن بن الحسن بن علي ضربت امراته القبة على قبره سنة
ثم رفعت فسمعت صايحا يقول الاهل وجدوا ما فقدوا فاجابه
اخر بل يئسوا فانقلبوا مكوه نزه وروي ان فاطمة بنت الحسين
نظرت الى جنازة زوجها فغطت وجهها وقالت وكانوا جاءوا
ثم امسوا رزية لقد عظمت تلك الرزايا وجلت وقيل انها
ضربت على قبره فسطاطا واعتكفت عليه سنة فلما مضت السنة قلعوا
الفسطاط ودخلت المدينة فسمعوا صوتا من جانب البقيع هل
وجدوا ما فقدوا فسمعوا من الجانب الاخر بل يئسوا فانقلبوا واحياء
من عنبر وقال علماء اهل السنة والجماعة من الحرم من المرتفض

ای ها تفا

ای کاندا یرجعون وما علموا ان ما فقدوا
عظمت الرزية وتبدلت الاحوال بالرزايا
ای المصايب ولما ماتوا عظمت الرزية
المستغيثين ولما ماتوا عظمت الرزية
الحسين

الرزية
رزايا جمع الرزايا وقد
رزية ای اصابته
الرزايا فوت شده

ان المعنى من اعمار فاضل المحدثين ذكر في شرح النخبة وانا نجبا
نقد ضرب عمر بن الخطاب على قبر ام المؤمنين زينب بنت جحش وعائشة
على قبر اخيها ومحمد بن الحنفية على قبر عبد الله بن عباس وفاطمة بنت
الحسين على قبر زوجها حسن بن حسن رضي الله تعالى عنهم انتهى من عينية
وعن ابن مسعود رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كنت
نهيتكم عن زيارة القبور اي مطلقا فزوروها وفي نسخة فزوروا فانها
اي زيارة القبور اي رويتها تزهد في الدنيا فان تذكر الموت يهدم اللذات
واذا قيل اذا تحرم في الامور فاستعينوا من اهل القبور بذا اهد معاينة وتذكرا
رواه ابن ماجة وعن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن زوارات
القبور ولعل المراد كثيرات الزيارة وقال ابي الترمذي قد رأى اي ذهب بعض
اهل العلم ان هذا اي الذم كان قبل ان يرخص النبي صلى الله عليه وسلم في
زيارة القبور فلما رخص دخل في رخصته الرجال والنساء وهذا عندهم
١٢ مرقاة ملخصا من عينية ٥ وفي نعليه صلى الله عليه وسلم لعائشة رضي الله عنها
ادل دليل على مشروعية زيارة القبور للنساء لكن بشروط مذكورة في
محلها فلا بنا في لعنه صلى الله عليه وسلم لزوارات القبور لانه فيمن يكثر
جزعهن او يخشى عليهن الفتنة ١٢ جواهر المنظم من عينية ٥ وهو محمول
على من كانت الزيارة بالنوح والبكاء وقيل على تكثير الزيارة وعن
طاؤس من كانوا يستحبون ان لا ينفرقوا عن الميت ستة ايام ١٢ كرماني
وعن جعفر بن محمد عن ابيه ان فاطمة بنت النبي صلى الله عليه وسلم كانت
تزور قبر عمها حمزة في الايام فتصلي وتبكي عنده وقال ابن ابي مليكة
قيل لعائشة يوما من المقابر قلت يا ام المؤمنين من اين اقبلت
قالت من قبر اخي عبد الرحمن فقلت اليس كان رسول الله صلى الله عليه وسلم
نهى عنها قالت نعم ثم امر بها ١٢ احياء العلوم من عينية وقد اباح السلف

والاكثر من زيارة القبور
والمشاهد والمواضع
المباركة ١٢ اشباه
في فن التوابع من عينية

ناء علی فیر المشایخ والعلماء المشهورین لیزورهم الناس ویتبرکوا
باعلوس فیهم ۱۲ مرقاة ودر بحر رایق گفته که اصح آنست که رخصت در جواز
زیارت قبور ثابت است مر مردان وزنان را ودر فتاوی سراجیه گفته که لا باس
علی البعض والنساء بزیارة القبور ۱۲ حاشیه مالابد منه من عینیه اما نوحه ونحوه
ضرب خدود وشق جیوب وکلمات شنیعه خواه از مردان خواه از زنان بحالت
تحضری خواه وقت مردن خواه در پس جنازه خواه در مقابر مطلقاً خواه در بیوت
مطلقاً خواه در زیارت قبور عام مولی خواه در مقبره حضرات صلحا ممنوع وحرام
واگر در فراق میت گریه وزاری نمایند کسی را در آن کلام خاطر آزاری نیست زیرا که
از حضرت محبوب باری وارد است که بعد انتقال حضرت سیدنا ابراهیم رضی الله عنه
فرمود صلی الله علیه وسلم العین تدمع والقلب یحزن وانا بفراقک یا
ابراهیم لمحزونون ۱۲ اما بعد از مضامت فاصل اما عشریه اینکه تحریر پرسش خصوصاً
فتوی مرقومه اش که مندرج رساله منجی المومنین است مصدق ومؤید ومعتقد بفتوه الا
الفضلاء المسلمین در غایت تلاش وکنکاش مسطور اند ودر جواب سوال یازدهم بر صفحه
بیست وهشتم عالمی را که علم حدیث کم یا زیاده باشد رخصتش بر ترک تقلید مذهب داده
عمل بر حدیث سعادت عطی پنداشت ودر اینمقام که این عمل محمود از ایشیت علام علیهم الرحمة
والاکرام در حصول انتفاع ووصول ثواب بحساب باطل تبع شهرت نام یافته است چون
مخالف مذهبش بود از آن رو کرد انیده نگاشت اگرچه حدیث امام محمد بخاری است حجت را
نشاید مگر انیقدر ظاهر گردید هر که مقلد مذهب واحد از ائمه اربعه است تعلق خود را
امام خود دانسته بهر رای که روی تعلق نظرش آید مسترد ومبعد واند زیرا که مقلد الزام
است که بر تقلید مذهب امام خود استمرار نموده تقلید دیگری از ائمه ثلثه بر گز در مسئله
از مسایل نرواند اد محقق قاری در شرح عین العلم مقرر مید فاوالتزم مذهبا
کابی حنیفة والشافعی رحمهما الله تعالی فلزمه علیه الاستمرار علی التقلید
غیره فی مسئلة من المسائل انتهی ودر تفسیر احمدی است اذا التزم مذهبا

وصلی الله علی خیر خلقه محمد وآله وصحبه اجمعین

ضرب وشق جیوب
زنان وزنان بحال
ممنوع است ۱۲

گریه وزاری در فراق میت
جایز است ۱۲

رساله آن عشریه

حدیث امام محمد بخاری
نشاید ۱۲

الزام آنست مذهبی را
نقل اصحابش اشافعی نگهداشته
نقل الزام است تقلید
نکند از مذهب ۱۲

تقلید
الزام آنست مذهبی را

مذهبا یجب علیہ ان یدوم علی مذهبہ التزمہ فلا ینتقل الی مذهب
آخر اختیارا من غیر حاجة فاما اگر مشکلی سخت در پیش آید و دانجا حنفی را سودی حاصل نگردد
شافعیہ یا شافعی را بر مذهب حنفیہ بوجہ من الوجوہ صورتی دیگر ممکن نباشد آن امر
ضرورت است الضرورات تبیح المحظورات اما این نیست کہ با وجود مذهب حنفیہ دانشمند
بر رفع بدان و آنچہ بحسب عامل آمر باشند در عبادہ و احکام آنچہ از قرآن و حدیث برای
خود بفہمد بران بنازد و دین خود بازد مثلا گوید کہ اگر خود امام ابو حنیفہ مع صاحبین و
تمام خلف و سلف از فقہا رحمہم اللہ مرا در این عمل کہ بر حدیث شریف سنکم مخالف اند
بر دارند آن ہرگز ندارم پس آن خود رایی و لاندہبی است تقلید ترک تقلید
مذهب معین مجتہد مطلق راست کہ برای خود فتوی دہندہ باشد نہ بمذهب امام ابو حنیفہ
و امام شافعی و غیرہما پس ائمہ محققین در زمان خود فرمودہ اند قال الامام
الرازی ایس فی هذا الزمان مجتهدا و قال الامام ابن عبد البر قد
ذرعوا من الاجتهاد ۱۲ ابراہیم ۱۲ اکابرین متاخرین نوشتہ اند اقوالنا افعالنا
و افعالنا اقوالنا بعد تصحیحها و در این زمانہ رتبہ اجتہاد ہیچکسی را از علماء
ہریک از علماء در عرب و عجم از کتب مذهب امام خود فتوی میدہد و اگر کسی را از علماء
نسبت بشان و مذهب ائمہ اربعہ خصوصا سید الائمہ حضرت ابو حنیفہ کوفی چرا با
پیشوای کسی از فرقہ گمراہ خیال عیب بخاطر میکند و یا گفتہ باشد با تقلید معین را ممنوع
حرام داند و تقلد مذهب معین را زندیق قرار دہد سنگی بر آسمان زدن است ہم بر روی خویش
خواہد و ہم سنگ بآسمان نرسیدہ بسر خویش عاید کردہ خون از سر خویش روان کردن
چراغی را کہ ایزد بر فروزد ہر آنکو پف زند ریشش بسوزد پس جمیع اہل اسلام را
از خواص و عوام واجب است کہ خود را در حب انبیاء و حب اہلبیت و صحابہ سید الانبیاء
و حب ائمہ اربعہ ارباب المذاہب خصوصا در حب امام مذهب خود فانی سازند کہ
حب شان حب خدا است جل ذکرہ و در تقلید و نصرت مذهب امام خود اعمال
ایام و اموال و ایثار مال و اموال خطیر خود نمایند و از فرقہ وہابیہ کہ محقر ان اولیاء اعظام

اهل اسلام اند مجتنب باشند فلا از هر کس که نسبت بامام مذهبش یا مقلدان مذهبش کمک و طعن لغو یا کخریر سرزد شود ندارد کس از حکام حتی المقدور از ایشان مذهب صداقت و عدالت و ورع و غیرت را دستور العمل دارند زیرا که ذو وبوی عدالت الامر دوار بن تشبه رسوائی در روسیاهی است فانتم لقول ائمة الاعلام سلامة یحیلك عن اضلال المضلین الیام کما قال امام الحرمین رحمه الله ان الطباع مجبولة علی حب الانبیاء صلوات الله علیهم وعلی حب الصحابة رضی الله عنهم مع انهم لم یشاهدوا بل علی حب ائمة المذاهب مثل ابی حنیفة وابو حنیفة ومالك وغیرهم حتی ان الرجل لیحب وزجته لما مذهبه حبه العشق فیحمله ذلك علی ان ینفق جمیع ماله فی نصرة مذهبه والذب عنه ویخاطر بروحه فی جدال من یطعن فی امامه ومتبوعه واما من لیس له رتبة الاجتهاد وهو حکم جمیع اهل العصر وانما یفتی فیما یسأل عنه ناقلا عن مذهب صاحبه فلو ظهر له ضعف مذهبه لم یجز له ان یترکه فانه لا یبلغ فی المناظرة ومذهبه معلوم ولیس له الفتوی لغیره وما یشکل علیه یلزمه ان یقول لعل عند صاحب مذهبه جوابا عن هذا فانی لست مستقلا بالاجتهاد فی اصل الشرع انتهی ۱۲ احیاء العلوم من عینه

دفع خدشه ششم امام محی الدین نووی در شرح صحیح مسلم

شرح احمد بن شرف بن عمرو بن مرة حدثنا یحیی بن یحیی قال انا هشیم عن ابی بشر عن ابی المتوکل عن ابی سعید الخدری ان ناسا من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم کانوا فی سفر فمروا بحی من احیاء العرب فاستضافوهم فلم یضیفوهم فقالوا لهم هل فیکم من راق فان سید الحی لدیغ او مصاب فقال رجل منهم نعم فاتاه فرقاه بفاتحة الکتاب فبرأ الرجل فاعطی قطیعا من غنم فابی ان یقبلها وقال حتی اذکر ذلك للنبی صلی الله علیه وسلم فاتی النبی صلی الله علیه وسلم فذکر ذلك له فقال

ولا یکرہ الجلوس للقاری عند القبر وھو المختار ۱۲ در مختار من عینیہ
قال فی البحر ولا باس بقراءۃ القرآن عند القبور وھل یکون افضل من غیرہ و
یجوز ان یختص اللہ من اھل القبور شیئا من عذاب القبر او یقطعہ عند
دعاء القاری وتلاوتہ ۱۲ سید احمد طحطاوی من عینیہ ۔ وگفتہ اند کہ موضع قرآن موضع رحمت
ونزول رحمت است بمیت در حکم حی حاضر است پس امید وار باید شد برای نزول رحمت وحصول
برکت وقتیکہ بخوانند ثواب قاری مر او را ۱۲ ۱۲ ادرج من عینیہ ۔ ونیز ثابت کہ نصب حفاظ
در مقابر محمود ۱۲ تکمیل الایمان من عینیہ ۔ قراءۃ القرآن عند القبور عند محمد لا یکرہ و
بہ ناخذ اخذا بقولہ وھل ینتفع والمختار انہ ینتفع ۱۲ سراجیہ من عینیہ ۔
ولو سار جمل واجلس ولیہ علی قبرہ من یقرأ الاصح انہ لا یکرہ وھو قول
کذا فی المضمرات ۱۲ عالمگیریہ من عینیہ ۔ ودر قراءۃ پس در المشاھیر ای فی الاحا
المسمورۃ والاخلاص سبعا او سبع مرات والمشہور انہ یقرأ ثلث مرات
کذا فی ختم القرآن بجمیع الآیات ۱۲ شرح عین العلم ۔ وجمیع اہل پنجاب
شہری وقروی از قدیم الایام بر طریقہ مستحسنہ اسلاف کرام قایم اند کہ برائے مغفرت میت
بروز سوم مع امام مسجد وفقراء وبرادری خود جمع شدہ بر دانہ ہای نخود سورۂ اخلاص
بالتسبیح میخوانند وانرا وزدار وزفل می نامند اہل کشمیر نیز اول وآخر درود خواندہ
لک بار یا ہفتاد ہزار بار کلمہ تہلیل میخوانانند وبعد اتمام ختم امام مسجد یا بزرگی دیگر ثواب
کلمات طیبات بروح نوکذشتہ میفرستد پس در ہر دو طریق در حق میت کہ مانند غریق
وحریق است آب پاشی مغفرت الہی ودستگیری مرحمت رسالت پناہی است بکدام وجہ شریک
یا بہ عت باشد ودر حدیث شریف است کہ روح الامین صد فرشتہ را بطبق نور نہادہ بر کنار قبر
ایستادہ نمایند کہ یا صاحب قبر این ہدیہ فرستادہ اہل تست وبالغرض اگر در امور خیر
کہ عمل آن در وقتی کرامت باشد عوام اہل اسلام را ازان منع نباید کرد چنانچہ مختار صاحب
در مختار بدلیل قول جدید کرامت میداند ۱۲ ھذا للخواص اما العوام فلا یمنعون
من تکثیر ولا تنقل اصلا لقلۃ رغبتھم بالخیرات بحر لان علیا رضی اللہ

عنه وای رجله یصلی بعد العید فقیل اما منعه یا امیر المؤمنین قال انه
ان ادخل تحت الوعید قال الله تعالی ارایت الذی ینهی عبدا اذا صلی
یعنی عن عایشه و دیگر مانعین را بطور قاعده کلیه سخت شبه بمت انکه و علی کل تعیین آن
از شرع واجب نیست برخود مقرر کردن و امر را بران مودن مثل فاتحه خانه یا آخر معقود
تعیین یا مراد اوذکار و دعا و خلوات و اربعینات و نوافل و التزام قرارت سوره
فاتحه و اخلاص برای اموات ترک و بدعت سیئه و احداث فی الدین است و بعلم غیب خود
فاعل عامل آنرا در آن معتقد مثل فرایض میداند پس اول جواب باصواب از زبان
شاه عبد العزیز دهلوی اینکه غیر از فرایض شرعیه مقرره بهیچ فرض نمیدانند دوم انکه
علماء امت تعریف مستحب بما احبه السلف والخلف هم نوشته اند و نفی مستحبات
از سلف و خلف نیز آورده سوم انکه نمی بینند چون شخصی دوری یا عملی از اعمال خیر را که
اوقات شبانروزی برخود معین حتمه او انکرده باشد بسبب عذری یا بغیر آن احیانا
از وی فوت شود سزاوار است او را که تدارک مافات بسبیل قضا نموده باشد تا مواظبت
و ملازمت اعمال خیر از دست نرود چه جای انکه برخود معین و مقرر کند کما تدل علیه عبارت
الحصن الحصین مع شرحه الحرز الثمین لمولینا علی القاری علیه رحمة الباری سه و ینبغی لمن کان
له ورد فی وقت معلوم من لیل او نهار او عقیب صلوة او غیر ذلک ای مما
ماذکر من حصما و شهرا و سنة ففاته ای ورده بعذر او بغیره ان ینذاکره
ای صاحب الورد و یاتی به ای ینبغی ندبا کره و انیانه بما فاته اذا امکنه
ای قدر علیه و لم یکن و انع له یرده کالهم له ای ینبغی ان لا یترکه بالکلیة
فان الاهمال سبیل المطال لیعتاد الملازمة علیه و لا یتساهل فقضاه ای
فیودیه الله الی ولیشاء ذلک و لا یبعد انیکون التقدیر و ان لا یتساهل فی قضائه
فیصدر تاکیدا لما سبق و قد ثبت فی صحیح مسلم عن عمر رضی الله عنه من نام عن
حزبه او عن شیء منه فقرأه ما بین الفجر و صلوة الظهر کتب له کانما قرأه من اللیل
ذکره فی الاذکار انتهی من عینه سه حاصل آنکه تعریجا بحدیث سید المرسلین

ناصر الدین والی سمرقند و تومینی لخرج امام محی الدین جواز الاجرة علی الرقیه
بالقرآن والاذکار لنا حدیث لا شبهة فیه وتلویحا بمسایل فقهیة وفقیها یحققین
جواز هذا اجرة برخواندن قرآن مجید مع نشاندن قاریان وحفاظ سر قبور واصحاب
قرائت قرآن عند القبر عند محقق القاری الحنفی و افضل بودن آن و مقطوع شدن
عذاب قبر بخواندن قرآن عند صاحب بحر و خواندن سورهٔ اخلاص سه بار برای اموات
را برابر ثواب ختم قرآن بجمیع آیات ثابت و بوید اگر دید فله خیر فی کلا لا المانع
للخیر بل فیه ما فیه من الخدیع والتضییر و نزلی برشد که صاحب استاعتر یه را در حواله
ثواب آن و دادن و تهلیل و تسابیح باموات تردد هست والا نمی توسعت که قضات
تهلیل باجرت باشد بالغیر اجرت بطور صلهٔ قاضی یا بطور ید منوع و حرام نیند نیسید و نترسید
و بستش بلرزید حق آنست که آنچه در آوندش بود بیرون نراوید و دفع حدیث هفتم

در عرس و سماع در حضرت للعالمین و اعراس اولیاء الله و مشایخ کبیر بسند
صحیح و نقول محدثین و محققین مانعین المحدثین و بلوی منقول می شود اول انکه چون
عمر رضی الله عنه بالقدس بالقدوم بدایت لزوم مدینه منوره در مشرف شود قوم موسی
علیه السلام حمام یافت سبب آن از وی پرسید بعرض رسانیدند که این روز روزیست که
فرعون در بن روز نجات یافت و فرعون با قوم خود غرق شد پس ما روزه آنروز را شکر انه نجات
یافتن فرعون روزه میداریم فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم نحن احق واولی بموسی منکم
فصامه رسول الله وامر بصیامه الحدیث ائمه محدثین نوشته سبحان الله ما اثابت فیه
ایراد الصوم وتوسیع الطعام حتی لو اکر کسی را دست بر سد فقط بروز عاشورا توسیع
طعام اهل و عیال خود نماید بقیه سال آسوده خاطر و فراغت خواهد بخشید صاحب
روضة العلماء رحمه الله منوسید عن فضیل بن عیاض قدس سره قال کان رجل فی زمانهاد
اسمان مفلسا وکان یتخذ الضیافة فی کل یوم عاشوراء و یطلب ضعفاء و یدعوهم الی ضیافته فلما
توفی رآه فی المنام فقلت له ما فعل الله بک قال غفر لی قلت بماذا قال لضیافتی
کل یوم عاشوراء قال فضیافتک ترکت الضیافة بعد ذلک فی کل یوم عاشوراء انتهی

لیس اعیاد و اہل اسلام را لازم کہ در ایام عاشورا بنام حضرت حسن مجتبی و حضرت حسین رضی
اللہ عنہما اکتفا بر شربت نمایند بلکہ بدر سال ہدایا مثل درود و نہالیل و تسابیح
ختم قرآن و انواع ضیافات حضرت امامین را از خود راضی دارند زیرا کہ محب آل عبا
مشک رحمت اللہ تو در جوار رسول خواہد بود ۔ فی مدائح الفاضل الشیخ حسن البخراتی
وعن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بید حسن و حسین
فقال ایہا الناس ان احبنی و احب ہذین و ابا ہما و امہما کان معی فی درجتی یوم القیمۃ ای مقربا عندی فی درجتی ای فی جوار
ادنی درجتہا اہل بیتی انتہی ملخصا من عیون ۔ یارب بمحمد و علی و زہرا ۔
یارب بحسین و حسن آل عبا ۔ از لطف برآر عاجتم دود و ہرا ۔ بیمنت خلق یا علی الاعلی
انا در حق ضعفا و فقرا و عورات صغیرہ بشربت و علیمہ کافی وافی است ۔ زشوق حسن
او زالی بر آشفت ۔ نفیدہ در سیاق چند و میگفت ۔ بگفتا کہ چہ من کاسہ چہ خم ۔ کہ در سلک
خریدار انش باشم ۔ حضرت شاذلی اللہ رحمہ اللہ در کتاب انفاس العارفین از افعالات
والد ماجد خود ارقام فرمودہ اند ۔ مغیر مودند در ایام وفات حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم
جرئی فتوح نشد کہ نیاز آنحضرت تلمیح بخته نشود قدری نخود بریان و قند سیاہ نیاز کردم
شبی در واقعہ دیدم کہ انواع طعام بحضور آنحضرت عرضہ میدارند و در آن میان آن نخود و قند
نیز معروض میدارند نہایت ابتہاج و بشاشت اقبال مغیر موصوف انہی ۔ یا رسول اللہ
بر چہ ہیبت و برکت است از بہر تست از آن تست ۔ فی رسالۃ الحاج للقاضی
الی جناب محبوب الہی ۔ انت مراد الاراد تہ فلک الحسنی و الزبانک انہی من
سے رانده عالم و سوی تو می آیم باز ۔ کہ خرد کاغذ باطل شده را کاغذ ساز ۔ نہ گریزی ہم کرم
و رحمت گریزم ۔ بدر تو باز گردم مگر بروی ۔ دوم آنکہ محبوب ایزد متعال سر ہر سال بقبور
شہدا تشریف می برد و قول اللہ علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار ۔ محمد بن خلیفہ
و ابو رملی اللہ منہم نقل می آورد ۔ سوم آنکہ فرمود صلی اللہ علیہ وسلم ہر کہ را کہ ترک نکن

روزه ده شنبه نوبر اکه پیغامبر من در آخر روز دفن سر بانیه فیه ولدت وفیها جوت
فیها موت جهارم انکه حضرت فاطمه در مواهب فرموده انا کان یوم الجمعة خلق
سیادم علیه السلام خص بساعة لا یصادفها عبد مسلم فسأل الله فیه خیرا
الا اعطاه ایاه فما ملک بالساعة التی ولد فیه سید المرسلین پنجم انکه قال
الشیخ الامام قدس سره واما زیارة بعض الاولیاء فی یوم معلوم فلیس
من الاسرار یظهر الله تعالی من الولی المزار کرامة له یستمر ذلک
السر وبرکته الی آخر الدهر وقد یکون ذلک الیوم یوم انتقاله من
دار الفناء الی دار الثواب وهذا یوم عظیم ینبغی التعظیم والفرح
لان الملائکة واهل عالم البرزخ والجنان یفرحون ویباشرون
بموت الولی فیوم موته یوم عظیم ششم انکه محققین متاخرین میلاد
وعرس حضرت سید الانبیاء واعراس مشایخ واولیاء وآباء واجداد خود مثل
حضرت محقق فارسی شیخ عبد الحق دهلوی وشاه غلام الدین اولیاء وولی الله
وشاه عزیز الله ومولوی رفیع الدین بتمام واحترام تمام منعقد نمودند قاری در
سورد رمی تخصیص کرده قال من تعظیم مشایخهم وعلمائهم هذا المحفل المعظم
والمجلس المکرم انه لا یاباه احد فی حضوره وجاء اثر النور یوم یجمع
قال ابن الحوزی واذا کان اهل صلیب اتخذوا لیلة مولد نبیهم عیدا
الاکبر فاهل الاسلام اولی بالتکریم واجدر وشیخ عبد الحق بسیاست
بعد ذکر تاریخ وفات حضرت محبوب سبحانی سنوسید قلت لهذه الروایة یکون یوم
تاسع ربیع الآخر اذ رکنا علیه سیدنا الشیخ عبد الوهاب القادری الحنفی
المکی فانه کان یحافظ فی یوم عرسه رضی عنه هذا التاریخ اما
اعتمادا علی هذه الروایة او علی ما رآی من شیخه الشیخ الکبیر علی المتقی
او من غیرهم من المشایخ رحمة الله علیهم وقد اشتهر فی دیارنا هذا الیوم
بالحادی عشر وهو المتعارف فی مشایخنا وقد ذکر بعض المتاخرین من

مشایخ العرب ان الیوم الذی وصلوا الی جهاة العزة وحظائر
القدس یرجی فیه من الخیر والبرکة اکثر وادر فرخ وشاه ولی الله در همچنین نوشته
که اینجا است حفظ اعراس مشایخ ومواظبت بمدت قبور ایشان والتزام فاتحه
توقفی وصدقه دادن برای ایشان سه وشاه عبد العزیز در جواب مطاعن مولوی
عبد الحکیم نوشته قوله عرس بزرگان خود آه این طعن مبنی است بر جهل باحوال مطعون علیه
زیرا که عزاداران نفس سرعیه مقرره بکیس فرض نمیدانند آری زیارت قبور وترک بقبور صالحین واعداد
ایشان باعداد ثواب تلاوت قرآن ودعای خیر وتقسیم طعام وشیرینی امر مستحسن ومحبوب است
باجماع علماء وتعیین روز عرس برای آنست که آنروز مذکر انتقال ایشان میباشد
انتهی سفتم انکه اما تعیین یوم میلاد در شهر مبارک ربیع الاول در رتب دوازدهم آن بادر
رود دی لبس نزد محدثین مانند امام محی الدین نووی وحافظ ابو شامه وشیخ ابو الخیر
ابن جزری وشیخ ابو موسی زرعی وعلامه ناصر الدین معروف بابن طباخ وشیخ جمال الدین
وعلامه ظهیر الدین جعفر ومحمد بن علی وشقی مصنف سیل الهدی وامام برزنجی ومحقق
قاری حنفی وشیخ عبد الحق دهلوی ... از امور مستحسنه است واز ادلة قویه مبرهنه
حضرت سیوطی که مجتهد ومجدد وقت خود بوده بالغ صد کتاب در هر علم از و بتصنیف رسیده اند رساله
مسمی بحسن المقصد فی عمل المولد مرقوم فرموده داد انصاف داده رحمة الله علیه ششم انکه یا قیام
عند ذکر ولادت حضرت سید انام علیه الصلوة والسلام که موجب آنه کرمه وتعظیم کونیه
وجوب تعظیم حضرت وی صلی الله علیه وسلم ثابت شده ... فدعا جمیع الرسل کلا باسمه
ودعاك وحدك بالرسول وبالنبی یا آدم انت وابدر انبیائها ... یا ایها النبی خطاب
محمد است ... چنین دانم که امر ارشاد بحکمای خود نمیکند وعلم الهی حضرات محدثین
استحسان قیام تشریح کرده اند ... قال عثمان بن حسن الدمیاطی الشافعی فقد اجمع
... اصل الله ... علی استحسان القیام المذکور وقال ... الله
عبد ... یجمع امتی علی الضلالة وقال عبد الله بن عبد الرحمن البرزنجی
اما القیام اذا جاء ذکر ولادته ... عند قراءة المولد الشریف فتواطر ... الامة

ه سلام من غیر نکیر و لهذا کان مستحسنا و یکفی فیه انه عبد الله بن مسعود
رضی الله عنه ما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن
م آنکه چون نهمین یوم تاریخ میلاد و قیام عند ذکر مولد شریف حضرت سید انام
علیه الصلوة والسلام داعی اس اولیاد عظام و التزام آن بشروط و اهتمام و قیام باعاد
و نقول ایمنا اعلام مشهور و محمود و تحسن عند المعتبرین الفخام به ثبوت پیوست واضح و لایح گردید
که کامل عامل آن را جزی بثواب او فر و آزا از بدعات منکره شمردن مکابره و مخالفت با اکابر
است و خطا منکر است والسلام علی من اتبع الهدی واجتنب من اهوی

جون راقم آثم در اکثر معاملات و معدلات و امورات که تعلق باعتقاد و روابط و ضوابط
حضرات عالیدرجات میدارند دیدکه کسانیکه از اهل سنت و جماعت در انبوقت بر منصب فتوی و
علم و امامت نشسته اند غیرت و انصاف با هم برطاق نهاده اند بلکه اگر کسی با فرقه منکرین و
مکفرین جواب سوال تقریرے یا تحریری مینماید او را نشانه طعن و علامت میدانند و از و تحذیر
و صفحه خاطر راقم که از علم و عمل معرا و بمعاصی عشق و غل محشا است در رد فرقه الفرقه اعزاز
با وجود قلت فرصت و کثرت پریشانی اسانید و نقول علماء اهل سنت و جماعت مشغول شتابیراد
اول آنکه شاید کسی از بینفرقه براه انصاف آید زیرا که بعض اشخاص که بامیر مرض مبتلا
شده بودند مثل محمد طهور علیخان صاحب و مولوی عبد الستار صاحب و غیرهم از اهل هند
و مثل مولوی رحیم بخش صاحب و مولوی محمد شاه صاحب و غیرهم که از امرتسر این هر دو نفر منجمله
شاگردان فاضل اثنا عشریه بودند در مساجد بر منابر و محافل و مجالس از ارتباط و اعتقاد
باسناد معتبری شدند بنفاذ استعانت حضرات صحت کلی و نجات یافتند دوم آنکه
درجا شکه تصانیف مخالفین خصوصا رسالهای اثنا عشریه و نجی المومنین که فی الاصل بر خلاف
عقیده اثنا عشریه و مهلک المومنین است برسند تحقیق شان تحقیق علماء اهلسنت و جماعت که
از راقم قبل النبذه منقول و مرقوم رود بمیزان دیانت و انصاف بسنجند تا بمیزان از
صفحات اهل اسلام از خدع و مکاید شان محفوظ مانند و اگر فتوای مرقومه مخدومه
از علماء فرقه نجدیه اگر بجواب بعض علماء اهلسنت هم بنظر ساده لوحان گذرانند

غریب را از بکر و زید بر خود روا ندیده و این امر مجرد دعوی را فتوی را فتوی خواهد بود

۲ خلاصه از فتوائی که مولوی غلام رسول صاحب قصوری در رسائل ۶۱ مرقوم نموده است

۳ بدلیل آیه کریمه انما الصدقات للفقراء و حدیث مبارک لا تحل الصدقة لغنی ولا لذی مرة سوی از این مرجع آن حدیث حرمت صدقه مطلق بر اغنیا ثابت گشت و دلیلی که بطریق نیاز اولیاء الله می پندارد از قسم صدقه است چنانچه از لفظ هدیه بر آیه صراحة معلوم می شود تا بحدی که اگر کسی گوید این طعام هدیه برای ارواح مقدسه فلان اولیاء است اینهم از قسم صدقه است چنانچه صاحب شرح صدر در کبرای سیوطی است انچنین هدیه از قسم صدقه ثمره عن انس قال سمعت رسول الله صلی الله وسلم یقول ما من اهل میت یموت منهم میت فتصدق فواعنه لا اهدوا له جبریل علی طبق من نور ثم یقف علی شفیر قبره فیقول یا صاحب القبر العمیق جاءتک هدیة من اهلک اهلک الی آخر الحدیث و از همین حدیث ظاهر من الشمس است که احسن هدیه از قسم صدقات پس معلوم شد که نیاز که برای اولیاء الله می کنند اکثر از قسم فریضه است تا مسکین است خودش اکل من اغنیا را حرام نگرداند اگر مسکینی مالک کسند و از آن اغنیا کرفته نخورند انتهی ملخصا من

۴ پس جای غور و انصاف است یکی آنکه مراد از آیه کریمه انما الصدقات عند المفسرین زکوة مفروضه است نه نیاز سیه السادات علیه افضل الصلوات و نه نیاز حضرات علیه و نه صدقه اموات و نه نیاز اولیاء الله بر اغنیاء و سادات برکات علی اوره اگر داخل صدقات غفلیه است دوم آنکه با وجود اقرار بر نیاز ندیده که این هدیه اولیاء است مکاشفه که این هم از قسم صدقه فریضه است سوم آنکه با وجود دعوی معقول در کلمه فی شرح الصدر للسیوطی ترجمه کرد که چنانچه صاحب شرح صدر که برای سیوطی است چهارم آنکه طرفه تماشا است که حدیث مذکور صراحة مصرح است بر اینکه اگر عام مؤمن را صدقه مغفرت فرستند حضرت روح الامین آنرا بر طبقه نور نهاده بر کنار صاحب قبر نعظیم البتاده ندا میکند که ای صاحب قبر این هدیه اهل فلان است که بسوی تو فرستاده اند و در فتوی مزبور برعکس مسطور که اگر هدیه اولیاء الله را نظر بر حدیث شریف صدقه می شود پس غیر از چنین بیت در این فتوی چیزی دیگر نیست

نقل فتوی مانعین در منع فاتحہ ثانیہ

مراحت نمی آید ہر خوش فرمود سعدے در زلیخا الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا سے نقل فتوی ثانیہ مرقومہ مخالفین در منع فاتحہ ثانیہ

بعد چند علماء دین در اینکہ بعد فراغ دفن میت بر چند قدم آمدہ متوجہ بسوے قبرستان شدہ باز فاتحہ ثانیہ میخوانند و چون خواندن الحمد در نماز جنازہ و تکرار آن و حاضر نشستہ وغیرہ بکرہا تکبیر و ادعیہ مروجہ نزد علماء حنفیہ ممنوعات و احداث فی الدین اند و چون اند عوام اعتقاد فرضیت آن پیدا شدہ ترک آن واجب الراقم احقر عباد اللہ غفر حسن قادری اصول این مسئلہ در کتب معتبرہ فقہ تالیف یافتہ اند احقر العباد شہاب الدین سالکوٹی الکتوب حق لاریب فیہ صوفی شاہ سالکوٹی ما حررہ النحریر حری بان تقبل القلب المقصر الی اللہ الصمد فقیر غلام احمد الحمد کہ مولانا النحریر فاضل کبیر حسن شاہ قادری سیالوی در جواب این مسئلہ نوشتہ حق است و درست الراقم ابو عبد اللہ غلام علی قصوری فی الواقع چونکہ سنیت این امر مسطورین از منبع بحر ثبوت رسیدہ پس التزام بآن و امر ار آن خالی از احداث فی الدین نیست و ملتزم و مصر در عموم متن احداث فی امر ہذا مندرجست فقیر عبد العلی لاخک ان التزام الفاتحہ بعد صلوۃ الجنازۃ والدفن احداث فی الدین فیجب کما بینہ الکیفیہ فقیر سعد اللہ بن لاہوری عفی عنہ صحیح حافظ محمد بن لاہوری و این اوضاع کہ در عوام الناس موجود اند در صحیح کنز العباد یافتہ نمی شود فقیر محمد علیہ حنفی قادری فتحپوری اصاب فیما اجاب محمد محی الدین عفی عنہ مدرس مدرسہ سرکاری صحیح کما فی فقیر فرزند اللہ دہلوی الحق احق ان یتبع فقیر احمد اللہ انتہی ملخصاً از رسالہ صحی المومنین از صفحہ ۱۱۵ الی ۱۲۱ من عینہ سے معلوم باد کہ راقم آثم بموجب سوال ملا احمد نامی کشمیری بنجابی کہ بر محلہ راقم است در جواز فاتحہ ثانیہ تحریری نمودہ موسومہ بہ بہبود الکلوے ساختہ از نظر علماء بہ خط و مواہیر شان گذشتہ بطبع رسانیدہ بود و بعض اشخاص با مانعین موجب تشویش کلی دیدہ اند و در رد متن فتوی مذکور مسطور کردہ بودند بنا علیہ نقل ہر دو فتوے منقول کردہ میشود ناظرین بر حال ہر دو فتوی و توفیق مابین مواہیر معلوم خواہند شد سے ملک آنست کہ خود بہ نہ ایلد

عطار گوید سه استفتا چه میفرمایند علماء دین در اینکه اهل اسلام بعد فراغ از دفن میت
و بعد الفراغ فاتحه خوانده و چون باقی گورستان میرسند بار دیگر سوره فاتحه یکبار و سوره اخلاص سه بار
خوانده ثواب بروح نوکه نشسته و بارواح اهل مقبره میفرستند پس آیا ثواب بردو جمیت
اهل مقبره میرسد یا نه و رفع فاتحه جایز است یا اول مشروع دوم ممنوع جواب
دعا و استغفار در حق میت بعد دفن و مطلقاً برای اهل مزار از جناب رسول مختار صلی الله علیه
وعلی آله الاطهار ترغیب و ترغیب بنص احادیث بسیار و آثار صحابه کبار وارد و ثبوت بلکه فاتحه و دعا
پس از دفن هم درست است شیخ الاسلام در کشف الغطا منیه فاتحه و دعا برای میت پس از دفن
درست است و همین است روایة معموله کذا فی خلاصة الفقه و اما خواندن سوره فاتحه در نماز جنازه
بطریق ثنا و دعا لباس بهاست و خواندن بعضی صحابه این را در این نماز ثابت که همین طریق ثنا
انتهی من منیه و دلیلی از ابن عباس رضی الله عنهما روایت کرده که رسول مقبول صلی الله
علیه وسلم گفت میت مرده در قبر مانند غرق شونده و فریاد کننده انتظار میکند دعای چیزی را
که برسد او را از پدر یا مادر یا برادر یا دوست معتمد علیه چون میرسد او را مانند محبوب نزد بسوی او
از دنیا و مافیها انتهی من منیه پس هر بار که فاتحه و استغفار برای اموات
خوانده شود موجب مغفرت و رحمت گردد کما ثبت جل ذکره و فاتحه اول که در گورستان خوانده
شود بسبب ازدحام مردم ابدا و باهل قبور که مراد از پایمالی است لاحق میشود نهی در آن
از شارع وارد پس حکم که اصل آن در شرع ثابت است تعیین آن در وقتی بسبب ازدحام اینوقت
را اقتضا نه نبوت آن اصل را کرده ۱۲ هدیة المومن للقائم الآثم ملخصاً من منیه
هذه الروایة صحیحة معتبرة معتمدة علیها مذکورة فی کتب الاحادیث والفقه فمن ادعی خلاف
ذلک فعلیه البیان وعلینا الرد بالبرهان ۱۲ الراقم حافظ محمد احسن امروهی عفا الله عنه الحق ما
منیه وطابق للواقع من الاحادیث والروایات المعتبرة وما خالف فیه فلا التفات الیه المردود
احمد نار عفی عنه کل ما مکتوب فیه کاذب عبد الرحیم عفی عنه المجیب مصیب عبد الله
هذه الروایة صحیحة فقیر الحقیر خیر الدین ذلک کذلک کاذب فیه المفتقر الی الله الصمد
فقیر غلام احمد حیرت منتهی در اینقدر مه وارد نشده بگو اصل و دلیلش بگو سعادت

منقول

مسئولہ مجیب نابت است پس تشدد در منع آن وجہی ندارد (عفی عنہ) ہر لقد
اصاب المجیب واجاد فان ہذا الحکم وان لم یثبت بالسنۃ فلم ینہی عنہ الیقا لم یرد
(مسئولہ) بنانوی لاشک فی ہذہ الروایات لانہا منقولۃ عن السنۃ التی ثبت
غیر محمد غوث سلطانپوری قال اللہ تعالی شانہ وعظم برہانہ وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی فلن یکفر
استحباب ایصال ثواب عمل بارواح اموات بلا رب عقیدہ حمیدہ اہلسنت وجماعت است خلافا
لمعتزلہ کما صرح بہ فی کتبہا وتخصیص زمان ومکان کہ مصادم شیئ از سنن نباشد مستحب را
از استحباب خارج نمی کند غایت امر تخصیص مذکور بدعت حسنہ خواہد شد وامر خیر کہ در میان
اہل اسلام متوارث باشد ہرگز مکروہ نمیگردد حتی کہ در درالمختار وحاشیہ او در البحر الرائق
مذکور است حررہ الفقیر المقصر عبد الرسول قصوری عفی عنہ ہذہ الروایۃ صحیحۃ فقیر احمد رضا
قصوری ہذہ الروایۃ صحیحۃ فقیر غلام حسن شاہ قصوری ہذا الجواب صواب احق بالاتباع
فقیر غلام دستگیر ہاشمی قصوری ہذا الجواب صواب احق بالاتباع فقیر عبد اللہ صدیقی قریشی
قصوری قد احسن المجیب فی الجواب واصاب الصواب نمقہ مولوی قطب الدین ہذا الجواب
صواب فقیر امام الدین عفی عنہ لاشک فی صحۃ ہذا الجواب ومجیبہ المصیب مشکور عند الناس
وعند اللہ یستحق للثواب جزاہ اللہ فی المبدا والمآب الراقم مسکین غلام حسین بدیشوری
قد اصاب من اجاب فقیر غلام محمد عفی عنہ مالک فی الجواب صحیح بلا ارتیاب مسکین
فضل کریم ۔ محمد وللفضلی ونسلم فقد ثبت عند اہل السنۃ والجماعۃ وصول دعاء الاحیاء
للاموات کالصدقۃ بالکتاب والسنۃ اما الکتاب فقولہ تعالی فی مدح اہل السنۃ
والجماعۃ انہم یدعون للسلف ویقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان
ولو لم یکن فی ہذا الدعاء فایدۃ لما مدحہم اللہ تعالی واما السنۃ فکثیرۃ لا تعد ولا تحصی الفکتہ
الثانیۃ المعتادۃ بین المسلمین حسن محمود فما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن کما فی
الحدیث والالحاح فی الدعاء ماثور وقد فسر المفسرون فاذا فرغت فانصب ای اذا
فرغت من عبادۃ فانصب نفسک فی عبادۃ اخری وقال صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالحال
المرتحل ولذا استن بعد ختم القرآن العظیم قراءۃ الفاتحۃ والبقرۃ الی المفلحون

۱۰ تحریر جناب مولوی عبد الرسول صاحب قصوری خلف الصدق مولوی علامہ محمد الاعلی المغفور

۱۱ تحریر جناب مولوی شیخ عبد الملک الوہاب

في النسخة التي بيده المعتادة فابدة عظيمة وعايدة عميمة وهو انهم اذا فرغوا من الدعاء للميت
الجديد يقولون في موضع غير بعيد والظاهر ان النسخة ثانيا بنية تعم الدعاء للمقبورين
في تلك المقبرة وقد يتلفظون في الشرع الشريف وهو ان زوارها صلى الله عليه وسلم
اذا قاموا بكفاية القبر المنيف وسكبوا عليه صلى الله عليه وسلم وعظموه بالتكريم والتشريف
يتأخرون من المكان ثم يسلمون على صاحبيه ابي بكر الصديق رضي الله عنه ثم يتأخرون ويسلمون
على عمر بن الخطاب رضي الله عنه وانما زعم العاندون بان في الفاتحة الثانية تشبيها بالقبر
فغاب محض مكابرة فان التشبيه المذموم هو التشبيه الذي يكون في امر مختص بهم ويكون شعارا
لهم وسع ذلك بالقارئ قصد التشبه وفي هذا الفعل لا يخطر ببال احد من المسلمين فضلا عن
افاضلهم وقوع قصد التشبه بهم وقد ورد من الشارع صلى الله عليه وسلم الاستغفار وسؤال
التثبيت للميت فروى ابو داود والحاكم والبيهقي عن عثمان رضي الله عنه قال مر رسول الله
صلى الله عليه وسلم بجنازة عند قبر وصاحبه يدفن فقال استغفروا لاخيكم واسئلوا له
التثبيت فانه الآن يسئل كذا في المشكوة وغيرها من الكتب المعتبرة فقد علل صلى الله
عليه وسلم الاستغفار وسؤال التثبيت كونه مسئولا في ذلك الآن حيث يسأل الملكان
في ذلك الآن على وجه الامتحان وذلك ساعة شغل الميت وتستقبل هول المطلع
سؤال الفتانين وقد وردت الاحاديث الكثيرة الصحيحة في الصحيحين وغيرهما ان سؤال
الملكين ينفع بعد الدفن وتولي الاصحاب والذهاب للرجوع والاياب ففي اصح الكتب
بعد كتاب الله كتاب البخاري باب الميت يسمع قرع النعال اي صوتها عند دفنها على الارض حدثنا
عياش حدثنا عبد الاعلى قال حدثنا شعبة ح قال وقال لي خليفة حدثنا يزيد بن زريع
قال حدثنا سعيد عن قتادة عن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ان العبد اذا
وضع في قبره وتولى وذهب اصحابه حتى انه ليسمع قرع نعالهم اتاه ملكان
فيقعدانه الحديث ورواه مسلم ايضا واخرج البيهقي بسند صحيح عن ابن عباس عن
النبي صلى الله عليه وسلم قال ان الميت ليسمع خفق نعالكم وانتفض ايديكم
اذا ولّيتم عنه مدبرين فيأتيه الملك الحديث وروى ابن نعيم وابن ابي الدنيا و

والاصبهاني في الترغيب والبيهقي عن عطاء بن يسار قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم سهلوا عليكم التراب فاذا انصرفوا عنه اتاه فتانا القبر
منكر ونكير الحديث ورواه احمد والطبراني في الاوسط والبيهقي وابن ابي الدنيا
من طريق ابي الزبير انه سأل جابر بن عبد الله عن فتاني القبر فقال سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول ان هذه الامة تبتلى في قبورها فاذا دخل الرجل
المؤمن قبره وتولى عنه اصحابه جاءه ملك الخ وفي المرقاة وقد ثبت انه
صلى الله عليه وسلم السؤال للميت قبل اتيان الملكين حيث قال انه ليسمع قرع نعالهم انتهى
وورد في احاديث صحيحة اخر انه سأل اذا قبر ووضع ودفن قال الامام القرطبي في التذكرة
والشيخ جلال الدين السيوطي في شرح الصدور في الجمع بين هذه الاحاديث ان يشخص اليه
انسان ويسأل فيثبت لانه سؤال عند انصراف الناس ليكون في حقه اسهل واشد واخر اياه
قبل انصراف الناس عنه يخفف عليه لحصول انسه بهم انتهى وخلاصة الكلام
انه ثبت في الاحاديث الصحيحة عنه عليه الصلوة والسلام سؤال الملكين لبعض الناس
عند الدفن ولبعضهم عند انصراف الناس وقد حث الشارع على الدعاء والاستغفار و
دعاء التثبيت للميت وقت سؤال الملكين وليس لنا علم بمن يسأل عند اتي الدفن
ومن يسأل عند تولي الناس والانصراف فعلينا امتثال امره صلى الله عليه وسلم بالاستغفار
وسؤال التثبيت عند كلا الحالين وبهذا التقرير والتحرير اضمحل ما زعم لبعض من قل
علمه انه لم يرد في هذه المسألة شيء من الشارع واعجب من ما وقع من بعض من ضل
واضل من تكفير اهل الاسلام بهذا ما يتعلق الآن لاثبات هذا المقام والله
اعلم بالمرام الراجي الى رحمة الملك العلام الفقير احمد يحيى عفي عنه هذا هو الحق
وما يقال انه ابدع فليس كل ابدع منهيا عنه بل المنهي بدعة تضاد سنة ثابتة و
ترفع امرا من الشرع مع بقاء علته وكل محدث ضلالة عام خص منه البدعة
الحسنة فعلى الله المختار ويثوب بين الاذان والاقامة في الكل للكل بما قاله
انتهى وفي الطحطاوي ولو شبر اعتاده كما في البحر انتهى حرره حافظ عصام الدين عفي عنه

ذلک کله حق والحق احق ان یتبع لان الدعاء عند القبر قائما اتم وابلغ واکمل وکریہ
معہود من السنۃ عند اہل السنۃ کما ثبت فی السنۃ ففی صحیح المسلم عطاء اللہ حرقدہ
حدثنی ہارون بن سعید قال حدثنا عبد اللہ بن وہب قال اخبرنا ابن جریج عن عبد اللہ
بن کثیر بن المطلب انہ سمع محمد بن قیس یقول سمعت عائشۃ رضی اللہ عنہا تحدث
الا احدثکم عنی وعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسافت الحدیث الی ان قالت جاء
البقیع فقام فاطال القیام ثم رفع یدیہ ثلث مرات ثم انحرف فانحرفت الحدیث
قال الشیخ الامام العامل الزاہد محی الدین ابو زکریا یحیی بن شرف الصالح النواوی رحمہ اللہ
فی شرح المسلم فی ہذا الحدیث استحباب اطالۃ الدعاء وتکریرہ ورفع الیدین فیہ وفیہ ان
الدعاء القائم اکمل من دعاء الجالس فی القبور انتہی وفی ہذا تخصیص منہ صلی اللہ علیہ وسلم
علی تکریر الدعاء فی المقابر ولا عبرۃ للمجادل المکابر واللہ اعلم بالسرائر کتبہ المفتقر الی اللہ
حافظ عزیز الدین عفی عنہ ضعط انتہی

بعد از فتوای مرقومہ

نجف الغنین کہ مندرج ۱۴۳ صفحہ رسالہ منجی المومنین است اکتفا بر یکدو تحریر زنکردہ
معتبر تر از صحاح ستہ مواہیر می نمود سہ ماکتب فی ہذا القرطاس من مناقب امام الشریعۃ
قامع البدعۃ محی السنۃ رسول اللہ ماحی آثار الشرک والکفر محمد اسمعیل الدہلوی
الغازی الشہید قدس سرہ فہی قطرۃ من بحرہا ورشفۃ من دیمہا فقد درکاتہا وتحریرہا
وراء تقویۃ الایمان فما رآہ من المسکین بالنظر التفصیلی لکنی رایت فی مقدمۃ انہ کتب
فی دفع الشرک وقمع البدعۃ فلا ریب فی صحتہ ولنا فیہ حسن ظن فاردت الی الآن
فلو کتب الفقیر علی نمط تقویۃ الایمان فہو تشنیعۃ فی التصحیح فمکفر ہو لا والاسرار لا
الا من ہو من الاشرار والفجار الراقم احقر الانام میر حسن شاہ قادری

عمدۃ المحققین قدوۃ المتاخرین شمس العلماء وقمر الاتقیاء مولانا محمد اسمعیل صاحب
رحمۃ اللہ علیہ حق پر تھے اور کتابوں میں انکی شرک اور بدعت کے بڑائی ہی اور آیات
قرآن شریف کا ترجمہ ہی پھر جو کوئی انکو نسبت گمراہی یا انکی کتابوں کو بڑا کہی
وہ خود گمراہی الراقم صوفی شاہ بتاوی عفا عنہ وہمین مولوی حسن صاحب

تمالی

بتالوی کہ خود را صاحبزادہ و سجادہ نشین و محشی تصانیف حضرت شیخ اگر
رضی اللہ میگویا نید مہر و تقریظش بر رسالہ معیار الحق مع معتبر دیگر مولوی حافظ ولی اللہ
صاحب لاہوری مندرجست پس مجملاً حال مولف معیار و خود معیار از نقد عیار قلم اثبات
دنند بر اولی الابصار ہویدا باد سہ اول آنکہ معیار الحق را اکابران علماء و بند معیار الباطل
می نامند دوم آنکہ بآخر رسالہ نظام الاسلام مولف معیار زیر مہر خود نوشتہ است کہ جو کوئی
تقلید امام واحد کو برا کہی وہ خود گمراہ ہی سوم آنکہ اغلب است کہ چون حافظ ولی اللہ
نابینا است مہرش بخدع شدہ باشد بدو وجہ وجہ اول آنکہ شب و روز با فرقہ ضالہ لاہ
مباحثہ مباشد و نشانی کہ بر روایات میکند خود مصرحست در مخالفت معیار یعنی
حافظ ولی اللہ حنفی لاہوری وجہ دوم آنکہ مہر و تقریظ او بر سجلی کہ بمواہیر علماء و لایات
ہندستان و کشمیر و پنجاب در وجوب تقلید معین و ابطال تلفق یعنہ بزوم موجود ثبت
شدہ است فقط چہارم آنکہ اعتبار و وثوق مہر و تقریظ صاحبزادہ صاحب بتالوی از
تصنیفش خود عیان است عیان را حاجت بیان نیست اینست عبارت او سہ گواہی میکنم
حضرت عقیدہ را کہ اینست عقاید من و کرامی نظام من عقیدہ حنفیہ و شافعیہ
و مالکیہ و حنبلیہ ہر چہار از اہل سنت و جماعت اند عقیدہ اگر برسیدہ شویم از حنفیہ
مذہب کوئیم مذہب ما حق است و مذہب مخالف ما از ائمہ ثلثہ خطا است احتمال صواب
دارد و فروع غیر مجتہد را اگرچہ عالم صاحب استعداد و استدلال باشد و عالم بقواعد اصول
و استنباط بود ماہر بمعنی نصوص و اخبار باشد لازم است کہ تابع روایات مذہب امام خود باشد
و بر رائے خود کہ از آیات و احادیث بفہمد اگر مخالف امام او باشد عمل نکند ۱۲ صراط الحق
من عنیہ سہ و حال جواز و استحسان فی نحو ثانیہ خود ظاہر گردید اگرچہ بکفرین از روے
ننگ و عار بزبان اقرار نخواہند نمود اما بجای خود نادم خواہند شد کہ اہل اسلام را بر فعل
نیک بگمان بد در ورطہ تکفیر آوردن خود را و عبد شدید انداختن است سہ و از علماء
پایان مولوی احمد علی صاحب ثابت قدم ماندہ کہ بعد سخط کردن بر فتوی اول فتوی دوم را بخط خود نمود و بر خود حرام کرد

زیرا که اوشان از ابتدای حصول منصب فتوی تا حال اضباط کاهی مسئله بدست خود
ننوشته حالانکه در تحریر و تقریر عدیم النظیر است و هر روایتی که نزد شان میرسد آنرا
بر همین نشانی میدارد بنده الروایه صحیحه فقیر مغفور خیرالدین و فرزند ارجمندش
غلام احمد نام مجبورانه بتتبع مولوی سبحانعلی که ادشتداد است مهر و دستخط نموده
باشند و اما مولوی عبدالعلی صاحب قاری که خوش تحریر و تقریر است و در مباحثه
لذیذ عمر و تحریر سدد الله اعلم با وجود مهر کردن بر فتوی چنین و بر فتوی ما نحن فیه
مهر نمودن رحمه الله العلی الودود و اما حافظ محمد احسن صاحب احسن الله حاله و ماله که بجمیع
احسن ملکه احسن است و مولوی رحیم بخش صاحب اگرچه در امور دنیا ساده لوح است
اما در امور دین بکر و یکسوات فقط سه و انکه نسبت تنقیحه الایمان و تفهیم المسلمین
و مصنف آنها غایت سعی از مخالفین ارقوم رساله منجی المومنین است پس حال و ثوق
صاحبان مولهیر واضح گردید معتبر از صاحبان مولهیر مولوی حسن شاه بنالوی بود وی
در رساله مصنف خود مفید بحلف آنچه مینویسد سراسر مخالف و مناقض است تقریظی
که از وی بآخر معیار مسطور است سه و انکه نسبت تنقیحه الایمان و مولفش مینویسد عین
بافتاوی سابق و خواهشی که از وی مزبور است و البته انچه که از علماء اهلسنت و جماعت
لذیذ و مسند و عربی و عجم نسبت تنقیحه الایمان و مولفش بقلم قدرت سطری از کتاب
مکتوب می شود و آن اینست که چون مولف تنقیحه الایمان از اکابر علماء دهلی در مسجد
جامع ملزم شده بعالم سکوت رفت محقق مدقق رئیس المتکلمین مولوی محمد نعیم محقق در حال
تصانیف وی چنین نوشته سه مستفتی در استفتا که سوال کرده یکی انکه
کلام این قابل حق است یا باطل دوم آنکه کلامش بر استخفاف و استهزاء مشتمل
و قدر واجب التوقیر حضرت سید المرسلین صلی الله علیه وسلم اشتمال و دلالت دارد یا نه سوم انکه بر تقدیر
اشتمال و دلالت آن بر سبت و بر استخفاف و استهزاء آن حضرت صلی الله علیه وسلم حال حکم
مرتکب آن شرعاً چیست داد از روی دین و ملت کمیت سه جواب سوال اول اینست
که کلام قائل مذکور سراپا کذب و زور و فریب و غرور است چرا و لغو سبب لزوم معصیت

برای کفار کہنکاران ونفی شفاعت وجاہت وشفاعت محبت آنا کحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم وسائر حضرات انبیاء وملائکہ واصفیا میکند این اعتقاد خلاف کتاب مسلمین
واحادیث سید المرسلین واجماع مسلمین ہست کما سبق فی المقام الاول مفصلا وقد
بان بالاجمال بعض کلماتہ فی المقام الثانی معلا سہ جواب سوال ثانی اینست کہ کلام او
بلاشبہ وشتباہ بر استخفاف رسالت جاہ السرور مغفران پناہ حضرت اللہ واستخفاص
شان سائر انبیاء وملائکہ واصفیاء وسوخ واولیاء استحمال ودلالت دارد بنا کہ در مقام
ثابت شد کہ وفیما سبق مبرہن ومسطور سہ جواب سوال ثالث اینست کہ قایل این کلام
طایل از روی شرع مبین بلاشک کافر وبیدین ہست ہر کہ مومن ومسلمان ہست وحکم او
شرعا قتل وتکفیر است وہر کہ در کفر او شک آرد وتردد دارد یا این استخفاف را اہل
انکار دکافر وبیدین ونامسلمان ولعین نیست الا در کفر وبیدینی کہ مرتبہ ہست از کسیکہ
این کلام ضلالت نظام را صواب وحسن پندارد واعتقاد این کلام را مذہب ضروریہ
دین فساد دراکس وبکفر باطل ہمسر بلکہ در استخفاف از وبالاتر ہست چہ او استخفاف
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وسائر انبیاء وملائکہ واولیاء در استحسن ہا ثبت واند ضروریات
دین پنداشت وہمچنین کسی کہ ظاہرا یا باطنا یا سدار این قایل در حسن مایل واد ارد
وانہم کفر وزندقہ ہست والی واعاذنا اللہ من ذلک بحرمۃ النبی والآل اجمعین انتہی ملخصا
سہ ومولوی محمد فضل رسول صاحب ومولوی محمد مخصوص اللہ صاحب ومولوی محمد موسی صاحب
کہ ہر دو برادر مذکور شاہ عبد العزیز صاحب اند مفتی محمد صدر الدین خان صاحب مولوی محمد عظیم
اللہ مولوی محمد مبین مولوی حاجی قاسم صاحب مولوی سید محمد صاحب مولوی سید احمد صاحب
مولوی حسن الزمان صاحب قاضی محمد علیم صاحب مولوی عبد الرحمن صاحب وغیرہ علماء وصدور آنجا
در مقابل در رام پور تصانیف ورسایل در رد وش ورد این فرقہ عنودہ ہستند وعلماء حرمین
محترمین نیز از چہار مذہب رسایل وفتوی باجماع تمام باختتام رسیدہ اند پس حکم اتبعوا
السواد الاعظم بر اتفاق علماء تمام عالم اتفاق وجمیع اہل اسلام من الخواص
والعوام لازم ملکہ لازم ہست سہ [illegible]

انی بطلان المنقول من تقویۃ الایمان وکونہ موافقاً للنجدیۃ ماخوذاً من کتب
التوحید لقرن الشیطان وہذہ الہفوات ہی الہمات من اصول مفاسدہم
والبیانات الواضحات علی فساد عقایدہم التی بہا حصل لہم الافتراق من الجماعۃ
والامتیاز وداخلت فجارتہم بہ وکفرہم اہل الحجاز سہ وانما لبست تقویۃ الایمان
وبالخفض الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد فقد
تلقیت انفذ رتا ہذا السوال والجواب فرایتہا اردء الصواب کل الصواب ان
ہذا الا ضلال والکذاب استحق اللعنۃ من اللہ تعالی وملائکتہ واولی العلم واساتیر العالمین
ومن لہ تمسک بعقل او دین ولعر اللہ ان ہذا راتباعہ لاحق بقول من یحیط علمہ
بافعال الخلایق واقوالہم جمیعا قل ہل ننبئکم بالاخسرین اعمالا الذین ضل سعیہم
فی الحیوۃ الدنیا وہم یحسبون انہم یحسنون صنعا اولئک الذین کفروا
بایات ربہم ولقائہ فحبطت اعمالہم ولا نقیم لہم یوم القیمۃ وزنا
ذلک جزاءہم جہنم بما کفروا واتخذوا ایاتی ورسلی ہزوا نعط
عفقہ الفقیر الی اللہ عزشانہ السید ابو السعود الحنفی المفتی بالمدینۃ المنورۃ
سہ اعلم ان کلا من ہذا الدجال کلہ سبا اللہ بنبایر والاستہزاء بین الناس
ومعاذۃ بعلو شان المرفوع الذکر صلی اللہ علیہ وسلم بالتہر حیث العصوح
لا یصور المزید علیہا فہو ملعون مطرود ساقط من عین اللہ
لیلہ فی الاسلام نصیب وکذلک لعا وبیرنا صویرا جمعین لعنۃ اللہ علیہ
بعثہ رجل القفار وامرا فی الاشجار کیف وردہ علی قلبہ ہذہ الخطرات وسبحہ
بلسانہ وکتب بیناتہ ومن اتی ابلیس اخذ ہذا التبق لو بسط الجیبون نکاتہ
واشارا تہ ودقایقہ لتزفی کل کلمۃ لصارت کالطود العظیم فما احسن ان یقرأ علیہ
ولا نطیع کل حلاف مہین ہماز مشاء بنمیم حرمہ من غیرت الایمان عبدہ الغنی المجہول الموسوم
باسم الفقیر محمد عبد اللہ الخراسانی البخشی النقشبندی سہ بہذا اجماع العلماء المحررین من الشرقیین
وعلماء دیارنا ایضاً علی تکفیر ملحد المہند قال ذلک بقلمہ الحریر قدوۃ رئیس المدرسین بتلک الاماکن الفقیر الی ربہ الغنی

ابن عبد الله شیخ عمر کان الله تعالی له ۔ فقد وقفت علی هذا السوال والجواب وتاملت
فیهما من المحاورة والخطاب فرایت الجواب کالسیف الصارم لعقاید الملحدین و
کالشهاب الحرق لمکاید المبطلین قال بقمه وکتب بقلمه خادم طلبة العلم بالمسجد الحرام
اسیر الذنوب والآثام الراجی الی عفو الکریم احمد بن زینی دحلان غفر الله له ولوالدیه ۔
الجواب حق قال ذلک بقمه وامر برقمه الفقیر الی ربه المنعال صدیق بن عبد الرحمن حلال
المدرس بالمسجد الحرام ۔ الجواب فی حقه موافق ومصادق وقد اورد لفه بدعائه
الضلال الهالک والمتالف اعاذنا الله والمسلمین من الجهالة وخطا وایاهم من
الغوایة والضلالة کتبه الفقیر محمد بن الکتبی الحنفی عفی عنه ۔ الجواب حق المدرس
بالحرم الشریف النبوی وامام وخطیب محراب حضرت النبوی محمد بالی عفی الله عنه ۔
الجواب حق شیخ العلماء والمدرسین بحرم سید المرسلین السید الیوسف العزبی
المدرس الحنفی عفی الله عنه ۔ اجاب المجیب فیمن طغی وبالک لحکم سعد فی ورطة
عند حضرت من فی خانه ورفعنالک ذکرک فاسخن وقال فضیت بحکم الله ورسوله
بحکم الملک حکم سعد فی النجاری ان تطلب فیه تجده الملک قاضی ابو محمد طاهر بن رسول
صه لقی عفی الله عنه ۔ الجواب حق المدرس بالمسجد الشریف النبوی وامام وخطیب
محراب حضرت النبوی محمد ابو السعادات عفی الله عنه ۔ الذی مکتوب فیه فی
هذه الرسالة فهو صحیح فی شرع المبین محمد اشرف عرف بالی ۔ حوی الله المصنف بهنه
الرسالة خادم العلماء والفقراء عاصی برحمة شمس الدین ولد عبد الرحمن بن رسول الفتنی عفی الله
عنه ۔ الذی مکتوب فی هذه الرسالة فهو صحیح عبد القادر ابن محمد سعید فتنی عفی الله عنه فقط ۔
وفی سنة ۱۲۷۲ فی شهر مبارک ربیع الاول بحسن سعی محمد برکت علیخان صاحب وبنداری کرد رانیوقت بحصلدار
الامور است در امرت سر کرده آلود اله باجتماع علماء وفضلاء وبوا سیر دسخطان کرا زاهل مواجرد
ا جس مولوی غلام رسول قصوری برادر مولف ان عشر ۔ دعا قوا غلام محمود باغی هم لو بندی بحکی قوم
کردیده ست درینباب کر تقویة الایمان ونصیحة المسلمین کی مراجعة در تحقیق ان رحمة للعالمین وجمیع

انبیا و مشایخین است ترویج و تعلیم و تعلم آن کفر است فقط ... حالا اقوال
و عبارات ضعیف رئیس و شیوخ این فرقه ضالمه نمودن مراد تمییز بین حق
و باطل ضرور است تا کہ متمیز و منصف بالحقیق و لفتیش مطلع و واقف خواهد
... از رسالہ ابن عبد الوہاب نجدی کہ پیش از رفتن خود بمکہ معظمہ در عشر اول
ماہ محرم شریف ارشاد نمود ... فمن اعتقد انہ اذا ذکر اسم نبی فیطلع هو او
صار مشرکا و هذا الاعتقاد شرک سواء کان مع نبی او ولی او ملک
او بنی او صنم او وثن و سواء کان یعتقد حصولہ بذاتہ او باعطاء اللہ تعالی
ای طریق کان بعینہ مشرکا ... من اعتقد النبی و غیرہ ولیتصرف و تغییر
فهو ابو جهل فی الشرک سواء ... اما الشافعون فاللات و العزی
و اما اللہ الحق فیشفع و علی و عبد القادر ... و الثانی الاشراک فی التصرف
اعنی اثبات تصرف الہ لغیرہ سواء اعتقد ان قدرۃ التصرف لہ بذاتہ او
باعطاء اللہ تعالی ... من اعتقد ان محمدا یعلم و یطلع علی ما فی قلوب
العباد فقد اشرک و کفاک قدوۃ فی ذلک شیخنا تقی الدین ابن تیمیہ و المؤلفون
کثیرا ... فمن لم یقل فی حاجتہ یا اللہ و قال یا محمد و اراد اعتقد
عبدا غیر متصرف فی الکل صار مشرکا ... و قد ثبت ان السفر الی قبر محمد
و مشاهده و مساجد اثار و قبر ابی نبی او ولی و سائر الاوثان غیر ذلک
الکبر انتهی من عشرت ... و فی کتاب نخبۃ الکلام لابن النجدی ... من قال یا رسول
اللہ او یا ابن عباس او یا عبد القادر زاعم باثر خاصہ الی اللہ و هو
شفیعہ عندہ و وسیلتہ الیہ فهو المشرک الذی یهدر دمہ و مالہ الا ان یتوب
من ذلک ... و کذلک الذین یخلصون لغیر اللہ او توکل علی غیر اللہ او رجاء
غیر اللہ او خاف خوف اللہ من غیر اللہ او التجاء الی غیر اللہ او استعان الی غیر اللہ
فیما لا یقدر علیہ الا اللہ فهو ایضا مشرک و ما ذکرنا من انواع الشرک و هو
اللہ قال اللہ فیہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک

لمن

لمن یشاء انہی من عندہ سے فی تقویۃ الایمان للمولوی اسماعیل الدہلوی
اس عقیدہ سی آدمی البتہ مشرک ہوتا ہی خواہ یہہ عقیدہ اولیا انبیا کی رکھی خواہ پیرون
شہیدون کی خواہ امام امام زادی سی خواہ بھوت پری سے خواہ یون سمجھی کہ یہہ بات
اونکو اپنی ذات سی ہی خواہ اللہ کی دین سی غرض اس عقیدہ سی ہر طرح شرک ثابت ہے
یعنی اللہ کا سا تصرف کسیکو ثابت کرنا محض شرک ہی ہر خواہ یون سمجھی کہ اللہ ہی نے
ایسی قدرت اوسکو بخشی ہے خواہ ان کا مونکی طاقت اوسکو خود بخود ہی ہر طرح شرک ثابت
ہوتا ہی سے یقین جان لینا چاہئی کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان آگی
چار سو سے ذلیل ہی سے انبیا و اولیا سب بندی برابر ہین بڑی اور چھوٹی
محض بیخبر اور نادان سے انبیا اولیا جن شیطان بھوت پری مین کچھ فرق
نہین سے اوس عالیجاہ کی یہہ شان ہے کہ ایک آن مین ایک حکم کن سی چاہی تو
کرورون نبی اور ولی اور جن اور فرشتی جبرئیل اور محمد کی برابر کر ڈالی سے
اللہ کی آگی محمد کسیکی حمایت نہین کرسکتا اور کسیکی دلیل نہین سن سکتا سے
جو کچھ بندہ اپنی بتون سی کرتی ہین سو وہ سب کچھ بھی بھوتھی مسلمان اولیا انبیا سے
اور شہیدون سے کرتی ہین سو شرک ہین کرفتار ہین سے ہمارا شفیع بنا محبوب ہے وہ
تمکو اللہ کی عنایت سی بچا لیگا یہہ بات محض غلط ہی انہی ملخصا من ہمنہ
اقتضاء الصباح الحق للمولوی اسمعیل الدہلوی سے علم دعوات اسماء باترک جلالی
بجمالی سے والقای گرمی در قلوب حضار سے وتعیین اوراد و اذکار وریاضات
خلوات واربعینات ونوافل سے وتعین اوضاع واذکار از جہر واخفا و ضربات
واعداد مراقبات برزخیہ والتزام طاعات شاقہ سے وتعین اعداد اشخاص واوقات
واجناس وریاب ختم وعقد محافل سماع صوفیہ وعقد محفل ذکر شہادت امام وعلم وتعزیہ
وتعیین یوم وعلم واعراس وقتدا عی بر اجتماع وریاب زیارت قبور وتعین اوقات
برای آن ومراقبہ بر آن وقرات قرآن بر سبیل اجتماع بر آن وتعین اوقات
تصدق عن المیت والتزام قرأت سورہ فاتحہ واخلاص وامثالہ اوراد از ابل قبور

وتلقین نماز ہول برای اموات ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است اما اتحسانات اکثر
متاخرین از فقہاء و صوفیہ مثل نماز مکوس و وجوب تقلید شخصی معین از ائمہ
مجتہدین و ذکر کلمہ تہلیل باوضاع مخصوصہ با اعداد و ضربات و جلسات و طائفہ
کتب و ترویج مسائل قبیحہ و کشفیہ و استغراق بجمیع ہمت خود و دران ہمہ از قبیل
بدعات حقیقیہ است و آنچہ در مقام عذر آن میگویند کہ ہر چند این امور محدثات است اما
مشتمل بر مصالحی از مصالح دینیہ است یا اصل آن در شرع ثابت است اگرچہ خصوصیت
مذکورہ محدث باشد پس مجرد این عذر امور مذکورہ را از حد بدعات قبیحہ خارج نمی کند و
سے و اما حجر کجات متاخرین فقہاء مثل حکم باستحباب تکلم بالفاظ دارہ بر شیء
یا عبادات بنا بر قیاس و مثل حکم بوجوب تقلید مجتہدی معین از مجتہدین بنا بر نقل
و حکم بانعقاد بیعت شیخی معین از شیوخ طریقت بنا بر قیاس بر انعقاد امام وقت ہمہ از قبیل
بدعات السیئہ من عندہ سے و فی نصیحۃ المسلمین للہادی خرم علی سے مدد چاہنا
سوا اللہ کی کسی سے بجائی پر کون ہے سے ایکی مسلمان مردی نزرکون کے حاجتین مانگنی
ہیں سے اللہ کی سوا کسی سے مدد نہ مانگو اسمیں سب آگئی بت پرستی انبیاء اللہ اولیاء ہی
سے جیسی تمہاری پرونکو قدر ہے ویسی بتونکو بھی ہے انتہی عن عہدہ و در رسالہ
کہ ایسی علماء اہلسنت و جماعت در مطبع حیدری دہلی مطبوع شدہ است نوشتہ است کہ اعتقاد
فرقہ مجددیہ این است کہ سے اتباع ائمہ اربعہ بدعت قدم شریف اور آثار کا جانیوالا
کافر جو محبت انگلوسنی رکھے کافر جو طوائیکا ہے خبیثات ہیں کافر جو
ہیں روشنائی لگائے کافر جو دن معین ہیں فاتحہ درود پڑھی کافر جو کہی سیر ارواح
کرتی ہیں کافر جو کہی یا رسول اللہ کافر جو کہی یا عباد اللہ اعینونی کافر جو اقامہ فرد
کہی کافر جو نماز صلوۃ للاسرار پڑھے کافر جو کہی الصلوۃ والسلام علیک یا رسول
کافر جو کہرا ہوئے وقت ذکر ولادت محفل مولود میں کافر نیت نماز کہی بدعت قرار
پڑھی اچھی اوازسی بدعت دف بجانی نکاح میں بدعت خطبہ میں دعا مانگنی بدعت
گلگلی ملی بدعت فاتحہ کا ثواب بخشنی بدعت فاتحہ واسطے حضرت مسیح کے اوڑھانا بدعت

نوافل پڑھا وقت کرہی بدعتی جامع مسجد میں نماز پڑھی بدعتی کچھ درود خاصہ نہیں
نہیں اور قبولیت دعا کی موقوف درود پر نہیں درود مستحب ہے پڑھا حرام ہے
کیونکہ اوسمیں یا رسول اللہ ہی اور محمد رسول اللہ کلمہ میں کچھ ضرور نہیں انہی
اس عینیہ سے استاد آنزاکہ زاندازد رلطف عطای دوست اور اخوان
دعا قبول دا حالا بتوجہ و توسل نام بکلام مقبول بارگاہ مستطاب ابوالفضل قاضی
عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ سبب خود را مسرور و دیدۂ خود را پر نور میسازم شاید کہ
سعیدۂ دایر از عیون منتفعین مبدل بکحل الجواہر خواہند فصل

فی بیان ما ھوفی حقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب او نقص او تعریض او
نقص ای تلویح او تصریح من شتم او ذم اعلم ونفقنا اللہ وایاک ان جمیع
من سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ای شتم ادعا برای ذم او الحق
بہ نقصا فی نفسہ ای ذاتہ او صفاتہ او نسبہ بتخیین او دنیہ ای
غیر نعتہ وسیرتہ وخلوماتہ او خصلۃ من خصالہ ای حالۃ من حالاتہ
او کلمۃ من مقالاتہ سواء صرح بہ او عرض بہ بنحو یدل الواء ای لوح فیہ
او غمز لنحو یہ علی طریق السب لہ او الازراء علیہ ای احتقارا بہ
واستخفافا بحقہ او التصغیر لشانہ ای الاحتقار لعظم قدرہ او النقص
منہ ای الخفض والنقص من امرہ او العیب لہ فی حکمہ فھو بکل واحد مما ذکر
سابقا لہ والحکم فیہ حکم الساب یقتل ای اجمالا کما بینہ تفصیلا
ولا نستثنی فصلا من فصول ھذا الباب ای نوعا من انواع کلام
الساب علی ھذا المقصد بکسر الصاد ای الذی قصدناہ من صوب الصواب
فلا تمتری فیہ ای فلا تشک فی قتل ھذا الساب تصریحا کان او تلویحا
فی ھذا الباب اذ یستویان فی الحکم ھذا اولی الالبابی کما لا یخفی بالطریق
الاولی من نسب الیہ ما لا یلیق بمنصبہ بکسر القاف ای بمقامہ الشریف
وکلمۃ المنیف علی طریق الذم لعلہ احترازا من الخطاء والسھو

او عيث اى لعب وخلط فى جهته العزيز اى جانبه الكريم يستخف
اى برقة تسبيحة من الكلام وهجرا اى فحش فى المنطق وينكر فى القول
اى تنكره الشريعة وزورا اى كذبا وافتراء عن الحق او غيره اى عامة
بشيء مما جرى من البلاء والمحنة عليه كالفقر او غصبه بعض اعواض
البشرية الجائزة جريانها عليه المعهودة لديه كالجوع والاغماء ونحوهما
هذا اى الذى ذكرنا كله من اجماع العلماء من المفسرين والمحدثين وائمة
الفتوى من المجتهدين من لدن الصحابة رضى الله عنهم اجمعين الى اليوم
جزما اى الى يومنا وكذا الى ما بعده من الزمان قال ابو بكر بن المنذر اجمع عوام
اهل العلم اى كلهم على ان من سب النبى صلى الله تعالى عليه وسلم
يقتل صونا لقدره وتعظيما لامره وممن قال ذلك اى القتل بسبه مالك
بن انس امام المذهب والليث اى ابن سعد واحمد اى ابن حنبل و
اسحق اى ابن راهويه وهو مذهب الشافعى قال القاضى ابو الفضل رحمه الله
يعنى المصنف وهو مقتضى قول ابى بكر الصديق رضى الله عنه ولا تقبل
توبته عند هؤلاء المذكورين من العلماء وبمثله اى بمثل قول من ذكر يقتل
من سبه لا لعدم قبول توبته كما وهم الدلجى اذ بردته قول لكنهم قالوا هى ردة
ابو حنيفة رحمه الله اى نفسه منه واصحابه رضى الله عنهم وسفيان الثورى واهل الكوفة
اى جميعهم والاوزاعى وهو امام جليل اخذ عنه مالك والثورى فى المسلمين وفى
نسخة فى المسلم احترازا ممن وقع له سب وهو من المعاهدين لاختلاف عنه على
ما تقدم لكنهم قالوا اى العلماء المتاخرون من ابى حنيفة ومن بعده فى الذكر
وان كانوا هم المتقدمين فى الرتبة والعرضى اى سبه ردة اى ارتداد وسيجىء
بيان حكم المرتد من انه يستتاب فان ابى يقتل على الجواب الصواب
وبرىء بمثله اى مثل قول هؤلاء انه ردة الوليد بن المسلم

عن مالك الامام فيكون عنه روايتان وحكى الطبري عن ابي حنيفة واصحابه
فيمن تنقصه بشيء يتنقصه صلى الله تعالى عليه وسلم او برئ منه اي تبرأ
منه بان قطع مودته وتحبته عليه الصلوة والسلام او كذبه في قوله من اقواله
وقال محمد بن سحنون فيمن سبه ذلك مرة كالزنديق قتل وعلى هذا اي القول بقوله
مرة مطلقة كالزنديق قتل وقع الخلاف في استتابته وتكفيره اي خروجه
من الاسلام اي كفره لانه لم يعرف له دين في امره فلم يستتاب لعدم
الاعتماد على توبته وهل قتله اي بعد توبته حدا اي سياسة والتعامل
ان الخلاف في صورة نهيا ذكرنا لا تعلم خلافا في اسباحة دمه بين علماء الامصار
بسلف الائمة من صلحاء الكبار وقد ذكر غير واحد في كثير من الاخبار
الاجماع على قتله وتكفيره قال محمد بن سحنون اجمع العلماء اي علماء الامصار
في جميع الامصار على ان شاتم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم المنقص
كافر والوعيد جار عليه بعذاب الله تعالى له في الدارين وحكمه في الدنيا
عند الائمة اي جميع الائمة القتل ومن شك في كفره في الدنيا وعذابه
في العقبى كفر ولحق به ولي نسخة فقد كفر قال القاضي تقدم الكلام
في قتل القاصد لسبه اي العمد في شتمه والازراء به وفي نسخة والازراء
وهو بمعنى الاحتقار وغمصه بمعجمة ومهملة بينهما ميم ساكنة اي عيبه
باي وجه كان ممكن وجوده او محال بضم الميم اي ممتنع شهوده
هذا وجهين اي ظاهر مكشوف لا اشكال فيه فلا توقف في قتل
معاطيه الوجه الثاني لاحق اي ملحق بالوجه الاول في البيان والجلاء
اي في الظهور وعدم الخفاء وهو ان يكون القايل لما قال من الكلام
في حضنه عليه الصلاة والسلام مرتكبا لما يعتقد
له ولكنه تكلم في حضنه عليه الصلوة والسلام بكلمة الكفر اي من
الفاظه كما بينه من لعنه او سبه او تكذيبه او غير ذلك مما لا يجوز عليه

اى نسبته اليه او لفى ما يجب اى ثبوته له مما هو فى حقه عليه الصلاة
والسلام نقيصة اى منقصة ومذمة مثل ان ينسب اليه اتيان كبيرة
او مداهنة فى تبليغ الرسالة او فى حكم بين الناس او يغمض نظم القرآن
ولفظ بدل الضاد اى يخفض وينقص من مرتبته او شرف نسبه
او وقور علمه او زهده او يكذب بما اشتهر به من امور اخبر بها
عليه الصلوة والسلام وتواتر الخبر بها عنه عن قصد لورد خبره او يدخل
نسبه من القول اى يشافهه فى عباراته او يقبح من الكلام ولو
باشارة ونوع من سبب وما فيه من قلة الادب فى حضرته عليه
الصلوة والسلام وان ظهر بدليل حاله اى حال قائله انه لم يقصد
ذمه فى مقاله ولم يقصد سبه لكن صدر عنه مقاله امالجهالة
ونحو من حماله حملته على ما قاله او لضجر بفتحتين اى قلق من اثر
غم نالها او منكر محزن او غيره او قلة مراقبته فى ثناء وضبط اى و
قلة ضبط للسانه وعجرفته اى مجازفته وقلة مبالاة فى بيانه و
تهوره فى كلامه اى سرعته فى خلقه وحركاته فى نطقه فحكم هذا
الوجه الثانى حكم الوجه الاول وهو القتل اى قتلا واحدا
دون تلعثم اى توقف فى بابه اذ لا يعذر احد فى الكفر بالجهالة
ولا بد من ذلل اللسان ولا بشئ مما ذكرناه اذ كان عقله فى
فطرته اى خلقته وجبلته سليما بان لا يكون مجنونا ولا خرفا
سيما الا من اكرم وقلبه مطمئن بالايمان كما هو مبين فى القرآن
انتهى من شرح الشفاء للقارى ملخصا من عشر سه وفى العينى
شرح الكنز المسلم اذا سب النبى صلى الله عليه وسلم يكفر حتى لو حكم
به الحاكم يقتل سه وفى الدرر والغرر اذا ستر اى بتيا او واحدا
من الانبياء فانه يقتل حدا ولا توبة له اصلا لانه حد واجب

ولا يسقط بالتوبة ولا ينصور بالخلاف لاحد ۵ وفي الخانية من تاب بقتل نبي او بشيء اورد بسنة من سنن المرسلين فقد كفر ۵ وفي الدر المختار وكل مسلم ارتد فتوبته مقبولة الا الكافر بسب نبي من الانبياء فانه يقتل حداً ولا تقبل توبته ابداً وفي فتاوى المصنف ويجب الحاق الاستهزاء والاستخفاف به ۵ وفي غمز العيون والبصائر على در المختار اذا سب النبي صلى الله عليه وسلم يكفر حتى لو حكم به الحاكم يقتل ۵ وفي منح الغفار من سب النبي صلى الله عليه وسلم او نقصه كان ذلك منه كفراً ورتده ۵ وقال الحلبي اعلم ان كون معرفة تفاصيل مسئلة السب من اهم المهمات واساس الواجبات ولا يخفى على احد من الثقات قد اجمعت الامة على ان الاستخفاف بنبينا او باي نبي كان من الانبياء كفر وليس في العلماء خلاف في ذلك ۵ وفي المبسوط ولو قال رجل ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يحب القرع مثلاً فقال الآخر انا لا احبه فهذا كفر ۵ وفي الاشباه والنظائر لا يصح ردة السكران الا ردة لسب النبي صلى الله عليه وسلم فانه يقتل ۵ وفي نوادر الصلوة بركه بمغمرا بعيب و نقص يا كند اگرچه اندك باشد كافر شود ۵ وفي الهداية ان الستة عليه السلام كفر هذا ي من الذمي فاذا كان كفراً من الكافر لا صلى فكيف لا يكون كفراً ممن يدعي الاسلام ۵ وفي جامع الرموز لو عاب نبياً من الانبياء عليهم السلام قبل توبته كما في شرح الطحاوي وغيره لكن في تنقيح القاضي من اصحابنا وغيرهم من المذاهب المحققة ان توبته لم تقبل بالاجماع انتهى من عشرة ۵ وفي ما لابد منه ملعونی كه در جناب پاك سرور كاينات عليه الصلوة والسلام دشنام دهد يا زبان كند در امري از امور دين او يا در صورت مبارك او يا در وصفي

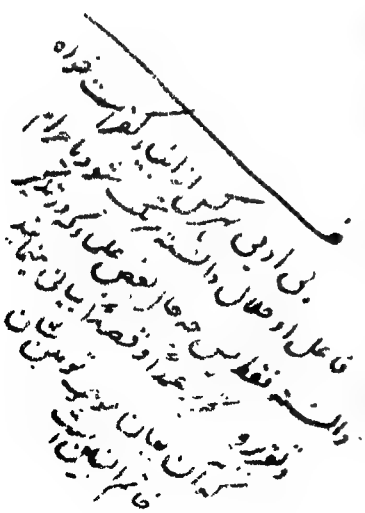

از اوصاف او خواه آنکس مسلمان بود یا ذمی یا حربی اگرچه از راه ہزل گوید یا
واجب القتل کافر است توبه او مقبول نیست اجماع امت بر آنست که بی ادبی
ہر کس از انبیاء کفر است خواه فاعل او حلال دانسته مرتکب شود یا حرام
دانسته انتہی من عینه نقطه ـــــ شرح دبخط علماء نجات نسبت
بتقویۃ الایمان وتصحیح المسلمین ومولف آنہا ـــــ تردد الکفر کافر
لاریب فیہ والکتب التی فیہ کلمات الکفر لایقرأ ولاینظر الیہا
کالکتب التی صنفہا اسماعیل الدہلوی وغیرہ من الوہابیین
بل ینبغی ان یحرق ولا یصلی خلف من عمل بہا لانہم خلطوا الباطل
بالحق لاضلال الناس فلعنۃ اللہ علی من اضل الناس
ـــــ قال خادم العلماء ابراہیم غفرلہ الرحمن الرحیم سلمت ما قال
مولانا اسمعیل المعروف بابراہیم کلہن ـــــ کفر متعلقات حق کفر است
وشخصی کہ متعلقات الہی باشد بلاشک کافر است وہر کتابی کہ مؤید ومخترع
ہمین کلمات کفر آمیز باشد باطل است ودر تقویۃ الایمان وتصحیح المسلمین
ہمین کلمات است پس ہر کہ اہانت نبیا من الانبیاء فقد کفر العبد الضعیف
محمد ابراہیم خورد شاگرد جناب مولانا محمد اسمعیل ساکن کیمور تہلہ ـــــ ذلک
کذلک لاریب فیہ نقیر محمد علی فتحگڈی ـــــ من عاب النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فہو کافر والکتاب التی فیہا اہانۃ الانبیاء صراحۃ او
کنایۃ لاینظر فیہا ولا یعمل علیہا نقیر غلام رسول عفی عنہ ـــــ ذلک
کذلک لاریب فیہ یا اکرم الاکرمین مرزا اکرم بیگ لاہوری ـــــ
اقول وباللہ التوفیق الاستہزاء بتعظیم ما عظمہ اللہ واہانۃ ما
اہانہ اللہ والکفر بالعکس پس ذکر کردن اسم مبارک حضرت رحمۃ للعالمین
با انبیاء ادنی واداذل کفر است فقیر جان محمد لاہوری ـــــ ذلک کذلک
لان قد اجتمعت الامۃ علی ان الاستخفاف فی حقنا علیہ الصلوۃ والسلام

وہابی

وبای نبی من الانبیاء کفر سواء فعله وذلک استخفافه او فعله مستقلا کما
فاد وقع فی کتب الفرق الوهابیة اراهم الله الملک الوهاب من
استخفاف ذلک الجناب فلا ریب ولا ارتیاب فی کفر قائله الرابع
من الفرائط الفقهیة والصواب الراقم محمد حسن القادری سه قد اصاب
من اجاب لان استخفاف ذلک الجناب کفر بلا ارتیاب الراقم محمد علم الله

سطر سه — آنکه رساله مسمی بسیوف بارقه مسجل بمواهیر علماء حرمین شریفین
کی مرقوم ہی سه مقصود از اشتهار الحاد ابن ملحد خبر خواهی جمیع مسلمین است سنه
لتدبر سزاکه او ملوث است بکفر شنیعے قرآن وحدیث وفتوی همه علما بران
حکم گواه عدول اند وعوام اهل هند او را برادر زاده تلمیذ مولانا شاه عبد العزیز رحمه الله
دانسته بقول او عمل می کنند وبی خبر در ورطه اضلال می افتند نعوذ بالله منها
سه پس خدمت جمیع اهل اسلام من الخواص والعوام التماس آنکه راقم کمترین انام
کرا دان ورق گردان وسیلاب زده طغیان عصیان است از خود چیزی ننوشته
عمل بر فرمود علما وعظام یعنی سه قاریا کر منصفی فانظر الی ما قال خوان
قول لا تنظر الی من قال خود اشهر شده است نموده در دریای غیرت ومحبت حضرت
نبی رحمت غوطه زده از هر کس که خواه باو علاقه قرابت خواه علاقه استاد شاگردی
خواه پیر ومریدی خواه همشهری وهمسایگی باشد نسبت بخیرات مشایخین ومجتهدین
در متابعت وتقلید خصوصا نسبت بشان اعظم الشان حضرت رحمة للعالمین بکفر
توهین در تحریر یا تقریر سر زد خود او را بیتک از فرقه نجدیه دانسته ازاد بجمیع وجوه
انقطاع کلی نمایند وبر ابله فریبی وزد وجوی وتقیه ورده داری اعتماد ندارند
که بعضی از انها خود را حنفی بلکه قادری می نامند بلکه دست ارادت بدامن سلسله
وشیخی زده در حلقه وی داخل شده ختمات مع شیئا لله میخوانند چون بموقع
مقام خود نا میرسند باز بر وتیره خود قایم می شوند دیگر انکه تکفیر مولف نفوذ الایمان
بعد مولنش احتیاطا بلحاظ خاتمه صواب نیست مگر حکمی که در تصانیفش مثل نفوذ الایمان

کمترین مولف نفوذ الایمان بعد مولنش
احتیاطا بلحاظ خاتمه صواب نیست مگر حکمی که
در تصانیفش مثل نفوذ الایمان

وفضیحۃ الملحدین لیست بمروج ومعتقد منقول کتب ائمہ ومحققین اہلسنت وجماعت
وفتاوی علماء امت منقول است آن بلاشبہ بدستور مقبول است زیرا کہ لعن وتکفیر
یزید پلید اگرچہ حضرت امام احمد حنبل مع بعض علماء جایز داشتہ اند اما عامۂ اہل
سنت وجماعت بر لعن اجمالی علی وجہ العموم متفق بودہ بعد مونش بلکہ ظاہر تر در
لعن معین سکوت اختیار فرمودند وجایز نداشتند بلکہ کذلک کافر زنار دار را ہم
بثبوت لعن روا نیست شاید کافر مسلمان شدہ مردہ باشد مگر آنکہ مونش بر کفرش نص
سے محقق فارسی حنفی در شرح نقایہ نوشتہ است تا مایزید وابن زیاد واشباہما
فان بعض العلماء جوزوا العن بعینہا بل الامام احمد بن حنبل قال بکفر یزید
لکن جمہور اہل السنۃ لا یجیزون لعنہ حیث لم یثبت کفرہ عندہم و
علی الفرض فلعلہ مات تایبا انتہی من عینہ سے وفی کتاب النجاح
ویکفت بین لعن یزید بن معاویہ وہو المختار انتہی من عینہ سے
وعلامہ عبد العزیز میفرماید اطلق بعضہم جواز لعنہ لامرہ بقتل الحسین
ورضاہ بہ حتی قال التفتازانی لیزید ذکرہ بخیر لذلک والحق انہ رضی
یزید بقتل الحسین واستبشارہ واہانۃ اہل بیت النبی مما تواتر
معناہ وان کان تفاصیلہا آحادا فنحن لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ
لعنۃ اللہ علیہ وعلی انصارہ واعوانہ وخالف فی جواز لعن العین
الجمہور القائلین بعدم جوازہ وانما یجوزونہ علی وجہ العموم کما یقال
لعن اللہ الظالمین وقولہ بل فی ایمانہ ای بل لا نتوقف فی عدم ایمانہ
بقرینۃ ما بعدہ وما قبلہ اھ وقال ابن حجر الہیتمی فی شرحہ علی العزیزیہ
وقد قال احمد بن حنبل بکفرہ وتابعہ علیہ ورعا وعلما اھ ۱۲ شرح
جامع صغیر سیوطی من عینہ سے در شرح فقہ اکبر محقق فارسی میفرماید ان اراد
جواز اللعن الاجمالی بان یقال لعنۃ اللہ علی قاتل الحسین او
الراضی بقتلہ کلہ مرفیہ لقولہ تعالی الا لعنۃ اللہ علی الظالمین

انتہی

انتہی من عبنہ سہ یکی از دوستان دینی بروفت تحریر ایں مقام بیان نمود کہ باوجود
ظہور ایچنیں احوال خسران مآل دیں را بعض عوام یزید شاہ می مانند و بعض
محتاط اہلسنت و جماعت یزید پلید کفتش صواب مداشند راقم جوابش داد
کہ کلام عوام را اعتباری نیست و صواب آنست کہ کسی از اہل سنت و جماعت
اگر کفتہ باشد بوجہی چنیں کلامی کردہ باشد والا ہیچ مسلمی بلکہ کافری نیست
کہ بروے بدل و جان یزید را نباشد لہذا آنچہ بعض محدثین حنفیہ از اکابران
در حال وے نقل کردہ اند مقبول می نبود سہ فی شرح النقایہ للقاری وقال
ای النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما فی الصحیحین صلوا امتی علی کل بر
اغیلمۃ تصغیر مخفف لاغلمۃ جمع غلام یعنی صبیان من قریش دفی روایۃ
اعوذ باللہ من امارۃ الصبیان وقال ابوھریرہ رادیہ لو شئت لسمیتھم
لکم انھم ینوفلون وینوفلون لکنی ما اشاء لسمیتھم مریحانا خوف
الفساد والفتنۃ والمراد یزید بن معاویۃ فانہ بعث الی المدینۃ المکینۃ
مسلم بن عقبۃ فاباحھا ثلثۃ ایام فقتل من خیار اھلھا کثیرا انھم
الصحابۃ وازیلت بکارۃ الفعذراء انتھی من عبنہ سہ وآنچہ کہ ثبت
بالیقین عظام از عہد شقاوت انجام دقتل وسفک وغارت وتاخت وفساد وعناد شہرت
تمام یافتہ است قلم دیانت رقم ارقام می سازد سہ محدث صفی شیخ عبدالحق صفی موید
فرطبی میکوید کہ بعد از قتل امام حسین رضی اللہ عنہ مسلم بن عقبہ بحکم یزید واقعہ
حرہ داد قتل وسفک وفساد و ہتک حرمت خیر البلاد دادہ سہ روز در مسجد نبوی اسپ را
جولان دادہ مبال ومبرز شان نمود یکہزار و دویست از بقایای مہاجرین وانصار و دہ
از عموم ناس سوای اطفال وزنان و ہفتصد تن از حاملان قرآن مجید و نود و ہفت
از قوم قریش بزیر تیغ رسانید انتہی وطبرانی کہ از اعاظم علماء حدیث است میکوید چون
مسلم بن عقبہ بحکم یزید بعد اتمام کار مدینہ منورہ متوجہ مکہ معظمہ شد در اثنای راہ
بر بستر افتادہ حصین بن نمیر را خلیفہ خود نمودہ رخت بدار البوار کشید چون حصین

خبر موت یزید رسید بکرخت انتهی وقرطبی بارمی آرد که مردان سلم بن عقبه بعد واقعه
حره نه شب بود در راه بحکم او بزر آب دریم هر شده بود بعد ازان حصین بن نمیر را
طلبیده گفت ترا امیر المومنین بعد از من والی ساخته است زود متوجه مکه باش در کار
ابن الزبیر تاخیر مکن اگر پناه بکعبه آرد سنگ بر سر منجنیق بیندار پس بوصیت او چهار
روز مکه معظمه را محاصره کرده بحاربه قتال منجنیق انداخت یکی از ایشان آتشی بر سر خیمه
که کعبه بود باد در رسید آتش بکعبه در گرفت دراین اثنا خبر رسید که یزید بعلت ذات الجنب
رحلت بدار البوار کرد فرار در سوئی و بر شتاب در اهل شام و بنوامیه افتاد واقعه حره
روز چهارشنبه هیجدهم ذی حجه سنه ثلث وستین وفوت مسلم بن عقبه غره محرم
سنه اربع وستین وموت یزید اول ربیع الآخر بعد واقعه حره سه ماه انتهی جذب القلوب ملخصا
سه راقم میگوید عفی عنه چون محدث صفی شیخ عبد الحق حنفی بنقل جماعه اهل مدینه
یزید را بی دین وفساد خمر ومرتکب مناهی وملاهی ولاعب بکلاب نارک صلوه نوشته
رفتنش بکمال اضطرار بدار البوار می نگارد پس جائے توبه وی کجا وعهد انقل توبه
وی وارد نیست اگر مراد آن نامراد شهادت حضرت امام وامانت ابلیس که در حق
آنها اتی تارک فیکم الثقلین احدهما اعظم من الآخر شهرت تمام یافته است
مرکوز خاطر بود بعد حصول تمنائش کاش بفطر بردار ک بتدارک وتفحص می پرداخت بلکه علاوه
بر آن امور ان وی زبان را بانعام واکرام در ریاست وحکومت بنواخت وعلم در نهب
غارت وقتل حرمین محترمین برافراخت علیه ما علیه ونظر بنقول علماء باقی نماند در
این امر جزی مگر اینقدر شاید که وی وقت موت تائب شده باشد پس توبه وی خدا بداند
والله اعلم وعلمه اتم خلاصه اینکه تا که نام وی بر زبان گذرد بهتر آنست که درود بر
گوینده صاحب مقام محمود بفرستد سوال اگر کسی را سینه بخطر گذرد که نیز پلید
بر چه کرده در عمل حکومت خود در یکدو سال بعمل آورده در سن سی وچهار سالگی بهلاکت رسید
در تضعیف نمود مولف تقویة الایمان بکفر متعدی ملوث است جواب آنچه که در تقویة الایمان
وغیره سوای آیات کریمه احادیث شریفه مع ترجمه مرقوم است نتیجه آن بجمیع وجوه

موافق

وکف خود عاید است سه استاد هم چه کنی خود کنی کر بیک وید کنی کس نکند
ی ان تو آنکه تو خود بخود کنی هذا خاله صنة الکلام ولنختم بالاستغاثة
جناب سید الانام علیه الصلوة والسلام سه اللهم انی اسالک
و اتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بک الی
ربی فی حاجتی هذه لتقضی لی اللهم فشفعه فی سه
یا صاحب الجمال ویا سید البشر من وجهک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقه بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر
ای دل طمع ملک مؤبد داری سه در سر هوس دولت سرمد داری هر خبر را دلست باخود داری
کز درد دل و جان مهر محمد داری سه در کام دل و زبان نهی جز مهر محمدی نگنجیم باهر
محمدی شکی نیست کر اهل سعادت بهشتیم سه خرابم در غم عشق جمالت رسول الله
جمال خود نمودی کمال زار نبیدا کن سه جهان تاریک شد از ظلمت ظلم سیکاران
بیا و عالمی را روشن از نور تجلی کن سه بدفع جیلهٔ این روبهان نعرت شیر حق بفرمایش
که قلع باعیان و قمع اعدا کن سه بیا حقی مده تصدیع خدام جنابش را کما حوال تو معلوم
الهارش مکن یا کن سه در بیان حال رساله منظومه تحفة الهند مولفه
چون مولوی قطب الدین صاحب لاهوری کشمیری رساله مسطوره تحفة الهند
در رد رساله انفع الوسایل که مصنفه استاد دینی اوست تصنیف نموده در کنیز و بجناب
منشی ساعت باعث او شوند در امر سرانجام آن راقم آثم رساله تنقیح الدلایل
فی دفع الاعتراضات عن انفع الوسایل مشتمل بارده مفتریات بتوفیق رب عز شانه در ماه
شوال المکرم سنه ۱۲۸۳ ثلاثه و ثمانین بعد الف رسانیده بود بعد آنکه مولف تحفة الهند در مجمعی که واقع
پنجم ماه ذی حجه سنه صدر بوم پنجشنبه در این شهر امرتسر منعقد و مسلم شده بالف فرد صاحبان
فضل و هم ملزم گشته زیر سجلی که از حضرات مکان شریف الله بدون عبارت مرقوم است
سه رساله انفع الوسایل مطابق علماء اهلسنت و جماعت و موافق قرآن و حدیث است
و مخالف آن مخالف قرآن و حدیث و ضال و مضل است هر خود تبعه خود در زیر

نوشته داد رجعت عما فعلت مخالفا للشرع لبذا از آن ساله بر تحریر مسئله
معیت که موجب فرجت ضعفا و امت است اکتفا نموده شد با مید آنکه بعطا لعه این مسئله
مثبته شده عمل بر رساله تحفة الهند که حاوی تحفه نجدیان نیز است بهمگی میسر جائے
نخواهد نمود مسئله معیت اگر کسی گوید که معیت حضرت سید الانبیاء و
رجعت حضرات اولیاء منحصر بر اطاعت کماهی است چنانکه در رساله مسطوره تحفة الهند است
سه آن سلیم که خلعت الهی است از بهر اطاعت کماهی است نه از بهر اطاعت
دوست حرف کان هم سخنی است طرفه برطرف نعط جوابش آنکه مطیعان
اهل اسلام اگرچه در اطاعت دستے ناقص و ناتمام اند اما بخلعت معیت خاتم انبیا
و ابرار در بهشت دار که دیدار بر رخ دادار القرار است سرافراز و سرشار اند بلکه گنهکار
و فجار بگوارنیم از معیت بیزدان نیست زیرا که او هم داخل مطیعان الهی است و معیت محض
بفضل رب العزت و نتیجه محبت است و در اصل محبت خدا و محبت رسول خدا به مسلمان
برابر و بر که کامل الطاعات والعبادات است خود از ذره صلحی و است و از بینجا فرق بین
بیت اول مصرحه بر اینکه در حصول معیت اطاعت کماهی شرط است پس بر غمش
بهمگی لائق معیت نیست نه ناقص نه کامل زیرا که کاملین هم متعهد اطاعت کماهی نیستند
اما بیت دوم و آن از دو حال خالی نیست یا محقر اطاعت است یا مومن شهادتین
نعوذ بالله منها اگر کافر صدساله اقرار بشهادتین نماید از کفر و شرک برآمده بحرد خواندن
مومن صادق گردد سه در صحیح مسلم است که روزے رسول اکرم صلی الله علیه وسلم فرمود که
سبحان الله قاتل و مقتول هر دو در جنت اند اصحابی عرض نمودند که این چگونه باشد فرمود
چون کافر بعد قتل مومن اقرار بشهادتین نموده از دست کفار بشهادت رسیده با مقتول
بجنت شتافت و بعد فتح مکه معلوم که از آنحضرت صلی الله علیه وسلم نسبت به بعض رجال قریش
فرمان جاری شده بود بهر جا که یابید بقتل برسانید چون بر بعضی ایشان ظفر یافتند و ایشان
از روی صدق و اخلاص اقرار شهادتین نمودند حضرت رضی الله عنهم بس و مسئله معیت همچنانکه از نبی رحمت
و از امت محمد نص و صحیح مروی است برای مسکین عوام مسلمین ملت مرحومی گردد

فی شرح الصدر للسیوطی ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم علیہم
من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا
ہذہ مقیدۃ بمشیۃ فی الدنیا والبرزخ وفی دار الجزاء والمرء مع من احب فی ہذہ الدور الثلثۃ
انتہی سہ منتقی النقیس بآخر آیۃ مذکورہ ودرمدارک منقول والمعنی ان ما اعطی المطیعون
من الاجر العظیم ورفقۃ المنعم علیہم من اللہ لانہ تفضل بہ علیہم انتہی من عینیہ سہ
وفی الجلالین وحسن اولئک رفیقا ای الجنۃ بان یتمتع فیہا برویتہم وزیارتہم والحضور
معہم والمکان منزلہم فی درجات عالیۃ بالنسبۃ الی غیرہم انتہی من عینیہ سہ قال الحدی
فی شرح الفقہ الاکبر ولیس لعبد احد ان یعبد اللہ تعالی حق عبادتہ کما ہو اہل لہ ای
فی استحقاق طاعتہ من حیث ان العبد عاجز عن مداومۃ ذکرہ ومواظبۃ شکرہ کما یلیق
بہ قولہ تعالی وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا ای لا تطیقوا عدہا فضلا عن القیام بشکرہا
وصرفہا الی طاعۃ ربہا ولہذا المعنی قیل قولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق
تقاتہ منسوخ بقولہ تعالی فاتقوا اللہ ما استطعتم لان حق التقوی لیس فی وسع احد الا
کما فسرہ سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء ویستوی المؤمنون کلہم فی المعرفۃ ای فی نفسہا
والیقین ای فی امر الدین والتوکل ای علی اللہ دون غیرہ والمحبۃ ای لقدر رسولہ
والرضا ای بالتقدیر والقضاء والخوف ای من غضبہ وعقوبتہ والرجاء ای لرضاہ
ورحمتہ انتہی ملخصا من عینیہ سہ وفی کتاب النکاح ولا یکفر صاحب کبیرۃ ولا یستحق
کافرا ولا مشرکا ولا منافقا لانہ مطیع اللہ تعالی بکلمۃ التصدیق انتہی من عینیہ سہ
امام محی الدین نووی در شرح صحیح مسلم نوشتہ ولا تشترط فی الانتفاع بمحبۃ الصالحین
ان یعمل عملہم اذ لو عمل عملہم لکان منہم وسلم وقد صرح فی الحدیث الذی بعدہذا بذلک
فقال رجل احب قوما ولما یلحق بہم ای فی الماضی والحال فی الاعمال قال من احب
قوما فہو منہم انتہی من عینیہ سہ ودر شرح شفا وست فولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
فیما رواہ الشیخان المرء مع من احب ای فی کل موطن خیرا وفی الحشر ادخلہ الجنۃ
اسعادا الی ان اللہ تفضل علی من احب قوما بان یلحقہم فی منازلہم وان لم یکن

مثل اعمالہم وقیل شرطہ اتباع محبوبہ والاظہر انہ شرط للکمال وانہ یکفی فی اثبات المحبۃ
مجرد التوحید وثبوت النبوۃ کما فی صحیح المسلم ان رجلا جاء الی النبی صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ کیف تری رجلا احب قوما ولم یلحق بہم قال رسول اللہ
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم المرء مع من احب انتہی مرعاۃ ۔ قسطلانی در مواہب
اللدنیہ بعد ایراد علامات محبت نوشتہ فمن اتصف بہذہ العلامات فہو کامل المحبۃ
للہ ولرسولہ ومن خالف بعضہا فہو ناقص المحبۃ ولا یخرج عن اسمہا یدل علیہ قولہ صلی
اللہ علیہ وسلم لثلاثۃ حد فی الخمر لا لعنہ وقال لا تزیدوا الشیطان علیہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم
لا تلعنوہ فانہ یحب اللہ ورسولہ فاخبر انہ یحب اللہ مع وجود ما حد منہ وفیہ
انہ لا تنافی بین ارتکاب النہی وثبوت محبۃ اللہ ورسولہ فی قلب المرتکب وان تکررت
منہ المعصیۃ لا تنزع منہ محبۃ اللہ ورسولہ انتہی ۔ وفی عدۃ الفیاض للشیخ حسن
العجیمی قولہ المرء مع من احب اجاب بحکم عام فانا قصد الصلاح مع محبۃ
کل الصالحین بحیث یحشر معہم انتہی ملخصا من عینہ ۔ وفی جوامع الکلم للشیخ المتقی رح
قد یلحق الادنی بالاعلی بمحض الفضل والمنۃ انا وکافل الیتیم کہاتین فی الجنۃ
ارتکاب النہی لا ینافی حب اللہ ورسولہ لا تلعنوہ فانہ یحب اللہ ورسولہ انتہی مرعاۃ
۔ وفی مدارج النبوۃ للشیخ عبد الحق اعظم ثواب محبت وجزاو آن بثبوت میرساند
بمحبوب بحیث معنوی رو بحق آورد مفارقت میسر نیست ودریں بعد وبعث معنوی بہ اصالت
انتہی ملخصا من عینہ ۔ وللشیخ المغاکی المکی رح یحشر المرء علی دین خلیلہ آمدہ ۔
ہم خطاب آمدہ مع من جانب نبوذر شدہ است ۔ وفی مظاہر الحق المرء مع
من احب محقق قاری نے لکھا ہے کہ ظاہر حدیث کا عموم ہی کہ محاسن اور
اوساط صالحین اور بد تجنب کے اور مؤید ہے اوسکی حدیث المرء علی دین خلیلہ انتہی من عینہ
فقط یا رسول اللہ سلام علیک انما الفوز والفلاح لدیک سلام
ایستادہ ام بریا بعلیک منتظم فرما ۔ مور بیچارہ ہوس کرد کہ بر کعبہ رسد
دست بریا کبوتر زد و ناکاہ رسید وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد خاتم

عبارت دیانت نامہ
فاعترفوا یا اولی الابصار
وصلی اللہ علی محمد المختار
وعلی آلہ الاطہار واصحابہ
الاحرار الی یوم القرار
بعد قطر اقتباس الاحطار
والتقاط
لولہ غفر اللہ لہ

اسامی العظام وعلی الرواصحابہم شموس الصدایۃ ومصابیح الظلام
امہ قدوۃ العلمی العلام باعانت سپہ انام علیہ الصلوۃ والسلام وما ہداہ ولباب کرام تبدیح یازدہم
شریف شہر ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۵ را رقم کیتر الاقلام باختتام این رسالہ المسمی بہ سراج الاسلام فی دفع
الجہالت والظلام مشرف گردید اگر کسی را از منی لفین ہنوز خدشہ بخاطر گردد تفضل از اصل خود
خود دیدہ بسلی خود سازد والسلام علی من اتبع الہدیٰ

کلمہ سنہ تاریخ از بہار طبعزاد بدر فلک فصاحت وجوانمردی حافظ محمد یحیی صاحب رفیقی سپہر وردی

مژدہ ارا حمد بیحد وسپاس و آفرین ۵ دین ما محفوظ شد از رخنۂ دیو لعین
کرد در سایۂ اعتقاد ما بحب او لباد ۵ بر سر ما سایۂ ستان خیبت مبسوط و فرین
بود در تاریکی وسواس جمعی مای بند ۵ شمع دین شد روشنا از سعی ارباب یقین
سیما از طبعزاد طالب علما، حق ۵ خواجۂ زیرک منش مقبول جمع صالحین
شد ز بانش ذوالفقار حیدر بر نجدیان ۵ چون مشرف شد بہ بہمائی شاہنشاہ دین
نسخۂ منشور سرتا پا بیان شرع حق ۵ ناسخ قول وتصانیف کردہ ملحدین
در بیان دفع خدشات وظلام لعر دشک ۵ چون سراج دین اسلام از براہین متین
دیدہ ہای مومنان پر نور شد از دیدنش ۵ فرقۂ مجدیہ مذمومہ شد اندوہگین
شد متکفل بنجہ واہل صفا از طبع او ۵ سال مطبوعش طلب کردم ز ذہن نازنین

داد آوازم رفیقی کوش کن از روی جاہ ۱۲۸۵ھ
کوی قیصر بردہ از پی اعدای دین

ایضاً از طبعزاد طبیل دوحہ صداقت وار جمند میر عبد الصمد صاحب نقشبندی

نسخۂ دلپذیر خدا مطبوع ۵ خصم را دل زہ شق زصماش
کشت لاہور کوہ طور از وے ۵ فیض او شد بہر در و یا نش

باقی بہر سال از خش کلمت
۱۲۸۵
فیض ارواح قدسیہ نامش

تمت

صفحهٔ اهل سلام را بطور اعلام ارقام آنکه

باید دانست که بسای مذهب فرقهٔ باغیه بر فساد و عناد و قتو بین انبیاء کرام علیهم السلام و
تکفیر و تجهیل شیوخ عظام و علماء فخام و مشرک بودن کافهٔ اهل اسلام است پس اینفرقه
نجدی که در قریهٔ درعیه حاکمیه نجد مسکونت داشت بجهال سلطنت بنا بر حصول فتوح و دولت اهل
را منکرین حکم نموده در قتل و غارت دست اناخت باین واسطه چند سال لشکر و جمعیت
حاصل ساخته در سنه ۱۱۷۴ هجری خود را امیر المومنین و قریهٔ درعیه را دار السلطنت قرار داده اطراف
نجد بسیران را بر مساعدت قائم نهاده نخل حیاتش باد اجل داد لیکن پسرکلانش راه بغی و
اغوا در پیش گرفته در شهر طایف بر رؤس رئیسان مع عوام اهل شهر تیغ بیدریغ بر انداخته
آثار متبرکات و تقدیم خیر یعنی مساجد خصوص مسجد ابن عباس رضی الله عنهما منهدم نموده مال فراوان
گرفته بخیال تصرف و غارت و قتل حرمین شریفین روانه گردید در هر دو مکان مبین بسیر
داد قتل و غارت داد انجام کار که حضرت شیخ عبد الرسول صاحب را حکم بقتل نموده در آن
آن شنید که ابراهیم پاشا با فوج جرار مصر رسید بندر جده رسید حضرت شیخ موصوف از قتل محفوظ
مانده سعود نامسعود که امیر الجیش بود خود را با لشکر خود بخیال مقابله بر بندر جده رسانید و صبحی
بیک مقاتله مقتول و منهزم گردید تاریخ سال شکست این بیت سنه ۱۲۳۳ از هرب السعود الی جحیم
است اما در بعض بلاد کتب نجدی باغی رسیده بعض علماء معتقد گشته در
تائید آن کتب و رسائل تصنیف ساخته بر روان کردن امور شرور که مبین فساد و عناد و اند
بنیاد ها شدند مثل اینکه ندا یا نبیا، و اولیاء و ائمهٔ مجتهدین یا شرک مستغیث و مستمد
از انبیاء و اولیا بلا اشتباه مشرک قائل مستغاث علیه مشرکیه دار دپس آوردن نذر و
صدقه بلکه کردن بنظر خاتم الانبیاء مع زیادتی بعض الفاظ که موجب اهانت شمرده اراده
تمکین قبض و استفاضه از ارواح انبیاء کرام و اولیاء عظام مطلقاً مستهجن دانسته تقلید
امام مذهب معین ممنوع آلهه و اشرکه مذموره مستند الانبیاء و ائمهٔ مجتهدین یعنی
حسنین و ائمهٔ اهل بیت اولیا یاخند خوردن آن نذر و اداء در مساجد نمازیان حنفی المذهب

ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر

اعتراضات على مسائل اهل السنة

۱۳۰۳ھ

در مطبع رای بهوانی پرشاد واقع دهلی منطبع گردید

297.2
I62 I85

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ علی سید المرسلین وعلی آلہ المقربین واصحابہ المکرمین اما بعد
پس فقیر حقیر قریشی صدیقی النسب سنی حنفی المذہب سمی محمد شاہ اوسلہ اللہ تعالیٰ الی
ما یرضاہ بخدمت اہل اسلام عرض کرتا ہے کہ یہ کتاب مستطاب مسمّٰی بہ اعتصام
اہل السنۃ علی مسائل اہل البدعۃ مشتمل ہے چند مسائل اور مقدمہ اور خاتمہ پر
وہو المستعان | مقدمہ چند امور میں ؕ | وعلیہ التکلان

امر اوّل

امر اول یہ ہے کہ زمانہ قرون ثلثہ کا یعنے زمانہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کا خیر ہے زمانہ
مابعد سے امر دین میں اور زمانہ مابعد قرون ثلثہ کا دن بدن زمانہ ظہور اور شیوع کذب اور
خیانت اور ترقی شر وفساد کا ہے بحکم احادیث صحیحہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عن عبد اللہ بن مسعود
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یجیء قوم
تسبق شہادۃ احدہم یمینہ ویمینہ شہادتہ متفق علیہ عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم خیر امتی قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم ان بعدہم قوما یشہدون
ولا یستشہدون ویخونون ولا یؤتمنون الحدیث متفق علیہ وعن عبد اللہ بن عمر خطب عمر
بالجابیۃ فقال یا ایہا الناس انی قمت فیکم کما قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فینا فقال اکرموا اصحابی
ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یفشو الکذب رواہ الترمذی وعن عمر بن الخطاب

عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یفشو الکذب ذکرہ الترمذی فی صحیحہ فی ابواب الشہادات **وعن ۱۰** عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اکرموا اصحابی فانہم خیارکم ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یفشو الکذب رواہ النسائی باسناد صحیح کما فی اللمعات والمرقات وستنہد کورہ فی المشکوۃ **وعن ۱۱** انس بن مالک قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیاتی علیکم زمان الا الذی بعدہ اشر منہ حتی تلقوا ربکم رواہ البخاری ذکرہ فی المشکوۃ فی کتاب الفتن **وعن ۱۲** ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج فی آخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین البسون لہم جلی من السکر قلوبہم قلوب الذیاب رواہ الترمذی ذکرہ فی المشکوۃ فی الباب

امر دوم

امر دوم یہہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے یعنی جو شخص کہ دین اسلام مین کوئی امر منکر دیکھے تو اوسکو اوس امر منکر سے منع کیا جاوے اور جو شخص کہ دین اسلام مین کوئی امر منکر نکالی وہ مبتدع ہے اوسکو اس بدعت سے روکیا جائے اور امور منکرہ جو نکالے گئے ہون وہ تقریر اور تحریر سے روکے جائین اور اہل سنت کو وہ امور منکرہ بتلائے جائین تاکہ لوگ واقف ہوکر اون امور منکرہ سے باز آئین بحکم قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کے **قال ۱۳** اللہ تعالی ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر **وعن ۱۴** ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان رواہ مسلم

امر سوم

امر سوم یہہ ہے کہ جرح و قدح اہل جرح کی واجب ہے امر دین مین یعنے جو شخص کہ اوس مین کوئی امر ہو کہ اوسکی وجہ سے اوسکی روایت و قول پر اعتماد شرع مین نہو جیسا کہ غیر عالم یا غیر ضابطہ ہو یا مبتدع ہو تو واجب ہے تقریر اور تحریر سے جرح قدح اوسکی کہ بہہ

مخصص غیر عادل ہے یا غیر ضابط ہے یا متنوع ہے تاکہ اہل سنت واقف ہوکر اوسکی روایت
اور قول پر اعتماد کرین بحکم قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کے باتفاق علماء دین کے
قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا اور عن ابہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کفے بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع رواہ مسلم ذکرہ
فی المشکوٰۃ وعن ابن سیرین قال لم یکونوا یسئلون عن الاسناد فلما وقعت الفتنۃ قالوا
سموا لنا رجالکم فینظر الی اہل السنۃ فیوخذ حدیثہم وینظر الی اہل البدع فلا یوخذ حدیثہم رواہ مسلم
فی صحیحہ فی باب ان الاسناد من الدین فاعلم ان ابن سیرین من اجلۃ التابعین فکان
فاعل قالوا اہل اللہ وان افضلہ من الصحابۃ والتابعین وتبع التابعین رضی اللہ عنہم اجمعین
فقد تبین بالحدیث الصحیح کون مذہب الصحابہ والتابعین وتبع التابعین عدم الاعتماد علی
روایۃ اہل البدع وقولہم فی مسائل الدین وقال الامام النووی فی شرح مسلم فی الباب
المذکور اعلم ان جرح الرواۃ واجب بالاتفاق للضرورۃ الداعیۃ لصیانۃ الشریعۃ المکرمۃ وہو من
من الغیبۃ المحرمۃ بل ہو من النصیحۃ للہ ولرسولہ صلی اللہ علیہ وسلم ولائمۃ المسلمین لم یزل فضلاء الامۃ
واخیارہم واہل الورع منہم یفعلون ذلک کما ذکرہ مسلم فی مذ النباعن جماعات منہم انتہے

امر چہارم

امر چہارم یہہ ہے کہ بحکم مثل مشہور کل جدید لذیذ قدیم الایام سے عادت جاری ہے کہ اکثر
جہلا فریب کہا جاتے ہین ساتھ محدثات امور کے یعنے فریب کہا جاتے ہین
ساتھ نئے نئے امور کے جو نکالیجاتے ہین باب دین مین اور نہایت سرعت اور جلدی
کرتے ہین قبول کرنے مین اقوال کو جو خطا اور ساقط ہین نزدیک علماء دین کے لہذا اجرح قدح
کرنا اونکا اور رد کرنا اونکے مسائل کا واجب ہے واسطے صیانت اور محافظت دین کے
تاکہ بچین اولنسے امداد ونکے مسائل سے ناواقف لوگ جیسا کہ مصرح بیان کیا صاحب
صحیح مسلم نے اپنی صحیح مسلم کے باب صحۃ الاحتجاج مین اور فرمایا المسلم تخوفنا من شرور

العواقب وغرارا الجهلة بحقيقات الامور واشراعهم الى اعتقاد خطأ المخطئين والاقوال
الشاذة عند العلماء بنا الكشف عن فساد قوله ورد مقالته بقدر مايليق بها من الرد واجاب
على الامام واحمد للعاقبة ان شاء الله تعالى انتهى

امر پنجم

امر پنجم یہ ہے کہ بیان کرنا چند مسائل اور عقائد غیر مقلدین کا لابد اور ضروری ہے
دو وجہ سے وجہ اول یہ ہے کہ گروہ غیر مقلدین کا جو حادث ہوئے ہین بعد بارہ سو
برس کے اس ملک ہندوستان مین وہ گروہ اہل بدعت ہے نہ اہل سنت اور مصداق
ہے ان امور اربعہ مذکورہ کا لہذا جرح وقدح کرنا انکا اور رد کرنا اونکے مسائل اور
عقائد کا واجب ہے واسطے صیانت اور محافظت دین کے تاکہ بچین اونسے اور
اونکے مسائل اور عقائد سے ناواقف لوگ اہل سنت وجماعت کے لیکن معرفت
اور بچیان بدعت اور اہل بدعت ہونے اس گروہ غیر مقلدین کی متوقف ہے بیان
کرنے مسائل اور عقائد سر کہ وہ مخالف ہین قرآن شریف اور حدیث صحیح اور اہل سنت
وجماعت کی جیسا کہ اور گروہ اہل بدعت کی مخالف ہین مگر علامت اہل بدعت ہونی
اس مانہین یعنی بعد قرون ثلثہ یا اربعہ کی یہہ ہے کہ وہ مسائل اور عقائد مخالف
ہون مذہب ائمہ اربعہ کے یعنے مذہب امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ
اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہم کے اور جو مسائل اور عقائد مخالف ہونگے
مذاہب اربعہ کو وہ مخالف ہونگے قرآن شریف اور حدیث صحیح کے جو قرار دادہے نزد
اہل سنت وجماعت کے کیونکہ اہل سنت وجماعت بعد قرون ثلثہ یا اربعہ کے مجتمع اور
منحصر ہوگئی ہین مذاہب اربعہ مین جیسا کہ خاتمہ مین بیان کیا جائیگا ان شاء اللہ تعالی
اور وجہ دوم یہ ہے کہ عادت گروہ غیر مقلدین کی یہہ ہے کہ جا بجا دوڑے پھرتے ہین
جہان کہین موقع پاتے ہین ہین سوے لوگون کو ڈال کر فساد دین کرتی پھرتی ہین چنانچہ نمونے

محمد سعید کجاہی شاگرد مولوی نذیر حسین دہلوی جو اپنے تئین بالفعل
شکاری کہلاتا ہے وہ ایک آدمی مباحثہ پیشہ ہے اوسنے جبہ سات برس سے بہت
اشتہار طالب مباحثہ کے چھپا کر اپنے پاس کہہ لئے ہین چنانچہ جہان کہین جاتا ہے یہ قصہ
یا کہ وہ اشتہار لوگونکے پیش کرتا ہے اور یہہ کہتا ہے کہ بلاؤ کسی مولوی کو کہ یہہ سے
ساتھ مباحثہ کرے ورنہ تو تم لوگ جو مسائل مین بیان کرتا ہون اونکو قبول کرو یعنے
غیر مقلد ہو جاؤ لیکن بموجب قاعدہ ان ارادۃ اللہ غالبہ ایسا اتفاق ہوتا ہے
کہ اوسکو کوئی شخص رشد کامل ہوکر پیش آتا ہے وہانسے چل کر اوسی گاؤنمین ہمارم
لیتا ہے اسیطرح کرتا پھرتا ہے چنانچہ شہر جونا گڈھ مین گیا وہان جاکر لاف زنی شروع
کی اور اشتہار مذکور کو پیش کیا خداوند کریم نے ایک شخص خیرات علیخان نگیش کو کھڑا کردیا
اوسکو دیکھکر وہانسے چل کر مرزا پور مین جا دم لیا وہان جاکر لوگونسے اسی کیفیت
سے پیش آیا خداوند کریم نے مولوی محمد علی وکیل کو مقابل اوسکا کردیا اور مجلس مباحثہ
منعقد ہوئی اور نوبت بعدالت پہونچی وہان سے بھی موقع پاکر چلا آیا ؎
معلوم ہوتا ہے کہ وہانسے چلا ہوا فرخ آباد مین آکر دم لیا وہان خداوند کریم نے مولوی
عبدالجلیل بنارسی کو مقابل کردیا اب دیکھئے یہان کیا منظور الٰہی ہے لہذا
یہہ چند مسائل اور عقائد غیر مقلدین کے اہل سنت وجماعت پر بیان کئے جاتے ہین
کہ وہ مسائل اور عقائد کتب ائمہ غیر مقلدین مین اور تلامذہ ائمہ غیر مقلدین مین مذکور اور
موجود ہین تاکہ معلوم ہو جائے اہل سنت وجماعت کو کہ یہہ مسائل فراوید نتیجہ ہے غیر مقلدی کا
کیونکہ غیر مقلد اسی غیر مقلدی کو ہاتھ مین لیکر مجتہد اور محقق بنکر جیسا اونکی رائے فاسد مین
آتا ہے وہ ایسے ایسے مسائل اپنی تقریر اور تحریر مین بیان کرتا ہے اور اپنے مسائل
فاسد کو حق بتلاتا ہے اور بحکم حدیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعجاب کل ذی رای
برایہ رواہ الترمذی وابن ماجہ مسائل مبتدعہ مین جسمین جرح قدح سے پیش آتا ہے اور بحکم

حدیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن آخر ہذہ الامۃ اولہا رواہ الترمذی
ائمہ دین پر لعن طعن کرتا ہے اور زبان درازی سے پیش آتا ہے اور نیز اس فرقہ
غیر مقلدی مین مفسدان دین اسلام کو اور اہل غرض فاسد کو خوب موقع فساد دین کا ملیگا
اور حصول غرض فاسد کا خوب دستیاب ہوگا بایں طور کہ ہر مقلد ہمیشہ نئے نئے مسائل نکالتا
رہیگا اور ہمیشہ دین بہ تبدل اشخاص غیر مقلدین کے بدلتا رہیگا حتے کہ گھر گھر کا دین
و مذہب جدا جدا ہو جائیگا اور اسوقت دین اسلام ملعب معلوم ہوگا کہ نتیجہ اسکا یہ ہوگا کہ کوئی
مفسد دین غیر مقلدی کو وسیلہ بنا کر اپنا دین فاسد بدعوی حمایت خوب جاری کریگا فرقہ
فرقہ دین اسلام نہ رہیگا بلکہ نام اسلام بھی نہ رہیگا کوئی اور دین ہو جائیگا نتیجہ ہے غیر مقلدی کا
بخلاف مقلدان اہل سنت و جماعت مذہب خاص کی ائمہ اربعہ سے کیونکہ وہ پابند
مذہب کے ہین لہذا کوئی نیا مسئلہ نہین نکال سکتے لہذا یہ چند مسائل غیر مقلدی اور غیر
مقلدین کے جمع کئے گئے ہین تاکہ اگر کوئی غیر مقلد کسی جا پر اہل سنت و جماعت پر
فساد دین ڈالے تو یہہ مسائل غیر مقلدی اور غیر مقلدین کے پیش کر کے الزام
دیا جائے کہ یہہ یہہ مسائل غیر مقلدی ائمہ غیر مقلدین اور تلامذہ ائمہ غیر مقلدین کے ہین
کہ وہ مخالف ہین قرآن شریف اور احادیث صحیحہ اور علماء دین کے اور اسیطرح ہمیشہ
مسائل غیر مقلدی اور غیر مقلدین کے جون جون آخر زمانہ ہوتا جائیگا مسائل اونکے
بدتر اور خراب ہوتے جائینگے بحکم ان دو حدیثین کے عن ابی ہریرۃ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج فی آخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین الستہم
احلی من السکر و قلوبہم قلوب الذیاب رواہ الترمذی و عن انس بن مالک قال
سمعت النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول لایاتی علیکم زمان الا الذی بعدہ اشر منہ
حتے تلقوا ربکم رواہ البخاری لیکن پہلے بیان مسائل معودہ سے ایک قاعدہ جو
کلام مولوی محمد سعید کچھاچھی سے معلوم ہوتا ہے بیان کیا جاتا ہے

مسائل غیر مقلدین

مسئلہ اوّل

اگر پانی قلتین سے قلیل ہو یا زمادہ پانے مین کتا یا خنزیر پیجائے یا اوس مین نجاست قلیل پڑجائے کہ اوس سے پانی رنگ مزہ و بدلے و پانی پاک ہے چنانچہ مولوی صدیق حسن صاحب نے اپنی کتاب طریقہ محمدیہ مطبوعہ مولوی نذیر حسین مطبعہ کے صفحہ ۱۰ مین فرمایا ہے پانی پاک ہے اور پاک کرنیوالا ہین نکالتی ہے اسکے ان دو وصف سے کوئی چیز کر نجاست کر بدل دے اوسکی بو اور رنگ اور مزہ کو دوسرے وصف سے جو نکالدی اوسکو نام آب مطلق سے کوئی پاک چیز جدا نہین کرتی اور نہین فرق درمیان تھوڑے اور بہت اور زیادہ ہونے قلتین کے اور بہتی اور تھوڑی اور مستعمل غیر مستعمل کے انتہے بحر و نہر تک جب قادر ہو مولوی

[illegal/illegible] مذہب کو صحیح اور مولوی سعید صاحب کا انتخاب کردہ مذہب کو غلط کہنا [illegible]

[illegible] قباحت نہیں ۱۲

الاعتراض

یہ مسئلہ خلاف ہے احادیث صحیحہ اور جمہور علماء دین کے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا شرب الکلب فی انا احدکم فلیغسلہ سبع مرات متفق علیہ وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طہور انا احدکم اذا ولغ الکلب فیہ ان یغسلہ سبع مرات رواہ مسلم وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ولغ الکلب فی انا احدکم فلیرقہ ثم لیغسلہ سبع مرات رواہ مسلم وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیستیقظ احدکم من نومہ فلا یغمسن یدہ فی الاناء حتی یغسلہ ثلاثا فانہ لا یدری این باتت یدہ متفق علیہ قال الامام النووی فی شرح مسلم فی باب کراہیۃ غمس المتوضی وغیرہ یدہ الخ ہذا مذہب الجمہور ان الماء القلیل اذا وردت علیہ نجاسۃ نجستہ وان قلت ولم تغیر احد اوصافہ وقال الامام النووی فی باب حکم ولوغ الکلب ہذا مذہب العلماء ہیر یہ نجس ولو غیر اللہ الخ

مسئلہ دوم

عبادت حنفیہ کو بغیر ازالہ کے کوئی صاحب مذہب داؤد ظاہری کا اختیار کرکے موجب غسل جانتا تو اسپر کچھ قباحت نہیں چنانچہ مولوی محمد سعید کنجاہی نے اپنی کتاب ہدایۃ القلوب الناسیہ مطبوعہ کی صفحہ ۳۰ میں فرمایا ہمارے نزدیک وطی فرج کی نجاست سے غسل واجب ہوجاتا ہی ہاں البتہ یہہ مذہب نہ آئی غسل کا حضرت عثمان رض و بخاری و داؤد ظاہری و ایک جماعت صحابہ و تابعین کا ہی اگر کوئی صاحب انکا مذہب اختیار کرے اور حدیث عائشہ رض کو اسکا ناسخ نہ سمجھی تو اسپر کچھ قباحت نہیں پس بموجب قاعدہ مولوی محمد سعید کے اگر کوئی صاحب

اسپر عمل کرے کہ حشفہ غائب کرکے جماع کرے اور نزال نہ ہو تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے
اور نماز کو بغیر غسل کے پڑھے پڑھا دے تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے

الاعتراض

یہ مسئلہ خلاف ہے احادیث صحیحہ اور جمہور علماء دین بلکہ اجماع امت کے ۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جلس احدکم بین شعبہا الاربع ثم جہدہا فقد وجب الغسل متفق علیہ وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ اذا جلس بین شعبہا الاربع ثم جہدہا فقد وجب علیہ الغسل وان لم ینزل رواہ مسلم وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جلس احدکم بین شعبہا الاربع وس الختان الختان فقد وجب الغسل رواہ مسلم وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جاوز الختان الختان وجب الغسل رواہ الترمذی وقال حدیث عائشۃ حدیث حسن صحیح وہو قول اکثر اہل العلم من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منہم ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وعائشۃ وغیرہم ومن التابعین ومن بعدہم مثل سفیان الثوری والشافعی واحمد واسحاق قالوا اذا التقا الختان وجب الغسل انتہی ثم قال والعمل علی ہذا عند اکثر اہل العلم علی انہ اذا جامع الرجل امراتہ فی الفرج وجب علیہما الغسل وان لم ینزل انتہی قال النووی فی شرح مسلم فی باب بیان ان الجماع کان فی اول الاسلام لا یوجب الغسل اللان ینزل وبیان نسخہ اعلم ان الامۃ مجتمعۃ الآن علی وجوب الغسل بالجماع وان لم یکن معہ انزال وعلی وجوبہ بالانزال انتہی ثم قال بعدہ ذلک وہو معنی الحدیث ان ایجاب الغسل لا یتوقف علی نزول المنی بل متی غابت الحشفۃ فی الفرج وجب الغسل علی الرجل والمراۃ لا خلاف فیہ الیوم وقد کان فیہ خلاف لبعض الصحابۃ ومن بعدہم ثم انعقد الاجماع

مسئلہ سیم

پیشاب لڑکے غیر خوار کا یعنے جبتک وہ دودھ پیتا ہے پاک ہے چھینٹا کپڑے

---

۵ کہا امام نووی فی شرح صحیح مسلم کے باب بیان ان الجماع کان فی اول الاسلام لا یوجب الغسل الا الانزال وبیان نسخہ میں فرمایا کہ جان لو کہ امت فی اجماع کیا وجوب غسل پر وہ انزال ہو یا نہ ہو جبکہ حشفہ کی مقدار آلہ تناسلی عورت میں غائب ہو جائے اور یہی معنی حدیث کے ہیں کہ وجوب غسل کا نزول منی پر موقوف نہیں بلکہ حشفہ کا غائب ہونا فرج میں موجب غسل واجب ہے مرد اور عورت پر بغیر اختلاف کے پہلی تھا خلاف بعض صحابہ کا اور جو ان کے بعد ہوئے پھر منعقد ہو گیا اجماع

مولوی صدیق حسن نے اپنی کتاب طریقہ محمدیہ کے صفحہ ۱۰ میں فرمایا نجاست گوبر کے
اور کی مطلق گوبر ستارے کے شیر خوار کا انتہی بحروفہ پس بموجب قاعدہ مولوی محمد سعید کے
اگر کوئی شخص اس پر عمل کرے کہ کپڑا اور بدن اور مکان وغیرہ اس پیشاب سے
پاک نہ کرے اور نماز پڑھے پڑھائے تو اس پر کچھ قباحت نہیں +

الاعتراض

یہ مسئلہ خلاف ہے احادیث صحیحہ اور اجماع امت کے عن ام قیس بنت محصن انہا
اتت بابن لہا صغیر لم یاکل الطعام الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاجلسہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فی حجرہ فبال علی ثوبہ فدعی بماء فنضحہ ولم یغسلہ متفق علیہ وعن
عائشۃ قالت اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بصبی یرضع فبال فی حجرہ فدعی بماء فصبہ
علیہ رواہ مسلم وعن لبابۃ بنت الحارث قالت کان الحسین بن علی فی حجر رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فبال علی ثوبہ فقلت البس ثوبا واعطینی ازارک حتی اغسلہ قال انما
یغسل من البول الانثی وینضح من بول الذکر رواہ احمد وابوداؤد وابن ماجہ ذکرہ فی المنتقی
فی باب تطہیر النجاسات وعن عمار قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما یغسل الثوب
من خمس من البول والغائط والمنی والدم والقیء رواہ الدارقطنی ذکرہ العینی فی شرح الہدایہ
والشیخ ابن الہمام فی فتح القدیر فی باب الانجاس وجیدہ وعن اسماء بنت ابی بکر
قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اصاب ثوب احدکن الدم من الحیضۃ فلتقرصہ
ثم لتنضحہ بماء ثم لتصل فیہ متفق علیہ فذلک الحدیث یدل علی وجوب ازالۃ النجاسۃ عن الثوبی
المتنجس بہا بالغسل سوا کان ذا مسفوحا او بولا او غیر ذلک من النجاسات فہذہ الاحادیث
فی غسل بول الصبی ونضحہ واصب علیہ موجودۃ وکم بات حدیث فی ان الرضیع بال علی
ثوبہ صلی اللہ علیہ وسلم فصبلے بہ من غیر غسل ونضح وکیف فقد علم ان ہذہ الاحادیث متعینۃ
فی ازالۃ بول الصبی عن الثوب المتنجس قال الامام النووی فی شرح مسلم فی باب حکم بول الطفل

واعلم ان هذا خلاف ما هو فی کینیته تطهیر الذی بال علیه الصبی ولا خلاف فی
نجاسته وقد نقل بعض اصحابنا اجماع العلماء علی نجاسته بول الصبی انه لم یخالف فیه الا داؤد
وقال النخعی فی غیره ولیس تجویز من جواز النضح فی بول الصبی من اجل ان بوله لیس بنجس ولکنه
من اجل التخفیف انتهی وقال العینی فی شرح الهدایه فی باب الانجاس
والتطهیر وهو علی انواع اربعته الاول بول الآدمی الکبیر فحکمه انه نجس مغلظ باجماع المسلمین من
اهل الاعصار والعقد ونقل ابن المنذر الاجماع عن اصحابنا واصحاب الشافعی والثانی بول الصبی الذی
لم یطعم فکذلک عند جمیع اهل العلم قاطبة الا ما نقل عن داؤد الظاهری انه قال بطهارته ولا حجة معه انتهی

مسئلہ چہارم

استنجا کرنا ساتھ پانی وغیرہ کے بدعت ہے اور بدعت وہ ہے جو آنحضرت کے
زمانہ مین نہو اور حکم اس بدعت کا عذاب الیم ہے چنانچہ مولوی عبد اللہ محمدی نے
اپنی کتاب اعتصام السنۃ مطبوعہ مطبع مطلع نور کانپور کے صفحہ ۱۹ مین فرمایا ثابت
استطابۃ الاحجار والمیاہ للذکر والانثی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ثابت ہوا
استنجا بتہا اور پانی کا واسطے ہیجڑا مرد اور عورت کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
والذی ما کان فی عہد النبی صلے اللہ علیہ وسلم فہو بدعۃ اور وہ چیز کہ نہ تہی زمانہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم مین وہ بدعت ہے انتہی پھر کہا مولوی عبد اللہ محمدی نے اپنی
کتاب البیان طریق المصلین الی طریق رسول رب العلمین مطبوعہ مطبع مطلع نور کانپور کے
صفحہ ۹۷ مین اور بدعت اوسے کہتے ہین جو زمانہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مین
نہو مصداق اسکا قول عمر کا ہے تراویح مین نعم البدعۃ ہذہ بری بدعت ہے تراویح پڑہنا
اسکو بخاری نے اور حکم اسکا حکم اس آیت مین ہے فبشرہم بعذاب الیم یعنے بشارت
دے تو عذاب درد دہندہ کی انتہی پس بموجب قاعدہ محمد سعید کنجاہی کے کوئی مسئلہ
مسئلہ عبد اللہ محمدی کا اختیار کرے کہ استنجا بیشاب سے ساتھ پانی وغیرہ کے کرے

دو ہاتھ نہیں کپڑوں سے نماز پڑھے پڑھا دے تو اس پر کچھ قباحت نہیں

الاعتراض

یہ مسئلہ خلاف ہے احادیث صحیحہ اور مجموعہ صحابہ اور تابعین وغیرہم کے **عن** ابن عباس قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بحائط من حیطان المدینۃ او مکۃ فسمع صوت انسانین یعذبان فی قبورہما فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعذبان وما یعذبان فی کبیر کان احدہما لا یستنزہ من بولہ وکان الآخر یمشی بالنمیمۃ ثم دعا بجریدۃ فکسرہا کسرتین فوضع علی کل قبر منہا کسرۃ فقیل لہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم فعلت ہذا فقال لعلہ ان یخفف عنہما ما لم تیبسا متفق علیہ **وقال** البخاری فی صحیحہ باب ما جاء فی غسل البول قال النبی صلی اللہ علیہ لصاحب القبر لا یستنزہ من بولہ انتہی **وعن** عائشۃ رضہ قالت مرن ان نتوضا کلما بلن ان یغسلوا الاثر الغائط والبول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یفعلہ رواہ ابو بکر بن ابی شیبۃ والبیہقی وذکرہ ابن حجر العسقلانی فی تخریج احادیث الہدایۃ **وعن** ابی قتادہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا بال احدکم فلا یمس ذکرہ بیمینہ ولا یستنج بیمینہ رواہ ابن ماجہ والبخاری فی صحیحہ فی باب لا یمسک ذکرہ بیمینہ اذا بال **وقال** الترمذی فی صحیحہ فی باب الاستنجاء بالحجارۃ وہو قول اکثر اہل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن بعدہم لا نعلم ان الاستنجاء بالحجارۃ یجزی ان لم یکن بالماء اذا انقی اثر الغائط والبول وبہ یقول الثوری وابن المبارک والشافعی واحمد واسحاق رہم انتہی **وقال** القسطلانی فی شرح البخاری فی باب الاستنجاء بالماء والذی علیہ جمہور السلف لا نخلاف ان الجمع بین الماء والحجر افضل سواء کان مع الانقاء او لا

مسئلہ پنجم

پیشاب گدھے اور خنزیر اور کتے اور بچہ اور جمیع جانور غیر ماکول اللحم کا اور پس اگر کتنی اور خنزیر اور جمیع جانور غیر ماکول اللحم کا پاک ہے نجس جانچہ وہ مذہب ہے

ظاہریہ اور مولوی صدیق حسن کا مذہب ہے یعنی اہل ظاہر
اور بعد کہتی کہ نجس کہا ہے اور علہ خنزیر کا جو محرم ہونا خنزیر سے اور باقی سب بھی
خنزیر کا جو سوائے لحم خنزیر کے ہے پاک ہے نہ نجس نزد مولوی صدیق حسن کے یعنے
خنزیر نجس اللحم ہے نہ نجس العین کیونکہ مولوی صدیق حسن صاحب نے مرجع ضمیر فانہ رجس کا
لحم خنزیر کو قرار دیا ہے نفس خنزیر کو بموجب اس قاعدہ بیان کیا کہ تحریم شی کی نجاست
شے پر دال نہیں اور غسل شی کا مستلزم نجاست شی کو نہیں اسواسطے کہ غسل ہے
کہ نظافت کیلئے ہو نہ ازالہ نجاست کیلئے اور نجاست اور حرمت اور حیثیت الدرجیت
شے کی نہیں دال نجاست شی بروقت قرینہ عارضہ کے چنانچہ مولوی صدیق حسن نے
اپنی کتاب عصمۃ الدریہ شرح درر البہیہ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۹ میں فرمایا **فصل** ۱۲
النجاسات وہی غالظ الانسان مطلقا وبولہ الا الذکر رضیع ودمعاب کلب وروث
ودم حیض ولحم خنزیر وفیما عدا ذلک خلاف فی الاصل الطہارۃ ولا ینقل الا ناقل صحیح لم یعارضہ
مایساویہ او یقدم علیہ انتہی **ثم قال** بعد سطور فہالم یرد فیہ شی من الادلۃ الدالۃ
علی نجاستہ خلیل الاصل عباد اللہ تعالی الکریم نجاستہ بجور ای فاسدا وغلط فی الاستدلال
کما یعلمہ بعض اہل العلم من نجاستہ ما حرم اللہ تعالی لاعیان النجاستہ والتحریم مستلزمان
وہذا زعم سراب لبلل الباطلات فالتحریم لشیئ لا یدل علی نجاستہ مطابقۃ ولا تضمنا ولا
التزاما فتحریم الخمر والمیتۃ والدم لا یدل علی نجاستہ ذلک انتہی **ثم قال** قبل سطور فی
جواب ادلۃ القائلین بنجاستہ الخنزیر والامر الرابع ان الشیئ صلے اللہ علیہ وسلم کان
یغسل موضع المنی من ثوبہ یجاب عنہ بان ہذا فعل لا یصلح لاثبات النجاستہ المستلزم
لوجوب الازالۃ مع احتمال ان یکون غسلہ عند المنافیہ من مخالفۃ النظافۃ انتہی
ثم قال بعد سطور فان ثبت اذا کان التصریح بنجاستہ شئی اور حیثیتہ او کیفیتہ یدل
علی انہ رجس کما قلت فی نجاستہ الروثۃ ولحم الخنزیر فکیف لم تحکم بنجاستہ الخمر

۱۴

۱۲ یہ کہنا بعد سطور کے کہ تصریح نجاست یا حیثیات یا کیفیات بھی دلیل ہے اس پر کہ وہ شے نجس ہے
اور کیوں اس کو کرتے ترک نجاست خمر کا بموجب قول تعالی انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام جس جواب اسکا یہ ہے کہ لفظ
جس کا اطلاق ہوا ہے مطلوب اس لفظ اور لام کے تو یہ قرآن ترجمہ ہو گیا کہ معنی رجس کے اسم خمر نجاست پر
کے پس خلاصہ ترجمہ کلام کا یہ ہوا کہ خمر ناپاک ہے نجس ۱۲

قولہ تعالیٰ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس قلت لما وقع متعرضا للانصاب
والازلام کان ذلک قرینۃ صارفۃ لہ الی غیر النجاسۃ الشرعیۃ انتہی
ثم قال ۱۲ قبل سطر ولو قام الدلیل علی رجوع الضمیر فی قولہ تعالیٰ فانہ رجس الی جمیع
ما تقدم فی الآیۃ من المیتۃ والدم المسفوح ولحم الخنزیر لکان ذلک مفیدا لنجاسۃ الدم المسفوح
والمیتۃ ولکنہ لم یرد ما یفید ذلک بل النزاع کائن فی رجوعہ الی الکل او الاقرب وظاہر
رجوعہ الی الاقرب وہو لحم الخنزیر لافراد الضمیر ولہذا اخبر عنہا بنجاستہ لحم الخنزیر دون المیتۃ
والدم المسفوح الذی لیس بمحیض انتہی ثم قال ۱۲ قبل سطور تحت قولہ وروی الدلیل
علی نجاستہ ما تقدمت الاشارۃ الیہ من قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الروثۃ انہا رکس واکرس
فی اللغۃ النجس فالروثۃ نجس وہو المطلوب وہو ناکلام التیمی فی تحکمہ من ذلک انتہی
والبغال والحمیر انتہی کلام مولوی صدیق حسن لپس خلاصہ کلام مذکور کا یہ ہے کہ نجاست
اشیاء کی منحصر ہے چھ چیز میں اول غائط انسان صغیر وکبیر کا دوم بول انسان
کبیر کا نہ صغیر کا سوم لعاب کتے کا اور چہارم روث یعنی لید گھوڑے اور گدھے اور
خچر کی پنجم خون حیض کا ششم گوشت خنزیر کا اور باقی سب اشیا میں علت نجاست
اور اصل طہارت ہے یعنے پاکی ہے اور نہ چھوڑے اس اصل کو یعنی اس طہارت کو
کسی شخص مگر جو ناقل صحیح صریح کا جو معارض اوسکے ہو کوئی دلیل مساوی اوسکے
یا قوی اس سے اور تحریم شئے کی نجاست شئے پر دال نہیں اور غسل شئے کا مستلزم نجاست
شئی کو نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ وہ غسل نظافت کیلئے ہو نہ ازالۂ نجاست کیلئے اور
نجاست اور حرمت اکثر یکسی شئی کی دال نجاست شئی پر نہیں وقف غیر نہ صارفہ کے اور جمع
ضمیر فانہ رجس کا لحم الخنزیر ہے خنزیر ساوریتہ اور دم مسفوح اور بول محیض ہے انتہی
خیل اور بغل اور حمار کے نام ہو اخلاصہ کلام مولوی صدیق حسن کا یہ حاصل کلام
مذکور کا یہ ہے کہ مولوی صدیق حسن نے اول نجاست ان چھ چیز کی بیان کی

پھر بیان کیا کہ باقی سب اشیا ہین جو سوائے ان چھ چیز مذکورہ کے ہین اون
خلاف ہے اور اون ہین اصل طہارت ہے اور اس طہارت کو نہ چھوڑے گا کوئی مگر
اگر وہ ناقل ہو حدیث صحیح کا جو معارض اوسکے نہ ہو کوئی دلیل مساوی اوسکی یا قوی
اس سے پھر بیان کیا اولتہ نجاست ان چھ چیزون کو اور وہ بیان کی کوئی دلیل
نجاست کسی شی کی باقی اشیا سے بلکہ واسطے ساقط کرنے نجاست باقی اشیاء کے
یہ قاعدہ قرار دیا کہ تحریم شے کی نجاست شی پر دال نہین اور غسل شے کا مستلزم شی کو
نہین اور نجاست اور حرمت اور حرمت شی کی دال نجاست شے پر نہین وقت قرینہ
صارفہ کے پس اگر کوئی دلیل نجاست باقی اشیا کی نزد مولوی صدیق حسن صاحب
کے ہوتی تو بیان کرتے پس جبکہ نجاست ان چھ چیز کی بیان کی اور نہ بیان کی کوئی
دلیل نجاست باقی اشیاء کی تو ثابت ہوا کہ نزد مولوی صدیق حسن صاحب کے
نجاست ان چھ اشیاء مذکورہ کی ثابت ہے اور نجاست باقی اشیاء کی غیر ثابت
اور خلاصہ کلام مولوی صدیق حسن کا امر خنزیر مین یہ ہے کہ خنزیر نجس اللحم ہے نہ
نجس العین یعنے لحم خنزیر کا نجس ہے اور باقی سب کچھ خنزیر کا پاک ہے پس ہو جب
قاعدہ مولوی محمد سعید کنجاہی کے اگر کوئی صاحب مذہب مولوی صدیق حسن اور
ظاہریہ کا اختیار کرے نہ باقی اشیاء کو پاک جانی اور ایسا ہی سب کچھ خنزیر کا
سوائے لحم خنزیر کے پاک جانی اور کپڑے اور برتن وغیرہ کو اوسنے پاک نکرے اور نماز
پڑھے پڑھاوے اور ایسا ہی کہال خنزیر مین نماز پڑھے پڑھاوے یا پانی قلیل مین
پڑ جاوے اوس پانی کو پاک جانی اور اوس پانی سے نماز پڑھے پڑھاوے تو اوسپر کچھ قباحت نہین

الاعتراض

یہ مسئلہ خلاف ہے احادیث صحیحہ اور اجماع امت کے عن انس قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استنزہوا من البول فان عامۃ عذاب القبر منہ رواہ الدارقطنی

وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر عذاب القبر من البول رواہ الحاکم فی مستدرکہ وقال ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین

وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استنزہوا من البول فان عامۃ عذاب القبر منہ رواہ الدارقطنی وقال ابن حجر العسقلانی فی تخریج احادیث الہدایۃ فی باب الانجاس حدیث استنزہوا من البول صحیح اہ

وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اکثر عذاب القبر من البول فاستنزہوا منہ رواہ الطبرانی والدارقطنی والبیہقی کلہم سکتوا عنہ

وعن عبادۃ بن الولید عن ابیہ ان جدہ سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتغائط فامر لی ان اتیہ بثلثۃ احجار فوجدت لہ ثالثا فلم اجد فاخذت روثۃ فاتیتہ بہا فاخذ الحجرین والقی الروثۃ وقال ہذا رکس رواہ البخاری فہذا الحدیث یدل علی نجاستہ الا ولکنہا لان الروثۃ کانت مما یاکل اللحم کالخیل وغیرہا کالحمار وغیرہ فلما کانت معلقۃ غیر مقیدہ تصدق الحدیث علی نجاستہ روث کل حیوان سواء کان ماکول اللحم او غیر ماکول اللحم

وقال العسقلانی فی شرح البخاری فی باب ابوال الابل والدواب وظاہر صنیع المؤلف فی ترجمۃ ابوال الابل والدواب جعل الحدیث حجۃ لطہارۃ الابوال مطلقا کما ہو ظاہر ترجمۃ الا انہم استثنوا بول الآدمی وروثہ وتعقب بان القصۃ فی ابوال ماکول ولا یسوغ قیاس غیر الماکول اللحم علی ماکول اللحم بظہور الفرق انتہی ثم قال قبل سطور وذہب الشافعیۃ وابو حنیفۃ والجمہور الی ان الابوال کلہا نجسۃ الا ما عفی عنہ وحملوا الحدیث علی التداوی

قلت فیہ دلیل للاباحۃ فی غیر حال الضرورۃ انتہی۔

وقال العینی فی شرح الہدایۃ فی باب الانجاس والتطہیر وھو علی اربعۃ اوجہ الاول بول الآدمی والکبیر فحکمہ انہ نجس مغلظ باجماع المسلمین من اہل الحل والعقد ونقل ابن المنذر الاجماع عن اصحابنا واصحاب الشافعی رض والثانی فی بول الصبی الذی لم یطعم فکذلک عند جمیع اہل العلم قاطبۃ الا ما نقل عن داؤد الظاہری انہ قال بطہارتہ ولا یعتبر خلافہ والثالث بول الحیوان الذی لا یؤکل لحمہ فحکمہ انہ نجس مغلظ عندنا وعند الشافعی رض وعند امام مالک والفقہاء کافۃ لعموم قولہ علیہ السلام استنزہوا من البول وحکی ابن حزم الظاہری عن داؤد ان ابوال الدواب کلہا والادوار کلہا طاہرۃ من کل حیوان الا الآدمی والرابع بول الحیوان الذی یؤکل لحمہ فحکمہ انہ نجس عند ابی حنیفۃ ویوسف والشافعی وغیرہم انتہی ثم قال العینی فی شرح الہدایۃ فی فصل البیر واما بول باقی الحیوانات التی لا یؤکل لحمہا فہو نجس عند العلماء قاطبۃ کالائمۃ الاربعۃ وغیرہم انتہی

وقال القاضی فی التفسیر المظہری فی تفسیر انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر اجمعوا علی ان الشعر

مسئلہ ششم

خون سائل کتے اور خنزیر اور دیگر جمیع حیوانات ماکول اللحم وغیر ماکول اللحم کا سوائے دم حیض کے پاک ہے نجس چنانچہ مولوی صدیق حسن نے اپنی کتاب روضۃ الندیۃ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۲ میں فرمایا فالامر بغسل دم الحیض محکم یفید بثوب نجاستہ وان اختلف محلہ بتغیر ذلک لا یخرجہ عن کونہ نجسا واما سائر الدماء فالادلۃ فیہا مختلفۃ مضطربۃ والبراءۃ الاصلیۃ مستصحبۃ حتی یاتی الدلیل الخالص عن المعارضۃ المراجحۃ او المساویۃ ولو قام الدلیل علی رجوع الضمیر فی قولہ تعالی فانہ رجس علی جمیع ما تقدم فی الآیۃ الکریمۃ من المیتۃ والدم المسفوح ولحم الخنزیر لکان ذلک

علیہ النجاسۃ الدم المسفوح والمیتۃ ولکنہ لم یرد ذلک بل النزاع کائن
فی جمیع ما یؤکل اصلا الا قرب والظاہر رجوعہ الی الاقرب وہو لحم الخنزیر
انتہی پس بموجب قاعدہ مولوی محمد سعید کے اگر کوئی شخص مذہب مولوی
صدیق حسن کو اختیار کر کے خون سائل جمیع حیوانات ماکول اللحم وغیر ماکول اللحم سے
پیوے اور برتن وغیرہ پاک نکرے اور نماز پڑھے بڑھا وے اور کہا ہی
پیوے تو اوسپر کچھ قباحت نہیں ہے ؛

الاعتراض

یہ مسئلہ خلاف ہی قرآن شریف اور احادیث صحیحہ اور اجماع امت کے
قال اللہ تعالے قل لا اجد فی ما اوحی الیّ محرما علی طاعم یطعمہ الا ان یکون
میتۃ او دما مسفوحا او لحم خنزیر فانہ رجس وعن اسماء بنت ابی بکر رضہ قالت
قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا اصاب ثوب احدکن الدم من الحیضۃ
فلتقرصہ ثم لتنضحہ بالماء ثم لتصل فیہ متفق علیہ وعن عمار بن یاسر قال
اتے علیّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وانا علے بیر فقال یا عمار ما تصنع
فقلت یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بابی وامی اغسل ثوبی من
نجاسۃ اصابتہ فقال یا عمار انما یغسل الثوب من خمس من الغائط والبول
والقے والدم والمنی رواہ الدارقطنی ذکرہ العینی فی شرح الہدایۃ
والشیخ ابن الہمام فی فتح القدیر وجیداہ وقال الامام النووی فی شرح
مسلم فی باب نجاسۃ الدم وفیہ ان الدم نجس وہو باجماع المسلمین انتہے
وقال العینی فی شرح الہدایۃ فی باب الانجاس وفیہ دلالۃ علی نجاسۃ
الدم وہو باجماع المسلمین انتہے

مسئلہ ہفتم

خمر پاک ہے: نجس جانا مولوی صدیق حسن نے اپنی کتاب روضۃ الندیۃ مطبوعہ
صفحہ کے صفحہ ۱۳ میں فرمایا فالتحریم لشئ لا یدل علی نجاستہ فالخمر
لا نضمن ولا استلزام فتحریم الخمر والمیتۃ والدم لا یدل علی نجاستہ وذلک
کان قلت اذا کان التصریح بنجاستہ شئے اور حرمتہ اور کسی حرمت پر دلیل ہے اس
نجس کما قلت فی نجاستہ الروثۃ ولحم الخنزیر فکیف لم تحکم بنجاستہ الخمر
لقولہ تعالی انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس قلت لما وقع الخمر فیہا
مقترنا بالانصاب والازلام کان ذلک قرینۃ صارفۃ لمعنی الرجسیۃ الی
غیر النجاستہ الشرعیۃ انتہے پس بقاعدہ محمد سعید کے اگر کوئی شخص مذہب
مولوی صدیق حسن کا اختیار کر کے خمر کو پاک سمجھے اور کپڑے اور بدن
وغیرہ خمر آلودہ پاک نکرے اور نماز پڑھے پڑھاوے تو اوس پر کچھ قباحت نہیں

الاعتراض

یہ مسئلہ خلاف ہے قرآن شریف اور اتفاق علماء کے قال اللہ تعالی
یا ایہا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان
فاجتنبوہ لعلکم تفلحون وقال الشیخ ابن الہمام فی فتح القدیر فی باب الانجاس
والتطہیر فالدم والخمر وخرء الدجاج والبط وبول الآدمی وبول ما لا یؤکل لحمہ
والقیء نجاسۃ اتفاقا لعدم التعارض والخلاف انتہی اے لعدم خلاف
احد من العلماء فی نجاستہ الخمر وغیرہ وما ذکر۔

مسئلہ ششم

ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم پاک ہے نجس یعنے جلد اور گوشت اور رطوبت غیر ماکول اللحم اور غیر ماکول اللحم جیسا کہ کتا اور خنزیر وغیرہ ہے وہ پاک ہے نجس چنانچہ مولوی صدیق حسن نے اپنی کتاب روضۃ الندیہ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۴۱ میں فرمایا فالتحریم للشئی لایدل علی نجاستہ بلا تقتضی ولا التزام فتحریم الخمر والمیتۃ لایدل علی نجاستہ فلاک نتھلے پس بموجب قاعدہ مولوی محمد سعید کے اگر کوئی شخص مذہب مولوی صدیق حسن کا اختیار کرکے رطوبات مردار جمیع حیوانات سے کپڑے برتن وغیرہ پاک نکرے اور نماز پڑھے پڑھا دے اور ایسا ہی کہال کتے اور جمیع حیوان مردار میں نماز پڑھے پڑھا دے اور ایسا ہی گوشت کتے اور جمیع حیوان مردار کا لیکر نماز پڑھے پڑھا دے یا پانی قلیل میں پڑ جائے تو اوس پانی کو پاک جانے اور نماز پڑھے پڑھا دے تو اوسپر کچھ قباحت نہیں ہے

الاعتراض

یہ مسئلہ خلاف ہے قرآن شریف اور احادیث صحیحہ اور جمہور علماء اور ائمہ اربعہ کے

قال اللہ تعالی قل لا اجد فیما اوحی الیّ محرما علی طاعم یطعمہ الا ان یکون میتۃ او دما مسفوحا او لحم الخنزیر فانہ رجس وقال اللہ تعالی ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث فالاصل الحاصل تملک الآیتان ان التحریم علامۃ النجاستہ والنجاستہ الا ان تدل دلیل علی خلافہ عن ابن عباسؓ قال تصدق علی مولاۃ میمونۃ بشاۃ فماتت فمر بھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال ھلا اخذتم اھابھا

قد تعلموه فاستفتهم بعقلوا لها نجاسة فقال انما حرم اكلها متفق عليه وعن عبد الله
ابن عباس قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اذا دبغ الاهاب فقد طهر
رواه مسلم وعن عائشة قالت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امر ان تستمتع
بجلود الميتة اذا دبغت رواه مالك وابو داود وقال النووي في شرح مسلم
في باب طهارة جلود الميتة بالدباغ اختلف العلماء في دباغ جلود الميتة وطهارتها
بالدباغ على سبعة مذهب احدها مذهب الشافعي رحمه انه يطهر بالدباغ جميع جلود
الميتة الا الكلب والخنزير والمتولد من احدهما والمذهب الثاني انه لا يطهر شيء
من الجلود بالدباغ وهو اشهر الروايتين عن احمد رحمه واحدى الروايتين
عن مالك والمذهب الثالث انه يطهر بالدباغ جلد ما كول اللحم
ولا يطهر غيره وهو مذهب الاوزاعي وابن المبارك وابي ثور واسحق بن
راهويه والمذهب الرابع انه يطهر جلود جميع الميتات الا الخنزير وهو مذهب
ابي حنيفة رحمه والمذهب الخامس انه يطهر الجميع الا انه يطهر ظاهره دون باطنه
فيستعمل في اليابسات دون المائعات ويصلى عليه لا فيه وهذا
مذهب المالكية والمذهب السادس انه يطهر الجميع والكلب والخنزير
ظاهرا وباطنا وهو مذهب داود واهل الظاهر والمذهب السابع
انه ينتفع بجلود الميتة وان لم يدبغ وهو مذهب الزهري انتهى كلام النووي مختصرا

مسئلہ ۲۲

مسح کرنا پاؤں کا نہ دھونا فرض ہے چنانچہ محمد ابراہیم بن حسیکم محمد عبد اللہ ساکن
سیر ٹھہ نے اپنے فتاوے ابراہیم مطبوعہ مطبع دہرم پرکاش کے صفحہ
۲ میں فرمایا جواب سوال سوم مسح کرنا پاؤں کا فرض ہے کیونکہ فرمایا اللہ جل شانہ

وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین اور مولوی رفیع الدین اور مولوی عبدالقادر نے بھی ترجمہ کلام مجید میں عطف ڈالا ہے وامسحوا پر پس جو شخص اسکو فرض بتاتا ہے اسکا وضو اور اسکا باطل ہے انتہے اور قدرے قلیل رہنمائی کی ہے طرف اسکی مولوی صدیق حسن صاحب نے اپنی کتاب روضۃ الندیہ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲ بحث وضو میں اقول الحق ان دلیل القرآن قد دل علی جواز الغسل والمسح لثبوت قراءۃ النصب والجر نبوتا لا ینکرانتہے۔ پس جب قاعدہ محمد سعید کے اگر کوئی صاحب مولوی محمد ابراہیم وغیرہ کا مذہب اختیار کر کے مسح پاؤں پر کرے اور نہ دھوئی اور نماز پڑھی پڑھادی تو اوسپر کچھ قباحت نہیں

الاعتراض

۲۳

یہ مسئلہ خلاف ہی قرآن شریف اور احادیث صحیحہ اور اہل سنت کے عن عبداللہ ابن عمرؓ قال تخلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم عنا فی سفرۃ فادرکنا وقد ارہقنا العصر فجعلنا نتوضاء ونمسح علی ارجلنا فنادی باعلی صوتہ ویل للاعقاب من النار مرتین او ثلاثا متفق علیہ وعن عائشہؓ قالت یا عبدالرحمن اسبغ الوضوء فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ویل للاعقاب من النار رواہ مسلم وعن ابی ہریرۃؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای رجلا لم یغسل عقبیہ فقال ویل للاعقاب من النار رواہ مسلم وعن عمر ابن الخطاب ان رجلا توضأ وترک موضع ظفر علی قدمہ فابصرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ارجع فاحسن وضوءک فرجع ثم صلی رواہ مسلم وعن جبیرۃ قال رایت علیا توضأ فغسل کفیہ حتی انقاہما ثم مضمض ثلاثا واستنشق ثلاثا وغسل وجہہ ثلاثا وذراعیہ ثلاثا ومسح برأسہ مرۃ ثم غسل قدمیہ الی الکعبین ثم قام فاخذ فضل طہورہ فشرب

وضوء قائم ثم قال اجبت ان اريكم كيف كان طهور رسول الله صلى الله عليه وسلم
رواه الترمذي وقال هذا حديث حسن صحيح وعن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده
ان رجلا اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله كيف الطهور فدعا
بماء في اناء فغسل كفيه ثلاثا ثم غسل وجهه ثلاثا ثم مسح برأسه وادخل اصبعيه السبابتين
في اذنيه ومسح بابهاميه على ظاهر اذنيه وبالسباحتين باطن اذنيه ثم غسل
رجليه ثلاثا ثلاثا ثم قال هكذا الوضوء فمن زاد على هذا او نقص فقد اساء
وظلم رواه ابو داود وقال الامام النووي في شرح مسلم في باب وجوب غسل الرجلين
قوله رسول الله صلى الله عليه وسلم ويل للاعقاب من النار لو كان المسح كافيا لما توعد
من ترك غسل عقبيه وقد صح حديث عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده
ان رجلا قال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف الطهور فدعا بماء فغسل كفيه
ثلاثا الى ان قال ثم غسل رجليه ثلاثا ثم قال هكذا الوضوء فمن زاد على هذا
او نقص فقد اساء وظلم وهذا حديث صحيح اخرجه ابو داود وغيره باسانيد هم
الصحيحة انتهى قال الترمذي في صحيحه في باب ما جاء ويل للاعقاب من النار
وفقه هذا الحديث انه لا يجوز المسح على القدمين اذ لم يكن عليهما خفان او جوربان
انتهى وقال البخاري في صحيحه في باب غسل الرجلين ولا يمسح
على القدمين حدثنا موسى قال حدثنا ابو عوانة عن ابي بشر عن يوسف ابن
ماهك عن عبد الله بن عمرو قال تخلف النبي صلى الله عليه وسلم عنا في سفرة
سافرناها فادركنا وقد ارهقتنا العصر فجعلنا نتوضأ ونمسح على ارجلنا فنادى بأعلى
صوته ويل للاعقاب من النار مرتين او ثلاثا انتهى وقال الامام النووي
في شرح مسلم في باب وجوب غسل الرجلين بكمالهما ومعنى قوله صلى الله عليه وسلم
ويل للاعقاب من النار اسبغوا الوضوء وفي رواية لمسلم رحمت الله تعالى

ہذا ھذا الاستدلال پر ہے وجوب غسل الرجلین دان المسح للجزئی و ہذا مسئلۃ
خلاف الناس فیھا علی مذاھب فذھب جمع من الفقھاء من اھل النشوء فی
الامصار والامصار ان الواجب غسل القدمین مع الکعبین ولا یجزئ سواھما
ولم یثبت خلاف ھذا عن احد یعتد بہ فی الاجماع وقالت الشیعۃ الواجب
مسحھما وقال محمد بن جریر والجبائی رأس المعتزلۃ تخییر بین المسح والغسل
وقال بعض اھل الظاھر یجب الجمع بین المسح والغسل انتھے **وقال العینی**
فی شرح الھدایۃ فی بحث الوضوء اما وظیفۃ الرجلین فیھا اربعۃ
مذاھب **الاول** ھو مذھب الائمۃ الاربعۃ وغیرھم من اھل السنۃ والجماعۃ
ان وظیفتھما الغسل ولا یعتد بخلاف من خالف ذلک انتھے ✦✦

مسئلہ ہشتم

اموال تجارت میں زکوۃ نہیں چنانچہ مولوی صدیق حسن نے اپنی
کتاب طریقۂ محمدیہ طبوعہ کے صفحہ ۱۸ میں فرمایا اور نہیں زکوۃ اسکے سوا
جواہر اور اموال تجارت اور گھر کرایہ وغیرہ پر انتہی پس بموجب قاعدہ مولوی
محمد سعید کے اگر کوئی شخص اسپر عمل کرے اور زکوۃ اموال تجارت کی نہ دے تو اسپر کچھ حرج نہیں

الاعتراض

مسئلہ خلاف ہے قرآن شریف اور احادیث صحیحہ اور ائمہ اربعہ اور جمہور اہل علم کے
قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم **وعن** ابی ہریرۃ
قال بعث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عمر علی الصدقۃ فقیل منع ابن
جمیل وخالد بن الولید والعباس قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

یا بنتم ابن سبیل الا انہ کان فقیرا فاغناہ اللہ ورسولہ واما خالد فانکم تظلمون خالدا
قد احتبس ادراعہ واعتدہ فی سبیل اللہ واما العباس عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فہی علی ومثلہا معہا
ثم قال یا عمر اما شعرت ان عم الرجل صنو ابیہ متفق علیہ وعن ابی سعید الخدری
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس فیما دون خمسۃ اوسق من التمر صدقۃ ولیس
فیما دون خمس اواق من الورق صدقۃ ولیس فیما دون خمس ذود من الابل صدقۃ
متفق علیہ وعن سمرۃ بن جندب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یامرنا
ان نخرج الصدقۃ من الذی نعدہ للبیع رواہ ابوداؤد وقال الامام النووی
فی شرح مسلم فی صدر کتاب الزکوۃ اجمعوا علی وجوب الزکوۃ فی ہذا الانواع
واختلفوا فی ما سواہا کالعروض فالجمہور یوجبون زکوۃ العروض وداؤد
ینفیہا انتہی وقال القاضی فی التفسیر المظہری یا ایہا الذین آمنوا انفقوا
من طیبات ما کسبتم ہذا الآیۃ سند الاجماع وحجۃ للجمہور علی داؤد وحیث
قال لا یجب الزکوۃ الا فی الانعام والنقود وعند الجمہور یجب فی العروض
والعقار اذا کانت للتجارۃ وعن ابن عمر قال لیس فی العروض زکوۃ الا فیما کان
للتجارۃ رواہ الدارقطنی وعن سمرۃ بن جندب قال کان یامرنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان نخرج الزکوۃ مما نعدہ للبیع رواہ ابوداؤد والدارقطنی
والبزار ثم اختلف العلماء فیما اذا لم یبع عروض التجارۃ سنین فقال مالک یجب
علیہ شیء وان طال زمانہ فاذا باعہ فلیس علیہ الا زکوۃ واحدۃ وقال الائمۃ
الثلاثۃ یجب علیہ زکوۃ کل سنۃ وان لم یبع لعموم قولہ علیہ السلام ان نخرج
الزکوۃ مما نعدہ للبیع انتہی وقال الترمذی فی صحیحہ والعمل علیہ عند اہل العلم
انہ لیس فی الخیل العوامل صدقۃ ولا فی الرقیق اذا کانوا للخدمۃ صدقۃ
الا ان یکونوا للتجارۃ فاذا کانوا للتجارۃ ففی اثمانہم زکوۃ اذا حال علیہ الحول انتہی

مسئلہ یازدہم

تین طلاق ایک کلمہ سے یا متعدد کلمہ سے ایک طہر مین یا تین طہرون مین بغیر رجوع کے ان سب صورتون مین ایک طلاق رجعی ہے خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ چنانچہ مولوی صدیق حسن نے اپنی کتاب طریقۂ محمدیہ ترجمہ دربیہ مطبوعہ مہر شدہ مولوی نذیر حسین صاحب کے صفحہ ۲ مین فرمایا اور واقع ہونے مین اس طلاق کے اور زیادہ ایک پر بدون رجعت کے خلاف ہے اور راجح نزد عدم وقوع ہی انتہی اور فرمایا مولوی صدیق حسن نے اپنی کتاب روضۃ الندیہ شرح درربیہ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۱۲ مین وفی وقوع مافوق الواحدۃ من دون تخلل الرجعۃ خلاف والراجح عدم الوقوع قال الماتن اختلف اہل العلم فیھا علی اربعۃ اقوال الاول وقوع جمیعھا وھو مذھب الائمۃ وجمہور العلماء والثانی عدم الوقوع مطلقا الا واحدۃ لا ما فوقھا وھو مذھب الرافضۃ وجمیع الامامیۃ ومن اھل البیت الباقر والصادق والناصر ولبعض اھل الظاہر والثالث وقوع الثلاث ان کانت مدخولۃ والا واحدۃ والرابع انہ یقع واحدۃ رجعیۃ من غیر فرق بین المدخول بھا وغیرھا وھذا مذھب ابن عباس علی الاصح وابن اسحٰق وعطاء وعکرمۃ واکثر اھل البیت وھذا اصح انتہی پس بموجب قاعدہ مولوے محمد سعید کے اگر کوئی شخص اسپر عمل کرے کہ اپنی بیوی کو خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ تین طلاق دے خواہ ایک کلمہ سے یا متعدد سے ایک طہر مین یا دو مین یا تین مین اور نہ بچین رجوع کرے ان سب صورتون مین ان تین طلاق کو ایک رجعی قرار دیکر اوس بیوی سے جماع کرتا رہے تو اوسپر کچھ قباحت نہین ۞

۲۷

الاعتراض

یہ مسئلہ خلاف ہے قرآن شریف اور احادیث نبویہ اور ائمہ اربعہ اور جمہور علماء سلف اور خلف اور اجماع صحابہ اور اجماع تابعین رضی اللہ عنہم کے

بیان ادلۃ القرآن

قال اللہ تعالیٰ الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان الی قولہ تعالیٰ فان طلقہا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ فالآیۃ نص فی وقوع طلاق الثلاث فیما طلقت المدخولۃ ثلث مرات ولو فی طہر واحد او اطہار ولو بدون تخلل الرجعۃ لان الآیۃ مطلقۃ غیر مقیدۃ بذلک **وقال اللہ تعالیٰ** یا یہا الذین آمنوا اذا نکحتم المؤمنات ثم طلقتموہن من قبل ان تمسوہن فما لکم علیہن من عدۃ تعتدونہا فالآیۃ بعمومہا نص فی بینونۃ البکر عند الطلاق وسواء کان الطلاق واحدۃ او متعددۃ بکلمۃ واحدۃ لعدم العدۃ علیہا بنص ہذہ الآیۃ فقد ثبت ان قولہم وفی وقوع ما فوق الواحدۃ من دون تخلل الرجعۃ خلاف والراجح عدم الوقوع انتہی وقولہم والقول الرابع انہ یقع واحدۃ بائنۃ من غیر فرق بین المدخول بہا وغیرہا وہذا لا صح الاقوال انتہی خلاف نص القرآن ۔

بیان ادلۃ الاحادیث

عن سہل بن سعد الساعدی قال ان عویمر العجلانی قال یا رسول اللہ ارائت رجلا وجد مع امراتہ اقتقتلہ فتقتلونہ ام کیف یفعل فقال رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم انزل اللہ تعالیٰ فیک وفی صاحبتک فاذہب فأتت بھا قال سہل فتلاعنا فی المسجد وانا مع الناس عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما فرغا قال عویمر کذبت علیہا یا رسول اللہ ان امسکتہا وطلقہا ثلاثا متفق علیہ فذلک الحدیث یدل علی وقوع طلاق الثلاث فی طہر واحد ولو بکلمۃ واحدۃ لانہ لو کان ذلک لغوا وغیر واقع لما سکت فعدول تقریرہ علیہ السلام علی وقوع طلاق الثلاث فی طہر واحد ولو بکلمۃ واحدۃ **وعن** عائشۃ رض قالت ان رفاعۃ القرظی طلق امراتہ فبت طلاقہا فتزوجہا بعدہ عبد الرحمن بن الزبیر فجاءت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ انہا کانت عند رفاعۃ القرظی فطلقہا آخر ثلاث تطلیقات فتزوجہا بعدہ عبد الرحمن بن الزبیر وانہ معہ الا مثل ہدبۃ فتبسم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال لعلک تریدین ان ترجعی الی رفاعۃ لا حتی تذوقی عسیلتہ ویذوق عسیلتک متفق علیہ فذلک الحدیث یدل علی وقوع طلاق الثلاث سواء کان فی طہر واحد او متعدد ولو بدون تخلل الرجعۃ لانہ علیہ السلام حکم بالتحلیل من غیر سوال عن قید فلو کان قید یوجب عدم الوقوع لسالہ **وعن** عائشۃ رض قالت طلق رجل امراتہ ثلاثا فتزوجہا رجل ثم طلقہا قبل ان یدخلوا بہا فاراد زوجہا الاول ان یتزوجہا فسئل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن ذلک فقال لا حتی یذوق الآخر عسیلتہا ما ذاق الاول متفق علیہ وکرر البخاری ہذہ الاحادیث الثلاثۃ فی صحیحہ فی باب من اجاز طلاق الثلاث لقولہ تعالی الطلاق مرتان الآیۃ فذلک الحدیث یدل علی وقوع طلاق الثلث سواء کان بکلمۃ واحدۃ او متعددۃ فی طہر واحد او متعدد ولو بدون تخلل الرجعۃ لانہ علیہ السلام حکم بالتحلیل من غیر سوال عن قید فلو کان قید یوجب عدم الوقوع لسالہ ❊

وعن ۵ عائشة رضہ قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم طلاق الامۃ تطلیقتان وعدتہا حیضتان رواہ الترمذی وابوداؤد وابن ماجہ والدارمی فذلک الحدیث یدل علی وقوع طلاق الثلث لو کان بکلمۃ واحدۃ او متعددۃ فی طہر واحد او متعدد ولو بدون تخلل الرجعۃ لانہ حدیث مطلق غیر مقید بقید فلو کان قید من القیود المذکورۃ یوجب عدم الوقوع لقیدہ علیہ السلام وعن ۶ نافع قال کان ابن عمر اذا سئل عن طلق ثلاثا قال لو طلقت مرۃ او مرتین فان النبی صلے اللہ علیہ وسلم امرنی بہذا فان طلقہا ثلاثا فقد حرمت علیک حتی تنکح زوجا غیرک وعصیت اللہ تعالی فیما امرک من طلاق امرأتک متفق علیہ الا قولہ وعصیت اللہ وما بعدہ فانہ لمسلم وحدہ فذلک الحدیث صریح فی وقوع طلاق الثلث بکلمۃ واحدۃ او متعددۃ فی طہر واحد او متعدد ولو بدون تخلل الرجعۃ لانہ علیہ السلام حکم بالتحلیل من غیر سوال عن قید فلو کان قید یوجب عدم الوقوع لسالہ وعن ۷ نافع عن عبد اللہ انہ طلق امرأتہ وہی حائض تطلیقۃ واحدۃ فامرہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ ان یراجعہا متفق علیہ وعن ۸ سالم بن عبد اللہ قال قال ابن عمر فراجعتہا وحسبت لہا التطلیقۃ التی طلقتہا رواہ مسلم وعن ۹ انس ابن سیرین قلت لابن عمر فاعتدت بتلک التطلیقۃ التی طلقت وہی حائض قال مالی لا اعتد بہا رواہ مسلم وعن ۱۰ سعید بن جبیر عن ابن عمر قال حسبت علی بتطلیقۃ رواہ البخاری وعن ۱۱ عبد اللہ بن عمر انہ طلق امرأتہ وہی حائض فذکر عمر لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فتغیظ فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال فلیراجعہا الحدیث متفق علیہ فذلک الحدیث مع ہذہ الروایات یدل علی وقوع الطلاق فی الحیض الا مع انہ غیر ماذون لہ لانہ علیہ السلام امرہ بالمراجعۃ فلو لم یقع لم یامرہ بالرجعۃ قال ۱۲ الامام النووی فی شرح مسلم فی صدر کتاب الطلاق

ابعت الامة على تحريم طلاق الحائض الحامل لغير رضاها فاوطلقها
ثم وقع طلاقه ويؤمر بالرجعة لحديث ابن عمر المذكور في الباب وشذ بعض
اهل الظاهر فقال لايقع طلاقه لانه غير ماذون له فيه والصواب الاول وبه قال العلماء
كافة ودليلهم هذه بمراجعتها ولو لم يقع لم يكن رجعة انتهى **فاذا ثبت ما ذكر بالحديث**
والاجماع وقوع طلاق الحائض مع ان ايقاعه ذلك غير ماذون له فقد ثبت
وقوع طلاق الثلث سواء كان بكلمة واحدة او متعددة في طهر واحد او
متعدد بدون تخلل الرجعة حاصله ان طلاق الثلث واقع وان كان ايقاعه
غير ماذون له كما وقع طلاق الحيض وان كان ايقاعه غير ماذون له وتوضيح ذلك
ان ايقاع طلاق الحيض وايقاع طلاق الثلث بكلمة واحدة كل ذلك
ممنوع لكن الطلاق المذكور واقع كما ان ايقاع الصلوة في الارض المغصوبة
ممنوع لكن الصلوة وقعت اداء **وعن**[2] ابن عمر قال سئل النبي صلى الله
عليه وسلم عن رجل طلق امراته ثلثا فتزوجها الرجل فغلق الباب وارخى الستر
ثم طلقها قبل ان يدخل بها اتحل للاول فقال لاتحل للاول حتى يجامعها الاخر
رواه النسائي **فذلك الحديث** يدل على وقوع طلاق الثلث ولو كان
بكلمة واحدة او متعددة في طهر واحد او متعدد ولو بدون تخلل الرجعة
لانه عليه السلام حكم بالتحليل من غير سوال عن قيد فلو كان قيد
يوجب عدم الوقوع لسال **وعن**[3] عبد الله بن عمر قال قلت يارسول الله
رايت لو طلقتها ايحل لي ان اراجعها فقالت كانت تبين منك وكانت
معصية رواه الدارقطني في سننه والى بكر ابن ابي شيبة في مصنفه
والطبراني في معجمه ذكره في فتح القدير فذلك الحديث يدل على وقوع طلاق
الثلث ولو كان بكلمة واحدة او متعددة في طهر واحد او متعدد ولو بدون

تحلل الرجعة لانه عليه السلام حكم عليه بالمعصية والابانة عن غير سوال عن قيد
فلو كان قيد يوجب عدم الوقوع لسأله وعن ع عبادة بن الصامت
ان ابا ه طلق امراته الف تطليقة فانطلق عبادة الى رسول الله صلى الله عليه
وسلم فسأله فقال بانت بثلاث تطليقات فى معصية الله رواه عبد الرزاق
وذكره فى فتح القدير والتفسير المظهرى فذلك الحديث صريح فى وقوع
طلاق الثلث بكلمة واحدة وعن ع فاطمة بنت قيس تقول ارسل
الى زوجى ابو عمرو بطلاقى ارسل معه بخمسة اصع تمر وخمسة اصع
شعير فقلت آما لى نفقة الا هذا ولا اعتد فى منزلكم قال
لا فشددت على ثيابى واتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال كم
طلقك قلت ثلثا قال صدق رواه مسلم وفى رواية عن فاطمة بنت قيس
قالت انها كانت تحت ابى عمرو فطلقها آخر ثلث تطليقات الحديث
رواه مسلم فذلك الحديث يدل على وقوع طلاق الثلث ولو كان فى مجلس
واحد او تعدد ولو بدون تخلل الرجعة لانه عليه السلام حكم عليه بوقوع الثلث
من غير سوال عن قيد فلو كان قيد يوجب عدم الوقوع لسأله وعن ع
ركانة قال اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله انى
طلقت امراتى البتة فقال ما اردت بها قلت واحدة
قال والله قال والله قال فهو ما اردت رواه الترمذى وابو داؤد وابن ماجه
فذلك الحديث يدل على وقوع طلاق الثلث بكلمة واحدة لان لفظ
البتة كلمة واحدة متحملة للواحدة والثلاث والمراد متعين عند النية
فاراد صلى الله عليه وسلم عنها فاجاب بالوحدة فحكم عليه بالواحدة
فلو لم يقع طلاق الثلث بكلمة واحدة لم يسأله عن النية فقد ثبت

ذکران الاحادیث المذکورۃ تدل علی وقوع طلاق الثلث ولو
کن کلمۃ واحدۃ او کلمات متعددۃ فی طہر واحد او متعدد ولم یقیدوہ بتخلل الرجعۃ فکان
ظاہرہ من غیر فرق بین وقوع الواحدۃ من دون تخلل الرجعۃ خلافہ
والراجح عدم الوقوع انتہی وقولہم والقول الرابع انہ یقع بہ واحدۃ
رجعیۃ من غیر فرق بین المدخول بہا وغیرہا وہذا اصح الاقوال انتہی
خلاف الاحادیث الصحیحۃ کما انہ خلاف نص القرآن الشریف

بیان مذاہب جملۃ الصحابۃ الکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

وعن محمد بن ایاس قال طلق رجل امرأتہ ثلاثا قبل ان یدخل بہا ثم بدا لہ ان
ینکحہا فجاء یستفتی فذہبت معہ اسال لہ فسال عبد اللہ بن عباس وابا ہریرۃ
عن ذلک فقالا لا حتی تنکح زوجا غیرک قال قانما کان
طلاقی ایاہا واحدۃ قال ابن عباس ارسلت من یدک ما کان لک من فضل
رواہ الامام مالک فی موطاہ والامام محمد فی موطاہ والامام الطحاوی فی معانی الآثار
باسناد صحیح وعن محمد بن ایاس ان ابن عباس وابا ہریرۃ وعبد اللہ بن
عمرو بن العاص سئلوا عن البکر یطلقہا زوجہا ثلثا فکلہم قال لا تحل لہ حتی تنکح
زوجا غیرہ رواہ ابو داود باسناد صحیح وقال الامام مالک فی موطاہ بلغہ ان
رجلا قال لابن عباس انی طلقت امراتی مائۃ تطلیقۃ فماذا ترے علی فقال لہ
ابن عباس طلقت منک بثلاث وسبع وتسعون اتخذت بہا آیات اللہ ہزوا
رواہ عبد الرزاق وابو بکر بن ابی شیبۃ والامام الطحاوی فی معانی الآثار
باسناد صحیح وعن عطاء عن ابن عباس قال اتاہ رجلا فقال انی طلقت

امرأتي فقال ذهب احدكم فتلجج بالنتن ثم يأتينا فيذهب فقد عصيت ربك وحرمت عليك امرأتك لا تحل لك حتى تنكح زوجا غيرك رواه الامام محمد في كتاب الآثار باسناد صحيح وعن مجاهد قال كنت عند ابن عباس فجاء رجل فقال انه طلق امرأته ثلثا فسكت حتى ظننت انه رادها اليه ثم قال ينطلق احدكم فيركب الحموقة ثم يقول يا ابن عباس يا ابن عباس فلا اجد لك مخرجا عصيت ربك وبانت منك امرأتك رواه ابو داود باسناد صحيح كما في الزرقاني شرح موطا الامام مالك وعن ابي سلمة عن ابن عباس وابي هريرة انهما قالا في رجل طلق البكر ثلثا لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره رواه الطحاوي في معاني الآثار باسناد صحيح وعن عطاء بن يسار قال جاء رجل ببال عبد الله بن عمرو بن العاص عن رجل طلق امرأته ثلثا قبل ان يمسها قال عطاء قلت انما طلقت البكر واحدة فقال عبد الله بن عمرو بن العاص انما انت قاص الواحدة تبينها والثلاث تحرمها حتى تنكح زوجا غيره رواه الامام مالك في الموطا ورواه الطحاوي في معاني الآثار باسناد صحيح وعن شقيق عن عبد الله بن مسعود قال في رجل طلق البكر ثلثا انها لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره رواه الطحاوي في معاني الآثار باسناد صحيح وعن علقمة عن عبد الله انه سئل عن رجل طلق امرأته ثلث تطليقات قال ثلث تبينها منك وسائرها عدوان رواه الطحاوي في معاني الآثار باسناد صحيح وعن نافع ان عبد الله بن عمر كان يقول في الخلية والبرية انها ثلث تطليقات كل واحد منها فراه الامام مالك في الموطا باسناد صحيح وعن نافع قال كان ابن عمر اذا سئل عمن طلق ثلثا قال لو طلقت مرة او مرتين فان النبي صلى الله عليه وسلم امرني بهذا فان طلقتها ثلثا فقد حرمت عليك حتى تنكح زوجا غيرك وعصيت الله فيما امرك من طلاق امرأتك

صلی اللہ علیہ وسلم واحدۃ فاتہ لم یسلم وعنہ وعن محمد بن ابراہیم ان نفیعا
مکاتبا لام سلمۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم استفتی زید بن ثابت فقال الی طلقت امرأۃ
حرۃ تطلیقتین فقال لہ زید بن ثابت حرمت علیک رواہ الامام مالک فی الموطا باسناد صحیح
وعن ابی عبد الرحمن عن زید بن ثابت انہ کان یقول فی الرجل یطلق الامۃ ثلثا ثم
یشتریہا انہا لا تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ رواہ الامام مالک فی الموطا باسناد صحیح
وعن قاسم عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہا سئلت
عن عبد طلق امرأتہ اثنتہ فتزوجہا رجل آخر فطلقہا قبل ان یسما اھل یصلح
لمولاہا الاول ان یتزوجہا قالت عائشۃ لا حتی یذوق عسیلتہا
رواہ الامام مالک فی الموطا باسناد صحیح وعن ابن عمر قال فی الرجل
یطلق البکر ثلثا انہا لا تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ رواہ الامام الطحاوی
فصل فی الآثار باسناد صحیح وعن معاویہ بن ابی یحیی قال جاء رجل الی
عثمان بن عفان فقال طلقت امرأتی الفا فقال بانت منک ثلاث
رواہ وکیع وذکرہ فی فتح القدیر والتفسیر المظہری وعن سعید ابن المسیب
ان نفیعا مکاتبا کان لام سلمۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم طلق امرأتہ
حرۃ تطلیقتین فاستفتی عثمان بن عفان فقال حرمت علیک رواہ الامام مالک
فی الموطا باسناد صحیح وعن سلیمان بن یسار ان نفیعا مکاتبا لام سلمۃ
زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانت تحتہ امراۃ حرۃ فطلقہا ثنتین ثم اراد
ان یراجعہا فامرہ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یاتی عثمان بن عفان فسئلہ
عن ذلک فلقیہ عند الدرج آخذا بید زید بن ثابت فسالہما فابتدراہ جمیعا فقالا
حرمت علیک حرمت علیک رواہ الامام مالک باسناد صحیح قال الامام ابو حنیفہ
عن حماد عن ابراہیم ان عروۃ بن المغیرۃ ارسل الی الشریح یسالہ عن رجل یقول

الامرأته ثلاث طلاق البتة فقال شريح قال علي بن ابي طالب هي ثلث كما قلت رواه في سننه والامام محمد في كتاب الآثار باسناد صحيح وقال الامام مالك في الموطا انه بلغه ان علي بن ابي طالب كان يقول المرأته انت علي حرام انها ثلث تطليقات قال مالك فيما سمعت من ذلك انتهى فهؤلاء جلة الصحابة واكابرهم عمر بن الخطاب وعثمان بن عفان وعلي بن ابي طالب وعبد الله بن عباس وعبد الله بن عمر وعبد الله بن مسعود وعبد الله بن عمرو بن العاص وعائشة وزيد بن ثابت وابو هريرة رضي الله تعالى عنهم كانوا يفتون بوقوع طلاق الثلث وبوقوع كلمة واحدة او متعددة في طهر واحد او متعدد ولو بدون تخلل الرجعة فكان وقوعهم وفي وقوع ما قول الواحدة من دون تخلل الرجعة خلاف والراجح عدم الوقوع دون وقوعهم والقول الرابع انه يقع به واحدة رجعية من غير فرق بين الدخول بها وغيرها وهذا اصح الاقوال انتهى خلاف مذهب اجلة الصحابة واكابرهم رضي الله عنهم انتهى ٭

بيان مذهب جلة التابعين واكابرهم رضي الله تعالى عنهم

قال الامام محمد اخبرنا ابو حنيفة رح عن حماد عن ابراهيم قال اذا طلق الرجل امرأته ثلثا قبل ان يدخل بها جميعا بانت منه جميعا وكانت عليه حراما حتى تنكح زوجا غيره واذا افرق بانت بالاولى قال محمد وبهذا ناخذ وهو قول ابي حنيفة رواه في كتاب الآثار باسناد صحيح وقال الامام محمد اخبرنا ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم ان عروة بن المغيرة ارسل الى شريح يسأله عن رجل يقول لامرأته انت طالق البتة فقال قال علي بن ابي طالب هي ثلث وكان

عروۃ واحدۃ وہو املکھما بہا فقال عروۃ فما تقول انت فقال شریح اخرتک
واخذ الاقال عروۃ عزمت علیک الا قلت فیہا قال شریح اراہ قد خرج منہ الطلاق وقولہ
البتۃ بجملتہ فصیرتہ عند بدعتہ فان اراد ثلثا فثلث وان اراد واحدۃ فواحدۃ بائنۃ
رواہ ابو حنیفۃ فی مسندہ والامام محمد فی کتاب الآثار باسناد صحیح **وقال**
ابو حنیفۃ عن الہیثم عن عامر الشعبی ان رجلا اتی شریحا فقال انہ الی طلقت امرأتی
عدد النجوم فقال یکفیک من ذلک ثلث رواہ فی مسندہ باسناد حسن
قال الہیثم بن حبیب صدوق کما فی التقریب **وعن** حماد بن زید قال
قلت لایوب ہل علمت احدا قال فی امرک بیدک انہا ثلث الا الحسن
قال لا الا الحسن رواہ الترمذی وابو داؤد والنسائی باسناد صحیح **وعن**
قتادہ عن الحسن فی امرک بیدک قال ثلث رواہ ابو داؤد باسناد صحیح **وقال** البخاری
فی صحیحہ فی باب الطلاق فی الاغلاق قال قتادہ اذا حملت فانت طالق ثلثا
نیتہا عند کل طہر مرۃ فان استبان حملہا فقد بانت انتہی **وقال** الامام
مالک فی الموطا انہ سمع ابن شہاب یقول فی الرجل یقول لامرأتہ برأتک
منی وبرأت منک انہا ثلث تطلیقات بنزلۃ البتۃ انتہی **وقال** الامام
مالک فی الموطا انہ بلغہ ان القاسم بن محمد سئل عن رجل طلق امرأتہ البتۃ ثم تیزوجہا
بعد زوج آخر فمات عنہا قبل ان یمسہا ہل یحل لزوجہا الاول ان یراجعہا فقال
القاسم بن محمد لا یحل لزوجہا الاول ان یراجعہا انتہی **وقال** الامام مالک
فی الموطا انہ بلغہ عن سعید بن المسیب وسلیمان بن یسار سئلا عن اہل بیت
عبدا لہ جاریۃ لہ فطلقہا العبد البتۃ ثم وہبہا سیدہ ہل تحل لمالک الیمین فقالا لا
حتی تستبرئ رحما غیرہ انتہی **وقال** الامام مالک فی الموطا عن ابن شہاب ان
مروان بن الحکم کان یقضی فی الذی یطلق امرأتہ البتۃ انہا ثلث تطلیقات

فقال مالک ہذا احسن ما سمعت فی ذلک انتہی وقال الامام مالک عن ابی بکر بن حزم ان عمر بن عبد العزیز قال یقول الناس فی البتۃ قال ابو بکر فقلت لہ کان ابان بن عثمان یجیلہا واحدۃ فقال عمر بن عبد العزیز لو کان الطلاق لغا ما ابقت البتۃ منہ شیئا من قال البتۃ فقد رمی الغایۃ القصوی رواہ فی الموطا باسناد صحیح قال الزرقانی فی شرح الموطا فقال عمر بن عبد العزیز لو کان الطلاق لغا ما ابقت البتۃ منہ شیئا من قال البتۃ فقد رمی الغایۃ القصوی فلا تحمل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ انتہی فہولاء اجلۃ التابعین واکابرہم ابراہیم النخعی والقاضی شریح والحسن البصری وقتادۃ ومروان بن الحکم الاموی وعمر بن عبد العزیز وابن شہاب الزہری وسعید بن المسیب والقاسم بن محمد وسلیمان بن یسار رضی اللہ تعالی عنہم کانوا یفتون بوقوع طلاق الثلث ولو بکلمۃ واحدۃ او متعددۃ فی طہر واحد او متعددۃ ولو بدون تخلل الرجعۃ فکان فی وقوع ما فوق الواحدۃ بدون تخلل الرجعۃ خلاف والراجح عدم الوقوع وفی وقوعہ والقول الرابع انہ یقع بہ واحدۃ رجعیۃ من غیر فرق بین المدخولۃ وغیرہا وہذا اصح الاقوال انتہی فلا تحل بہ اجلۃ التابعین واکابرہم رضی اللہ عنہم

بیان مذہب الائمۃ الاربعۃ وجمہور السلف والخلف رضی اللہ عنہم

قال الامام محمد اخبرنا ابو حنیفۃ عن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی حسین عن عمرو بن دینار عن طاؤس عن ابن عباس قال رجل قال انی طلقت امراتی ثلثا قال یذہب احدکم فیلطخ بالنتن ثم یاتینا اذہب فقد عصیت ربک وحرمت علیک امرأتک لا تحل لک حتی تنکح زوجا غیرک

قال محمود به ناظرہ ہو قول ابحنیفۃ و قول العامۃ لا خلاف فیہ انتہی **وقال** الامام العلامۃ فی معانی الآثار فی کتاب الطلاق فذہب قوم الی ان رجل اذا طلق امراتہ ثلثا معا وقعت علیہا واحدۃ وخالفہم اکثر اہل العلم وہو قول ابحنیفۃ رح وابی یوسف ومحمد رحمہم اللہ تعالی علیہم انتہی **وقال** الامام النووی فی شرح مسلم فی باب طلاق الثلث وقد اختلف العلماء فیمن قال لامراتہ انت طالق ثلاثا فقال الشافعی رح ومالک رح وابو حنیفۃ رح واحمد رح وجماہیر العلماء من السلف والخلف یقع الثلاث فقال طاؤس وبعض اہل الظاہر لا یقع بذلک الا واحدۃ وہو روایۃ الحجاج ابن ارطاۃ انہ لا یقع بہ شیء وہو قول ابن مقاتل وروایۃ عن محمد بن اسحق انتہی **وقال** الشیخ ابن الہمام فی فتح القدیر قولہ طلاق البدعۃ وہو ما خالف قسمی السنۃ بان یطلقہا ثلثا بکلمۃ او واحدۃ او متفرقۃ فی طہر واحد او ثنتین او واحدۃ فی الحیض او فی طہر قد جامعہا فیہ او الحامل التی لیس لہا سنۃ ولا بدعۃ فاذا فعل ذلک وقع الطلاق وکان عاصیا فی کل من وقوعہ وعدہ وکونہ معصیۃ خلاف فعن الامامیۃ لا یقع شیء بلفظ الثلاث ولا فی حالۃ الحیض وقال قوم یقع بہ واحدۃ وبہ قال محمد بن اسحق ونقل ذلک عن طاؤس وعکرمۃ وذہب جمہور الصحابۃ والتابعین ومن بعدہم من ائمۃ المسلمین الی انہ یقع الثلاث انتہی **وقال** الزرقانی فی شرح موطا الامام مالک فی صدر کتاب الطلاق والجمہور علی وقوع طلاق الثلث بل حکی ابن عبد البر الاجماع قائلا بان خلافہ شاذ لا یلتفت الیہ انتہی **وقال** العلامۃ العینی فی عمدۃ القاری شرح البخاری فی باب من اجاز طلاق الثلاث فذہب طاؤس ومحمد بن اسحق والحجاج بن ارطاۃ وابن مقاتل والظاہریۃ الی ان الرجل اذا طلق

امرأته ثلثا معا فقد وقعت عليها طلقة واحدة وقيل لا يقع به شيء وذهب
من التابعين ومن بعدهم منهم النخعي والثوري وابو حنيفة ومالك والشافعي
واحمد واخرون كثيرون الى ان من طلق امرأته ثلثا وقع عليها لكنه يأثم وقالوا
من خالف فيه فهو شاذ مخالف لاهل السنة وانما تعلق به اهل البدعة
ومن لا يلتفت اليه لشذوذه عن الجماعة انتهى **وقال** العلامة العيني في
شرح الهداية في فصل الطلاق قبل الدخول اذا طلق الرجل امرأته قبل ان يدخل
بها وقع عليها عند عامة العلماء وهو مذهب عمر وعلي وابن عباس وابن مسعود
وعبد الله بن عمرو بن العاص وعبد الله بن مسعود وانس بن مالك رضي الله
تعالى عنهم وبه قال سعيد بن المسيب ومحمد بن سيرين وعكرمة وابراهيم والشعبي
وسعيد بن جبير والحكم وابن ابي ليلى والاوزاعي وسفيان الثوري وابن المنذر
وذكر ابو بكر بن ابي شيبة انه قول عائشة ام سلمة وخالد بن محمد ومكحول
وحميد بن عبد الرحمن وكان طاوس وابو الشعثاء وعمرو بن دينار يقولون من طلق البكر
ثلثا فهي واحدة وفي مصنف ابي بكر بن ابي شيبة عن جابر وطاوس وعطاء
ان الرجل اذا طلق امرأته ثلثا قبل الدخول بها فهي واحدة انتهى وابو الشعثاء هو
جابر بن زيد انتهى فقد علم مما ذكر ان من طلق امرأته ثلثا ولو بكلمة واحدة او متعددة
في طهر واحد او متعدد ولو بدون تخلل الرجعة وقع عليها عند الائمة
الاربعة وجماهير علماء السلف والخلف من الصحابة والتابعين ومن بعدهم من تبع
التابعين وغيرهم رضي الله تعالى عنهم فقد ثبت مما ذكر ان قولهم وفي
وقوع ما فوق الواحدة من دون تخلل الرجعة خلاف والراجح عدم الوقوع
انتهى وقولهم والقول الرابع انه يقع به واحدة رجعية من غير فرق بين
المدخول بها وغيرها وهذا اصح الاقوال انتهى خلاف الائمة الاربعة

وعلماء السلف والخلف من الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين
رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اجماع الصحابۃ علی وقوع طلاق الثلث فیمن طلقت ثلثا ولو بکلمۃ واحدۃ او متعددۃ فی طھر او احد او الطھا بدون الرجعۃ

بیان اجماع الصحابۃ انہ قال الامام مالک رح فی الموطا وانہ بلغہ ان رجلا جاء الی عبد اللہ بن مسعود فقال انی طلقت امرأتی مائۃ تطلیقۃ فقال ابن مسعود وماذا قیل لک قال قیل لی انہا بانت منی فقال ابن مسعود صدقوا ہو کما یقولون انتہی ورواہ ابوبکر بن ابی شیبۃ عن علقمۃ عن عبد اللہ بن مسعود مثلہ کما فی الزرقانی فذلک الحدیث یدل علی وقوع طلاق الثلث بکلمۃ واحدۃ باجماع الصحابۃ قال الشیخ ابن الہمام فی فتح القدیر بعد ایراد ذلک الحدیث ظاہرہ الاجماع علی ہذہ الجواب انتہی ولانہ قد شاع وذاع الاستفتاء عن طلاق الثلث وبکلمۃ واحدۃ او متعددۃ فی طھر واحد او متعدد ولو بدون تخلل الرجعۃ بحیث لا یخفی علی احد من اجلۃ الصحابۃ واکابرہم بالروایات الصحیحۃ المرویۃ عنہم من غیر انکار احد منہم فکان ذلک اجماعہم علی وقوع طلاق الثلث ولو بکلمۃ واحدۃ او متعددۃ فی طھر واحد او متعدد ولو بدون تخلل الرجعۃ **قال** القاضی فی التفسیر المظہری فی تفسیر آیۃ الطلاق مرتان اجمعوا علی ان من قال لامرأتہ انت طالق ثلاثا تقع ثلاثا بالاجماع انتہی

السوال

علیہ قیل کیف ثبت اجماع الصحابۃ علی وقوع طلاق الثلث فیمن طلقت ثلثا مع انہ روی عن ابن عباس انہ اذا قال انت طالق ثلاثا بفم واحد فہی واحدۃ رواہ ابو داؤد وتعلیقا کذا حکی عن علی بن ابی طالب وابن مسعود ان طلاق الثلث واحدۃ

الجواب

فالجواب ان ذلک المروی لیس بحجۃ لانہ منقطع قال ابوداؤد فی سننہ وروی حماد بن زید ان ایوب عن عکرمۃ عن ابن عباس انہ اذا قال انت طالق ثلثا بفم واحد فہی واحدۃ انتہی وحماد بن زید لیس بشیخ ابی داؤد فکان ذلک المروی منقطعا فلا یکون حجۃ ولانہ جعل اسمعیل قول عکرمۃ لا قول ابن عباس قال ابوداؤد فی سننہ ورواہ اسمعیل بن ابراہیم عن ایوب عن عکرمۃ ہذا قولہ لم یذکر ابن عباس جعلہ قول عکرمۃ انتہی واسمعیل بن ابراہیم البصری لیس دون حماد بن زید البصری فی الحفظ والضبط فرجح روایۃ اسمعیل علی روایۃ حماد بان ابن عباس کان یفتی بخلافہ کما مر فلا یکون ذلک المروی مناقضا الاجماع وما حکی عن علی ابن ابیطالب ان طلاق الثلث بفم واحد قول بلا سند فلا یکون حجۃ ولان علی ابن ابیطالب کان یفتی بخلافہ فکان المفتی بہ مذہبہ فلا یکون ذلک المحکی مناقضا الاجماع وما حکی عن ابن مسعود ان طلاق الثلث واحدۃ قول بلا سند فلا یکون حجۃ ولان ابن مسعود کان یفتی بخلافہ فکان المفتی بہ مذہبہ فلا یکون ذلک المحکی مناقضا الاجماع فکان تو ظلم وفی وقوع ما فوق الواحدۃ من دون تخلل الرجعۃ خلاف والراجح عدم الوقوع انتہی وقوطلم والقول الرابع ان یقع واحدۃ من غیر فرق بین المدخول بہا وغیرہا، وہذا اصح الاقوال انتہی خلاف اجماع الصحابۃ رضی اللہ عنہم

اجماع التابعین علی وقوع طلاق الثلث فیما طلقت المدخولۃ ثلثا وبو کلمۃ واحدۃ او متعددۃ فی طہر واحد ومتعدد ولو بدون التعرض

بیان اجماع التابعین انه قد شاع وذاع الاستفتار عما طلقت المدخول بها ثلثا
ولو بکلمة واحدة او متعددة فی طهر واحد او متعدد ولو بدون تخلل الرجعة والافتار
بوقوعها بین اجلة التابعین و اکابرهم من غیر انکار احد منهم فکان ذلک اجماعهم علی
وقوع طلاق الثلث ولو بکلمة واحدة او متعددة فی طهر واحد او متعدد ولو بدون تخلل
الرجعة فکان قولهم وفی وقوع مافوق الواحدة من دون تخلل الرجعة خلاف والراجح
عدم الوقوع فقولهم الرابع انه لغو واحدة رجعیة من غیر فرق بین الدخول بها وغیره
وهذا اصح الاقوال انتهی خلاف اجماع التابعین رضی الله عنهم

السؤال

فلو قیل کیف تثبت اجماع التابعین علی وقوع طلاق الثلث فیما طلقت المدخول بها
ثلثا ولو بکلمة واحدة مع انه ذکر فی الکتب عن طاؤس بن کیسان وعطاء بن یسار
وعمرو بن دینار وابی الشعثاء جابر بن زید وعکرمة ان طلاق الثلث واحدة

الجواب

فالجواب انهم قالوا انذلک فی البکر لانی المدخول بها لان قولهم المصرح انهم قالوا
اذا طلق رجل امرأته ثلثا قبل الدخول بها فهی واحدة ولانه روی علیه دلیلهم بالبینونة قال
العینی فی شرح الهدایة وکان طاؤس وابو الشعثاء وعمرو بن دینار یقولون من
طلق البکر ثلثا فهی واحدة وفی مصنف ابی بکر بن ابی شیبة عن جابر بن زید مطلاق
وعطاء قالوا اذا طلق الرجل امرأته ثلثا قبل الدخول بها فهی واحدة انتهی واقول بذلک
اما مهم صدیق حسن القنوجی حیث قال والثالث وقوع طلاق الثلث اذا کانت المطلقة
مدخولة وواحدة ان لم تکن کذلک وهذا مذهب جماعة من اصحاب ابن عباس انتهی

وقال الشیخ ابن الہمام فی فتح القدیر قولہ اذا طلق الرجل امراتہ ثلثا قبل الدخول بہا
وقعن علیہ لان الواقع معتد بہ محذوف لان معناہ تطلیقا ثلثا وبہ وقع قول الحسن البصری
وعطاء وطاؤس وابن زید انہ وقع علیہا واحدۃ لبینونتہا بانت طلاق ولا یؤثر العدد شیئا انتہی
وقال النووی فی شرح مسلم فی کتاب طلاق الثلث اما الروایۃ فی سنن
ابی داؤد ولکن فیمن لم یدخل بہا فقال بہا قوم من اصحاب عبد اللہ بن عباس
فقالوا لا تقع الثلاث علی غیر المدخول بہا لانہا تبین بواحدۃ بقولہ انت طالق
فیکون قولہ ثلثا حاصلا بعد البینونۃ فلا یقع بہ شیئ انتہی فقد ثبت مما ذکرنا
خلافہم فیما کان فی البکر لانی المدخولہ فلا یکون ذلک المروی عنہم مناقضا لاجماعہم

اجماع الصحابۃ والتابعین علی وقوع بینونۃ البکر لو اطلقت واحدۃ او ثلثا

بیان الاجماع المذکور انہ قد سمع وقوع الاستفتاء عن البکر اذا طلقت واحدۃ او ثلثا بوقوع بینونتہا من
اجلۃ الصحابۃ والتابعین من غیر انکار احد منہم فکان ذلک اجماعہم علی وقوع بینونتہا بالطلاق ولو واحدۃ

السوال

فان قیل قد ثبت عن الحجاج بن ارطاۃ ومحمد بن اسحق وابن مقاتل انہم قالوا اذا طلقت البکر ثلثا معا لا تقع
شیئ فکان ذلک مناقض اجماع التابعین ثبت خلافہم

الجواب

فالجواب ان ہولاء کلہم من تبع التابعین فلا یکون خلافہم مناقضا
اجماع التابعین رضی اللہ عنہم فقد ثبت بما ذکرنا ان قولہم وفی وقوع ما فوق الواحدۃ
من دون تخلل الرجعۃ خلاف والراجح عدم الوقوع انتہی وقولہم والقول الرابع انہ
یقع بہ واحدۃ رجعیۃ من غیر فرق بین المدخول بہا وغیرہا وہذا اصح الاقوال انتہی
خلاف القران والاحادیث الصحیحۃ واجلۃ الصحابۃ واجلۃ التابعین والائمۃ الاربعۃ
وجمہور السلف والخلف واجماع الصحابۃ واجماع التابعین رضی اللہ
تعالی عنہم اجمعین ؛؛

تمسکاتھم بہذہ الاحادیث الاربعۃ

فالحدیث الاول عن طاؤس ان ابا الصہباء قال لابن عباس ہات من ہناتک الم یکن طلاق الثلث علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر واحدۃ فقال قد کان ذلک فلما کان عہد عمر تتابع الناس فی الطلاق فاجازہ علیہم رواہ مسلم فالجواب ان ذلک الحدیث متروک الظاہر بالاجماع لان وقوع طلاق الثلث فیما طلقت المدخولۃ ثلث مرات فی ثلاث اطہار من غیر جماع ثابت عند کافۃ العلماء ودلالۃ الحدیث المذکور فمخالف لنص القرآن وہو قولہ تعالی الطلاق مرتان الی قولہ فان طلقہا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ لان الحدیث یدل علی ان طلاق الثلث طلقۃ واحدۃ والقرآن یدل علی ان طلاق الثلاث فیما طلقت ثلث مرات ولو فی طہر واحد واقع فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ فاذا کان الحدیث المذکور متروک الظاہر عند کافۃ العلماء ومخالف لنص القرآن وجب حملہ علی المعنی الذی لا یکون بینہ وبین القرآن تناف بیان ذلک المعنی ؛

ان قولہ فلما کان عہد عمر تتابع الناس فی الطلاق فاجازہ علیہم یدل علی زمانین زمان التتابع وہو زمان عمر وزمان عدم التتابع وہو زمان علیہ السلام وابی بکر ومعنی التتابع فی الطلاق ای فی قولہ انت طالق انت طالق انت طالق بالتکرار ارادۃ الشر وہو الاستیناف لمخالفۃ الشرع ومعنی عدم التتابع ارادۃ الخیر وہو التاکید لموافقۃ الشرع قال الامام العمادی فی شرح مسلم فی باب طلاق الثلاث قولہ تتابع الناس فی الطلاق ہو بیاء مثناۃ من تحت وہو روایۃ الجمہور وضبطہ بعضہم بالموحدۃ لکن المثناۃ تستعمل فی الشر

والثالث انتي فلا شك لاحد في ان ارادة التاكيد خير من الاستيناف لحصول
المقصود بدون الخيبة المنهي عنه وان ارادة الاستيناف شر لانها المنهي عنه
بدون الضرورة فقد علم مما ذكر ان حكم عدم التتابع التاكيد وان حكم التتابع الاستيناف
فقد حصل مما ذكر معنى الحديث بان طلاق الثلث في قوله انت طالق ثلاثا انت طالق
انت طالق في زمان عدم التتابع واحدة على التاكيد مالم ينو الاستيناف
وفي زمان التتابع ثلثا على الاستيناف مالم ينو التاكيد فاذا نوى التاكيد
يحمل واحدة كما صرح به في الدر المختار قبيل باب الكنايات حيث قال لو كرر
لفظ الطلاق وقع الكل فان نوى التاكيد دين انتهى وقال الامام النووي
في شرح مسلم في باب طلاق الثلث اما حديث ابن عباس فاختلف العلماء
في جوابه وتاويله فالاصح ان معناه انه كان في اول الامر اذا قال انت طالق
طالق انت طالق ولم ينو تاكيدا ولا استيناف يحكم بوقوع طلقة واحدة
لقلة ارادتهم الاستيناف بذلك فحمل على الغالب الذي هو ارادة التاكيد
فلما كان زمن عمر وكثر استعمال الناس بهذه الصيغة وغلب منهم ارادة الاستيناف
بها حملت عند الاطلاق على الثلث عملا بالغالب السابق الى الفهم منها في ذلك العصر
انتهى وقال في فتح القدير في باب طلاق السنة فتاويله ان قول الرجل انت
طالق انت طالق انت طالق كان واحدة في الزمان الاول لقصدهم التاكيد
في ذلك الزمان فهم صادقون ان يقصدون التجديد فالزمهم عمر ذلك لعلمه بقصدهم
انتهى والحديث الثاني عن محمد بن اسحق عن داود بن الحصين عن عكرمة عن ابن عباس
قال طلق ركانة بن عبد يزيد امرأته ثلثا في مجلس واحد فحزن عليها حزنا شديدا
فسأله رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف طلقتها ثلاثا قال في مجلس واحد قال
قال فتلك واحدة فارتجعها ان شئت قال فراجعها رواه احمد والبيهقي

فالجواب ان محمد بن اسحق ہذا مدلس وحدیثہ ہذا معنعن وعنعنۃ المدلس غیر مقبول باتفاق المحدثین قال الامام النووی فی شرح مسلم فی باب النہی عن کثرۃ السوال والتبعل والتقعر علی ان المدلس لا یحتج بعنعنتہ انتہی وقال العینی فی شرح الہدایۃ فی بحث القرء قلنا ان المدلس اذا قال عن فلان لا یحتج بحدیثہ عند جمیع المحدثین انتہی ولانہ من اہل التشیع والقدر کما فی التقریب فلا یکون حدیثہ حجۃ فی مقابلۃ احادیث اہل السنۃ لکونہ من اہل البدعۃ ولانہ کذب الامام مالک وغیرہ کما فی بحر العلوم شرح مسلم الثبوت وغیرہ ولانہ قال ابوداود فی سننہ حدیث نافع بن عجیر وعبد اللہ بن یزید بن رکانۃ عن ابیہ عن جدہ اصح انہم ولد الرجل واہلہ اعلم بہ انتہی وہو حدیث ان رکانۃ طلق امرأتہ البتۃ وقال فی فتح المغیث والتفسیر المظہر لہ واما حدیث رکانۃ فحدیث منکر والاصح ما رواہ الترمذی وابوداود وابن ماجہ ان رکانۃ طلق امرأتہ البتۃ انتہی والحدیث الثالث عن ابی الصہباء عن ابن سیرین قال کنت بمکۃ عشرین سنۃ یحدثنی من لا اتہم ان ابن عمر طلق امرأتہ ثلثا وہی حائض فامران یراجعہا فجعلت لا اتہمہم ولا اعرف الحدیث حتی لقیت ابا غلاب یونس بن جبیر الباہلی وکان ذا ثبت فحدثنی انہ سال ابن عمر فحدثہ انہ طلق امرأتہ تطلیقۃ وہی حائض فامران یراجعہا الحدیث رواہ مسلم فالجواب ان راوی حدیث ابن عمر طلق امرأتہ ثلثا مجہول غیر معروف وحدیث نافع وغیرہ عن ابن عمر انہ طلق امرأتہ تطلیقۃ واحدۃ حدیث صحیح فلا یکون حدیث المجہول حجۃ فی مقابلۃ الحدیث الصحیح ولان ابن عمر کان لفہ نبی نجلانہ فدل علی بطلانہ واستیصالہ والحدیث الرابع عن مخرمۃ عن ابیہ عن محمود بن لبید قال اخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن رجل طلق امرأتہ ثلث طلقات جمیعا فقام غضبانا ثم قال ایلعب بکتاب اللہ وانا بین اظہرکم حتی قام رجل وقال یا رسول اللہ الا اقتلہ رواہ النسائی

الجواب ان ذلک لم یثبت انما یدل علی ضع الاتباع لا علی عدم الوقوع
والکلام انما کان فی الوقوع لا فی الاتباع فلا یکون الحدیث حجۃ علی المدعی
فاحفظ ولا تغفل فانہ من عزم الامور ۔

مسئلہ دوازدہم

سود کا لینا سب قسم کے اناج اور ثمرات میں سوائے چھ چیز کے جائز ہے
چنانچہ مولوی صدیق حسن نے اپنی کتاب روضۃ الندیہ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۵۰ میں
باب الربا میں فرمایا یحرم بیع الذھب بالذھب والفضۃ بالفضۃ والبر بالبر والشعیر
بالشعیر والتمر بالتمر والملح بالملح الا مثلا بمثل یدا بید فاذا اختلف ھذہ الاصناف فبیعوا
کیف شئتم اذا کان یدا بید وفی الحاق غیرھا بھا خلاف فقالت الظاھریۃ
انہ لا یلحق بھا غیرھا وذھب من عداھم الی انہ یلحق بھا ما یشارکھا فی العلۃ انتھے
ثم قال اقول مطلوبنا ھو الاصل انہ لم یرد دلیل تقوم بہ الحجۃ علی الحاق ما عدا الاجناس
المنصوص علیھا بھا انتھے پس بموجب قاعدہ مولوی محمد سعید کے اگر کوئی
شخص اس پر عمل کرے اور سوا ان چھ چیز مذکورہ کے اور اشیائے سودی
جیسا کہ جوار اور باجرا اور مکا اور چنا اور مٹر اور مسور اور مونگ اور اڑد
اور موٹھ اور باش اور کنگنی اور چینا اور چانول وغیرہ اکثر خرچ اور زیب آلات
وغیرہ میں سود لیوے تو اس پر کچھ قباحت نہیں

الاعتراض

یہ مسئلہ خلاف ہے احادیث صحیحہ اور ائمہ اربعہ اور جمہور علماء دین کے

لما تقرر اجناس ستہ مذکورہ کے لیئے دلیل حرمت ربا کی سوائے اجناس ستہ مذکورہ کے باقی سب اجناس میں سوائے اجناس ستہ مذکورہ کے درست و جائز ہے ۱۲ منہ

عن جابر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المزابنة ان يبيع ثمر حائطه
ان كان نخلا بتمر كيلا وان كان كرما ان يبيعه بزبيب كيلا وان كان زرعا ان يبيعه
بكيل طعام نهى عن ذلك كله متفق عليه ففي ذلك الحديث تعميم كل طعام فلا يبيع جنس
كل طعام بجنسه الا مثلا بمثل يدا بيد كالحنطة **و عن** ابن عمر قال
نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المزابنة والمزابنة بيع ثمر النخل بالتمر
كيلا وبيع الزبيب بالعنب كيلا عن كل ثمر بخرصه رواه مسلم ففي ذلك ايضا
تعميم كل ثمر فلا يبيع جنس كل ثمر بجنسه الا مثلا بمثل يدا بيد كالحنطة **و عن** معمر بن عبد الله
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يحتكر الا خاطئ قلت فانك تحتكر قال معمر
ان سعيد بن المسيب يحدث ان الحكرة في الزيت رواه مسلم ففي ذلك الحديث
شمول كل طعام فلا يبيع جنس كل طعام بجنسه الا مثلا بمثل يدا بيد
و عن انس وعبادة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ما وزن فمثل بمثل
اذا كان نوعا واحدا وما كيل فمثل ذلك كذا اختلف النوعان فلا بأس به رواه
الدارقطني والبزار باسناد حسن لان الربيع بن صبيح ثقة ابو زرعة وغيره وقال
احمد لا بأس به وقال ابو حاتم صالح وقال في التقريب صدوق سيئ الحفظ انتهى
ففي ذلك الحديث شمول كل موزون وكل مكيل فلا يبيع كل موزون وكل مكيل بجنسه
الا مثلا بمثل يدا بيد كالحنطة **وقال الامام النووي** في شرح مسلم
في باب الربا قال ان الظاهر الربا في غير هذه الستة بناء على اصلهم في نفي القياس
وقال جميع العلماء سواهم لا يختص بالستة بل يتعدى الى ما في معناها وهذا يشاركها
في العلة انتهى **وقال العيني** في شرح الهداية في باب الربا قوله وبحكم
الرسول باجماع القائلين وهم الائمة الاربعة واصحابهم واحتجوا بما
عن اهل مكة هم افقه منهم ينقلون القياس انتهى

مسئلہ سیزدہم ۱۳

کذب خدا تعالی کا ممکن ہے یعنے خدا تعالی جھوٹ بول سکتا ہے بلکہ وقوع کذب
خدا تعالی کا انکی دلیلون سے ثابت ہے اور یہہ قاعدہ قرار دیا کہ عقل کو باب تنزیہ ذات
خدا تعالی مین نزدیم غیر متقدمین کے کسی طرح کا دخل نہین چنانچہ مولوی شہود الحق نے
اپنی کتاب صیانۃ الایمان مطبوعہ مطبع البسوی ایشن پریس مرادآباد کے صفحہ ۹ مین
فرمایا اور امکان کذب کے قائل ہونے سے خدا کو جھوٹا اور کاذب کہنا لازم نہین آتا
انتہے اور کتاب مذکور کے صفحہ ۲۰ مین فرمایا دلائل امکان کذب کے جو شہود الحق مین دی
بہت متین انتہی اور صفحہ ۲۱ مین فرمایا پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالے قادر ہے
کذب پر اور دافع البہتان مین جو تائید کتاب صیانۃ الایمان مین تصنیف ہوئے
ہے اور حسب فرمایش مولوی لطف حسین عظیم آبادی شاگرد رشید اور کارکن مولوی ۵۰
نذیر حسین دہلوی کے مطبع حنفی واقع شہر دہلی مین طبع ہوئی ہے اوسکی
صفحہ ۳ مین فرمایا اب مین ایک دو بات ایسی بھی بیان کرونگا جس سے یہہ مسئلہ
عوام کی سمجھ مین بخوبی آجاوے دیکھو خداوند کریم نے سورہ یوسف مین حضرت
یوسف علیہ السلام کے قصہ مین فرمایا ہے کہ اسکے بھائیون نے حضرت
یعقوب علیہ السلام سے آکر یہ کہدیا کہ فاکلہ الذہب یعنے کھا گیا اونکو بھیڑیا اب یہان
غور کرنا چاہئے کہ یہہ بات بالکل جھوٹ تھے یعنے واقع مین حضرت یوسف کو بھیڑیے
نے نہین کھایا تھا اور اس کہنے سے معاذ اللہ خدا کا جھوٹ ہونا لازم نہین آتا کیونکہ
خدا تعالی تو اونکی زبان سے اس قصہ کو نقل کرتا ہے مگر یہان سے اتنی بات تو
بیشک نکلی کہ جو بات سچی نہو بلکہ جھوٹی ہو اوسکے بیان کرو دینے پر تو خدا کو بیشک
قدرت ہے اور جب اور وںکے طرف سے ایسے کلامونکے کہدینی کی قدرت ثابت ہوئی

جو بھی قدرت اپنی طرف سے بھی اس کلام کے تغیر کر دینے کے لئے کافی ہوگی
علاوہ اسکے یہہ مین کہتا ہون کہ خداوند کریم نے فرمایا اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ بِقَادِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَھُمْ یعنے کیا نہین ہے خدا طاقت رکھنے والا اسبات پر
کہ پیدا کرے مثل اوسکی جو آسمان اور زمین مین ہین یہہ بات بیشک سچی ہی اب
اس آیت مین سے اگر صرف ایک حرف الف جو اول مین واقع ہے کم کر دیا جائے
تو اسکے یہہ معنے ہو جائین کہ نہین ہے خدا قادر اس بات پر کہ پھر پیدا کرے
مثل اوسکی یہہ بات سب کے نزدیک جھوٹ ہے اب کیا کسی کا دل اسبات پر
گواہی دیتا ہے کہ جس خدا نے اس آیت سے تکلم فرمایا ہے صرف ایک
الف ہے کم ہو جانیسے اس آیت کے اوسکے الفاظ پر قادر نہ ہیگا انتہے اور
کتاب مذکور کے صفحہ مین فرمایا اور یہہ جو لکھا ہے کہ جھوٹ نقصان کی بات ہے
سو اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ حکم صرف عقل کا ہے اور اسکا ہماری نزدیک اعتبار کی
نہین انتہی پس خلاصہ دلیل اول کا یہہ ہے کہ جب خدا تعالے قتل کر دینے کذب کے
اپنے نفس سے قادر ہے تو یہی قدرت تغیر کر دینے کذب کے اپنی ذات سے
کافی وافی ہے اور خلاصہ دلیل دوم کا یہہ ہے کہ خدا تعالی جبکہ تکلم اولیس الذی
خلق السموات والارض بقادر علی ان یخلق مثلھم پر کہ وہ مضمون صدق محض ہے
قاعدہ ہے تو تکلم اونہین حروف دلیس الذی خلق السموات والارض بقادر علی ان یخلق
مثلھم پر بعد کمی ایک الف کے کہ وہ مضمون کذب محض ہے بطریق اولی قادر ہوگا
کیونکہ وہی حروف ہین سوائے کمی ایک حرف کے پس موجب قاعدہ مولوے
محمد سعید کے اگر کوی صاحب اسپر عمل کرے اور امکان کذب باری تعالی کا
یعنے خدا تعالی جھوٹ بول سکتا ہے قائل ہوے بلکہ وقوع کذب خدا
تعالی کا جیسا کہ اونکی دلیلون سے معلوم ہوتا ہے قائل ہو جاوے تو اوسپر کچھ مباحث نہین

الاعتراض

یہ مسئلہ خلاف ہے قرآن شریف اور تواتر انبیاء اور اہل سنت و جماعت کے

بیان عدم امکان کذب خدا تعالیٰ کا چند وجوہ سے ہے

وجہ اول یہ ہے کہ صدق خدا تعالیٰ کا کہ وہ صفت کمال ہے ثابت ہے

کتاب اللہ اور تواتر انبیاء علیہم السلام سے **قال اللہ تعالیٰ** ومن اصدق من اللہ حدیثا

وقال اللہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلا **وقال اللہ تعالیٰ** فللہ الاسماء

الحسنیٰ وقال اللہ تعالیٰ علہ الاسماء الحسنیٰ وقال اللہ تعالیٰ لہ الاسماء

الحسنیٰ **وقال** فی شرح المواقف فی بحث کلام اللہ بل منقول تواتر عن الانبیاء

کونہ تعالیٰ صادقا کما تواتر عنہم کونہ متکلما انتہی پس واضح ہو کہ کلام یا تو مطابق

واقع ہوگی یا غیر مطابق واقع ہوگی اگر کلام مطابق واقع کے ہے تو وہ صدق ہے

اور جو کلام غیر مطابق واقع کے ہے تو وہ کذب ہے پس وجہ دلالت ان دونوں

آیت اول اور تواتر انبیاء کا یہ ہے کہ یہود و نوآیت اور تواتر انبیاء نص صریح ہیں

اس میں کہ خدا تعالیٰ صادق ہے اور صدق اوکی صفت کمال ہے اور مذہب

اہل سنت و جماعت یہ ہے کہ صفات کمالیہ خدا تعالیٰ کی صفات قدیمہ ہیں

قال فی المواقف و شرح المواقف فی بحث امتناع قیام الحادث بذاتہ تعالیٰ

والثانی ان صفاتہ تعالیٰ صفات کمال فلو خلا عنہا نقص والنقص علیہ محال اجماعا

فلا یکون شیئ من صفاتہ تعالیٰ حادثا والا لکان خالیا عنہ قبل حدوثہ انتہی **وقال**

فی المواقف و شرح المواقف فی الموقف الثانی فی بحث القدم والثانی بالبرہان انہ یوصف

بالقدم ذات اللہ تعالیٰ اتفاقا من الحکماء و اہل الملۃ و یوصف بہ صفات اللہ تعالیٰ

[illegible] اجمعوا علی ان اللہ تعالی صفات [illegible]
[illegible] باللہ تعالی و امر ذات اللہ تعالی و صفاتہ فلا یوصف بالقدم اجماع
[illegible] پس صدق جبکہ خدا تعالی کی صفت قدیم ہوئی تو تصور امکان کذب
خدا تعالی کا محال اور غیر ممکن ہوا کیونکہ تصور کذب خدا تعالی کا منافی ہے صفت قدیم
خدا تعالی کو کیونکہ تصور کذب خدا تعالی کا مقتضی ہے رفع دوام کا اور صفت
قدیمہ مقتضی ہے دوام کو کیونکہ جو شے قدیم ہے ممتنع ہے عدم اور کا پس دوام
اور رفع دوام اجتماع نقیضین ہے اور اجتماع نقیضین محال اور غیر ممکن ہے پس تصور کذب
خدا تعالی کا محال اور غیر ممکن ہوا بموجب ان دو آیت مذکورہ اور تمام انبیا علیہم السلام کی اور بعبارت دلالت
تین آیت اخیرہ کا یہ ہے کہ یہ تینوں آیت نص صریح ہیں اس میں کہ خدا
تعالی کے لئے اسماء حسنے ہیں پس جبکہ خدائے تعالی کے لئے
اسماء حسنے ہوئے تو خدا تعالی کے لئے صفات حسنے ہوئیں کیونکہ صفات
ماخذ ہیں اسماء کا جیسا کہ حی اور حیات اور قدیر اور قدرت اور علیم اور علم و غیرہ ذلک
پس خدا تعالی کے لئے جب صفات حسنی یعنی صفات کمال جیسا کہ حیات
قدرت و علم و صدق وغیرہ ثابت ہوئیں تو ثبوت اور تصور صفات غیر حسنی کا
یعنی صفات نقص کا جیسا کہ موت اور عجز اور جہل اور کذب کہ وہ ضد ہیں حیات
اور قدرت اور علم اور صدق کے محال اور غیر ممکن ہوا کیونکہ صفات کمال خدا
تعالی کی قدیمہ ہیں اور دوام اور رفع دوام اجتماع نقیضین ہے اور اجتماع نقیضین
محال اور غیر ممکن ہے **قال** فی المواقف و شرح المواقف فی بحث الکلام
فی بیان ادلۃ امتناع الکذب علی اللہ تعالی صفحہ ۵۳۰ الخامس الثانی انہ تعالی لو اتصف بالکذب
لکان کذبہ قدیما او لا لقوم الحادث بذاتہ تعالی فلزم ان یمتنع علیہ الصدق لان ما ثبت
لہ امتنع عدمہ و اللازم و ہو امتناع الصدق علیہ تعالی باطل انتہی

[illegible] صفات [illegible] اہل سنت [illegible] صفات [illegible] کمال
[illegible] اہل سنت [illegible] صفات [illegible] کمال [illegible] کذب [illegible] خدا تعالی [illegible]
[illegible] محال [illegible] غیر ممکن [illegible] کذب [illegible] خدا تعالی [illegible] ممکن [illegible] ثابت
[illegible] صفات [illegible] خدا تعالی [illegible] کذب [illegible] خدا تعالی [illegible] محال
[illegible] اہل سنت [illegible] صفات [illegible] کذب [illegible] خدا تعالی [illegible] محال [illegible] غیر ممکن
[illegible] صفات [illegible] کذب [illegible] خدا تعالی [illegible] محال [illegible] غیر ممکن [illegible] ثابت

خلاصہ وذلک ان الصدق صفۃ الکمال کالقدرۃ والعلم وصفات الکمال عند
اھل السنۃ قدیمۃ ازلیۃ فاذا کانت صفات الکمال عندہم قدیمۃ ازلیۃ فالکذب
علی اللہ محال غیر ممکن لان ماثبت قدمہ کالقدرۃ والعلم عندہ محال غیر ممکن
قال التفتازانی فی شرح العقائد فان ذات اللہ تعالی وصفاتہ الیجب والعدم
علی الازلی محال انتہی فقد ثبت بماذکر ان الکذب علی اللہ محال غیر ممکن عند
اھل السنۃ لکون الصدق عندہم صفۃ قدیمۃ کما ان العجز والجہل علی اللہ محال
غیر ممکن عندہم لکون القدرۃ والعلم عندہم صفۃ قدیمۃ **اور وجہ دوم** یہ ہے
کہ کذب خدا تعالی کا محال اور غیر ممکن ہے نزدیک جمیع علما اور عقلا کے کیونکہ کذب
صفت نقصان ہے اور صفت نقصان خدا تعالی پر محال اور غیر ممکن ہے
نزدیک جمیع عقلا اور علما کے کیونکہ جو صفت ہے کمال کا اور قبیح جو صفت ہے نقصان کا
ہر دو عقلی ہیں نزدیک جمیع علما اور عقلا کے **قال** فی المواقف وشرح المواقف
فی بحث الکلام تفریع علی ثبوت کلام اللہ تعالی وہو انہ یمتنع علیہ تعالی الکذب
اتفاقا اما عند المعتزلۃ فظہر جمیع الخ واما امتناع الکذب علیہ تعالی عندنا فلانہ اذا جب
اوّل ان الکذب نقص والنقص علی اللہ تعالی محال اجماعا انتہی خلاصہ وذلک ان الکذب
علی اللہ محال غیر ممکن عند جمیع العلما والعقلا لان الصدق صفۃ الکمال کالقدرۃ والعلم
والکذب صفۃ النقصان کالعجز والجہل وکل صفۃ النقصان قبیحۃ عقلی لان حسن صفۃ الکمال
وقبح صفۃ النقصان کلاہما عقلیان عندہم فقد ثبت ان الکذب علی اللہ محال غیر ممکن عند
جمیع العلما والعقلا لان قبح صفۃ النقصان عقلی عندہم کما ان العجز والجہل علی اللہ تعالی محال
غیر ممکن لان قبح صفۃ النقصان عقلی عندہم **قال**
فی مسلم الثبوت وبحر العلوم شرح مسلم الثبوت فی بحث الحسن والقبح
قالت المعتزلۃ لولا یکون الحکم عقلیا لما امتنع الکذب منہ تعالی عقلا فاجاز الکذب

۵۳ کہا مسلم الثبوت اور بحر العلوم شرح مسلم الثبوت کے بحث حسن اور قبح میں کہا معتزلہ نے اگر نہ ہو حکم عقلی ترک کذب خدا تعالی کا عقلا جائز ہوگا اور جب کذب خدا تعالی کا عقلا جائز ہوا تو لازم آوے گا کذب پر جائز ہونا جواب نبوت بند ہوا حالانکہ باب نبوت کا مفتوح ہے پس ہوا اسکا ہے کہ ترک کذب نقص ہے پس واجب ہے تنزیہ خدا تعالی کی اس سے کوئی اور گفتہ بیگانہ کا کلام سابق میں کہ نہیں ہمکو کوئی نزاع اس

تعالیٰ فلا یقبح اظہار المعجزۃ علی ید الکاذب فینسد باب النبوۃ وھو
مقطوع بالجواب عن ذلک المذکور نقص فیجب تنزیہ اللہ تعالیٰ عنہ
اقول ہذا لا یدل علی ما ذہبت الیہ عقلی بل ہو باتفاق العقلاء انتہی وقال فی
مسلم الثبوت
وبحر العلوم فی مبحث الحسن والقبح الا نزاع لاحد من العقلاء فی ان الفعل
حسن او قبیح عقلا بالحسن والقبح اللذین ہما بمعنی صفۃ الکمال او النقصان فانہما
عقلیان بہذا المعنی عند الکافۃ او اللذین ہما بمعنی ملائمۃ الغرض او منافرتہ خاصۃ ایضا
عقلیان بل النزاع انما ہو فی حسن الفعل قبحہ بمعنی استحقاق المدح والثواب او الذم
والعقاب من اللہ تعالیٰ فعند الاشاعرۃ شرعی وعندنا معشر الماتریدیۃ والصوفیۃ
وعند المعتزلۃ عقلی اے لا یتوقف علی الشرع لکن عندنا لا یستلزم ہذا حکما
من اللہ تعالیٰ بخلاف المعتزلۃ والامامیۃ والکرامیۃ والبراہمۃ فانہ عندہم یوجب
الحکم من اللہ تعالیٰ انتہی وقال فی المواقف وشرح المواقف فی بحث الحسن والقبح
الحق ان الحسن بمعنی ما لا یستحق بہ الذم عند ما شرعا والحسن بخلافہ وقالت المعتزلۃ الحاکم بہما العقل والشرع
کاشف لہ فلا بد اولا من تحریر محل النزاع لیتضح المنازع فیہ ویرد النفی والاثبات علی
شیء واحد فنقول وباللہ التوفیق ان الحسن والقبح یقال لمعان ثلث الاول صفۃ الکمال
والنقصان ولا نزاع فی ان ہذا المعنی اذا ثبت للصفات فی انفسہا وان لم یدرکہ
العقل ولا تعلق لہ بالشرع والثانی ملائمۃ الغرض او منافرتہ فالموافق للغرض
کان حسنا وما خالفہ کان قبیحا والیس کذلک لکن حسنا ولا قبیحا وذلک ایضا عقلی
کالذی قبلہ الا ان متعلق المدح والثواب عاجلا واجلا او الذم والعقاب کذلک
وہذا المعنی ایضا محل النزاع فہو عندنا شرعی وعند المعتزلۃ عقلی انتہی فقد علم
مما ذکر ان الحسن بمعنی صفۃ الکمال والقبح بمعنی صفۃ النقصان عقلی باتفاق العقلاء
والعلماء والوجہ الثالث ان الکذب علی اللہ تعالیٰ محال غیر ممکن لان الکذب

مستلزم العجز او الجهل کما ان قدرۃ الخلق مستلزم عجز اصنامہا کما ان قدرۃ الاصنام غیر ممکن
مستلزم عجز اصنامہا کذلک الکذب علیہ تعالیٰ غیر ممکن کونہ مستلزم نقص وعجز
قال فی شرح المقاصد والکذب نقص باتفاق العقلاء وہو علی اللہ تعالیٰ محال لمنافیہ من
الالہیۃ العجز والجہل انتہی ملخصا وجوہ ثلثہ کا یہہ ہے کہ وجہ اول استدلال ہے ساتھ
قدم صفت کمال کے اور وجہ دویم استدلال ہے ساتھ امتناع صفت
نقصان کے اور وجہ سویم استدلال ہے ساتھ قیام امتناع قدرۃ کے پس ثابت ہوا امر
کہ کذب خدا تعالیٰ کا محال اور غیر ممکن ہے باتفاق علما اور عقلا کے پس جواب دلیل
اول یعنی آیت فاکلہ الذئب کا اور جواب دلیل ثانی یعنی آیت اولیس
الذی خلق السموات والارض قادر علی ان یخلق مثلہم کا یہ ہے
کہ قدرت خدا تعالیٰ کی شامل ہے ممکنات کو نہ محالات اور ممتنعات کو
والا تو لازم آویگا کہ خدا تعالیٰ قادر ہے ایجاد شریک اور اجتماع نقیضین پر
اور اپنے والد ہونے پر اور اپنے ولد ہونے پر اور اپنے مصور ہونے پر
بصورت انسان یا حیوان یا شجر یا حجر وغیرہ کے یا اپنے حلول پر انسان میں
یا حیوان میں یا شجر یا حجر وغیرہ میں یہ سب امور کفر ہیں باجماع مسلمین اور کما
دلیل پکڑتے ہیں امکان کذب خدا تعالیٰ پر آیت ان اللہ علی کل شئ قدیر کو
آیت مذکورہ دال ہے اسپر کہ خدا تعالیٰ قادر ہے ہر شئے پر اور کذب
خدا تعالیٰ کا شئے ہے پس جواب الزامی یہہ ہے کہ آیت ان اللہ علی کل
شئ قدیر کی دال ہے اسپر کہ خدا تعالیٰ قادر ہے ہر شئے پر اور وقوع کذب خدا
تعالیٰ کا بھی شئے ہے پس بموجب قول تمہارے ہی کے لازم آیا کہ خدا تعالیٰ
اپنے وقوع کذب پر بھی قادر ہے اور جواب تحقیقی یہہ ہے کہ قدرت خدا
تعالیٰ کی آیت مذکورہ اور امثال اوسکے میں شامل ہے ممکنات کو نہ محالات اور ممتنعات کو

جواب دلیل اول اور جواب دلیل ثانی کا بیان

۵۶

کہ دلیل کذب خدا تعالیٰ پر آیت ان اللہ علی کل شئ قدیر کی غلط ہے

جواب الزامی

جواب تحقیقی

والعالم ہر کا کہ خدا تعالیٰ قادر ہے ایجاد شریک اور اجتماع نقیضین اور ارتفاع
نقیضین پر اور اپنی ذات اور بعض اور جہل اور باقی محالات پر اور اپنے والد ہونے
کے اپنے ہونے پر اور اپنے مصور ہونے پر بصورت انسان یا حیوان یا شجر یا
حجر وغیرہ کے اور اپنے طول پر انسان یا حیوان یا شجر یا حجر وغیرہ ہیں اور یہ سب
امور کفر ہیں باجماع مسلمین **قال القاضی** عیاض فی الشفاء فی فصل ما جاء
من المقالات کفر وکذلک القرامطۃ واصحاب الحلول والتناسخ وکذلک من اعترف
بالوہیۃ اللہ تعالیٰ ووحدانیتہ لکنہ اعتقد انہ غیر حی او غیر عالم وانہ محدث
او مصور او اوجد لہ ولدا او صاحبۃ او والدا او انہ متولد من شیء او ان اللہ فی
الاول شیئا او دبیا غیرہ او ان ثم صانعا للعالم سواہ او مدبرا غیرہ فذلک کلہ کفر
باجماع المسلمین انتہی اور کتاب سے دلیل پکڑتے ہیں امکان کذب خدا تعالیٰ پر
جواز عفو اور مغفرت کو کہ وہ خلف وعید ہے اور کہتے ہیں کہ خلف وعید
جائز ہے قرآن اور احادیث سے اور یہ خلف وعید نہیں ہے مگر کذب جواب
اس کا یہ ہے کہ خلف وعید جو عبارت ہے مغفرت اور عفو سے وہ فضل اور رحمت ہے
نہ کذب باتفاق جمیع عقلاء کے بموجب قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کے
قال اللہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء
وقال اللہ تعالیٰ وللہ ملک السموات والارض یغفر لمن یشاء ویعذب
من یشاء، **وقال اللہ تعالیٰ** قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا
من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ہو الغفور الرحیم **وعن** عبادہ بن الصامت
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحولہ عصابۃ من اصحابہ بایعونی علی ان لا
تشرکوا باللہ شیئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تاتوا ببہتان تفترونہ
بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصونی فی معروف فمن وفی منکم فاجرہ علی اللہ ومن اصاب

من ذلك شيئا فعوقب به في الدنيا فهو كفارة له ومن اصاب من ذلك
ثم ستره الله عليه فهو الى الله ان شاء عفا عنه وان شاء عاقبه متفق عليه ذكره في المشكوة في كتاب الايمان وعن ابي سعيد قال قال رسول
صلى الله عليه وسلم المهد فمن اسلامه يكفر الله عنه كل سيئة كان زلفها وكان ابدا
القصاص الحسنة بعشر امثالها الى سبعمائة ضعف الى اضعاف كثيرة والسيئة
بمثلها الا ان يتجاوز الله عنها رواه البخاري ذكره في المشكوة في كتاب الدعوات
وعن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يدخل احدا منكم عمله الجنة
ولا يجيره من النار ولا انا الا برحمة الله رواه مسلم ذكره في المشكوة في كتاب الدعوات
وعن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لن ينجي احدا منكم عمله
قالوا ولا انت يا رسول الله قال ولا انا الا ان يتغمدني الله منه برحمة متفق عليه ذكره
في المشكوة في كتاب الدعوات وفي رواية بمغفرة ورحمة رواه مسلم وفي رواية
برحمة منه وفضل رواه مسلم قال الامام النووي في شرحه لمسلم في باب لن يدخل احد الجنة بعمله
بل برحمة الله تعالى لقوله صلى الله عليه وسلم لن ينجي احدا منكم عمله قال جل ولا
ايای الا ان يتغمدني الله منه برحمة وفي رواية برحمة منه وفضل وفي رواية بمغفرة
واعلم ان مذهب اهل السنة ان الله تعالى يغفر للمؤمنين جميعهم برحمته
ويعذب المنافقين ويخلدهم في النار عدلا منه انتهى وقال النووي في شرح
مسلم في باب سعة رحمة الله تعالى من كتاب الذكر والدعاء وفيه جواز الغفران
عن الكافر بخلاف غير عناد وذلك من مجوزات العقول عند اهل السنة واما
في شرعنا بالشرع وهو قوله تعالى ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ذلك
من الادلة انتهى وقال في المواقف وشرح المواقف المعصية لا تقدح
في تقرير اصحابنا في الثواب والعقاب قال الثواب فضل من الله

وہ العقاب عدل من اللہ تعالے ولہ العفو عنہ فضل واللہ یعذ
کلف فی الامر یقصد بہ یعذ العقلا رانتہے وقال بحر العلوم
شرح مسلم الثبوت فی الباب الثانی والعفو مستحق العقاب من الکرم
اول التکلف فی الامر یجاز فان اہل العقول السلیمۃ یعذ ونہ فضلا لا تقصا
وہو الروی عن ابن عباس انتہے تحقیق نزدیک اہل علم پر کہ یہ چاروں دلیلیں
غیر مقلدین کی جو امکان کذب خدا تعالے پر پیش کرتے ہیں بھی دلیلیں مستلزم
ہیں وقوع کذب خدا تعالے کو کیونکہ دلیل اول یعنی آیت فاکلہ الذہب کی
اور دلیل دوم یعنے آیت اولیس الذی خلق السموت والارض بقادر علی ان یخلق مثلہم
کی ہر دو آیت مقیس علیہ ہیں اور مدلول آیت فاکلہ الذہب کا کہ وہ کذب مخبر ہے
اور مدلول آیت اولیس الذی خلق السموت والارض بقادر علے ان یخلق مثلہم کا کہ وہ
صدق محض ہے ہر واحد آیت مقیس علیہ میں موجود اور وقوعی ہے پس لابد ہوا
کہ حکم مقیس کا کہ وہ کذب خدا تعالے کا ہے موجود اور وقوعی ہو مثل حکم مقیس
علیہ کے کیونکہ قیاس میں تعدی حکم اصل کی ہوتی ہے طرف فرع کے چنانچہ
کتب اصول میں مذکور ہے اور اسیطرح آیت ان اللہ علی کل شئے قدیر کی
دلیل ہے وقوع کذب خدا تعالے پر جیسا کہ جواب الزامی میں مذکور ہوا اور
اسیطرح عفو اور مغفرت کی دلیل جواز عفو اور مغفرت میں کہ وہ خلف
وعید ہے موجود اور وقوعی ہے چنانکہ قرآن شریف اور حدیث شریف کے
ثابت ہے پس ثابت ہوا انکی چاروں دلیلوں سے وقوع کذب
خدا تعالے کا علاوہ اسکے ہم اہل سنت وجماعت یہ کہتے ہیں کہ قطع
نظر تمہاری ادلہ سے فقط اتنا ہی قول تمہارا کہ کذب خدا تعالی کا ممکن ہی یہ ہی
مقتضی ہے طرف وقوع کذب خدا تعالے کے کیونکہ کذب خدا تعالی کا اظہار

فریق اہل سنت وجماعت کو بحکم

نزدیک جب ممکن ہوا تو کونسی چیز ہے تمہارے نزدیک کہ مانع ہے
وقوع کذب کو خدا تعالے سے آیا شرع ہے یا عقل اگر شرع مانع ہے تو
منع شرع کا غیر مفید ہے کیونکہ ثبوت شرع کا موقوف ہے ثبوت صدق خدا تعالے
اور ثبوت صدق خدا تعالے کا موقوف ہے ثبوت شرع پر پس دور لازم آیا
پس نہ شرع ثابت ہوئی اور نہ صدق خدا تعالے کا ثابت ہوا اور اگر عقل مانع
ہو تو عقل کو نزد بعض غیر مقلدین کے باب تنزیہات خدا تعالی میں کچھ اعتبار ہی
نہیں خلاصہ کلام کا یہ ہوا کہ ادلہ غیر مقلدین سے وقوع کذب خدا تعالی کا
بخوبی ثابت ہے اور قول انکا کہ کذب خدا تعالی کا ممکن ہے جسکا مقتضی ہے طرف
اسی امر کے کہ کذب خدا تعالی کا امر وقوعی ہے نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم فاحفظ ولا تغفل فانہ من عزم الامور ۔

مسئلہ چار دہم

صورت خدا تعالی کی مثل صورت آدم علیہ السلام کے ہے چنانچہ مولوی
صدیق حسن صاحب نے اپنی کتاب اقتوا مطبوعہ مطبع محمدی لاہور کے صفحہ ۱۰۱ میں فرمایا
پیدا کیا آدم کو اپنے ہاتھ سے اپنی صورت پر انتہی ۔ اور دلیل انکی یہ حدیث ہے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلق اللہ آدم علی صورتہ متفق علیہ پس بموجب
قاعدہ مولوی محمد سعید کے اگر کوئی صاحب اسپر عمل کرے اور خدا تعالی کو مثل
صورت آدم علیہ السلام کے جانے ہاتھ پاؤں قدم پنڈلی ہتھیلی انگلیاں
آنکھ منہ کمر پہلو نفس وغیرہ میں چنانچہ مولوی صدیق حسن نے اپنی کتاب
اقتوا مطبوعہ مطبع لاہور کے صفحہ ۱۰۲ فصل نہم میں ان اشیاء کو قرآن اور حدیث سے
خدا کیلئے ثابت کیا ہے ۔ اقتوا سیر کچھ قیاس نہیں ۔

۶۰

الاعتراض

یہ مسئلہ خلاف ہے قرآن شریف اور احادیث صحیحہ اور جمیع علماء دین سلف
اور خلف کے قال اللہ تعالیٰ لیس کمثلہ شئ وقال اللہ تعالیٰ
تبارک للعلمین من النذیرین وقال اللہ تعالیٰ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ وقال اللہ
معہم ہو معکم اینما کنتم وقال اللہ تعالیٰ وہو معہم اینما کانوا وقال اللہ تعالیٰ ونحن اقرب
الیہ من حبل الورید وقال اللہ تعالیٰ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی وقال اللہ
تعالیٰ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ وقال اللہ تعالیٰ ید اللہ فوق
ایدیہم وقال اللہ تعالیٰ ونفخت فیہ من روحی وقال علیہ السلام والذی
نفس محمد بیدہ لو انکم دلیتم بحبل الی الارض السفلی لہبط علی اللہ رواہ الترمذی
وکرہ فی المشکوۃ فی باب بدأ الخلق وقال اللہ تعالیٰ ہو الذی انزل
علیک الکتاب منہ آیات محکمات ہن ام الکتاب واخر متشابہات فاما الذین
فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ وما یعلم تاویلہ
الا اللہ وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا رایتم الذین یتبعون
ما تشابہ منہ فاولئک الذین سماہم اللہ فاحذروہم متفق علیہ فالقرآن والحدیث
یدلان علی ان بعض القرآن محکم وبعضہ متشابہ وعلی ان المحکم ہو ام الکتاب واصلہ
فی العمل ہ وان المتشابہ لا یعلم تاویلہ الا اللہ ولا یتبعہ الا اہل الزیغ لابتغاء الفتنۃ
ومتشابہ القرآن عند العلماء قسمان قسم من حروف المبانی کالمص الفاظ المعانی
وہی حروف التہجی فی اوائل السور کالم وقسم من الفاظ المعانی کایات
الصفات واحادیث الصفات کوجہ ویدہ ونحو ذلک فالمراد بالمتشابہ
فی قولہ تعالیٰ فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ

هو القسم الثانی لا القسم الاول لان اتباع المتشابه الذی کان مشبوها بالزیغ
والفتنة لا یتصور فی حروف التهجی لانه لیس لها معنی موضوع له فیتصور اتباعه
لابتغاء الفتنة فتعین ان المراد هو القسم الثانی لانه لفظ موضوع لمعنی لکن المعنی
الحقیقی غیر مراد کما قال الله تعالی وما یعلم تاویله الا الله

وقوله تعالی لیس کمثله شیئ فاتباعه به لا یکون

الا من اهل الزیغ لابتغاء الفتنة کما قال الله تعالی فاما الذین فی قلوبهم
زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله وما یعلم تاویله الا الله فلذا
امرنا بالحذر منهم فی حدیث قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فاذا رأیتم الذین
یتبعون ما تشابه منه فاولئک الذین سماهم الله فاحذروهم متفق علیه فاذا
عرف ذلک عرف ان حدیث خلق الله آدم علی صورته من المتشابه بدلیل قوله
تعالی ولیس کمثله شیئ ولان المعنی الحقیقی غیر مستقیم فی ذات الله تعالی
فحینئذ فوض مراده الی الله تعالی بان نقول الله اعلم بمراده کما هو مذهب
السلف بقوله تعالی وما یعلم تاویله الا الله فان سلم المخالف ذلک فیها والا
فالنصوص المذکورة واردة علیه فان قال فیها بظاهر المعنی فکان هو من اهل الزیغ
والفتنة بحکم القرآن والحدیث ان قال فیها بالتاویل کما هو مذهب المخالف
فالتاویل فی الحدیث المذکور جار بلا جام الضمیر الی آدم هکذا خلق الله آدم
علی صورته لا علی صورة غیره من المخلوقات ای خلق آدم علی صورته التی خلق علیها
لا علی صورة غیره من المخلوقات لانه احسن التقویم کما قال الله تعالی لقد
خلقنا الانسان فی احسن تقویم وذلک للاکرام

کما قال الله تعالی ولقد کرمنا بنی آدم

قال الترمذی فی صحیحہ فی باب من ابواب صفۃ الجنۃ وقد روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم روایات کثیرۃ مثل ھذا مما یذکر فیہ امر الرؤیۃ ان الناس یرون ربھم ونحو ذکر القدم وما اشبہ ھذہ الاشیاء وقد ذھب فی ھذا غیر واحد من ائمۃ اھل العلم مثل سفیان الثوری ومالک بن انس وسفیان بن عیینۃ وابن المبارک ووکیع ونحیرھم انھم رووا ھذہ الاشیاء وقالوا ترویٰ ھذہ الاحادیث ونؤمن بھا ولا یقال کیف وھذا الذی اختارہ اھل الحدیث ان یرووا ھذہ الاشیاء کما جاءت ویؤمن بھا ولا تفسر ولا یتوھم ولا یقال کیف وھذا امر اھل العلم الذی اختارہ ودعوا الیہ ومعنی قولہ فی الحدیث فیعرفھم نفسہ یعنی تجلی لھم حتی عاینوہ انہ یحمل علمھا الی اللہ تعالیٰ بان تقول اللہ اعلم بمرادھا وقال البغوی فی معالم التنزیل فی تفسیر قولہ تعالیٰ الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام والملائکۃ فی ھذہ الآیۃ وفی امثالھا کلھا ان یؤمن الانسان بظواھرھا ویحمل علمھا الی اللہ تعالیٰ ویعتقد ان اللہ عزوجل منزہ عن سمات الحدوث وعلی ذلک مضت ائمۃ السلف وعلماء اھل السنۃ قال الکلبی ھذا من المکتوم الذی لا یفسر وکان مکحول والزھری والاوزاعی ومالک وابن المبارک وسفیان الثوری واللیث بن سعد واحمد واسحاق یقولون فیہ وفی امثالہ امروھا کما جاءت بلا کیف انتھی

۱؎ یعنی کہا ترمذی نے اپنی صحیح کے ابواب جنت مین کہ روایت کی گئین مین آنحضرت سے چند روایتین مثل اسکے کہ اوس مین ذکر ہے رویت کا کہ لوگ دیکھینگے اپنے رب کو اور اوسمین ذکر ہے قدم اور دیگر چیزونکا جو ان اشیاء کی مشابہ ہین اور ان اشیاء مین مذہب اہل علم کا جو ائمہ مین مثل سفیان ثوری اور مالک بن انس اور سفیان بن عیینہ اور ابن المبارک اور وکیع بن جراح اور غیرہ سے انکے اور لوگ ہین سب یہ کہتے ہین کہ روایت کرتے ہین ہم ان حدیثون کو جو ان چیزون کے بارہ مین آئی ہین اور ایمان لاتے ہین انپر اور نہین کہتے ہین بغیر کسی کیف کے یعنے مثلاً لفظ قدم کا مروی ہے سو ہم یہہ اعتقاد رکھینگے

وقال الامام النووی فی شرح مسلم فی باب اثبات
من کتاب الایمان فی تفسیر الاحادیث التی فیہا ذکر الصورۃ والاتیان
اعلم ان لاہل العلم فی احادیث الصفات وآیات الصفات قولین احدہما
وہو مذہب معظم السلف او کلہم انہ لا یتکلم فی معناہا بل یقولون یجب علینا
ان نؤمن بہا ونعتقد لہا معنی یلیق بجلال اللہ تعالی مع اعتقادنا الجازم ان اللہ
تعالی لیس کمثلہ شیء وانہ تعالی منزہ عن التجسم والانتقال والتغیر فی جہۃ من
سائر صفات المخلوق وہذا القول ہو مذہب جماعۃ من المتکلمین واختارہ جماعۃ
من محققیہم وہو اسلم والقول الثانی وہو مذہب معظم المتکلمین انہا تاول
بما یلیق بہا بحسب مواقعہا وہو نحو یسیر تاویلہا لمن کان من اہل اللسان یعرف
لسان العرب وقواعد الاصول والفروع وذا ریاضۃ فی العلم انتہی
وقال النووی بعد ذلک فی باب النہی عن ضرب الوجہ من کتاب البر والصلۃ
واما قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فان اللہ خلق آدم علی صورتہ وہو من احادیث الصفات
وقد سبق فی کتاب الایمان بیان حکمہا واضحا مبسوطا ان من العلماء من یمسک
عن تاویلہا ویقول نؤمن بانہا حق وان ظاہرہا غیر مراد ولہا معنی یلیق بہا وہذا مذہب

...وصوا حرفا وسلم والثانی انتہا تاول علی حسب مایلیق تنزیہ اللہ تعالی وانہ
...لیس کمثلہ شئ قال المازنی وقد غلط ابن قتیبۃ فی ہذا الحدیث فاجراہ علی ظاہرہ
وقال اللہ تعالی صورۃ لا کالصور وہذا الذی قالہ ظاہر الفساد لان الصورۃ لفید
التراکیب وکل مرکب محدث واللہ تعالی لیس بمحدث فلیس ہو مرکبا فلیس مصورا
وہذا القول الجہمیۃ ہو جہم لا کالاجسام لما رواہ اہل السنۃ یقولون ان اللہ سبحانہ
وتعالی شئ لا کالاشیاء طردا للاستعمال فقالوا جسم لا کالاجسام والفرق ان
لفظ شئ لا یفید الحدوث ولا یتضمن ما یقتضیہ ما جسم وصورۃ یقتضیان التالیف
والترکیب وذلک دلیل الحدوث قال والعجب من ابن قتیبۃ فی قولہ صورۃ لا کالصور
مع ان ظاہر الحدیث علی روایۃ یقتضی خلق آدم علی صورتہ فالصورتان علی روایۃ سواء فاذا قال
لا کالصور تناقض قولہ ویقال ایضا ان اردت بقولک صورۃ لا کالصور انہ لیس بمولف
ولا مرکب فلیس بصورۃ حقیقۃ ولیست اللفظۃ علی ظاہرہا وحینئذ یکون موافقا علی
مقالہ لسائر المتاولین انتہی **وقال**[٥] النووی فی شرح مسلم بعد کتاب الجنۃ فی باب
جہنم وہو اصلہم فاما النار فلا تمتلی حتی یضع اللہ تبارک وتعالی رجلہ وفی الروایۃ
الاخری قدمہ فتقول قط قط وعزتک ویزوی بعضہا الی بعض الحدیث وفی الروایۃ
الاخری لا تزال جہنم تقول ہل من مزید حتی یضع فیہا رب العزۃ تبارک وتعالی
قدمہ وہذا الحدیث من مشاہیر احادیث الصفات وقد سبق مرارا بیان اختلاف
العلماء فیہا علی مذہبین احدہما وہو قول جمہور السلف وطائفۃ من المتکلمین انہ لا یتکلم
فی تاویلہا بل نومن انہا حق علی ما اراد اللہ تعالی ولہا معنی یلیق بہا وظاہرہا
غیر مراد والثانی وہو قول جمہور المتکلمین انہا تاول بحسب ما یلیق بہا انتہی **وقال**[٦]
القاضی عیاض فی الشفاء فی فصل بیان ما ہو من المقالات کفر وکذلک من اعترف
بالتوحید اللہ تعالی فوجدانیۃ ولکنہ اعتقد انہ غیر اوغیر قدیم وانہ محدث او مصور او
قال لہ ولد او صاحبۃ او والد او انہ متولد من شئ او ان شیئا من العالم شئ قدیما

غیرہ ادان ثم صانعا نعلم سواہ ومعبرا غیرہ فذلک کلہ کفر باجماع المسلمین انتہے

مسئلہ پانزدھم

الف لام خاتم النبیین مین جائز ہے کہ عہد کے لئے ہو نہ استغراق کے لئے یعنے آنحضرت علیہ السلام خاتم بعض انبیاء کے ہین نہ خاتم جمیع انبیاء کے چنانچہ محمد صدیق پشاوری شاگرد رشید مولوی نذیر حسین صاحب نے اپنی کتاب نصر الرحمن مطبوعہ مطبع نور کانپور کے صفحہ ۲ مین اور صفحہ ۱۶ مین اس مضمون کو لکھا چنانچہ کہا صفحہ ۲ مین اور یہہ کہنا اسکا کیونکہ منکر عموم نص کا ہے باطل ہے کیونکہ اول نہیں ثابت کرے کہ الف لام خاتم النبیین مین استغراق کیلئے ہے جائز ہے کہ عہد کیلیے ہو پھر کہا صفحہ ۱۶ مین یہہ کہنا منفی کا کہ زید خارج از اہل سنت بلکہ فرق اہل اسلام سے ہے جہل دوسری ہے اہل اسلام کے بعض فرقے ختم نبوت ہے کے قائل نہین اور بعض قائل ختم النبوت تشریعی کے ہین نہ مطلق نبوت کے انتہی پس خلاصہ دونو کلاموں کا یہہ ہوا کہ آنحضرت علیہ السلام خاتم رسل کے ہین نہ خاتم جمیع انبیاء کے پس بموجب قاعدہ مولوی محمد سعید کے اگر کوئی صاحب اسپر عمل کرے اور آنحضرت علیہ السلام کو خاتم بعض انبیاء کا جانے نہ خاتم جمیع انبیاء کا تو اوسپر کچھ قباحت نہیں

مؤلاعتراض

یہہ مسئلہ خلاف ہے قرآن شریف اور احادیث صحیحہ اور اجماع امت کے قال اللہ تعالے ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئی علیما وعن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علی انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی متفق علیه وعن ۵۱
جبیر بن مطعم قال سمعت النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول انا العاقب والعاقب
الذی لیس بعدہ نبی متفق علیہ وعن ۵۲ ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ وترک منہ موضع لبنۃ فطاف بہ النظار
یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع تلک اللبنۃ فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین متفق علیہ
وعن ۵۳ ابی ہریرۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال کانت بنو اسرائیل تسوسہم
الانبیاء کلما ہلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی متفق علیہ ذکرہ فی المشکوۃ
فی کتاب الامارۃ وعن ۵۴ ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلهم یزعم انه نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی
رواہ ابوداؤد والترمذی ذکرہ فی المشکوۃ فی کتاب الفتن وعن ۵۵ انس بن
مالک قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت
فلا رسول بعدی ..... ولا نبی رواہ الترمذی وقال هذا حدیث صحیح وقال ۵۶
القاضی عیاض فی الشفاء فی فصل ما ہو من المقالات کفر وکذلک من ادعی
النبوۃ او سمع نبیا علیہ الصلوۃ والسلام او بعدہ کالعیسویۃ من الیہود القائلین بتخصیص
رسالتہ الی العرب وکالخرمیۃ القائلین بتواتر الرسل وکاکثر الرافضۃ القائلین بمشارکۃ
علی فی الرسالۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وکذلک کل امام عند ہؤلاء یقوم مقامہ
فی النبوۃ والحجۃ وکالبزیغیۃ والبیانیۃ القائلین بنبوۃ بزیغ وبیان وکذلک من
ادعی النبوۃ لنفسہ او جوز اکتسابہا والبلوغ لصفاء القلب الی مرتبتہا کالفلاسفۃ
وغلاۃ المتصوفۃ وکذلک من ادعی منہم انہ یوحی الیہ وان لم یدع النبوۃ فہو لاحقہم
کفار مکذبون للنبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ اخبر صلے اللہ علیہ وسلم انہ خاتم النبیین
ولا نبی بعدہ واخبر عن اللہ تعالے انہ خاتم النبیین وانہ ارسل کافۃ للناس واجمعت

الا بقی حمل ھذا الکلام علی ظاھرہ وان مفھومہ المراد بہ دون تاویل ولا تخصیص ولا شک
فی کفر ھؤلاء الطوائف کلھا قطعا اجماعا وسمعا انتھے

مسئلہ شانزدہم

حدیث صحیح بلکی صحت مین کسیکو کلام ہو وہ حدیث ثبوت مسئلہ کیلئے کافی نہین یہہ خلاصہ ہے عبارت مولوی محمد حسین ہوری کا یعنے حدیث معنعن ثبوت مسئلہ کیلئے کافی نہین کیونکہ حدیث معنعن غیر مقبول ہے نزد بعض اھل علم کے قال الامام النووی فی شرح مسلم فی باب صحۃ الاحتجاج بالحدیث المعنعن وذھب اھل العلم الی انہ لا یحتج بالحدیث المعنعن مطلقا انتھے اور حدیث معنعن اور حدیث ابوہریرہ کی ثبوت مسئلہ کیلئے حجت نہین یہہ خلاصہ ہے عبارت سید احمد خان کا اور حدیث صحیح متصل غیر مسلسل ثبوت مسئلہ کیلئے حجت نہین یہہ خلاصہ ہے عبارت مولوی نذیر حسین کا چنانچہ مولوی محمد حسین لاہوری نے اپنے اشتہار مطبوعہ مطبع چشمۂ فیض واقع دہلی مین فرمایا ہین جملہ حنفیان پنجاب وہندوستان کو بطور اشتہار وعدہ دیتا ہون کہ اگر ان لوگون سے کوئی صاحب مسائل ذیل مین کوئی آیت قرآن یا حدیث صحیح کہ جسکی صحت مین کسیکو کلام نہو اور وہ اس مسئلہ مین جسکے لئے پیش کیجاوے نص صریح قطعی الدلالت ہو پیش کرین تو فی آیت اور فی حدیث یعنے ہر آیت اور حدیث کی بدلی دونگا یہہ بطور انعام کی دونگا انتھی اور سید محمد خان صاحب جو مشہور نیچری ہین وہ اپنی کتاب تہذیب الاخلاق جلد ہفتم نمبر ۳ مطبوعہ یکم ربیع الاول ۱۳۰۲ھ کی صفحہ ۹ مین جو احادیث ابوہریرہ مین ہوا ل ہو وجود مستقل جنون یہہ کہا کہ بخاری نے کتاب الصلوٰۃ اور التفسیر مین روایت کی ہو کہ ..... حدثنا اسحق بن ابراہیم قال حدثنا روح ومحمد بن جعفر

٦٨

عن شعبة عن محمد بن زیاد عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان عفریتا
من الجن تفلت علی البارحۃ لیقطع علی الصلوۃ فامکننی اللہ منہ وارد ت ان اربطہ الی
ساریۃ من سواری المسجد حتی تصبحوا وتنظروا الیہ کلکم فذکرت قول اخی سلیمان
رب ہب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی قال روح فرد ہ خاسئا ۔ تیسری وجہ
یہہ ہے کہ یہہ روایت معنعن ہے جس مین شعبہ اور محمد اور ابو ہریرہ ہے اور جناب
رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عنعن کرکے روایت ہوئی ہے جو تصال پر
یقینا محمل نہین ہوسکتی احتمال ہے کہ ان سب راویونکے درمیان ایک ایک یا
دو دو واسطے چھوٹ گیا ہو اور چونکہ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ سے اکثر غلط
روایتین مشہور ہوگئی ہین اور خود اونکے زمانہ مین بھی اونکی روایت پر لوگ
اطمینان نہین کرتے تھے اور اونکی روایتونکو حضرت عائشہ پر عرض کرکے
تصحیح یا تغلیط کرلیتے تھے چنانچہ مسلم نے روایت کی ہے باب استحباب النعال
الیمین مین حدثنا ابوبکر بن ابی شیبہ وابو کریب قالا حدثنا ابن ادریس عن الاعمش
عن ابی رزین قال خرج علینا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ فضرب بیدہ
علی جبہتہ فقال یا لا انکم محدثون انی اکذب علی رسول اللہ وصلی اللہ علیہ وسلم
الخ یعنے ابو رزین کہتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ ہم لوگونکے پاس آئے اور اپنا
ماتھا کوٹ کے فرمانے لگے کہ تم لوگ کہتے ہو کہ مین جناب رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم پر جھوٹھ باندھتا ہون انتھے کلام سید احمد خان اور مولوی
نذیر حسین صاحب نے اپنی کتاب معیار الحق مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۲۶ مین
فرمایا پس مدعین نے جو کچھ قصور اسپر بلا سند صحیح کے فضیلت مین امام
صاحب کے نقل کیا ہے امام صاحب تک ساتھہ سند صحیح متصل مسلسل
نہین پوہنچا تھے منتہی نرہے اہل علم پر کہ معنی کلام مولوی محمد حسین لاہوری

پہر اس حدیث کا چند وجہ سے
جواب دیا اور کہا کہ ہم

سے ظاہر ہین کہ کوئی حدیث جسکی صحت مین کسیکو کلام ہو وہ حدیث ثبوت
مسئلہ کیلئے کافی نہین اور سنئے کلام سید احمد خان کے بھی ظاہر ہین
کہ جو حدیث معنعن ہو وہ حدیث اور ابو ہریرہ کی حدیث ثبوت مسئلہ کیلئے
کافی نہین لیکن سنئے کلام مولوی نذیر حسین صاحب کے پیچیدہ ہین معلوم
نہین کہ بعد صحیح کہنے کے قید متصل کی کیون لگائی اور قطع نظر اس سے نہین معلوم
کہ پھر مسلسل کی قید کیون لگائی اور مسلسل کہنے سے کیا مراد ہے کیونکہ مسلسل
اصطلاح اہل حدیث مین اوس حدیث کو کہتے ہین کہ اسناد اوسکا اول سے آخر تک
ایک طرز پر ہو یعنے ایک حال پر ہو پس اگر مراد مسلسل کہنے سے بھی اصطلاحی
معنے مسلسل کے ہین تو سب احادیث مؤطا امام مالک سے لیکر تمام احادیث
کتب صحاح ستہ وغیرہ کے سب غارت ہوئین اور قابل اعتبار نہ ہوئین کیونکہ
اکثر حدیث صحاح ستہ وغیرہ کی اسناد مذکور سے خالی ہین چنانچہ ماہر کتب حدیث پر
یہ امر واضح ہے اور اگر مراد مسلسل کہنے سے خیر انواع مسلسل ہے یعنے اوس
اسناد مین اول سے آخر تک کسی موضع مین لفظ عنعن کا نہو جیسا کہ ذکر
کیا شرح شرح نخبۃ الفکر تو اوسوقت مطلب مولوی نذیر حسین اور سید احمد خان
اور مولوی محمد حسن صاحب کا اس بنا پر یہ ہوا کہ حدیث معنعن قابل حجت اور قابل اعتبار نہین پس موجب
قاعدہ مولوی محمد سعید کے اگر کوئی صاحب اسپر عمل کرے اور حدیث صحیح معنعن کو
اور حدیث صحیح ابو ہریرہ کو لغو اور بے اعتبار جانے تو اوسپر کچھ قباحت نہین کیونکہ
بعض اہل علم قائل ہین کہ حدیث معنعن قابل اعتبار نہین قال الامام النووی فی
شرح مسلم فی باب صحۃ الاحتجاج بالحدیث المعنعن وذہب بعض اہل العلم
الی انہ لا یحتج بالمعنعن مطلقا لاحتمال الانقطاع انتہی یعنے کہا امام نووی فی شرح
صحیح مسلم مین کہ مذہب بعض اہل علم کا یہ ہے کہ حدیث معنعن یعنے جس حدیث

کی سند میں عن ہو وہ قابل حجت نہیں واسطے احتمال انقطاع کے۔

الاعتراض

یہ مسئلہ خلاف ہے قرآن شریف اور احادیث صحیحہ اور جمہور صحابہ اور تابعین اور اہل حدیث اور اہل فقہ اور اہل اصول بلکہ اجماع سلف کے **قال** اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا فالآیۃ تدل علی ان خبر الفاسق غیر مقبول وخبر العادل مقبول کما دل علیہ لفظ فتبینوا **وعن** ابی شریح العدوی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الغد من یوم الفتح ولیبلغ الشاہد الغائب متفق علیہ ذکرہ فی المشکوۃ فی باب حرم مکۃ **وعن** ابی بکرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لیبلغ الشاہد الغائب عسی ان یبلغ من ھو اوعی لہ منہ متفق علیہ رواہ مسلم فی صحیحہ ورواہ البخاری فی صحیحہ فی کتاب العلم **وعن** ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نضر اللہ عبدا سمع مقالتی فحفظہا ووعاہا واداہا فرب حامل فقہ غیر فقیہ ورب حامل فقہ الی من ھو افقہ منہ رواہ الشافعی والبیہقی ورواہ احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجہ والدارمی عن زید ابن ثابت وذکرہ فی المشکوۃ فی کتاب العلم **وقال** الامام النووی فی شرح صحیح مسلم فی باب صحۃ الاحتجاج بالحدیث المعنعن اما جاء الواحد فھو مالم یوجد فیہ شروط المتواتر سواء کان الراوی لہ واحدا او اکثر واختلف فی حکمہ فالذی علیہ جماہیر المسلمین من الصحابۃ والتابعین فمن بعدھم من المحدثین والفقہاء واصحاب الاصول ان خبر الواحد الثقۃ حجۃ من حجج الشرع ویلزم العمل بھا وذھب القدریۃ والرافضۃ وبعض اھل الظاھر الی انہ لا یجب العمل بہ انتہی **وقال** مسلم فی صحیحہ فی باب صحۃ الاحتجاج

---

۵ کذا فی مسلم ۱۲ منہ ۔ ۶ ای فی باب صحۃ الاحتجاج بالحدیث المعنعن من کونہ من قبیل المشہور او من قبیل المتواتر وھو متفق علیہ مابین محدثین ۱۲ منہ ۔ قولہ ۱۲ منہ کذا فی الاصل ۔ ۷ ای ھذا ما ذکرہ النووی فی شرح صحیح مسلم ۱۲ منہ ۔ ۸ ای ھذا ما ذکرہ النووی فی شرح صحیح مسلم ۱۲ منہ ۔ ۹ ای ھذا ما ذکرہ النووی فی شرح صحیح مسلم ۱۲ منہ ۔

بالحدیث المعنعن وذلک ان القول الشائع المتفق علیہ بین اھل العلم بالاخبار والروایات
قدیما وحدیثا ان کل رجل ثقۃ روے عن مثلہ حدیثا وجائز ممکن لہ لقاءہ والسماع منہ
کلو نہا جمیعا کانا فی عصر واحد وان لم یات فی خبر قط انہما اجتمعا ولاتشافہا
بکلام فالروایۃ ثابتۃ والحجۃ بہا لازمۃ الا ان یکون ھناک دلالۃ بینۃ ان ھذا
الراوی لم یلق من روی عنہ ولم یسمع منہ شیئا انتہے کلام مسلم
وقال الامام النووی فی شرح مسلم فی باب فضائل الصحابۃ ولھذا اتفق اھل الحق ومن یعتد
بہ من الاجماع علے قبول شہادتھم وقبول روایتھم وکمال عدالتھم انتہے پس صاف
صاف معلوم ہوا اذکر سے کہ روایت ہر صحابی کی خواہ ابوھریرہ ہو یا دیگر صحابی مقبول
ہے نزدیک اھل سنت کے اور سب صحابہ عدول ہین نزدیک اھل سنت کے
اور حدیث ہر قصہ کی جو روایت کرے اپنی مثل سے باتفاق سلف اور خلف اھل
سنت کے مقبول ہے جبتک یہہ ثابت نہو کہ اس راوی کی اس مروی عنہ سے ۷۶
ملاقات اور سماع نہین ہے اور ماھر حدیث پر ظاہر ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور باقی
کتب حدیث کا مملو ہے حدیث ابوھریرہ اور حدیث معنعن اور حدیث غیر مسلسل
اور جب حدیث ابوھریرہ اور حدیث معنعن اور حدیث غیر مسلسل قابل حجت ہوئی تو
اب کوئی حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور باقی صحاح ستہ وغیرہ کی قابل حجت
نرہے کیونکہ کوئی حدیث صحاح ستہ وغیرہ کے حدیث ابوھریرہ اور حدیث معنعن اور حدیث غیر مسلسل

مسئلہ ہفتادہم

اجماع امت کا جسکی سند قرآن یا حدیث سے نہ پائی جائے یعنے جسکو معلوم نہو
وہ اجماع امت کا خطا ہے قابل اعتبار نہین ہے چنانچہ مولوی نذیر حسین صاحب
نے اپنی معیار الحق کے صفحہ ۱۳۱ میں فرمایا پس اجماع کے واسطے دو امر ضروری ہیں

پہلا امر یہ کہ اتفاق سارے مجتہد ہمعصر کا اور یہ امر شرعی کے متحقق ہو۔ دوسرا امر یہ کہ سند قرآن یا حدیث ہی پائی جاوے کیونکہ نہ پایا جانا سند کا مستلزم خطا کو ہوگا۔ پس اگر یہ دونوں امر ثابت نہوں تو اجماع شرعی متصور نہوگا انتہی۔ پھر کہا بعد چند سطور کے بلکہ ایسا اجماع حکم میں ماوجد نا علیہ ابا ءنا کے شامل ہوگا کہ جسپر خدا تعالیٰ نے الزام دیا اور غصہ فرمایا انتہے۔ اور کہا مولوی عبد الصمد محمدی نے اپنی کتاب اعتصام السنۃ مطبوعہ مطبع نور کا نپور کے صفحہ ۲۴ میں حیث جاءت امور الدین والدنیا علی الرائی والقیاس والاجماع فان طواطا القرآن والاحادیث ہذہ الثلثۃ قبلت والا فلا تقبل اس وقت آئی امور دین اور دنیا کی رائی اور قیاس اور اجماع پر اگر موافق ہو قرآن اور حدیثین ان تینوں کو تو قبول کیا جاوے انتہے پس بموجب قاعدہ مولوی محمد سعید کے اگر کوئی صاحب اسپر عمل کرے اور سبیل اجماعیۃ کو جب تک سند اسکی قرآن و حدیث سے نہ پاوے تو بعمل اور مثل اجماع کفار کے جانے تو اسپر کچھ قباحت نہیں

الاعتراض

۱ مسئلہ خلاف ہے قرآن شریف اور احادیث صحیحہ اور اہل سنت و جماعت اور ائمہ اربعہ کے **قال** اللہ تعالے ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا **وعن** عمر فجنۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ادسیکون ہنات وہنات فمن اراد ان یفرق امر ہذہ الامۃ وہی جمیع فاضربوہ بالسیف کائنا من کان رواہ مسلم فی صحیحہ فی باب من ابواب کتاب الامارۃ **وعن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ ویداللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ الی النار رواہ الترمذی ذکرہ فی المشکوۃ فی باب الاعتصام **وعن** ابی مالک الاشعری قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل اجارکم من ثلث خلال ان لا تجتمعوا علی ضلالۃ الحدیث رواہ ابوداؤد ذکرہ فی المشکوۃ فی باب فضایل سید المرسلین **وعن** عمرو بن قیس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ وعدنی فی امتی واجارہم من ثلاث لا یعمہم بسنۃ ولا یستاصلہم عدو ولا یجمعہم علی ضلالۃ رواہ الدارمی ذکرہ فی المشکوۃ فی باب فضایل سید المرسلین **وقال** فی کشف البزدوی فی باب حکم الاجماع قولہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یجتمع امتی علی ضلالۃ تقدیر ہذا الدلیل ہکذا ان الروایات تظاہرت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعصمۃ ہذہ الامۃ عن الخطاء بالفاظ مختلفۃ علی لسان الثقات من الصحابۃ کعمر وابنہ وابن مسعود وابی سعید الخدری وانس بن مالک وابی ہریرۃ رض وحذیفۃ بن الیمان وغیرہم رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین مع اتفاق المعنی کقولہ علیہ السلام لا یجتمع امتی علی ضلالۃ وقولہ علیہ السلام سالت ربی ان لا یجتمع امتی علی ضلالۃ فاعطانیہا وقولہ علیہ السلام لم یکن اللہ لیجمع امتی علی ضلالۃ انتہے **وقال** القسطلانی فی المواہب ان لا تجتمعوا علی ضلالۃ رواہ احمد فی مسندہ والطبرانی فی معجمہ وابن ابی خیثمۃ فی تاریخہ عن ابی نضر الغفاری

مرفوعاً فی حدیث سالت ربی ان لا یجتمع امتی علی ضلالۃ فاعطانیہا ورواہ ابن ابی عاصم عن ابی مالک الاشعری
انا العدد سابارکم من ثلاث ان لا تجتمعوا علی ضلالۃ قال شیخنا السخاوی فہو حدیث مشہور ..... واسانیدہ کثیرۃ
وشواہدہ متعددۃ انتہے کلام القسطلانی **وقال** الزرقانی فی شرح المواہب اخرج ابونعیم والحاکم وابن مندۃ والترمذی
عن ابن عمر مرفوعاً ان اللہ لا یجمع ہذہ الامۃ علی ضلالۃ واخرج الدارقطنی وابن ماجہ وغیرہما عن انس مرفوعاً ان امتی لا یجتمعون علی ضلالۃ
واخرج الحاکم عن ابن عباس مرفوعاً لا یجمع اللہ ہذہ الامۃ علی ضلالۃ واخرج ابن ابی عاصم وغیرہ عن عقبۃ بن عامر مرفوعاً
ان اللہ لا یجمع ہذہ الامۃ علی ضلالۃ انتہی **وقال** فی مسلم الثبوت وبحر العلوم شرح مسلم الثبوت واستدل ثانیا بقولہ
صلے اللہ علیہ وسلم لا یجتمع امتی علی ضلالۃ فانہ یفید عصمۃ الامۃ عن الخطا، فانہ متواتر المعنے فانہ قد ورد بالفاظ مختلفۃ
یفید کلہا عصمۃ الامۃ وثبت رواۃ تلک الالفاظ حد التواتر انتہے **وقال** العلامۃ التفتازانی فی التلویح شرح التوضیح
قولہ ما ذکر من الاخبار فیستدل علی حجیۃ الاجماع بان الاخبار فی عصمۃ الامۃ عن الخطا مع اختلاف عباراتہا وکون
کل واحد منہا خبرا واحدا قد تظاہرت حتے صارت متواتر المعنے انتہے **وقال** بحر العلوم فی شرح مسلم الثبوت فی ادلۃ الاجماع
فان القدر المشترک من ہذہ الاخبار قطعا ہو عصمۃ الامۃ عن الخطا لا شک فیہ انتہے **وقال** فی مسلم الثبوت
وبحر العلوم شرح مسلم الثبوت الاجماع حجۃ قطعا عند الجمیع من اہل القبلۃ ولا یعتد لشرذمۃ من المتقارح الخوارج والروافض
لانہم حادثون بعد الاتفاق یشککون فی ضروریات الدین مثل السوفسطائی فی الضروریات العقلیۃ انتہے **وقال** الشیخ
ابن حاجب فی مختصر الاصول والقاضی فی شرح مختصر الاصول الاجماع حجۃ عند جمیع العلماء وان قیل فقد خالف النظام
والشیعۃ وبعض الخوارج قلنا لا عبرۃ بمخالفتہم لانہم قلیلون من اہل الہوی والبدع قد شذوا وابعد الاتفاق انتہی
وقال فی مسلم الثبوت وبحر العلوم شرح مسلم الثبوت الاجماع حجۃ لا تختص بالصحابۃ بل اجماع من بعدہم ایضا حجۃ
خلافا للظاہریۃ انتہے **وقال** فی مسلم الثبوت وبحر العلوم شرح مسلم الثبوت فی آخر فصل اداب المناظرۃ
للائمۃ الاربعۃ ابی حنیفۃ نعمان بن ثابت الکوفی ومالک بن انس المدنی ومحمد ابن ادریس الشافعی واحمد بن
محمد بن حنبل رضوان اللہ علیہم اجمعین علی الاصول الاربعۃ الکتاب والسنۃ والاجماع والقیاس اتفاق انتہے

مسئلہ ہیجدہم

قیاس مسائل دین میں حرام اور بدعت حقیقیہ ہے اور قیاس پر چلنے والا مرتکب گناہ کا ہے چنانچہ مولوی
نذیر حسین صاحب نے اپنی کتاب معیار الحق مطبوعہ مطبع لاہور کے صفحہ ۹۷ میں فرمایا تواب عبادات
احیا برائے اموات بخلاف نیابت وعبادات مالیہ وترویج مسایل قیاسیہ از قبیل بدعت حقیقیہ ست انتہی
اور مولوی عبد اللہ محمدی نے اپنی کتاب اعتصام السنۃ مطبوعہ مطبع نور کانپور کے صفحہ ۳۰۱ میں فرمایا

اول یعنی قرآن اور حدیث روشن تر ہے مانند سورج کے اور ثانی یعنی قیاس اور اجماع مانند اُلو بھاگنے والے کے ہے
انتہے اور مولوی محی الدین تاجر کتب لاہور نے اپنی کتاب ظفر المبین مطبوعہ مطبع محمدی واقع لاہور کے صفحہ
۵ میں فرمایا **فائدہ** یہہ حدیث صاف دلالت کرتی ہی اسپر کہ قیاس پر چلنے والا مرتکب گناہ کا ہے بہت سے
حضرت کے اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ دین کے مقدمین قیاس
کرنا حرام ہے انتہے پس موجب قاعدہ مولوی محمد سعید کے اگر کوئی صاحب اسپر عمل کرے کہ صحابہ اور ائمہ اربعہ
اور علماء اہل قیاس کو گنہگار جانے اور مسائل قیاسیہ دین کو نہ جانے تو اُسپر کچھ مباحث نہیں

الاعتراض

یہہ مسلہ خلاف ہے قرآن شریف اور احادیث صحیحہ ائمہ اربعہ اور صحابہ کرام اور جمہور علماء عظام کے **قال** اللہ تعالے
قل سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین **وقال** اللہ تعالے قل سیروا فی الارض فانظروا کیف
کان عاقبۃ المجرمین **وقال** اللہ تعالے کلما دخل علیہا ذکریا المحراب وجد عندہا رزقا قال یا مریم انی لک ہذا
قالت ہو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب ہنالک دعا ذکریا ربہ قال رب ہب لی من
لدنک ذریۃ طیبۃ انک سمیع الدعاء **وقال** اللہ تعالے واللہ فضل بعضکم علی بعض فی الرزق فما الذین فضلوا
برادی رزقہم علی ما ملکت ایمانہم فہم فیہ سواء **وقال** اللہ تعالی ضرب اللہ مثلا عبدا مملوکا لا یقدر علی شیء
ومن رزقناہ منا رزقا حسنا فہو ینفق منہ سرا وجہرا ہل یستوون **وقال** اللہ تعالے ضرب لکم
مثلا من انفسکم ہل لکم من ما ملکت ایمانکم من شرکاء فی ما رزقنکم فانتم فیہ سواء تخافونہم کخیفتکم انفسکم کذلک
نفصل الآیات لقوم یعقلون **وقال** اللہ تعالے قل لو کان معہ آلہۃ کما یقولون اذا لابتغوا الی ذی العرش
سبیلا سبحانہ وتعالے عما یقولون علوا کبیرا **وقال** اللہ تعالے وما کان معہ من الہ اذا لذہب کل
الہ بما خلق ولعلا بعضہم علی بعض سبحان اللہ عما یصفون **وقال** اللہ تعالے اولیس الذی خلق السموات والارض
بقادر علی ان یخلق مثلہم بلی **وقال** اللہ تعالی وقالوا ءاذا کنا عظاما ورفاتا ءانا لمبعوثون خلقا جدیدا اولم یروا ان اللہ
الذی خلق السموات والارض بقادر علی ان یخلق مثلہم **وقال** اللہ تعالی یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی
ویحی الارض بعد موتہا وکذلک تخرجون **وقال** اللہ تعالی الم یک نطفۃ من منی یمنی ثم کان علقۃ فخلق فسوی
فجعل منہ الزوجین الذکر والانثی الیس ذلک بقادر علی ان یحیی الموتی **وقال** اللہ تعالی اولم یروا ان اللہ
الذی خلق السموات والارض ولم یعی بخلقہن بقادر علی ان یحیی الموتی بلی انہ علی کل شیء قدیر **وقال** اللہ
تعالے وتلک الامثال نضربہا للناس لعلہم یتفکرون **وقال** اللہ تعالی فاعتبروا یا اولی الابصار **وعن**

ف قال اللہ تعالی وکان فضل اللہ علیک عظیما

عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يحلبن احد ماشية احد بغير اذنه ايحب احدكم ان تؤتى مشربته فتكسر خزانته فينتقل طعامه فانما تخزن لهم ضروع مواشيهم اطعامهم متفق عليه

وعن ابي هريرة وعبد الله بن عمرو قالا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا حكم الحاكم فاجتهد فاصاب فله اجران واذا حكم فاجتهد واخطأ فله اجر واحد متفق عليه وعن معاذ ابن جبل ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما بعثه الى اليمن قال كيف تقضي اذا عرض لك قضاء قال اقضي بكتاب الله قال فان لم تجد في كتاب الله قال فبسنة رسول الله قال فان لم تجد في سنة رسول الله ولا في القرآن قال اجتهد برأيي ولا آلو فضرب في صدره وقال الحمد لله الذي وفق رسول رسول الله لما يرضي به رسول الله رواه الترمذي وابو داود والدارمي وقال في مسند الثبوت فاخبر شهرة يفيد طمانينة انتهى وعن عبد الله قال قد اتى علينا زمان وانا نقضي ولسنا هنالك ثم ان الله عز وجل قدر علينا ان بلغنا ما ترون فمن عرض له منكم قضاء بعد اليوم فليقض بما في كتاب الله فان جاء امر ليس في كتاب الله فليقض بما قضى به نبيه صلى الله عليه وسلم فان جاء امر ليس في كتاب الله ولا قضى به نبيه صلى الله عليه وسلم فليقض بما قضى به الصالحون فان جاء امر ليس في كتاب الله ولا قضى به نبيه صلى الله عليه وسلم ولا قضى به الصالحون فليجتهد برأيه رواه النسائي في سننه في باب القضاء وعن عقيلة بنت كعب بن ابي حدرد ان ابا قتادة دخل عليها فسكبت له وضوءا فجاءت هرة تشرب منه فاصغى لها الاناء حتى شربت قالت كبشة فراني انظر اليه فقال اتعجبين يا بنت اخي قلت نعم فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال انها ليست بنجس انها من الطوافين عليكم او الطوافات رواه مالك واحمد والترمذي وابو داود والنسائي وابن ماجه والدارمي وعن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الهرة ليست بنجس انها من الطوافين عليكم والي رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يتوضأ لفضلها رواه ابو داود وعن البراء بن عازب قال صالح النبي صلى الله عليه وسلم يوم الحديبية على ثلثة اشياء على ان من اتاه من المشركين رده اليهم ومن اتاهم من المسلمين لم يردوه وعلى ان يدخلها من قابل ويقيم بها ثلثة ايام فلما دخلها ومضى الاجل خرج فتبعته ابنة حمزة تنادي يا عم يا عم فتناولها علي فاخذ بيدها فاختصم فيها علي وزيد وجعفر قال علي انا اخذتها وهي بنت عمي وقال جعفر بنت عمي وخالتها تحتي وقال زيد بنت اخي قضى بها النبي صلى الله عليه وسلم لخالتها قال الخالة بمنزلة الام متفق عليه وعن ابن عباس قال مر النبي صلى الله عليه وسلم بقبرين فقال انهما ليعذبان وما يعذبان في كبير اما احدهما فكان لا يستتر من البول واما الآخر فكان يمشي بالنميمة ثم اخذ جريدة رطبة فشقها بنصفين ثم غرز في كل قبر واحدة قالوا يا رسول الله لم صنعت هذا قال لعله ان يخفف عنهما ما لم ييبسا متفق عليه قوله لعله لا يستقيم فيما كان بالوحي بل هو قياس على حديث الوحي المروي عن جابر في آخر صحيح مسلم قبل كتاب التفسير وعن ابي هريرة ان اعرابيا اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ان امراتي ولدت غلاما

اسود وانی انکرته فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہل لک من ابل قال نعم قال فما الوانہا قال حمر قال فہل فیہا من اورق قال ان فیہا لورقا قال فانی ترٰی ذلک جاءہا قال عرق نزعہا قال فلعل ہذا عرق نزعہ رواہ الشیخان ورخص لہ فی الانتفاء متفق علیہ رواہ البخاری فی آخر صحیحہ فی باب ثبوت القیاس وعن ابن عباس ان امراۃ جاءت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت ان امی نذرت ان تحج فماتت قبل ان تحج فاحج عنہا قال نعم حجی عنہا ارایت لو کان علی امک دین اکنت قاضیتہ قالت نعم قال اقضوا الذی لہ فان اللہ احق بالوفاء رواہ البخاری فی آخر صحیحہ فی باب ثبوت القیاس وعن ابن عباس قال اتی رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان اختی نذرت ان تحج وانہا ماتت فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کان علیہا دین اکنت قاضیہ قال نعم قال فاقض دین اللہ فہو احق بالقضاء متفق علیہ ذکرہ فی المشکوۃ فی صدر کتاب المناسک وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوۃ فان شدۃ الحر من فیح جہنم رواہ البخاری وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بکل تسبیحۃ صدقۃ وکل تکبیرۃ صدقۃ وکل تحمیدۃ صدقۃ وکل تہلیلۃ صدقۃ وامر بالمعروف صدقۃ ونہی عن المنکر صدقۃ وفی بضع احدکم صدقۃ قالوا یا رسول اللہ ایاتی احدنا شہوتہ ویکون لہ فیہا اجر قال ارایتم لو وضعہا فی حرام اکان علیہ فیہا وزر فکذلک اذا وضعہا فی الحلال لہ اجر رواہ مسلم فی صحیحہ فی باب بیان ان اسم الصدقۃ یقع علی کل نوع من المعروف من ابواب کتاب الزکوۃ وعن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ اتی برجل قد شرب الخمر فضربہ بجریدتین نحوا من اربعین وفعلہ ابوبکر فلما کان عمر استشار الناس فقال عبد الرحمن بن عوف کاخف الحدود ثمانین فامر بہ عمر رواہ الترمذی وقال حدیث انس حدیث حسن صحیح والعمل علی ہذا عند اہل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہم ان حد السکران ثمانون انتہی وعن ثور بن زید الدیلی قال ان عمر بن الخطاب استشار فی حد الخمر فقال علی اری ان تجلدہ ثمانین جلدۃ فانہ اذا شرب سکر واذا سکر ہذی واذا ہذی افتری فجلد عمر فی حد الخمر ثمانین رواہ الامام مالک وعن جابر بن عبد اللہ قال عمر بن الخطاب مشیت فقبلت وانا صائم فقلت یا رسول اللہ صنعت الیوم امرا عظیما قبلت وانا صائم قال ارایت لو مضمضت من الماء وانت صائم قلت لا باس بہ قال فمہ رواہ ابوداؤد **وقال** سلم الثبوت ومختصر الاصول والعضدی شرح مختصر الاصول ولنا انہ تواتر من الصحابۃ المجتہدین العمل بالقیاس عند عدم النص وان کانت التفاصیل احادا لکن قدر المشترک وہو ان الصحابۃ کانوا یعملون بالقیاس متواتر ولنا ایضا ان علیہم یعلم بالقیاس تکرر وشاع من غیر نکیر فالعادۃ تقضی بان السکوت فی مثلہ من الاصول اجماعۃ دائمۃ الاثر متفاق وفاقہم حجیتہ قاطعۃ فہذا الاستدلال نفس اجماعہم علی حجیۃ القیاس والعمل بہ انتہی **قال** الامام النووی فی شرح صحیح مسلم فی باب

بیان ان اسم الصدقۃ یقع علی کل نوع من المعروف من ابواب کتاب الزکوۃ فی شرح الحدیث المذکور فیہ جواز القیاس
وہو مذہب العلماء کافۃ ولم یخالف فیہ الا اھل الظاہر ولا یعتد بہم ولا بالمنقول عن التابعین ونحوہم من ذم
القیاس قلیس المراد بہ القیاس الذی یعتد بہ الفقہاء المجتہدون انتہی قال عبد الوہاب الشعرانی فی المیزان فی
فصل من فصول المیزان بل جمیع العلماء یقیسون فی مضائق الاحوال اذا لم یجدوا فی المسئلۃ نصا من کتاب
ولا سنۃ ولا اجماع ولا اقضیۃ الصحابۃ وکذلک لم یزل مقلدوہم یقیسون الی وقتنا ہذا فی کل مسئلۃ
لا یجدون فیہا النص من غیر نکیر فہما بینہم بل جعلوا القیاس احد الادلۃ الاربعۃ فقالوا الکتاب والسنۃ والاجماع
والقیاس انتہی

فائدہ

مخفی نرہے اہل علم پر کہ مسئلہ غیر مقلدین کا کہ الف خاتم النبیین ہین عہد کیلیے ہے اور آنحضرت علیہ السلام خاتم نبوۃ
تشریعی کے ہین نہ مطلق نبوت کے یہہ مسئلہ مفید ہے اُن مدعیان نبوۃ کو جو مصداق ہین حدیث
ثوبان کے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلہم یزعم انہ نبی اللہ وانا
خاتم النبیین لا نبی بعدی رواہ الترمذی وغیرہ اور مسئلہ غیر مقلدین کا کہ خدا تعالی نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر
یعنے خدا تعالی مصور ہے بصورت آدم علیہ السلام کے یہہ مسئلہ مفید ہے مدعیان الوہیۃ کو اور دجال کو جو
مدعی الوہیۃ کا ہوگا بموجب ان احادیث کے عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ
لا یخفی علیکم ان اللہ لیس باعور وان المسیح الدجال اعور عین الیمنی کانہا عنبۃ طافیۃ متفق علیہ وعن انس
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نبی الا قد انذر امتہ الاعور الکذاب الا انہ اعور وان ربکم لیس باعور
مکتوب بین عینیہ ک ف ر متفق علیہ وعن اسماء بنت یزید قالت کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی بیتی فذکر الدجال فقال ان من اشد فتنتہ انہ یاتی الاعرابی فیقول ارایت ان
احییت لک ابلک الست تعلم ان ربک فیقول بلی فیمثل لہ الشیطان نحوا بلہ کاحسن ما یکون ضرعا
واعظمہ سنمۃ ویاتی الرجل قد مات اخوہ وات ابوہ فیقول ارایت ان احییت لک اباک واخاک
الست تعلم ان ربک فیقول بلی فیمثل الشیاطین نحوابیہ ونحو اخیہ الحدیث رواہ احمد وابوداود الطیالسی
ذکرہ متنہ فی باب العلامات بین یدی الساعۃ ..... اور مسئلہ غیر مقلدین کا کہ حدیث
صحیح کہ جسکی صحت ہین کسیکو کلام ہو اور حدیث معنعن اور حدیث ابوہریرہ اور حدیث غیر مسلسل بالاولیت
نہین اور مسئلہ غیر مقلدین کا کہ اجماع جسکی سند معلوم نہو حجت نہین اور مسئلہ غیر مقلدین کا کہ قیاس حجت نہین
یہہ سب مسایل مفید ہین اُن لوگون کو جو مصداق ہین ان احادیث کے عن ابی رافع قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا اُلفینّ احدکم متکئا علی اریکتہ یاتیہ الامر من امری مما امرت بہ او نہیت عنہ فیقول لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ رواہ احمد و ابوداود والترمذی و ابن ماجہ والبیہقی وعن المقدام بن معدیکرب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلا انی اوتیت القران ومثلہ معہ الا یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بہذا القران فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوہ وما وجدتم فیہ من حرام فحرموہ وانّ ما حرم رسول اللہ کما حرم اللہ رواہ ابو داود وابن ماجہ والدارمی وعن العرباض بن ساریۃ قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ایحسب احدکم متکئا علی اریکتہ یظنّ ان اللہ لم یحرم شیئا الا ما فی ہذا القران الا وانی واللہ قد امرت ووعظت ونہیت عن اشیاء انہا لمثل القرآن او اکثر رواہا ابوداود وذکرہ فی المشکوۃ فی باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ۱۲

مسئلہ نوزدہم

کینہ یعنے بغض رکھتے تھے حضرت فاطمہؓ ساتھ حضرت ابوبکرؓ کے اور کینہ رکھتے تھے حضرت عمر ساتھ حضرت علی رضؓ کے چنانچہ مولوی عبداللہ محمدی نے اپنی کتاب اعتصام السنۃ مطبوعہ مطبع مطلع نور کانپور کے صفحہ ۶۸ میں فرمایا و دغر فاطمۃ ابابکر الصدیق و دغر عمر علیا اور کینہ فاطمہؓ کا ابوبکر صدیقؓ کو اور کینہ عمرؓ کا علی کے ساتھ انتہی پس جبکہ ان صحابہ جلیل القدر کا یہ حال ہے تو باقی صحابہ کا بھی حال بطریق اولی ہوا پس بموجب قاعدہ مولوی محمد سعید کے اگر کوئی صاحب یہ اعتقاد رکھے کہ حضرت فاطمہ کینہ رکھتی تھی ساتھ ابوبکر صدیق کے اور حضرت عمر کینہ رکھتے تھے ساتھ حضرت علی کے تو اس پر کچھ قباحت نہیں۔

الاعتراض

یہ مسئلہ خلاف ہے قرآن شریف اور احادیث صحیحہ اور اہل سنت وجماعت کے قال اللہ تعالے والّف بین قلوبہم لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الّفت بین قلوبہم وقال اللہ تعالے السابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ قال اللہ تعالے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم تراہم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا قال اللہ تعالی ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان وعن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکرموا اصحابی فانہم خیارکم ثم الذین یلونہم ثم یلونہم ثم یظہر الکذب رواہ النسائی باسناد صحیح وعن عمران بن حصین قال قال

رسول الله صلى الله عليه وسلم خير امتى قرنى ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم ان بعدهم قوما يشهدون ولا يستشهدون ويخونون ولا يؤتمنون الحديث متفق عليه وعن ابى سعيد الخدرى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تسبوا اصحابى فلو ان احدكم انفق مثل احد ذهبا ما بلغ مد احدهم ولا نصيفه متفق عليه وعن عبد الله بن مغفل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الله الله فى اصحابى لا تتخذوهم غرضا من بعدى فمن احبهم فبحبى احبهم ومن ابغضهم فببغضى ابغضهم ومن اذاهم فقد اذانى فقد اذى الله ومن اذى الله فيوشك ان ياخذه رواه الترمذى وعن ابى سعيد الخدرى قال قال النبى صلى الله عليه وسلم لو كنت متخذا خليلا غير ربى لاتخذت ابا بكر خليلا رواه البخارى وعن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم جاء بلال يؤذنه بالصلوة فقال مروا ابا بكر ان يصل بالناس فصلى ابو بكر تلك الايام الحديث متفق عليه وعن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا ينبغى لقوم فيهم ابو بكر ان يؤمهم غيره رواه الترمذى وعن جبير ابن مطعم قال اتت رسول الله صلى الله عليه وسلم امرأة فكلمته فى شى فامرها ان ترجع اليه قالت يا رسول الله ارايت ان جئت ولم اجدك كانها تريد الموت قال فان لم تجدينى فاتى ابا بكر متفق عليه وعن ابى سعيد الخدرى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تبقين فى المسجد خوخة الا خوخة ابى بكر متفق عليه وعن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا اول من تنشق عنه الارض ثم ابو بكر ثم عمر الحديث متفق عليه وعن سعد ابن ابى وقاص قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ابن الخطاب والذى نفسى بيده ما لقيك الشيطان سالكا فجا قط الا سلك فجا غير فجك متفق عليه وعن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه رواه الترمذى وحسنه وصححه وعن ابن عباس قال قال النبى صلى الله عليه وسلم اللهم اعز الاسلام باحب اليك ابن هشام ابو جهل ابن الخطاب فاصبح عمر وغدا الى النبى صلى الله عليه وسلم فاسلم ثم صلى فى المسجد ظاهرا رواه احمد والترمذى وعن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقد كان فيما قبلكم من الامم محدثون فان يكن فى امتى احد فانه عمر متفق عليه وعن انس وعلى قالا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ابو بكر وعمر سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والآخرين الا النبيين والمرسلين رواه الترمذى وحسنه وعن محمد بن الحنفية قال قلت لابى ايّ الناس خير بعد النبى صلى الله عليه وسلم قال ابو بكر قلت ثم اى قال عمر وخشيت ان يقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمين رواه البخارى وعن عمر قال ابو بكر سيدنا وخيرنا واحبنا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم رواه البخارى والترمذى وعن ابن عمر قال كنا فى زمن النبى صلى الله عليه وسلم لا نعدل بابى بكر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم

تشریف اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تفاضل بینہم رواہ البخاری ذکرہ ھذا الحدیث فی المشکوٰۃ وقال امام الائمۃ وسراج الامۃ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی الفقہ الاکبر ولا نذکر احدا من اصحابہ الا بخیر انتہی وقال النسفی فی العقائد ونکف عن ذکر الصحابۃ الا بخیر انتہی وقال فی سلم الثبوت وبحر العلوم شرح مسلم الثبوت فی بحث السنۃ فی مسئلۃ تعارض الجرح والتعدیل الاکثر من اھل القبلۃ ھم اھل السنۃ والجماعۃ فالاصل فی الصحابۃ العدالۃ انتہی وقال الامام النووی فی شرح مسلم فی باب فضائل الصحابۃ دلھذا اتفق اھل الحق ممن یعتد بہ فی الاجماع علی قبول شہاداتھم وقبول روایاتھم وکمال عدالتھم رضی اللہ

مسئلہ بستم

التزام مذہب معین کا مذہب اربعہ اھل سنت وجماعت سے بدعت کہے اور حرام اور شرک مثل مردان ایام جاہلیت کے چنانچہ مولوی نذیر حسین صاحب نے اپنی کتاب ثبوت الحق والتحقیق مطبوعہ مطبع چشمہ فیض دہلی کے صفحہ ۲ میں فرمایا۔ کیونکہ تقلید شخصی اور التزام مذہب معین پر حکم اور خطاب شارع کا صادر نہیں ہوا پس جس عقیدہ اور عمل پر حکم خدا اور رسول کا نازل نہ ہو وہ عقیدہ اور عمل مردود اور قبیح ہوتا ہے انتہی۔ پس یہ عبارت نص صریح ہے اس امر بین کہ التزام مذہب معین کا مذاہب ائمہ اربعہ سے بلا دلیل ہے اور کتاب مذکور کے صفحہ ۳ میں فرمایا کہ تقریر و تقلید متعلمان زمان بلا دلیل مثل تقریر تقلید مردمان ایام جاہلیت کی ہے انتہی پس یہ عبارت نص صریح ہے کہ تقلید مذہب معین کے دلیل مثل تقلید مردمان ایام جاہلیت کے ہے پس خلاصہ دونوں عبارتوں کا یہ ہوا کہ تقلید مذہب معین کی مذاہب اربعہ سے بلا دلیل ہے اور جو تقلید کہ بلا دلیل ہو وہ تقلید مثل تقلید مردمان ایام جاہلیت کے ہے پس نتیجہ یہ ہوا کہ تقلید مذہب معین کی مذاہب اربعہ سے مثل تقلید کفار زمانہ آنحضرت علیہ السلام کے ہے پس خلاصہ مولوی نذیر حسین صاحب کا یہ ہوا کہ سب لوگ جو مقلد مذہب معین کے ہیں خواہ حنفی ہوں یا مالکی یا شافعی یا حنبلی وہ مشرک ہیں مثل کفار زمانہ آنحضرت علیہ السلام کے اور مولوی عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب اعتصام السنۃ مطبوعہ مطبع نور کانپور کے صفحہ ۶۹ میں فرمایا اسی طرح مذاہب اربعہ جیسے حنفیہ و شافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ وغیرہ انکے جیسے قادریہ اور مجددیہ اور نقشبندیہ اور چشتیہ بدعت میں نہیں ہے سنت انتہی اور مولوی حدیق حسن صاحب نے کہ وہ امام اور مرجع غیر مقلدین کے ہیں اپنی کتاب ترجمان وہابیہ مطبوعہ مطبع مفید عام واقع آگرہ کے صفحہ ۸۱ میں فرمایا جو قرآن و حدیث پر

چلتے ہیں۔ اور جنکا نام نہ روستی وہابی رکھا گیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور وہ اس نام کو اپنے واسطے پسند نہیں کرتے اپنے امور مذہبی میں ہوا تفاق اہل گورنمنٹ ہیں تھے اور فرمایا بعد چند سطر کے بلکہ محقق اس لقب کے وہ لوگ ہیں جو اپنا مذہب حنفی شافعی وغیرہ بتلاتے ہیں۔ اور رات دن اہل حدیث کا ذکر کرتے ہیں بگڑ یا بھڑکنے والے مذہب عیسائی کے بھی لوگ ہیں

تکلم مقلد مذہب یا بدعتی کہتے ہین انتہے کلام مولوی صدیق حسن بھوپالی مرحوم آنجہانی سید احمد خان صاحب نے
جو نیچری مشہور ہین اور صاحب تفسیر قرآن اور صاحب تہذیب الاخلاق ہر اپنی کتاب دافع البہتان مطبوعہ
مطبع مجتبائی شاہی واقع حیدرآباد دکن سنہ ۱۲۹۹ ہجری مین فرمایا یہہ عقیدہ و کفریہ میرا اعتقاد نہین ہے کیونکہ مین تو
تقلید مروجہ کو بھی شرک فی النبوۃ سمجھتا ہون انتہی اور مولوی عبد اللہ محمدی نے اپنی کتاب ایصال طرق التعلیم
الی طریق رسول رب العلمین طبوعہ مطبع مطلع نور کانپور کے صفحہ ۹ مین فرمایا یہہ سب کسی کا مذہب نہ رکھتے تھے سوائے
اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کے پھر ان سب کے تابعداروں کو چاہیئے کہ یہہ بھی کسی کا مذہب نہ رکھین لامذہب ہون
بموجب قول معدی شیرازی کے الناس علی دین ملوکہم سب لوگ اپنے دین بادشاہون پر ہوتے ہین اور مذہب رکھنا
بھی بدعت ہے مصداق اسکا روایت صحیح نسائی مین ہے کہ کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار انتہی اور مولوی
محمد سعید بنارسی شاگرد مولوی نذیر حسین نے اپنی کتاب ہدیۃ القلوب القاسیہ مطبوعہ مطبع دہلی کے صفحہ ۱۳ مین
فرمایا مقلد کو ایک اشارہ کافی ہے مولوی صاحبون کو لازم ہے کہ اس بدعۃ تقلید کو گردن سے اتار کر عمل بالحدیث
شروع کرین انتہی اور مولوی محمد ابراہیم بن حکیم محمد عبد اللہ ساکن میرٹھ نے اپنے فتاوی ابراہیم مطبوعہ
دہرم پرکاش الہ آباد کے صفحہ اول مین فرمایا الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفے اما بعد جاننا چاہیئے کہ تقلید
شخصی حرام اور بدعت ہے کیونکہ فرمایا اللہ صاحب نے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون اہل ذکر جمیع علماء
امت ہین - ابو حنیفہ اور شافعی مخصوص نہین ہین بلکہ بے علم اپنے وقت کے عالمون سے سوال کرین
اور حاضر غایب سے سوال نہین کر سکتا انتہے اور مولوی محی الدین تاجر کتب لاہور نے اپنی کتاب ظفر المبین
مطبوعہ مطبع لاہور کے صفحہ ۲۰ مین یہہ فرمایا پھنسو تقلید شخصی مین نہ ہرگز ؎

تمہاری ہو نہ اس مین بہتری ؎ رہی تقلید شخصی مین اگر تم ؎ نہ ہو محشر کے دن تم کو رہائی ؎
ہوئی جب مجکو فکر سال تاریخ ؎ ندا ہاتف سی یون جلدی سے آئی ؎ اڑا نادان کا سر لکھہ اسکی تاریخ
کہ ہے تقلید شرک اور بیحاصلی ؎ پس بموجب اقوال مذکورہ غیر مقلدین کے سب لوگ حنفی شافعی حنبلی
مالکی بوجہ التزام مذہب خاص کے مذاہب اربعہ سے بدعتی اور مشرک مثل مردمان ایام جاہلیت کے
ہوئے اور ملتزم مذہب امام مہدی علیہ السلام کا بدعتی اور مشرک ہوا حالانکہ یہہ قول غیر مقلدین کا کہ تقلید اور
التزام مذہب معین کا مذاہب اربعہ سے بدعت اور شرک ہے خلاف ہے صریح کتاب اللہ کے قال اللہ تعالی
فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون و قال اللہ تعالی واتبع سبیل من اناب الی کیونکہ یہہ دونون آیت شامل
ہین مقلد اور ملتزم مذہب امام افضل اور عدم ملتزم کو کیونکہ یہہ دونون آیت مطلق شامل ہین دونون
قسم تقلید کو نہ مقید ساتھہ احدہما کے جیسا کہ تحریر رقعہ شامل ہی مونث مذکر دونون قسم کو نہ مقید ساتھہ
احدہما کے پس ملتزم مذہب خاص کا فرد اور مصداق ہے ان دونون آیت کا جیسا کہ عدم ملتزم فرد اور مصداق ہے

الاعتراض

یہ مسئلہ خلاف ہے قرآن شریف اور احادیث صحیحہ اجماع اور قیاس جمہور علماء دین کے بلکہ جمیع علماء کے اور نیز خلاف ہے دلیل انتظامی اور دلیل الزامی کے بیان اجمالی یہ ہے کہ اتباع کے جیسے دو معنے ہیں شرعی اور غیر شرعی معنے شرعی کما قال اللہ تعالے واتبع ملۃ ابراھیم حنیفا وقال اللہ تعالی واتبعت ملۃ آبائی ابراھیم واسحق ویعقوب وقال اللہ تعالی واتبع سبیل من اناب الیّ۔ اور معنے غیر شرعی کما قال اللہ تعالے واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اٰباءنا اولو کان آباءھم لا یعقلون شیئا ولا یھتدون اسیطرح تقلید کے دو معنے ہیں شرعی اور غیر شرعی معنے شرعی وہ عمل کرنا ہے ساتھ قول غیر کے بحکم حجت شرعیہ کے اور معنی غیر شرعی وہ عمل کرنا ہے ساتھ قول غیر کے بغیر حجت شرعیہ کے لھذا مقلد مفتی دین اسلام کا باتفاق اھل اصول مصداق ہے تقلید شرعی کا نہ مصداق تقلید غیر شرعی کا کیونکہ اھل اصول بالاتفاق رجوع کو طرف رسول اور اجماع کے اور رجوع عامی کو طرف مفتی کے اور رجوع قاضی کو طرف عدول کے ان چاروں کو خارج کرتے ہیں مصداق ہونے تقلید غیر شرعی سے کیونکہ ان چاروں کی تقلید ثابت ہے حجت شرعیہ سے قال الشیخ ابن الحاجب المالکی المذھب فی مختصر الاصول۔ والقاضی شافعی المذھب فی شرح مختصر الاصول التقلید ھو العمل بقول الغیر من غیر حجۃ کاخذ العامی والمجتھد بقول مثلہ فعلی ھذا لا یکون الرجوع الی الرسول تقلیدا لہ وکذا الرجوع الی الاجماع وکذا رجوع العامی الی المفتی وکذا رجوع القاضی الی العدول لقیام الحجۃ فیھا ولو سلمنا ذلک او بعض ذلک تقلیدا کما سمی فی العرف اخذ المقلد العامی بقول المفتی تقلیدا فلا مشاحۃ فی التسمیۃ انتھے وقال محب اللہ حنفی المذھب فی مسلم الثبوت وبحر العلوم حنفی المذھب فی شرح مسلم الثبوت التقلید ھو العمل بقول الغیر من غیر حجۃ کاخذ العامی والمجتھد عن مثلہ فالرجوع الی النبی علیہ السلام او الی الاجماع لیس منہ فانہ رجوع الی الدلیل وکذا رجوع العامی الی المفتی وکذا رجوع القاضی الی العدول لیس ھذا تقلیدا لایجاب النص ذلک علیھما فھو عمل بحجۃ لا بقول الغیر فقط لکن العرف علی ان العامی مقلد للمجتھد بالرجوع الیہ قال امام الحرمین وعلیہ معظم الاصولیین وھو المشتھر المعتمد علیہ انتھے وقال فی مختصر الاصول وشرح مختصر الاصول ومسلم الثبوت وشرح مسلم الثبوت من لم یبلغ درجۃ الاجتھاد لزمہ التقلید سواء کان عامیا او عالما بطرف صالح من علوم الاجتھاد وقیل انما یلزم العالم التقلید بشرط ان تمتنع لہ صحۃ اجتھاد المجتھد بدلیلہ لنا قولہ تعالی فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ولنا ایضا لم یزل العلماء یستفتون فیفتون ویتبعون من غیر ابداء المستند وشاع وذاع ولم ینکر علیھم فکان ذلک اجماعا انتھے پس معلوم ہوا ماذکر سے کہ تقلید کے دو معنے ہیں شرعی اور غیر شرعی تقلید غیر شرعی وہ عمل کرنا ہے

ساتھ قول غیر کے بغیر حجت شرعیہ کے اور مسئلہ تقلید غیر شرعی کے وہ ہیں جو خلاف ہوں تقلید شرعی کے اور تقلید شرعی وہ عمل کرنا ہے ساتھ قول غیر کے بحکم حجت شرعیہ کے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ تقلید شرعی اصطلاح اور عرف علماء دین میں وہ متبع ہونا ہے غیر مجتہد کا مجتہد اول کے پس یہ تقلید شرعی عرف اور اصطلاح علماء دین میں عبارت ہے تین قید شرعی سے قید اول ہونا تابع کا غیر مجتہد قید دوم ہونا متبوع کا مجتہد قید سوم ہونا متبوع کا مجتہد عادل اور یہ ہر قیدان تینوں قیدوں سے ثابت ہے نصوص شرعیہ سے اور ثابت ہے باتفاق علماء دین کے آگے قید اول یعنی ہونا تابع کا غیر مجتہد وہ ثابت ہے نص شرعی سے اور ثابت ہے باتفاق علماء دین کے پس ثبوت قید اول کا نص سے یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالے نے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون اور فرمایا اللہ تعالے نے واتبع سبیل من اناب الی اور وجہ دلالت کرنی ان دونوں آیت کی یہ ہے کہ مامور سوال اور اتباع کا غیر مجتہد ہے نہ مجتہد بالاجماع کیونکہ تقلید کرنا مجتہد کو حرام ہے بالاجماع جیسا کہ کتب اصول وغیرہ میں مذکور اور مصرح ہے اور فرمایا علیہ السلام نے لغم الرجل الفقیہ فی الدین ان احتیج الیہ نفع وان استغنی عنہ اغنی نفسہ رواہ رزین ذکرہ فی المشکوۃ وجہ دلالت اس حدیث کی یہ ہے کہ یہ حدیث دال ہے اس پر کہ فقیہ یعنی مجتہد نہیں محتاج کسی شخص کا مسائل دین میں سوائے اپنے نفس کے اور لوگ جو غیر فقیہ ہیں وہ محتاج ہیں مسائل دین میں فقیہ کے یعنے مجتہد کے پس معلوم ہوا اس حدیث سے کہ غیر فقیہ یعنے غیر مجتہد محتاج اور تابع ہے فقیہ کا یعنے مجتہد کا مسائل دین میں اور فرمایا علیہ السلام نے نضر اللہ عبدا سمع مقالتی فحفظھا ووعاھا وادّاھا فرب حامل فقہ غیر فقیہ ورب حامل فقہ الی من ھو افقہ منہ رواہ الشافعی والبیھقی واحمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجہ والدارمی ذکرہ فی المشکوۃ پس یہ حدیث دال ہے اس پر کہ حامل حدیث جو غیر فقیہ ہے محتاج ہے

. . . . . .

. . . . . .

فقیہ یعنی مجتہد کا خلاصہ یہ ہے کہ غیر فقیہ یعنے غیر مجتہد محتاج ہے فقہ کا مسائل دین میں اور ثبوت قید اول کا باتفاق علماء دین کے یہ ہے کہ جو شخص کہ غیر مجتہد ہو لازم ہے واجب ہے اوس کو تقلید بالاجماع جیسا کہ کہا مختصر الاصول اور عضدی شرح مختصر الاصول اور مسلم الثبوت اور بحر العلوم شرح مسلم الثبوت وغیرہ میں من لم یبلغ درجۃ الاجتہاد لزمہ التقلید سواء کان عامیا او عالما ببعض ابواب من علوم الاجتہاد وقیل انما یلزم العالم التقلید بشرط ان تبین لہ صحۃ اجتہاد المجتہد بدلیلہ لنا قولہ تعالے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون ولانہ لم یزل العلماء یستفتون ویفتون ولم یجب احد منھم بوجوب الاستد

قید اول کی ہونا ان کا غیر مجتہد ہونا ثابت ہے نص شرعی سے اور ثابت ہے باتفاق علماء دین کے

وشاع وذاع ولم ينكر عليهم فكان ذلك منهم اجماعا واما قيد دوم يعنے ہونا متبوع کا مجتہد وہ ثابت ہے بنص شرعی سے اور ثابت ہے باتفاق علماء دین کے پس ثبوت قید دوم کا نص سے یہ ہے کہ فرمایا علیہ السلام نعم الرجل المقلید فی الدین ان احتیج الیہ تبع وان استغنی عنہ اغنی نفسہ رواہ بزین ذکرہ فی المشکوۃ اور ثبوت قید دوم کا باتفاق علماء دین کے یہ ہے کہ جو عالم کہ مجتہد ہو متبوع ہو استفتا اوس سے جیسا کہ تحریر الاصول اور عضدی شرح مختصر الاصول - اور مختصر الاصول اور مسلم الثبوت اور بحر العلوم شرح مسلم الثبوت اور باقی کتب اصول مین مذکور ہے الاتفاق علی حل الاستفتاء من اھل الاجتہاد والعدالۃ والاتفاق علی امتناع ان یکن اعرابیا انتہے واما قید سوم یعنے ہونا متبوع کا مجتہد عادل وہ ثابت ہے نص شرعی سے اور ثابت ہے باتفاق علماء دین کے پس ثبوت قید سوم کا نص سے یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالے نے یا ایہا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا الحدیث فرمایا علیہ السلام نے دلاق الورع رواہ البیہقی ذکرہ فی المشکوۃ اور ثبوت قید سوم کا باتفاق علماء دین کے یہ ہے کہ جو عالم مجتہد غیر عادل ہو ممنوع ہے استفتا اوس سے باتفاق علماء دین کے جیسا کہ مسلم الثبوت اور بحر العلوم شرح مسلم الثبوت اور مختصر الاصول اور عضدی شرح مختصر الاصول اور تحریر الاصول اور باقی کتب اصول مین مذکور ہے الاتفاق علی جواز الاستفتاء من مقت معلوم الاجتہاد والعدالۃ والاتفاق علی امتناع ان یکن اعرابیا انتہے پس ثابت ہوا اوس سے کہ تقلید شرعی اصطلاح اور عرف علماء دین وہ متبوع ہونا غیر مجتہد کا مجتہد عادل کی باتفاق علماء دین کے کیونکہ وہ ثابت ہے نصوص شرعی سے اور ثابت ہے باتفاق علماء دین کے اور یہی ہے عرف مشہور معروف علماء دین کے آپس مین یہی ہے مذہب علماء اصولیین کا جیسا کہ مسلم الثبوت اور بحر العلوم شرح مسلم الثبوت وغیرہ مین مذکور ہے لکن العرف علی ان العامی مقلد للمجتہد بالرجوع الیہ قال امام الحرمین وعلیہ معظم الاصولیین وھو المشہور المعتمد علیہ انتہے پس ثابت ہوئی تعریف تقلید غیر شرعی کی بیان معنے تقلید شرعی سے واضح ہو گئین کیونکہ جب کوئی قید قیود ثلثہ تقلید شرعی سے مفقود ہو جاوے گی تو تقلید غیر شرعی ہو گی - تقلید شرعی پس مثال فقدان قید اول کے جیسا کہ اخذ کرنا مجتہد کا ساتھ قول مجتہد کے بغیر اپنے اجتہاد کے اور مثال فقدان قید دوم کے جیسا کہ اخذ کرنا عامی کا ساتھ قول عامی کے اور مثال فقدان قید سیم کے جیسا کہ اخذ کرنا عامی کا ساتھ قول مجتہد غیر عادل کے اور یہ تقلید شرعی ہو وقسمہ ہے تقلید فرض اور تقلید واجب پس فرض وہ شے ہے کہ ثابت ہو دلیل قطعی سے جیسا کہ قرأت مطلق قرآن کی نماز کے کہ وہ فرض ہے کیونکہ وہ ثابت ہے دلیل قطعی سے جیسا کہ فرمایا خدا تعالے نے فاقرءوا ما تیسر من القرآن اور واجب وہ شے ہے کہ ثابت ہو دلیل ظنی سے جیسا کہ قرأت سورہ فاتحہ کی کہ وہ واجب ہے کیونکہ وہ ثابت ہوا دلیل ظنی سے کہ وہ قول علیہ السلام کا ہے لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب فصاعدا رواہ مسلم وابوداؤد اور یہ حدیث دلیل ظنی ہے کیونکہ یہ حدیث خبر احاد سے ہے اور نیز خبر لا کے حدیث مین غیر مذکور ہے

اور نیز حدیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی صلوۃ لم یقرء فیھا بام القرآن فھی خداج تلثا غیر تمام
رواہ مسلم اور حدیث ابوہریرہ کی کہ وہ راوی حدیث مذکور کا آنحضرت سے ہے انہ کان یقول من ادرک الرکعۃ
فقد ادرک السجدۃ التی قبل فاتتہ قراءۃ ام القرآن فقد فاتہ خیر کثیر رواہ الامام مالک ذکرہ فی المشکوۃ دال نفی کمال پر ہے
پس تقلید فرض وہ تقلید ہو کسی مجتہد عادل کی فاضل ہو یا مفضول کیونکہ وہ ثابت ہے سابقہ دلیل قطعی کے
قولہ تعالیٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون اور یہ تقسیم کہ وہ فاضل ہو یا مفضول موافق مذہب جمہور کے ہے
اور مذہب امام احمد اور طائفہ کثیرہ کا یہ ہے کہ تقلید امام افضل کی متعین یعنے فرض ہے جیسا کہ محرر للال صحیح
اور مسلم الثبوت اور مختصر الاصول اور باقی کتب اصول میں مذکور ہے اور تقلید واجب وہ تقلید ہے
امام افضل کی کیونکہ وہ ثابت ہے دلیل ظنی سے یعنے قرآن شریف اور احادیث اور اجماع اور قیاس سے
اما قرآن شریف جیسا کہ فرمایا خدا تعالیٰ نے واتبعوا احسن ما انزل الیکم من ربکم وجہ دلالت اس آیت کا یہ ہے کہ سب احکام شرعی
بمنزلت حکم کے جیسا کہ توضیح شرح تنقیح میں مذکور ہے لھذا علامہ تفتازانی شرح عقائد میں فرمایا فان
الثابت بالقیاس ثابت بالنص معنی انتھی اور ظاہر ہے کہ احکام امام افضل کے احسن ہیں احکام مفضول
سے پس ثابت ہوا اس آیت سے اتباع امام افضل کا کیونکہ احکام امام افضل کے احسن ہیں امام
مفضول سے کما لا یخفی اما احادیث وہ چار حدیثیں ہیں حدیث اول عن عبد اللہ بن عمرو ابوہریرۃ قالا قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حکم الحاکم فاجتھد واصاب فلہ اجران واذا حکم فاجتھد واخطاء فلہ اجر واحد
متفق علیہ ذکرہ فی المشکوۃ فی باب القضاء یہ حدیث نص صریح ہے اس امر میں کہ مجتہد کبھی مخطی ہوتا ہے اور کبھی
مصیب جیسا کہ وہ مذہب ہے ائمہ اربعہ اور صحابہ اور جمہور اہل اسلام کا پس حدیث مذکور مشیر
ہے طرف اختیار کرنے اتباع امام افضل کی تاکہ واقع نہو کثیر الخطاء میں عمداً خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث
دال ہے وجوب اتباع امام افضل پر تاکہ واقع نہو کثیر الخطاء میں عمداً اور حدیث دوم عن عبد اللہ بن مسعود
ورزین ثابت قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نضر اللہ عبداً سمع مقالتی فحفظھا ووعاھا واداھا فرب
حامل فقہ غیر فقیہ ورب حامل فقہ الی من ھو افقہ منہ رواہ الامام الشافعی والبیہقی عن ابن مسعود والامام احمد
والترمذی وابوداؤد وابن ماجہ والدارمی عن زید بہ حدیث نص صریح ہے نہایت ترغیب اتباع
امام افضل میں کہ وہ مفاد ہے وجوب اتباع امام افضل کا اور حدیث سیوم فرمایا آنحضرت علیہ السلام نے
اجعلوا امثلکم خیارکم فانھم وفدکم فیما بینکم وبین ربکم رواہ البیہقی والدارقطنی ذکرہ السیوطی فی الجامع الصغیر
یہ حدیث دال ہے وجوب اختیار اتباع امام افضل پر کیونکہ وہ واسطہ ہے مابین ہمارے اور ہمارے
رب کے باب دین میں اور حدیث چہارم عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تولی
من امر المسلمین شیئاً واستعمل علیھم رجلا وھو یعلم ان فیھم من ھو اولی واعلم منہ بکتاب اللہ وسنۃ

رسولہ فقد خان اللہ ورسولہ وجماعۃ المسلمین رواہ الطبرانی ذکرہ ابن الہمام فی فتح القدیر یہ حدیث صریح ہے اس امر مین کہ ترک کرنا اتباع امام افضل کا یہ خیانت ہے خدا تعالی کی اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی اور جماعت مسلمانون کی پس یہ حدیث دال ہوئی فرضیت اتباع امام افضل پر جیسا کہ وہ مذہب ہے امام احمد بن حنبل اور طائفہ کثیر فقہاء کا جیسا کہ تحریر الاصول اور مسلم الثبوت اور بحر العلوم شرح مسلم الثبوت وغیرہ مین مذکور ہے لیکن یہ حدیث چونکہ خبر احاد سے ہے اور خبر احاد مفید ظن کے ہوتی ہے نہ مفید علم یقین کے لہذا یہ حدیث دال ہے وجوب اتباع امام افضل پر جیسا کہ وہ مذہب ہے جمہور علماء کا اما اجماع جیسا کہ کہا امام غزالی نے اپنی کتاب احیاء العلوم رکن ثانی مین باب ثانی مین کتاب امر بالمعروف سے لم یذہب احد من المحصلین الی ان المجتہد یجوز لہ ان یعمل بموجب اجتہاد غیرہ ولا الی ان الذی ادی اجتہادہ فی التقلید الی شخص رواہ افضل العلماء ان یاخذ مذہب غیرہ بل علی کل مقلد اتباع مقلدہ فان مخالفۃ للمقلد متفق علی کونہ منکرا بین المحصلین انتہی وقال بعد سطور وانی من یری انہ یجوز لکل مقلد ان یختار من المذاہب ما اراد غیر مستند بہ لعلہ لا یصیر ذہاب ذاہب الیہ اصلا انتہی پس یہ کلام امام غزالی کی صریح ہے اس مین کہ وجوب اتباع امام افضل کا متفق علیہ مابین علماء دین کے ہے اور مخالف اسکا غیر معتد بہ ہے اور مراد محصلین سے اصل اجتہاد فی المذہب ہین کیونکہ امام غزالی خود اصل اجتہاد سے ہے اور اجماع علماء محققین کا حجت ہے قال فی مسلم الثبوت وبحر العلوم شرح مسلم الثبوت فی بحث مسائل التقلید ان اتفاق العلماء المحققین علی عمر الاعصار وان کانوا غیر مجتہدین حجۃ کالاجماع انتہی وقال فی مختصر الاصول والعضدی شرح مختصر الاصول قد اختلف فی ان غیر المجتہد ہل لہ ان یفتی بمذہب مجتہد علی اربعۃ اقوال لنا انہ وقع افتاء العلماء وان لم یکونوا مجتہدین فی جمیع الاعصار وتکرر ولم ینکر فکان اجماعا انتہی اما قیاس جیسا کہ وہ مروی ہے عبد اللہ بن المبارک سے ان الاسناد من الدین ولولا الاسناد لقال من شاء ما شاء رواہ مسلم فی صحیحہ فی باب بیان ان الاسناد من الدین یعنے اسناد حدیث کا دین سے ہے کیونکہ اگر اسناد حدیث کا نہو تو جو شخص چاہیگا وہ کہیگا حدیث مین پس بیان قیاس کا یہ ہے کہ جس طرح اسناد حدیث کا دین ہے اسی سے کہ اگر اسناد حدیث کا نہو تو جو شخص چاہیگا وہ کہیگا حدیث مین اسی طرح تقلید مذہب واحد کی دین سے ہے اس وجہ سے کہ اگر تقلید مذہب واحد کی نہو تو جو شخص چاہیگا وہ کہیگا مسایل دین مین پس جیسا کہ اسناد حدیث کا واسطے حفظ حدیث کے واجب ہے بالاجماع اسی طرح تقلید مذہب واحد کی واسطے حفظ دین کے واجب ہے بالاجماع اما دلیل انتظامی وہ یہ ہے کہ انتظام شرع کا مقتضی ہے وجوب اتباع مذہب واحد کو جیسا کہ بیان کیا اسکا ملا علی قاری نے اپنے رسالہ مین جو مؤلف ہے جواب

مقال ہیں اور کہا یجب علی العقد حتما ان یعین مذہبا واحدا من ہذہ المذاہب الاربعۃ المذہب الشافعی رضی
جمیع الفروع وما مذہب غیرہ ولیس لہ ان ینتقل من مذہب الشافعی رضی ما یہواہ ومن مذہب غیرہ فی البعض
یرضاہ ولا تاویجوز ذلک لان الذی الی الضبط والخروج عن الضبط حاصلہ یرجع الی نفی التکلیف لان
مذہب الشافعی رضی مثلا تحریم شیء فی مذہب غیرہ اما حذف ذلک الشیء لعینہ او بالعکس وہو ان شاء
مال الی الحلال وان شاء مال الی الحرام فلا یتحقق الحل والحرمۃ حینئذ وفی ذلک اعدام التکلیف وابطال
فائدتہ وایتصال قاعدۃ فذلک باطل فان قیل لیس فی عہد الصحابۃ کان الواحد مخیرا بین ان یاخذ فی
بعض الوقائع بمذہب الصدیق الاکبر رضی فی بعض آخر بمذہب الفاروق قلنا کان کذلک لان اصول
الصحابۃ لم تکن کافۃ لمامۃ الوقائع وملاشاملۃ لکافۃ المسائل لانہم لم یتفرغوا الی تفریع التفاریع والتفاصیل
وتمہید الاصول والقواعد فلاجل ہذہ الضرورۃ حل للمقلد اتباع الصدیق فی بعض والفاروق فی بعض
آخر کما فی زماننا فمذاہب الائمۃ الاربعۃ کافیۃ لعزۃ الکل فلا ضرورۃ الی اتباع امامین انتہی والدلیل
الرابع ہو قول ائمہ غیر مقلدین کے وجوب اتباع مذہب واحد پر موجود یہ ہے کہ مولوی
نذیر حسین نے جو امام ہے غیر مقلدین کا اور مصنف ہے معیار الحق وثبوت الحق والتحقیق کا اپنے فتوے
مہری میں جو میرے پاس بالفعل موجود ہے فرمایا جواب سوال سویم تقویۃ الایمان کتاب نہایت معتبر
اور بسر عمل کرنا مسلمان کو ضروری ہے انتہی پس جب کتاب مولوی اسمٰعیل دہلوی ابن اخی شاہ عبد العزیز
دہلوی کے مرد مسلمان کو واجب العمل ہوئی تو کتاب مذہب امام کی ائمہ اربعہ سے بطریق
اولے واجب العمل ہوئی کیونکہ ائمہ اربعہ مولوی اسمٰعیل سے اولی اور افضل ہیں نزدیک اہل سنت والجماعت
کے اور مولوی صدیق حسن خانصاحب نے جو مصنف ہے طریقہ محمدیہ ترجمہ در بہیہ کا اور امام اربعین ہے غیر مقلدین
کا اپنی کتاب ترجمان وہابیہ مطبوعہ مطبع معتمد عام آگرہ کی صفحہ ۸۰ اور ۸۱ و ۸۲ میں فرمایا اہل سنت
واہل حدیث کو زیبد وسعتی وعالی نام رکھتے ہیں انتہی پھر کہا بعد چند سطور کے اور وہابی نام کو
اپنے واسطے پسند نہیں کرتے اپنے امور مذہبی میں موافق رائے گورنمنٹ ہیں انتہی پھر کہا بعد
چند سطور کے بلکہ مستحق اس لقب کے وہ لوگ ہیں جو اپنا نام مذہب حنفی شافعی وغیرہ تبلایئر
اور رات دن اہل حدیث کا رد کرتے ہیں بلکہ زیادہ رد کرنے والے مذہب عیسائی کے بھی لوگ ہیں
جنکو ہم مقلد مذہب یا اہل بدعت کہتے ہیں انتہی پس امور مذہبی یعنی امور دینی جب موافق رائے گورنمنٹ
کے واجب العمل ہوئی نزدیک غیر مقلدین کے تو امور مذہبی یعنی امور دینی موافق مذہب امام افضل کے
واجب العمل بطریق اولے ہوئی کیونکہ ائمہ اربعہ ائمہ دین اسلام ہیں نہ گورنمنٹ اما جمہور علماء دین بلکہ
جمیع علماء امت کا اتفاق ہے باتباع مذہب امام افضل پر یہ ہے کہ قال الامام الغزالی فی احیاء العلوم فی الرکن الثانی

فرقا من الرجوع فی الضلال وعلیہ عمل الناس انتہی وقال الشیخ عبد الوہاب الشعرانی فی المیزان فان قال قائل فہل یجب علینا الیوم العمل بالراجح من القولین او الوجہین فی مذہبنا ام لا سبیل لی معرفۃ ہذا المیزان من طریق الذوق او الکشف فالجواب انہ یجب علیہ ذلک اذا لم یصل الی مقام الذوق بہذہ المیزان کما علیہ عمل الناس فی کل عصر انتہی وقال الطحطاوی الشامی فی شرح الدر المختار فی باب المرتد قلت الذی یجب التعویل علیہ فی الفتوی اہل المذہب فان اتباعنا للمذہب واجب انتہی۔

وقال شاہ ولی اللہ الدہلوی فی عقد الجید المرجع عند الفقہاء ان العامی المنتسب الی مذہب لا یجوز لہ مخالفۃ انتہی۔

وقال شاہ ولی اللہ الدہلوی فی عقد الجید وفی الانوار ولو قلد مجتہدا فی مسائل وآخر فی مسائل جاز وعند الاصولیین لا یجوز انتہی۔ فذلک من شاہ ولی اللہ تصریح بان اتباع المذہب الواحد واجب عند الاصولیین وقال شاہ ولی اللہ الدہلوی فی الکتاب المسمی بالانصاف وبعد المائتین ظہر التمذہب للمجتہدین باعیانہم وقل من کان لا یتعصب علی مذہب مجتہد بعینہ وکان ہذا ہو الواجب فی ذلک الزمان انتہی فذلک من شاہ ولی اللہ تصریح بان اتباع المذہب الواحد واجب عند جمہور العلماء بعد المائتین ای بعد خیر القرون وقال شاہ ولی اللہ فی الانصاف وبالجملۃ فالتمذہب للمجتہدین سر الہی الہمہ اللہ تعالی العلماء وجمعہم علیہ من حیث لا یشعرون او لا یشعرون انتہی یعنی اتخاذ المذہب من المذاہب للمجتہدین سر الہی الہمہ اللہ تعالی فی قلوب العلماء وجمعہم علی ذلک لا اتخاذ فذلک من شاہ ولی اللہ تصریح بان اتخاذ المذاہب سر الہی ومجمع باتفاق العلماء علیہ وقال شاہ عبد العزیز الدہلوی فی الکتاب المسمی بہ بستان المحدثین باید دانست کہ مختصر امام طحاوی دلالت میکند کہ وے مجتہد منتسب بود مقلد محض مذہب حنفی نہ بود زیرا کہ دران مختصر چیزہائے اختیار کردہ کہ مخالف مذہب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ است انتہی پس یہ کلام شاہ صاحب کا نص صریح ہے اس امر میں کہ اتباع مذہب واحد کا غیر مجتہد پر واجب ہے کیونکہ شاہ ولی اللہ صاحب نے امام طحاوی کے مجتہد ہونے پر یہ دلیل قرار دی ہے کہ وہ مخالف مذہب ابو حنیفہ کے ہوا ہے بعض مواضع میں وقال شاہ عبد العزیز فی تفسیر العزیزی تحت قولہ تعالی فلا تجعلوا للہ اندادا پس کسانیکہ اطاعت آنہا بحکم خدا فرض است انباز گردہ اند ازان جملہ پیغمبران اند کہ اطاعت ایشان در حقیقت اطاعت خدا است واز انجملہ مجتہدین شریعت وشیوخ طریقت اند کہ حکم ایشان بطریق واجب مخیر نیز لازم الاتباع است بر عوام امت زیرا کہ فہم اسرار شریعت ودقائق طریقت ایشان را میسر ست فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون انتہی پس یہ کلام شاہ صاحب نیز دال ہے اسپر کہ اتباع مذہب واحد مذاہب ائمہ شریعت سی واجب ہے کیونکہ معنے قولہ بطریق واجب مخیر نیز لازم الاتباع است۔ یہ ہیں کہ مقلد کو اول امر میں اختیار ہے کہ جس مذہب کو مذاہب اربعہ سے چاہے اختیار کرے لیکن بعد از اختیار اتباع اسکا واجب ہے جیسا کہ دال ہے اسپر عبارت مذکور شاہ صاحب کی

بستان المحدثین سے اور نیز دال ہے مضمون مذکورہ پر کلام شاہ عبدالحق صاحب کا جو عنقریب بیان ہوتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ قید مذاہب اربعہ کی اسواسطے بیان کی گئی ہے کہ نزدیک شاہ صاحب کے اہل سنت بعد تدوین مذاہب اربعہ محصور ہیں مذاہب اربعہ میں وقال شاہ عبدالحق دہلوی فی شرح سفر السعادت خانہ دین آنچہ صلاحیت دہد کہ ازیں راہائے دور ازیں درہائے اختیار نمودہ براہے دیگر رفتن و دور شدن گرفتن عیش زیادہ باشد و کار عمل را از ضبط و ربط بیرون افگندن و از راہ مصلحت بیرون افتادن ست اگر قصد سلوک طریق ورع و احتیاط دارد ہم از مذہب واحد مختار روایتے کہ دلیلش احسن و اقوی و فائدہ اش اعم و اتم و احتیاط دران اکثر و اوفر بود اختیار کند و براہ رخصت و مسالمت و سہلہ اندوزی نرود این طریقہ متاخران ست و شک نیست کہ این طریقہ محکم تر و مضبوط تر است و گویند طریقہ پیشینیان بر خلاف این بود و ایشان تعیین مذہب و اتباع مجتہد واحد را از واجبات نمی دانستند انتہی و قال شاہ عبدالحق بعد سطور و لیکن قرار دادہ علماء مصلحت دیدہ ایشان ہمہ آخر زمان تعیین و تخصیص مذہب ست و ضبط و ربط کار دین و دنیا ہمدرین صورت بود از اول نخبر است ہر کدام را اختیار نماید صورت دارد و لیکن بعد از اختیار کسے بجانب دیگری رفتن بے توہم سوء ظن و تفرق و تشتت اعمال و احوال نخواہد بود قرار دادہ متاخرین علماء ایں ست و ہو المختار رفیہ الخبر انتہی پس یہ کلام شاہ عبدالحق کا صریح ہے اس امر میں کہ اتباع مذہب واحد کا مذاہب اربعہ سے واجب ہے نزدیک علماء متاخرین کے بخلاف علماء متقدمین اور مراد علماء متاخرین سے علماء بعد از مائتین ہے جیسا کہ عبارت شاہ ولی اللہ میں مذکور ہے اوپر بیان شاہ عبدالحق کا کہ طریق متاخرین کا محکم تر اور مضبوط تر ہے طریق متقدمین سے اور وہی مختار ہے اور وہی خیر ہے یہ موافق ہے احادیث کے کیونکہ زمانہ بعد قرون ثلثہ زمانہ شر و فساد اور زمانہ شیوع کذب اور خیانت ہے اور دن بدن ترقی پذیر ہے قیامت تک بحکم احادیث کے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیاتی علیکم زمان الا الذی بعدہ اشر منہ حتی تلقوا ربکم رواہ البخاری ذکرہ فی المشکوۃ فی صدر کتاب الفتن و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج فی آخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضان من اللین السنتہم احلی من السکر و قلوبہم قلوب الذئاب رواہ الترمذی ذکرہ فی المشکوۃ فی باب الریاء و السمعۃ و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر امتی قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم ان بعدہم قوما یشہدون و لا یستشہدون و یخونون و لا یؤتمنون متفق علیہ و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکرموا اصحابی فانہم خیارکم ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یظہر الکذب رواہ النسائی ذکرہ فی المشکوۃ فی باب مناقب الصحابۃ و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الناس

حدیث حسن صحیح غیر منصوص علیہم اول کی رائے ہے طرف صحابہ کے اور دوم طرف تابعین کے پس زمانہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ خیر القرون کا ہے اور زمانہ مابعد قرون ثلثہ زمانہ شر و فساد اور شیوع کذب و خیانت کا ہے اور فہم ائمہ دین خیر القرون کا خیر ہے فہم من بعد قرون ثلثہ سے بحکم احادیث مذکورہ کے لہذا اعتماد تحقیق دین ائمہ دین خیر القرون پر کیا گیا نہ تحقیق دین من بعد قرون ثلثہ پر اور حکم دیا گیا تقلید مذاہب ائمہ دین خیر القرون کا تاکہ مردان حیلہ اندوز کی حیلہ اندوزی اور مدعیان اصلاح دین کی خیانت گری اور مدعیان اسلام متلبس لباس اسلام کے رخنہ اندازی مسدود ہو جاوے بحکم اس قاعدہ کے ان التقلید من الدین لانہ لولا التقلید لقال من شاء ما شاء کما قال عبد اللہ بن المبارک الاسناد من الدین ولولا الاسناد لقال من شاء ما شاء رواہ مسلم فی صدر صحیحہ

مخفی نہ رہے اہل سنت پر

کہ عمدہ ترین سوالات غیر مقلدین کے یہہ چند سوال ہین

سوال اول یہہ ہے کہ رسول خدا آنحضرت علیہ السلام ہین نہ ابو حنیفہ مالک شافعی احمد بن حنبل اور شریعت رسول خدا قرآن و حدیث ہے نہ قیاس ابو حنیفہ مالک شافعی احمد بن حنبل کا۔ جواب یہہ سوال اول مشتمل ہے دو سوال پر پس جواب اول کا یہہ ہے کہ ابو حنیفہ مالک شافعی احمد بن حنبل نہ رسول خدا ہین اور نہ انکو کوئی مسلمان رسول خدا جانے بلکہ ہم اہل سنت مقلدین ائمہ اربعہ ان کو ائمہ دین یعنے فقیہ اور وفد یعنے وسیلہ دین فہمی کا مابین اپنے اور اپنے رب کے جانتے ہیں بحکم حدیث قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اجعلوا امکم خیارکم فانہم وفدکم فیما بینکم وبین ربکم رواہ البیہقی والدارقطنی ذکرہ السیوطی فی جامع الصغیر اور جواب سوال دوم کا یہہ ہے کہ قیاس مجتہد کا کہ حمل کرنا نظیر کا نظیر پر بسبب علت جامع کے وہ حجت ہے بحکم حدیث معاذ بن جبل قال ان رسول اللہ لما بعثہ الی الیمن قال کیف تقضی اذا عرض لک قضاء قال اقضی بکتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال فبسنۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال فان لم تجد فی سنۃ رسول اللہ قال اجتہد رائی ولا آلو قال فضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی صدرہ و قال الحمد للہ الذی وفق رسول اللہ علیہ وسلم لما یرضی بہ رسول اللہ رواہ الترمذی وابو داؤد والدارمی ذکرہ فی المشکوۃ فی باب العمل فی القضاء اور باقی آیات قرآنی اور احادیث نبوی مسئلہ ثبوت قیاس مین مذکور ہیں۔ لہذا فرمایا شاہ عبد العزیز رح نے جو معتمد علیہ ہے گروہ غیر مقلدین کا اپنی تفسیر عزیزی کے تفسیر الم ذلک الکتاب مین یاید دانست کہ اصول احکام دین چہار چیز است کتاب و سنت و اجماع و قیاس انتہی۔

سوال دوم یہہ ہے کہ مسلمان مخاطب ہے ساتھ اتباع خدا اور رسول خدا کے یعنے اتباع قرآن و حدیث کا بذات

خود نہ اتباع قرآن وحدیث کا بواسطہ فقہا یعنے مجتہدین کے کیونکہ قرآن وحدیث نہایت آسان ہے بحکم آیات ولقد یسرنا
القرآن للذکر فہل من مدکر جواب سوال دوم مشتمل ہے دو سوال پر پس جواب سوال کا یہ ہے کہ غیر فقیہ یعنے غیر مجتہد مسائل
دین ماخوذہ قرآن وحدیث میں مامور ہے ساتھ اتباع فقیہ یعنے مجتہد کے اگرچہ وہ غیر فقیہ عالم ہو محدث ہو بحکم حدیث
قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نضر اللہ عبدا سمع مقالتی فحفظہا ووعاہا واداہا فرب حامل فقہ غیر فقیہ ورب حامل فقہ الی من ہو افقہ منہ رواہ الشافعی
والبیہقی واحمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجۃ والدارمی ذکرہ فی المشکوۃ فی کتاب العلم پس یہ حدیث دال ہے اتباع حدیث پر بواسطہ
فقیہ کے لہذا ترمذی نے کہ فقہا علماء ہیں ساتھ معانی احادیث کے قال فی صحیحہ باب غسل المیت وکذلک قال الفقہاء وہم
اعلم بمعانی الحدیث ہی لہذا بخاری نے فقہ کو ثمرۂ حدیث قرار دیا اور کہا اپنی ربا عیات من علیک بالفقہ فانہ ثمرۃ الحدیث ذکرہ
القسطلانی فی مقدمۃ شرح البخاری اور جواب سوال دوم کا یہ ہے کہ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم بایہم
اقتدیتم اہتدیتم وبین ربکم رواہ البیہقی والدار قطنی ذکرہ السیوطی فی جامع الصغیر پس یہ حدیث دال ہے کہ سب لوگ
فاہم وفد کم فیما بینکم وبین ربکم رواہ البیہقی والدار قطنی ذکرہ السیوطی فی جامع الصغیر پس یہ حدیث دال ہے کہ سب لوگ
جو غیر ہیں ائمہ دین کے وہ مامور ہیں ساتھ اتباع خیار ائمہ دین کے کیونکہ وہ وفد ہیں بین آمر اور مامور کے اور خیار ائمہ دین فقہا
ہیں بحکم حدیث سابق اور لاحق کے وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم الرجل الفقیہ فی الدنیا احتیج الیہ نفع وان استغنی عنہ نفع رواہ
رزین ذکرہ فی المشکوۃ فی کتاب العلم پس یہ حدیث دال ہے اس پر کہ سب لوگ غیر فقیہ محتاج ہیں فقیہ یعنے مجتہد کے
مسائل دین میں اور فقیہ یعنے مجتہد مسائل دین میں کسیکا محتاج نہیں سوائے اپنے نفس کے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین متفق علیہ ذکرہ فی المشکوۃ فی کتاب العلم پس یہ دال ہے اس پر کہ فہم فقیہ مسائل دین خیر
ہے فہم غیر فقیہ سے اور خبریت فہم مسائل دین کی مخصوص ہے ساتھ فقیہ کے پس یہ سب احادیث ملکر ایک دوسرے کی تفسیر ہو کر
دال ہیں اس پر کہ سب لوگ جو غیر فقیہ ہیں یعنے غیر مجتہد ہیں وہ مامور ہیں مسائل دین میں ساتھ اتباع فقیہ یعنے مجتہد کے لہذا
اجماع امت منعقد ہوا اس پر کہ مفتی مسائل دین کا فقط فقیہ یعنے مجتہد ہے نہ غیر فقیہ اور غیر فقیہ کو نہیں جائز فتوی دینا
سوائے نقل قول فقیہ کے اور اگر حکم کرے تو حکم اوسکا غیر نافذ ہے اور وہ گنہگار ہے اگرچہ جواب پر ہو کیونکہ یہ اصابت اوسکی
قاعدہ شرعیہ سے یعنے فقاہت سے نہیں ہے قال الشیخ ابن الہمام فی تحریر الاصول وقد استقر الامر الاصولیین علی ان المفتی ہو المجتہد
ممن حفظ اقوال المجتہد فلیس بمفت فالواجب علیہ ان یذکر قول المجتہد کما ہو حنیفۃ علی وجہ الحکایۃ انتہی وقال العینی فی شرح الکنز وشرح المجمع
فی باب القضاء اجمع العلماء والفقہاء علی ان المفتی وجب ان یکون من اہل الاجتہاد وان لم یکن من اہل الاجتہاد فلا
یحل لہ ان یفتی الا بطریق الحکایۃ انتہی وفی الفتاوی الظہریۃ فی کتاب القضاء اجمع الفقہاء علی ان المفتی وجب ان
یکون من اہل الاجتہاد وان لم یکن من اہل الاجتہاد فلا یحل لہ ان یفتی الا بطریق الحکایۃ انتہی وقال الامام النووی وہو

واجر باصابتہ

فان اصاب فلہ اجران اجر باجتہادہ وان اخطاء فلہ اجر باجتہادہ فلھوا فاما من لیس باہل للحکم فلا اجر لہ بل ہو آثم ولا ینفذ حکمہ فہو عاص فی جمیع احکامہ سواء وافق الصواب ام لا وہی مردودۃ کلہا فلا یعذر فی شئی فی ذلک انتہے پس ثابت ہوا ماذکر سے کہ یہ لوگ جو غیر فقیہ یعنے غیر مجتہد ہین وہ مسائل دین مین محتاج ہین فقیہہ یعنے مجتہد کے بحکم احادیث مذکورہ اور اجماع امت کے لہذا علماء دین نے اس مسئلہ کو مسئلہ اصولیہ قرار دیکر اپنی کتب اصول من بیان فرماتے ہین کہ غیر فقیہہ یعنے غیر مجتہد کو تقلید فقیہہ یعنے مجتہد کی واجب اور لازم ہے قال الشیخ ابن الحاجب المالکی فی مختصر الاصول والقاضی عضد الدین الشافعی فی شرح مختصر الاصول ومحب اللہ الحنفی فی مسلم الثبوت وبحر العلوم فی شرح مسلم الثبوت مسئلہ من لم یبلغ درجۃ الاجتہاد لزمہ التقلید سواء کان عامیا او عالما صالحا لبعض من علوم الاجتہاد انتہے اب باقی رہا یہ امر کہ فقیہہ کون شخص ہے سو ہر عاقل فقیہہ یعنے مجتہد سو ہر عاقل وہ شخص ہے کہ ادلہ شرعیہ تمام مسائل دین کے جانتا ہو بحکم حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم الرجل الفقیہ فی الدین ان احتیج الیہ نفع وان استغنی عنہ اغنی نفسہ رواہ الدیلمی ذکرہ فی المشکوۃ فی کتاب العلم پس یہ حدیث دال ہے اسپر کہ سب لوگ جو غیر فقیہہ ہین وہ مسائل دین مین محتاج ہین فقیہہ کے اور فقیہہ مسائل دین مین کسیکا محتاج نہین سوائے اپنے نفس کے جیساکہ دال ہے اسپر قولہ صلعم وان استغنی عنہ اغنی نفسہ پس معلوم ہوا حدیث مذکور سے کہ فقیہہ یعنے مجتہد وہ شخص ہے کہ ادلہ شرعیہ سے تمام مسائل دین جانتا ہو جیساکہ کتب اصول مین مذکور ہے قال فی مسلم الثبوت وشرح مسلم الثبوت فی بحث تعریف الفقہ انہ العلم بالاحکام الشرعیۃ عن ادلتہا التفصیلیۃ واورد علی الرسم المذکور ان کان المراد بالاحکام الشرعیۃ الجمیع فلا ینعکس لخروج فقہ الفقہاء والدین فقہاہتہم علی نصف لنہار لثبوت لاادری اوالمراد بعض الاحکام فلا یطرد لدخول معرفۃ المقلد بعض المسائل بالدلیل فاجیب باختیار الشق الاول بانہ الملکۃ التحصیل معرفۃ جمیع الاحکام فلا یضر ثبوت لاادری آہ وقال فی مختصر الاصول وشرح مختصر الاصول فی بحث تعریف الفقہ قلنا لا یضر ثبوت لاادری لان المراد بالعلم بالجمیع تہیوہ لہ بان یکون عندہ ما یکفیہ فی استعلامہ بان یرجع الیہ بحکم بہ انتہے ویؤیدہ ما قال شاہ ولی اللہ فی کتاب الانصاف مسئل الامام احمد یکفی للرجل مائۃ الف حدیث حتی یفتی قال لا حتی قیل خمسمائۃ الف حدیث قال ارجو کذا فی غایۃ المنتہی انتہے کلام شاہ ولی اللہ اور جواب سوال دوم کا یہ ہے کہ خود قولہ تعالی ولقد یسرنا القرآن للذکر فہل من مدکر دال ہے اسپر کہ قرآن شریف آسان ہے واسطے ذکر کے یعنے واسطے وعظ کے جیساکہ دال ہے اسپر قولہ تعالی للذکری آہ نیز دال ہے معنے مذکورہ پر قولہ تعالی اپنے نبی کی شان مین ثم ان علینا بیانہ تفسیر ابن عباس قال کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا نزل جبریل بالوحی مما یحرک بہ لسانہ وشفتیہ فیشتد علیہ کان مما یعرف منہ فانزل اللہ الآیۃ لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرآنہ قال علینا ان نجمعہ فی صدرک وقرآنہ ان نقرأہ فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ فاذا انزلناہ فاستمع

فرمان علیحدہ بیان علیحدہ ان شاء اللہ تعالیٰ بیان کیا جائے گا۔ فقط

رہا باقی لوگ بطریق اولیٰ محتاج بیان ہوئے خاص کر استنباط احکام کردہ خاصہ فقہا یعنی مجتہدین ہی بحکم دو نوع حدیث مذکور کے

لہٰذا بخاری نے باب منعقد کیا خصوصیت علم کا ساتھ اہل فہم کے از جہت خوف اس امر کے کہ نافہم لوگ فتنہ میں پڑ جائیں گے

اور کہا بعضی صحیح نے کتاب العلم میں باب من خص العلم قوما دون قوم کراہیۃ ان لا یفہموا وقال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدثوا الناس

بما یعرفون اتحبون ان یکذب اللہ ورسولہ انتہی اور سوال سوم یہ ہے کہ مطلق تقلید مذموم ہے بحکم قولہ تعالیٰ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم

لا تعلمون اور بحکم ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اٰباءنا ولو کان اٰباؤہم لا یعقلون شیئا ولا یہتدون اور مفسرین شاہ عبدالعزیز وغیرہ

بھی تفسیر آیت مذکورہ میں مذمت تقلید کی بیان کرتے ہیں جواب سوال سوم کا دو وجہ سے ہے وجہ اول یہ ہے کہ مراد

تقلید مذکور سے تقلید فقہا تو نہیں کیونکہ تقلید فقہا مثل تقلید علمائے بنی اسرائیل کے نہیں کہ تقلید علمائے بنی اسرائیل کی

قال فی مسلم الثبوت مسئلۃ لا یجوز التقلید فی العقلی کوجود الباری ونحوہ عند الاکثر لنا الاجماع القاطع علی وجوب العلم بہ وصفاتہ

وذلک لا یحصل بالتقلید لانہ یلزم النقیضان فی تقلید الاثنین للاثنین فحدوث العالم وقدمہ فلا بد من النظر الصحیح الیحصل

العلم بہ انتہی وکذا فی مختصر الاصول وغیرہ من کتب الاصول اور وجہ دوم یہ ہے کہ مراد تقلید مذکور سے وہ تقلید ہے کہ جس پر دلیل

شرعی نہ ہو وہ تقلید کفار ہے لما تقلید ائمہ اسلام کہ وہ تقلید مدلول دلیل شرعی کا ہے قال اللہ تعالیٰ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا

تعلمون وقال اللہ تعالیٰ واتبع سبیل من اناب الی وقال اللہ واتبعت ملۃ اٰبائی ابراہیم واسحق ویعقوب وقال عبدالسلام فی شرح مختصر

الجوہرۃ قد انعقد الاجماع علی ان من قلد فی الفروع واحدا من ہؤلاء الاربعۃ من عہدۃ التکلیف انتہی وقال فی مختصر الاصول

والعضدی شرح مختصر الاصول من لم یبلغ درجۃ الاجتہاد یلزمہ التقلید سواء کان عامیا او عالما صالحا للترجیح من علوم الاجتہاد لنا قولہ

تعالیٰ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون ولنا ایضا لم یزل العلماء کانوا یستفتون ویتبعون من غیر ابداء المستند وشاع ولم ینکر

فکان ذلک منہم اجماعا انتہی وکذا فی سائر کتب الاصول سوال چہارم یہ ہے کہ تقلید شرک ہے بحکم قولہ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا

من دون اللہ اور حدیث ترمذی کی تفسیر آیت میں دال ہے اس پر کہ تقلید شرک ہے قال الترمذی حسین بن یزید الکوفی حدثنا عبدالسلام

من حرب عن غطیف بن اعین عن مصعب بن سعد عن عدی بن حاتم قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی عنقی صلیب من ذہب

فقال یا عدی الق عنک ہذا الوثن وسمعتہ یقرأ فی سورۃ براءۃ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ قال اما انہم لم یکونوا یعبدونہم ولکنہم کانوا

اذا احلوا لہم شیئا استحلوہ واذا حرموا علیہم شیئا حرموہ ہذا حدیث حسن غریب لا نعرفہ الا من حدیث عبدالسلام بن حرب وغطیف بن اعین

لیس بمعروف فی الحدیث انتہی جواب سوال چہارم کا یہ ہے کہ حدیث مذکور حدیث ضعیف ہے کیونکہ غطیف بن اعین ضعیف ہے اور

عبدالسلام بن حرب وہ صاحب مناکیر ہے جیسا کہ تقریب التہذیب میں مذکور ہے علاوہ بریں یہ ہے کہ مراد حدیث مذکور میں تحلیل و تحریم بالاجتہاد ہے بدلیل حدیث عدی بن حاتم کے جو مذکور ہے کتب تفسیر میں قال فی تفسیر المعالم روی عن عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ

قال اتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی عنقی صلیب من ذہب فقال لی یا عدی اطرح ہذا الوثن عن عنقک فطرحتہ
فلما انتہیت الیہ وہو یقرا اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ حتی فرغ منہا قلت انا لسنا نعبدہم فقال الیس یحرمون ما احل
اللہ فتحرمونہ ویحلون ما حرم اللہ فتستحلونہ قلت بلی قال فتلک عبادتہم انتہی وقال فی التفسیر الکبیر والتفسیر النیشاپوری نقل عن عدی
بن حاتم کان نصرانیا فاتی الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہو یقرء سورۃ براءۃ فلما وصل الی ہذہ الآیۃ قال عدی انا لسنا نعبدہم
فقال الیس یحرمون ما احل اللہ فتحرمونہ ویحلون ما حرم اللہ فتستحلونہ قلت بلی قال فتلک عبادتہم انتہی الیس ائمہ اربعہ ابو حنیفہ
مالک شافعی احمد بن حنبل اور باقی المدین اسلام چونکہ منزہ تھے تحلیل ما حرمہ اللہ تعالی سے اور تحریم ما احلہ اللہ تعالی سے
تو ہوئی تقلید انکی اور اتباع انکا مصداق حدیث مذکور کا سو ان پر یہ ہے کہ مروی ہے ائمہ اربعہ سے اذا صح الحدیث
فہو مذہبی واترکوا قولی بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ بعض کتب میں مذکور ہے پس قول ائمہ اربعہ دال ہی منع تقلید
اور اتباع حدیث پر جواب یہ ہے کہ یہ خطاب ہے اپنے اصحاب مجتہد فی المذہب کو بحکم حدیث مذکور اور اجماع مذکور کے
قال الشامی فی شرح الدر المختار قیل رسم المفتی فقد ثبت عن الامام رضی اللہ تعالی عنہ انہ اذا صح الحدیث فہو مذہبی وقد حکی
ابن عبد البر عن ابی حنیفۃ وغیرہ من الائمۃ ونقلہ الامام الشعرانی عن الائمۃ الاربعۃ ولا یخفی ان ذلک لمن کان اہل النظر فی النصوص
والمراد من اہل النظر اہل الاجتہاد قال الشامی فی الشرح تحت قولہ والاصح کما فی السراجیۃ وغیرہا انہ یفتی بقول الامام علی الاطلاق
ثم بقول الثانی ثم بقول الثالث ثم بقول زفر والحسن بن زیاد وصحح فی الحاوی القدسی قوۃ المدرک قولہ وصحح فی الحاوی القدسی
قال الطحطاوی والذی ظہر لی فی التوفیق بین ما فی الحاوی القدسی وما فی السراجیۃ ان من کان لہ قوۃ الادراک بقوۃ
للمدرک یفتی بقوی قولی المدرک الاعلم ترتیب السابق انتہی اقول دلیل علیہ قول السراجیۃ والاول اصح اذا لم یکن المفتی
مجتہدا فہو صریح فی ان المجتہد یعنی من کان اہلا للنظر فی الدلیل یتبع من الاقوال ما کان اقوی دلیلا والا فیتبع الترتیب
السابق انتہی کلام الشامی قال الشامی فی الشرح فی کتاب القضا تحت قولہ وصحح فی الحاوی باعتبار قوۃ المدرک والاول
انضبط لان ما فی الحاوی القدسی خاص فیمن کان لہ اطلاع علی الکتاب والسنۃ وصار لہ ملکۃ النظر فی الادلۃ
واستنباط الاحکام منہا وذلک ہو المجتہد المطلق او المقید بخلاف الاول فانہ یمکن لمن ہو دون ذلک انتہی وقال الشامی بعد سطور
فقد اتفق القولان علی ان الاصح ہو ان المجتہد من المشائخ الذین ہم اصحاب الترجیح للیزمہ الاخذ بقول الامام علی الاطلاق
بل علیہ النظر فی الدلیل وترجیح ما ترجح عندہ دلیلہ ونحن نتبع ما رجحوہ واعتمدوہ کما ہو افتوا فی حیاتہم کما حققہ الشارح انتہی وقال
المولوی عبد الحی الکہنوی فی الکتاب المسمی بالسعی المشکور فی رد کتاب محمد بشیر السہسوانی المذہب المأثور اقول لیاقت منتی ہونے میں
یا تو دو امر کو دخل ہے یعنے رفق بالناس اور قوت دلیل یا فقط قوت دلیل کو یا فقط رفق کو شق ثالث تو باطل ہے اور شق دوم
صحیح ہے کہ جو قوی الدلیل ہو اسپر فتوے دیا جائے جیسا کہ حاوی سے معلوم ہوا خواہ وہ حکم ارفق بالناس ہو یا اشد

بالناس مگر بحکم مجتہد کے ساتھ مخصوص ہیں اور ہر مفتی کے واسطے نہیں در مختار میں ہے والاصح کما فی الخیریۃ وغیرہا انہ یفتی فیہ الامام علی الاطلاق ثم لتلمیذہ الثانی ثم لتلمیذہ الثالث ثم لتلمیذہ الحاذق المتبحر فی المذہب وہکذا کما یفتی المجتہد المطلق فی زماننا اور ابن عابدین رد المحتار میں لکھتا ہے قال الذی یظہر لی فی التوفیق بین ما فی الحاوی وما فی السراجیۃ ان من کان لہ قوۃ الادراک لقوۃ المدرک یفتی بہ بالقول القوی المدرک والا فالترتیب السابق انتہی اور کتاب القضاء در مختار میں ہے یجوز للمقلد القاضی کالمفتی بقول ابی حنیفۃ علی الاطلاق ثم لتلمیذہ ابی یوسف ثم لتلمیذہ زفر والحسن وہو الاصح سراجیۃ وصحح فی الحاوی والعتابیۃ قوۃ المدرک والاول ضبط الکل الا اذا کان مجتہدا اور رد المحتار میں تحریر کرتے ہیں قولہ والاول ضبط الخ فی الحاوی فمن کان لہ اطلاع علی الکتب المذکورۃ وصار لہ ملکۃ نظر فی الادلۃ واستنباط الاحکام منہا ہو المجتہد المطلق او المقید الاول فانہ یکون لمن بعدہ دون ذلک انتہی کلام المولوی عبد الحی۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔ فقط

واضح ہو

کہ حضرت مولانا صاحب مرحوم نے اس سے آگے کچھ تھوڑا سا اور لکھنا شروع کیا تھا مگر زمانہ نے مہلت نہ دی اور بیماری روز بروز بڑھتی گئی یہاں تک کہ اسی بیماری میں رمضان المبارک کی ۷ تاریخ ۱۳۰۲ھ ہجری کو اس دنیا فانی سے انتقال فرمایا

انا للہ وانا الیہ راجعون

صفحہ ۹۸ سے اس صفحہ تک حضرت مولانا مرحوم کے بعد آپکے کتب خانہ سے مسودہ تلاش کرکے لکھا گیا ہے فقط

قطعہ تاریخ سن ابتدا کتاب ہذا۔ از مولوی غلام حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

چو مولانا محمد شاہ صاحب	بپائید دین کار عجب کرد	بہ تیغ اعتراض و شبہ لاحل	مخالف را ادب کرد و ادب کرد
برائے دوستان تفریح خاطر	بحال باغیان قہر و غضب کرد	کرایا آنچہ وسع نرد یدہ	ہر آن کاریکہ لطف جبل رب کرد
شب تاریک بدعت را زسنت	خداوندش مہ مشعل سبب کرد	چنان شد رونق بازار تقلید	کہ شکرش ملک اعجام را طرب کرد
چو شد مطبوع شد مطبوع و ہر	بپائے تاریخ او طبعم طلب کرد	ندا آمد بجان از پردہ غیب	چنان کز آفرین تحریک لب کرد
	۱۳۰۷ھ		
	بخوانم خوب صورت سال تاریخ	غلام این مادہ را منتخب کرد	

اعلان

چونکہ حق تصنیف اس کتاب کا مجکو حاصل ہے لہذا حسب قانون لسٹم ۱۸۶۷ء رجسٹری بھی کرائی گئی ہے کوئی صاحب بلا اجازت میری چھاپنے کا مجاز نہیں رکھتے

جملہ حقوق تصنیف و تالیف ہذا کتاب کے بحق اپنے مامون حافظ احمد حسین صاحب امام مسجد واقع برجی دہلی پھاٹک حبش خان کو ہبہ کر دئے لہذا کوئی صاحب بلا اونکی اجازت کے نہیں چھاپ سکتے فقط راقم خاکسار احمد شاہ ابن مولانا محمد شاہ مرحوم مغفور

نیاز مند حافظ احمد حسین عفا اللہ عنہ حافظ نور محمد صاحب سکنہ دہلی اندرون پھاٹک حبش خان مسجد ایک برجی۔ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ

لیکن کاتب اور ناشر ہونے کتابوں دہلی اور شہر دہلی پھاٹک حبش خان دوکان عبد الرزاق و ابو بکر کتب فروش پتا تھی ہیں کہ کہیں بلکہ کہ شہر میں نہیں ہیں

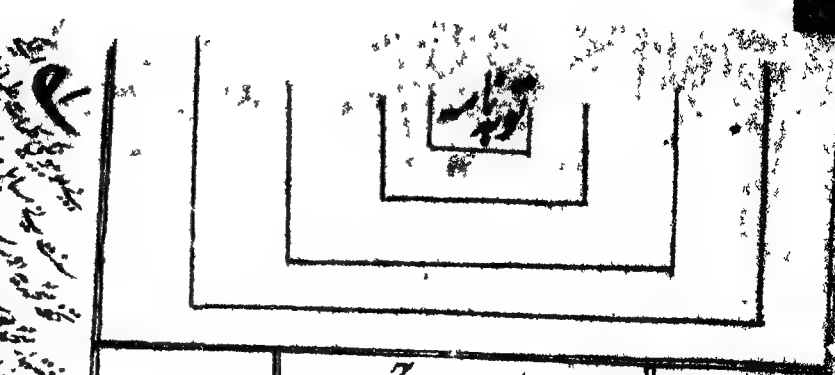

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و صلوٰۃ کہتے ہین محمد شفیع ابن نایب محمد ابراہیم صاحب مرحوم اہل سنت
وجماعت کی خدمت شریف مین عرض پرداز ہون کہ مین آجتک بادیہ ضلالت مین
حیران وسرگردان تہا = اب بفضلہ تعالے شانہ وہابیونکے اعتقاد سے
۱۳ جمادی الآخر سنہ ۱۳۰۳ ہجری روز شنبہ وقت ظہر کو مسمع اہل سنت وجماعت
مین دل سے توبہ کرکے داخل زمرہ اہل سنت والجماعت ہوا ہون جو لوگ
کہ معتقد تقویت الایمان کے ہین رسول پاک محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے
جناب مین بے ادبی کرتے ہین ۱ اور ایسی بے ادبی کی کلمات کہتے ہین جو کفر ہین
کوئی شخص ایسا اعتقاد رکہے یا ایسا اعتقاد رکہنے والیکو یا اوسکی تاویل کرنیوالیکو
کافر نہ سمجہے تو وہ بیشک کافر ہے ۲ اور دائرہ اسلام سے باہر کیونکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی جناب مین ۳ ردا یا کنایتاً یا اشارتاً بے ادبی کرنا کفر ہے اور اس کافر کا
حمایت کرنیوالا بہی کافر ہے ۴ چنانچہ بے ادبی کی کلمات جو کہ تقویت الایمان اور
انکی دوسری کتابون مین ہین وہ تو بہت سی ہین مگر چند عقاید جو ذیل مین تحریر ہوتے
ہین ۵ صفحہ نام کتابون انکی کی اور تیہ صفحہ کے سوا انکے کفر پر دلالت کرتی ہین —
تو ای اہل سنت عبرت پکڑو اور اس گروہ سے بچو کیونکہ عقیدہ انکا اول یہہ ہے

۱ بر ادبی
۲ بر ادبی
۳ بر ادبی
۴ بر ادبی
۵ بر مخالفت

نمبر شمار	عقاید	نام کتب و صفحہ
۱	اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھتا ہی اور دو قدم کرسی پر کشتا الصورت ہی اور بعضی جگہ حاکم دنیا کی کام کرتا ہی	احتوا علی مسئلۃ الا ستواء ص ۲۰۴ و ۲۰۵ ۱۲ سرمہ چشم آریہ ص ۱۳۱ و ۱۳۲ ۱۳ رسالہ یکروزی ص ۱۵ ۱۴ صیانۃ الایمان ص ۱۵ ۱۵ تقویت الایمان ص ۶۰
۲	نداستیعانی کا جواب بولنا ممکن ہی	
۳	جناب حضرت کو بڑا بھائی کہتے ہین	
۴	آنحضرت کو جا سے نسبت نہیں	تقویت الایمان مذکور ص ۸ و ۱۴ و ۱۹ ۱۶ اثبات توحید ص ۳۹
۵	حق تعالیٰ جکو چاہیگا بہا دیگا	تقویت الایمان ص ۳۳ و اثبات توحید مذکور ص ۳۳ ۱۸ نصیحۃ المسلمین ص ۵ ۱۹ تحقیق الکلام ص ۴۳

نمبر شمار	عقاید	نام کتب و صفحہ
۶	کروڑون نبی ولی جن جبرئیل حضرت صلعم سا کی خدا پیدا کروائی	رسالہ یکروزی مذکور ص ۱۱ منتظم ص ۱۲
۷	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات النبی مین کہتے ہین کہ آپکو ایذا دینے حرام نہین ہے	تقویت الایمان ص ۶۱ و تحقیق الکلام مذکور ص ۱۳ ۲۰ منحنی العیون ص ۱۳ ۲۱ اتمام الحجۃ ص ۲۲
۸	آنحضرت کے روضہ مبارک کو توڑ دینا چاہیے کہ مانند یہود و نصاریٰ کی ہی	عبدالوہاب نجدی اور اوسکے سب تابعین کا عقیدہ ہے ۲۳ ۲۴ خصوص مذکر الاخوان ص ۶۱
۹	آنحضرت مرکی مٹی مین ملے گے	تقویت الایمان ص ۶۱ اثبات توحید ص ۳۹ ۲۶ تذکیر الاخوان ص ۲۰
۱۰	آنحضرت کو نہ کچھ قدرت ہے نہ کچھ سنتے ہین	تقویت الایمان ص ۸ و ۹ و ۲۲ و ۲۹ و ۴۲ ۲۷ اثبات توحید ص ۵۰ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ ۲۸ نصیحۃ المسلمین ص ۱۳

نمبر شمار	عقائد	نمبر شمار	نام کتب و صفحہ	نمبر شمار	عقائد	نمبر شمار	نام کتب و صفحہ
۱	آنحضرت کی قبر زیارت کو سفر کرکے جانا شرک ہے ۱۲	۱۵	تقویت الایمان ص ۱۴ و تذکیر الاخوان ص ۱۲ و انتباہ توحید ص ۱۵ و تحقیق الکلام ص ۱۲ و تقویت الایمان ص ۱۴	۹	محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرک کہتے ہیں ۱۲	۱۵	تحقیق الکلام ص ۱۴ و ۱۵ و تقویت الایمان ص ۱۴ و انتباہ توحید ص ۱۵
۱۱	آنحضرت عاذنا خاتم النبیین ہیں قدرت کے روسے ہیں ۱۲	۱۴	رسالہ گیروزی ص ۱۴۱ ۱۲	۱۰	آنحضرت کو ایک بات کا بھی غیب دان جاننا شرک ہے ۱۲	۱۴	تقویت الایمان ص ۵۸ و ۵۹ ۱۲
۱۲	حضرت کا نام سنے واذا نین سنکر بوسہ دینا اور آنکھ پر لگانا بدعت جانتے ہیں ۱۲	۱۳	نجی الموسنین مذکور ص ۱۱۷ ۱۲	۱۱	حضرت کی روضہ کے روبرو عاجزی سے ادب بجالانا اور خضوع و خشوع سے زیارت کرنا شرک ہے ۱۲	۱۴	تقویت الایمان ص ۴۲ و ۴۳ تذکیر الاخوان ص ۳۵ ۱۲
۱۳	جشن میلاد شریف کو حرام اور اسکے کہانکو بدعت اور بدبختی اور مشابہت ہنود کہتے ہیں ۱۲	۱۴	تذکیر الاخوان ص ۱۲ و ہدایۃ المسلمین ص ۱۲ و تحقیق الکلام ص ۱۵ و غایۃ الکلام و کلمۃ الحق ص ۱۳ و ابداد المسلمین وغیرہ ۱۲	۱۲	آنحضرت اور دوسرے انبیاء اللہ تعالیٰ کی روبرو ذرہ ناچیز سی بھی کمتر ہیں ۱۲	۱۵	تقویت الایمان ص ۵۷ و ۲۱ انتباہ توحید ص ۳۹ ۱۲
۱۴	آنحضرت کو یا محمد یا رسول کہنا شرک ہے ۱۲	۱۵	تقویت الایمان ص ۵۶ و ۵۷ و نصیحۃ المسلمین نجی الموسنین کا حاشیہ ۱۲	۱۳	آنحضرت کی فاتحہ کا کھانا کھانا حرام ہی کہ مشابہت ہنود کی ہے ۱۲	۱۴	فتوا میلاد شریف مذکور ص ۱۷ ۱۲

۲۱	حضرت کے غبار شریف کی اور موئی مبارک کی اور قدم شریف کے اور نقشہ نعلین شریف کی مدحت کرتی ہین اور سربراجاتی ہین اور تعظیم نہین کرتی ۱۲	تذکیر الاخوان ص ۹ تمام رسالہ دلیل محکم فی نفی اثر القدم وغیرہ الموشین ص ۲۳ کا حاشیہ	۲۵	صحابہ علی الخصوص خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی تحقیر سے منکر ہین ۱۲
۲۲	دلائل الخیرات کے کتاب و لگیر و طالب کے پڑنیکو برا جانتی ہین یہان تک کہ جدی نی اوسکو جلادیا ۱۲	تحقیق الکلام ص ۳۳ منیے الموشین ص ۲۱ کا حاشیہ واسیکے تشریح ص ۲۸ کا حاشیہ ہے ۱۲	۲۶	ان رح کی جناب مین بی ادبی کی کلمات کہتی ہین علی الخصوص سلطان الائمہ سراج الامت امام الاعظم ابوحنیفہ رح کی اہانت کرتی ہین بلکہ لعن کرتی ہین ۱۲
۲۳	انحضرت اللہ تعالے کے نورسی ہین اسکو برا و شرک کہتی ہین ۱۲	صیانۃ الانسان وغیرہ مطبوعہ مراد آباد ۱۳۱۲ھ مولفہ مولوی شہود الحق ص ۳۰		
۲۴	سب افعال اور اقوال انحضرت کی کہتی ہین محمود نہین بلکہ دین کی باتونمین بھول چوک ایسے ہوجاتی تھے ۱۲	تحقیق الکلام ص ۴۵ و ۴۶ کا حاشیہ در رد التقلید بالکتاب المجید ص ۱۲ ۱۲	۲۶	اجماع و قیاس کے منکر ہین ۱۲

نام کتاب	عقائد
تحقیق الکلام ص ۶۹ و ۷۰ و انعام الباری ص ۹۳	صحابہ علی الخصوص خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی تحقیر سے منکر ہین ۱۲
السنت ص ۹۳	
معیار الحق ص ۲۲	
دراسات اللبیب ص ۲۱۳ و ۲۰۸ ۱۲	
اثبات توحید ص ۸۵	ان رح کی جناب مین بی ادبی کی کلمات کہتی ہین
تحقیق الکلام ص ۲۰ و ۲۱	
معیار الحق مذکور	علی الخصوص سلطان الائمہ سراج الامت
ص ۱۰ و ۲۲ و ۸۱	امام الاعظم ابوحنیفہ رح کی اہانت کرتی
ظفر المبین ساری	ہین بلکہ لعن کرتی ہین ۱۲
ایضاح الحق ص ۱۹	
معیار الحق ص ۱۹۸	
تذکیر الاخوان ص ۱۰	
مولوی محمد حسین	
ایضاح الحق ص ۱۰	

	عقاید	نام کتب و صفحہ		عقاید	نام کتب و صفحہ
۳۰	مذاہب اربعہ	ایضاح الحق			ظفر المبین کل اعتصام
	کے منکر ہین اور	ص تذکیر الاخوان			السنت ص ایضاح
	چنیے کو محمدی کہتے	ص تحقیق الکلام			الحق ص ۱۷ و ۱۸
	ہین ۱۲	اعتصام السنت ص ۳۷	۳۳	فقہ حقیقت مین اولہ ابجد ہے	تحقیق الکلام ص
۳۱	قرآن و حدیث	معیار الحق ص ۲۲		جامع ہے اسکو مخالف	ظفر المبین کل اعتصام
	کے معنے اپنی	شوکانی ص		جانتے ہین ۱۲	السنت تذکیر الاخوان ص
	طبیعت سے کرتی ہین		۳۴	صوفیہ کرام رح کے منکر	تحقیق الکلام ص
	بلکہ فقط کم و بیش			ہین اور اونکو بلکہ اونکی	اعتصام السنت ص ۹۸ و ۹۹
	کرتی ہین ۱۲			طریقہ کو برا جانتی ہین انکو	ص تذکیر الاخوان ص
۳۲	۴ مامون اربعہ	تنویر العینین ص ۲۶ و ۲۷		کافر کہتے ہین ۱۲	ص منجد المومنین کا حاشیہ
	رح سے ایک	معیار الحق ص ۵۱ و ۵۲	۳۴	اولیاؤ نکے قبور کی	تحقیق الکلام ص
	امام کی تقلید	ایضاح الحق		زیارتکو سفر کرنا بدعت	تذکیر الاخوان ص ۱۲
	نہین کرتی	ص ۳۱ و ۷۷		ہین حالانکہ عبادت ہے ۱۲	اثبات توحید ص
	بلکہ شتر بے	و ص ۵۵ ۱۲			و ص ۱۷ و ص
	مہار کی طور		۳۵	سیت کے اور سمع الموتی کے منکر ہین	اثبات توحید ص ۱۵۱ و ص ۱۵۲ و فتح الاسور فی فیض القبور ص ۱۲
	پر چلتے ہین ۱۲		۳۶	استمداد حضرت سے یا اور	اثبات توحید ص ۱۶۷
۳۷	مقلدین شتر	تذکیر الاخوان ص ۱۱		اہل قبور سے دور ہو یا نزدیک	و ص تنقیح الاسور
	بزغبی کہتی ہین	معیار الحق ص ۲۷ و ۲۸		شرک کہتے ہین ۱۲	کل ۱۲

	عقاید	نام کتب و صفحہ
۱۲	الہام کو خیال	تحقق الکلام کے
	دل کہتے	ص ۴۰ مین
	ہین ۱۲	
۱۳	سورۃ کے	ایضاح الحق کے
	ثواب رسانی	ص ۱۰ مین ۱۲
	کو برا جانتے	
	ہین بلکہ عبادت	
	بدنے کے	
	منکر ہین اور	
	تین کا بہی	
	انکار کرتے	
	ہین ۱۲	
۱۴	بیس رکعت	اعتصام السنۃ کے
	تراویح کے	ص ۲۰ مین ۱۲
	نماز پڑہنیکو	
	ضلالت	
	جانتے ہین	
	فقط	

	عقاید	نام کتب و صفحہ
۱۵	کو بے اذن	تحقیق الکلام کے
	مانگے آنیکا یا	صفحہ ۷۰ مین درج
	جانیکا یا چڑہنیکا	ہے ۱۲
	اور جواب مین	
	علیکم بسم اللہ	
	یا کرو بے ڈکو	
	آگے رکہکر کہی	
	بسم اللہ تو	
	اوسکو کافر سمجہے	
	کہتے ہین ۱۲	

حاشیہ صفحہ ۵

۱ ملقب بہ سیارالاسلام مطبوعہ محمدی لاہور مصنفہ جناب مولوی عبدالجبار ۱۲

۲ ارشاد دیکھئے صفحہ ۱۲ ہدیہ مولفہ ابوالہبیل صاحب ثم الوطن

۳ دیکھئے قرآن شریف اور حدیث سے ثابت اور سول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل و تقریر اجماع امت بغیر قید زبان کے اور قیاس صحیح مجتہد مقبولین سے کا ماخذ اصول ہے نہ کہ اہل بدعت و اہل ہوا کا ۱۲

ہیں اور بہت عقاید ایسے ہین کہ جنکا ذکر یہان نہین ممکن ہے سوا ایسے ایسے
عقاید کے یا ایسے معتقدونکے حمایتے کیا کہی بیشک کافر ہے جو اسکو کافر نہ سمجھے
وہ بھی بیشک کافر ہے اور اب مین توبہ کیا ہون اوپر کے اعتقادات سے اور اب
یہہ کہتا ہون کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا بیشک کافر ہے اور دایرہ اسلام سے
باہر یا سب کا معتقد ہووے یا انمین سے ایک دو کا معتقد ہووے اسکا بھی وہ ہے
حکم ہے جو اوپر گذرا فقط یہہ سند اہل سنت وجماعت کو معلوم ہوے اور آیندہ ایسے
نیک اعتقاد رکھے اور مجکو وہابیت کے نام سے مشہور نکرے مین خود لکھتا ہون
اور طبع کراتا ہون تاکہ آیندہ کوئے مجھے وہابیت کے طرف منسوب نکرے ۔
اعاذنا اللہ من ذالک بحرمت النبی وآلہ الامجاد ۔ تحریر محمد شفیع بن نایب محمد ابراہیم
صاحب مرحوم ۱۷ مارچ ۱۸۸۶ع مین یہہ توبہ نامہ پہلے بنگلور مین چھپا تہا لیکن ضرورت
سمجھکر کہ جس سے مسلمان اس گمراہی سے بچین اور سیدہے راہ راست پر
آجاوین اس مسکین کمترین خاکپای علمای دین قاضی سراج الدین احمد واعظ الانصاری نے
دوبارہ چھپاکر تقسیم کیا اسیطرح خداوند تعالے سب مسلمانونکو یہہ نیک توفیق عطا کرے
کہ وہ سب عیسائیون کیطرح سے اپنی دین کی مددگار بنجاوین اور اپنی دین کے
کتابین ہر زبان مین چھپاکر کے غریب لوگ مفت تقسیم کردین تو عند اللہ اجر ہے
اگر کوئی صاحب ان مسایل مین شک کرین کہ یہہ عقیدہ ہمارا نہین ہے تو خاموش نہو بلکہ چھپواکر
اسطرح مشتہر کرین کہ ہمارا یہہ عقیدہ نہین ہے اور ضرور تو اسوقت مین یہی ہے کہ دل و جان
سے کل اہل اسلام کو یہہ جھگڑا چھوڑکر اور اتفاق کرکے ایکدل ہونا چاہیے اور دین

اسلام کا معاون و مددگار بنا چاہیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایھا الرسول
ما علیک الا البلاغ المبین کو وَاِنْ تَسْئَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ اگر یہہ کام نکیا تو
کسکا کوئی حق ادا نہ کیا یعنے دعوت اسلام کر کی خدا کے راستہ پر نہ بولایا تو کوئی کام
نہ کیا فقط تمت

اشتہار

یہہ توبہ نامہ اور اسکے متن و حاشیہ کی کتب بلکہ فریقین کے بہت سے کتب موجود ہین
یہان تک کہ انکے یعنے وہابیہ کے ہر ایک عقائد کے اور کتاب کے رد کے رسایل
ایک ایک اور دو دو اور چار چار اور بعض کی نو دس وضع کی عمدہ جواب بڑی اور چھوٹی
شہرون مختلف سے آئی ہوئی موجود ہین مع فہرست کے شہر دہلی سہانک
حبش خان و دکان عبد الرزاق و ابوبکر کتب فروش پر ملتے ہین کوئی صاحب
شہر مین ایک جگہہ نہین ہین طلب فرماکر ملاحظہ فرماوین اب یہہ توبہ نامہ مع حاشیہ جدید
سنہ ۱۳۱۵ ہجری کو مطبع محمود المطابع واقعہ شہر دہلی
چیلان مین طبع ہوا

بقیمت آدہ آنہ

بعون صانع کین مکان و خلاق زمین و زمان

رسالہ
جوہر الایمان

در مطبع گلشن ہند پریس واقع دہلی طبع شد

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علی رسوله محمد واله واصحابه وعترته
از واجبه اجمعین اما بعد عرض کرتا ہے بندہ درگاہ وخادم بارگاہ سید الکونین رسول الثقلین صلی
اولاد حسین ابن سید سعید الدین حسین مرحوم ومغفور بنیرہ حضرت مخدوم مصلح الدین چشتی جرجانی
بلزامی خدمت مین اہل یقین کے کہ رسالہ ہذا مسمی بہ جواہر الایمان در بیان محبت وعشق محمد وآل
محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم بتقلید قول معوضیہ کرام مصرع عشق محمد بس است وآل محمد
تواریخ معتبرہ سے منتخب کرکے اشارہ بابون پر جمع کیا باب اول در بیان محبت حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم باب دوم در بیان محبت وعشق اہل بیت رسول اللہ علیہ السلام باب سوم
در بیان فضیلت حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہ باب چہارم در بیان فضیلت خاتون قیامت فاطمہ
زہرہ علیہ السلام باب پنجم در بیان فضیلت سروران جنتین حضرت حسنین علیہ السلام باب ششم در بیان
بحث خیر البشر بعد الانبیاء بالتحقیق باب ہفتم در بیان مراتب وفضیلت اصحاب صادقین وخلفاء راشدین
رضی اللہ عنہم باب ہشتم در بیان خلافت صوری حضرت علی کرم اللہ وجہ وجنگ جمل باب نہم در بیان
بغاوت معاویہ بن ابوسفیان وجنگ صفین باب دہم در بیان تعظیم وحرمت مدینہ طیبہ باب یازدہم
در بیان شہادت حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہ باب دوازدہم در بیان شہادت امام حسن
علیہ السلام باب سیزدہم در بیان بعض حالات حکومت معاویہ باب چہاردہم در بیان
شہادت امام حسین علیہ السلام باب پانزدہم در بیان تجویز اون نیدیلید۔ باب
شانزدہم در بیان شرف سادات بنی فاطمہ باب ہفدہم در بیان اولاد امام حسن علیہ السلام باب اول
باب ہیزدہم در بیان اولاد امام حسین علیہ السلام در بیان اہلبیت نبی علیہ السلام باب اول

بیان محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتوائے محبت صادق روشن گردد اللہ تعالیٰ
علیہ تیرا ساتھ دے کہ سید الثقلین کے کہ محبت آن حضرت کے اصل ایمان اور پہل دینے والی نیک
بختی دونوں جہانکی ہے اور علامت ہے حسن خاتمہ اہل ایمان کی موجب من احب شیئا اکثر
ذکرہ کے اور لوازم محبت سے ہے ذکر محبوب کا اور دلیل ہے محبت کے پوشیدہ نہیں رہتی ہے
علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم البشیر اور
خیر خلق اللہ کلہم کے ہیں پس نہایت جگہ یہ پہونچتے علم کے ذات انور علیہ السلام میں یہ ہے کہ آپ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بصورت بشر سب سے زیادہ خلیق اور بہتر اور افضل تمام مخلوقات کے ہیں بعد
احدیت کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سی فضیلت کسی میں نہیں ہے شیخ الاجل گوید مخوان
و راخدا از بہر امر شرع دین ۔ وگرہر وصف کس میخواہی اندر مدحش املا کن ؛ دیگر شاہ رسل شفیع
امم خواجہ دو کون ؛ نور خدا حبیب خدا سید الانام ؛ مقصود ذات ارست دگر جملگی طفیل ؛ منظور نور او
دگر کیلگی ظلال ؛ ہر مرتبہ کہ بود در امکان برا و رست ختم ؛ ہر نعمتی کہ داشت خدا شد برا و تمام بر ذات
از طبیعت انسان متقدم گران ؛ اسری بعبدہ ہست من المسجد الحرام ؛
تا عرصۂ وجود کرا فضاے عالم ہست ؛ کانجا کا بجثہ نہ انسان نہ نام ؛ از اشیای عالم جان بر بشیر ش
مقام سر لست بس شگرف در اینجا ہیچ نام ؛ جزوی دران مقام نگنجید ہیچکس ؛ اولو اولاد پاک خداوند
و السلام دیگر جاے چگویم وصف نبی را ایان ؛ کہ آیات خود ناطق اند در عیان ؛ چگویم تقریر در شرح او
کہ حق گفت لولاک و مدح او ؛ چگویم در وصف خیر البشر ؛ کہ سر الہست او تا بسر ؛ دیگر در ہیچ
ذرہ نیست کہ نور محمدی ؛ از طلعت وجود اضافی لطافت ؛ سر سپہر طراز انفاس فیض ست
این نکتہ پیش اہل نظر امر واقع ست ؛ فردا لواء حمد بدست محمد ست ؛ مقبوع او ست جملہ جہانش مشفع
ہست اور فرمایا آنحضرت نے واسطے محبت اپنی کے لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ
وولدہ والناس اجمعین ترجمہ یعنے لایا ایمان تم سے کوئی جب تک کہ میں دوست زیادہ تر
نزدیک اوسکے باپ اور ماں اور تمام آدمیوں سے قولہ تعالیٰ قل ان کان اباؤکم وابناؤکم
واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن
ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجہاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لا یھدی القوم
الفاسقین ترجمہ یعنے کہو اے محمد اگر باپ اور لڑکے اور عورتیں اور مال تمہاری کہ اونکو تم نے کمایا
ہے اور تجارت تمہاری کہ ڈرتے ہو اوسکے نقصان سے اور مساکن تمہارے تاکہ راضی آدمی ساتھ

اوسکے دوست زیادہ نزدیک تمہارے خدا اور رسول اوسکے سے اور چاہو کہ تمہارے واسطے
کے بہتر انتظار لیجاؤ تاکہ لاوے خدا تعالی عذاب اپنا اور منشا محبت کا حسن اور احسان
ہے اور یہہ دونو صفتین مخلوقات سے تمام و کمال مخصر ہین بیچ ذات آنحضرت کے کہ اکمل
اور اجمل اور اخلق ہین کائنات سے **نظم**

ہم حسن و جمال بے نہایت داری	ہم جود و کرم بحد غایت داری	ہم حسن ترا ست ہم احسان
محبوب توئی کہ ہر دو آیت داری	خط سبز و لب لعل و رخ زیبا داری	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری
شیوہ شکل و شمایل حرکات و سکنات	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	اور جب کہ دوست رکھتا ہے

تو اوسکو کہ جسنے احسان کیا ساتھہ ایک بار یا دو بار اوس نعمت کے تین کہ فانی ہے زائل
کیا کسی مضرت کو کہ زائل ہونے والی ہے پس کیونکہ پہونچے اوس نعمتہاے دائمی اور ابدی
کو کہ ہر بلیات سے محفوظ رکھے اسیطرح آدمی جب کہ صورت جمیلہ اور سیرت حمیدہ کو دوست
رکھتا ہے پس جو شخص کہ جامع جمیع جمال جاودانی اور جمیع اجناس فضل اور کمال ہوئی
اوسکی دوستی کسطرح پر ہونا چاہئے اسواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شایان اس
امر کے ہووے کہ دوستی اپنی اپنے نفس اور اہل اور اولاد اور مال سب سے زیادہ ہونا چاہئے
اور محبت کی علامت السرور علیہ السلام سے یہہ بات بھی ہے کہ آپ کے دوست کو دوست
اور دشمن کو دشمن رکھے اور یہی علامت دوستی اوس جناب کے یہہ بھی ہے کہ قرآن مجید کو
دوست رکھے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ اپنی اولاد کو ادب سکھاؤ تین چیزون کا
ایک محبت رسول اللہ کی اور دوم محبت اہل بیت رسول خدا اور سوم تلاوت قرآن مجید
کے اور دوست رکھنا سنت نبوی کو اور پڑھنا درود شریف یا رب صل وسلم دایما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلهم۔ اور جان تو کہ فوایداور نتایج درود شریف کے بے حد ہین اور
حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو میری اوپر ایکبار درود بھیجتا ہے اللہ تعالی اوسکے اوپر
دس مرتبہ صلواۃ بھیجتا ہے ترمذی ابن مسعود سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا آنحضرت
نے کہ نزدیک ترین میری بروز قیامت وہ لوگ ہونگی جو درود بھیجتے ہین مجھپر پس ہوا بعض
بعض علماء فضیلت مین جہت کثرت ثواب کے بعض آدمیون کو صحابہ پر جواز رکھتے
ہین کہ تمام وظائف اونہون نے درود شریف کو کردانا ہے اور حدیث مین آیا ہے
کہ جو کوئی بروز جمعہ ہزار بار اس درود کو پڑھے جب تک کہ وہ اپنی جگہ بہشت مین دیکھ

سے مرتبہ اللھم صل علی محمد و آلہ الف الف مرۃ اور کنز النعمان شیخ علی متقی مین وارد ہے
کہ جس سو نیرہ مرتبہ ہر روز درود شریف کا ورد کرے کیونکہ اکثر علماء کا مقولہ ہے کہ یہ تعداد
تاثیر عظیم رکھتے ہی اور یہہ تعداد مرسلین اور اصحاب طالوت اور اصحاب بدر کی ہے
اور سو مرتبہ سے کم نکرے تاکہ بوسیلہ درود شریف کے ہر کام دینے اور دینوی حاصل ہووے
اور بہتر درود شریف یہہ ہے اللھم صل علی محمد وعترتہ بعدد کل معلوم لک بارک وسلم اور
عارفین نے ہر روز ایک ہزار بار درود شریف کا ورد کیا ہے اور زیارت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاصل ہوتی ہے اور شیخ ابن ہمام شارح ہدایہ نے لکھا ہے کہ بموجب ایہ کریمہ
یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ایک بار درود بھیجنا آنحضرت پر فرض قطع ہے اور
منکر اوسکا کافر ہے اور تارک اوسکا فاسق ہے اور کافی نے صحیح کی ہے یہہ بات کہ مجلس مین
ایک بار درود پڑنا واجب ہے اور امام زاہدی نے کہا ہے کہ جتنی بار نام پاک آنحضرت لیا
جاوے اوتنی بار درود کہنا واجب ہے اور یہہ قول صحیح ہے نزدیک ہمارے اور اقرب
اور راجح ہے واسطے محبت اوس جناب سرور الانبیا کے اور علامت ہے محبت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور یہہ امر بھی ہے کہ اہل بیت رسول کریم کو دوست اور دشمن
اہل بیت نبوت سے عداوت رکھے۔

بیان والدین حضرت سرور الانبیا علیہ السلام

جاننا چاہئے کہ نسبت والدین اور اجداد آنحضرت کے بعض علماء سلف نے رجوع بکفر کیا ہے
لیکن یہہ محض غلط ہے کیونکہ حق تعالی نے ببرکت نور محمدی کے نسب شریف کو کوزنا اور تاریکی
کفر سے پاک کیا ہے اور والدین اور اجداد آنحضرت کہ اوپر ملت ابراہیمی کے تھے بسبب خوف
دشمنون کے دین اپنے کو پوشیدہ کیا تھا اور جائے غور ہے کہ نور خاص رب العزت تاریکی
کفر مین کیونکر رہتا بموجب حدیث کل شی یرجع الی اصلہ حق تعالی کیونکر نور حبیب اپنے کا کہ
کفر اور زنا مین منتقل کرتا اور عفت اور عظمت نسب مبارک مین فرق لاتا چنانچہ فرمایا۔
قولہ تعالی انما المشرکون نجس اور حدیث مین آیا ہے کہ نور پاک آنحضرت کا آدم سے حضرت
آمنہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ رضی عنہ تک بیچ اصلاب طیب اور بطن طاہر مین منتقل
ہوا ہے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک روز آئے جبریل
علیہ السلام خدمت مین سرور عالم کی اور کہا کہ خدا تعالی بعد سلام کے فرماتا ہے کہ

حوام کی آل و نوح اور برادن صلبون کے کہ جنھے ظاہر کیا مین نے تمکو اور اون کفار اور مشرکون
کو کہ جنھے پرورش کیا اور نعیم کیا تمکو اور یہی انس بن ثابت سے مروی ہے کہ بارہا آنحضرت نے
مجھ سے فرمایا ہے کہ حق تعالی نے نور میرا مدام اصلاب طیب اور بطن طاہر سے منتقل کیا
ہے اور والدین اور اعداد اور چچا میرے کو سب عیبون سے پاک کیا ہے اور مولانا عبد العلی
لکھنوی بیچ شرح اسمائے بدر ابن حجر عسقلانی سے لکھتے ہین کہ آنحضرت نے فرمایا یہ تحقیق
منتقل ہوا مین پشت آدم سے بہترین روے زمین کے قرن بعد قرن یہانتک کہ ظاہر
کیا مجکو اللہ تعالی نے پشت عبد اللہ سے اور یہی حضرت جابر کہتے ہین کہ رسول خدا نے فرمایا
کہ جسوقت کہ مین معراج مین تو دیکھتے مین نے زیر عرش چار نور چمکتے ہوئے پس عرض کیا
مین نے کہ اے بار خدایا ان نورون سے مجکو آگاہ فرما اوسوقت فرمان آیا کہ اے حبیب یہہ نور
والدین و جد و عم تیرے کے مین عبد اللہ و آمنہ و عبد المطلب و ابو طالب مین یہہ عرض
کیا مین نے کہ اے پروردگار یہہ سب اوپر ایمان کی تہی فرمان آیا یہہ سب ایمان کو پوشیدہ رکھے
تھے کفار سے یہانتک کہ انتقال کیا زہرہ الریاض و دیگر کتب سے ثابت ہوا ہے کہ جو شخص
ہر سفران اسمار مبارک کا سوا درود کہے اللہ تعالی اوسکو آگ دوزخ سے محفوظ رکھے
گا پس اگر والدین و اجداد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کفر پر موتی تو یہہ بندگی درگاہ
خدائے تعالی سے حاصل نہوتی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کہتے ہین کہ جس روز
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیدا ہونے کی خبر حضرت ابو طالب کو پہونچی فورا سجدہ
خدائے تعالی کا ادا کیا اور فاطمہ بنت اسد اپنی زوجہ سے کہا کہ مین نے ایک کاہن سے سنا
ہے اوسنے کہا کہ اے ابو طالب تیرے گہر پیغمبر اخر الزمان پیدا ہوگا کہ وہ ولی سانہ عجایبات
اور غرایبات کے اور بعد اوسکے ایک فرزند تیرے صلب سے پیدا ہوگا کہ وہ ولی خدا اور وصی
پیغمبر کا ہوگا تو اوسکو شر اعدا سے بچانا چنانچہ اوسکی ساتہ روز بعد پیغمبر علیہ السلام پیدا
ہوئے حضرت ابو طالب نے اوسکی خوشی مین ساتہہ روز تک طعام تقسیم کیا اور سب کو دعوت
کر کے کہلایا مواہب لدنیہ مین حافظ ابو الفضل ابن حجر اسحاق سے روایت کرتے ہین
کہ ابو طالب نے ایک قصیدہ نعت مین حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کے تصنیف کیا ہے اوسے اسلام اوسکا ثابت اور ظاہر ہوتا ہے چنانچہ وہ یہہ

اوسکی یہہ ہین

ابیات	الا ابلغا عنی علی اذات نیبا		لویا وخصا من لوی بنی کعب
	الم تعلموا انا وجدنا محمدا		نبیا کموسی خط فی اول الکتب

اور یہی ابو طالب نے تین سال پیشتر ہجرت سے پیغمبر خدا کی بہت محافظت کی اور نگہبانی کی اور حضرت علی کو حمایت دین محمدی کے وصیت کے تھی وہ قول یہ ہے۔

ابیات	اصبرن یا بنی فان الصبر اجمی		کل حی مصیر ہ لشعوب
	قد بدا لناک والبلاء شدید		بعد ا الحبیب ابن الحبیب
	بعد ا والا غیر ذی الحسب الثاقب		والباع والفناء الرحیب
	ان یصیبک للنون والنسل بلوی		فمصیب منها وغیر مصیب
	کل حی وان تملی عیشا		اخذ من سهامنها نصیب

ترجمہ صبر کر ضروری اے میرے فرزند تحقیق صبر بہت عمدہ اور پسندیدہ چیز ہے اور سب زندون کا ٹھکانا البتہ سختی ہے تحقیق خرچ کیا ہمنے تمکو سخت آزمایش کی جگہہ مین البتہ صدقہ سردار کا سردار زادہ ہی ہے البتہ صدقہ عزت دار اور صاحب حسب کا سردار ذی عزت ہی ہوتا ہے اگر پہونچی تجھکو حکومت یہان تک کہ تراشے جاوین جان تیری خواہ پہونچی پاردریانہ پہونچی مصیبت تجھکو۔

جواب حضرت علی علیہ السلام ابیات عربی

	انا ما تی بالصبر فی دین احمد		فواللہ ما قلب الذی قلت جازعا
	ولکنی احببت ان تری نصرتی		لتعلم انی لم ازل للہ طایعا
	وسعی لوجہ اللہ فی نصر احمد		نبی الهدی المحمود طفلا ویافعا

ترجمہ کیا حکم کرتے ہو تم ساتھہ صبر کے دین احمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین پس قسم ہے اللہ تعالے کی نہین کہا مین نے جو کچھہ کہا مین نے ساتھہ دردناک کے اور درست رکھتا ہون مین یہہ کہ دیکھو گے تم مدد میری کو لیئے مدد کرونگا مین دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تاکہ جانو تم اور تحقیق مین ہمیشہ رہا ہون فرمان بردار تمہارا اور کوشش کی مین نے خاص واسطے اللہ تعالے کے مدد مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ وہ نبی ہے ہدایت کا اور محمود ہے نوعمری اور جوانی مین ترجمہ نظم۔

	ہر کس کہ چو من اہل بیت کرم ست		در معرکہا بفتح و نصرت علم ست

مردی کہ کریست بنا بید نبی	چون کوہ بکار خویش ثابت قدم

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ابو طالب کا ایمان مثل ایمان اصحاب کہف کے تہا کہ وہ ایمان اپنے کو لوگون سے پوشیدہ رکہتے ہے اور سبب اظہار ایمان کا یہہ تہا کہ اس پردہ مین حفاظت اور حمایت امور خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منظور اور مقصود تہے اور حضرت ابو طالب نے خطبہ عقد رسول خدا کا پڑہا تو اول اوس مین وحدایت حق تعالی کا اقرار کیا پس اگر وہ اسلام پر نہوتے تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافر سے خطبہ عقد اپنے کا ہرگز نہ پڑہواتے اور یہی حضرت علی کرم اللہ وجہ نے حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کے مدح اور مرثیہ مین ابیات بیان کی ہین اون سے اسلام اونکا بخوبی ثابت ہے۔

اباطالب عصمۃ المستجیر	وغیث المحول ونور الظلم
لقد ہر فقدک اہل الحفاظ	وفد کنت للمصطفی خیر عم
لقد نصرافی اللہ دین محمد	علی من بغی فی الدین قدر عالما

ترجمہ یعنے ابو طالب نگاہ رکہنے والا دنون اور سالون کی تنگی بارش کا تہا اور نور تہا ظلمات کا اور بہ تحقیق مددگار راہ خدا مین دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تہا اور روکنے والا اعداد دین اسلام کا اور پورا کرنے والا وعہدہ کا تہا۔ پس جانو تم کہ جنکے اجداد اور عم پیغمبر خدا پر ہمت کفر کی لگائی اوسکی محض بے اسلامی ہے۔

باب دوم در بیان محبت وعشق اہل بیت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

اے عزیز جان تو کہ محبت اہل بیت رسول علیہ السلام کی اور تعظیم وتکریم اونکی احادیث اور قرآن مجید اور قول علماء محققان سے بخوبی ثابت اور ظاہر ہے لیکن لوگون نے اس نیک عمل کو کہ جو وسیلہ نجات دارین کا ہے مساوی اور اختلافی مسئلہ جانکر چہوڑا رکہا ہے لہذا ہم اسکو اولیاء اللہ کے قول سے یہی ثابت کرینگے نظم

نباشد تابع کس اہل تحقیق	باہل دیدہ ودین شد چو تصدیق
کہ کار از کوشش چون نادیدہ افتاد	زقید تابعیت گشت آزاد

کہ تابع نیست اہل کفر و کس را	کہ او تحقیق دیدہ پیش و پس را

اور ہر حدیث روایت و روایت اور قول علماء محققان کو ساتھ تصدیق قول قطب الابرار شیخ فرید الدین عطار و محرم اسرار الٰہی حکیم خواجہ سنائی رحمۃ اللہ علیہ کے سے مطابق کرکے کہ جنکی ثنا و صفت مولوی معنوی کرتے ہین بیان کرین گے مولانا روم گوید ؎

عطار روح بود و سنائی دو چشم او	ما از پے سنائی و عطاری رویم

امام احمد حنبل ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہین کہ جسوقت آیہ قل لا اسئلکم اجرا الا المودۃ فی القربی نازل ہوئی ترجمہ یعنے مین تبلیغ رسالت احکام پر تم سے کچھ بھی مزدوری نہین چاہتا مگر ان محبت اپنی اقربا ون کی کہ انکو دوست رکھو اور اس آیت کے تفسیر مین صاحب کشاف اور صاحب تفسیر مدارک اور فضل الخطاب اور صاحب ہدایت السعد فرماتے ہین کہ صحابہ رضوان اللہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپکی قرابتی کون کون ہین جنکی محبت اور تعظیم ہم لوگون پر واجب ہوئی پس فرمایا آنحضرت نے علی و فاطمہ اور دونون بچے اونکی حسن و حسین اور امام بیہقی نے تصریح کی ہے کہ محبت اہل بیت فرائض دین سے ہے اور امام شافعی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ محبت اہلبیت کی فرض ہے بیچ قرآن شریف کے پس معلوم ہوا کہ خصوصیت اہلبیت مین مطابق ہونے کی انہی چارون حضرات پر ہے کیونکہ ساتھ تصریح کے نام لیا آنحضرت نے اور یہی صحیح کیا ہے حاکم نے ابن کعب عجرہ سے بہ امر کہ جب آیت ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا یہا الذین امنو اصلوا علیہ و سلموا تسلیما نازل ہوئی تو عرض کیا ہم لوگون نے کہ یا رسول اللہ آپ کے اوپر درود شریف کسطرح بھیجا چاہیئے پس فرمایا آنحضرت نے زبان مبارک سے اللھم صل علی محمد و آلہ اور آل حقیقی سے مراد علی و فاطمہ و حسن و حسین ہین اور احمد اور ترمذی روایت کرتے ہین کہ حدیث صحیح مین وارد ہے کہ جو شخص دوست رکھے مجکو اور دوست رکھے حسن اور حسین اور اونکی مادر اور پدر کو پس وہ شخص بروز قیامت میرے ہمراہ بہشت مین ہووے گا۔ پس خوشی کرین دوستدار ان آل رسول علیہ السلام اسکے بیت

زہے سعادت انکس کہ یافت بہر دری	بدین نشانت عظمی حب آل نبی

اور خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو فرماتے ہین نظم

ابا الدین لا تسلک للمومنین	بایات وحی وایجا بہا

ان سمتہ الفخر فی حکمہا	وصلت علینا باعز انہا
فصل علی جدک المصطفٰی	وسلم علیہ و اطلابہا

ترجمہ معنے ہین دین ہون بیشک خاص اوس جماعت کا کہ مجھپر ایمان رکھتے ہین موافق آیات قرآن مجید کے اور اپنے اوپر واجب جانتا میری محبت کو جملہ باتون پر موافق آیات قرآنی اور خاص مجلہ ہے بندگی اور علامت دریافتہ اتباع احکام کے اور درود بیشمار مجھپر موافق بیان قرآن شریف کے پس اے حسین درود بیشمار اوپر جد اپنی کے کہ نام اونکا محمد مصطفٰے ہے علیہ السلام اور درود بیشمار اوسپر اور سلام بھیجو اوپر طالبان اون آیات قرآن مجید کے ترجمہ نظم

اے دوست ستون خاندان مایم	سلطان سپہر عقل و تمکین مایم
آلکدم کہ زروے صدق فرمان جوئی	این نکتہ کہ بدان کہ آل یاسین مایم

اور قاضی شیخ شہاب الدین ملک العلماء دولت آبادی کہ کبائر علما اہل سنت سے ہین رسالہ مناقب السادات مین یہ لکھتے ہین کہ اولاد رسول خدا کی محبت اور اونکی پلے درجہ کی تعظیم اور تکریم قرآن مجید اور احادیث سے ثابت ہے اور اسیوجہ سے درویش لوگ اپنے مریدون کو شجرہ دیتے ہین تاکہ مراتب ہر کسیکے ترتیب وار پیران اور اہلبیت کے کہ شجرہ اہلبیت پر ختم ہوتا ہے پہچانین جاوین اور جو کوئی ایسا نجانے گا تو ہر روز قیامت مرید اپنے پیر سے سرعنہ ہوگا پس از روے احادیث صحیحہ اور اقوال علماء محقق کے یہہ بات بخوبی ثابت ہوگئی ہے کہ محبت اور تعظیم اہلبیت کرام فرض دین کا ہے اور لازمہ محبت سے یہہ امر بھی ہے کہ اہلبیت کے دوست کو دوست رکھے اور اونکی دشمن سے دشمنی اور عداوت رکھے۔ اور عبداللہ محمد بن یعلی بن حاکم الترمذی کہ مقتدا ے دین سے ہین روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث حب آل محمد برءۃ من النار وجواز علی الصراط والولاۃ آل محمد امان من العذاب ترجمہ یعنے دوستی آل محمد کی نجات ہے آگ دوزخ سے اور دوستی آل محمد کی گذرنا ہے پل صراط سے اور دوستی آل محمد کی امان ہے عذاب سے۔ اور بھی حدیث آیا ہے حدیث قال رسول اللہ احبوا اللہ لما یغذوکم بہ من نعمۃ واحبونی لحب اللہ واحبوا اہل بیتی لحبی ترجمہ یعنے دوست رکھو مجکو واسطے اللہ تعالی کے اور دوست رکھو میری اہلبیت کو واسطے دوستی میری کے اور یہہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی بغض رکھے اہلبیت میری سے وہ منافق ہے۔

شود پاک معصوم کل گنہگار	که در خواب بیند جمال محمد
بصدق ارادت دوان جانی	غلام غلامان آل محمد

شاہ یہ مین وارد ہے کہ فرمایا جو شخص دیکھتا ہے میری اہلبیت کو محبت کی آنکھون سے پس دیکھتا ہے اللہ تعالی اوسکو رحمت کی نگاہون سے اور تفسیر کشاف مین مسطور ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے اے لوگو محمد کے اولاد کی محبت پر جو کوئی مرگیا اوسکا خاتمہ کامل ایمان پر ہوگا اور جو کوئی اولاد محمد پر جان اپنی نثار کرے وہ ثابت قدمی سے پل صراط پر گزرے گا اور جو کوئی اولاد محمد کی محبت مین جان اور مال قربان کرے تو اوسکو جنت مین ایسے بناؤ اور سنگار کے ساتھہ اللہ تعالی پہنچے گا جیسے دولہن کو آراستہ کرکے دولہ کے گہر مین پہنچتے ہین اور ابو اسحاق ثعلبی نے روایت کی ہے عبداللہ بن جبلی سے کہ فرمایا جناب رسول خدا نے حدیث الا من مات علی حب آل محمد شہیدا الا من مات علی حب آل محمد فقد مات تائبا الا من مات علی حب آل محمد فقد مات مغفورا لہ الا من مات علی حب آل محمد فقد مات شہیدا الا من مات علی حب آل محمد فتح لہ فی قبرہ بابان من الجنتی الا من مات علی حب آل محمد جعل اللہ ملائکۃ الرحمن الا من رحمۃ اللہ الا من مات علی بغض آل محمد لم یشم رائحۃ الجنۃ ترجمہ یعنے اگاہ رہو اے لوگو جو کوئی کہ مرا اوپر دوستی آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کشادہ ہووین دروازہ بہشت کے بیچ قبر اوسکی کے پس خبردار رہو اے لوگو جو کوئی کہ مرا اوپر محبت آل محمد کے مقرر کرتا ہے اللہ تعالی دو فرشتہ رحمت کے اوسکی قبر پر کہ وہ زیارت کیا کرتے ہین اوسکی قبر کی اور جو شخص اوپر بغض آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتا ہے تو درمیان دونو ابرو اوسکے کے یہہ لکھا ہوا ہوتا ہے کہ یہہ شخص ناامید ہے رحمت پروردگار سے اور آگاہ ہو کہ دشمن آل محمد کا نہین باویگا بوے بہشت کے اور یہی کتاب دار مین وارد ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص ہمکو یعنے ہماری اہلبیت کو دوست رکہی اور اونکی تعظیم اور تکریم کرے والی کو دوست رکہے تو اللہ تعالی اوسکو ہماری ہم نشین کرے گا اور یہی فرمایا آنحضرت نے کہ روز قیامت کے مین چار قسم کے لوگون کا شفیع ہوگا اگرچہ وہ لوگ تمام اہل زمین کے گناہون کے ساتھہ آوین اول وہ گروہ جو میری اولاد کی محبت اور تعظیم کرنے والا ہو دوسرا وہ گروہ جو لوگون کی حاجت روائی کرے تیسرا وہ گروہ جو لوگون کی دوستی مین سرگرم ہووے چوتھا وہ گروہ جو ان تین قسم کے لوگون کی دوستی مین سرگرم ہووے

مولانا جامی در کتاب سلسلۃ الذہب گوید

دوستدار رسول آل وے ام
دشمن خصم بد سگال وے ام
این نہ رفض ست محض ایمان ست
رسم معروف اہل عرفان ست

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ گوید

لو کان الرفض حب آل محمد فلیشہد الثقلین انی رافضی ترجمہ اگر دوستی آل محمد کا نام رفض ہے تو کہدو کہ گواہ رہیں جن اور انس کہ میں رافض ہوں یعنے اعتقاد ہے میرا محبت آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مولوی سالم اللہ دہلوی گوید

در روز حشر ہر کس جوید پناہ
بارب مرا پناہ دہی در گروہ شاہ
ہر کس بدین ملت باشد باعتقاد
سالم غلام اہل عبا شد باعتقاد

شیخ فرید الدین عطار گوید فلا تعدل باہلبیت خلقاً فاہل البیت ہم اہل سعادۃ فبعضہم حب الانسان حسہ حقیقی وحبہم عبادۃ ترجمہ یعنے برابر نکرو اہلبیت سے مخلوقات کو کہ وہ اہل سعادت ہیں اور عداوت اہلبیت کی زیان کاری حقیقی ہے اور محبت اونکی عبادت ہے اور امام بیہقی سے شیخ دیلمی نے نقل کی ہے یہہ حدیث قال رسول اللہ لا یومن احکم حتی احب اللہ من نفسہ ویکون عترتی احب اللہ من نفسہ ترجمہ یعنے فرمایا آنحضرت نے جب تک میں اور اولاد میری تمہاری نفس سے زیادہ دوست ہوں تب تک تم لوگ ایماندارون میں سے نہیں ہو اور امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ پانچ چیزون میں اہلبیت رسول مساوی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیں ایک اون میں سے سلام ہے کہ اللہ تعالے نے اپنے رسول کے حق میں فرمایا السلام علیک ایہا النبی اور حق میں اہل بیت کے فرمایا سلام علی آل یاسین اور دوم صلوات یعنے درود میں کہ اوپر حضرت اور اہلبیت اونکی وارد ہے اور سوم طہارت میں کہ فرمایا حق میں رسول اللہ کے طہ اور حق میں اہلبیت کے فرمایا تطہیرا کذا تطہرا اور ہمارم حرام کیا زکوۃ کو اوپر رسول خدا اور اہل بیت اونکی کے پنجم محبت میں کہ فرمایا قرآن مجید میں بحق رسول اپنے کے قل ان تتبعونی یحببکم اللہ اور بحق اہلبیت کے قل لا اسئلکم اجرا الا المودۃ فی القربی اور اکثر علماء نے لکھا ہے کہ درود وسلام اوپر غیر انبیا کی جایز نہیں اگرچہ وارد ہے اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد

اور دیگر کتب دانے علماء معتبرین اور محدثین مین سلام اوپر اہلبیت کرام مرقوم ہین اور بنجہائی
کتب بخاری مین بھی سلام اہلبیت علیہ السلام پر بھی مرقوم ہین اور ایک جماعت علماء مفسرین
نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ بہ تحقیق مراد سلام الیاسین سے سلام اوپر آل محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے پس اسجگہ سے ثابت ہے سلام اوپر آل پاک کے واجب ہے
اور محبت اونکی سب اہل اسلام پر فرض ہے اور امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین
اور سید علی ہمدانی مودات مین عبداللہ ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ ابوذر
سب اصحاب حضرت رسول اللہ کی مجلس مین حاضرین سے ایک نے آنحضرت سے پوچھا کہ وہ
کون سی چیز ہے کہ جسکی سبب سے حضرت آدم علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور خطا
معاف کی گئی پس فرمایا رسول اللہ نے حدیث سل آدم بحق محمد وعلی وفاطمہ
وحسن وحسین ان یتوب علیہ ترجمہ یعنے سوال کیا آدم نے کہ اے پروردگار بحق
پنجتن تو بہ میری قبول فرما پس قبول ہوئی دعا آدم کی چنانچہ اسے مضمون مین فرمایا

شیخ الاسلام خواجہ ابو سعید ابو الخیر قدس سرہ نے

یارب بمجد و علی و زہرا	یارب بحسن حسین ہم آل عبا
کز لطف برار حاجتم در دو سرا	بہمت خلق یا علی الاعلا

مولوی سالم اللہ دہلوی گوید

الٰہی تو باحق این پنجتن	کنی چیرا قدام شان خشمگین

اور حضرت ابو حنیفہ امام اعظم کا حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام سے
علم طریقت کا حاصل کرنا بخوبی ثابت ہے اور باپ ابو حنیفہ نے کہ نام اونکا ثابت ہے
حضرت علی مرتضی علیہ السلام کی زیارت حاصل کی تھی اور حضرت امیر المومنین نے برکت
اولاد کی ثابت کے حق مین دعا فرمائی اور موجب برکت اوس دعا کے ابو حنیفہ پیدا ہوئے
اور محبت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونکے
اشعار اور کلمات سے بخوبی ثابت ہے۔ امام شافعی گوید اذا فضولی الی ابو سطرین
قد خط کاتب العلم التوحید فی جانب وحب اھل بیت فی جانب ترجمہ یعنے جسوقت
کہ پہاڑا قلب میرے کو پس ظاہر ہوین اوس مین دو سطر تحقیق کہ لکھا تھا اونکو کاتب
علم نے توحید کو ایک جانب اور محبت اہل بیت کو جانب دیگر اور امام مالک رح

تو یا ران خاص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہتی اور مدت دراز تک صحبت
امام ممدوح مین رہے اور علم حاصل کیا اور نزدیک اجماع کے شاگرد عمدہ امام عالی تعلم

	ہم بو حنیفہ مالک ہم شافعی ماہم	
نظم تو چہ باشی مسند حنبل ہمیشہ بزم	ہم خاص و عام امت اینجا شتا بودند	
ہر کس کہ سخرف شد این استان دولت	او بے نصیب ماند بر نیز داہل ملت	

حکایت جب حضرت امام علی موسی رضا علیہ السلام نیشاپور مین تشریف لائے تو خواجہ
شقیق بلخی کہ عاظم صوفیہ کرام سے تہے آگے امام علیہ السلام کے بلو داری کرتے ہوئے جاتے
تہے اور دیگر جماعت صوفیہ کرام کے حضرت امام علیہ السلام پر اپنی چادرون کا سایہ کی ہوئی
جاتی ہتی اور حافظ ابو زرعہ رادی اور محمد بن اسلم طوسی سا تہہ جمیع طلبہ کتب حدیث کے مدت
اور مکانون اپنی سے واسطے زیارت امام ممدوح کے آئے اور غوغا عظیم شہر مین ہوا اور واسطے
دیدار مبارک امام علیہ اسلام کے ہجوم ہوگیا اوسوقت محدثین نے عرض کیا کہ اگر ایک دو حدیث
مسند ابائی اپنے کے ہیچ اسوقت کے کہ مجمع خلقت کا ہے روایت فرماوین تو کمال احسان
ہوگا اوسوقت حضرت امام نے بسند ابائی کرام اپنے کہ سلسلۃ الذہب ہے یہہ حدیث ارشاد
فرمائی حدیث لا الہ الا اللہ حصنی فمن قالہا دخل حصنی ومن دخل حصنی امن من العذاب
ترجمہ یعنے نہین کوئی معبود سوائے اللہ کے یہہ کلمہ قلعہ میرا ہے پس جس نے یہہ کلمہ کہا داخل
ہوا ہیچ قلعہ میرے کے اور جو داخل ہوا ہیچ قلعہ میرے کے امان پائی اوس نے عذاب دوزخ
سے پس امام احمد حنبل جب اس سندی حدیث کو ذکر کرتے تو کہتے کہ اگر اسکو کوئی مجنون
پر پڑہین تو صحت ہو جاوے اور ہوش مین آجاوے اور اگر بیمار پر پڑہین تو صحت حاصل
ہو اور جمیع سلاسل صوفیہ کرام کا مبدا یہہ ہے ائمہ علیہم السلام مین پس یہہ لوگ پیران
پیر جمیع گروہون گے ہین اور اہل سنت کے بیان عظمت اور محبت اور بزرگی بیرون کی
حد سے زیادہ ہوتی ہے اور بعض اوقات پیر ارتداد طریقہ جانتے ہین اور اگر بنظر
انصاف دیکہین کہ مدار اہل سنت وجماعت کا شریعت اور طریقت پر ہے اور فقہاے
اربعہ اور کبراے طریقہ ان مین دوامر کو باعث بزرگی کا جانتے ہین اور کبراے طریقہ
فقہاے خانوادہ ہاے صوفیون کا اور ہر دو فرقہ کا رجوع حضرات ائمہ اہل بیت
علیہم السلام پر ہے اور تمام امت حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو اور اونکی اولاد کو

مثل پیروں اور مرشدوں کی پوجتے ہیں اور درود اور فاتحہ اور نذر و نیاز ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہی کی نام کا رائج اور معمول ہے اور تمامی اولیاء کرام امت کا یہہ ہے معمول ہے بسبب واسطے اہل بیت رسول سردار جمیع گروہ کی ہین اور اصل اور اصول خاتمہ ولایت محمدی کی یہہ ہے لوگ ہین شاہ عبد الحق محقق دہلوی در اخبار الاخیار گوید

نواب نبی بملک دین ایشانند	حکام ولایت یقین ایشانند
از کشتی نوح بحر موسی گوئی	مقصود مراد حق ہمین ایشانند

پس اسی صورت مین اور بدین وجہ تمامی علماء و صوفیہ و محدثین و فقہا نے یہہ کہا ہے کہ محبت اہل بیت کے ہر مومن اور مومنات پر لازم اور فرض اور داخل ارکان ایمان ہے اور فرقہ شیعہ کا یہہ مقولہ کہ اہل سنت و جماعت کو محبت اہل بیت سے انکار ہے محض غلط اور بے اصل ہے اور جو کچھہ کہ عوام اہل سنت و جماعت نے اہل بیت کے باب مین بمقابلہ جانب مقابل کی کچھہ کچھہ کہا ہے وہ بھی محض غلط اور بے اصل ہین اور محققین اہل سنت کے نزدیک وہ ہی امر ہے جو ہمنے کتب معتبرہ محققین سے رسالہ ہدا مین تحریر کیا ہے۔

مولوی سالم اللہ دہلوی گوید

چہ گویم توصیف اہل عبا	فزونست ز تحریر و تقریرہا
چہ گفتہ شود وصف شان را جدا	خدا گفت در حق شان انما
چہ گفتہ شود وصف شان اے پسر	کہ انوار حقند بصورت بشر
گر انہا نبودی جہان ہم نبود	نبودی کسے را ظہور و وجود
نبودی انسی جان و نبودی ملک	نبودی زمین و نبودی فلک
نبودی زمان و نبودی مکان	برائے ہمین شد ہمہ در عیان

اور حضرت علی کرم اللہ وجہ خود فرماتے ہین ابیات عربی در مدح اہل بیت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قد یعلم الناس انا خیرہم نسبا	و نحن اخرہم بیتا اذا فخروا
رھط النبی و ھم ماوی کرامتہ	و ناصر الدین و المنصور من نصروا
و الارض تعلم انا خیر ساکنہا	کما بہ یشہد البطحاء و الحجر

واہلبیت ذوالستر لوسا ویلہدیہم	نادی بذالک ہمان البیت ہاتفہ

ترجمہ یعنے بہ تحقیق جانتے ہین لوگ کہ مین بہتر اونکا ہون نسب مین اور افتخار ہون اونکا جو اہلبیت نبی علیہ اسلام کی ہین اور وہ بزرگ ہین سب سے اور مین یاری کرنیوالا دین کا اور مدد کرنیوالا اونکا ہون اور زمین جانتے ہے کہ مین بہتر ساکنان اوسکے سے ہون چنانچہ گواہی اسکے کہ کے دیلی اور بہتر اور دیہات دیتے ہین اور اگر چاہین تو اوڑا دے پردہ خانہ کعبہ کا اور حجر اسود کہ رکن ہے اوسکا ترجمہ نظم

ایدوست عرض رخلق آدم ماتم	مجموعۂ اسرار دو عالم ماتم
ہر چند کہ ارباب شرف بسیارند	دانند محققان کہ خاتم ماتم

مولوی سالم اللہ گوید

مقبول اللہ اہلبیت ... اند	محبوب اللہ اہل بیت اند
نوریکہ ازان ظہور عالم گردید	ان نور اللہ اہل بیت اند

بیان ایہ تطہیر ترمذی عمر بن سلمہ سے لایا ہے کہ جسوقت نازل ہوئی یہہ آیت قولہ تعالے انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل بیت و تطہرکم تطہیرا ترجمہ یعنے سوائے اسکی نہین چاہتا اللہ کہ لیجاوے اور دور کرے تمسے پلیدی گناہ کے اے اہل بیت پیغمبر اور پاک کرے تمکو پاک کرنا اور کتاب صواعق محرقہ مین مسطور ہے کہ جمہور مفسرین متفق اس امر کے ہین کہ یہ آیہ تطہیر شان مین حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کے نازل ہوئی اور نزول اسکا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گہر مین ہوا کہ جہان پیغمبر خدا اوسوقت موجود تہے ابو یعلی حضرت ام سلمہ سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا رسول خدا نے حضرت فاطمہ سے کہ لاؤ میرے دونو فرزندونکو اور شوہر اپنے کو پس لائین فاطمہ علیہ السلام علی و حسن و حسین علیہ السلام کو پس ڈالی رسول خدا نے اوپر اونکی ایک کملی کہ جو خیبر سے دست یاب ہوئی تہی پس پکڑا دونون کو بغل مین اور ایک ہاتہہ مین حضرت علی کو دوسرے ہاتہہ مین فاطمہ جب چارون حضرت اوس کملی مین داخل ہوئے پس عرض کیا رسول خدا نے اللہم ہولاء اہل بیتی خاصتی اذہب عنکم الرجس و تطہرکم تطہیرا ترجمہ یعنے یہہ میری اہل بیت ہین انسے دور کر برائی کو اور پاک کر انکو پاک کرنا۔ اور مقرر کر تو صلوٰۃ اور برکات اور برآل محمد کی جسطرح کہ گردانی تو نے اوپر آل ابراہیم کی حضرت ام سلمہ کہتے ہین کہ اوٹہایا

[illegible] کل کا اصحاب اگر میں بھی داخل ہو جاؤں اوس میں پس کہنچ لیا وشہ چادر کو رسول خدا نے میرے اوپر سے اور
[illegible] اور ظاہر ہوتے ہیں کہ تو بھی داخل ہو جا اگر یہ اہلبیت میرے ہے ہے اور ایک روایت میں آیا
[illegible] رسول اللہ نے حدیث کما من اذانی فقد اذانی ومن اذانی فقد اذا اللہ ترجمہ یعنے جانا اور آگاہ
[illegible] جس کسی نے ایذا دی اہلبیت میری کو پس اوس نے ایذا دی مجھکو اور جس نے ایذا دی مجھکو اوس نے ایذا دی اللہ تعالی کو
[illegible] ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے حدیث والذی نفسی بیدہ لا یؤمن عبد حتی یحبنی ولا
[illegible] حتی یحب ذوی القربی ترجمہ یعنے قسم ہے مجھکو اوسکی کہ جان میری قبضہ قدرت اوسکے میں ہے کہ نہیں لاتا ایمان بندہ
[illegible] یہ حب تک کہ مجھکو دوست نہ رکھے اور نہیں دوست رکھتا ہے مجھکو جب تک کہ دوست نہ رکھے میری اہلبیت کو صحیح مسلم
[illegible] صحیح میں بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور تفسیر ثعلبی اور فصل الخطاب میں بروایت ابن عباس کے وارد ہے
[illegible] جب نازل ہوئی آیہ تطہیر تو حضرت سرور عالم نے چادر سیاہ بالوں کی اوپر اپنے اور بی اور داخل کیا اوس میں حضرت
[illegible] علی و فاطمہ و حسن و حسین کو اور فرمایا اللھم ھؤلاء اھلی پس ثابت ہوا کہ یہہ آیہ مذکور شان میں ان ہی چار دن حضرات کے
[illegible] ہے کہ عصمت اور بزرگی اونکی نزدیک صالحین شریف اور اولیاء کاملین کے ثابت ہے۔ **مولانا روم در کلیات شمس تبریز گوید**۔ اے مردمان اے مردمان از فرقت آل عبا ✤ از چشم سار عقل خود در پای عمان یافتم ✤
[illegible] خود حیدرم بیرون زحیدر کافرم ✤ حق را بحق در من عرف از شاہ مردان یافتم ✤ سر نبی مصطفے دارد علی
[illegible] مرتضے ✤ در دولت آل عبا ایمان و احسان یافتم ✤ **شاہ نعمت اللہ ولی گوید** دمبدم دم از ولا و مرتضے
[illegible] باید زدن ✤ دست دل در دامن آل عبا باید زدن ✤ **حضرت بوعلی شاہ قلندر گوید**۔ اے مدائے
[illegible] من بحق مصطفے ✤ از طفیل حرمت آل عبا ✤ روز محشر دار با آل رسول ✤ از طفیل متبلان کردن قبول ✤ محقق دہلوی
[illegible] قاضی بیضاوی عبد العزیز سے ساتھ سند اوسکے کے لائے ہیں حدیث قال النبی صلعم اھل بیتی بمنزلۃ سفینۃ نوح فی الجنۃ و
[illegible] عصاتھا فی الدنیا فمن تمسک بھا نجا ومن تخلف عنھا بالا بہ سبیلا ترجمہ یعنے اہلبیت میرے درخت ہیں مثل درخت جنت کے
[illegible] اور شاخیں اوسکی دنیا میں ہیں پس جس شخص نے اون شاخوں کو پکڑا پایا اوس نے راہ خدا تعالے کو اور یہہ بھی حدیث
[illegible] میں وارد ہے کہ جو کوئی ایمان لایا ساتھ رسول اللہ کے اور نہ لایا ایمان ساتھ اہلبیت رسول کے پس وہ شخص مومن
[illegible] نہیں ہے حدیث قال النبی صلعم اشد غضب اللہ علی من اذانی فی عترتی ترجمہ یعنے فرمایا آنحضرت نے کہ سخت
[illegible] عذاب اللہ تعالے اوس شخص پر ہوگا کہ جس نے رنجیدہ کیا مجھکو بیچ عترت اور اولاد میری کے اور یہی حدیث متفق علیہ یہ ہے
[illegible] بیچ شان اہلبیت کے حدیث قال النبی صلعم مثل اھل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا ھلک
ترجمہ یعنے بیشک اہلبیت میری مثال بیچ تمہارے اے اہل امت اوسکی مثل کشتی نوح کے ہے پس جو کوئی سوار ہوا
اوس کشتی میں یعنے محبت اور تعظیم اور اطاعت کے اولاد میری کے پس بچا اوس نے نجات اور جس نے کہ خلاف کیا اوسکو

ان نسخہ نوح

محبت اور اطاعت کی اعلا درجہ کی پس وہ دنیا میں کہ نکل نہ سکا۔ **محقق دہلوی کو یہ**
اسے عروۃ الوثقی فان لم تر + کشتی نوح عصمت آل عبا ست و شاہ عبد العزیز دہلوی نے
نوح العزیز مین عصمت سفینہ نوح کی خصوصیت کی وجہ بھی اہل بیت عظام کی یون بیان کی ہے کہ وہ تخصیص عصمت
اہلبیت کے ساتھ اس اولویت و فضیلت کی بنا پر ہے کہ کشتی نوح علیہ السلام کی صورت علمی نوح کی تھی اور حضرت
اہلبیت کو صورت کمال علمی آنحضرت کا گردانا ہے کہ عبارت علم طریقت اور حقیقت سے ہی اسواسطے کہ کمال
علمی آنحضرت کا بدون سابقیت شخص کے ساتھ اوس جناب کی بیچ توائے روحیہ کے بیچ عظمت اور حفظ اور قوت
اور مناسبت کے متصور نہین ہے کہ جلوہ گر ہو اور یہہ مناسبت بدون ولادت اور علاقہ اصلیت اور فرعیت کے
ممکن نہین ہے پس یہہ کار ساتھ جمیع وسعت اوسکے کے کہ معدن ولایات مختلفہ کا ہے بیچ اس جزی کے جاری
کیا پس یہہ ہی معنے ہین امامت کے کہ ایک نے دوسرے کو اپنا وصی کیا اور یہہ ہی سر وحید ہے کہ یہہ بزرگوار
مرجع سلاسل اولیاء امت کے ہوئے اور جو کوئی تمسک ساتھ حبل اللہ کے کرے چار ناچار سند استفاضہ اوسکی کے
ساتھ ان بزرگوارون کے منتہی ہوتی ہے اور یہہ اس کشتی کے بیٹھتا ہے **ذخیرۃ العقبی در رد شیعہ**
مین لکھا ہے کہ امامت منصب ہے مناصبت قرب خدا تعالے سے کہ وہ نبوت سے نیچے اور ولایت سے بلند تر ہے
جسوقت کہ حق تعالے نے حضرت ابراہیم کو اس دولت سے مشرف کیا اور فرمایا انی جاعلک للناس اماما
اور حضرت ابراہیم نے اس سلسلہ کو جاری کیا اور استدعا کی ومن ذریتی اور ایسے مرتبہ کے واسطے حضرت خاتم الانبیا
نے دعا فرمائی چنانچہ علم ساتھ پڑھنے اوسکے کے ہر نماز مین صادر ہوا اور اللھم صل علی محمد وال محمد کما صلیت علے
ابراھیم وعلی ال ابراھیم کو حق تعالے نے قبول فرمایا اور آنحضرت صلعم کو جیسا کہ منصب نبوت اور ولایت مین
اختصاص ہے ویسا ہی منصب امامت آپکو دیا گیا پس نبوت اور ذات آنحضرت کے ختم کی گئی اور مرتبہ ولایت
و امامت کو حضرات ائمہ اہلبیت مین جاری کیا اور اوس اکملیت اور ابلغیت اور قوت نسبت امامت اور ولایت
بدرجہ اتم کو ذوات ائمہ اثنا عشر مین منحصر کیا اور فیضان ان دونون امرون کو قیامت تک باقی رکھا
چونکہ فیض ولایت تو اہل امت کو بھی پہنچتا ہے لیکن فیض امامت مخصوص ساتھ سادات نبی فاطمہ کے ہے کیونکہ
نبی علیہ السلام مین لفظ آل واقع ہے اور نیز تشبیہ بھی ساتھ آل ابراہیم کے ہے اور چونکہ حدیث شریف مین قید
بارہ اشخاص کے واقع ہے اور مراد اوس سے اکملیت اور ابلغیت نسبت کی ہے اور شک نہین ہے کہ وہ
جمعہ حضرات ائمہ اثنا عشر کا ہے اور اوس درجہ کو نہ کوئی پہنچا ہے اور نہ پہنچیگا اور ایسے معنے مین آنحضرت
نے فرمایا یا علی انت ولی کل مومن بعدی۔ پس جس زمانہ مین کسی سادات کو ساتھ اہل منصب کے سرفراز کیا
اور ساتھ فیض ہو صلہ کے مشرف کرین تو تمام مومنین کو وہ واجب الاطاعت اوسکی لازم ہے اور محبت اور

[illegible] ہے کہ بعثت علیہ الدہ والیہ الرسول داد فی تلاوہ جملے کے یہ ہی معنے ہین اور اسی علیار زمانہ کرہی
[illegible] ہے اگر یہ خطبہ وقت ہی کیون نہو واضح ہو کہ آنحضرت صلعم مین دو جہتین تہین ایک
[illegible] جہت کی یہ جہت تخلق و حی ہے اسپر معاملہ نبی کے ساتھ خلق خدا کے اور اس جہت کا تعلق ہے
[illegible] امور تشریعیہ اور تبلیغ احکام مسایل اور اسلام کہ عبارت اعتقادات اور عملیات سے ہے اور انتظام
[illegible] امت و اصلاح معاد و معاش بھی متعلق اسی جہت کے ہے اور اس جہت کو جہت خلقی کہتے ہین دوسری جہت
[illegible] جہت ولایت آنحضرت کہ مشعر معاملہ نبی ہے ہے ساتھ خدا تعالے کے کہ انکشاف معارف الہی اور اسرار ربانی
[illegible] اور وصول مقام قرب اور شاہد علویات اور معاینہ روحانیات و حصول معرفت و معاد و سایر کمالات باطنیہ
[illegible] و متعلقات اس جہت ثانی کی ہی اور فضیلت جہت ثانی حقی کی اوپر جہت اولے کے بالبد۔ اور اسیوجہ
[illegible] سے کہا ہے کہ ولایت افضل ہے نبوت سے معنے ولایت نبی کہ تعلق خالق سے رکہتی ہے افضل ہے جہت نبوت
[illegible] نبی سے کہ تعلق مخلوق سے رکہتی ہے اور اہلبیت نبوی ہر سہ گنہ صحابہ کے ہے جہت اول مین لیکن فرق خصوصیات
[illegible] اور کیفیات مین ہا مین صحابہ و اہل بیت اطہار کے تہا اور جہت ثانی معنے حقی مقتضی اس امر کی ہوئی کہ مظہر کامل اسکا
[illegible] وہ ہوئی کہ جو مصاحبت ظاہری اور اتصال جسمانی اور موانست باطنی اور علاقہ روحانی بھی رکہتا ہو اور
[illegible] یہہ امورات مذکورہ بدون علاق ولادت اور علاقہ اصلیت اور فرعیت کی ممکن نہین لہذا اہل بیت نبوی
[illegible] سبقت ان امور مین استعداد مظہریت کے لیگی اور منبع طریقت اور حقیقت اور مرجع سلاسل اولیاے امت
[illegible] کے ہوئی اور اسی وجہ سے بعض صحابہ نے شاہ ولایت آب کو اور صحابہ سے افضل جانا ہے پس جہت ثانی مین
[illegible] صحابہ بھی شریک اہلبیت اطہار کے تہے کہ مظہر کامل اس جہت کا اہلبیت اطہار ہی ہوئی ہین۔ اور ایسے وجہ
[illegible] سے رسول خدا نے اہلبیت کو برابر قرآن مجید کے گردانا ہے چنانچہ حدیث متفق علیہ مین وارد ہے حدیث
[illegible] قال النبی صلعم انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخر کتاب اللہ حبل ممدود
[illegible] من السماء الی الارض و عترتی اہل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیہما یعنی
[illegible] فرمایا آنحضرت نے بہ تحقیق چہوڑتا ہون مین دنیا اور عقبے مین واسطے تمہارے اے لوگو دو چیزین بہت بڑی اگر
[illegible] تم انکو مضبوط پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہو گے اور ہر ایک ان مین ایک دوسرے سے بہتر اور بزرگ ہے ایک کلام اللہ
[illegible] دوسرے اہلبیت عترت یعنی اولاد میری اور قرآن ایک رسی ہے دراز کی گئی آسمان سے زمین کی جانب کو اور عترت
[illegible] اولاد میری ہے کہ ہرگز یہہ دونون جدا نہو گے ایک دوسرے سے یہان تک کہ آوین پاس میرے حوض کوثر
[illegible] پس نظر کرو مین اور دیکہو مین کہ کس طرح خلیفہ ہوئے تم اونپر بعد مجہے میرے بعد تمنے اونکی کیسی تعظیم اور تکریم
[illegible] کی اور کیا سلوک کیا ساتہہ اونکے اگر وہ شکر گذاری کرین تمہاری تو مین اونکے عوض مین تمہارے ساتہہ

سلوک کرینگا اور خدا تعالے سے گناہ تمہارے بخشوا دینگا خواجہ بہاؤ الدین نقشبند
رحمۃ اللہ علیہ چون بسجد منزل رسیدند ✤ جملہ اصحاب مراقبہ گشتند ✤ گفت کہ فلان
کلام اللہ ✤ ختم شما کنید نگاہ ✤ آنکہ را البیس جید برید فلاح ✤ او مراد ایں است
شیخ الاسلام علاؤ الدولہ رکن الدین قدس سرہ فرمائی در کتاب خود جہاں
اپنے مریدوں کو وصیت فرماتے ہیں کہ تم سب مسلمانوں کو چاہئے کہ اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
کو معظم و مکرم جانو اور یہ حق اہلبیت کے تابع اہل سنت و جماعت عوام کے ہونا چاہئے کیونکہ سنت
جیسا کہ حق اہلبیت کا ہے ویسا ساتھ عصمت اور بزرگی کے نہیں جانتے ہیں حضرت ابو حنیفہ امام اعظم
شافعیؒ اور بایزید بسطامی اور جنید بغدادی کہ بزرگ زیادہ ان لوگوں سے نہیں جانتے کہ امام جعفر
ساتھ محبت امام جعفر صادق علیہ السلام کے فخر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر دو سال بیشتر امام علیہ السلام کی
صحبت میں رہتا تو دنیا سے ہلاکت کی راہ پر چلا جاتا اور امام شافعیؒ در پے رضامندی اہلبیت رسول کے
اور شیخ جنید اور بایزید کا تو یہ حال تھا کہ اگر خاک پائے اہلبیت رسول کی کہیں پاتے تو سرمہ آنکھوں کا
ہے اور جانو تم کہ اہلبیت کے واسطے ایک مقام ہے عالی کہ قلم اور زبان تحریر اور تقریر اوسکی سے عاجز
ہے اور تمام اولیاء اللہ آپکو خدام اہلبیت جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہم زمرہ خدام جناب اہلبیت میں
محشور ہو جاویں تو عجب نصیب اور سعادت ہماری ہے چنانچہ حضرت معروف کرخی کہ پیران طریقت میں سے
حضرت امام علی رضا علیہ السلام کہتے ہے ؎ بحق شیخ دین معروف کرخی ✤ کہ درمان علی موسے رضا شد ✤
مولوی سالم اللہ دہلوی گوید چنان حب آل عباد اشتند ✤ رقم سعادت بدل کاشتند ✤
جنید و شبلی و ہم بایزید ✤ وسید مہین و قطب و فرید ✤ چو در عصر خود خاکہا یافتند ✤ ہمہ خوبیا چشمہا
ساختند ✤ دگر اولیارا ہمین نہج ہمین ✤ بصیرت چو داری بدان الیقین ✤ اور حضرت خواجہ اویس
قرنی کہ کبرائے اولیاء اللہ سے اور بہترین تابعینوں کے ہیں بسبب کمال محبت کے کہ جو اہلبیت علیہم السلام
سے رکھتے تھے جب انہوں نے کنارہ آب فرات کے طبل کی آواز سنی تو پوچھا کہ کیا واقعہ ہے لوگوں نے کہا
کہ درمیان مرتضے علی علیہ السلام اور معاویہ ابن ابوسفیان صفین کے جنگ ہے کتاب عجب السیر میں ہے کہ
اویس نے فرمایا کوئی عبادت اسوقت میرے نزدیک اطاعت علی ابن ابی طالب سے بہتر اور عمدہ نہیں ہے
پس واسطے مددگاری حضرت علی مرتضے علیہ السلام کے متوجہ بجنگ صفین ہو کر شہید ہو گئے مناجات
الٰہی تو باحق خیر الانام ✤ بشیر خدا شاہ عالی مقام ✤ بحق بتول و حسین و حسن ✤ بداری مرا با امان دامن
امین شیخ الاسلام حضرت مولانا احمد جام قدس سرہ گوید بدرالسالکین ابو نصر احمد

[illegible] است و ہمین روایات انکارت [illegible] احمد غلام دین ۱۲ اولاد [illegible]
[illegible] ابناءنا [illegible] حضرت سعد بن وقاص سے بیچ صحیح مسلم اور مشکوۃ اور مصابیح کے روایت کیا
[illegible] ابناءنا [illegible] عن سعد بن ابی وقاص قال لما انزل الله تعالیٰ ندع ابناءنا
[illegible] ابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله علی الکاذبین ترجمہ یعنے جو کوئی جھگڑا
[illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرے بعد اسکے کہ آیا ہے علم حاصل ہونے اوسکے علم سے تحقیق کہ خدا اور رسول ہے
[illegible] کہ بلاویں ہم اپنے فرزندوں اور تم اپنے فرزندوں اور ہم اپنی عورتوں اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم
[illegible] کہ اور تم اپنے نفسوں کو پس پھر کریں مباہلہ اور کریں پس مقرر کریں لعنت خدا تعالیٰ کی اوپر دروغ گو کے۔ پس بلایا آنحضرت
[illegible] حضرت فاطمہ اور حضرت علی اور حضرت حسن اور حسین علیہم السلام کو اور فرمایا آنحضرت نے اللھم ھؤلاء اھلی یعنی
صحیح مسلم میں روایت ہے کہ یہہ آیہ مباہلہ کہلائی ہے اور ملک عرب میں دستور ہے کہ جب قوم میں اختلاف ہوتا ہے
[illegible] جمع ہوکر ایک دوسرے پر لعنت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لعنت اللہ کی اوپر دروغ گو کے اور کاذب ظالم کے ہووے
جب آنحضرت کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ مباہلہ کرو ساتھ قوم نصاریٰ کے پس نکلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ
[illegible] کی گود میں حسن اور حسین اور پس پشت حضرت فاطمہ زہرا اور اوسکی پس پشت حضرت علی علیہ السلام تھے اور آنحضرت
نے اونکو حکم دیا تھا کہ جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا پس جب پیشوایان نصاریٰ نے آنحضرت کو اس صورت سے
دیکھا تو اپنی قوم سے کہا کہ اے قوم افسوس ہے اوپر تمہارے کیونکہ دیکھتے ہیں ہم ان شانوں اور صورتوں کو کہ اگر خدا
تعالیٰ سے یہہ لوگ پہاڑ اوکھڑنے کی درخواست کریں تو پہاڑ اوکھڑ جاویں پس وہ لوگ صلح کرکے اپنے مقاموں پر پھر
گئے اور جزیہ دینا قبول کیا اور فرمایا آنحضرت نے اگر مباہلہ کرتے تو صورت انکی مسخ ہوکر بشکل بندر اور یا خنزیر کے
ہوجاتی پس اکثر علماء کہتے ہیں کہ اسجگہ سے معلوم ہوا کہ حضرت علی مرتضےٰ بمنزلہ نفس آنحضرت کے ہیں اور امام حسن اور امام حسین کے ابناء یعنی
اولاد میں حکماً داخل ہیں اور عرف میں بیٹی داماد کو فرزندان میں شمار کرتے ہیں چونکہ علی مرتضےٰ کو اتصال نسبی اور
قرابتی اور اتحاد دین اور ملت اور کثرت محبت کہ حد سے زیادہ تھی پس بسبب اسکے فرمایا علی منی بمنزلة نفسی اور
ہیں اگر آنحضرت نے حضرت مرتضےٰ علیہ السلام کو نفس اپنا فرمایا تو کیا بعید ہے اور تفسیر جامع البیان اور مسلم اور مشکوۃ
میں لکھا ہے کہ مراد بانفسنا سے حضرت مرتضےٰ علی علیہ السلام ہیں اسواسطے کہ عرب میں اپنی اولاد کو نفس اپنا
کہا کرتے ہیں اور ابناءنا سے مراد حسنین علیہما السلام ہیں اور نساءنا سے مراد حضرت فاطمہ علیہا السلام ہیں اور
اسجگہ سے یہ مراد بھی بخوبی معلوم ہوئی کہ بی بی فاطمہ خاتون جنت کی اولاد اور ذریت اونکی فرزندان رسول اللہ
سے ہیں اور اونکو نسبت تمام ساتھ آنحضرت کے ہے کہ نافع ہے یہہ نسبت دنیا اور آخرت میں شیخ سعدی شیرازی
گوید الٰہی بحق ہمی فاطمہ ۔ کہ بر قول ایمان کنم خاتمہ ۔ اگر عوتم رد کنی در قبول ۔ بس و دست آنان آل رسول

اور حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے نفس پیغمبر فرمایا ہے اور اللہ اور اسکے رسول پر

خواجہ حافظ شیرازی گوید نفس رسول جبرئیل پاسدار ۔ قاسم علم معرفت مولانا جلال الدین رومی گوید چراغ و سجود و محراب و منبر ۔ و دعوی معجزہ انبیا و دیوان کلیات شمس تبریز گوید مدان لعل جز بشنو تا کہ بدانی بدان پاک او نفس نبی بود علی را و دیوان سوز دل اسے۔ راویان سیر و اور مفسران تفاسیر تحریر فرماتے ہین کہ ایک دفعہ حسنین علیہما السلام بیمار ہوئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکے دیکھنے کو تشریف لائے اصحاب کہا بھی تھے حضرت رسول خدا نے فرمایا یا علی صاحبزادون کے واسطے حق تعالےٰ کی نذر مقرر کرو حضرت علی نے عرض کیا کہ مین تین روزہ واسطے خدائے تعالےٰ کے مقرر کرتا ہون جبکہ حق تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے شفا عنایت فرمائی سب گھر کے آدمیون نے روزہ رکھے ایک حضرت علی دوم حضرت فاطمہ سوم انکی لونڈی حضرت فضہ اور اوسروز گھر مین کھانے کے واسطے کوئی چیز نہ تھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شمعون ہودی کہ جو خیبر کا رہنے والا تھا اور وہ غلہ بیچا کرتا تھا اوس سے کچھ قرض طلب کیا اوس نے بسبب عداوت اسلام کے قرض دینے مین کچھ تامل کیا آخر کو بہت تکرار اور فہمایش سے بارہ سیر جو دیئے تھے آپ اون جو کو گھر مین لائے اور حضرت خاتون جنت نے چار سیر جو کو چکی مین ڈالکر پیسا اور آپ کی خادمہ حضرت فضہ نے گھر کے آدمیون کے شمار سے پانچ روٹیان تیار کین اور افطار روزہ کے وقت وہ پانچون روٹیان لیکر سب حضرات نے اپنی اپنی روبرو رکھین جب چاہا کہ لقمہ توڑکر منہ مین رکھین اتنے مین ایک فقیر آیا اور سوال کیا کہ حق تعالےٰ کی مہمانی ہو تمہارے اہلبیت پیغمبر ایک فقیر مسلمان تمہارے دروازہ پر آیا ہے اور اوسکے گھر مین پانچ آدمی ہین کچھ کھانا اونکے واسطے دو کہ حق تعالےٰ تمکو جنت کے کھانون مین سے خوانون مین کھانا کھلوائیگا پس اون پانچون حضرات نے اوس فقیر کو پانچون روٹی حوالہ کردین اور آپ سب صاحب پانی سے روزہ افطار کر عبادت مین مشغول ہوئے اور پھر صبح کو روزہ رکھا پھر اوسی طرح دوسرے روز بھی چار سیر جو پیسکر پانچ روٹیان تیار کین اوسروز بھی اوسی طرح افطار کے وقت ایک یتیم نے آکر آواز دی وہ روٹیان اوسکو عنایت فرمائین تیسرے روز بھی ایک قیدی نے افطار کیوقت سوال کیا پس اوسروز وہ روٹیان حسب قاعدہ قیدی کو دیدین اور آپ اوسی طرح بھوکی رہے چوتھے روز صبح کو جو اٹھے تو بھوک کے مارے طاقت چلنے اور کھڑے ہونیکی نہ تھی پس اوسدن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسنین علیہما السلام کو دیکھنے کو تشریف لائے یہ حالت بیکسی دیکھکر آپکو بہت بیتابی ہوئی اور پوچھا کہ میری بیٹی فاطمہ کہان ہین حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ اپنے مصلےٰ پر نماز مین مشغول ہین حضرت اوسکے پاس

[illegible] کیا کہ بھوک کے مارے پیٹ پیٹھ سے لگ گیا ہے اور آنکھیں اندر ہو گئی ہیں یہ حالت
دیکھ کر حضرت کے آنسو جاری ہوئے پس اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام درگاہ حق تعالیٰ سے
سورۂ ہل اتی لیکر نازل ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول خدا حق تعالیٰ نے یہ سورت کر جیبیں ہدیہ
بھیجی ہے اور بشارت میں سعادت ہے عبد و اہل عالی واسطے تمہارے اور اہلبیت تمہارے کیے بھیجی ہے کہ
بیشک کرے خدا اور تمہارے اہلبیت کو اور یہ آیات پڑھ کر سنائی قولہ یوفون بالنذر ویخافون یوما
کان شرہ مستطیرا ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا ترجمہ یعنے پورا کرتے ہیں نذر کو
اور ڈرتے ہیں اوس دن سے کہ برائی اوسکی پھیل پڑیگی اور کھلاتے ہیں کہانا اوسکے باوجود اللہ کی محبت میں مسکین
اور یتیم اور قیدی کو چنانچہ اسکی خبر اولیاء اللہ اور مفسرین حق بین دیتے ہیں شیخ فریدالدین
عطار قدس سرہ گوید ؎ مسکین و نان از بہر خدا داد ؎ خداوند اجانش ہل اتی داد ؎ مولانا
جامی قدس سرہ گوید نوح را عبد الشکور گفت در سر علی ؎ سعیکم مشکورا مد مرتا در ہل اتی ؎
گر عزیز گشت الناس سیما در کلام ؎ در اقیمون الصلوٰۃ آمد مرا اعزازہا ؎ یا الٰہی مرترا اندر یخافون یاد کرد ؎
یاز در لما تخافت حمد گوید خدا ؎ حضرت شاہ سلیمان قدس سرہ گوید۔ اے برابر کرا یزد
با علیت در وفا ؎ آیت یوفون بالنذر ست بر قولم گوا ؎ بود با ایوب ہمسر در گہہ صبر و شکیب ؎ گشت
با جبریل ہمرہ در رہ خوف و رجا ؎ نوح را در شکر کرد عبد الشکور اگفت گفت ؎ از برآیت سعیکم مشکورا مد
ہل اتی ؎ گر بعزت مصطفےٰ را در اله بر کشید ؎ گشت منزل بہر خیر از تو نص انما ؎ حضرت قاسم
انوار قدس سرہ گوید۔ بود یطعمون الطعام ؎ بمسکین و دیگر یتیم و یسیرا ؎ چو کردی او ادوم
یوفون بالنذر ؎ شدی امین از شرہم مستطیرا ؎ ترا می توان گفت انسان کامل ؎ کہ ہستی بہفت سپہر اعلیٰ
خواجہ عبد اللہ انصاری گوید تا نداد او زر و نان قرض جوین ؎ ہفت در آتش خدا نفرستاد ؎

باب سیوم در بیان فضایل خاص جناب مرتضےٰ علی علیہ السلام

بیچ رسالہ مولا اہل قاری امدیہ فی فضائل علی کے بروایت انس رضی اللہ عنہ کے وارد ہے کہ ایکروز رسول اللہ
علیہ السلام اوپر منبر کے تشریف لائے اور بہت سے کلمات نصیحت کے ارشاد فرمائے اور پھر فرمایا کہ کہاں ہے
علی حضرت علی نے فرمایا کہ حاضر ہوں میں یا رسول اللہ پس لپٹا لیا رسول خدا نے حضرت علی کو اپنے سینہ سے اور
درمیان دونوں آنکھوں کے بوسہ دیا اور فرمایا کہ اے گروہ مسلمانوں کے یہ میرا بھائی اور بیٹا چچا میرے کا
ہے اور فرمایا وھذہ وصی وختنی اور دستور الحقایق و دیگر کتب معتبرہ اہل سنت میں بسطور ہے کہ ایکروز جناب
رسالت آپ نے حضرت علی کو اپنے پہلو میں لیا کہ جسم حضرت نبی اور حضرت علی ایک ہو گیا لیکن سر مبارک

حضرت نبی اور حضرت علی کے دو نظر آئے ہیں اسی حالت میں فرمایا کہ علی دمک وہی و لحمک لحمی
قلبی و نفسک نفسی و ما دحلت جاوی ترجمہ یعنے تو میرا اور خون میرا اور گوشت میرا اور گوشت میرا
اور قلب میرا اور نفس میرا اور نفس میرا اور روح میری اور روح تیری ہے یہ حدیث
کو متعدد نقل کیا ہے اکابر اولیاء کاملین نے **شیخ فریدالدین عطار گوید** مرتضے اور ما جان دو تن
شد ۔ لیک یکی از ان در کار شد ۔ مصطفے و مرتضے ہر دو یک است ۔ گر تو دلی اصلی حیرت شکست
بیت دیگر یکے بود جان او با جان احمد ۔ سرشتہ جان شان از نور سرمد ۔ **مولانا روم در کلیات**
شمس تبریز گوید اے نور پاک مصطفے با مصطفے اور یک عبا ۔ اے مرتضے اے مجتبے شان سالت
سکنند دیگر ایضاً سید صدر کرم گفت ایا پور عم ۔ لحمک لحمی و دمک دمی و سلام علیک ۔ دیگر ان محکمی
شبہ تا کہ بدانی ۔ ان یار کہ بانفس نبی بود علی بود ۔ دیگر دو چراغ اند از ایشان یک شعاع ۔ نور ایشان
زیک دیگر جدا است ۔ مصطفے و مرتضے ہر دو یک است ۔ تا نگوئی نور یکدیگر جدا است ۔ گر جدا دانی
علی از مصطفے ۔ دشمن جانت خدائے کبریا است ۔ **حکیم خواجہ سنائی قدس سرہ در حدیقہ گوید**
مرتضائے کہ گرد بزدانش ۔ ہمہ جان مصطفے جانش ۔ ہر دو یک در رنگ صدف بودند ۔ ہر دو بیرائے
شرف بودند ۔ ہر یکے قبلہ و خود شان دو ۔ ہر دو یک روح و کالبد شان دو ۔ **شیخ الاسلام**
مولانا احمد جام زندہ پیل قدس سرہ گوید ہر ان کو علی و نبی یک شمرد ۔ صوفیا حساب
حسابا یسیرا ۔ بران کو بدل نخم مہرش نگارد ۔ فیدعو اثبورا و یصلے سعیرا ۔ دوئی بود گر در علی و محمد ۔
چو قدح دو تا بود روشن ضمیرا ۔ **مولانا جمال الدین رومی گوید** بحق ذات شریف آن غضنفر ۔
کہ اشد لحمک لحمی میسرہ ۔ **ملا محمد صالح کشفی گوید** دانی حدیث لحمک لحمی برائے چیست ۔ این ہر دو
تن یک است یکے راسبین دو تا ۔ **مولوی سالم اللہ دہلوی گوید** چہ عجب وصل آن جناب باد ۔
لحمک لحمی است خطاب باد ۔ پس چو فصلی کند کسے بہ میان ۔ کرد بر باد دین خود بعیان ۔ ز غایر عمرو
عمرو بن دشاش الاسلمی نے بیان کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے جسنے دوست رکھا علی کو اوس نے مجھکو دوست
رکھا مجھکو اور جو کوئی دشمنی رکھے علی سے بہ تحقیق اوس نے دشمنی کی ساتھ میرے اور جس نے رنجیدہ کیا علی کو
اوس نے رنجیدہ کیا مجھکو اور جس نے رنجیدہ کیا مجھکو اوس نے رنجیدہ کیا خدائے تعالے کو آور روایت
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حدیث لایا ہے **حدیث** انہا قالت قال رسول اللہ حب علی عبادۃ
ترجمہ دوستی علی کی عبادت ہے **ابیات** حب حیدر عبادت حق است ۔ حب حیدر رعایت حق است

گر باشد بہتری باشد ۔ شیخ فریدالدین عطار قدس سرہ

گوید ۔ گر ہزاران سال باشی در طلب ۔ در ہزاران جام گیری تا بلب ۔ در بہر روزے گذاری صد نماز ۔

در ہر نمازی صد نیاز ۔ تا نیاری در علم دین عقل شوی ۔ در عوام از شافعی عالم شوی ۔ یا چو جبل متقدمے

دین شوی ۔ در علم باکی رہ بین طوی ۔ ہمچو بحر گر نباشد در دلت ۔ کے توان گفتن سلیم مقبلت ۔

ہر کہ در عرفان بود درست ۔ رافضی و نیم مرا و را نخست ۔ اور طبرانی جابر سے لایا ہے کہ فرمایا رسول اللہ

حدیث انا الناس من غیر شتے وانا وعلی من شجرۃ واحدۃ ترجمہ یعنے اور آدمی درخت ہائے پراگندہ سے

ہین مگر مین اور علی ایک درخت سے ہون ۔ اور ابن عساکر انس رضی اللہ عنہ سے لایا ہے کہ فرمایا رسول اللہ

نے کہ جس وقت گیا مین عرش پر تو دیکھا مین نے کہ ساق عرش پر لکھا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ایدہ اللہ بعلی ابن ابی طالب اور کہا ابن عباس نے بیچ تفسیر اس آیت کے انما انت منذر کہ سنا مین نے

فرمایا رسول خدا نے المنذر انا والہادی علی یعنے ڈرانے والا مین ہون اور علی ہدایت کرنے والا ہے اور پھر

کہا ابن عساکر نے کہ کہا ابن عباس نے جس وقت نازل ہوئی یہ آیت انما انت منذر و لکل قوم ہاد تو فرمایا

رسول خدا نے ہاتھ اپنا اوپر سینہ اپنے کے رکھکر کہ مین ڈرانے والا ہون اور اشارہ کیا ہاتھ اپنے سے طرف

علی مرتضے کے اور فرمایا الہادی لک یا علی من بعدی ترجمہ یعنے مین ڈرانے والا ہون

اور تجھسے ہدایت پانے کی ہدایت پانے والی بعد میرے اے علی اور اسی طرح تفسیر در منثور مین لکھا ہوا ہے

اور اولیاء اللہ بھی اسکی تصدیق کرتے ہین چنانچہ فرمایا شیخ الاسلام مولانا احمد جام زندہ پیل

قدس سرہ گوید ال امام الہدا ولی خدا ۔ او ہدایت دہ باہل ہدا ۔ او امام الیقین ست مرشد دین ۔

ہادی و مہدی است راہ خدا ۔ او بذات است واجب العصمت ۔ ذات آمد بری ز شرک و ریا ۔ او ست

گنج حقیقت اسرار ۔ ظاہر و باطنش شد یکتا ۔ گر تو مرشد نبودی احمد را ۔ کے رسیدی درین مقام رضا ۔

مولانا روم در کلیات حضرت شمس تبریز گوید آفتاب وجود اہل صفا ۔ وال امام مبین ولی

خدا ۔ ذات او ہست واجب العصمت ۔ او منزہ ز شرک کفر و ریا ۔ عالم وحدت است منزل او ۔ او برون

از صفات ما فیہا ۔ صاد قان جملہ رہ روانند ۔ کو امیر است و ہادی و مولا ۔ گر تو لاکنی بجید رکن ۔ نبا بر دت

بجنت المادی ۔ شمس دین چون تو صادق در عشق ۔ جان خدا کش ز بہر مولانا ۔ گفت احمد خود از سر تحقیق ۔

بو تراب است شاہ ہر دو سرا ۔ آبن عدی نے کہا ہے کامل کے بروایت حدیفہ کہ فرمایا رسول اللہ نے حدیث

ان علیا اول من امن بی و بداول من تصافحنی یوم القیامۃ ترجمہ یعنے بہ تحقیق علی اول اونکا ہے جو ایمان

لائے ساتھ میرے اور اول اونکا ہے جو مصافحہ کرینگے ساتھ میرے بروز قیامت اور امام اعظم ابو حنیفہ کوفی نے

بروایت سلمہ بن کہیل کے بیان کیا کہ کہا سلمہ نے کہ سنا مین نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہ فرماتے تھے کہ میں
اول مین اسلام لایا اور نماز پڑہی ساتھہ رسول خدا کے اور کہا ہے عبد البر نے کہ مشاہیر علماء حدیث سے ہے
کہ اسلام لائے ابو ذر و جناب و جابر و ابو سعید خدری و زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کہ جلیل القدر اصحاب
سے ہین کہتے ہین کہ سب سے اول حضرت علی اسلام لائے اور یہہ اصحاب حضرت علی علیہ السلام کو تفضیل دیتے ہین
اور غیر حضرت علی کے یعنے حضرت علی کو سب سے افضل جانتے ہین اور کہتے ہین اور خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ
اپنی نظم مین فرماتے ہین بیت سبقتکم الی الاسلام طرا ؛ علا ما بانت ادان علی ترجمہ بیت
مسلمان مین ہوا ہون سب سے پہلے ؛ دران حالیکہ نابالغ تہا لڑکا۔ **بیان آیہ انما** صواعق محرقہ اور
بہت سے تفسیرون مین وارد ہے کہ امیر المومنین حضرت اسد اللہ الغالب کے پاس ایک انگشتری قیمتی تہی
شتر بار نقرہ اور چار سو شتر بار طلا کے قیمتی اور نگینہ اوسکا یاقوت احمر بوزن پانچ مثقال کے تہا بحالت
رکوع ایک سایل کو دی اوسیوقت اللہ تعالے نے یہہ آیت نازل فرمائی **قولہ تعالی** انما ولیکم اللہ و
رسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وھم راکعون ترجمہ متصرف نہین تمہارا کوئی
مگر خدا اور رسول اور وہ مومن کہ جس نے قایم کی نماز اور زکوۃ دی بحالت رکوع مین اور اکثر مفسرین کہتے ہین کہ
سوائے حضرت علی کے رکوع مین زکوۃ کسی نے نہین دی ہے **چنانچہ شیخ فرید الدین عطار در**
خسرو نامہ گوید چو دنیا را طلاقی داد جانش ؛ مگر انگشتری ماند انانش ؛ خدا وندش یکے سایل رسانید
کہ آمد در نمازش پیش استاد ؛ کہ در دین تو دنیا بندہ جانست ؛ تو می دانی کہ آن خاتم زبانست ؛ چو زین
سر عالمی بدمست و زار او ؛ بسایل داد خاتم در نماز او ؛ نمازش را چو خاتم در نگجہ ؛ بیکجا حق ذرہ ہم در پنجہ ؛
نمازش چون حضوری پیشتر داشت ؛ نہ از پیکان بیرون کردن خبر داشت ؛ امام مطلق ارباب بینش ؛
بدانش آفتاب آفرینش ؛ چو شیر آمد ولی کہ داغ حق داشت ؛ بمردی و جوانمردی سبق داشت ؛ اسد
چون خانہ خورشید باشد ؛ علی کالشمس ازان جاوید باشد ؛ **در الہی نامہ شیخ عطار گوید** ؛
پس محمد گفت کے جان جہان ؛ اے عیان نور تو ما را ہم عیان ؛ اے ولی خالق بیچون شدہ ؛ از صفات
لامکان بیرون شدہ ؛ تو کنون ابن ولایت آمدی ؛ زان ہمہ نور ولایت آمدی ؛ در ولایت خبر تو کس
نیابد دگر ؛ قدر تو ہرگز کجا داند بشر ؛ **مولانا روم در کلیات شمس تبریز قدس سرہ گوید**
من چہ کنم کہ تو نہ پیروی حجت خدا ؛ باز روے تو در سقر زانکہ کنی خلاف ما ؛ قلب تو کے شود منور انوار ی از علوم حق
تا نشناسی تو بیک ملک انا ؛ مالک انا علی منشی قل کفی علی ؛ عالم سر ما علی زانکہ علیت بادما ؛ شاہ
ولایت است او جام شہادت بست او ؛ علی ہدایت است او مونس جان انبیا ؛ نور علیست یکدلی ملک علیت بیدلی

سر علیہ کیمان گفت خدا یعنی ؛ خواجہ حافظ شیرازی گوید مقصود ما کن فیکان مطلوب اسم و جسم و
جان و منی روح الشیخ جان معنی عرف آنا ؛ حضرت قاسم انوار گوید بزیر نگین تو آمد دو گیتی ؛
چو دولت ہمی بدو بیش انگشتری را ؛ حضرت مرتضے علیہ السلام خود فرمود فی القرآن
اطیعوا اللہ و اطیعونی ؛ واجب طاعتی فرضا ترجمہ اور قرآن مین لازم کی ہے تیری دوستی میری اور واجب ہے
طاعت میری تیرے مثل فرض کے ترجمہ نظم اور تو بتمام عالم شدہ فرض ؛ در دست دہت احسان تو فرض
چہ ہر تو حق نیکند ہیچ قبول ؛ روز یکہ رسد کائنہ اعمال بعرض ؛ چنانچہ حسان بن ثابت انصاری کہ مداح
رسول اللہ کے ہین وہ بھی چند اشعار اسی باب مین فرماتے ہین منجملہ اونکے ایک بیت یہہ ہے۔ نظم
فانت الذی اعطیت وکنت راکعا ؛ فدلک نفس القوم یا خیر راکع ترجمہ یعنے پس تو وہ ہے کہ
دیا تو نے حالت رکوع مین پس یہہ تیری ذاتی خوبی ہے اے بہتر رکوع کرنے والے۔ حضرت
بو علی شاہ قلندر قدس سرہ گوید بہر دین دل کند از دنیا علی ؛ آن علی والی ملک نبی آن وصی
مصطفے شیر خدا ؛ آن علی زوج بتول پارسا ؛ حکیم خاقانی شافعی در کلیات خود گوید صلح
عبد ولایت علی ولی اللہ ؛ وکیل حضرت عزت علی ولی اللہ ؛ چراغ ہر دو جہان نور حق شناسی او ؛ مدار
کثرت وحدت علی ولی اللہ ؛ کدام عرش چہ کرسی چہ آسمان چہ زمین ؛ فزون زپایہ رفعت علی ولی اللہ ؛
سحاب گلشن کثرت محمد عربی ؛ گلے زخلوت وحدت علی ولی اللہ ؛ چو بے بضاعت و سرمایہ نیست خاقانی ؛
کند بحشر شفاعت علی ولی اللہ ؛ بیان حدیث ہارون من موسے اور حضرت اسد اللہ الغالب
تمامی غزوات مین ہمراہ رسول خدا کے رہے اور علم جنگ کا آپکی بدست مبارک مین رہا اور ہر کفار نامی کو
قتل کیا سوائے غزوہ تبوک کے کہ آنسرور عالم نے آپکو خلیفہ کرکے اپنے اہلبیت پر مدینہ منورہ مین چھوڑا
تہا جو کہ آنحضرت نے اس امر مین حضرت علی کو آزردہ دیکہا تو فرمایا ہارون من موسے اور شیخ نجم الدین
کبریٰ فرماتے ہین کہ آن حضرت نے حقایق اسرار نبوت اور ولایت کے بہ خرقہ پوشیدہ کے رکہکر اس خرقہ
کو جناب شاہ ولایت آب علی مرتضیٰ کے سپرد کیا اور فرمایا آن حضرت نے حدیث انت منی بمنزلت
ہارون من موسے الا انہ لا نبی بعدی ترجمہ آیا نہین راضی ہے تو اے علی کہ تو ساتہہ میرے ایسا ہے کہ
جیسے ہارون ساتہہ موسے کے لیکن نہین ہے بعد میری نبوت اور سید علی ہمدانی مودات مین لکہتے ہین کہ پیغمبر
خدا نے اس حدیث کو دس مقام پر فرمایا ہے لہذا یہہ حدیث متواتر ہوئی اور خود حضرت علی مرتضے علیہ السلام
فرماتے ہین بیت کما ھارون من موسے اخوہ ؛ کذلک انا اخوہ وذاک اعنی یعنے جیسے کہ ہارون موسے
موسے کے بہائی تہے ایسا ہی مین بہائی نبی کا ہون اور یہہ ہی نام میرا خواجہ سنائی قدس سرہ گوید

بیان ہارون من موسی

او چو موسیٰ علی را یار دان ۔ ہر دو یک رنگ اند درون و بیرون ۔ دور روندہ چو اختر گرد دان ۔ دو بحار
چو صدف دار دان ۔ **بیان من کتب مولاہ** کتاب صحاح ستہ اور تواریخ اور تفاسیر مثل تفسیر
نیشاپوری و تفسیر درمنثور سیوطی و تفسیر ارباب نزول و دیگر کتب ہائے مین وارد ہے کہ جب پیغمبر خدا
حجتہ الوداع سے فارغ ہوکر مدینہ کو روانہ ہوئے تو راہ مین جم غدیر کے مقام باجماع ایک لاکھ کہی ہزار صحابہ
کو جمع فرمایا اے لوگون تم مین دو چیزین چھوڑتا ہون اگر تم انکو مضبوط پکڑوگے تو ہرگز گمراہ نہوگے اور
ہر ایک ان مین ایک دوسرے سے بہتر ہے ایک تو قرآن مجید اور دوسرے اہلبیت عترت میری یہ دونون
ایک دوسرے سے جدا نہون گے یہانتک کہ آوین پاس میرے اوپر حوض کوثر کے اور دیکھون مین کہ تم
کیسی تعظیم اور تکریم اور اطاعت کی اونکی اور پھر فرمایا کہ مین بہتر ہون تمہارے نفسون سے پس اصحاب نے کہا
البتہ آپ بہتر ہین ہم سب سے پس اوسوقت ہاتھہ پکڑا علی مرتضےٰ علیہ السلام کا اور بلند کیا اور یہہ حدیث
فرمائی **حدیث** من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ ترجمہ جسکا
مین صاحب ہون اوسکا علی صاحب ہے اے بار خدا دوست رکھہ تو اوسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن
رکھہ تو اوسکو جو دشمن رکھے علی کو ۔ پس اوسوقت مبارک بادی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دی اور کہا کہ آج
سے اے علی تم مولاہ ہوئے تمام مسلمان مرد اور عورت کے اور اوسکے بعد ایک خیمہ مین آپکو بٹھایا اور بحکم
آنحضرت سب لوگون نے معہ ازدواج آنحضرت کے مبارکبادی دینے کو اوس خیمہ مین آئے اور جب کہ حضرت
عمر سے کہا کہ تم تقدیم اور تکریم حضرت علی کی اورون سے زیادہ کرتے ہو تو حضرت عمر کہتے کہ کیونکر تعظیم نکرون
مین علی کی کہ صاحب اور سردار ہمارا ہے اور علماء محققین اہل سنت نے اسجگہہ مولاہ کے معنے حد کے درجہ کی
محبت اور دوستی کے گردانے ہین چنانچہ **عبد الحق محقق دہلوی گوید** حب علی ہر کہ ندارد بشر ۔
گرچہ مصلے ست مسلمان مگو ۔ بعد نبی عالم اسرار غیب ۔ غیر علی ہیچ یکے را مگو ۔ **مولوی سالم اللہ**
دہلوی گوید چو واجب شدہ بر تو حب نبی ۔ چناں واجب است بر تو حب علی ۔ پیمبر کہ سرور انبیاء
علی ہمدمان سرور اولیا ۔ **شارح دیوان حضرت مرتضےٰ علیہ السلام گوید** ہر کس کہ
بجان محب حیدر باشد ۔ روز محشر علی دلش منور باشد ۔ روزیکہ ازین سرا رویران برود ۔ در جائے بہشت
اہل کوثر باشد ۔ اور چونکہ علماء بنی امیہ و عوام سنت و جماعت نے آپکے درجہ عالی کو حد سے زیادہ گھٹا دیا ہے
اور آپکی محبت کو سادی درجہ سے بھی کم کر دیا ہے لہذا علماء شیعہ کو موقع لب کشائی کا ملا یہانتک کہ خلافت
ظاہری کو بھی اسی حدیث سے مراد لیتے ہین اور خلافت بلا فصل حضرت امیر علیہ السلام کے مانتے ہین لیکن
اکثر اولیاء کاملین نے مولا کے معنے کی تصریح عمدہ طور سے ظاہر کی ہے چنانچہ مولوی معنوی مثنوی دفتر ششم

من لم یکن مومنا بهذین ابیاتین زین سبب پیغمبر باز اجتهاد ؛ نام خود و ان علی مولا نهاد ؛ گفت هر کس انعم مولاد
دوست دارد این عم من علی مولائے اوست ؛ گیست مولا آنکه از اورا دت کند ؛ بندرقیدیت ولایت برکند ؛
یعنی هر که من علی مولائے اوست ؛ مومنان را از انبیا آزادی است ؛ اے گروه مومنان شادی کند ؛
که علی را بر شما آزادی خبرت دادی است ؛ مومنان را از انبیا آزادی است ؛ اے گروه مومنان شادی کند ؛
که علی را بر شما آزادی خبرت دادی است ؛ مومنان را از انبیا آزادی است ؛ اے گروه مومنان شادی کند ؛
پس مرده سوسن آزادی کند ؛ اور سید محمد گیسو دراز قدس سره کتاب اقتباس مین تحریر فرماتے ہین
که خلافت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم دو قسم پر جاری ہوئے کبرے و صغرے یعنے خلافت ظاہری سو
خلافت ظاہری مین تو در میان امت کے اختلاف ہے اور خلافت کبرے کہ محض ولایت بمعنائے نبوت اور رسالت ہے
وہ خاص حضرت علی مرتضے علیه السلام کو عنایت ہوئی چنانچہ حضرت مرتضے علیه السلام خود فرماتے ہین ؎
وفی القرآن الزمه ولایتی ؛ واوجب طاعتی فرضا بعهده ؛ لذاک اقامنی لهم اماما ؛ واخبرهم به بعد نبوتی
فمن کنت مولاه فهذا ولیه ؛ فواسلمی وسابقنی سمی ؛ ترجمہ اور قرآن مجید مین ولایت میری تمہارے
اوپر لازم ہوئی اور واجب اور فرض کی گئی اطاعت میری اوپر تمہارے اسیواسطے حکم کیا گیا ہے مسلمانون کو
امامت میری کا اور خبر دی گئی ہے اسکی بیچ غدیر خم کے پس کون تمہارے بیچ مین ہے کہ ہووے حصہ اوسکا
برابر حصے میرے کے اور اسلام میرے کے درحالیکہ سابق الاسلام ہون مین ترجمہ نظم ؎ مہر تو بر تمام
عالم شده فرض ؛ در نبوت همت است احسان تو فرض ؛ بے مہر تو حق نمیکند بیچ قبول ؛ روز نکند رسد
نامۂ اعمال بعرض ؛ اور پھر فرمایا حضرت امیر علیه السلام نے بیچ فخر اپنے کے ۔ الله اکرمنا بنبیه ؛
وبنا اقام دعائم الاسلام ؛ وبنا اعز نبیه وکتابه ؛ واعزنا بالنصر والاقدام ؛ ویزعمون انا جبرئیل
فی ایاتنا ؛ بفرایض الاسلام والاحکام ؛ فنکون اول مستقل حمله ؛ ومحمد الله کل حرام ترجمہ
یعنے خدائے تعالے نے برگزیدہ کیا مجھکو اسواسطے کہ مددگاری کی مین نے رسول اوسکے کی اور مین نے قایم
کیا ستون اسلام کو اور دوست اور عزیز کیا پیغمبر خدا نے مجھکو اور کتاب اپنی کو اور عزیز کیا مجھکو بسبب
مددگاری کے اور پیشقدمی کرنیکے جنگ مین ترجمہ نظم ؎ در علم و عمل اہل حقایق مائیم ؛ دانندۂ اسرار
دقایق مائیم ؛ گاہے کہ سخن زاہل ایمان گزرد ؛ الصاف ولد خصم کہ سابق مائیم ؛ اور یہی اسی کلام فصیح
البیان کے مطابق تمام اولیاء الله نے اپنے اپنے کلام حق البیان مین فرمایا ہے حضرت امام شافعی
رحمة الله علیه گوید علی حبه حبنه ؛ قسیم النار والجنه ؛ وصی المصطفے حقا ؛ امام
الانس والجنه ؛ قطب الابرار وعارف اسرار شیخ فریدالدین عطار در الٰہی نامہ
خود گوید ۔ زمغرب تا بمشرق با بمغرب گرامام است ؛ امیر المومنین حیدر تمام است ؛ اگر عمش شدی بیحد معدود
اور یک قطره بودی بحر اخضر ؛ اگر فضل علی گوئی بتفصیل ؛ بقول ناصبی اش سخن تو تعطیل ؛ اور یہی فرمایا

حضرت مرتضٰے علیہ السلام نے ابیات وانت الکتاب المبین الذی ؛ بایاتہ یظہر المضمر
فلا حاجۃ لک فی خارج ؛ یخبرعنک بما تستطر ؛ اور علی تو خود کتاب مبین ہے کہ بحکم حروف مقطعہ
ہوتے ہیں پیدا پوشیدہ ولیس لہ مبین حاجت اسکی کہ خبر دیجاوے تجھکو اوس چیز کی کہ بوسیلہ مقطعات تحریر ہے
ترجمہ نظم مجموعۂ اسرار الٰہی مائیم ؛ لوح وقلم وحرف وسیاہی مائیم ؛ ہرچند کہ مقصود تو باشد اے دل
از غرور اطلب کہ ہرچہ خواہی مائیم ؛ جبکہ لشکر معاویہ نے جنگ صفین میں قرآن نیزہ پر چڑھایا تو حضرت
مرتضٰے علیہ السلام نے فرمایا انا کلام اللہ الناطق ترجمہ یعنے میں ہوں کلام اللہ بولتا ہوا حکیم خواجہ
سنائی رحمۃ اللہ علیہ گوید در حدیقہ مرتضٰی را وصی وہم داماد ؛ جان پیغمبر از جمالش شاد ؛
نائب مصطفٰے بروز غدیر ؛ کرد ہر شرعۂ خود مرا در امیر ؛ قابل راز حق زبانت او ؛ مہبط وحی حق امانت او
بہر او گفتہ مصطفٰے بالصدق ؛ کای خداوند وال من والاہ ؛ زار دار خدائے پیغمبر ؛ زر دار پیغمبرش حیدر ؛
مصطفٰے از برائے جان وتنش ؛ تر برائے کلاہ و پیرہنش ؛ نام او کردی در ولایت علم ؛ علی از علم پور او از علم ؛
با کسے علم دین نگفت استاخ ؛ زانکہ دل تنگ بود و علم فراخ ؛ سایلان را بانکار و نہفت ؛
جز باندازہ علم شرع نگفت ؛ با نماند دل علی ہرسوئی ؛ عرش و کرسی چو نیم دانگ و تسوی ؛ تا نہ بکشاد
علم حیدر در ؛ ندہد دست پیمبر بر ؛ او مدینہ علوم باب علی ؛ او خدا را نبی علیش ولی ؛ حضرت
شیخ الاسلام مولانا احمد جام زندہ پیل قدس سرہ گوید باندیش مدح علی ولی را
بخوان حسبی اللہ نعم النصیرا ؛ چو فردا بپرسد خدائے کریم ؛ بجب کہ بردے بسر زندگی را ؛ کہ مولا
تو بودی کرا بندہ بودی ؛ بگویم علی باز گویم علی را ؛ علی ولی ساقی حوض کوثر ؛ چو صہبا بود نشۂ احمدی را
شیخ سعدی شیرازی گوید منم گر جان شدم مولائے حیدر ؛ امیر المومنین آن شاہ صفدر ؛
علی را خدا بیشک ولی خواند ؛ کہ بعد از مصطفٰے در جملہ عالم ؛ نہ بر فاضل تر و بہتر ز حیدر ؛ سلم بہ سلونی
گفتن او را ؛ کہ علم مصطفٰے را بود او در ؛ یقین اندر شجاع و علم و عصمت ؛ ز پیغمبر نہ بود او ہیچ کمتر ؛
اگر دانی نکوی جز علی کیست ؛ کہ دُلدل زیر رانش بود در خور ؛ چہ گویم وصف آن شاہیکہ جبریل ؛
گہی بود مدح گویش گاہ چاکر ؛ بدان گفتم کہ تا خلقان بدانند ؛ کہ سعدی زین سعادت نیست بیحبر ؛
ایا سعدی تو نیکو اعتقادی ؛ زدین و اعتقادی خویش برخور ؛ مولانا جامی قدس سرہ گوید
علی شاہ عالم امام کبیرا ؛ کہ بعد از نبی شد بشیر و نذیرا ؛ ز توحید روشن مہ و ماہ و کوکب ؛ تو ئی ہر دو عالم
سراج و منیرا ؛ ز تسمیت پوشیدہ احوال جامی ؛ تو ئی ہر دو عالم سمیعا بصیرا ؛ حضرت شاہ
قاسم انوار گوید الا اے شہنشاہ ملکا کبیرا ؛ علی الحق تو ئی مومنا زا میرا ؛ بنص قرآن و حدیث پیغمبر ؛

ابی وہب ہے اور صاحب تفسیر ثعلبی نے اپنی تفسیر مین روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے غدیر خم مین کنت مولاہ کہکر یہ آیت پڑہی **قولہ تعالیٰ** یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک
الخ ترجمہ یعنے اے رسول پہنچا دے جو کچھ نازل ہوا ہے تیرے رب کی طرف سے اگر تو نہ پہنچا دیگا تو گویا نہ پہنچایا
رسالت اسکی تفسیر ثعلبی اور تفسیر منثور سیوطی اور تفسیر ارباب نزول مین وارد ہے کہ آیت مذکور
واقع غدیر سے اول نازل ہوئی ارشاد فرمائی اور بعد کو حدیث من کنت مولاہ بیان فرمائی ہے۔ اور
ساتھ خطیب خوارزمی مین بروایت حافظ ابو نعیم اور مناقب ابن مردویہ مین بروایت ابو سعید خضری کے
وارد ہے کہ بعد واقع حدیث غدیر کے یہہ آیت نازل ہوئی **قولہ تعالیٰ** الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم
نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ترجمہ یعنے آجکے دن مین نے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت تمہارے
اوپر تمام کر دی اور تمہارے واسطے دین اسلام کو پسند کیا پس جبکہ نازل ہوئی یہہ آیت تو فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ اکبر علی ما یرضے اکمال الدین اور اتمام نعمت ہے اور رضامندی پروردگار میری
ساتھ رسالت میری کے اور ولایت علی ابن ابی طالب کے ہے **مولانا نیاز احمد بریلوی گوید**۔
زہے عز و جلال بوتراب فخر انسانی ۔ علی مرتضے مشکلکشای شیر یزدانی ۔ پیمبر بر سر سبز نشست و خواند مولائی
کرتا مولائیش را باشد اندر خلق برہانی ۔ **بیان خلافت ربانی** بحر المناقب اور مناقب خطیب
خوارزمی مین بروایت امیر المومنین اسد اللہ الغالب اور حلیۃ الاولیا مین بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
کے مسطور ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب شب معراج خدا تعالے نے مجکو آسمان پر لیگیا
اور کہڑا ہوا مین سدرۃ المنتہے پر روبرو پروردگار اپنے کے فرمایا اللہ تعالے نے یا محمد کہا مین نے لبیک و
سعدیک پس فرمایا بالتحقیق ازمایا مین نے تمام اپنی مخلوقات کو اور مین نے اونکو لعنتین دین پس کون انمین سے
تیرا زیادہ مطیع اور فرمانبردار ہے عرض کیا مین نے اسے پروردگار میری علی ابن ابی طالب ہے فرمایا اے محمد
سچ کہتا ہے تو پہر فرمایا کہ کسواسطے تو اختیار نہین کرتا اپنے واسطے خلیفہ کہ ادا کرے احکام تیرے کو اور تعلیم کرے
میرے بندونکو میری کتاب سے جو کہ وہ نہین جانتے مین پس عرض کیا مین نے کہ اے پروردگار میرے تو ہے
اختیار کرنیوالا بتحقیق برگزیدہ تیرا ہے برگزیدہ میرا ہے پس فرمایا حق تعالے نے کہ اختیار کیا مین نے تیرے واسطے
علی کو پس تو بہی اختیار کر اوسکو اپنا خلیفہ اور وصی کہ وہ مخزن علم اور حکمت کا ہے اور امیر المومنین ہے اور بابا
پہنچا ہے اوسکے مرتبہ کو کوئی اوس سے اول یا بعد کو اے محمد علی علم ہدایت اور امام مطیعان اور نور سپیدی اطیاران
کا ہے اور لازم کیا ہے مین نے واسطے متقیون کے کہ جو شخص اوسکو دوست رکہے بتحقیق کہ اوس نے دوست

کہا مجھکو اور جو شخص کہ دشمن رکھے پس تحقیق دشمن رکھا اوس نے مجھکو پس بشارت دی اسے محمد علی کو اوس وقت سے اوسوقت عرض کیا مین نے کہ الٰہی پروردگار بشارت دونگا مین علی کو مولانا روم کو بعد ہے مولانا علی بن ابی طالب خدا ۔ نہ نہد در بہشت آدم را ۔ قطب الابرار عارف اسرار شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ در الٰہی نامہ بیان شب معراج گوید ۔ پر نور تجلی شد پدید ۔ در زمان نور را پیغمبر نا پدید ۔ تا نظر در احمد مرسل فگند ۔ بر قع از نور حقیقی بر فگند ۔ ثم وجہ الستا گہ شد عیان ۔ لال بگشتی ز شرح او زبان ۔ در میان آن بقاعہ گونہ نور ۔ شعلہ میزد در دلش اندر حضور ۔ گفت با او سی ہزار و شصت ہزار ۔ جملہ اسرار سرش بے شمار ۔ سی ہزار اسرار گفت این را بگوی ۔ سی ہزار دیگرش گفت این را بگوئے ۔ بر علی سی دگر کن آشکار ۔ باز این اسرار ما را گوش دار ۔ سی ہزار اسرار ازان صدر کبار ۔ گفت با حیدر ز سر کردگار ۔ سی ہزار اسرار دیگر کس نگفت ۔ از خلایق داشت ان سر در نہفت ۔ سی ہزار اسرار از سر کلام ۔ گفت اندر غرع آن صاحب نظام ۔ در میان آن فنا دید او بقا ۔ در عیان بد ابتدا او انتہا ۔ پس محمد چون وصال دوست دید ۔ ہر کمال را کہ آن اوست دید ۔ گفت یارب آنچہ از یکن ۔ جملہ را در حشر شان دلشاد کن ۔ گفت بخشیدم تمامی آنست ۔ بلکہ جملہ از کمال حرمتست ۔ چون محمد باز جائے خود رسید ۔ ہر دو عالم در درون خویش دید ۔ اور مناقب خطیب و بحر المناقب مین مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بالتحقیق گیا مین حق تعالے کے پاس شب معراج مین تو گفتگو کی اللہ نے مجھسے زبان ولیچہ علی ابن ابی طالب مین پس کہا مین نے خداوندا تو نے خطاب کیا مجھسے یا علی نے پس فرمایا اللہ تعالے نے اے محمد نہین مثل اشیاء کے نہین ہوون کہ لوگ مجھکو قیاس کرین یا مجھکو تشبیہ دین پیدا کیا مین نے تجھکو اپنے نور سے اور علی کو تیرے نور سے پس مطلع ہوا مین تیرے دل کے بھید سے اور جانا مین نے کہ علی سے تجھکو زیادہ محبت ہے پس اس وجہ سے کہ تیرا دل مطمئن ہووے مین نے علی کی نعت اور زبان مین تجھسے گفتگو کی ہے چنانچہ مولانا روم در کلیات گوید ۔ سر او دید سید الکونین ۔ در شب قرب و در مقام دنی ۔ از علی می شنید نطق علی ۔ بعلی جز علی نبود آنجا ۔ شیخ سعدی شیرازی گوید ۔ چہ دلاور مصطفے در صورت بار سفید ۔ در شب معراج سبحان الذی سرے علی در الٰہی نامہ عطار مصطفے گفتی علی را آن زمان ۔ کہ ترا نور دل و آرام جان ۔ اے یکی دیدہ ازل را تا ابد ۔ مثل تو ہرگز نیامد تا ابد ۔ آنچہ من دیدم تو دیدی بے حساب ۔ آنچہ من دانم تو دانی بے حجاب ۔ قدر تو از من بدید و من ز تو ۔ ہر چہ بود از کائنات در ابرق ۔ من ز تو دیدم ز من تو ہم ز سبق ۔ یا علی اسرار ربانی توئی ۔ یا علی انوار یزدانی توئی ۔ یا علی اسرار کل دریافتی ۔ بر حقیقت آنچہ نادر یافتی ۔ یا علی اسرار کلی باز جوئی ۔ شرع را خورشتن بانگوئی ۔ گفت حیدر را رسول کائنات

ان نشود ازو نہان کلی صفات ؛ اے گزشتہ تو از کون و مکان ؛ اے پدید و جملگی راز عیان ؛ اے
در کلی قدم کلی خود ؛ کام خود از آفریدش بستہ دہ ؛ چون توئی مقصود اندر کائنات ؛ ہم توئی نور صفا
کل ذات ؛ من ترا اندر یقین دائم کنون ؛ کاولین و آخرین اینجا رہ نمون ؛ من ترا دائم یقین پیغمبری ؛
در قیامت آفریدش بہتری ؛ من ترا حق دائم حق دیدہ ام ؛ من ترا حق بینم و حق دیدہ ام ؛ من ترا حق در
ہر دو سرا تو ؛ من ترا حق دائم از کردار تو ؛ اولین و آخرین را رہ نمون ؛ ہمتو خواہی بود کلی رہ نمون ؛ اولین
و آخرین تو بودہ ؛ راہ جانان جملہ تو بنمودہ ؛ چون توئی ہم وصف تو گویم تو ؛ ہم مراد خویشتن جویم ز تو ؛
ہم راہ تو دیدم تمامی راہ را ؛ انبیا را کشتی تو پیشوا ؛ ذات حق گرچہ صورت آدمی ؛ از پئے ذات یقین کل آدمی
ذات پاکت پیش از آدم بدست ؛ نور پاکت رہبر آدم بدست ؛ اے در ار لامکان دیہم مکان ؛ روشن
از نورت زمین و آسمان ؛ جبرئیل از دست تو شد خرقہ پوش ؛ ہم ملائک جملہ حلقہ بگوش ؛ کے ترا
بشناسد اینجا جز علی ؛ مہتر و بہتر نبی ؛ پس محمد گفت کاے جان جہان ؛ اے عیان نور تو مارا
ہم عیان ؛ اے ولی خالق یچون شدہ ؛ از صفات لامکان بیرون شدہ ؛ تو کنون ابن ولایت آدمی
زان ہمہ نور ولایت آدمی ؛ در ولایت جز تو کس نیاید دگر ؛ قدر تو ہرگز کجا داند بشر ؛ در ولایت تو ہدایت
آدمی ؛ زان ہمہ نور ولایت آدمی ؛ راز بنگر گفتنی در ساز گار ؛ سر جانان کردہ تو آشکار ؛ راز نیکو گفتہ
رہبر توئی ؛ از صحابہ چونکہ نیکو تر توئی ؛ من توام تو ہم منی در راہ حق ؛ تو مرا ے من ترا در ساز حق ؛
کل تو ہستی در تمامی کائنات ؛ نیک داری شرع آیات صفات ؛ نیک گفتن نیک رائے در یقین ؛
از یقین تست بر تر ہم چنین ؛ شرع راہ ما تو داری پائدار ؛ این زمان باشی بکل تو پائدار ؛ شرح
اسرار مرا تو حاکمے ؛ زانکہ نور چشم ہر دو عالمے ؛ جز تو کس را من ندانم اختیار ؛ این زمان ذات تو
کردم اختیار ؛ من یکے ام با تو یکے بیشکے ؛ خود کجا گنجد میان ما شکے ؛ راہ ما یکیست ما ہر دو یکیم ؛ راہ
بردہ پردہ ا بینیکیم ؛ کے بداند ہر کہ باشد جز کہ من ؛ در یکین خود احادیث سنن ؛ در این اسرار ما تو
سفتہ ام ؛ بر رموز شرع ہر چہ گفتہ ام ؛ شرع را ترتیب دیگر سان نہیم ؛ تا رموز شرع این آسان کنیم ؛
در شب معراج گفتم کردگار ؛ سر ہا را بر علی کن آشکار ؛ سر ادبا تو گفتم در نہان ؛ تا کے اے نماید اندران
راہ این آسان تر ست اے مرتضے ؛ تا خدا باشد بدین از تو رضا ؛ معرفت بے راہ ما نا یدپدید ؛ آفرینش
تفل و راہ ما کلید ؛ تا رموز عشق کل بگشادہ ایم ؛ شرع را در شرع خود بنہادہ ایم ؛ سید اشرف.

جہانگیر قدس سرہ لطایف و شرح مین فرماتے ہین کہ خرقہ خلافت ربانی جو گروہ صوفیہ کرام مین پہنے
مریدون کو پہناتے ہین سنت رسول اللہ کی ہے کیونکہ علی مرتضے کے سر پر پیغمبر خدا نے عمامہ باندہا ہے اسی

دوسے منصب عالی ہے جو غدیر خم مین شاہ ولایت کو عطا ہوا تہا اور ائمہ اہلبیت رسالتمآب کے
امام ہین جو تمام اولیاء اللہ کی گردنون اور خاندانون کو گھیرے ہوئے ہین **خواجہ سنائی گوید**
نائب مصطفےٰ بروز غدیر ؎ کرد بر شرع خود مقرر امیر ؎ **مولانا احمد جام گوید** خرقہ او شد پدید
در عالم ؎ فقر فخرست فقر او پیدا ؎ شہر ملک دین علی ولی ؎ باب علم است و شہر زہرا ؎ گر ترا شک
نبود ی احمد سا ؎ کے رسید ی درین مقام رضا ؎ **امام فخر الدین رازی** تفسیر عالم التنزیل مین
اور **میر جمال الدین** محدث شافعی راحت القلوب مین لکہتے ہین کہ فرمایا آنحضرتؐ نے حضرت علی کو کہ
علی خلیفہ میرا ہے حیات اور ممات مین دستور الحقائق اور کنج الاسرار خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس
سرہ مین مسطور ہے کہ حضرت علی کا خطاب اسد اللہ الغالب اوس روز سے ہوا کہ جب سید عالم معراج
کو تشریف لیگئے تو بارگاہ صمدیت مین ایک شیر کہڑا ہوا تہا کہ نور کی زنجیرون سے بندہا ہوا تہا جناب
پیغمبر خدا ہر چند آگے جانا چاہتے تہے لیکن وہ شیر حملہ کرتا تہا آنحضرت نے جبرئیل سے پوچہا کہ اے
اخی یہ شیر کیا چاہتا ہے جبرئیل نے کہا کہ آپ دیکہئے کہ متاع دنیا سے کوئی چیز آپ کے پاس تو نہین
ہے آنحضرت نے دیکہا تو ایک انگشتری دست مبارک مین تہی رسول خدا نے اوسکو نکالکر اوس شیر
کے جانب پہینکدی شیر ممدوح نے اوس انگشتری کو اپنے منہ مین لی لیا جب کہ حضرت سید عالم معراج
سے تشریف لائے تو حضرت علی نے بعد مبارکبادی کے وہ انگشتری خدمت مبارک مین پیش کی
اوسوقت فرمایا آنحضرت نے جزاک اللہ فی الدارین خیرا یا اسد اللہ الغالب ۔ **شیخ**
عطار در خسرونامہ گوید چو شیر آمد دلی کہ داغ حق داشت ؎ بمردی و جوان مردی
سبق داشت ؎ اسد چون خانۂ خورشید باشد ؎ علی کاشمس ازان جاوید باشد ؎ **شیخ**
سعدی شیرازی گوید کس را چہ زور و زہرہ کہ وصف علی کند ؎ جبار در مناقب او گفت ہل
اتےٰ ؎ شیر خدا و صفدر میدان بجود و جان بخش در نماز و جہان سوز در وغا ؎ فردا کہ ہر کسے
بشفیع زنند دست ؎ ما نیم و دست و دامن معصوم مرتضےٰ ؎ **مولانا روم در کلیات**
شمس تبریز گوید شیر ربانی خدا شاہ سلام علیک ؎ معدن جود و سخا شاہ سلام علیک ؎ ہادم
خیر البشر باب شہیر و سپہر ؎ راجح شمس و قمر شاہ سلام علیک ؎ شاہ شریعت توئی پیر طریقت توئی ؎
حق بہ حقیقت توئی شاہ سلام علیک ؎ شافع محشر توئی صاحب منبر توئی ؎ ہادی و رہبر توئی شاہ
سلام علیک ؎ صفدر روز غزا صاحب حوض و لوا ؎ والی امر خدا شاہ سلام علیک ؎ قول رسول
بشیر صاحب و زنہار پیر ؎ شاہ و امام و امیر شاہ سلام علیک ؎ **مولانا احمد جام زندہ پیل**

محرم سرو کو بید است گنج حقیقت اسرار ؛ ظاہر و باطنش شدہ یکتا ؛ او بحق قائم است
بذات صفات ؛ او بحق جاوداست بے ہمتا ؛ مظہر نور اوست آدم ہم ؛ کو بدانست ہر ہمہ اشیا ؛
از علی شد رسول این مبعوث ؛ از علی شد ظہور حق پیدا ؛

بیان نوار احمد یعنے نشان حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صاحب معارج النبوۃ نے لکھا ہے کہ تفسیر بحر العلوم مین اور روایات اولیاء اہل کشف نے اسطرح تحریر کیا ہے کہ جب آدم علیہ السلام کے جسم مبارک مین روح داخل ہوئی اوسوقت اُنکو چھینک آئی پس کہا آپ نے الحمد للہ اور جواب آیا اوسکا خداوند کریم کی جانب سے یرحمک اللہ سابق سبقت رحمتی علی غضبی اور لکھا ہے کہ اوسوقت حضرت آدم کی پیشانی مین نور محمدی جلوہ افروز اور متحرک ہوا اوسوقت اُنکو چھینک آئی اور اوس مین سے ایک آواز حضرت آدم نے ایسی سنی کہ جیسے دو موتی کے باہم رگڑنے سے پیدا ہوتی ہے پس حضرت آدم نے عرض کیا کہ خداوندا یہہ کیسی آواز ہے جواب آیا کہ یہہ آواز تیرے فرزند نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی ہے پس یہہ سنکر حضرت آدم کو آپکے نور دیکھنے کا کمال شوق اور تمنا ہوئی اسوجہ سے وہ نور پاک آدم کی پیشانی سے دست رحمت کے انگوٹھہ مین منتقل ہوا جب حضرت آدمؑ نے نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معائنہ کیا تو فوراً اوسکو بوسہ دیا اور آپکی محبت کو اپنے دل مین جگہ دی اور اس سنت اپنی کو قیامت تک اولاد اپنی کیواسطے قایم کیا اور اوس نور شریف کی برکت سے جسقدر روحین آپ کی اولاد کی آپکے دائین جانب کو تھین وہ مرتبہ اصحاب یمین سے مشرف ہوگئین اور جو بائین جانب تھین وہ اصحاب شمال کہلائی اور وہ اس نعمت سے محروم تھین القصہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے نور پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی ناف مین معائنہ کیا تو خطاب ہوا کہ اے آدمؑ جس کسی شخص کے غیب سے فرزند ظاہر ہوتا ہے تو وہ اوسکو کچھہ ہدیہ دیتا ہے پس تو اس فرزند ارجمند کے ہدیہ مین کیا دیویگا حضرت آدم نے عرض کیا کہ اے بار خدا جو کچھہ تو نے ابتک مجھکو اپنے خزانہ کرم سے عطا کیا ہے یہہی کلمہ الحمد ہے کہ جو میری زبان پر جاری ہوا پس جو کچھہ ثواب اس کلمہ کا تیری بارگاہ سے مجھکو عطا ہووے وہ مین نے اس فرزند ارجمند کو ہدیہ مین دیا اوسوقت اللہ تعالے نے اوس کلمہ حمد کے ثواب سے ایک نشان یعنے جھنڈا پیدا کیا اور اوسکا نام لواء الحمد رکھا گیا اور اوسکو آنحضرت صلعم کی ذات پاک کے ساتھہ مخصوص کیا **مناقب ابن مردویہ** مین جابر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز پیغمبر خدا کے اصحاب جنت کو یاد کرتے تھے پس فرمایا رسول خدا نے بتحقیق اول اہل جنت کا از روئے

دخول کے علی ابن ابی طالب ہے ابو دجانہ انصاری نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ہے کہ
جنت اوپر انبیا علیہم السلام کے حرام ہے بیشک کہ جنت مین مین نجاؤن اور جنت حرام ہے امم
بین اوسون کے بیشک کہ میری امت داخل نہووے فرمایا پیغمبر خدا نے کہ سچ ہے مگر بجانا تو نے باتحقیق
من سبحانہ تعالے کا ایک لوا الحمد ہے کہ جسکو جھنڈا کہتے ہین کہ عمود اوسکا یاقوت سے ہے اور اوسکے
اوسکے کھلہا ہے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ قال محمد خیر البریۃ وصاحب اللواء و لعلم
القیامۃ علی ابن ابی طالب حضرت جابر کہتے ہین کہ جب آنحضرت صلعم نے علی مرتضے کو بدین منقبت
ارشاد فرمایا تو علی نے عرض کیا کہ تعریف کرتا ہون مین اوس خدا تعالی کی کہ جس نے بطفیل پیغمبر
علیہ السلام کے مجھکو مکرم گردانا ہے اور صاحب مواہب لدنیہ نے طبرانی سے ریاض النضرۃ مین یہہ
حدیث بیان کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضے سے فرمایا کہ اے
علی تو نہین جانتا کہ مین وہ شخص ہون کہ اول روز قیامت کے بلایا جاؤنگا اور سیدھی طرف
عرش کے کھڑا ہونگا اور لباس سبز جنت کا مجھکو پہنا دینگے اور بعد اوسکے سب پیغمبر بلائے جاوینگے
اور جنت کے دروازہ پر بائین جانب کو کھڑے رہینگے اور لباس سبز جنت انکو پہنایا جاویگا
اور آگاہ ہو کہ میری امت کا حساب و کتاب قیامت کے روز سب امتون سے اول ہو ویگا
اور اے علی مین تجھکو بشارت لینے خوشخبری دیتا ہون کہ تو اوس روز اول بولایا جاؤنگا اور تیرے
ہاتھہ مین جھنڈا قیامت کا کہ جسکو لوا الحمد کہتے ہین دیا جاویگا اور لباس سبز جنت کا تجھکو پہنا دینگے
اور تیرے برابر دائین جانب کو حسن اور بائین جانب کو حسین کھڑے ہونگے یہان تک کہ میری اور
ابراہیم علیہ السلام کے درمیان زیر عرش تو کھڑا ہوگا اور تمام مخلوق اللہ تعالے کی بروز حشر سایہ
مین اوس لوا الحمد کے ہوگی کہ درازی اوس نشان کی ایکہزار چھ سو برس کی مسافت ہے اور سنان
اوسکی یاقوت کی اور قبضہ اوسکا روپے کا ہے اور جڑ اوسکی مروارید سبز کی ہے اور اوس کے تین
گیتو نور کے ہونگے ایک مشرق مین اور دوسرا مغرب مین اور تیسرا درمیان دنیا کے رہیگا اور اوسپر
تین سطرین لکھی ہوئی ہونگی **اول سطر مین** بسم اللہ الرحمن الرحیم **دوسری سطر مین**
الحمد للہ رب العالمین **تیسری سطر مین** لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اور درازی ہر
سطر کی ہزار برس کی مسافت ہے **معارج النبوۃ** مین مرقوم ہے کہ جب قیامت کے روز میدان
حشر مین اوس لوا الحمد کو لاوینگے تو ایک منادی یہہ آواز دیگا کہ کہان ہین نبی الامی العربی القرشی
المکی الحرمی التہامی محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین سید المرسلین رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم

پس آنحضرت تشریف لاوینگے اور اوس نشان حشر کو اپنے دست مبارک مین لیوینگے بعد اوسکے تمام
انبیا علیہم السلام حضرت آدم سے حضرت عیسے علیہ السلام تک معہ جملہ صدیقون و شہیدون و صالحون
و اہل عرفان کے اوس نوار الحمد کے گرد اگرد جمع ہونگے اوسوقت ہر فرقہ مذکور کے ہر آدمی کے واسطے
براق و طبق بہشتی معراج لاوینگے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے ایک تاج نور کا
لاوین اور لباس حریر سبز کا آپکو پہنا کر براق مبارک پر سوار کرین اور آپ کے آگے ستر ہزار علم اور ستر ہزار
نشان کھڑے کئے جاوین گے اوسوقت حضرت خواجہ عالم اوس علم یعنے نوار الحمد کو اپنے دست مبارک
سے حضرت شاہ مردان شیر یزدان علی ابن ابی طالب کے دست مبارک مین عطا فرماوینگے اور تمام
انبیا علیہم السلام و صدیقین و صالحین اوس جھنڈے کے سایہ مین اپنے اپنے علم اور نشانون کو لیے ہوئے
ساتھہ ساتھہ جلوس مین چلین گے اور ساتھہ خوشی و اطمینان کے جنتون عدن مین نزول فرماوین گے
روایت ہے کہ اوسوقت میدان حشر مین حق سبحانہ تعالے فرشتونکو حکم نوار الحمد کے اوٹھانے کا دیگا
مگر ملائیکہ اوسکے اوٹھانے سے عاجز ہونگے پس حق سبحانہ تعالے کی جانب سے ندا ہوگی کہ کہان ہے
علی اسد اللہ الغالب پس آپ تشریف لاوین گے اور اوس نوار الحمد کو مثل گلدستہ کے اپنے دست
مبارک سے اوٹھاکر پل صراط سے گذر جاوینگے اوسوقت حق تعالے ایک ہوا جنت کی بھیجیگا تاکہ وہ ہوا
حضرت علی اور نوار الحمد کو اوٹھاکر فضائے جنت مین لیجاویگی۔ حضرت جابر کہتے ہین کہ پھر فرمایا خواجہ
کائنات نے کہ بشارت ہو تجھکو اے علی کہ بندہ محبت تیری کما حقہ نہین کرتا ہے اور جو کوئی کرے
الفت ساتھہ تیرے تو حق سبحانہ تعالے اوسکو بروز قیامت ہمراہ میرے اوٹھاویگا اور پڑھی یہ
آیت ان المتقین فی جنات ونھر فی مصقد صدق عند ملک مقتدر ترجمہ بالتحقیق پرہیزگار
جنت مین ہین اور نہرین روان ہین نشین صدق کی نزدیک بادشاہ بڑی قدرت والیکے **فقط**

تا چند خراب ہچو خاشاک و خسے ۔ وز فرط ہوس بہر طرف چون مگسے ۔ گر قرب خدا خواہی ای سالک
راہ ۔ از دوستی علی گزین تا برسے ۔ منقول ہے کہ اوس نوار الحمد مین جلا جل اویزان ہونگے اور
ہر ایک جلاجل مین ایک نور کا قبہ ہوگا اور ہر قبہ مین ایک حور نہایت جمیلہ مہیا ہوگی اور اونمین
سے ہر ایک کے ہاتھہ مین ایک چٹھی ہوگی جس مین اوس شخص کا نام کہ جس سے وہ حور منسوب کیگئی ہوگی
تحریر ہوگا پس ہر ایک حور اون لوگون مین سے جو نوار الحمد کے نیچے ہونگے اپنے اپنے نامزد کو ہاتھہ
بڑھاکر اوٹھالیگی اور نہایت ناز و اکرام سے اپنے برابر تخت پر بٹھالے گی۔ روایت ہے کہ اوسدن روز
قیامت کے وہ علم حضرت علی مرتضے کرم اللہ وجہہ کے سر مبارک پر مثل تاج کے ہوگا اور جملہ اولیا اللہ

مثل جواہرات کے اوس علم مین ہونگے اور ثابت ہوا ہے یہہ امر کہ جبتک وہ نشان علامات قیامت
مین کوئی رہیگا تو اوسوقت تک اہل دوزخ پر عذاب کے تخفیف رہیگی اور جب اوس علم کو گور کر جنت
جنت مین لیجاوینگے تب اہل دوزخ پر عقاب کے شدت ہوگی اور طبقات دوزخ بند کردی جاوینگے
اوسوقت لوگون کو اس تواوا الحمد کے قدر اور منزلت معلوم ہوگی **معارج النبوۃ** مین مذکور ہے
کہ ایکروز خواجہ عالم رسول مکرم نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے واسطے بہت سا
جہیز جمع کیا تہا اور اپنے داماد کے واسطے ایک تاج بنایا کہ جس مین ساتہہ موتی نہایت قیمتی اور بیان
تہی جب حضرت علی علیہ السلام نے یہہ بات سنی تو حضرت فاطمہ علیہ السلام کے پاس تشریف لائے
اور یہہ سب حال بیان کیا اوسکے سننے سے حضرت فاطمہ نے یہہ خیال کیا کہ شاید علی کے دل مین یہہ
بات آئی ہوگی کہ ایک پیغمبر تو حضرت سلیمان علیہ السلام تہے اور ایک پیغمبر ہمارے آنحضرت ہین
حضرت سلیمان کے بیٹے کے واسطے تو یہہ سامان تہا اور آنحضرت صلعم کے بیٹے ایسے بے سروسامان ہی
اور حضرت سلیمان کے داماد کی پاس ایسا تاج تہا اور آنحضرت صلعم کے داماد کو ایسے فقیری اور
مفلسی ہے یہہ امر خیال کرکے حضرت فاطمہ علیہ السلام خاموش ہوگئین اور اس بات کو اپنے دلمین
پوشیدہ رکہا جب آپکا انتقال اس جہان سے ہوا تو ایک شب حضرت علی علیہ السلام نے حضرت
خاتون جنت کو خواب مین دیکہا کہ آپ بہشت کے صدر مقام مین ایک تخت مکلف پر نہایت نامی
اور اعزاز کے ساتہہ رونق افروز ہین اور حوران بہشتی چارون طرف آپکے صف بستہ کہڑی ہین
اور آپکی سامنے ایک لڑکے نہایت حسینہ اور جمیلہ دو طبق پر از گوہر و یاقوت بطور نوچہاور کے ہاتہہ
مین لئے ہوئے اس امر کے منتظر کہڑے ہے کہ آپ اوسکی طرف دیکہین پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے
پوچہا کہ یہہ کس کی لڑکی ہے حضرت فاطمہ علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہہ حضرت سلیمان کے دختر ہے
حق تعالے نے بعیوض اوس خطرہ کے کہ جو میری دل مین پیدا ہوا تہا اس لڑکے کو میری خدمت
مین متعین کیا ہے جب قیامت کے دن تواوا الحمد آپکو دیوینگے تو وہ مثل تاج نور کے حضرت علی کے
سر مبارک پر ہوگا اوسوقت آواز دینگے کہ اے علی یہہ تاج بہتر ہے یا کہ تاج داماد سلیمان کہ جس کا
ذکر تو نے حضرت فاطمہ سے بطور استعجاب کے کیا تہا **حکیم خواجہ سنائی قدس سرہ در**
حدیقہ گوید آن زفضل آفت سرائے فضول ۔ ان علمدار و علمدار رسول ۔ ان خدا کردہ درہ
تسلیم ۔ ہم پدر ہم پسر چو ابراہیم ۔ حکم تسلیم را خلیل بشرط ۔ درگہہ شرع را وکیل بشرط ۔ بیشنیدہ ز دعوی
تاویل ۔ گشتہ مکشوف بر دلش تنزیل ۔ آنکہ در شرع تاج دین او بود ۔ زانکہ در دین حق گزین او بود

شرف چرخ بزرگوار او بود	صد حدیث وحید رمز او بود	آل یاسین شرف بده دیده
از رسول او را بعلم بگزیده	فرش توحید جان بستش بود	سنت اسلام تیغ دستش بود
آمد اندر سدره جبریل امین	لافتا گرده مر ورا تلقین	ذوالفقار یکه از بهشت خدائے
بفرستاده بود خنجر زدائے	نایب کردگار حیدر بود	صاحب ذوالفقار حیدر بود

مولانا روم در کلیات شمس تبریز گوید

التجائے بآستان اولیاست	آنکه نورش مشتق از نور خداست	ای گرفتار دیده روشن بمین
چشم و جانش جسم و جان مصطفیٰ است	رهنمائے اولین و آخرین	آنکه دائم با خدا گوید یاست
هر که یک مهرش بود در راه دین	بے تکلف از گروه اشقیاست	از ضیائے آفتاب روئے او
آفتاب راه را نور ضیاست	تا بود سگ گرد نعل دلدلش	هفت چرخ نیلگون پشیش دوتاست
از صفاتش اولیا حیران شده	ذات پاکش فیض بخش انبیاست	قل تعالوا از عشق آمد خطاب
در رسول الله علیٌ بابهاست	او ست سلطان حقیقت بین سبب	بر در قدرش همه شاهان گداست
در غریبت عالمانرا او دلیل	در طریقت هر فقیرا پیشواست	محرم اسرار حق ذوالجلال
نام پاکش مرتضیٰ و ایلیاست	بعد از او باشد حسن میر و امام	آنکه در بحر علم هل آتے است
بعد از و دیگر امام موسنان	افضل و اکمل شهید کربلاست	من مطیع عابد نیم از یقین
با فرم در ره امام و مقتداست	مقتدائے موسنان و متقی	جعفر صادق امام با صفاست
موسے کاظم شه عالی نسب	آنکه فرزندش علی موسے رضاست	چشم جانم روشن از مهر تقی ست
آنکه مهرش بود و بهارا دواست	مر تقی را دان امام پاک دین	والئے حق رهنمائے اولیاست
روز و شب دارم هوائے عسکری	در دلم مهر وئی با و لاست	آن محمد مهدی صاحب زمان
جند اجانے که بادے آشناست	التجا دارد بدل شان شمس دین	آنکه مولا را بمعنے رهنماست

باب چهارم در فضایل بتول حضرت فاطمه زهرا علیها السلام

جان تو اے عزیز کہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام سب عورتون سے افضل اور بہترین خلایق ہین بعد اپنے پدر بزرگوار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امام مالک نے کہا ہے کہ فاطمہ علیہ السلام جگر پارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہین پس مین کسیکو برابر اونکے نکرونگا اور شیخ جلال الدین سیوطی نے بیچ کتاب خصایص کے امام علم الدین عراقی سے نقل کیا ہے کہ حضرت فاطمہ اور بہائی اونکے حضرت ابراہیم بالاتفاق افضل ہین خلفاء اربعہ سے ایسا ہی مذکور ہے تکمیل الایمان مین اور بالتحقیق ثابت ہوا کہ حضرت فاطمہ علیہ السلام سب سے زیادہ مشابہ

نہیں مشابہ رسول خدا کے صورت اور سیرت اور شکل اور شمائل میں جیسے علماء نے کہا ہے کہ کسی عورت
حقیقت محمدی کے نہیں پڑی مگر فاطمہ علیہا السلام نے حقیقت محمدی کو ایکبار دیکھا ہے اور روایت ہے
حضرت علی علیہ السلام سے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بتحقیق حق تعالے نے دوست رکھا
ہے دختر میری فاطمہ علیہا السلام کو اور اوسکی اولاد کو اور دوستداران اولاد اوسکی کو آتش دوزخ
سے اور اسیوجہ سے نام اوسکا فاطمہ رکھا گیا۔ اور ذخائر عقبے میں وارد ہے کہ جب حضرت فاطمہ علیہا السلام
آتی تھیں رسول خدا کے پاس تو حضرت پیغمبر علیہ السلام واسطے تعظیم اوسکی کے کھڑے ہو جاتے تھے اور دونوں
ہاتھ فاطمہ علیہا السلام کے پکڑ کر بوسہ دیتے تھے درمیان دونوں آنکھوں کے اور اوسکو اپنے جگہہ پر بٹھاتے تھے
اور جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ علیہا السلام کے گھر میں تشریف لاتے تو حضرت فاطمہ
کھڑی ہوتی تھیں اور دونوں ہاتھ مبارک آنحضرت کے پکڑ کے بوسہ دیتی تھیں اور اپنی جگہہ پر بٹھاتی تھیں
پس اسیطرح سے مشکوۃ اسمار الرجال شاہ عبد الحق دہلوی میں لکھا ہوا ہے اور کہا امام سبکی نے بتحقیق فاطمہ
افضل ہیں مادر اپنی خدیجہ سے اور حضرت عائشہ سے اور کہا حافظ ابن حجر مکی نے کہ حضرت فاطمہ افضل
ہیں حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ سے بالاجماع اور شیخ اکمل نے امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت
عائشہ بعد حضرت خدیجہ کے افضل ہیں تمام نساء عالمین سے اور بعض احادیث دلالت کرتی ہیں اس امر
پر کہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام افضل ہیں حضرت مریم سے چنانچہ طبرانی نے حضرت ابوایوب انصاری
رضی اللہ عنہ سے اور حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ ایک وقت ہوگا دن قیامت کا کہ ندا کیئے جاوینگے اہل محشر کہ پوشیدہ کرو اپنی آنکھوں کو کہ حضرت فاطمہ
بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لیجاوینگی ساتھہ ستر ہزار حوروں کے اور تشریف لیجاوینگی
مانند برق کے معارج النبوۃ میں مسطور ہے کہ ایک روز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی سے
فرمایا کہ مبارکی ہو تجھکو اے علی اس بات کی کہ خدا تعالے نے آسمان پر تیرا عقد باندھا ہے ساتھہ فاطمہ کے
مجمع میں تمام فرشتوں کے اور آج ایک فرشتہ کہ نام جبکا شیطائیل ہے آیا اور مبارکبادی دی عقد کی طرف
سے خدا تعالے کی اور مہر فاطمہ کا شفاعت گنہگاران امت میری قرار پایا ہے **خواجہ سنائی**
قدس سرہ گوید۔ عقد او با بتول در سلوی ؛ بود در زیر سائے طوبی ؛ نے کہ این عقد پیش از
بودش ؛ از ازل تا ابد قرین بودش ؛ پس یہہ ایک ہی فضیلت حضرت علی اور حضرت فاطمہ علیہ السلام
کی تمام افراد بشر پر سوائے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ثابت ہے کہ اجتک کسیکو مخلوقات میں سے
حاصل نہیں ہوئی اور نہ ہووے اور یہہ بھی بخوبی روشن ہے کہ حضرت خاتون قیامت کا مہر آزادی

بخش است بجہت آنکہ فرزند پیغمبر است سوال حضرت فاطمہ علیہا السلام کو فاطمہ کس واسطے کہتے ہین۔ جواب رسول خدا نے فرمایا ہین نے فاطمہ نام اس واسطے رکھا ہے کہ وہ اور دوستان او سکے آتش دوزخ سے دور رکھے گئے ہین سوال بی بی فاطمہ کو زہرا کس واسطے کہتے ہین جواب اس واسطے کہ حضرت خاتون جنت جب عبادت خدا مین مشغول ہوتی تھین تو محراب عبادت مین سوال حضرت بی بی عالم کو بتول کس واسطے کہتے ہین جواب اس واسطے کہ آپ نے دنیا کو قطعی ترک کر دیا تھا اور اتصال آپکا خدا تعالے اور عقبے کی طرف تھا سوال حکمت ہی کہ حضرت مصطفے علیہ السلام نے سلطنت و خلافت فرزندان زہرا علیہا السلام کو تفویض فرمائی جواب اول یہہ کہ کام امارت کا جملہ جنگ و عداوت کا ہے اور کوئی دانشمند نہین چاہتا ہے کہ لوگ اسکی اولاد کی دشمن ہون دویم یہہ کہ دوستی سادات کی ایمان اور نجات آخرت کی ہے اور دشمنی سادات کی کفر ہے اور دخول نار جہنم ہے اور طبیعت لوگون کی اس طرح پر ہے کہ بسبب طمع ملک و مال و دولت دنیا کے عداوت اور بغض و کینہ و حسد سے پیش آتے ہین پس سلطنت سے فقیری اولے ہے سویم یہہ کہ بادشاہی عقبے کی کو ہمیشہ رہنے والی ہے وہ انکے واسطے حکمت ہے ساتھہ دنیا ناپائدار کے مشغول نہون اسواسطے ان حضرت نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کو کپڑا تک نہین دی اور لوگون کو مال و دولت بخشتا ہے۔

باب پنجم در بیان فضیلت حضرت امام حسن و حسین علیہما السلام

جانون تم اے دوستان صادق اہلبیت رسول الثقلین کہ فضایل امام کونین حضرت حسنین علیہما السلام احادیث اور آیات قرآن مجید سے بکثرت ثابت اور وارد ہین لیکن اس رسالہ مختصر مین بہت تھوڑے بیان کیے جاتے ہین۔ احمد ترمذی حاکم ابو سعید خضری رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی حضرت عمر فاروق اور جابر اور حضرت علی اور ابو ہریرہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم اور جرار بن عدی بن حاتم طائی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم اور ابن عساکر حضرت عایشہ صدیقہ اور ابن عباس اور ابن الاخضر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ حسن و حسین بہشت کے جوانون کے سردار ہین اور طبرانی کی روایت مین یہہ بھی ہے کہ بارخدایا مین اونکو دوست رکھتا ہون تو بھی دوست رکھہ اور ابن عساکر ابن عباس سے سابق کی روایت مین یہہ مضمون زیادہ ولایا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جو شخص میرے جگر گوشہ حسن و حسین کو محبوب رکھے تو مین اوسکو دل و جان سے محبوب رکھتا ہون اور اوسکے دشمن میرے دشمن ہین اور طبرانی کبیر مین اور ابو نعیم فضایل صحابہ مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام سے فرمایا کہ سوائے علی اور تیرے علیہما السلام کے جسقدر بنی دنیا مین ہوئے ہین انکی اولاد مین کوئی نکوئی نبی ضرور ہوا ہے لیکن میری اولاد مین

کوئی نہیں ہوگا ہاں البتہ یہ دونوں میرے فرزند جوانان اہل جنت کے سردار ہیں پس مطلب یہ ہے کہ
سلسلہ نبوت انہیا کی اولاد سے قایم رہا مگر چونکہ میری اولاد میں نبوت نہوگی اسواسطے کہ خاتم نبوت ہوں
بھی پورا ہے پس باوجود اس بات کے کہ میرے فرزند نبی نہیں ہیں لیکن وہ تو بہی جنت کے جوانوں کی سردار ہیں
فائدہ اس حدیث کے راوی بہت سے ہیں اور ہر مجمع خطبہ میں یہی پڑہے جانے سے اور یہ بھی ظاہر ہے
پیغمبر خدا نے اس حدیث کو انبیا علیہم السلام کے حوالے سے بیچون امام حسین علیہ السلام کے فرمایا کہ یہ سردار
اہل جنت جوانوں کے ہیں اور یہ بہی ظاہر ہے کہ جنت میں سب جوان ہونگے کوئی بوڑہا نہوگا اور نہ کوئی شخص
اس میں مرتے ہے اور یہ بہی معلوم ہے کہ خلفاء راشدین بیشتر اہل جنت ہیں اور غالبا یہ سرداری تمام اہل جنت
کو گیرے ہوئے ہے تاہم اگر کوئی شخص اپنے اعتقاد میں خلفاء راشدین کو مستثنے رکہے کچھ حرج نہیں ہے
اور طبرانی حضرت اسامہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک رات کو کسی کام کیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی خدمت حاضر ہوا تو دیکہا میں نے کہ آپ کپڑے پہنتے ہیں اور اونکے بیچ میں کوئی چیز چہپائے رہے ہیں مجہکو کچھ
معلوم نہوا مگر جب آنحضرت اوسکام سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ کپڑوں میں آپ کے کیا چیز ہے جسکو آپ نے
اوسوقت سرور عالم علیہ السلام نے کپڑا اٹہایا تو دیکہا کہ دونوں زانوں پر دونوں صاحبزادے تشریف
رکہتے ہیں پہر فرمایا حضرت رسول خدا صلعم نے کہ یہ دونوں میرے فرزند میری دختر کے فرزند ہیں اے
بار خدا میں انکو دوست رکہتا ہوں تو انکو دوست رکہہ اور اونکے دوستونکو دوست رکہہ۔ ابی شیبہ اور
طبرانی اپنی کتابوں میں ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا ابوہریرہ سے کہ میں
حسن و حسین کو دوست رکہتا ہوں تجہکو بہی مناسب اور لایق ہے کہ انکی دوستی کو سب کے دوستی پر ترجیح
دہی اور اونکے دشمنونکو اپنا دشمن سمجہہ اور دشمنی رکہہ طبرانی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص میری دوستی کا دم مارے وہ پہلے حسن و حسین کو دوست رکہے
احمد و ابن ماجہ و حاکم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ جسنے حسن و حسین کو دوست رکہا گویا اوس نے دوست رکہا مجہکو اور جسنے اون سے دشمنی کی گویا اوس نے
مجہسے دشمنی کی بخاری اور مسلم اور ابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک روز
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ہولیا مگر خلاف عادت راہ میں مجہسے کوئی بات نہ بولے اور نہ میں
آپسے کچہہ بول سکا یہانتک کہ آپ بنی قینقاع کے بازار تک پہنچے اور واپس ہوکر حضرت فاطمہ علیہا السلام
کے گہر میں تشریف لیگئے اور فرمایا کہ بچہ کہاں ہے ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں دروازہ پر کہڑا ہوا یہ سوچتا تہا
کہ آپکو جو اسقدر عرصہ ہوا شاید حسن علیہ السلام کی والدہ حسن کے غسل میں مصروف ہونگی اور کپڑے بدلنا ہونگے

[illegible] کرتے ہوئے ہی سعادتمندی دیر ہوئی تھی کہ آپ حسن علیہ السلام کو اپنی گردن مبارک پر سوار کرکے باہر [illegible] لائے اصحاب نے کہا اے خداوند میں اس بچے کو دل و جان سے محبوب رکھتا ہوں تو بھی محض اپنے فضل سے [illegible] کو بھی آنکھوں سے دیکھ اور دوسری روایت میں یہہ الفاظ زیادہ ہیں کہ میں اسکے دوستدار کو [illegible] دوست رکھتا ہوں ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ اوس روز سے امام حسن کے سوائے مجھے اور کوئی زیادہ محبوب نہ [illegible] سلم ہوا تھا۔ شرف النبوۃ اور دارمی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی علیہ وآلہ [illegible] نے امام حسن و امام حسین کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جس نے مجھکو اور ان دونوں کو کہ میرے بچے ہیں اور جو انکی [illegible] اور باپ کو دوست رکھا وہ ضرور قیامت کو میرے ساتھ بہشت میں داخل ہوگا اور اور یہی فرمایا کہ جس نے [illegible] اہلبیت کی محبت کا تعہد جان کرکے اپنے بازو پر باندھا اور جو کوئی اونکی محبت میں مرا یا مارا گیا اوسکے [illegible] بہشت میں داخل ہونیکا میں ضامن ہوں اور یہی ابو سعید رضی اللہ عنہ نے شرف النبوۃ میں حضرت علی [illegible] علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اول بہشت میں اے علی تو اور [illegible] فاطمہ و حسن و حسین داخل ہونگے پس میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اور ہمارے دوست اوسوقت فرمایا کہ تمہارے دوست پیچھے تمہارے ہونگے پس یہاں سے معلوم ہوا کہ محبت رکھنے والے اہلبیت کے ہمراہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اہلبیت کے داخل بہشت ہونگے صلوۃ اللہ وسلام علیہم اے بارخدایا

مجھکو بھی شرف محبت نبی اور اہلبیت علیہم السلام سے مشرف فرما ؛ الٰہی تو باحق این پنجتن ؛

کنی زیر اقدام شان حشر من **خواجہ سنائی در حدیقہ گوید**

اے خداوند فرد بے ہمتا	حرمت این رسول راہنما	کہ مرا زین گمرہی برہانے
تا گذارم جہان بآسانے	گرچہ دارم گناہ بسیارے	نیستم در زمانہ بازارے
دو سبب را امید میدارم	گرچہ آلودہ و گنہگارم	گر نجاتم دہی بدین دو سبب
این چنین جمع بے خبر یارب	آن یکے حب خاندان رسول	حب آن شیر مرد جفت بتول
وان دگر بغض آل بو سفیان	کہ از ایشان بدو رسید زیان	ہر مرا زین سبب نجات دہی
در جہنم مرا برات دہی	مایۂ من بروز حشر این ست	ظن چنان آیدم کہ این دین ست
شکر ایزد کہ بندہ چون گران	نیست اندر شمار بے خبران	خاصہ نعت رسول باز پسین
آن ز پیغمبران ہمین دگزین	کہ تو بر ظالمان نہ بخشائے	ظالمان را چرا بہ فرمائے
خاصہ بر ظالمان آل رسول	آنکہ ایمان نکردہ اند قبول	گر درست این عقیدۂ مذہب
مہر بر بد بد اریم یارب	گوئی این اعتقاد مجدد دست	جملہ بر گفتمش انچہ مقصود است

شکر یہ دنیا چرخ جفا کیش	چنین با سر چرا می بر د آخر ش	بلے دونج شکش بے حق آمد
بر آل محمد دنمان آزمودند	سر فرزند پیغمبر بریدن	دنان لیس منی ایمان ندارد
زہے ابلہ اگر با شد نبوت	حیائے از خدا و فرز رسولت	شہ بدر حق آن اخبار کردند
کہ کار خویشتن دشوار کردند	ترا گر حب ایشان است در دل	بود حشر تو با ایشان نہ چون
مراحب علی و آل او بس	نمودا فی ای برادر دان دگر کس	ترمذی مین وارد ہے کہ ابن

الا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت پیغمبر خدا کی خدمت مین ہم لوگ حاضر تھے کہ اتنے مین حضرت فاطمہ زہرا علیہ السلام با ویدۂ پرنم تشریف لائین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ اے جان پدر تم کیونکر رنجیدہ ہو اور کسنے تمکو رولایا ہے عرض کیا کہ اے بابا جان آپ کے فرزند کہین باہر چلے گئے ہین نہین معلوم کہ کہان گئے پس فرمایا کہ اے میری بیٹی مت رو اللہ خدا تعالے حسن و حسین کے حال پر مہربان ہے اسکے بعد حضور اقدس نے دعا فرمائی کہ اے بار خدا اگر حسن و حسین جنگل مین ہون تو بھی اونکی حفاظت فرما اور اگر دریا مین ہون تو بھی سلامتی کے ساتھ اونکو واپس لا پس اوسیوقت جبریل امین نے آنکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ غمگین نہون حسن و حسین دین اور دنیا کے سہ تاج ہین اور اونکے ماں باپ دین اور دنیا والون سے بہتر اور افضل ہین آپ کے دونون صاحبزادے بنی نجار کے باغ مین ہین خدا تعالے نے اول ہی اونکی حفاظت کی واسطے ایک فرشتہ بھیجدیا ہے ابن عباس کہتے ہین کہ یہہ بات سنکر حضور اقدس کھڑے ہوئے اور ہم لوگ بھی آپکے ساتھ ساتھ اوس باغ مین کہ جہان حسن و حسین کھیل رہے تھے پہنچے پس آپنے امام حسن کو گلے سے لگایا اور امام حسین کو ایک فرشتہ نے گود مین اٹھا لیا اور سب صحابہ دیکھہ رہے تھے حضرت ابوبکر اور ابو ایوب انصاری نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ تکلیف نہ فرماوین صاحبزادون کو ہماری گود مین دیدین پس حضور اقدس نے فرمایا کہ تم سا ہی نہین سنا ہے کہ حسن و حسین دین اور دنیا مین بزرگ ہین اور اونکے ماں باپ اہل دنیا اور دین سے بہتر اور افضل ہین اور پھر حضرت اقدس نے فرمایا کہ جو بزرگی حق تعالے نے اون کو عطا فرمائی ہے آج مین اسکا اظہار تمہارے روبرو کرتا ہون پس یہہ فرماکر یہہ خطبہ پڑہا کہ اے لوگو کیا مین تمکو اوس شخص کی فضیلت سے آگاہ نکرون کہ جسکی نانا اور نانی تمام لوگون سے بہتر اور افضل ہین اوسوقت سب حاضرین نے عرض کیا ہان یا رسول اللہ فرمایئے پس فرمایا کہ تمام آدمیون سے بزرگ حسن و حسین ہین کہ اونکے نانا رسول خدا اور اونکی نانی خدیجہ کبرا بنت خویلد ہین اور پھر فرمایا کیا مین تمکو

[illegible] کہ کیا آپ اس سے بہتر زیادہ ہیں عرض کیا فرمایئے یا رسول اللہ پس
[illegible] علی ابن ابی طالب اور ان اور انکی فاطمہ زہرا بنت محمد رسول اللہ
[illegible] اور پھوپی بہتر ہیں علاتی
[illegible] فرمایا کیا خبر دوں میں تمکو اوس شخص کی کہ جسکے چچا اور پھوپی بہتر ہیں علاتی
[illegible] عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایئے پس فرمایا وہ حسن و حسین ہیں کہ انکے چچا جعفر طیار ابن ابیطالب
[illegible] پھوپی ہیں ام ابیطالب میں یہ فرمایا کہ میں تمکو ایسے شخص سے اطلاع دیتا ہوں کہ جو افضل ہیں
[illegible] ہیں اور ماموں اور خالہ کے لڑکوں نے عرض کیا کہ فرمایئے آپ نے فرمایا وہ حسن و حسین ہیں کہ
[illegible] ماموں انکے قاسم ابراہیم ابن رسول اللہ اور انکے خالہ زینب بنت رسول اللہ ہیں اور آگاہ ہو کہ
[illegible] انکے نانا باپ اور نانی اور چچا اور پھوپی اور ماموں اور خالہ اور وہ خود بہشت کے سب اہل جنت
[illegible] اور وہ شخص کہ جو انکو دوست رکھے وہ بھی جنتی ہے اور وہ شخص بھی جو انکے دوستوں کا دوست ہووے

بیت سعدی اگر عاشقی کنی و جوانی ۔ بعشق محمد بس است و آل محمد ۔ حضرت سید
محمد محی الدین عبد القادر جیلانی غوث الاعظم قدس سرہ گوید۔ غلام حلقہ
بگوش رسول سادات ۔ ز ہے نجات نمودن حبیب آیات ۔ کفایت ست ز روح رسول اولادش ۔
ہمیشہ درود جہان جملہ مہاتم ۔ اور اکثر محدثین اور راویوں نے عبد اللہ ابن عباس سے روایت
کی ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اہل اسلام کو فتوحات ہوئے
تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دستر خوان چمڑے کا بچھوا کر فتوحات کو رکھا تا کہ تقسیم کریں اتنے میں
حضرت امام حسن علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اے مسلمانوں کے خلیفہ اور رسول اللہ کے
نائب ہمارا حصہ ہمکو دو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہایت شفقت اور دلجوئی کے ساتھ ایکہزار درہم
آپ کے ہمراہ کر دیئے اسکے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام تشریف لائے اپکو بھی ایکہزار درہم عنایت
فرمائے اسکے بعد حضرت عمر کے فرزند عبد اللہ آئے اونکو پانسو درہم دیکر رخصت کیا عبد اللہ نے عرض
کیا کہ اے مسلمانوں کے خلیفہ آپ مجھکو دیکھتے ہیں کہ میں کیا جوانمرد ہوں اور کیسے کیسے جہادوں میں
شریک ہوں اور حسنین تو اوسوقت میں مدینہ کی گلیوں میں کھیلتے پھرتے تھے اونکو تو آپ نے ہزار ہزار
درہم عطا فرمائے اور مجھکو صرف پانسو درہم دیئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے افسوس اور حسرت سے فرمایا
کہ اے جان پدر تو اپنے باپ اور ماں اور نانا اور نانی اور چچا اور پھوپی حسن اور حسین کے جیسے پیدا کر
تب تو بھی ہزار درہم کا مستحق ہوگا ورنہ چھوٹا منہ اور بڑی بات سے کیا فائدہ اونکے باپ حضرت علی
اونکی والدہ فاطمہ زہرا اونکے نانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکی نانی خدیجہ کبریٰ اونکے چچا

پس آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو روانہ کیا اور فرمایا کہ سورۂ برات کو اول سے لیکر احکام و مسائل
کے ادا کرو چنانچہ حضرت علی نے بموجب فرمانے کے عمل کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب خدمت میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آئے تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے کیا قصور صادر ہوا کہ یہ سورہ برات
مجھ سے لیلی گئی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ایسا نہیں ہے بلکہ جبرئیل امین وحی الٰہی کے یہ
کام تم کر دیا مثل تمہارے کوئی کرے پس علی مرتضےٰ کو حسب الحکم رب العزت کے مامور کیا اور نیز حضرت
علی علیہ السلام کو حق تعالےٰ نے والی تمام امت کا بیان فرمایا قولہ تعالےٰ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ
وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ ترجمہ یعنے والی تمہارا خدا ہے اور رسول
اور وہ دین کہ جنھوں نے قایم کی نماز اور زکوۃ ادا کی رکوع میں۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ زکاۃ حالت رکوع میں
سوائے حضرت علی کے کسی نے اصحاب سے ادا نہیں کی اور ولی کے معنے اولیاء اللہ نے والی کے بیان کئے ہیں۔
مولانا روم در کلیات شمس تبریز گوید۔ مرتضےٰ راداں امام پاک دین ؛ والی حق رہنمائے
اولیا است ؛ التجا دارد بدیشاں شمس دین ؛ آنکہ مولےٰ را بعلے رہنماست ؛ اور دیگر بہت سی آیات
حق تعالےٰ نے بہر شان علی مرتضےٰ علیہ السلام کی تصریح کے ساتھ فرمائی ہیں مثل یوفون بالنذر الخ وامن
کان مرضا لہم و رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ الخ و قل لا اسئلکم علیہ اجرا الخ کہ جنکا بیان اوپر گذرا ہے
مولانا روم گوید آن رسول مصطفےٰ کہ خداوند بقرآن ؛ خواخت چند آیت بشنو و علی بود ؛ راہی کہ
بیان کرد خداوند ودود الحمد ؛ آن رہبر وان شاہ کہ نیکو علی بود ؛ آن فارس میدان ریاضت کہ بردی ؛
گوی سبق از عالم بر بود علی بود ؛ آن شہ کہ بشمشیر دے از آئینہ دین ؛ زنگ ستم و بدعت بزدود علی بود ؛
اور بھی آنحضرت صلعم نے شرح ان ایات کے درمیان مسلمانوں کے بیان فرمائی ہے اور نیز آنحضرت صلعم نے
درباره مرتضےٰ علی علیہ السلام کے صدہا احادیث پاک بیان فرمائی ہیں جیسا کہ فرمایا **حدیث** انا سید
ولد آدم و علی سید العرب اور مراد عرب سے اہل اسلام ہیں نہ کفار بلکہ اکثر بار درختوں اور پتھروں سے
یہہ آواز صادر ہوئی ہے اور بھی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ علی منی وانا منہ اور ایک روز آنحضرت صلعم نے
واسطے حضرت علی مرتضےٰ کے درمیان مسلمانوں کے فرمایا کہ مرحبا یا سید المسلمین و امام المتقین
چونکہ سادات المسلمین و امامت المتقین خاصہ ذات آنحضرت کا ہے اور حق تعالےٰ نے بھی حضرت علی کو
درمیان آیہ مباہلہ نفس پیغمبر کا فرمایا پس اسواسطے آنحضرت صلعم نے بھی وہی اوصاف جو اپنی ذات
میں تھے واسطے حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام کے بیان فرمائے اور حال سرور کائنات کا یہہ ہے کہ فرماتے ہیں
ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی اور بیچ امر نہیں کرتے مگر وحی الٰہی کے **حدیث** من کنت مولاہ فعلی مولاہ چنانچہ اس

حدیث کے نظیر مولوی معنوی نے دفتر ششم مثنوی کے بیان فرمائی ہے اور حضرت شیخ محی الدین عربی قدس
سرہ نے بھی اپنی کتابوں کے کچھ کچھ لکھا ہے غرضکہ صدہا حدیث پاک اس بات پر دلالت کرنے میں کہ جیسے
خلافت اور فضیلت و برتری تمام اہل اسلام کے ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ صحاح میں حافظ ابو نعیم حضرت انس
بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز سرور عالم
صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ای ابو ہریرہ درمیان
میری اور حضتعالی کی دریا پر علی مرتضی یہ عہد اور پیمان قرار پایا ہے کہ علی بندگان خدا تعالی اور میری
امت کو راہ ہدایت کی دیکھانی والا ہے اور محل نور ایمان کا ہے اور وہ امام ہے دوستون میری کا اور
نور بخشنے والا ہے اون لوگون کا کہ جو فرمان برداری میری میں پس یہ وجہ فضیلت امیر المومنین علے
مرتضی علیہ السلام کی ہے وجہ سوم امام یا خلیفہ کرنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابو بکر
کو وقت وفات واسطے نماز کے سوا ایسا نہیں ہے بلکہ قبل از وفات کے فرمایا کہ مجکو کاغذ اور قلم اودوات
دو تاکہ میں تمہاری واسطے وصیت لکھون کہ اوسکے سبب سے ضلالت میں نہ پڑو اسباب کو لشکر اصحاب
میں شور اور غل پڑا اوسے آنحضرت متغیر ہوی اور سب کو مسجد سے باہر کیا بعد اوسکے وفات پای چنانچہ
یہ مشہور ہے پس تمام اصحاب سقیفہ بعد کی طرف کی اور شورہ خلافت کا کیا اور کسی نے کسیکو خلافت
کا اجماع نکیا بلکہ یہہ کہتے تھے کہ ایک مہاجر اور ایک انصار میں سے امیر کرنا چاہیے غرضکہ دو پہر تک یہہ ہی
ہنگامہ گرم رہا آخر بہت دوڑ کے بعد خلافت حضرت ابو بکر پر قرار پای اور اوسے ہنگامہ گفتگو میں حضرت
عمر فاروق نے اول واسطے بیعت کے ہاتھ بڑہایا اور بیعت کی اوسکے بعد دیگر سب اصحاب حاضر الوقت
نے بیعت کی اور بعد دفن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری روز صحابہ اور خلیفہ
نے حضرت علی کو واسطے بیعت کے طلب کیا پس گفتگو بہت ہوی اسکے بعد حضرت علی نے اپنے
عصمت اور بزرگی اور استحقاق جانشینی رسول اللہ اور حسب اور نسب اور قربت ساتھہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہر اور باطن کے پیش کی بجز خاموشی کی کسی اصحاب نے جواب
نہ دیا بلکہ اقرار فضیلت حضرت مرتضوی کا کیا اگر اوپر خلافت یا امامت واسطے حضرت ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ کے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اشارہ پایا ہوتا تو ضرور تھا کہ وقت
مباحثہ کے پیش کرتے بلکہ فضیلت حضرت علی کو سب نے قبول کرکے کہا کہ یا علے ہم کو
گمان ہوا تھا کہ آپ کی خواہش طرف ریاست اور حکومت کے ہیں ہے سبب
خانہ نشینی کے بعد کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا علے فضیلت

انسے پیغمبر علیہ السلام کے صحابہ میں ہوئی کہ وہ خیر البشر بعد الانبیاء کی صحبت ہوئی جب کہ جنگ احد
جنگ خیبر میں ظاہر ہے جہاں عمدہ سب لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنہا چھوڑا
سوا حضرت علی مرتضی کے اور آنحضرت نے اوسوقت فرمایا یا علی کہوں نہیں گیا تو ساتھ یاروں کے
پس عرض کیا یا رسول اللہ لا اکفر بعد الایمان یعنے کیا میں کافر ہو جاتا بعد ایمان لانے کے اس حضرت
علی مرتضی علیہ السلام کی ایسے جوانمردی دیکھلائی کہ حقتعالی نے اوکی واسطے ذوالفقار اور نادعلی میں
فرمائی اور مشرکوں کو حکم صادر ہوا کہ بچارین لا اور مدد کی فرشتوں نے لا فتی الا سیف لا ذوالفقار
چنانچہ ان مراتب کے تصدیق اولیاء اللہ کے کلام سے ظاہر ہوئی ہے حضرت خواجہ حکیم ثنائی قدس سرہ
انکہ در شرع تاج دین او بود ۔ زانکہ در دین حق گزین او بود ۔ خواب آرام مرده و عشرت کرده در معرکہ
وریه ۔ بود تیغ از زبان گوہر باش ۔ کہ بدو کرد علم عالم فاش دیگری ذوالفقار بران بود ۔ کافت جان شیر
بود ۔ بدو تیغ او بند ذوالفقار زبان ۔ کرد یکسر تیغ چو تیر جہان ۔ نور علمش شید و کوثر ۔ نار تیغش کشده کافر ۔
آمد از سدره جبرئیل امین ۔ لا فتا کرده مرورا تلقین ۔ ذوالفقاریکه از بهشت خدا ۔ نصر شاه بود و فتح ولی
شیخ فریدالدین عطار در منطق نامه گوید در جوانمردی جواد دیگر نبود ۔ همچو او در جنگ یک صفدر نبود
گر نه او بودی دین رہ پایدار نبودی شدی دین محمد آشکار ۔ مرتضی هر مشکل را حل کرده ۔ مرتضی زهر حق کردی نبرد
مولانا روم در کلیات شمس تبریز گوید خلعت کرد کردگار داد ترا ذوالفقار ۔ صید شد ذوالفقار شاه سلام علیک
عالم پاکیزه رای لافتی سر خدای ۔ حیدر خیبر کشای شاه سلام علیک ایضا دیگر مولانا جمال الدین
رومی گوید تخصیص آن نمودی جوہر پاک ۔ دلیل بارگاه ما عرفناک ۔ امیر المومنین معصود کونین
بساط ارای بزم قاب قوسین ۔ کہ در روز وغا انداخت شمشیر کہ یکدم چار و فکر تفسیر ۔ کہ در جنگ احد
ثابت قدم بود ۔ کہ در پیش محمد محترم بود ۔ کرا نادعلی او در جبرئیل ۔ کرا انا فتحا گشت تاویل ۔ کرا در
می خوانند کرار ۔ کرا گویند پاکان صاحب دار ۔ ببالائی کہ آمد لافتا است ۔ کہ غدر عاصیان از جا جدا
جوست ۔ کہ شد منصور در جنگ سلاسل ۔ کہ کرد از ضرب تیغ کفر زائل ۔ اگر ان شاه مردان سر بے دست
هر آنکس مرد باشد شاه آن اوست ۔ کجا رو می صفات او تو ان گفت ۔ صفات ذات کی او تو ان گفت
ثنائی شاه گفتن حد ما نیست ۔ سزا ے این ثنا غیر از خدا نیست ۔ پس چو وقت کہ جنگ احد بند ہوئے
اوسوقت سب اصحاب نے اکر معافی چاہی اور ایسا ہی جنگ خیبر میں اتفاق پیش آیا
تھا چنانچہ اوس معرکہ میں آنحضرت صلی اللہ وآلہ وسلم نے درباره حضرت علی مرتضی
کے فرمایا حدیث لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی

ورنکاب اللہ و رسولہ یعنی اللہ علی مدینۃ ترجمہ یعنی البتہ عطا کرونگا میں علم کل کی
سو ایک مرد کو اور غیر فرار کو یعنی وہ بھاگنے والا نہیں ہے اور وہ خدا اور رسول کو دوست
رکھتا ہے خدا اور رسول اوسکو دوست رکھتے ہیں اور فتح کریگا اللہ تعالیٰ شہر و نکو اوسپر
ہاتھ رکھکر فتح کرنا اور یہ حدیث بقابلہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہم کے ہے کیونکہ یہ بھی
روز خیبر میں کفار کے مقابل سے بلا فتح واپس آئے تھے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم
ہوا کہ اللہ اور رسول حضرت علی کو تمام اصحاب سے زیادہ دوست رکھتے ہیں اور دوسری بار آنحضرت صلعم نے
یہ فرمائی حدیث اعطیٰ باحب خلقک الی ومنی ھذا الصباترجمہ اور جانو تم کہ جو کوئی
مخلوق اللہ کے اور رسول اللہ کے دوست خلق کا ہوگا وہ البتہ بہتر البشر بعد الانبیاء کی ہوویگا نہ غیر اوسکے
وجہ چہارم فضیلت میں جانب اللہ و رسول اور پر تمام امت کی ظاہر ہے کہ کسکے اصحاب کو اور پر اہلبیت
کے افضل نہیں فرمایا ہے بلکہ اطاعت اور محبت اہلبیت پاک کے فرض کیے ہے اور حق تعالیٰ نے فرمایا ہے
قولہ تعالیٰ قل لا اسیلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ کہ ترجمہ اوسکا اوپر ہو گیا ہے پس سب
اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ قرابتی حضور کے کون سی ہیں کہ اطاعت اور محبت اونکی ہمارے اوپر
فرض ہوئی آنحضرت نے فرمایا علی و فاطمہ حسن و حسین ہیں بار رحمت اپنی نازل کرونگا اور ہدایت نازل
ہوئی قولہ تعالیٰ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا
تسلیما ترجمہ اوسکا اوپر ہوا ہے اوسوقت سب اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ کسطور سے درود بھیجیں
آپ پر ہیں ہم فرمایا حضور اقدس نے اللھم صل علی محمد و آل محمد اور پھر عرض کیا سب اصحاب نے کہ کون ہیں
آل پاک آپکی کہ جسکے محب اور اطاعت اوپر ہمارے فرض ہوئی پس فرمایا رسول اللہ نے کہ آل محمد میں علی
و فاطمہ حسن و حسین اور اولاد اونکی اور یہ سب ہمیشہ ہمراہ میری رہینگے تا لب حوض کوثر اور آگاہ ہو کہ
جب تم مشرف ہوئی ساحۃ اسلام کے تو حق تعالیٰ نے تاکید فرمائی واسطے پڑھنی درود و شرف کے اور طلبر
کی خوشی ہی ہے کہ جو کوئی پڑھے درود پڑھی میں اوسپر دس بار رحمت نازل کرونگا پس
چاہیے کہ اوپر میرے اور آل میرے کے درود پڑھے شیخ فریدالدین عطار در خسروانہ گوید چو
اہلبیت اطہار حیدر شدہ اسلام فرع دین سراسر شد امامی کو امامت را حسن بود و حسن آمد کہ جملہ حسن
ظن بود و مریع زان سراید جواہر او و شالث دو مشتی در براید امامی کآفتاب خافقین است امامی
تا امامی حسین است چو خورشید جہان را حسن آمد کہ نہ معصوم پاکش بس آمد مولانا رومی
در کلیات شمس تبریز قدس سرہ گوید

اے شاہ مشاہان جہان اللہ مولانا علے ۔ اے نور چشم عاشقان اللہ مولانا علے
محرست گفتن نام تو اے نور فرخ نام تو ۔ خورشید مہ بندے تو اللہ مولانا علے ۔ خورشید مشرق طاہر در بندگی گستہ کمر
ہاست غلام بیک بے اللہ مولانا علی ۔ خورشید ذرہ از خاکدان کوئی تو ۔ دریاے عمان شبنمی اللہ مولانا علی
موسی عمران در عنت بنشستہ بدہ در کوہ طور ۔ داود میخواند ثنا بور اللہ مولانا علی ۔ آدم کہ نور عالمست عیسی کہ مریم ہست
در کوی عشقت درہم ست اللہ مولانا علی ۔ داود کاہن چوموم قدرت نمودہ گرد گار ۔ پیدا دل اقرار کرد اللہ مولانا علے
آن نور چشم انبیا احمد کہ بعد از وجا ۔ میگفت در قرب نبی اللہ مولانا علے ۔ قاضی و شیخ و محتسب واعظ مدرس بحث علی
ہر سہ شدند از دین بری اللہ مولانا علے ۔ گر مقتدا جاہلی کر دست در دین جاہلی ۔ تو مقتدا کاملی اللہ مولانا علی
شاہم علی مرتضی بعد شہ حسن بحق سما ۔ خوانم حسین کربلا اللہ مولانا علے ۔ ان آدم آل عبادانم علی زین العباد
ہم باقر و صادق گو اللہ مولانا علی ۔ موسی کاظم ہفتمین باشد امام و رہنما ۔ گو بد علی موسی رضا اللہ مولانا علی
سوی تقی و نقی در مہر او عہدے بخوان ۔ یا عسکری راضی بگو اللہ مولانا علی ۔ مہدی سوار اخرین بر خصم یکتا بد کین
خارج شود در سرزمین اللہ مولانا علے ۔ نجم خوارج در جہان ناچیز و ناپیدا شود ۔ آن شاہ چون پیدا شود اللہ مولانا علی
دیو و پری و اہرمن اولاد آدم مرزبان ۔ دارند این سیر در دین اللہ مولانا علی ۔ اقرار کن اظہار کن مولاے دین حق زمن
ہر لحظہ سیر من لدن اللہ مولانا علی ۔ ای شمس تبریزی بیار باکن جور و جفا ۔ رخ را بمولانا نما اللہ مولانا علی

پس بہ وجہ مقبولیت خدا اور سول کے نزدیک بہ نسبت آل پاک کے معلوم ہوتی ہے لہذا خیر البشر بعد النبی
آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے ۔ وجہ سوم از روی علم شریعت یعنے امر و نہی مین یہ بات پوشیدہ نہین ہے
کہ حضرت علی مرتضی اعلم الصحابہ تہی حضرت نے آپکو بچپن تمام علومونکی بہرہ کامل عنایت کیا تہا اور وہ اثر لعاب
دہن مبارک حضرت رسول اکرم کا تہا یعنے اول جو چیز کہ بچہ عالم دنیا کی بعد پیدایش نوش فرمائی لعاب دہن مبارک
آنحضرت تہا اور اوسیوقت سے بچہ فرزندی آنحضرت کے مشرف ہوئی اور ایام جوانی مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ علیہ السلام کو آپکی عقد مین دیا اور آپ صغیر سن مین بہت زکی الطبع تہی اور بچہ قبول کرنے
علم اور قوی الفعل حضرت رسالت پناہ مین مشتاق تہی اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اعلم الناس تہی بچہ تعلیم
علم حضرت مرتضی مین بہت کچہ حریص تہے پس جو شخص کہ مطیع اپنا اور زکی الطبع ہووے تو وہ سرکون مین کہ اوسکو
تعلیم نہ کرے یہ سب امورات باعث تکمیل آپکی کے ہین اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایام کہولیت مین ایمان لائے اور بات اور دن مین
ایکبار یا دو بار سے زیادہ حاضر نہین ہوتی تہی اور رسول مقبول نے درباره حضرت علی کے فرمایا حدیث مشہور متفق
افضلکم علی اور یہ بخوبی ظاہر ہے کہ بچہ علم فضلکے احتیاج تمام علوم کے ہوتی ہین پس حضرت علی علیہ السلام
تمام علوم کے ہوتی ہین پس حضرت علی علیہ السلام تمام علوم مین اعلم تہے اور حافظ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

مقصد خدا تعالیٰ اوسکی خبر دیا ہے قولہ تعالیٰ وتعیہا اذن واعیہ اور نیز خود حضرت علی کرم
اللہ وجہہ فرماتے کہ مجکو رسول مقبول صلعم نے قضا کی بیٹہایا جاوی تو البتہ فیصلہ کرونگا اہل تورات کو موافق تورات
اور اہل انجیل کو موافق انجیل کے اور اہل زبور کو موافق زبور کے اور اہل فرقان کو موافق قرآن کے اور نجدا ے
اوسکا جواب کنا نازل ہوئی دریا مین یا جنگل مین یا اسمان مین یا زمین مین یا رات مین یا دن مین
پس اسلئے مین مجہول واقف ہون حضرت حکیم خواجہ سنائی قدس سرہ در حدیقہ گوید
گفت پیغمبر کہ ہر کہ دید مرا ۔ دید یزدان بود بدل شک نیست ۔ علم دو جہان در احاصل ۔ خواندہ در دین ملک محاسش ۔ ہم در علم ہم علمدار رسل
شرف شرع و درایہ دین او ۔ صدف در آل یاسین او ۔ او مدینہ علوم باب علی ۔ او خدا را نبی علی ولی
شیخ فریدالدین عطار قدس سرہ در خسرونامہ گوید ۔ جو شہر علم دین پیغمبر آمد ۔
اگر باب ست انما حیدر آمد ۔ چنین گفت او کہ دین حق تعالیٰ ۔ مراد است ان علم و کمالے ۔ کہ من در ہای بسم اللہ اسرار
کنم تصنیف بیش از صد شتر بار ۔ بہر حرف از کلام ضایع پاک ۔ کنم سی صد ہزاران معنے ادراک ۔ و حضرت علی کرم اللہ
وجہہ نے اسرار توحید اور عدل اور نبوت اور قضا اور قدر کے بیان مین ایک خطبہ بیان کیا ہے کہ کسی اصحاب
نے بیان نہین کیا اور سب فرقی اصول کلامہ اور فروع فقہیہ سا تہہ اوس جناب کے منتہی ہوتی ہین
اور علم نحو تو ان جناب ہی کا ہے اور حضرت ابن عباس کہ رئیس المفسرین مشہور ہین وہ آپ ہے کئی
شاگرد ہین شیخ سعدی شیرازی قدس سرہ گوید کہ بعد از مصطفے در جملہ عالم نہ بد فاضل
و بہتر ز حیدر ۔ مسلم بد سلونی گفتن او را کہ علم مصطفے را بود او در خواجہ حافظ شیرازی
قدس سرہ گوید آن مقتدائے ہاشمی ۔ آن رہنمائی عالمی ۔ ان یادر شرع نبی ۔ آن ناصر دین خدا ۔ گنج سلونی
در دلش علم لدنی حاصلش ۔ جان و تن و روح و دلش با علم حکمت اشنا ۔ علی علم و ابی ہم شیر خدا میر امم
شاہ عرب و عجم سلطان جملہ اولیا ۔ وجہ ششم از روی علم طریقت و حقیقت و معرفت پس
یہہ وجہ خاص بلکہ اخص ہین سا تہہ سید الاولیا کی چنانچہ ہر امر مذکور کے تمام اولیا اللہ
رجوع بجناب کے ہین اور تمام فرقی سا تہہ شاہ ولایت کے ہوتی ہین اور یہ تحقیق خاصہ ولایت
تمام اولیا نے انجناب سے حاصل کیا ہین سید محمد گیسو دراز کتاب اقتباس مین کہتے ہین کہ حضرت
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلعت خلافت مین ایک پیرہن سیر اور ایک کملی سیاہ بعزت
سے مرحمت ہوی تہی پس وہ کملی سیاہ بطریق وراثت کے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو پہونچی اور اوسکو بخوشی خاطر آپ نے زیب بدن فرمایا بعد اوسکے بطریق وراثت پیغمبر خدا حضرت
علی کو عنایت فرمائی اور بہرہ مند ان سے اولاد باولاد تا حضرت امام مہدی علیہ السلام پہونچی اور میر حیدر

کلی ہے کتاب بحر المعنے کے لکھتے ہیں کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حدیث
انا علی الحقیقۃ التی خلقنی اللہ تعالیٰ علیہا غیر علی ابن ابیطالب ترجمہ یعنے نہیں دیکھا میں
نے کوئی پر حقیقت میری کی جیسا کہ پیدا کیا خصائص مجھ کو اور اسکے سوائے علی ابن ابیطالب کے اور
جمال الدین محدث شافعی بیچ کتاب احیت القلوب کے اور امام فخر الدین رازی تفسیر معالم التنزیل
میں لکھتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچ حق مرتضی کرم اللہ وجہہ کے حدیث
انت علی خلیفتی علیکم فی حیاتی وبعد مماتی ترجمہ یعنے علی خلیفہ میرا ہے عالم حیات میں اور
بعد ممات کے اور سید محمد کرمانی اور صاحب شیر الاولیاء نقل کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین
مرتضی علی کرم اللہ وجہہ اوصاف بذل و رزم و وغا و فقر و صفا میں درمیان تمام اصحاب کے ممتاز تھے
اور قوت اور شوکت میں حضرت غیر و علاء سے خطاب اسد اللہ کا پایا اور علم آپ کا تمام اصحاب سے
زیادہ تھا جیسا کہ فرمایا رسول اللہ نے حدیث انا مدینۃ العلم وعلی بابہا شیخ فرید الدین عطار
قدس سرہ گوید بیت در گوش او یک علم در داد ۔ وزن اندر دلش صد علم بگشاد
از نبوت تا بمعجز کرامات ست ۔ امیر المومنین حیدر تمام ست ۔ اگر علمش شدی بحری مصور
در و یک قطرہ بودی بحر اخضر ۔ اگر فضل علی گوئی بتفصیل بقول ناصبی اش کن تو تعطیل ۔
گر نہ او بودی نبودی دین حق ۔ گر نہ او بودی کجا بودی سبق ۔ گر نہ او بودی نبودی مہر و ماہ
راہ شرع مصطفے اشت پناہ ۔ گر نہ او بودی مصاف جنگ را ۔ بہر غیرت را و نام و ننگ را ۔
گر نہ او بودی بہ بخشش بہر جود ۔ خود نبودی بخشش دریای جود ۔ گر نہ او بودی نبودی واصلی ۔
کار ما بودی ہمہ بیحاصلی ۔ حضرت علاء الدین مخدوم علی احمد صابر قدس سرہ
پیران کلیری در دیوان خود گوید ای آفتاب چرخ دین سلامت میکند ۔ ای جملہ اصحاب دین سلامت میکند
ای سر در کون و مکان دارین نشان بستان ۔ نام تو ورد زبان سلامت میکند ۔ ای جملہ اہل دلان ہادی گمگشتگان
ای کارساز بیکسان ستان سلامت میکند ۔ ای محرم راز خدا نور چشم مصطفے ۔ ای صاحب بردو سرا ستان سلامت میکند
ای واقف علم یقین کاشف عین الیقین ۔ ای صاحب حق الیقین ستان سلامت میکند ۔ ای ساقی کوثر بیار می بکن بر خدا
ہستی جلوہ گر بیا ستان سلامت میکند ۔ از رہ دل ظاہری ہم حاضری ہم باطنی ۔ حکم تو حکم داوری ستان سلامت میکند
ای ذرہ مہر پرور تو شمس و قمر ۔ من آمدم سوی در ستان سلامت میکند ۔ ای مرجع شاہ و گدا مطلع نور ہدا
ہستی نام و نشان ستان سلامت میکند ۔ رو بر درت بنہادہ ام جان دل و دین دادہ ام ۔ دستم بگیر افتادہ ام ستان سلامت میکند
ای صاحب عالی نسب داری تو اسد اللہ لقب ۔ عالم ز تو اندر طرب ستان سلامت میکند ۔ بنما مرا آن پاک رای ہمچو دیگر خو

حق کو دوام و بیستان سلامت میگفتند ای بادشاہ مہربان ثانی ندارد جہان نطف جمال خستگان سلامت میکنید
صابر غلام خاص تہمت ازل گفتگو رحمی بکن بر حال احستان سلامت میکنند ؛ اور اسی وجہ سے حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے کہا ہے قول عمر لولا علی یہلک عمر یعنے نہوتے علی تو ہلاک ہوتا عمر اور یہی خلعت
خرقہ فقر کا جو حضرت رب العزت سے شب معراج مین عنایت ہوا وہ خرقہ درمیان خلفاء کے شاہ ولایت
کو عنایت ہوا اور اسی وجہ سے روز قیامت تک سینہ بسینہ گروہ مشائخ مین رہے گا اور صاحب فصوص
الحکم و اپ خلیفہ شیخ سیف الدین نے بھی لکھا ہے کہ اوسے کملی سیاہ کو کہ حضور رسول مقبول نے خاص حضرت
شاہ ولایت کو اور ائی تھی سند خرقہ اصل کے پکڑتی ہین کہ حضرت علی مرتضی علیہ السلام سے ہماری
پیرون اور مشائخون تک پہونچا ہے اور شیخ نجم الدین کبری کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے حقایق اسرار نبوت اور ولایت کے بہ خرقہ کی پوشیدہ رکھکر اس خرقہ عالی کو جناب ولایت مآب علی
مرتضی علیہ السلام کے سپرد کیا اور فرمایا جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث انت
منی بمنزلت ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی یعنے آیا نہین راضی ہے تو ای علی کہ تو
مجھ سے ہے میری ہے جیسا کہ ہارون ساتھ موسی کے لیکن نہین ہے بعد میری نبوت اور سید علی ہمدانی مودت
مین لکھتے ہین کہ یہہ حدیث رسول خدا صلی اللہ وآلہ وسلم نے دس مقام مین ارشاد فرمائی ہے لہذا متواتر ہے
اور حضرت علی کرم اللہ وجہ خود اپنی کلام مین فرماتے ہین انت منی کما ھارون من موسی اخوہ کذلک
انا اخوہ وذاک اسمے یعنے جیسے کہ ہارون موسی کے بھای تھے ایسا ہی مین بھائی ہون رسول کا اور
یہہ ہے نام میرا شیخ فرید الدین عطار در الہی نامہ گوید مرتضی بیشک خدا را یافتست
نہ چون ما در شوق دنیا تاختست ؛ مرتضے اسرار حق بد در یقین ؛ سر خود خواندش خداوند
امین ؛ انچہ از اسرار و انسب او یقین ؛ مرتضی دانست و دیگر راہ مین اور رموز کل بگفت در راز
یا علی بر گفت او اسرار کل ؛ گفت حیدر کاین رموز راز این ؛ در کمان اورد ہست آواز یقین ؛
راز پردہ من بدیدم جزو کل ؛ عین کل بود اندرون عین دل ؛ من شب معراج دیدم پردہ را ؛
در صفت خو کردہ ام رہ کردہ را ؛ پردہای بے صفت اندر صفت ؛ برتر از ادراک
عقل و معرفت در شب معراج رفتم بسوی او ؛ دیدم اسرار نہان در کوی او ؛ اسمان و
ہیزہ و ماہ و آفتاب ؛ جملہ گردان بودہ اندر تک و تاب ؛ شاہ این پردہ تمامت پردہ دار
از درون و از برون کل آشکار ؛ اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی ؛
خلیفہ مرزا جان جانا نقشبندی کتاب سیف المسلول مین لکھتے ہین

کہ بعضے اولیا امت کو واسطہ کشف مرتبہ کے ایک علم سے بھی ظاہر ہوا ہے کہ فیض اور برکات جناب الٰہی اوپر اولیا کے بعد وسیلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نہیں پہنچا ہے اور کسیکو مردان خدا سے بغیر وسیلہ شاہ ولایت کے درجہ ولایت کا نہیں ملتا ہے اور اقطاب غوثی اور اوتاد وجبری اور ابدال اور نجبی و نقبے اور عمدی اقطاب اولیا کے ساتھ اوسکے محتاج ہیں اور صاحب اس منصب عالی کو امام کہتے ہیں اور قطب الارشاد والاصالت بھی کہتے ہیں اور یہہ منصب عالی وقت ظہور حضرت آدمؑ سے ساتھ روح پاک حضرت علی کے مقرر ہے کہ پیشتر ظہور جسم عنصری حضرت علی کے یہی استون سابقہ سے جو کہ درجہ ولایت کو پہنچتے پہنچتے بواسطے روح پاک حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے پہنچے ہیں اور بعد وجود عنصری تا وقت رحلت جناب مرتضوی کے تمام اصحاب اور تابعین کو یہہ دولت ولایت کے بوسیلہ حضرت علی علیہ السلام کے پہنچی ہے اور بعد رحلت اوس شاہ ولایت کے ساتھہ امام حسن مجتبےٰ اور بعد اونکے امام حسین شہید کربلا اور بعد اونکے امام علی زین العباد اور بعد اونکے امام باقر اور بعد اون کے امام جعفر صادق اور بعد اون کے امام موسےٰ کاظم اور بعد اون کے ساتھہ امام علی موسےٰ رضا کے تا بحضرت امام مہدی علیہم السلام یہہ منصب عالی متعلق ہے

مولانا روم در کلیات شمس تبریز گوید۔ مناقب

ای سرور مردان علی مستان سلامت میکنند — ای صد قدر سید ان علی مستان سلامت میکنند — ای مطلع پر کار ہا دی واقف اسرار ہا

کرار بے فرار ما مستان سلامت میکنند — ای شحنہ دشت نجف از بہر دیدہ شرف — تو در بری و کعبہ صدف مستان سلامت میکنند

ای واصل لا تا الٰہ تو در دوش نبی معراج تو — تاج شہان تاراج تو مستان سلامت میکنند — ای نور پاک مصطفےٰ با مصطفےٰ در یک عبا

ای مرتضےٰ ای مجتبےٰ مستان سلامت میکنند — ای میر شاہ محتشم در دین و دنیا محترم — بہر سخا کان کرم مستان سلامت میکنند

ای از ہمہ عیبان بری در دان عالم را سری — علم محمد را دری مستان سلامت میکنند — اندر سلامت علی اندر زمین نامت ولی

در علم دین تو کاملی مستان سلامت میکنند — ای باد صبح مشکبو سوئے نجف او را تو رو — با آن امام دین بگو مستان سلامت میکنند

ای نوذر احمد رابگو ان روئے احمد را بگو — ان محی حیدر را بگو مستان سلامت میکنند — مفتاح دلہا را بگو مصباح جانہا را بگو

آن حوض کوثر را بگو مستان سلامت میکنند — باتین بارتین بگو با قل کفی لون بگو — با لولوی مکنون بگو مستان سلامت میکنند

باتین بارتین بگو با اہل اتی در شان بگو — با لولو و مرجان بگو مستان سلامت میکنند — با سرور اصحاب گو با پیر محراب گو

با دیدہ بیخواب گو مستان سلامت میکنند — آن شیر یزدان را بگو آن مرد میدان را بگو — آن شاہ مردانرا بگو مستان سلامت میکنند

آن جمع ایمان را بگو آن بحر عرفانرا بگو — آن آیت اللہ را بگو آن قدرت اللہ را بگو

آن جمع قرآنرا بگو مستان سلامت میکنند — معشوق عاشق را بگو آن عاشق صادق را بگو — قرآن ناطق را بگو مستان سلامت میکنند

آن حجت اللہ را بگو مستان سلامت میکنند — با اصل ہر اصل بگو مستان سلامت میکنند — با خواجہ قنبر بگو با صاحب منبر بگو

با صاحب دلدل بگو با آن گل سلسبیل بگو

اسای گرشر بگو ستان سلامت میکنند	باعارف تقدیر گو با آمینا تطہیر گو	باشبتر و شبیر گو ستان سلامت میکنند
یاسین و طاہر گو با برجو دافسیر گو	شبیر و باشبتر گو ستان سلامت میکنند	بازین دین عابد گو باتوردین باقر گو
باصادق جعفر گو ستان سلامت میکنند	باموسیٰ و کاظم گو باموسیٰ عالم گو	باسابع دایم گو ستان سلامت میکنند
ہم باقی گو باتقی باسیدان متقی ؛	کے شاہ تو زوعقی ستان سلامت میکنند	بامیر دین ہادی گو باعسکری مہدی گو
باوالی عہدی گو ستان سلامت میکنند	باشاہ شمس الدین گو باحاقان دین گو	کاہو باتو ہر گین گو ستان سلامت میکنند

اور یہی حضرت نجم الدین کبریٰ اور حضرت محبوب الٰہی سلطان نظام الدین اولیاء اور وہ سلطان سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہما اپنی اپنی تصانیف مین لکھتے ہین کہ خرقہ خلافت کبریٰ منصب ولایت کا حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کے شب مین جو عنایت ہوا تھا اوسکے واسطے فرمان نازل ہوا کہ اے حبیب میرے یہہ خلعت کہ عرفان ذات میری کا ہے اور نعمت بزرگ تو ہے ہر چیز سے اور یہہ خاص حصہ تیرا ہے۔ پس حضرت رسول مقبول نے عرض کیا کہ اے بار خدایا امید رکھتا ہون کہ اس نعمت عالی سے آل و اصحاب اور امت میری بہرہ یاب ہو حکم صادر ہوا کہ بہتر ہے لیکن شرط پردہ پوشی مخلوق ہے اور بہ سبب اس صفت کے وجود بقائے نبوت و رسالت تمہارے کا قیامت باقی رہیگا پس صبح کو ہر ایکیا صحاب کبار کو حکم ہوا لیکن کسی نے جواب باصواب نہ دیا اوسوقت حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ اگر یہہ نعمت مجھکو عطا ہووے تو مین پردہ پوشی خلق اختیار کرونگا۔ پس حضرت رسول اللہ نے فرمایا مبارک ہو تجھکو اے علی کہ تو منتخب ہوا واسطے اسکام کے اور یہہ منصب واسطے تیرے ہے اور مجھکو ایسا ہی حکم تھا کہ جو کوئی پردہ پوشی اختیار کرے اوسکو عطا کرو اوسوقت سب اصحاب نے سر نیچے کئے آنحضرت اقدس نے واسطے ختم حجت کی اوس خرقہ کو چار ٹکڑے کئے اور ہر ایک اصحاب کو ایک ایک ٹکڑا عطا کیا اور فرمایا کہ صبح کو یہہ ٹکڑے خرقہ کے میرے پاس لاؤ الغرض دوسرے روز صبح کو اصحاب بلا پارچہ آئے اور حضرت مرتضےٰ علیہ السلام سمہ چار دون پارچہ کے تشریف لائے بلکہ وہ چار دون ٹکڑے وصل ہو گئے تھے پس فرمایا رسول مقبول نے کہ اے مردان علی مرتضےٰ مخصوص ہے واسطے اسکام کے الحق کہ دوسرے کا حصہ نہین ہے بجز علی کے کہ وہ اوسکو ٹکڑے بہ تحقیق علی مرتضےٰ مقصود ذات پاک ہے تمکو بیمزا طاعت اور فرمان برداری کے چار نہین ہے اور ایسا ہی حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہ لکھتے ہین کہ ولایت چار قسم پر ہے اور ہر انبیاء پر ایک ایک قسم منقسم ہوئی تھی اور حضرت ختم الانبیاء محمد پر چار دون قسمین ختم ہوئین چنانچہ فرمایا حدیث الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی پس آنحضرت صلعم نے اوس ولایت کو حضرت مرتضےٰ علیہ السلام پر ختم کیا اور اسیواسطے جب حضرت علی سے فرمایا حدیث انا مدینۃ العلم وعلی بابہا اور دوبارہ فرمایا حدیث انا دار الحکمۃ وعلی لسانہا یعنے جو کچھہ کہ ہیچ قلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

علوم طریقت اور حقیقت اور معرفت کے تھے ساتھہ زبان سحر بیان مجملاً بفہم شریعت ہر خاص و عوام کو ارشاد ہوئے
اور ساتھہ زبان گوہر بیان حضرت علی کے ارشاد مفصل ہوئے چونکہ حضرت علی بمنزلہ لسان رسول مقبول کے
تھے اسواسطے فرمایا **حدیث** من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنے جو شخص کہ آزادی چاہے مجھسے ساتھہ قید بندگی
کے اور ہستی اور نفسانیت اپنی کے پس آزادی اوسکی ساتھہ ہین علی مرتضے کے ہے **بیت** پیہم بر سر سبز نشست
خواند مولایش، کہ تا مولا بیش را باشد اندر خلق بر ہانے۔ **مخدوم علی احمد صابر قدس سرہ گوید**
در کتاب عرشیان من خواندہ ام ✤ نام پاکت از ازل مشکلکشا ✤ ذات تو از روز اول ہمچو حق ✤ دستگیری راست
در ہر دو سرا ✤ اور بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جزویت اپنی ساتھہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ثابت کرکے
فرمایا **حدیث** لحمک لحمی ودمک دمی اور بہی فرمایا **حدیث** یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسے
اور بہی فرمایا **حدیث** یا علی انت تعلم ہی فی الولایۃ اللتی ھی معانیۃ للحق اور بہی فرمایا **حدیث** قال النبی
اثنی عشر من اھلنی اعطاھم اللہ علی وفہمی اولہم انت یا علی واٰخرھم القائم الذی یفتح اللہ علی یدیہ مشارق
الارض والمغارب **ترجمہ** یعنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بارہ شخص میری اہلبیت مین سے ہونگے
کہ عطا کریگا اللہ تعالے اونکو علم وفہم اور اول اونکا تو ہوگا یا اخی اور آخر اونکا قایم ہے کہ فتح کریگا اللہ تعالے
اوپر ہاتھہ اوسکے کے مشارق اور مغارب کو۔ چنانچہ ان احادیث کی شرح و ترجمہ رسالہ مین اول لکھی گئی ہے
دوبارہ کی حاجت نہین۔ اور قصاید خواجہ حافظ شیرازی پر لوگونکا گمان ہے کہ خواجہ حافظ کی نہین ہین بلکہ
کسی اہل شیعہ نے لکھے ہین لیکن ہم دیکھتے ہین کہ تمام اولیاء اللہ مثل شیخ عطار و خواجہ سنائی و سعدی و رومی کا
قول مانند اور مطابق قول خواجہ حافظ کے پایا گیا بدین وجہ لکھا جاتا ہے **خواجہ حافظ شیرازی**
قدس سرہ گوید

بدستی نبی و ولی اساس نہاد ✤ مقدر یکہ ز آنا صنع کرد اظہار ✤ سپہر و مہر و مہ و سال و ماہ و لیل و نہار
جہان بکتم عدم رفتی ہمچو اول بار ✤ جہان و ہر چہ در و ہست خالق جبار ✤ اگر نہ ذات نبی و ولی بدی مقصود
امام جنی و انسی علی بود کہ علی ✤ نوشتہ بر در فردوس کاتبان قضا ✤ نبی رسول ولی عہد حیدر کرار
نزخوات اوست معلق زمین بدین منجار ✤ ز کل خلق فزون ست از صغار و کبار ✤ زنام اوست معلق سما و کرسی و عرش
علی علیم و علی عالم و علی اعلم ✤ علی امام علی امین و علی ایمان ✤ علی امین و علی سرور و علی سردار
علی قطر و غالب علی سر سردار ✤ علی حکیم و علی حاکم و علی گفتار ✤ علی نصیر و علی ناصر و علی منصور
علی رشید فتوح و علی سخا راحت روح ✤ علی عزیز و علی عزت و علی افضل ✤ علی لطیف و علی النور و علی انوار
علی یم ظہور و علی ست قاسم نار ✤ علی ست فاضل افضل علی سرو سردار ✤ علی سلیم و علی سالم و علی مسلم
✤ علی صفی و علی صافی و علی صوفی ✤ علی وفی و علی صفدر و علی سردار

علی کریم و علی ناصر و علی منعم	علی بود اسد اللہ قاتل کفار	علی ز بعد محمد ز ہر چہ ہست بہ ہست
اگر تو مومن پاکی نظر دریغ مدار	بحق نور محمد بآدم و بہ خلیل	بحق شیث و شعیب بہ ہود کم آزار
بحق دین محمد بخون پاک حسین	بحق مردم نیک مہاجر و انصار	کہ نیست دین ہمارا بقول پاک رسول
امام غیر علی بعد احمد مختار	ز بعد او حسن ہست و حسین محبت او	مجوی جہل برین کار مومن دیندار
بشان غفلین ما نظر لوجہ کن	نجات خویش طلب کن بجان ہشت چہار	ہوا مزاد و وبد فعل و شوم دے بنیاد
بحق شاہ جہان کے گماشتہ اقرار		

اور یہ اقتباس انوار سے حضرت عبد اللہ احراری اور یہ لطائف اشرفی سے سید اشرف جہانگیر لکھتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معمور رہتے اسرار اور توحید پر یہ مقام فی الجمع کہتے کہ یہ مقام بلا واسطے جبرئیل امین کے اللہ تعالے سے حاصل ہوا اور ساتھ صدق دل کے اور کسی سے نہ فرمایا اور احکام نبوت جبرئیل کی معرفت پاس رسول اللہ کے پہونچے پس اون احکامون کو ساتھ خاص و عام کے پہونچاتے تھے خواہ کوئی طلب کرے یا نکرے ایکروز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنہائی کی حالت مین مغموم بیٹھے ہوئے تھے اور یہہ خیال تھا کہ ہر شخص احکام مال اور حال کے دریافت کرتا ہے لیکن اسرار باطن کو کوئی دریافت نہین کرتا شاید یہہ بھید ہمراہ میرے پوشیدہ جاریگا اوسیوقت حضرت علی اسد اللہ غالب کے دل مین خیال گذرا کہ بموجب فرمان الٰہی احکام شریعت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کئے اور تابعداری ظاہری کی بجالایا لیکن احوال باطن سے آگاہی نہین ہوئی تاکہ تابعداری باطن بھی بجالاتا پس کمال صدق دل سے اور اخلاص سے بخدمت اقدس کے پہنچے اور سوال کیا کہ یارسول اللہ قربت الٰہی کی راہ سکھایئے پس خواجہ عالم بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مجکو ایسا ہی فرمان ہوا تھا کہ بے طلب کے اسرار الٰہی کو کسی سے نکہنا الحمد للہ کہ تو مخصوص ہوا اس کام کے واسطے پس فرمایا یعلی انت نظیری فی الدنیا واللتی ھی یعانیہ الحق۔ اور نیز ایسا ہی امام طریقت حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری قدس سرہ فرماتے ہین کہ ایکروز حضرت شاہ ولایت علی مرتضے علیہ السلام خدمت مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گئے اور سوال علم طریقت باطن کا کیا پس فرمایا حضرت اقدس نے خوش ہوکر کہ یا علی خلوت اختیار کرو اوسوقت شاہ ولایت نے عرض کیا کہ کیونکر ذکر کرون فرمایا کہ آنکھون کو بند کرو اور مجھسے سنو پس آنحضرت نے تین بار فرمایا لا الہ الا اللہ اور پھر فرمایا کہ آنکھونکو کھولدو اور تم بھی اس کلمہ کو تین مرتبہ کہو پس تین بار حضرت علی علیہ السلام نے پڑہا اور عمل کیا فی الفور تعلیم آنحضرت نے یہہ دل حضرت علی کے اثر کیا اور جگہہ پکڑی اور جو کچھہ علم ولایت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک مین تھا سارا قلب حضرت مرتضے علیہ السلام کے نزول کیا اور پھر حکم ہوا کہ ایسے ہی جو کوئی تم سے طلب کرے اوسکو

تعلیم کرد کہ حق تعالےٰ نے تمام مخلوقات مین سے مجکو مخص کیا ہے واسطے اسکام کے اور تسے تمام اولیاء امت پر
اک فضیلت ہوئی پس یہہ وجہ خاصکر حضرت امیر المومنین کو ثابت ہے۔ **مولانا روم قدس سرہ گوید**

مراہم جان وہم جانان علی بود — مراہم درد وہم درمان علی بود — محمد بود قبلہ گاہ عالم ؛
دلی برتخت دل سلطان علی بود — خبر داری ز معراج محمد — کہ بہر ہش مفتم کیوان علی بود
اگر ایمان بحق داری بیان کن — کہ سر صورت قرآن علی بود — ہم او بود اول و آخر ہم او بود
بیان معنی فرقان علی بود — شریعت بود بران طریقت — حقیقت واصل یزدان علی بود
بیا گوئی معنی راز سبحان — بدان کو صاحب جاگان علی بود — بگردِ بحرِ عالم از محیط است
دُر دین گوہر و مرجان علی بود — چو مولاہ شود رین دریا غواص — کہ دُر در قعر او پنہان علی بود

وجہ ہشتم از روے تحقیق یہہ وصف خاص واسطے حضرت علی مرتضےٰ کے پیدا ہوا کیونکہ حق تعالےٰ
نے قرآن مجید مین خبر دی ہے **قولہ تعالےٰ** یوفون بالنذر ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا ویطعمون الطعام
علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء ولا شکورا انا نخاف من ربنا یوما عبوسا
قمطریرا فوقہم اللہ شر ذالک الیوم ولقنہم نضرۃ وسرورا جزاہم بما صبروا جنۃ وحریرا ترجمہ یعنے وفا
کرتا ہے نذر کو اور ڈرتا ہے اوسروز سے کہ سختی اوسکی جہانکو گھیر لگی اور بخشش کرتا ہے طعام کو باوجود حالت بھوکی
کے مسکین اور یتیم اور اسیر کو اور کہتے ہین کہ دیا کھانا ہمنے واسطے نذر خدا تعالےٰ کے نہ واسطے عوض اوسکے کہ فوف
کرون رب پاک اپنے کا اور دن سختی سے پس حق تعالےٰ نے نگہ رکھا اوسکو سختی اوسدن کی سے اور عطا کی اوسکو
تازگی اور عوض دیا حق تعالےٰ نے واسطے اوسکے بہشت اور عمدہ لباس۔ **ترجمہ منظوم مولانا**
جامی علیہ الرحمۃ گوید

نوحوا عبد الشکور آگفت در سر علی — سعیکم مشکور آمد بر ترا در ہل اتے
ارا قیمون الصلوٰۃ آمد ترا اعزازہا — باملائک بر ترا اندر تخافون یاد کرد

کر معزز گشت انفاس مسیحا در کلام — **ترجمہ منظوم شاہ قاسم انوار علیہ الرحمۃ**
باز در انا نخافت حمد میگوید خدا — بنص قرآن و حدیث پیمبر
الا اے شہنشاہ ملکا کبیرا — علی الحق قوی مومنان را امیرا — کہ ہستی بعنے سمیط العبیرا
ولی و وصی و خدا و نبی را — ترا میتوان گفت انسان کامل — بود یطعمون الطعام آنکہ دادی
چو کردی ادا صوم یوفون بالنذر — شدی ایمن از شر و مستطیرا — زیوم عبوسا و از قمطریرا
بمسکین دیگر یتیما اسیرا — زانا نخاف از خدا گشت ایمن — ہمی برابر کرد ایزد با علیت در وفا

ترجمہ منظوم حضرت شاہ سلیمان رح گوید

آیت یوفون بالنذر ثابت بر قسم گوا — بود ایوب ہمسر مہ گہہ صبر و شکیب — گشت با جبریل ہمرہ در رہ خوف و رجا

ہمہ ار شکر کز عبد الشکور آمد بجا ۔ از برآیت سعیکم مشکور آمد بجا ۔ گر بعزت مصطفےٰ رالی مع اللہ
شد ۔ گشت منزل بہر اعزاز تو نفس انما ۔ آدمی پوشیدہ نہیں ہے کہ بارہ اوصاف جناب علی مرتضیٰ
علیہ السلام مین کمال کے ایسے جمع ہوئے تھے کہ کسیکو اولاد بشر مین سے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے میسر نہین ہوئے اور یہہ مین ریاضت و زہد و ریاضت و امانت و تواضع و شجاعت و سخاوت و فتوت
و علم و فصاحت و علم عرفان و کرامت و متابعت رسول اور انکا محامدیت و ریاضت حد سے زیادہ تھی کہ بیان
مین نہین ہو سکتا ہے کہ رات اور دن کی فاقہ کشی اور جو چیز کہ میسر ہوئی باوجود خواہش اپنی کے اور اولاد
اپنی کے وہ فی سبیل اللہ ایثار فرماتے تھے اور حال عبادت کا یہہ تھا کہ تمام شب عبادت مین گذارتے اور
مشغولیت بہ ذات اسقدر تھی کہ ایک مرتبہ جنگ مین تیر آپکے پائے مبارک مین بہت اثر کر گیا تھا اور اسکا
باہر آنا بہت دشوار ہوا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جسوقت علی نماز مین
مشغول ہووے جب تیر نکالا جاوے چنانچہ حسب الحکم تیر مذکور باہر کیا گیا جب بعد نماز خون پائے مبارک
مین دیکھا تو دریافت کیا کہ یہہ کیا حال ہے لوگون نے عرض کیا کہ پائے مبارک سے تیر کا پیکان باہر کیا گیا ہے
بہت نازش چون حضوری بیشتر داشت ۔ نہ از پیکان برون کردن خبر داشت ۔ اور اکثر عبادت جناب
مرتضےٰ علیہ السلام کی ایسی تھی کہ جب نماز کیواسطے کھڑے ہوتے تو چہرہ مبارک زرد ہو جاتا اور فرماتے کہ یہہ
وقت ادائے امانت ہے کہ بوجہ اٹھانا اوسکا زمین اور آسمان کو مشکل ہے اور اکثر اسبات کو بجہ آپ
کے مین سے آواز تکبیر ہزار اور دو ہزار کی آتی تھی اور نفس کشی حد سے زیادہ تھی باوجود خواہش
خوراک انسانی کے عمر بھر مین پندرہ اثار جو نوش فرمائے ہین اور یہہ سب اوصاف اقوال محدث
اور مفسر اور مورخ اور اولیاء اللہ تعالےٰ سے بخوبی ظاہر اور ہویدا ہین ۔ **ابیات مثنوی معنوی**
او در صبحگاہ ۔ **مولانا روم در کلیات شمس تبریز گوید** ۔ او خیبر ذاخت بر روے علی ۔ افتخار ہر نبی و ہر ولی ۔
وان صفاتش علی عالی را ۔ ناصر الانبیا رست او الحق ۔ اولیا راست دیدہ بینا ۔ بود باجملہ انبیا در سر ۔ بود مصطفےٰ
صفی چہرا ۔ در شریعت در مدینہ علم ۔ در حقیقت امیر ہر دو سرا ۔ اور یہی باوجود قدرت کاملہ
کے باعتبار ظاہر چند ارکان رکھتے تھے ایک یہہ کہ جس وقت اوپر دشمن کے سخت غالب ہو جاتے
تو اوس کو رہا کر دیتے تھے ۔ دوم بروقت غصہ اور غضب کے احکام امر و نہی کو ہاتھہ
سے نہ جانے دیتے تھے ۔ سوم وقت ظلم دشمن کے اوس کی بھلائی چاہتے تھے ۔ چہارم
حالت اضطرار مین سخاوت از حد کرتے تھے ۔ پس یہہ سب وصف ذات پاک

ذات مبارک مین تمام اور کمال تھا اور شجاعت اُنکی اظہر ہے اور ادلے شجاعت جنگ بیر العلم کی ہے اور دیگر جنگ مثل اُحد اور خیبر اور خندق وغیرہ کے بھی ظاہر ہے اور بھی رات اور دن بجز اطاعت خدائے تعالےٰ اور رسول خدا کے دوسرا کام نتھا خواجہ سنائی قدس سرہ گوید مصطفےٰ را سلیح و فرمانبر ✦ ہم بشنید امر دین یکسر ✦ دُر مشطوم بارشاہ کائنات ✦ لوح محفوظ مصطفےٰ جائش ✦ در رو خدمت رسول خدائے ✦ اندرین کارگاہ دیرنائے ✦ اور کبھی آپ نے کھانا شکم سیر ہو کر نہ کھایا اور فرماتے تھے۔ جیسے من الطعام ما نفیہ بہ ظہرہ یعنے کہا نا میرا اسقدر کافی ہے کہ شکم کو واسطے عبادت کے سیدھا رکھون۔ روایت ہے کہ ایکروز ایام خلافت صوری مین طرف بیت المال کے تشریف لیگئے اور سیم و زر کو ملاحظہ کر کے فرمایا یا صفراء یا بیضاء غیری یعنے اے چاندی و سونے مین نے تجکو طلاق دی ہے پس سوائے میرے اور بھائی کو فریب اپنے مین لا۔ اور یہ جو عین خلافت کے بیحد متواضع تھی باوجود شرافت اور علم اور فضل کے بازار سے خرید فرماتے اور بسبب کثرت آدمیونکے فرماتے کہ اے مسلمانون علی کو راستہ دو جب آدمی آواز دیتے نواز سنکر پائے مبارک اقدس پر گرتے اور بوسہ دیتے ایکروز ایام خلافت مین بازار سے گوشت لاتے تھے ہر چند لوگون نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین یہہ گوشت ہمکو دو کہ ہم آپکے مطیع اور فرمانبردار ہین آپکے مکان مبارک پر پہونچا دینگے آپنے فرمایا لا ینقص الرجل من کمالہ ما یحمل شیئ الی عیالہ۔ اور بھی ایام خلافت مین آپ اوپر منبر کے تشریف لائے جامہ اقدس لیف خرما کا تھا اور ردائے مبارک نیز پیوند بھرا ہوا تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہہ لباس مناسب حال امیر کے نہین ہے فرمایا کہ علی کو زینت دنیا سے کیا کام ہے۔ اور بھی ایام خلافت مین نصف شکم کھاتے اور اوس سے بھی کم کھاتے تھے اور فرماتے کہ ایسا نہو کہ وقت خلافت علی کے کوئی بندہ بھوکا ہووے اور علی سیر ہو پس یہ وجہ بھی ثابت ہے۔ مولانا روم در کلیات شمس تبریز گوید

ای سرپوش عیبہا ن اللہ مولانا علی	دلتنگہ راز ہمہ انجام و آغاز ہمہ	ای گشادہ رازہا سبحان اللہ مولانا علی
ہم حی ہم باقی توئی ہم کوثر ساقی توئی	قائم و رزاقی توئی اللہ مولانا علی	ای قلعہ و اعزاز ہمہ اللہ مولانا علی
گوینده برہان تو اللہ مولانا علی	وحش طیور و انس و جان جملہ بفرمانت روان	ماجملہ سرگردان تو ہم والہ و حیران تو
تو حاکم ہفت اختری ہم سالکان را رہبری	ہم مونس و غمخواری اللہ مولانا علی	ہادی تو فضل کردگار اللہ مولانا علی

وجہ ہشتم فضلت از روئے خلافت تمام فقہاء و محدثین قائل ہین اس بات کے کہ خلافت اور امامت باعث فضیلت کے نہین ہے چنانچہ مولوی شاہ عبد العزیز دہلوی لکھتے ہین کہ نزدیک محققین کے فضل شیخین اوپر جناب مرتضوی کے من کل الوجوہ ثابت نہین ہے بلکہ فضل اونکیا بجہ حفظ الامت اور مہام دین کا اکثر ہے اور فضل جناب مرتضوی کا اوپر

ن اصحاب کے ہیچ جہاد سیفی اور نہ فضائل کثرت مدینہ اور ہاشمیت اور قربت رسول اور دامادی آنحضرت
علم اور تمام اصحاب کے قطعی ہے اور بعد حضرت فاروق کے بسبقت اسلام میں نیز قطعی ہے اور خلیفہ دین
اور بسیاب فتنہ اور اشاعت اسلام فی البلدان کہ لازمہ خلافت کے ہے یہہ امور ہیچ حضرت ابوبکر کے بیشتر
تھا لیکن ہماری مراد ان امور سے ہے نہ ان فضائل سے کہ جو جزئی اور ذاتی اونکے ہیں اور ہیچ تکمیل الایمان
کے محقق دہلوی لکھتے ہیں کہ مذہب جمہور یہہ ہے کہ فضیلت مابین صحابہ بہ ترتیب خلافت کے ہے اور مراد
فضیلت سے کثرت ثواب ہے کہ لازمہ خلافت ہے نہ فضائل ذاتی کہ ہیچ ذات اونکے کے اخص ہیں اور
کسی اصحاب کو ہیچ اونکی شارکنہ نہیں ہے پس اہلیت خود ہی ہیچ شرف اور نسب اور کرامت کے جوہر ذاتی
اونکے ہیں اور کسیکو اس امر میں مجال توقف اور انکار کی نہیں ہے اور یہہ گروہ صحابہ جلیل القدر مثل سلمان فارسی
و ابوذر و مقداد و خباب و جابر و ابوسعید خدری و زید بن ارقم رضی اللہ عنہم حضرت جناب مرتضوی
کو اوپر تمام صحابہ کے من کل الوجوہ افضل جانتے ہیں اور خطابی نے بعض مشائخ سے نقل کیا ہے کہ ابوبکر
خیر من علی و علی افضل من ابوبکر اور بعض نے اس قول کی ایسی تعبیر کی ہے کہ خیریت ابوبکر کی باعتبار
کثرت ثواب کے ہے اور افضلیت حضرت مرتضوی کی باعتبار شرف ذات اور کرامت اور نسب اور
قوت ملکات نفسانیہ مثل شجاعت اور شہامت اور سخاوت وغیرہ کے ہے اور آخر کار کل علماء نے اس
تفضیل کثرت ثواب کو ظنی کہا ہے اور ظاہر ہے کہ مسئلہ تفضیل شیخین کا یقینی نہیں ہے اور اوپر ثبوت افضلیت
باعتبار کثرت ثواب کے کوئی دلیل قایم نہیں ہے سوائے اسکے کہ علماء سلف نے ایسا نقل کیا ہے اور اوپر
مجرد ظن کے اکتفا کیا گیا ہے اور نصوص اور وجوہ طرفین اوپر فضیلت کے متعارض وارد ہیں پس یہہ
مسئلہ متعلق بعمل نہیں ہے اور وہ کثرت ثواب جو ہیچ شیخین کے جمع تھے وہ بھی یقینی نہیں ہیں کسواسطے
کہ یہہ امر موقوف بفضل خدا ہے اگر چاہے غیر مطیع کو ثواب بخشے کہ مطیع کو نہ بخشے پس امامت شیخین
سے فضیلت لازم نہیں آتی ہے کسواسطے کہ امامت مفضول باوجود موجود ہونے افضل کے اہل سنت و
جماعت کے نزدیک جایز اور معمور ہے چونکہ مشائخ سلف سے ایسا ہی لکھا ہے کہ افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان
پھر علی رضی اللہ عنہم ہیں بلحاظ حسن ظن بالطبایع علماء سلف کے کیا چھپے اور ہمکو کوئی وجہ فضیلت کی معلوم
نہیں ہے پس اس امر کو حوالہ بخدا کیا اور علامہ سعد الدین تفتازانی شرح عقاید نسفی میں لکھتے ہیں کہ
سلف سے ایسا ہی سنا ہے ہمنے اور یقین ہے کہ سلف کو بھی کوئی وجہ فضیلت شیخین کے میسر نہیں ہوئی
واللہ اعلم کہ وہ کونسی مصلحت سے کہتے ہیں اور نیز قاضی ابوبکر باقلانی اور امام الحرمین بھی ظنی کہتے ہیں
اور صاحب مفہم شارح بخاری ظنی کے قایل ہیں اور محقق دوانی شارح عقاید عضدیہ اور شارح مواقف نے

بھی ظنی کہا ہے اور نزدیک ابوالحسن کے یقینی ہے اور عبدالرزاق کہتے ہیں کہ اگر کوئی علی کو ابوبکر سے افضل کہے جبکو قبول ہے اور اگر علی سے ابوبکر کو فاضل کہے تو نافع نہیں ہے اور اکثر محدثان کہتے ہیں کہ اوپر فضیلت شیخین کے اجماع ہے اور اجماع دلیل قطعی ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اصول فقہ مقرر شدہ یعنے دلیل اجماع کی اوس قسم سے قطعی ہوئی ہے کہ خلاف شاذ اور نادر بھی نہووے ورنہ درجہ قطعیت اور یقینی باہر ہوجاویگا حالانکہ اس مسئلہ مین اجماع کو بھی دعوے یقینی نہین ہے پس کیونکر یقینی اور قطعی ہووے اور جاننا چاہئے کہ کثرت ثواب مین حضرت فاروق کو ترجیح ہے اور پر حضرت صدیق اکبر کے معلوم ہوتی ہے کیواسطے کہ بہ عہد حضرت عمر فاروق کے ہزار شہر بلکہ زیادہ فتح ہوئے مین پس اس سے وہ کلمہ خیر البشری کا کہان رہیگا اور باقی سب امور فضیلت مین حضرت مرتضوی کے قایل ہین پس اب باقی رہی فقط پیروی سلف کی سو اوسکی کیفیت یعنے علماء سلف کی حالت یہہ ہے کہ خلافت بنی امیہ اور عباسیہ پانسو برس بعد تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باقی رہی اور ہمیشہ ہر عہد کے اہلبیت رسول صلعم پر سب ولعن کرتے تھے اور ہمیشہ اولاد رسول صلعم کو شہید کیا چنانچہ دوازدہ ائمہ مین سے اکثر شہید ہوئے ہین اور بعد اونکے اونکی اولاد بلکہ دوستداران اولاد رسول صلعم کو کسی جگہہ راحت نصیب نہین ہوئی اور ہر عہد خلفاء بنی امیہ وعباسیہ کے کتب مبسوط تصنیف ہوئے ہین اور ہمیشہ اونکے سب ولعن اور پرآں پاک رسول کے لکھا ہوا ہے **فائدہ** جلال سیوطی نے ابن عساکر محدث سے کہا کہ اکثر حدیثین وضع ہوئین بپاس خاطر بادشاہونکے اور اوسی عہد مین یہ خطبہ کہ حسین حضرت ابوبکر کو خیر البشر بعد الانبیاء کہا ہے تصنیف کرکے ہر دیار و شہر مین جابجا جاری کیا گیا اور ترتیب فضیلت جسکو کہ سلف نے اختیار کیا معاویہ کے خط سے ظاہر ہے آخر ہمیشہ ایک خلیفہ عباسیہ کے عین دربار مین کہ پچاس علمائے معتبرہ سے حاضر تھے اور ایک ایلچی بھی قوم کفار سے دربار مین موجود تھا اوسروز بھی تمام لوگون نے سب ولعن اور پر اہلبیت رسول اور حضرت علی کے ذکر کرتے تھے پس ایلچی مذکور کھڑا ہوا اور آداب بجالاکر عرض کیا کہ اے خلیفہ مین ایک مشکل رکھتا ہون سب لوگون نے کہا کہ عرض کر تاکہ یہ وقت اوپر تیرے آسان ہووے اوس نے کہا کہ فاطمہ دختر نبی تمہارے کی تعظیم اور تکریم سب اولاد اونکی سے زیادہ نہین اور نیز پیغمبر تمہاری تعظیم اور تکریم اوسکی زیادہ فرماتے تھے اور کہتے کہ **بضعۃ منی** پس کیونکر اوسکو ایسے شخص کو دیا کہ وہ لائق سب اور لعن کے ہے پس کس واسطے تم لوگ کفار کو برا کہتے ہو اوسوقت خلیفہ اور سب علماء اوس کے جواب سے عاجز ہوئے اور توبہ کی پس اوسی وقت سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ چہارم موسوم کیا اور معاویہ ابن ابوسفیان صخر کو خاطی ٹھیرایا اور مولانا عبدالرحمن لکھنوی کہتے ہین . . . . .

وجہ نہم از روئے اجماع امت کہ اوسے خیر البشر بعد الانبیا کے ہوون یہہ بھی بے اصل ہے
کیونکہ رباہم عالم حیات سرور کائنات کے حضرت ابو بکر کو خیر البشر کسی اصحاب نے نہیں کہا اور نہ خدا اور
رسول نے فرمایا بلکہ مثل اور سب اصحاب کے تھے اور نہ بروقت خلافت کے سب صحابہ نے اور بعد حضرت ابو بکر کے
اتفاق کیا بلکہ کہتے ہے منا امیر منکم امیر
پس مطلق اجماع یہہ معنے نہیں رکھتا
ہے بلکہ قطعی اجماع اوسکو کہتے ہین کہ خلاف اوسکا شاذ و نادر بھی نہووے اور سب لوگون کا رجوع باعتقاد
اور قلب کے ساتھہ ہووے اور سب لوگ لائق و فائق اوسکو جانتے ہون حالانکہ یہہ نہ تھا بلکہ اکثر صحابہ کے
قلب حضرت علی کو لائق اعلم افضل جانتے تھے بسبب گوشہ نشینی آنجناب کے یہہ کلام ہوا اور سب روایات کتب
سیر مین مندرج ہین پس یہہ وجہ بھی حضرت مرتضوی کو ثابت ہے۔ وجہ دہم یہہ کہ جان اور مال اپنا
فدا کرنا خدا اور رسول پر اور ہمیشہ سپر ہونا۔ یہہ وجہ بھی حضرت مرتضوی کو ثابت ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ
خبر دیتا ہے قرآن مجید مین کہ بوقت ہجرت رسول اکرم نے حضرت علی کو لباس اپنا پہنا کر اوپر بستر اپنے
سلا دیا تھا اور وعدہ دولت ہمراہ حضرت ابو بکر صدیق کے مدینہ کو روانہ ہوئے پس حق تعالے نے واسطے
حضرت مرتضوی کے فرشتون مین بھائی چارا کیا اور حضرت جبرئیل اور میکائیل کو فرمایا کہ ایکی عمر کو شرف فرشتون
سے زیادہ کیا واسطے کہ اوس نے جان اپنی کو برائے خوشنودی خدا تعالے کے فدا کیا ہے اوپر حبیب
خدا کے بنابرین جبرئیل و میکائیل جانب سر اور پائے مبارک کے کھڑے ہو کر کہتے تھے بخ بخ لک یا علی

پیغمبری ہو چکو ت علی کرم اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور بہر طاکہ کے رکھا ہے بیت اہرا آنکہ ہر خدا راہ
نفس پرور ہ ۔ ملک رعونش بفران او کرنہ ہ ۔ اور قصہ اوسکا یہ ہے کہ جب وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اوپر بستر اپنے کے سلایا اور حضرت علی نے جان اپنی نثار کی اوپر رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اسوقت اللہ تعالیٰ نے جبرئیل اور میکائیل کو فرمایا کہ وہ میان تمہارے عقد
اخوت کا باندھا ہے میں نے اور ہر ایک کے دوسرے سے زیادہ گرانی ہے پس تم دونوں میں کون حیات بچانی
اپنے کی اختیار کرتا ہے اون فرشتوں نے کہا کہ ہم اپنی زندگی کو دوست رکھتے ہیں پس وحی کی حق تعالیٰ
نے کہ واسطے آپ اسد علی کے بھیجے تم کہ درمیان اوسکے اور حبیب اپنے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد مواخات
کا باندھا ہے اور اوس نے جان اپنی خدا کی اوپر رسولؐ میرے کے پس تم جاؤ اور اوسکو شرارت اعدا سے
نگاہ رکھو پس دو فرشتے آئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر ہجرت کر کے یہ منزل کے گئے
اوسوقت حق تعالیٰ نے بشان حضرت علی کے یہ آیت نازل فرمائی **قولہ تعالیٰ** ومن الناس من یشری
نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد ترجمہ یعنے کون ہے آدمیوں میں سے کہ بیچے جان اپنی کو
راہ خدا تعالیٰ میں واسطے رضامندی کے اور درگاہ اپنے کے **مولانا روم در کلیات گوید ؎**
فضل تو ہر کرد گار کس نتواند شمار ہ یک صفت از صد ہزار شاہ سلام علیک ہ جملہ دلالتہار فاحتی بر تو
شمار ہ تا سم جنات و نار شاہ سلام علیک ہ گفتہ بعران و آل وصف تراقل تعالی ہ مادح تو ذوالجلال
شاہ سلام علیک ہ اور یہی بجگہ پر حضرت مرتضے علیہ السلام خود فرماتے ہیں ۔ وقیت بنفسی خیر من
دبی الحصا ہ ومن طاف بالبیت العتیق والحجر ہ رسول اللہ خلق اذا مکروا بہ ہ فجاء ذو المکر
الکریہ من الکرم ہ وبت ارا عیہم متی تنشروننی ہ وقد وطنت نفسی علی القتل وطاعہ ترجمہ
یعنے خدا کیا میں نے نفس اپنے کو بہتر وہ شخص ہے کہ جس نے سونپا اپنے پاؤں کو بیچ سنگریزوں مکے اور بہتر وہ
شخص ہے کہ جسنے طواف کیا خانہ کعبہ کا اور حجر اسود کا وہ رسولؐ اللہ کہ خلق نے اوسکے مارنے کی فکر کی
تھی پس نجات دی اللہ تعالیٰ نے مکر کفار سے اوسکو اور رات گذاری میں نے اور دیکھتا تھا میں کفار
کو کہ چاہتے ہے وہ میرا قتل کرنا اور درحقیقت میں نے ارادہ کیا تھا نفس اپنے پر قتل ہونے اور
قید ہونے کا ترجمہ منظوم عزیز تر ز دیدہ چشم من یار دگر ہ جز عشق رخت نیست مرا کار دگر ہ نامیچ
برم کہ جان خود تازہ کنم ہ تا پیش رخت فدا شود بار دگر ہ اور پھر فرمایا حضرت مرتضے علیہ السلام نے
ابیات وبات رسول اللہ فی الغار امنا ہ موقی دفی حفظ الالہ وفی ستی ہ اقام ثلثا بعد ہ
فتویص ہ فلا بیس بما تحت الحصا ینما یقری ہ اردت بہ نفس الدلہ بتلو ہ وامر بہ حتی ادت فی تفیری ہ

ترجمہ رات گذاری پیغمبر خدا نے غار ثور مین ساتھہ امن کے اور نگاہ رکھا اللہ تعالے نے اونکو بیچ
پیدا کرنے کے اور مقیم رہے تین رات اوسون اور سوار ہوئے شتر مادہ پر کہ چالاک بہت تھی وہ اور چاہا
مین نے بدلکر نام راہ خدا مین یہان تک کہا دل سے کہ قتل ہو جاؤن مین اور رکھا جاؤن مین بیچ قبر کے
ترجمہ نظم چون غم ز شراب شوق او بیچ شدم ۔ وز جام فنائے بقا مینوشم ۔ جانم سپر بلاست در راہ خدا
ناہست رگمان و رنج من میکوشم ۔ روایت ہے کہ روز دیگر حضرت علی مرتضے پاپیادہ مکہ سے بخدمت کنور
اقدس سے گئے بسبب چلنے پیادہ پا کے پائے مبارک پر آبلہ ہو گئے تھے حضرت خواجہ عالم نے جب علی
مرتضے کو اس حال سے دیکھا بہت خوش ہوئے اور دست مبارک اپنا حضرت علی کے پاؤن پر پھیرا
فی الفور شفا حاصل ہوئی اور آبلے جاتے رہے ۔ روایت ہے کہ تیسرے سال نبوت کے پیغمبر خدا صلعم
مامور ہوئے کہ دعوت اسلام ساتھہ اعلان کے کرین پس آپ حضرت معہ صحابہ کے کوہ صفا پر تشریف
لائے اور ندا کی کہ اے قوم قریش سب آؤ پس سب قوم کو پر جمع ہوے اوسوقت رسول مقبول نے
فرمایا کہ تحقیق حق تعالے واحد حقیقی ہے اور سوائے اوسکے کوئی خالق دوسرا نہین ہے اور بھیجا اللہ
تعالے نے ساتھہ رسالت کے بھیجا ہے تمکو مناسب ہے کہ ایمان لاؤ پس ابولہب نے کہا کہ بھائی زادہ
میرا دیوانہ ہوا ہے تب حق تعالے نے اوسکے حق مین سورۂ تبت یدا نازل فرمائی پھر حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اپنی قوم سے فرمایا کہ قسم خدا کی مین رسول اللہ کا ہون میری تصدیق کرو پس برطبق
اعلان کے فورًا حضرت علی اوٹھے اور کہا کہ یا رسول اللہ مین بہت خوردسال ہون ان لوگون
سے اور ساتھہ قبیلہ اور نسب کے برتر ہون سب سے اور آنکھین میری تیز تر ہین اسے پس آپکی
رسالت کو تصدیق کیا مین نے اور بیچ خدمت مبارک کے ساتھہ جان کے حاضر ہون یہانتک کہ خاک
قدم پاک مبارک آنکی کو ساتھہ کحل الجواہر کے نہ بیچون مین پس حضرت صلعم نے بہت نوازش فرمائی
اور فرمایا کہ یہہ بھائی اور وصی میرا ہے تمکو مناسب ہے کہ بات اسکے کو سنو اور فرمان اسکا بجالاؤ
اور اسکے فرمان سے باہر نہو جاؤ پس قوم ہنسکر اوٹھکہڑی ہوئی اور حضرت ابو طالب سے کہا کہ محمد نے
تیرے فرزند کو ہم سب سے بہتر کیا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین ابیات مقدسہ
صلی فتنہ وجمیع الناس فی ظلم من الضلالۃ والاشمالات والنکباء ۔ فاکرمنی اللہ فرد الاشبایات لہ ۔
الیہ بالتعبد والباقی بلوا مناثر جمہ یعنے تصدیق کی مین نے اوسکی اوسوقت کہ سب لوگ تاریکی مین
ساتھہ گمراہی اور شرک اوسکے کے تھے اور بے خبر تھے اوس سے پہلے حمد ہے اوس خدا کو کہ یگانہ ہے
اوسکا کوئی شریک نہین اوسکا ترجمہ منظوم اے بروز رہمان بہر وجہ بستی ۔ وز شرم رخت کرد دل تازہ غرق

از شوق بیا نفرمود و بنام او پرورش شده است کاسه چشم شفق ✦ پس بیهوده بود که حضرت مرتضیٰ
علیہ السلام - وجہ یازدہم اللہ دے بسبقت اسلام واضح ہو کہ تمام کتب سیر و تواریخ میں لکھا ہے کہ اول
شخص حضرت علی علیہ السلام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا حضرت ابو بکر ندیجہ کبرا میں اور بعد اس کے حضرت علی
مرتضیٰ نے بیعت کی چنانچہ بعثت آنحضرت کی دو شنبہ کے روز ہوئی اور سہ شنبہ کے روز حضرت علی مرتضیٰ
نے تصدیق رسالت اعتبار ظاہر کی اور باعتبار باطن کے بطن الہام اور شریعہ میں تصدیق کی اور
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ عالم قدس میں علی علیہ السلام نے بیس سال تصدیق کی بلکہ میں اور وہ ایک نور تھا
اور روایت ہے کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا فرماتے تھے اور اقتدا میں حضرت
علی علیہ السلام کو کیا تھا پس حضرت ابو طالب آئے اور کہا کہ بیٹا کیا ہے حضرت خواجہ عالم نے فرمایا کہ
نماز ہے واسطے پروردگار کے کہ اور کرتا ہوں میں ابو طالب نے خوشی کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام کو
کہا کہ اگر امت ابن عم کی تیرے قبول کیے تو تجھ کو چھوڑ نہیں ہے اور سفر زندگی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے
سے کہا کہ تو پیرو شکل علی کے مقتدی ہو اور تصدیق نبوت اوسکی کو کر چنانچہ حضرت علی علیہ السلام
فرمایا صلیت مع النبی قبل الناس سبعا و ربی فرایا سبقتهم الی الاسلام طفلا و علی
بلغت اوان حلمی ✦ مسلمان میں سب لوگوں سے پہلے ✦ درآں حالیکہ نابالغ تھا لڑکا ✦ مناقب خطیب
میں مسطور ہے اور عبد اللہ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول خدا سے دریافت کیا اس
آیت کے کیا معنے ہیں والسابقون السابقون اولئک المقربون فی جنات النعیم پس فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خبر پہنچائی جبرئیل امین نے مجھکو کہ مراد اس آیت سے علی علیہ السلام اور اولاد
محبت کرنیوالی اور پیروی کرنیوالی اوسکی ہیں اور ترمذی میں انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ بعثت
رسول خدا کی دو شنبہ کے روز اور مسلمان ہوئی حضرت علی ابن ابی طالب روز سہ شنبہ کے اور ابن
عباس کہتے ہیں کہ فضایل حضرت علی میں ایسے جمع ہوئے ہیں کہ اگر اون میں سے ایک بھی مجھ میں ہوتا
تو میں اپکو سب سے بہتر اور افضل جانتا ایک یہ کہ اوس نے اول نماز ادا کی ساتھ رسول اللہ کے اور
روز تمام مخلوقات میں سوائے جوگ کے علم رسول اللہ کا اوسکے ساتھ میں رہا اور تمام لڑائیوں میں
ثابت قدم رہے مخصوص جنگ احد میں چنانچہ حق تعالیٰ نے نادعلی اور لا فتی الا علی اور لا سیف الا ذوالفقار اوسکی شان میں فرمایا
خواجہ جمال الدین رومی گوید کہ جنگ احد ثابت قدم بود کہ اپیش محترم بود ✦
کہ نادعلی آمد جبرئیل ✦ کہ لا فتی گشت تا دیل ✦ کہ احد جنگ سوختہ کرد ✦ کہ گوید ہا کان محمد
فار ✦ اور تیسری جنگ خندق میں جس حضرت علی علیہ السلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

بیانند و علی یوم الخندق افضل اعمال امتی فی یوم القیامۃ یعنی جنگ علی کی روز خندق کے افضل ہے تمام اعمال امت میری سے روز قیامت تک اور ہی آنحضرت صلعم نے روز جنگ خیبر حق میں حضرت علی علیہ السلام کے فرمایا حدیث لاعطین الرایۃ غدا رجلا کرارا غیر فرار یحب اللہ ورسولہ ویحب اللہ ورسولہ الخ ترجمہ البتہ عطا کرونگا میں علم کو کل کے روز ایک مرد کرار غیر فرار کو کہ وہ خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور وہ دوست رکھتے ہیں خدا اور رسول اس شخص کو بحکم خدا تعالے نے حضرت فاطمہ زہرا سیدۃ النساء العالمین اہل الجنت کو اوسکے عقد میں دیا اور زمین و آسمان نے مقدار سکا آسمان پر بالہ ہا اور نسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اوسکی بشت سے تا روز قیامت قایم رہیگی۔ چہارم خواجۂ عالم کی تجہیز اور تکفین اوس نے کرکے قبر مبارک میں اوتارا اور بہ بہی واضح رہے کہ روز قیامت علم خواجۂ عالم کا اوسکے ہاتھ میں ہوگا پس یہہ سب اوصاف واسطے حضرت علی کے منجملہ اور ہزار ہا وصفوں کے روز ازل سے مقرر ہے کہ کسی فرد بشر کو میسر نہوئے۔ مناقب حافظیا میں ہے کہ قصیدہ حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی نقشبندی نے شان میں حضرت علی کرم اللہ وجہکے لکھا ہے جسکا مطلع اوسکی یہہ ہیں۔ **خواجہ باقی باللہ قدس سرہ گوید** سرحلقہ خاکیان علی بود ✤ سرسلسلۂ جہان علی بود ✤ ادسر کمال مصطفے بود ✤ باین کرا نسبتش کجا بود ✤ این سلسلہ از طلا ناب است این خانۂ تمام آفتاب است ✤

حضرت مولانا روم در کلیات شمس تبریز قدس اللہ سرہ گوید

شاہی کہ ولی بود دعی بود علی بود ✤ تا سورت پیغمبر جہان بود علی بود ✤ تا نفس ترین بود زمان بود علی بود

تا کارہ نشد راست آسود علی بود ✤ سلطان سخا و کرم و جود علی بود ✤ آن سرد سراوراز کہ اندر رہ اسلام

آن قلعہ کشا کہ در قلعۂ خیبر ✤ آن شیر خدا مد کہ ہر اصل نفس ✤ بر خوان جہان پنجہ بنا بود علی بود

از ہر دو جہان مقصد و مقصود علی بود ✤ بر کند بیک حملہ بگشود علی بود ✤ چندانکہ نظر کردم و دیدم کہ حقیقت

آن نکتہ تحقیق حقایق بہ حقیقت ✤ آن لفظ توحید احد کرد و احد ✤ جز او نفس و حدت نشود علی بود

فیاض چہ آیت و نشود علی بود ✤ کز روی یقین مظہر حق بود علی بود ✤ آن روئے مصفا کہ خداوند بقرآن

آن نادر عجوبہ کہ او در ہمہ حالت ✤ آن شہ کہ بشمشیر دہی آئینہ دین ✤ زنگ ستم و بدعت نمرود علی بود

آن نور خدائے کہ بود در علی بود ✤ با موسی و با عیسی و با احمد علی بود ✤ خاتم کہ در انگشت سلیمان نبی کرد

آن ملک لعل نشود تا کہ بود راستے ✤ آن یار کہ او نفس نبی بود علی بود ✤ با احمد مختار یکے بود علی بود

میدان کہ یکے بود کہ نمود علی بود ✤ محمود و نمود ند مرا با کہ بہ سنجد ✤ تنہا چو دوئی شرک بود در ره حق ✤

کاندر دو جہان احمد محمود علی بود ✤

از زن روایت آنچنین است عمران	با اسکه علی بود و علی بود	آن معنی قرآن که خدا وصف قرآن
گر دوش صفت معصیت پیشود علی بود	این کمتر نباشد ز من کفر ایست	تا هست علی باشد و تا بود علی بود
این یک دو سه بیتی که بگفتم به معما	تا کس نه اداند ز شمس الحق تبریز	
گر نقد نبود وجه بیان بود علی بود		

وجه دوازدهم که خود بیان کرنا فضیلت اپنی کا کہ اوسکو فضیلت ثابت ہوسے اور یہہ بھی واضح رہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہر امور مشکل مین رجوع بجناب مرتضوی مین کرتے تھے اور اپنی فضیلت کو بیان کرتے تھے اور آپ حضرت کو وصی رسول اللہ جانتے تھے چنانچہ تفسیر بن ابی حاتم سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت ابو بکر نے مجھسے کہا ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنا ہے کہ جس شخص کو علی مرتضے سند ساتھہ دستخط اپنے کے لکھے ہوئے دیوین تو وہ شخص الصراط پل صراط سے گذریگا اور حضرت عمر فاروق نے کہا ہے کہ مومن اور مسلمان وہ شخص ہے کہ جو علی مرتضے کا مطیع اور فرمانبردار رہوے کیواسطے کہ نزدیک خدا تعالے اور رسول اللہ کے علی منزل عظیم رکھتا ہے۔ **حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ گوید علی حبہ**

جنۃ ٭ قسیم النار والجنۃ ٭ وصی المصطفے حقا ٭ امام الانس والجنۃ ٭

خواجہ شیخ سعدی رح گوید علی را مذہب نیک می فرماند ٭ بامر حق وصی گردش پیغمبر ٭ **خواجہ سنائی قدس سرہ گوید** مربی را وصی وہم داماد ٭ جان پیغمبر از جانش شاد ٭ آل یٰسین شرف بود دیده ٭ ایزد او را بعلم بگزیده ٭ بود علمش کشیدۂ کوثر ٭ نار تیغش کشندۂ کافر ٭ **بو علی شاہ قلندر رقمت سرہ گوید** آن وصی مصطفے شیر خدا ٭ آن علی روح بتول پارسا ٭ **خواجہ حافظ شیرازی قدس سرہ گوید** نوشتہ بر در فردوس کاتبان قضا ٭ نبی رسول ولی مہد حیدر کرار ٭ امام جنی وانسی علی بود کہ علی ٭ ز کل خلق فزون ست از صغار و کبار ٭ علی ز بعد محمد ز ہر چہ ہست بہ است ٭ اگر تو مومن پاکی نظر وسیع مدار ٭ کہ نیست دین نبی را بقول پاک رسول امام غیر علی بعد احمد مختار ٭ روایت ہے کہ ایک روز عہد خلافت مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو آدمیونکو کہ وہ باہم جھگڑا کرتے ہوئے دار الشرع مین آئے اور تفتیش چاہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ انکی باری مین رجوع بطرف حضرت علی علیہ السلام کے کیا اوسوقت اون دونون مین سے ایک نے کہا کہ اے شخص ہم نہین جانتے تھے کہ سوائے تمہارے کوئی اور دوسرا بھی خلیفہ ہے کہ فیصلہ کرے اسبات کے کہنے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بہت غصہ چڑھا اور فرمایا کہ اے شخص علی مرتضے امیر المومنین ہے اور ہر مومن کا مولا ہے جو مومن نہین ہے اوسوقت حضرت عباس کھڑے ہوئے اور فرمایا بہ تحقیق مین نے رسول صلعم

رسالہ ہے کہ حق تعالےٰ نے علم کو دس حصہ پر قسیم کیا ہے پس نو حصہ اون مین سے علی مرتضےٰ کو دیا
دیا کئے اور ایک حصہ تمام جہان کو دیا اور اوس حصہ مین بھی علی مرتضےٰ علیہ السلام شریک ہین۔
سواعق محرقہ مین محدث امام شبلی سے مسطور ہے کہ ایکروز مین خلافت مین حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ دار الشرع مین بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت علی تشریف لائے اور دیکھا فوراً حضرت ابوبکرؓ نے
اونکا استقبال کیا اور کہا کہ کوئی چاہتا ہے کہ دیکھے ایک ایسے شخص کو کہ وہ بعد پیغمبر خدا کے افضل تر ہے
بہ وجوہ تمام عالم سے اندوے علم کے اور اندوے حالت کے اور اندوے حلم کے اور نزدیکی محبوبیت
کے نزدیک خدا اور رسولؐ کے اور اندوے کیفیت ذاتی اور صفاتی کے اور جو چاہے دیکھے وصی رسولؐ خدا
کو پس دیکھو علی مرتضےٰ کے تئین اور صاحب کشاف امام جار اللہ علیہ الرحمۃ روایت کرتے ہین کہ کہا حضرت
ابوبکرؓ نے حضرت علیؑ کو کہ عترت رسول اللہ کی ہین وہ عترت کہ واجب ہے تمسک ساتھ اونکے اور
ثابت ہے فیض ہین ابی جازم سے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما اور سکرانے حضرت ابوبکرؓ
اونکو دیکھکر پس کہا حضرت علی نے کہ کیا سبب ہے تمہاری ہنسی کا پس کہا ابوبکرؓ نے کہ سنا مین نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ نہین گزریگا پلصراط سے کوئی مگر وہ جسکو کہ لکھے سند علی ابن ابی طالب
رسالہ ذخیرۃ العقبی رد شیعہ مین ہے کہ ایکدر ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بہت سخت کلامی
سے باتین کرتا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہت غضبناک ہوکر فرمایا کہ خرابی ہو اوپر تیرے تو نہین جانتا
ہے کہ ابوالحسن کون ہے بہ تحقیق وہ سردار مومنونکا اور وصی ہے رسول خدا کا اور اشارہ کیا طرف
سر قدر مقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے **اور دار قطنی** مین وارد ہے کہ ایکروز حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے حال حضرت مرتضےٰ علیہ السلام دریافت کرکے کہا کہ وہ کس گاؤن مین کہ جہان آپ کی
زمین بتی گئے ہین پس ہمراہ چند اصحاب کے تشریف لیگئے اور دیکھا کہ آپ حضرت زمین کو صاف کرتے
ہین سب اصحاب اونکے نزدیک گئے اور زمین صاف کرنے مین مشغول ہوئے بعد فراغ اوسکے حضرت
علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اے عمرؓ اگر تمہارے پاس قوم اسرائیل سے کوئی آوے تو تم اونکے تعلیم کرو حضرت
عمرؓ نے فرمایا کہ بہت اچھا پس فرمایا کہ مین بہ تحقیق بھائی رسول اللہ کا ہون فی الفور حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے چادر اپنے سر سے اتار کر نوش کیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اوسپر بٹھایا اور قسم کہائی کہ جو وقت
سے مین یہان ہون سوائے اسجگہ کے جہان اپنی کہین نہین بچھائی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے کہ ایکروز رسول اللہ نے مجھسے فرمایا ادعوا لی سید العرب مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ تم سید
عرب نہین ہو پس فرمایا **حدیث** انا سید ولد آدم وعلی سید العرب یعنے مین سید بنی آدم کا ہون

اور علی نسبہ العرب ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا کہ اے
مومنوں آگاہ ہو کہ حق تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی مجھ پر بابت علی کے کہ کہدو سب آدمیوں سے بالتحقیق علی ابن
ابیطالب امام المتقین اور امام الغر المحجلین ہے اور حضرت مرتضےٰ علیہ السلام خود اپنا فخر بیان
فرماتے ہیں انا علی صاحب العمامہ و صاحب الحوض لدی القیامہ و انی انی اللہ ذی
قد قتل ذی المنی العمامہ و انت انی و معدن الکرامہ و من لہ من بعدی العمامہ یعنے میں علی
ہوں مالک فی الحقیقت کا اور مالک ہوں حوض کوثر کا روز قیامت کے اور میں بھائی ہوں رسول خدا کا اور
ہوں کرامت کا اور کہا عمامہ اپنا پیغمبر خدا نے میرے سر پر اور بنایا امام بعد اپنے بھکو۔ ترجمہ نظم
اے گشتہ جان سر فیاست از تو و رباب مفاخم امامت از تو و چون دیدہ ما گشت بہرت روشن و دیدہ
بہر تو کرامت از تو۔ حضرت مولانا روم در کلیات شمس تبریز قدس سرہ گوید

اے مرتضیٰ فرش الحمد بجان اللہ مولانا علی	تسبیح خود کن بر زبان اللہ مولانا علی	خواہی کہ یابی زندگی بشتاب اندر بندگی
یا بخدمت بندگی اللہ مولانا علی	آنکس ستم دانم ستم خفتہ زد عالم ہاست	مولا و حق آدم است اللہ مولانا علی
پاک و منزہ از صفات ممکنات و جہات	راند ۔ زکاۃ اند و صلاۃ اللہ مولانا علی	خواہی کہ یابی دستان جان در دو عالم شان
کو جان ہست جان شان اللہ مولانا علی	سبحان حی لا ینام پیدا از دہر صبح و شام	حج و نماز ہست صیام اللہ مولانا علی
خلق ہمہ بندگان مطلوب جملہ جہان	نامور اکرمکم نکان اللہ مولانا علی	سلطان کل نظیر پروردگار بے وزیر
راند ہمہ بر نامہ اللہ مولانا علی	در ہمہ لوح قلم پیدا کن خلق از عدم	سیر وب فخر مجم اللہ مولانا علی
حکم یزدان نبی سیرت بر در پری	پورش تو تو انگشتری اللہ مولانا علی	سر دفتر ہر انجمن علامہ مصر و یمن
کل یوم ہو فی شان اللہ مولانا علی	مجموع قرآن مدحتش حمد و ثنا و مدحتش	نام بزرگی خدمتش اللہ مولانا علی
ہم موسیٰ و ہم عیسیٰ انجم و ہم نباتات	مقصود کل کائنات اللہ مولانا علی	اشجار و کوہ سجود بر ہم آسمان اندر نظر
تسبیح گویندش بفر اللہ مولانا علی	در بندگی بندہ کرا اند طلب میر و بشر	خوش نادری است اللہ مولانا علی
گر فاش و دانا بین عزہ شد خود ما بین	او نکتہ جان دل گزین اللہ مولانا علی	اے بندہ شیریں بیان از دیدہ گر خواہی امان
ہر دم ہر او را نو جان اللہ مولانا علی	اے شمس تبریز جہان جانہا نثار و جانی بر فشان	تا آیدت در گوش جان اللہ مولانا علی

پس بموجب حضرت شاہ مردان پیشوائے اہل عرفان کو ثابت ہے اور سوائے اسکے حضرت مرتضےٰ علیہ السلام
کے شان عرفان کو بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فرد بشر نے نہیں پہچانا ہے مولانا روم
سراندید سہا کونین ہا و رشب قرب در ختم دنے ۔ سوال حضرت علی کو حیدر کیوں کہتے ہیں۔
جواب حیدر شیر بچہ کو کہتے ہیں بعد پیدا ہونے کے جب والدہ حضرت علی نے دودھ پلانا چاہا اور

تتمہ صفحہ ۲ سطر ۲۱ کتاب جوہر الایمان

از شواہد النبوۃ مولانا جامی مذکور ہے کہ پیغمبر علیہ السلام با فاطمہ گفت کہ اے فاطمہ بر سبیل زمین خدا تعالیٰ ترا می مخلوقات دو شخص را برگزیدہ کرد یکے پدر تو دیگر شوہر تو۔ و در معارج النبوۃ شاہ عبدالحق دہلوی مذکور است کہ فاطمہ از رسول خدا عرض کرد کہ عورات قریش مرا ملامت میکنند کہ شوہر تو فقیر است آنحضرت فرمود کہ سوگند بخدا کہ زاد رست میگویم کہ شوہر ترا قدم اصحاب است از روے سلم و اکثر ایشان است از روے حلم و اعظم ایشان است از روے علم۔ اے دختر من خدا تعالیٰ از اہل عالم دو کس را اختیار کرد یکے پدر تو دیگر شوہر ترا۔ حدیث ششم در تفسیر نیشاپوری و تفسیر امام فخر الدین رازی مذکور ست قال من اراد ان ینظر الی آدم فی علمہ والی نوح فی تقواہ والی ابراہیم فی حلمہ والی موسیٰ فی ھیبتہ والی عیسیٰ فی عبادتہ فلینظر الی علی بن ابی طالب۔ یعنی ہر شخص چاہے کہ دیکھے علم مثل آدم ؑ کے او را تقوی مثل نوح ؑ کے او را علم مثل ابراہیم ؑ کے او را ہیبت مثل موسیٰ ؑ کے او را عبادت مثل عیسیٰ ؑ کے پس چاہئے کہ دیکھے علی بن ابی طالب کو۔ او را روایت کیا اس حدیث کو ابو الخیر و غیرہ نے ابی حمزہ ثمالی سے او را ثابت کیا ہے اس حدیث کو محمد رشید شام محمد بن یوسف الگنجی الشافعی نے بیچ کتاب اپنی وسیلۃ المآل نے او را شارح تجرید نے اس حدیث کی صحت کی صفحہ ۵۹ میں او را تسلیم کیا ہے اسکی صحت کو او را شارح تجرید کہتا ہے کہ واجب کرد آنحضرت سلم مساوات علی را در صفات انبیا علیہم السلام و انبیا علیہم السلام افضل اند از باقی صحابہ۔ او را تفسیر کبیر کی جلد دویم میں جو عبارت لکھی ہے وہ یہ ہے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر اسبات کے کہ مجتمع تھے فضائل مذکورہ حضرت علی میں جو کہ متفرق تھے انبیا علیہم السلام میں پس یہ حدیث دال او پر اس امر کے ہے کہ علی افضل ہیں انبیا علیہم السلام سے سوائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ چنانچہ اسی معنی میں مولوی روم فرماتے ہیں ابیات ان نمیوانداخت بردوے علی + افتخار ہر نبی و ہر ولی + ان نمیوانداخت بردوے کماہ + سجدہ آرد پیش او در سجدہ گاہ + اور صاحب تفسیر نیشاپوری جلد اول صفحہ ۲۲۵ میں بعبارت عربی بیان کرتے ہیں (ترجمہ) واجب ہے کہ جزم و یقین کرے بافضلیت حضرت علی پر تمامی صحابہ سے اسواسطے کہ متواتر ہوئی بیچ حق علی کرم اللہ وجہہ کے وہ چیز کہ دلالت کرتی ہے بفضیلت علی مرتضیٰ پر۔ فرید الدین عطار الٰہی نامہ گوید ابیات مصطفیٰ گفتے علی را آن زمان + کے مراد دل قادم جان + اے علی دیدہ ازل را تا ابد + مثل تو ہرگز نباشد تا ابد + اے ولی خالق بچون شدہ + از صفات لامکان بیرون شدہ + از نیکو گفتند رہبر تو ئی + از صحابہ چونکہ نیکو تر تو ئی + شاہ عبدالحق و شاہ ولی اللہ دہلوی و علامہ قوشجی نے مسئلہ تفضیل شیخین کو ظنی اور اجتہادی کہا ہے۔ اور میر سید شریف شرح مواقف میں کہتے ہیں کہ در مسئلہ تفضیل شیخین

بر علی مرتضی جرم و تقصیر نباید داشت۔ عاصم بن عبد البر کہ از مشاہیر علماء علم حدیث اہل سنت است در کتاب استیعاب
ذکر میکند کہ روایت از اکابر صحابہ مثل سلمان فارسی و ابوذر غفاری و مقداد و خباب و جابر و ابو سعید خدری و
زید بن ثابت و عمار یاسر و زید بن حارث و غیرہم رضی اللہ عنہم کہ علی مرتضی را اہل کسے است کہ ایشان آوردہ گفت
ابن عبد البر اجماع اصحاب حضرت علی را بغیر تفضیل سید ہند و سہ صد و نود و پنج کس از اصحاب رسالتمآب و
تابعین از باران و دوستان و مخلصان و فرمانبرداران ایشان بودند مثل حضرت شہم جابر و ابو قدہ و عمار یاسر
و مقداد و سلمان و حذیفہ الیمان و محمد بن ابو بکر و عبد اللہ بن عباس کہ بیل ابن زیاد و خواجہ اویس قرنی و اسامہ
بن زید و براء بن عازب و ثابت بن جمال و حبیب بن مظاہر و سلمہ بن اکوع و عثمان بن حنیف و مالک
بن اشتر بن حارث و صعصعہ بن صوحان و طراح بن عدی و غیرہ علیہم الرحمۃ والرضوان و دیگر بنی ہاشم و
بنی فاطمہ ہم تفضیلی اند۔ و شاہ عبد العزیز دہلوی در رسالہ خود در ذکر حضرت زید بن امام زین العابدین علیہ
السلام نوشتہ است کہ حضرت زید علیہ التحیۃ والثنا بعلم و فضل و شجاعت و عفت اتصاف داشت جماعۂ
صحابہ را دیدہ بود و علم از پدر بزرگوار خود و برادر اکبر امام باقر علیہ السلام آموخت و حدیث از ایشان و ہر دو بزرگوار و
عبد اللہ ابی رافع کاتب جد بزرگوارش علی کرم اللہ وجہہ و ابان بن عثمان و غیرہم از کبار علماء تابعین بود
روایت کردہ و جمعی از اجلہ علماء احادیث از وے نمودہ فرقہ زیدیہ اصول و فروع مذہب او گرویدہ اند و ترجیح آن سنی مذہب
بنابر آنچہ این مذہب الیوم در یمن و حجاز رائج است اما آنہا کہ زید علیہ التحیۃ والثنا حدیث روایت کردہ اند یکی پسران
حسین بن زید دوم عیسی بن زید سوم جعفر صادق علیہ السلام برادر زادہ او و عبد اللہ بن عمر خود برادر او و ابو بکر محمد بن
مسلم بن عبد اللہ کہ در علماء تابعین بکمالات تبحر و کثرت علم و حفظ کلام تقدم می فرشت و ابو محمد عبد اللہ و ابو مالک ابو علی
ہاشم و ابو محمد سلیمان و ابو نعام و عبد الرحمان بن ابی الزیاد المدنی و عبد الرحمان بن حارث و بسام بن عبد اللہ
الصیرفی و عبد الرحمان بن الحارث نالی و فضل بن مرزوق و سعید بن خثیم الہلالی و دیگر اکثر کہ این کسان از کبار ائمہ
حدیث اند و در زمان خروج زید علیہ التحیۃ و الثنا اکثر علماء تابعین سیل بانجانب داشتند و از انجملہ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی
کہ بوجوب نصرت او فتوی میداد و بمال اعانت او و اصحاب او میکرد و نقل است کہ ابو حنیفہ مردم را ترغیب می نمود بر اقامت
حضرت زید علیہ التحیۃ والثنا شخصے گفت کہ تو چرا باو رفاقت نمیکنی جواب گفت انتہائے مردم کہ نزد من است مرا امان حسن
کردہ است می ترسم کہ اگر گذشتہ شوم امانت و اموال مردم مجہول بماند و ضائع شوند و بعد امان جرأتے پر از دروغ نفروشم و غیر مضروبہ
(یعنی یک گون چاندی) بجہت حضرت زید علیہ التحیۃ والثنا فرستاد و پیغام داد کہ این زر تجہیز لشکر صرف نمائی یکے از
بندگان اہلبیت رحمت بر وے و بر حضرت او رحم اللہ ابا حنیفۃ فانہ معین اصحاب زید ابن امام زین العابدین علیہ
السلام علی الخروج و یقوی قلوبہم و از نجیبت است کہ صاحب ملل و نحل و بعضے دیگر علماء امام ابو حنیفہ را از زیدیہ شمردہ اند

روایت مشہور ست کہ مردم کوفہ از زید درخواست تبرا دشمنان ابوبکرؓ و عمرؓ نمودند فرمودند کہ من در بارہ آن دو کس بجز نیکوئی چیزے نمیگویم و بعضے از قوم ما بیش ازین نگفتند کہ سزا ما بودیم بمخالفت از ایشان آن ہر دو خلیفہ چون متصدی آن امر شدند بجناب خدائے عزوجل و سنت رسول عمل کردند و بر ملکہ پس ظلم و ستم کردند پس آنچہ از زید علیہ السلام سمعت خمکستید یا رجوع کنید یعنی بجز بیزاری گردد از خدمتش کہ موجب شکست کار رد اہل ہمان شد بروایت مصلحت وقت ہم بران اقدام ننمود و شعر باین ست کہ قدما اہلبیتؑ را با شیخینؓ عداوت نبود بلکہ قائل بودند بفضل آنہا لیکن امیر المؤمنین علی مرتضی علیہ التحیۃ والثنا را افضل و اولی میدانستند و ہمین است مذہب زیدیہ کہ میگویند حضرت سید عالم بعد خود بیچکس را تعیین اسم بخلافت نفرمودند آنچہ از اوصاف دباب امام فرمودند با جمعہا غیر از علیؓ در دیگرے نبود و لیکن صحابہ بعد از وفات آنحضرت نظر بہ بعضے مصلحتہا از سمت آنجناب عدول نمودند و ابوبکرؓ را بخلافت اختیار کردند بعد از خود عمرؓ را خلیفہ کرد و امام حقیقی نیز در آنوقت علیؓ بود چون آن ہر دو کس بسیرت نیک زندگانی کردند و در تائید دین متین از خود تقصیر نکردند علی ہم در آن باب مضائقہ ننمود و اطاعت آنہا کرد۔ راقم صحیفہ عبد العزیز دہلوی میگوید کہ تمامات درمیان این مذہب و مذہب اہل سنت ہمین قدر ست کہ سنیان ابوبکرؓ و عمرؓ را از علیؓ افضل می شمارند و صاحبان این مذہب علیؓ را از ابوبکرؓ و عمرؓ افضل می انگارند با وصف آنکہ سنی بکمال فضل علیؓ معترف اند و فرقہ زیدیہ بقبول فضل ابوبکرؓ و عمرؓ متصف ۔ و شک نیست کہ این ہر دو طریق از مسالک دیگر باحتیاط اقرب ست و سلوک این جادہ اصوب +

اورد دیگر جائے سوالات عشرہ مین شاہ صاحب لکھتے ہین کہ اصحاب رسول مثل سلمان فارسی و حباب و غیرہ انصار تفضیلی ہوئے ہین و اکثر صوفیہ کرام و علماء محققین اہل سنت مثل احناف و غیرہم کا بھی یہی مذہب تھا۔ راقم الحروف میزان اولاد حسین بلا میں عرض پرداز ہے کہ شاہ صاحب کی تحریر اور کلام سے یہ آٹھ باتین تو بخوبی ثابت ہین ہمکو زیادہ ثبوت دینے کی ضرورت نہین ہے اول یہ کہ مذہب تفضیلی عمدہ مذہب ہے دوئم یہ کہ یہ مذہب تفضیلی ملک یمن و عرب مین آجتک جاری ہے سوئم یہ کہ اکثر اصحاب رسول کرام کا مذہب تفضیلی تھا چہارم یہ کہ بندگان آل رسول اسی مذہب کے گزرے ہین پنجم یہ کہ حضرت زید علیہ التحیۃ والثنا کا مذہب تفضیلی تھا ششم یہ کہ حضرت زید شہید استاد تھے اکابر امون حدیث اور علماء تابعین کے ہفتم یہ کہ علماء تابعین کا مذہب حضرت زید کے مذہب کے جانب تھا ہشتم یہ کہ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی زیدیہ مذہب کے یعنی تفضیلی تھے اور امام اعظم شاگرد رشید حضرت زید شہید علیہ التحیۃ والثنا کے تھے اور مرید خاص امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہ السلام کے اور علم طریقت و معرفت کا امام عالیمقام سے پایا اور صحبت آپکی ان بزرگوارون کے ایسی تھی کہ امام محمد حسن شیبانی کہتے ہین کہ دیکھا مین نے بارہا امام اعظم کو کہ بہ نیت زیارت رسول خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے روضہ مبارک امام محمد باقر علیہ السلام

پر جانے اور بعضایت کے قبر بنانے کی جاوب کشی کرنے تھے اور در حقیقت امام اعظم ابو حنیفہ امام صادق کے شاگرد تھے کما اپنے ایک اور بھی فتوی اعتذار کثیر ۲۲ فتوی حضرت زید شہید علیہ التحیہ والثنا کے اور فتوی دیا تھا قتیل بن عبداللہ المحض بن حسن مثنی بن امام حسن مجتبی علیہ السلام کے دیا تھا۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی محبت علی و اہل بیت نبی علیہ السلام کے متہم بہ فرض ہوے تو فرمایا انکا مذہب بھی تفصیل ہوگا جیسا کہ مذہب علماء محققین کا تھا اور اسی جرم میں آپ قید خانہ میں محبوس رہے۔ اور امام مالک علیہ الرحمہ تو یاران خاص حضرت جعفر صادق علیہ السلام کے تھے کہ بہت دراز تک خدمت امام میں وجہاں میں رہے اور علوم دین متین اور فن حدیث سیکھا۔ امام مالک کا ایک شاگرد ہارون رشید خلیفہ مامون رشید تھا انکا ایک مناظرہ مشہور ہے کہ مجلس انکا یہ دعوی تھا کہ امام اصحاب رسول میں حضرت علی افضل ترین ہیں اور دوسری جانب میں چالیس بڑے بڑے علماء ناظر مثل قاضی یحیی بن اکثم اس دعوے کے مخالف تھے اور مامون تنہا سب کا طرف مقابل تھا صبح سے قریب دوپہر تک دونوں فریق نے داد سخن دی مگر میدان مامون کے ہاتھ رہا پورا مناظرہ کتاب العقد میں مذکور ہے پس جس صورت میں کہ جلیل القدر اصحاب رسول مثل رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس و جابر بن عبداللہ انصاری و ابو سعید خدری و سلمان فارسی و ابوذر غفاری و عمار یاسر و مقداد و حذیفہ و خباب و زید بن ثابت و زید بن حارث و اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم کہ اسامہ کو پیغمبر علیہ السلام نے تمام صحابہ پر سوائے حضرت علی رض کے سردار بنایا تھا اور بڑے بڑے علماء تابعین و محققین و ابدال کاملین مثل سید التابعین حضرت خواجہ اویس قرنی و خواجہ کمیل و پیران و مرشدان راہ طریقت کے ہیں و قدماء آل رسول و اولاد بتول و معاندہ علماء مثل امام حسن و امام حسین و امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم التحیۃ والثنا و اسلام کہ جنکے مثل جہان میں نہیں ہے اور یہ بزرگوار خاصان خدا و محبوب حبیب کبریا کے ہیں اور انکی شان میں سورہ ہل اتی و آیہ تطہیر و حدیث ثقلین و حدیث سفینۃ النوح بالاتفاق وارد ہیں اور یہ حضرات وارث رسالت و نواب نبوت و حاکم ملک ولایت و حکیم حکمت کے ہیں اور یہ والی و ساقی حوض کوثر و لواء الحمد کے قیامت میں ہونگے اور یہ سردار اہل جنت کے ہیں اور یہ ہادی و رہنما و وسیلہ نجات و کشتی نوح و بموجب حدیث شافع گنہگاران امت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں اور یہ بزرگوار تمام علوم دینی و دنیوی و شریعت و طریقت و معرفت و حقیقت کے امام ہیں پس ہمکو ان سب بزرگوار و انکا مذہب تفصیلی ہو تو پھر اور کونسا مذہب اس مذہب کے سوا حق اور عند اللہ مقبول ہو سکتا ہے۔ اگرچہ سنت و الجماعت کا مذہب بھی بیگمان مذہب اہل حق ہے و رافضی و خوارج و نواصب وغیرہ میں سے چھٹ چھٹا کر ایک عند طریقہ پر قائم ہوا ہے لیکن اسمیں سر مو فرق آگیا ہے اسکی بوآتی ہے۔ خواجہ حکیم سنائی قدس سرہ گوید۔ پسر بندگر چہ خال من است + دوستی دام نگار منست + ور تو خطے زہر رسول + بر خطش زر اختیار منست + در مقامیکہ شیر مردانند + بر خط و خال اعتباری نیست + فقط

(در مطبع یوسفی دہلی طبع گشت)

علیہ السلام خاندان رسالت سے بھیجے گئے ہے

چھاتی آپکی منہ مین دی تو چھاتی کا نکالے اور جب حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ نے منہ دیکھنا چاہا تو
چہرہ اونکا اپنے ہاتھ کے ناخونون سے زخمی کیا جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور چاہا
کہ بوسہ دین پس والدہ حضرت علی علیہ السلام نے رسول خدا سے کہا اے فرزند میرے منہ اپنا اس
لڑکے کے پاس نہ لاؤ کہ اس نے میری چھاتی اور منہ اپنے پدر کا زخمی کیا ہے اور یہہ حمید یعنے شیر بجہ ہے
پس رسول خدا نے زبان مبارک اپنی حضرت علی کے منہ مین داخل کی اور بہت عرصہ تک لعاب دہن مبارک
اپنا پلایا کہ دنیا مین اول حضرت علی علیہ السلام نے لعاب دہن آنحضرت صلعم نوش فرمایا اور اول نظر
چہرہ مبارک رسول مقبول پر ڈالی پس بسبب برکت اوس لعاب دہن کے عالم دریائے شریعت اور معرفت
اور معدن حقیقت کے ہوئے اور آپ خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوے اور تمام مادر مین رسول خدا کی تعلیم
دیتے تھے اور اسفار موسے مین مذکور ہے کہ والدہ حضرت امیر المومنین کی خانہ کعبہ کا طواف کرتی تھیں
اسی حالت مین دردزہ آپکو شروع ہوا اونہون نے حضرت مصطفے علیہ السلام کو اطلاع کی آنحضرت صلعم
نے فرمایا کہ خانہ کعبہ کے اندر چلی جا جب وہ کعبہ کے اندر گئین پس وہان حضرت علی مرتضے علیہ السلام
پیدا ہوئے اور کنار رسول خدا مین پرورش پائی اور نام آپکا ساق عرش پر رسول کریم نے لکھا ہوا
دیکھا اور آپ خانہ کعبہ مین دوش رسول حبیب رب العالمین پر سوار ہوے نکتہ یہہ ہے کہ جب حضرت
عیسے علیہ السلام کی پیدائش کا وقت قریب ہوا اوسوقت حضرت مریم والدہ اپکی خانہ بیت المقدس مین
تھین پس اللہ تعالے کا حکم ہوا اے مریم یہہ جائے عبادت ہے نہ جائے پیدائش تم بیت المقدس سے باہر
چنانچہ وہ باہر گئین اور حضرت عیسے علیہ السلام پیدا ہوئے پس جائے غور ہے اس فضل پر حضرت مرتضے
علیہ السلام کے **سوال** کیا سبب ہے کہ کل صحابہ رسول کو رضی اللہ عنہ کہتے ہین اور حضرت علی مرتضے
کو کرم اللہ وجہہ یا علیہ السلام کہتے ہین **جواب** حضرت مرتضے علیہ السلام جب سے کہ اپنی والدہ کے
شکم مین تشریف لائے اپنی والدہ کو بتوں کے سجدہ سے باز رکھا اور سجدہ نکرنے دیا جب وہ ارادہ سجدہ
بتون کا کرتین تو پاؤن کو مان کے پیٹ مین ایسے اڑا دیتے تھے کہ جھک نہین سکتی تھین واسطے سجدہ
کیے اور تعظیم کے رسول کریم کی شکم مادر مین پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرم اللہ
بیت کرم اللہ وجہہ در شان اوست ؎ بیشک افزون از ہمہ ایمان اوست ؎ پس کچھ کچھ مراتب
شاہ ولایت کے اہل عرفان نے پہچانے ہین کہ اونکی کلام سے ظاہر ہوتا ہے اور ہمنے جو بحث خیر البشر و
مین فضایل در حق آل عبا اہلبیت رسول خدا کے ان اوراق مین لکھے ہین اون سے کم فہم لوگ سمجھے
کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مرتبہ کچھ کم ہی نہین بلکہ وہ حضرت تمام اصحاب رسول مقبول

افضل اور برتر ہیں بیان اسکا باب اصحاب اور خلافت میں ہے۔ **باب ہفتم در بیان مراتب اصحاب سید المرسلین و خلافت خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم** ۔ واضح ہو کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس امر میں کہ کس شخص پر صحابی کا اطلاق درست ہے چنانچہ حضرت سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ وہ شخص ایک برس یا زیادہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صحبت میں رہا ہو اور اوس نے ایک دو جنگ بھی رسول خدا کی رفاقت میں شامل ہو کر۔ یعنی تو میں اوسکو صحابی کہتا ہوں ماسوا اوسکے میرے نزدیک صحابی نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جو شخص حد بلوغ کو پہنچا ہو اور مسلمان ہو کر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی دیکھا ہو وہ صحابی ہے اگرچہ وہ ایک ساعت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا ہو۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جس شخص کو رسول خدا سے خصوصیت ہوا در رسول خدا کے ہمراہ سفر و حضر میں رہا ہو وہ صحابی ہے ماسوائے اوسکے صحابی نہیں ہے اور اکثر کا یہ قول ہے کہ صحابی وہ شخص ہے جو مسلمان ہو گیا اور اوس نے پیغمبر خدا کو دیکھا ہو اگرچہ تھوڑی ہی دیر دیکھا ہو صحابی ہے اور صحابیوں کی تعداد متفاوت قول کے سبب سے ہے کہ جس سال میں مکہ فتح ہوا اوسوقت آپکے ہمراہ دس ہزار مسلمان تھے اور جنگ حنین میں بارہ ہزار اور حجۃ الوداع میں اکیاسی ہزار اور وقت وفات کے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابی تھے اور علماء نے کہا ہے کہ مہاجرین افضل ہیں انصار پر بطریق اجمال اور بطریق تفصیل کے یوں کہا ہے کہ جو انصار سب سے اول میں وہ بنا خرین مہاجرین پر فضیلت رکھتے ہیں اور اہل سیر و تواریخ نے صحابہ کے کئی طبقہ مقرر کئے ہیں **چنانچہ اول طبقہ میں** وہ لوگ ہیں جو سب سے پہلے مسلمان ہوئے جیسے کہ حضرت خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام اور حضرت زید اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما اور جو انکے قریب بعد تھوڑے عرصہ کے مسلمان ہوئے جیسے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو عبیدہ جراح رضی اللہ عنہ و حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ و حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ و حضرت سعد بن زید رضی اللہ عنہ لیکن دار الندوۃ کے لوگ اس طبقہ میں نہیں ہیں **اور طبقہ دوم** میں وہ صحابی شمار کئے جاتے ہیں کہ جو دار الندوہ میں مسلمان ہوئے مانند حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے **اور طبقہ سوم** میں وہ اصحاب شمار کئے جاتے ہیں کہ جو ہجرت کر کے حبش میں جا رہے تھے مثل حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ و عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ و عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ و حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ **اور طبقہ چہارم** میں وہ لوگ ہیں کہ جو مقام عقبہ اول میں مسلمان ہوئے تھے یہ وہی لوگ ہیں جو سباق انصار کہلاتے ہیں مثل سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ و عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ و سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ **اور طبقہ پنجم** میں اون اصحاب کا ہے

جو جنگ ثانیہ مین مسلمان ہوئے **اور طبقہ ششم** مین اصحاب عقبی ثالثہ ہین جو ستر آدمی تھے **اور طبقہ ہفتم** مین وہ مہاجرین ہین جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت کے بعد شامل ہوئے کہ اوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد قبا مین تھے اور وہ اوسوقت تک تیار نہین ہوئے تھے۔ **اور طبقہ ہشتم** مین اہل بدر کبری ہین **اور طبقہ نہم** مین وہ صحابہ ہین جنہون نے ہجرت اختیار کی درمیان جنگ بدر اور حدیبیہ کے **اور طبقہ دہم** مین وہ اصحاب ہین جنہون نے بعد بیعت رضوان ۶ ہجری مین عام حدیبیہ پھر ایک درخت کے کی تھی اور **اور طبقہ یازدہم** مین وہ لوگ ہین کہ جو بعد بیعت حدیبیہ اور قبل فتح مکہ کے ہجرت کرکے مہاجرین مین داخل ہوئے **اور طبقہ دوازدہم** مین وہ لوگ ہین جو بروز فتح مکہ بخوف شمشیر اسلام مسلمان ہوئے مثل ابو سفیان مخرمہ وغیرہ کے **اور طبقہ سیزدہم** اون لڑکون کا ہے جنہون نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے اور اصحاب اہل صفہ بھی ان ہی طبقات مین داخل ہین یہہ لوگ فقر اتھے نہ گھر رکھتے تھے اور نہ کنبہ صرف مسجد مین رہا کرتے تھے مانند حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ و ابو ذر رضی اللہ عنہ اور بموجب آخر قول علمار کے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابی تھے اون مین سے اکثر لوگ مرتد ہوئے مثل عبد اللہ ابن ابی سرح حاکم مصر کہ جسکے ظلم سے فتنہ برپا ہوا اور خلیفہ سوم شہید ہوئے اور مالک ابن نویرہ و دیگر ہمراہی اوسکے کہ جنہون نے زکاۃ بند کردی تھی مرتد ہوئے اور آخر کو زمانہ خلافت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قتل کئے گئے اور عمرو بن معدیکرب وغیرہ مرتد ہوئے خلفار سے جنگ کی اور آخر کو مسلمان ہوئے اور مسیلمہ بن یمامہ کذاب اور ایک عورت سماۃ سفاح بن مالک تمیمی نے دعوی نبوت کیا آخر کو زمانہ خلافت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مارا گیا **خلافت اول** واضح ہو کہ کتب سیر و تواریخ مین احوال خلفار راشدین اور اصحاب اہل یقین کا مفصل درج ہے لہذا ہیچ کار دبتمنا اس جگہ تحریر کیا جاتا ہے **بیت** یاد دارین مصطفے یکسان بند ✤ دوستدار خاندان ازجان بند ✤ اور وہ حضرت رکن دین سید المرسلین کے تھے اور جاری کرنیوالے امر شریعت مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باوجود ایسی حکومت عام اور مرتبہ شاہنشاہی کے بوجہ برکت طریقہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عدیم المثل ہے اور اندازہ فقر سے نگذرے اور اقالیم ہر چہار طرف کو مضبوط کرکے انصاف اخلاق اور جہانداری کو رونق بخشے اور علم اسلام کو ہر چہار سمت بلند کیا اور احکام کو مخلوقات پر جاری کیا بلکہ آغاز آرائش دین متین اور انتظام امورات جہانداری کا زمانہ خلافت حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تھا۔ **ابیات** دین چو شمع مصطفے جانش ✤ جان بو بکر بود پروانش ✤ بعد دو سال و ماہ و ہمہ کار ✤ ثانی اثنین او بہ غار ✤ قد راو در صحابہ بزرگ ✤ درخت پیر ابن مسلمانے ✤

پشم ہمن حال ادبینہ ؛ کور کے چہرہ نکو بینند ؛ اور بھی معاندان دین اسلام کو لشکر غازیان اسلام نے بحکم حضرت صدیق خلیفہ برحق کے بروز شمشیر ارشاد تباہ و براق خراب اور تاراج کر دیا اور دشمنان اور کافران دین کو جماعتون اور لشکر دین اونکے کے تباہ اور برباد کر دیا اور اکثر جماعتون عرب کو پھیر کر طریقہ اسلام پر لائی اور صدقہ اور زکاۃ اور جزیہ اور سوان حصہ سپکنے والون دین اور تسلیم کرنیوالون اسلام سے جیسا کہ زمانہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین لیا جاتا تھا پورا پورا لینا شروع کر دیا اور انتظام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مین کبھی رستی زانو بند شتر کے بھی چوری نہ جاتی تھی اور دشمنان دین نے جو اگ فتنہ اور فساد کی اپنے قلبون مین بھڑکائی تھی اوسکو آب شمشیر سے ایسا بجھایا کہ نام و نشان اونکا صفحہ دنیا سے نیست اور نابود ہو گیا اور عورات اور لڑکے اور مال اور اسباب اونکا مسلمان دین کا جاہدین اسلام کو ملا اور طریقہ اسلام اور سنت نبوی نے روز بروز رونق اور ترقی پکڑی اور اسوجہ سے حشمت اور بزرگی اور صدق اور یقین اور مرتبہ بزرگیت امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دلون مین صحابہ کبار کے زیادہ ہوا اور کسی کے دل مین کسیطرح کا فرق اور تفرقہ ظاہر اور باطن پیدا نہوا بلکہ حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام نے بعد تقریر تفضیل فضیلت خود اور بعد جنابی مرتضےٰ اور شرف آل عبا کے بیعت کی روز بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین روز یا تین یا دو یا چھ ماہ کے یہ واقعہ پیش آیا اور یہ توقف بسبب فراق خواجہ عالم کے تھا۔ **خواجہ سنائی قدس سرہ گوید** مصلحت بود انچہ کرد علی ؛ تو چرا سال و ماہ میجدلی ؛ بود بوبکر با علی ہمراہ ؛ تو زبان فضول کن کوتاہ ؛ آفرین خدائے بے ہمتائے ؛ بر ابوبکر یار و خسر خدائے ؛ روضۃ الصفا اور صحیح صادق مین مسطور ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وقت رحلت اپنی کے ایک وثیقہ خلافت بنام اصحاب مہاجرین اور انصار کے بنام امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے تحریر کیا اور اسکو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے پسند کیا اور فرمایا کہ عمر خطاب لایق اسکے ہے مین سوائے خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے اور سے ہرگز راضی نہین ہون پس یہ کلمہ حضرت صدیق اکبر نے سنا تو اپنی حق مین دعا فرمائی اور کہا کہ ہم کارگذار اور کارندے ہین اور اے علی تو سردار اور بادشاہ ہے اور ستارہ سپہر دین اور تو بدر منیر ہے ؎ صدق او بہر زبان ایمان بود ؛ مصطفےٰ ہر چہ خواست ہمان بود ؛ بود خود با رسول پیش از نیک ؛ صدق صدیق ما سلام علیک۔ **خلافت دوم** جبکہ پردہ خلافت اول اختم ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بمسند نشینی خلافت ہوئے اور اپکے زمانہ مین جلال شوکت اسلام بر فلک ہفتم ترقی پا گیا اور بہت سے شہر تحت تصرف اسلام مین آئے اور آفتاب

حکم شریعت محمدی کا تمام گرد و نواح میں چمکا اور خوف دُرّہ عمری نے ضلالت اور گمراہی اور شرک
کفار دین کے دلوں سے نکالکر مشرف باسلام کیا **بیت** کز عمر بدرّہ دار شرع بود ٭ دایا دو زدیم
و ندر ورع بود ٭ اور تختگاہ کسریٰ اور قیصر روم اور دیگر بادشاہوں کے دلوں میں دبدبۂ اسلام اور
عزت اور وقار مسلمانوں کا پورا پورا جما گیا اور آتش کفر اور شرک اور بت پرستی کے اب کلمۂ محمدی
سے سرد کئے گئے اور مذہب مجوسیان اور مغان کا نام و نشان باقی نرہا اور کوفہ اور بصرہ کو شرف اسلام
سے معمور اور آباد کر دیا اور نفر او صحابہ کہ مقرب بارگاہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے
امیر اور سردار اور حاکم بنائے گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی اونی گدڑی کہنہ چودہ پیوند والی
سے شہنشاہی اور سکندری جہانگیری فرماتے رہے اور جو سرکش اور کافر آپکی شمشیر جہاد کا زور اور شور
سنتا تھا فوراً دین اسلام اور طریقہ محمدی کو صدق دل سے قبول کر لیتا تھا یہاں تک کہ کفار نے
اطاعت اسلام کی منظور کی اور خراج اور جزیہ دینے کو نہایت عاجزی اور انکساری سے تسلیم کیا
اور خزانہ ہائے نوشیروان اور قیصران روم کے بیحد قبضہ دست تصرف غازیان اسلام کے آئے
اور خزانہ ہائے غازیان اور مجاہدان اسلام اور مہاجرین اور انصار کو تقسیم ہوا کرتے تھے اور امیر
المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب مال کر تقسیم کر کے خود بدولت خالی ماتھہ جا کر گھر کو تشریف
لاتے تھے اور خشت پزی کے مزدوری سے اپنا بسر کرتے تھے اور آپ کی خلافت میں ترقی بیت المال
سے ایسی ہوئی کہ بارہ ہزار گھوڑے پائیگاہ میں تھے المختصر یہ کہ جسقدر آبرو اور دبدبہ حکومت آپکو
اس کہنہ لباس اور فقر پر حاصل تھا کسی بادشاہ اور شہنشاہ روئے زمین کو بھی میسر نہوا تھا اور آپکا
فیض انصاف اور بخشش عام اور عدل ایسا تھا کہ ہر شخص فیضیاب ہوتا اور داد رسی کو پہنچتا۔

حضرت خواجہ سنائی قدس سرہ گوید۔ بود عدل عمر زبے کمری ٭ انبیہ
روئے صدق بوبکری ٭ بود سیر عمر شہنشہ دین ٭ جان فدا کرد و مال در رہ دین ٭ جفتا
عدل او و شوکت او ٭ خرما روز گار دولت او ٭ بر لبسر حد بر انداز پے دین ٭ شد روان
پسر بہ علیین ٭ از عمر عالمے منور شد ٭ ہمہ آفاق پر ز سبز شد ٭ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے آپ کی شان میں فرمایا کہ عمر سد باب فتنہ کا ہے۔ چنانچہ یہ ظاہر ہے کہ آپ کی
موجودگی میں کوئی فتنہ اسلام میں برپا نہیں ہوا اور آپکی خلافت کا دور دس برس چھ ماہ
آٹھ یوم رہا۔ **خلافت سوم** حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے
مہاجرین اور انصار نے آپکی خلافت پر بیعت کی اور آپکے زمانہ خلافت میں خراسان اور ماوراء النہر

شیوہ ہر قبیلہ تعرض اسلام مین آئے اور آپکی صفت بردباری اور حلم اور سخاوت کتب تواریخ مین مسطور ہے۔ **خواجہ حکیم سنائی قدس سرہ گوید**۔ چہ عجب داری از مگفتہ پیغمبر شرم عثمان را رب یستحیی ٭ من ایمان کہ بود بر عثمان ٭ حجت این کالحیاء من الایمان ٭ شرم اور اصدق کرد رسول ٭ شنود و نشنود و زخدا و رسول ٭ اور قرآن مجید کو ایک صحیفہ مین جمع کیا یہہ فیض عام ہر خاص و عام ہوا آپ ہی کی ذات بابرکات سے جاری ہوا اور غزوات رسول کریم مین مال اپنے نہایت ذوق و شوق سے صرف کیا کرتے تھے اور آپ کاتب وحی اور حافظ قرآن تھے اور دو صاحبزادیان اپنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپکے عقد مین دی تھین اسواسطے آپ ذوالنورین مشہور ہوئے اور آپکی خلافت بارہ برس رہی چونکہ آپ بھولے اور سادہ دل نیک طینت مشہور تھے لوگون کے فریب مین جلد آجاتے تھے اسوجہ سے اکثر حکام بدعتی اور ظالم بہرتی ہوگئے خصوص کر خاندان بنی امیہ کو زیادہ فروغ ہوا معاویہ حاکم شام اور عبد اللہ بن عامر اور عبد اللہ بن ابی سرح حاکم مصر وغیرہ کو ہوا بلکہ آپکا مشیر اور کاتب مروان بن الحکم جعلساز اور فریبی اور دغاباز تھا اور دیگر یہہ کہ مہر نبوت ہوا آپکے ہاتھہ مین تھی اور اوسپر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا تھا جو بعد وفات رسول کریم کے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے اپنے زمانہ خلافت مین پہونچی تھی اور اوسکو قہر حکومت کی جانتے تھے ایک چشمہ مین آپکے ہاتھہ سے گرگئی ہر چند تلاش کیا نہ ملی پس اوسیوقت تک ملک مین آگ فتنہ اور فساد بہرکنی شروع ہوگئی یہان تک کہ مصری لوگ بسبب ظلم عبد اللہ بن ابی سرح کے فریادی مدینہ مین پہنچے اونکی درخواست کے موافق خلیفہ وقت نے محمد بن ابوبکر کو حاکم مصر مقرر کرکے روانہ کیا تین روز کی راہ محمد بن ابوبکر نے اپنے ہمراہیون کے ساتھہ طے کی تھی کہ ایک غلام شتر سوار اونکو ملا اونہون نے پوچھا کہ اسقدر تیز کہان جاتا ہے اوس نے کہا کہ مصر کو جاتا ہون اور خط کو چھپایا آخر تلاشی سے خط ملا اوس مین لکھا تھا کہ محمد بن ابوبکر کو حاکم بنانون اور قتل کردیہہ خط خلیفہ کی طرف سے تھا پس اوسکو دیکھکر محمد بن ابوبکر غضبناک مدینہ کو واپس آئے اور خط کو حضرت علی اور طلحہ اور زبیر اور دیگر صحابہ رسول ساکن مدینہ کو دکھلایا وہ خلیفہ وقت کے پاس لائے اس خط کے علم سے خلیفہ نے انکار کیا پس سب نے جانا کہ یہہ جعلسازی اور فریب مروان کا ہے اوسکو طلب کیا لیکن خلیفہ نے ندیا پس صحابہ خاموش ہوئے اس عرصہ مین اور جگہہ کے لوگ بھی مصر یونکے پاس جمع ہوئے اور خلیفہ کے گھر کا محاصرہ کیا اور شہید کیا۔ **باب ہشتم در بیان خلافت صوری حضرت علی علیہ السلام**۔ لاجرم نفرت شریعت را پشتگرمی شدان دو بیت را

بود سر کمال مصطفوی ✤ کشت ختم خلافت نبوی ✤ بود ختم رسل نبی وزپے ✤ شد علی خاتم خلافت
ے ✤ چھے از بیش تا کردند ✤ دندران سرکشی جفا کردند ✤ سرکشیدن زامر اہل کمال ✤ است
اشے زسر نقص و وبال ✤ در جہان شاہد سپری چو علی ✤ گر کسے سرکند زہے دغلی ✤ این علی در کمال
خلق و سیر ✤ مین لو بکر بود و عین عمر ✤ چونکہ ناقلان اخبار نے اس واقع کو مشروح طور پر کتب سیر
مین تحریر کیا ہے مگر مین اسکا صرف خلاصہ اصل مدعا بیان کرتا ہون کہ حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ
عنہ مدینہ مین شہید ہوئے اوسوقت حضرت عائشہ صدیقہ مکہ مین تہین لوگون نے اونکے پاس جاکر شہادت
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خبر دی اور شاکی ہوئے حضرت مرتضے علیہ السلام کے یہان پر اہل مدینہ نے
خلافت کے بارہ مین حضرت علی مرتضے علیہ السلام سے کہا آپ نے انکار کیا لیکن اس انکار کو کسی نے قبول
نہ کیا اور کہا کہ تین روز سے مسند خلافت خالی ہے اور آپ ہی اسکے لایق ہین آخر الامر حضرت امیر المومنین
علی علیہ السلام مسند خلافت صوری پر متمکن ہوئے پس حضرت طلحہ اور حضرت زبیر اور مہاجرین اور انصار
اہل مدینہ نے اول بیعت کی اسکے بعد اور جماعتون نے شرف بیعت حاصل کیا اور حضرت امیر المومنین
نے اول بدعت کو اہل اسلام سے مٹانا چاہا اور حکام اہل بدعت کو شہرون سے بدر کرنے کا حکم دیا
چنانچہ معاویہ بن ابوسفیان صخر حاکم شام کو بھی معزول کا حکم کیا گیا اسپر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
نے عرض کیا کہ جبتک معاویہ آپکا مطیع نہو دے اوسوقت تک برخواست نفرمایئے گا کیونکہ اسکے قبضہ
مین دولت اور فوج بہت ہے پس آنجناب نے فرمایا کہ اگر مین یہہ نکر دنگا تو جسقدر ظلم اور بدعت اور
گناہ معاویہ کے حکام سے صادر ہونگے اون سبکا وبال میری گردن پر قیامت کے روز رکھا جاویگا
جب یہہ خبر اون علامان برخواست شدہ کو پہونچی سب باغی ہوکر مکہ مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کے پاس جمع ہوے بعد اسکے حضرت زبیر اور طلحہ بھی بیعت توڑکر مکہ مین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
سے جاملے چونکہ وہان پر جرم مخالفت بسبب پہنچنے حکام قوم بنی امیہ کے ہو رہا تہا حضرت زبیر اور
طلحہ کے پہنچنے سے اور بھی بغاوت کی ترقی ہوگئی عبد اللہ بن عامر حاکم بصرہ اور عبد اللہ بن ابی سرح
حاکم مصر اور یعلی حاکم یمن اور ولید بن عقبہ اور مروان بن الحکم بہ ہمراہی تیس ہزار فوج کے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کو سوار کراکے برائے مقابلہ امیر المومنین علیہ السلام کے منزل آب جواب پر پہونچے تو دان
کے کتون نے بھونکنا شروع کیا پس اس شور کو حضرت عائشہؓ نے سنکر دریافت کیا کہ یہہ کونسا مقام ہے
لوگون نے جواب دیا کہ یہہ آب جواب ہے حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ یہان سے واپس چلو واپس چلو
اور اس کلمہ کو مبالغہ سے فرمایا آپکے ہمراہیون نے دریافت کیا کہ کیا سبب ہے جو واپسی کا حکم ہوا ہے

آپ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے میں نے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت میری ازواج میں سے باغیوں کے ہمراہ ہوگا آپ جناب پیغمبر صاحب کے اور سگ دہان کے کتے اوس پر شور کرینگے اے عائشہ تو اون عورتوں میں سے ہرگز نہ ہونا پس اب میں آگے بڑھونگی اوسوقت مردان قریش نے دھوکہ دیکر اسی دیہات کے اسّی آدمیوں سے جھوٹی گواہی دلوائی کہ یہہ آب حواب نہیں ہے۔ اور احمد بن عاصم کوفی کا قول ہے کہ یہہ کارگذاری جھوٹی عبداللہ ابن زبیر کی تھی کہتے ہیں کہ اسلام میں اول جھوٹی گواہی یہہ ہی ہوئی غرض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فریب کے ساتھ بصرہ میں پہنچایا اور وہ بس بچانے دیا اور شہر کے بیرون میں قیام کیا جبکہ امیر المومنین علیہ السلام کو انکی مخالفت اور بصرہ میں پہنچنے کی خبر معلوم ہوئی تو خود بدولت اسد اللہ غالب نے بھی ہمراہی اصحاب مہاجرین و انصار و اہل مدینہ و اہل بدر کے بصرہ کو کوچ فرمایا آپکے ہمراہ بھی بیس ہزار سے زیادہ فوج جرار تھی اور زاویہ کے مقام میں لشکر نے قیام کیا حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام نے وہاں پر چار رکعت نماز ادا کرکے دعا خیر فرمائی اور پیغام صلح پیش کیا اور طرفین سے گفتگو ہوتی رہی حضرت عائشہ صدیقہ کو بھی یہہ بات پسند ہوئی لیکن اہل بغی اور سرداران قوم بنی امیہ نے صلح نہونے دی آخر کو میدان کارزار میں صف بندی کی نوبت پہونچی اور دونوں جانب سے لشکر مقابلے میں کھڑے ہوئے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اونٹ پر سوار کراکے فریب سے لائے کہ لشکر کو جرأت ہو اور اسی وجہ سے اس لڑائی کو جنگ جمل کہتے ہیں اور جنگ فریبیہ بھی کہتے ہیں اور بیچ میں لشکر کے کھڑا کیا اگرچہ تیروں کی بوچھاڑ اہل جمل کی جانب سے ازحد ہو رہی تھی اور امیر المومنین اسد اللہ الغالب کے لشکر کے پہلوان زخمی ہوتے جاتے تھے لیکن امیر المومنین خاموش کھڑے تھے اور جنگ کا حکم نہ فرماتے تھے یہاں تک نوبت پہنچی کہ آپکے لشکر میں سے کئی پہلوان شہید ہوگئے آخر کو آپ کے سرداروں نے فریاد کی کہ یا حضرت ہمارے لشکر کے لوگ مارے جاتے ہیں اور آپ کچھ حکم نہیں دیتے تب آپ نے بھی حکم جنگ کا دیا پس تھوڑے عرصہ میں مبارزان لشکر امیر علیہ السلام نے صف قاتل کو برانگیختہ کیا اور بہت سے لوگوں کو قتل کیا جب حضرت امیر المومنین نے دیکھا کہ بہت سے لوگ مارے جاتے ہیں اوسوقت میدان میں سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا جب وہ تشریف لائے تو حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے زبیر تمکو خدا کی قسم دلاکر یاد دلاتا ہوں کہ ایک روز حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمسے فرمایا تھا کہ کیا تم علیؑ کو دوست رکھتے ہو اور تم نے جواب دیا تھا کہ ہاں یہہ میرا ماموں زاد بھائی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے زبیر

ایکدن ایسا ہوگا کہ تم علی مرتضے کے ساتھ بقصد جنگ آمادہ ہوجاؤگے اور اُنسے دشمنی کروگے اور یقین جانو کہ اوسدن بمقابلہ علی کے تمہارا شمار ظالمون مین ہوگا پس اوسوقت حضرت زبیر نے سنکر جواب دیا کہ یہ سچ ہے یہہ بات اور بعد اسکے پھر کہا حضرت امیر علیہ السلام نے کہ دوسری بار اور یاد دلاتا ہون تمکو بروز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمران بن عوف کے مکان سے تشریف لاتے تھے اور تم بھی ہمراہ تھے پس مین آگے آیا اوس جناب کے تو حضرت رسول کریم نے مجھکو سلام کیا اور مین ہنسا اوسوقت تم نے کہا تھا کہ اے پسر ابوطالب تمنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے سلام کیون نکیا کیا تم غرور سے باز نہ آؤگے پس یہہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے زبیر خاموش ہو اس سبب سے کہ علی مغرور نہین ہے اور ایسا ہوگا ایکدن کہ تم علی پر بازار جنگ گرم کروگے اور لشکر کشی کروگے پس اوس روز تمہارا شمار ظالمون سے ہوگا حضرت زبیر نے یہہ سنکر کہا استغفر اللہ اگر مجھکو یہہ بات پیشتر سے یاد ہوتی تو تم سے لڑنے کو نہ نکلتا اب کس طرح پھرون کہ دونون طرف کی دلیرون کے حلقے اور جماعتین ملگئی ہین واللہ یہہ بڑی شرم کی بات ہے کہ کبھی دھوئے سے بھی نجاویگی پس حضرت علی نے کہا اے زبیر پھر جاؤ تم کہ ابھی تو صرف شرم دنیاوی ہی ہے آیندہ وہ وائے قیامت کو شرم اور جہنم دونو ہونگے حضرت زبیر یہہ سنتے ہی پھر گئے اور کہا کہ مین نے شرم دنیا کو سہا اور آگ دوزخ کو چھوڑا اور لشکر سے باہر ہوکر ایک جنگل مین گئے اور نماز مین مشغول ہوئے اسی حالت مین عمرو بن جرموز آیا اور اوسنے حالت نماز مین شہید کیا اور حضرت زبیر کے تلوار اور سر اور انگشتری اور گھوڑی لاکر حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے روبرو کی پس اپکو بہت رنج اور ملال ہوا اور فرمایا کہ مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ قاتل زبیر دوزخی ہے اوسوقت آپکی عمر پچھتر برس کی تھی۔

سرگذشت حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

تاریخ ابوالحسن مسعودی مروج الذہب کہ جو ۳۴۳ ہجری مین لکھی گئی مسطور ہے کہ جب حضرت زبیر لڑائی سے پھر گئے اوسوقت امیرالمومنین علی مرتضے علیہ السلام نے حضرت طلحہ کو آواز دیکر پکارا کہ اے ابومحمد جب وہ سامنے آئے تو فرمایا کہ تم کیونکر جنگ پر آمادہ ہوئے وہ بولے کہ خون عثمان کے انتقام کو حضرت امیرالمومنین نے جواب دیا کہ جو کوئی ہم تم مین سے زیادہ تر خون عثمان رضی اللہ عنہ مین ملوث ہو حق تعالے اوسکو قتل کرادے اور فرمایا کیا تم نے نہین سنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ خدائے تعالے تو دوست رکھہ اوسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن ہو اوسکا جو دشمنی رکھے علی سے اور تمنے ہی تو اول مجھسے بیعت کی اور پھر توڑدی حالانکہ خدائے تعالے قرآن مجید مین فرماتا ہے کہ جو شخص عہد کو توڑتا ہے وہ اپنے نفس پر شکست لاتا ہے

لیے عہد شکنی و خود کشی ہے یہ سنکر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ پھر گئے اور کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے چاہتا ہوں مروان الحکم نے دیکھا کہ زبیر بھی لشکر سے باہر ہوئے اور طلحہ بھی پھرا جاتا ہے پس یہ کہکر تیر کمان میں جوڑ کر مارا کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے شہ رگ پر لگا اور آپ گھوڑے سے گرے اور بیہوش ہو گئے جب بیہوش ہوا تو اپنے غلام سے کہا کہ جلد مجھکو بصرہ کو لیجاؤ۔ ترجمہ ابوالفدا میں مسطور ہے کہ اتنے میں ایک سوار حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب کے لشکر کا نمودار ہوا اور سکے ہاتھ پر حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی بیعت کی اور وفات فرمائی جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سنا تو طلحہ کے لاشہ پر تشریف لیگئے اور فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون پھر افسوس کر کے کہا خدا کی قسم میں مکروہ جانتا ہوں اہل قریش کو آسمان کے نیچے پڑا ہوا دیکھوں اور بہت سی ثنا حضرت طلحہ کی کی آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بھتیجے تھے اور چوسٹھ برس کی عمر میں شہید ہوئے اور مقبرا در سجد وقت تصنیف تاریخ مروج الذہب تک موجود تھی غرضکہ یہ جنگ گرم تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو برابر باغی لوگ میدان جنگ میں ساتھ لئے رہے طبری کا بیان ہے کہ ستر آدمی جو یکے بعد دیگرے آپکے اونٹ کی مہار تھام کر مارے گئے تھے تب امیر المومنین نے فرمایا کہ جب تک یہ اونٹ کھڑا رہے گا ہرگز لڑائی بند نہ ہوگی آخر کار مبارزان نے اونٹ کی کونچیں کاٹیں اور عماری زمین پر آئی حسب الحکم امیر المومنین کے محمد بن ابوبکر نے عماری کو درست کیا حضرت عائشہ نے فرمایا تو کون ہے محمد نے کہا میں بھائی آپکا محمد ہوں پس حضرت ام المومنین کو بصرہ میں بھیجا کر ایک سکان بن اوتار اور لڑائی بند ہو گئی کہتے ہیں کہ اس جنگ میں اٹھارہ ہزار آدمی اصحاب جمل اور ایکہزار سات سو جوانان حضرت امیر المومنین علی کے لشکر کے کام آئے پس بعد فراغ جنگ امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت ام المومنین کو اونکے بھائی عبد الرحمن کے ساتھ معہ ہمراہی چالیس عورات دیندار کے کہ اونکے سر پر عمامہ اور کمر میں تلوار بن بندھوا کر بمثل مردانہ بہت عزت اور توقیر سے مدینہ کو روانہ فرمایا بلکہ امام حسین علیہ السلام ایک منزل ہمراہ گئے یہ واقعہ ۳۶ھ ہجری میں ہوا۔ جاننا چاہئے کہ حضرت زبیر اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما نے اطاعت اور ہدایت شاہ ولایت امیر المومنین کو قبول کیا ہے اور ساتھ توجہ قدا ئیتعالے کے شہید ہو گئے اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی توبہ کی اور جنگ جمل کو یاد کر کے بہت روتے تھیں اور تہ مندگی سے توبہ کرتی رہیں یہانتک کہ وفات پائی آپ کی وفات کا سبب کتب ہائے حسب ذیل صبیب السیر جلد اول اور ربیع الابرار اور زمخشری اور کامل التسفیہ اور مناقب مرتضوی اور تاریخ حافظ ابرو اور تاریخ صبح صادق وغیرہ میں اس طور سے لکھا ہے کہ جب معاویہ حاکم شام نے یزید پلید کو اپنا جانشین اور ولی عہد بنایا تو تمام شہروں کے

لوگون نے اوسکو قبول اور منظور کر لیا لیکن اہل مکہ اور مدینہ نے منظور نکیا تہا اسواسطے معاویہ ابن ابوسفیان
مدینہ مین ہزار سوار کے ہمراہ آیا اور مدینہ کے باہر خیمہ زن ہوا اور مسجد نبوی کے منبر پر جاکر اہل مدینہ کو یزید کی ولی
عہدی پر رغبت دلائی اتنے مین حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ اپنے حجرہ سے باہر تشریف لائین معاویہ سے
گفتگو سخت پیش آئی حضرت صدیقہ نے ولی عہدی یزید کو نامنظور کیا اس سبب سے معاویہ از حد رنجیدہ ہوا لیکن
معاویہ اپنے قیام گاہ مین آیا اور ایک چاہ کہدوا کر مونہہ اوسکا خس و خاشاک سے بند کیا اور اوسپر ایک کرسی
آہنوس کی بچھوائی اور حضرت ام المومنین کو دعوت کے حیلے سے بلوایا اور اوس کرسی پر بٹہلایا پس فورًا وہ
جناب عالیہ اوس چاہ مین گرگئین برطبق گرنے آپکے اوس چاہ کا مونہہ بند کرکے مدینہ سے کوچ کر دیا چنانچہ
اس واقع کی خبر قدوۃ المحققان پیشوائے عارفان حکیم خواجہ سنائی قدس سرہ حدیقہ مین فرماتے ہین
ابیات۔ عاقبت ہم دست آن باغی بشد شہید و بگشتش آن طاغی ۔ آنکہ باجفت مصطفےٰ زین سان
بکند مرورا تو مرو فحوان ۔ چون ازو فارغ آن بدگہر شد ۔ قصد جان امیر حیدر کرد ۔ پسر مند اگر بد و بد کرد ۔
آن بدی دان کہ جملہ باخود کرد ۔ **باب نہم دربیان بغاوت معاویہ بن ابوسفیان و**
جنگ صفین۔ تاریخ مروج الذہب اور حبیب السیر مین مورخون نے لکہا ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام
ماہ رجب سنہ ۳۶ ہجری مین کوفے کے مقام پر پہونچے اور بیت المال کا ملاحظہ فرمایا اور ارشاد کہ اسیم وزر
تو اور کسی بہائی کو فریب مین لاوین تیرے دہوکے مین نہ آوینگا کیونکہ مین نے تجہکو طلاق دی ہے اور آپکا کلام
شریف کا ترجمہ یہ ہے **ابیات** اے دل زمرعروس دنیا بگذر ۔ کمین پیرزنست باہزاران شوہر ۔
اندم کہ شود مرد از طبعش حاصل ۔ صد حال کند جلوہ بشخص دیگر ۔ اور اوسیوقت اوس مال کو لوگون مین تقسیم
کیا یہانتک کہ ایک ایک کے حصہ مین پانچ سو روپیہ بارہ ہزار آدمیون مین تقسیم ہوئے اور بیت المال خالی
ہوگیا چونکہ معاویہ نے دمشق مین علم مخالفت کہڑا کیا اور تمام شامیون کو جمع کرکے خطبہ سنایا کہ خلیفہ عثمان
بسبب ظلم علی کے قتل ہوئے ہین اور پیراہن خون آلودہ دکہایا اور بہت مبالغہ کیا یہانتک کہ تمام لوگون
نے قسم کہائی کہ جب تک انتقام خون خلیفہ کا نہ لینگے چین سے نہ سوینگے اور ایک جماعت
بڑی سرداران قوم بنی امیہ کہ جو حضرت اسد اللہ الغالب سے قدیمین کینہ اور حسد رکہتے
تہے معاویہ کے پاس جمع ہوئے اور عمرو ابن عاص نے کہ فن تدبیر مین کامل تہا فلسطین
سے دمشق مین پہونچکر بہ طمع حکومت مصر معاویہ سے بیعت کی اور عبید اللہ ابن عمر
ابن الخطاب بہی کہ امیر المومنین علی مرتضےٰ علیہ السلام والصلوٰۃ سے خوف جان
بسبب قتل ہرمزان کہ عبید اللہ کے ہاتہہ سے ناحق ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ہوا تھا اور امیر المومنین نے قصاص لینا چاہا مدینہ سے بھاگ کر معاویہ حاکم شام سے جا ملا اور بیعت کی اس جرم سے معاویہ کے کام میں بہت رونق ہوئی اور وہ بھی رسول اللہ کے ساتھ جنگ پر کمر باندھی جب حضرت شاہ مردان نے سنا کہ معاویہ باغی ہو گیا تو آپ نے ایک خط اس مضمون کا لکھا بالبداہ تحقیق بیعت میری اے معاویہ تجھ پر لازم ہوئی اور ابتک تو شام میں تھا اسواسطے کہ بیعت کی میری اس اہل اوس قوم نے کہ جنہوں نے بیعت کی ابوبکر اور عمر اور عثمان کے ساتھ پس نہیں حاضر کو گنجایش کہ پھر اختیار داخل کرے اور نہ غائب کو گنجایش اسکی کہ رد کرے اور سوائے اسکے نہیں ہے کہ کام شورہ واسطے مہاجرین اور انصار کے ہے پس اگر جمع ہوویں یہہ لوگ کسی شخص پر اور نام کریں اوسکا امام پس ہو گا آگے اللہ تعالے کے پسندیدہ اور اگر خروج کرے کوئی خروج کرنیوالا بسبب طعن یا بدعت کے پس پھیر لاویں اوسکو طرف اوس چیز کے کہ خارج ہوا ہے اوس سے پس اگر قبول نکرے تو قتال کریں ساتھ اوسکے اوس بات پر کہ رجوع کی اوس نے غیر راہ مسلمانوں کی اور پہنچاوے اوسکو خدا تعالے جہنم کہ بدترین جا ہے اور داخل کرے اوسکو دوزخ میں کہ بڑی بازگشت ہے فقط۔ پس باوجود خط ہدایت اسلوب دیکھنے کے بھی اوس شقی جاہ و مال کو کچھ اثر نہوا اور جواب میں کاٹ بھیجے سے درشت کلمات تحریر کئے اور حضرت عثمان کی شہادت کو خدام اوس جناب پر نسبت کرتا تھا حضرت امیر المومنین علی مرتضے علیہ السلام نے چند اشعار اسی مضمون میں فرمائے ہیں۔

ابیات مقدسہ

الا ابلغ معاویہ بن صخر	الا مؤذا یبلغ ما اقول	فان القول یبلغہ الرسول
فانک من ذوی الاحلام کنا	لقد حاولت کید فلم تنل	ولم تلحق الاکارم من رجال
ہم الہمام الذین لہم اصول	ہم نصروا النبی وہم اجابوا	رسول اللہ اذ جذل الرسول
نبیا جالد الاحزاب لیس	وثاب الحراب لیس لہ ملول	اصبحت ذا حمق تمنے الباطلا
لاولہ شاملک الصر ہلا	اصبحت انت یا ابن ہند بلعلع	لاربین منکم الکوا ہلا
تسمین الغاب امی رنا بلا	یردحون الحدیث الی السواء	بالحق والحق یزہق الباطلا
فذلک ان ہلک وذی رنی قابلا		

اشتر تمہیں بیٹے کون ہے کہ پہنچاوے ارشاد میرا ساتھ درستی بیان کے ساتھ ہیں معذور کہ بہ تحقیق ڈھونڈتا ہوں راہ اپنی تاکہ نفع پاوے اور سرکشی کرتا ہے تو ساتھ اون لوگوں کے کہ جو نام آدمیوں سے بہتر ہے اور یہہ لوگ سردار ہیں صاحب نسب اور حسب کے اور یہہ لوگ مدد گار ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور جواب دیا اونہوں نے جبکہ بھاگے وہ لوگ رسول کو چھوڑ کر تیرے یاروں نے اپنے پیغمبر پر تلواریں ماریں اور شکستہ کئے دندانہائے مبارک

وس جناب کے۔ نظم تا چند کسے راہ ضلالت گیرد ✤ جور و ستم رنگ جہالت گیرد ✤ ہر کس بر ین
ال بماند آخر ✤ از کردۂ خود تاب خجالت گیرد ✤ آے بوڑہے شخص احمق ہوا ہے تو کہ ارادہ کرتا ہے
ہوٹی اور خلاف باتکا اور البتہ ہم آوینگے ملک شام مین تیری جہالت کے توڑنے کو اے پسر ہندہ کے
لاشک ہم قتل کرینگے تیرے جوانون کو جن جنگجو اور ہمارے ساتھہ نوے ہزار مرد جرار تیر انداز و نیزہ
بازمین کہ وہ سخت مصیبت کو جھیلنے ہین واسطے امر حق کے اور در حقیقت حق امر کہو دیتا ہے جھوٹی باتکو
نظم تے آنکہ ز روئے شرع باغی شدۂ ✤ در مذہب اہل عقل طاغی شدۂ ✤ چون راہ خدا و مصطفےٰ
سیدانی ✤ از بہر چہ سرگشتہ و باغی شدۂ ✤ مسعودی اور احمد ابن عاثم کوفی لکھتے ہین کہ شاہ مردان نے
معہ نوے ہزار مرد جرار کے کوفہ سے جانب شام کوچ کیا اور آن مین جلیل القدر صحابی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے کہ انہہ سو اصحاب مہاجر اور انصار سے اور نو سو اصحاب بیعت رضوان کے اور اسی
اصحاب جنگ بدر کے کہ جنکی شان مین اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید مین آیات نازل فرمائی ہین ہمراہ رکاب
شاہ ولایت کے تھے راہ مین دریا کا پل باندہکر عبور کیا اور یہان پر ایک خط معاویہ کی جانب سے اس
مضمون کا آیا۔ **نامہ معاویہ** اما بعد ایزد تعالےٰ نے خلقت سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو برگزیدہ کیا ہے اور آپکو مہبط اپنی وحی کا بنایا اور اوس نے رسالت کے امر کو اچھی طرح
ادا کیا اور اوسکو مہاجر اور انصار اور وزیران شایستہ عنایت کئے اور وہ خدمت اوسکی بجالائے
اور تمہید اساس شریعت مین بدل و جان ساعی رہے فاضلترین اصحاب اور کاملترین احباب ابوبکرؓ
صدیق تھے کہ بعد آپ کے خلیفہ ہوئے اور اونکے بعد عمرؓ بن الخطاب اور اونکے بعد عثمانؓ خلیفہ ہوئے
اور تو ہمیشہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کے مخالفت کرتا رہا اور جبکہ وہ دونون بزرگوار اس دار ناپایدار سے دار القرار
کو تشریف لیگئے تو تو نے حضرت عثمانؓ کے ساتھہ کہ جو تجھسے قرابت قریبہ رکھتے تھے مخالفت کی اور اطراف
و جوانب سے بہت سوار و پیادہ حرم محترم سید الابرار مین طلب کئے یہان تک کہ وہ اونکو شہید کرین اور
تو گھر مین بیٹھہ گیا اور تو نے اوس خلیفہ کی مدد نہ کی یہان تک کہ اوسکو شہید کیا اور مین عظمت اور
جلال ایزد تعالےٰ کی قسم کہاتا ہون کہ اگر تو اونکی مدد کرتا اور اہل شر کو نصیحت کرتا تو وہ کبھی شہید نکرتے
اور اسبات کی دلیل یہہ ہے کہ تو خلیفہ کے قتل پر راضی تھا کہ آج کے دن تو اونکے تمام قاتلونکو عزیز
رکھتا ہے اور اونکے ساتھہ ہر طرح کے احسان کرتا ہے اگر تیری رضا قتل عثمان مین نہ تھی تو تجھکو لازم
ہے کہ آپ کے تمام قاتلون کو میرے پاس بھیجدے تاکہ مین اون سے قصاص لون اور بعد اوسکے تیرے
ساتھہ موافقت کرون اور نہین تو شمشیر ہے اور تو ہے فقط۔ مسعودی نے کہا ہے کہ معاویہ نے اول ہی سلطان روم

عیسائی سے صلح کی اور خراج دینا قبول کرلیا تھا کہ اسکو وصی رسول خدا اور سوائے اولیا اللہ
حضرت مرتضے علیہ السلام سے جنگ کرنا منظور تھا حضرت ولی خدا علی مرتضے علیہ السلام نے خط معاویہ
کا جواب اس مضمون کے ساتھ لکھا جواب نامہ معاویہ لابعد تیرا مکتوب وصول ہوا جو کچھ تو نے دربارہ
تبلیغ رسالت اور ہدایت پیغمبر علیہ السلام کے لکھا ہے واضح ہو الحمد للہ کہ حضرت رب العزت نے
اسکو تمام پیغمبروں پر ممتاز کیا ہے اور جو کچھ کہ وعدہ اسکے ساتھ کئے تھے وہ سب وفا کئے اور اعدا دین پر
ہمیشہ اسکو نصرت دی اور اسکو مشرق و مغرب تمام عالم میں مشہور کیا لیکن مجھکو تیری اس بات پر تعجب آتا
ہے کہ جو تعریف حق تعالے نے مجھکو عطا کی ہیں وہ تو ہمیشہ ہی کہتا ہے تیری وہ مثل ہے کہ خرمو بیجو زیرہ بکرمان
دزدند۔ یہ بات تو مجھکو کیوں لکھتا ہے اور اس بات سے تیرا کیا مطلب ہے مگر شاید تو یہ گمان کرتا ہے کہ
یہ باتیں میں بھول گیا ہوں یا میں نے حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رتبہ کو نہیں جانتا ہوں
جان اس اعتبار پر تو لکھتا ہے کہ فاضلترین اصحاب بعد اسکے ابوبکر و عمر و عثمان ہیں تو مجھکو اس سے کیا
اگر وہ تیرے کار آتے تو مجھکو کیا فائدہ اور اگر وہ اعمال بد کرتے تو مجھکو کیا نقصان اگر وہ تیرے ساتھ تھے
اسے پسر ہند تو مجھکو یہ بتا کہ تو کون ہے اور کیا ہے اور مناسب نہیں ہے کہ تو اپنی حد سے زیادہ قدم
رکھے بفضل تعالے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاضلترین تمام انبیاء کے ہیں اور مجھکو تمام مہاجر اور انصار پر
فضیلت ہے آیا تو نہیں جانتا ہے کہ مجھکو کیا رتبہ ہے چچا میرے حمزہ سید الشہدا ہیں اور بھائی میرے
جعفر طیار جنت میں ہیں اگر خدا تعالے اہل ایمان کو تزکیہ نفس پر نہی نہ فرماتا تو میں تجھ لیے اس مکتوب
میں مناقب اور فضائل اہلبیت نبوت بھی تحریر کرتا اور اے پسر ہند ان باتوں سے باز آ کہ میں تجھے
کلمہ حق کہتا ہوں اور ہمارے ساتھ دعوی مساوات کا نکر کہ بدایع اور صنایع آفرید کار ہیں اور تمام خلق
سے ہمکو نسبت نہیں ہے مشکوۃ ہدایت ہمسے ہے اور شجرہ ملعونہ تمسے **فائدہ** تفسیر نیشاپوری اور تفسیر کبیر
امام المحدثین فخر الدین رازی میں وارد ہے کہ شجرہ ملعونہ مراد قوم بنی امیہ ہے بروایت ابن عباس۔ اور ہاشم ابن
عبد مناف ہمسے اور ہیک بد اخلاق یعنے امیہ تمسے ہے اور شتہ الحمد عبد المطلب ہمسے ہیں اور کذاب مکذب یعنے
ابو لہب تمسے اور طیار بہشت ہمسے ہے اور ہیزم جہنم یعنے مروان و حکم تمسے اور حمزہ سید الشہدا ہمسے ہیں اور حسین
سید الابرار تمسے اور سیدہ النساء العالمین ہمسے ہیں اور ام جمیل حالتہ الحطب تمسے اور جو تو نے حضرت
عثمان رضی اللہ کی شہادت کی بابت لکھا ہے سو تجھکو دعوے خون عثمان رضی اللہ عنہ نہیں سجتا ہے
اگر اولاد عثمان رضی اللہ عنہ اپنے باپ کے قاتلوں کی طلب کریں تو وہ حق ہے اور اگر تو دعوے
کرتا ہے تو جو جانبات اکابر مہاجر اور انصار نے کی ہے تو بھی اوس میں متفق ہو اور پھر قاتلان عثمان رضی

کو میری اور میرے اولاد اور جو تجھکو اون سے محبت ہو بیان کرتا کہ وہ قضیہ بموجب حکم کتاب الٰہی اور سنت رسالہ پناہی کے فیصل کیا جاوے اور جو یہہ تو نے آخر نامہ مین لکھا ہے کہ تو ہے اور شمشیر ہے سو مین اس بات سے تجھکو بہت تعجب آتا ہے اے پسر اکلتہ الاکباد یعنے اے بچے کلیجہ کھانیوالی کے تو نے کس سے سنا اور کب دیکھا ہے کہ اولاد عبد المطلب نے شمشیر سے خوف کیا ہے اور دشمن کے سامنے سے بھاگے ہون سو تو اسقدر جلدی نکر اور تھوڑا سا صبر کر کہ مین تجھہ تک پہنچ جاؤن اور تجھکو اپنی شمشیر دکھاؤن کہ ابھی تک تیرے بھائی اور ماموں اور جد اور عم مادر کے خون سے اسکا دستہ تر ہے فقط اور یہی حضرت شاہ ولایت پناہ نے معاویہ کی طرف خطاب کر کے ابیات فرمائی ہین **نظم**

قدنت لہ دوان البوک کرھا ٭ سبیل الغی عندکما سبیل ٭ مضیٰ فرجعتما لما تواری ٭ علی الاعقاب غیلا طویل ٭ ترجمہ یعنے فرمان برداری کی تو نے اپنے باپ کی اور تیرے باپ نے فرمان برداری کی ساتھہ کراہیت کے اور گمراہی کے راہ نزدیک تمہارے راہ سیدھی ہے جب گذرے پیغمبر تو پھر گئے تم اور جب پوشیدہ ہوئے پیغمبر تو جیسے کہ تھے تم ہوگئے ویسے ہی **خلاصہ کلام** یعنے تو نے اور تیرے باپ نے اسلام قبول کیا ساتھہ کراہیت کے جبکہ پہونچے پیغمبر تمہارے سر پر پس جبرًا اسلام قبول کیا تھا اور جب وفات پائی پیغمبر نے تو ہوگئے تم مثل سابق کے بدراہ اور بری ہے بدراہی تمہاری۔ **المختصر** بعد نامہ و پیغام کے حضرت امیر علیہ السلام نے مقام رقعہ سے کوچ کر کے ملک شام کی کنارہ پر پہونچے اور معاویہ ابن ابو سفیان امیر شام بھی معہ پچاسی ہزار لشکر شام کے دمشق سے چلکر مقام صفین مین پہنچا اور فورًا دریا فرات پر قبضہ کر لیا اور سب راستے پانی کے بند کرا دیئے اور اپنی طرف سے ابو الاعور سلمی کو چالیس ہزار لشکر سے دریا فرات پر دار وغہ اور محافظ مقرر کیا اور حکم دیا کہ اہل عراق کو پانی ہرگز نہ دو پس تمام رات شاہ مردان ساقی کوثر کا لشکر جنگل مین پیاسا پڑا رہا اور بسیطہ دریا پر جانے کا راستہ نملا اور پانی نپایا عمرو عاص نے معاویہ سے کہا دیکھو علی اور اوسکا نوے ہزار لشکر عراقی کہ جنکے کندھون پر تلوارین رکھی ہوئی ہین ہرگز پیاسا مرنا قبول نکریگا راہ چھوڑ دے اور پانی کی بندش کھولدے کہ وہ اور ہم سب پانی پئین معاویہ نے جواب دیا کہ ہرگز نہین قسم خدا کی پانی نہ دونگا یہان تک کہ پیاسے مر جاوین جیسے کہ عثمان مرا اس حالت مین لشکر عراق بہ سبب پیاس کے بیتاب ہوگیا اسوقت مالک اشتر اور اشعث بن قیس نے حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب کے خدمت مین گئے اور عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ابھی ہم لوگ تیغ آبدار سے صحرائے صفین کو ان باغیونکے خون سے نمونہ دریا رحیحون بنا دیوین جناب شاہ مردان نے اجازت فرمائی پس مالک اشتر اور اشعث نے معہ ہزار ہزار مبارزان

بن کے لشکر معاویہ پر حملہ کیا اور ابو الاعور دار و گیر کرتا ہوا گھاٹ پر جا پہنچا اور فرات پر قبضہ کر لیا اور بہت سے آدمی اور گھوڑے لشکر شام کے دریا میں ڈبا دیئے گئے اس حالت میں معاویہ کا لشکر ہوا اور مقام سے ہٹ گیا جب سردار ان شام مروان نے فرات پر قبضہ کیا اور سوقت تو معاویہ کو لشکر ہوا اور عمرو عاص سے کہنے لگا کہ تیرا کیا گمان ہے آیا علی مرتضیٰ ہمکو پانی دیگا یا نہیں عمرو نے کہا کہ علی نے یہ جگہ اپنے قبضے میں کر لی ہے اسوہ ہرگز راضی نہوگا کہ ہمکو وہ پانی دے جب تک کہ ہم لوگ اسکی اطاعت قبول نکریں اور یا وہ ہماری حیات کی رسی کو بہ کاٹ دے لیکن معاویہ نے حضرت شاہ ولایت کے پاس پیغام بھیجا اور پانی طلب کیا چونکہ سخاوت علی کے درجہ کی تھی پانی کی اجازت فرمائی اور کہا کہ ہم کسیکا پانی بند نہیں کرتے یکم ذی الحجہ کو صفین میں وارد ہونے سے دو روز پیشتر حضرت امیر علیہ السلام نے معاویہ سے یہہ کہلا بھیجا تھا کہ اجتماع کلمہ کے ساتھہ اتفاق کرے اور مسلمانوں کی جماعت میں داخل ہو ان ہی پیغام و سلام میں آخر ماہ محرم تک جنگ بند رہی آخر کو شاہ ولایت نے یہہ فرمایا کہ میں نے کلام اللہ کے ساتھہ تمپر اپنی حجت ختم کی اور تمہارے واسطے صاف اور واضح ہو گیا تھا لیکن بہ تحقیق اللہ تعالے مکاروں کو ہدایت نہیں کرتا ہے اسپر بھی شامیوں نے سوائے جنگ اور جدال کے کوئی اور جواب نہ دیا پہلی تاریخ ماہ صفر کو دونوں لشکروں کی صف بندی ہوئی اور روز بروز جنگ کا ہنگامہ گرم رہتا تھا اور بڑے بڑے سردار اور جوانمرد مارے جاتے تھے آٹھویں صفر کو حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ علیہ السلام بنفس نفیس معہ اصحاب رسول اہل بدر و حنین و انصار و مہاجرین رضی اللہ عنہم کے میدان میں تشریف لائے۔ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے اوس روز شاہ ولایت کو دیکھا کہ سفید عمامہ سر پر باندھے ہوئے اور رسول خدا کے سفید گھوڑہ ناگن پر سوار جنگ پر تیار آگے بڑھ کر میری جماعت میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے گروہ مسلمانوں کے تم اپنی آوازوں کو بلند کرو اور نیزہ بازوں پر تیر چلاؤ اور اپنی جانوں کو لوگوں سے بچاؤ اور نبی کریم کے چچازاد بھائی سے حملہ دشمنوں کو دور کرو اور بھاگنے کو برا جانو بہ تحقیق کہ وہ شرم کی بات ہے اور آخر کو بروز قیامت جہنم ہے اور تمہارے سامنے ایک گروہ کثیر خیمہ دراز کھڑا ہے پس اسکو مارو کہ شیطان اسی ٹیلہ پر سوار ہے اور تم بلند رہو کہ اللہ تعالے تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے اعمال کو ضائع نکریگا پس اس حال میں نویں تاریخ صفر کو عبید اللہ بن عمر بن خطاب چار ہزار آدمی ہمراہ لیکر آگے بڑھا کہ جنکے ہاتھوں میں سبز جھنڈیاں تھیں اور طلب خون عثمان کے واسطے موت کے پٹے گلوں میں ڈالے ہوئے سامنے آکر اس رجز کو پڑھا کہ میں عبید اللہ بن عمر

اور شیخ بزرگ نے مجھکو خبر دلائی ہے اور مین عثمان علی اور عمر کے مدد کو آیا ہون پس حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا واسطے ہو تجھپر اسے عمر کے پسر کے واسطے تو مجھسے لڑتا ہے قسم خدا تعالے کی اگر تیرا باپ عمر بھی آوے تو بھی تو وہ کبھی مجھسے مقابلہ نکرتا اور جسوقت عبید اللہ واسطے جنگ کے باہر آیا تو اوسوقت اوس کی تمام عورتون نے کپڑے ہو کر ہتیار بند ہوئے تھے سوائے مسماۃ شیبانیہ دختر ہانی بن قبیصہ کے پس عبید اللہ اوسوقت شیبانیہ اپنی بی بی کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مین تیری قوم علی علیہ السلام کے ساتھہ لڑنے کو جاتا ہون اور خدا کی قسم مین امید رکھتا ہون کہ ہر ایک ڈیوڑھی اور دروازہ سے میری کمر بندی ہوئی کیونکہ مین اونکا سردار ہون سوائے تیرے اوسوقت اوسکی بی بی نے جواب دیا کہ حضرت علی والون سے جنگ کرنیکو مین نہایت ناپسند کرتی ہون عبید اللہ نے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے تیری اسوجہ سے کہ ایام جاہلیت اور زمانہ اسلام مین کوئی پہلوان اور سردار اونکی طرف ایسا نہین گیا ہے کہ جسکا قلم نہ کیا گیا ہو مبادا کہ تجھکو بھی وہ قتل کرین اور گو یا مین عنقریب یہہ دیکھتے ہون کہ تو مارا گیا ہے اور مین تیری لاش اون سے طلب کرتی ہون اور اونہون نے کانون پر اوٹھا کر تیرا مردہ میری طرف پھینکدیا ہے پس یہہ سنکر عبید اللہ نے جواب دیا کہ عنقریب تو دیکھے گی کہ تیری قوم مین سے کون کون میرے مقابلہ مین آتا ہے پس اسی حال مین حریث بن جابر جعفی نے اوسپر حملہ کیا اور ایک آن واحد مین اوسکو قتل کر ڈالا بعض نے کہا کہ مالک اشتر نے قتل کیا تھا جبکہ عبید اللہ مارا گیا تو اوسکے عورتو نے معاویہ سے اوسکی لاش کے لینے کی درخواست کی معاویہ نے کہا کہ قوم ربیعہ سے درخواست کرو اور دو ہزار درہم اوس لاش کے لانے مین دو ان عورتون نے اسی طرح کیا لیکن گروہ ربیعہ نے حضرت علی علیہ السلام کو اطلاع دی اور اجازت چاہی حضرت شاہ ولایت نے فرمایا کہ یہہ مردہ کتے سے مردہ کی برابر ہے اور لاشہ سگ کے خرید و فروخت حلال نہین لیکن خیر مین نے یہہ تمہارا کہنا قبول کیا پس دختر ہانی زوجہ عبید اللہ کے واسطے یہہ کام کرو مردان ربیعہ نے عبید اللہ کی عورتون سے یہہ کہا کہ اگر تم چاہو تو ہم اس لاش کو خچر کی دم سے باندہ کر معاویہ کے لشکر کی طرف ہانک دین یہہ سنکر ان عورتون نے بہت شور کیا اور غل مچایا اور کہا کہ یہہ ہمکو بہت ناگوار ہے تب معاویہ کو اس بات کی خبر ہوئی معاویہ نے کہا کہ اگر تمکو لاش اوسکی لینی منظور ہے تو اوسکی بی بی مسماۃ شیبانیہ کو لاؤ چنانچہ شیبانیہ آکر کھڑی ہوئی اور اوس نے کہا کہ مین دختر ہانی ہون اور یہہ میرا خاوند سفاک اور ظالم تھا مین نے اوسکو جنگ مین جانے سے بہت ڈرایا تھا پس اب تم اوسکی لاش کو مجھے دیدو اہل ربیعہ نے اوس کی بات قبول کی اور اوس لاش کو ایک پارچہ خز دیبا مین لپیٹ کر بھیجدی اور اوسکی ہر ایک زوجہ کی طرف سے اوسکے

اور حضرت مرتضی علی علیہ السلام نے فرمایا ہے ویل ثم ویل ثم ویل لمن یلقی الا لہ عذا نظلم ویل ثم ویل ثم ویل لمن عصی امیر طاعتی ومرا یعنی ہے ویل للذی شقی سفاھا یرید علیا وقتی من غیر جرمی ترجمہ یعنے افوس اور افوس ہے اوپر اوس شخص کے کہ ملاوے روبرو خدا تعالے کے قیامت کے دن ساتھہ ظلم میرے کی اور افوس اور افوس ہے اوپر اوس شخص کے کہ انکار کیا اوسنے اطاعت میرے کا اور چاہا نقصان میرا اور افوس ہے اوپر اوسکے کہ دشمنی کے اور عداوت کے میرے بغیر جرم اور خطا کی ترجمہ نظم ہر کہ نکشت و اتف از حال نبی ۔ یک تنگ نشد بجہل با آل نبی ۔ کر فضل علی خود نتوانی دانست باید کہ کنی بفہم زاقوال نبی حضرت مرتضی علی علیہ السلام نے معاویہ کو اپنا فخر جتایا ہے محمد النبی اخی وصہری ۔ وحمزۃ سید الشہداء عمی ۔ وجعفر الذی یضحی ویطیر مع الملئکۃ ابن امی ۔ وسبط محمد ہذین ولدای منہا ۔ مشوت لحمہا بدمی ولحمی ۔ وسبطا احمد ولدی منہا ۔ فمن منکم لہ سہم کسہمی ترجمہ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بھائی ہین اور میری بی بی کے پدر ہین اور امیر حمزہ سید الشہداء میری چچا ہین اور جعفر طیار کہ جو فرشتو نکی ساتھہ صبح کو پرواز کرتے ہین وہ میری بھائی ہین اور دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولہن میری ہے اور میرا اور رسول خدا کا گوشت اور خون ایک ہے اور دو نبیرہ احمد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میرے فرزند ہین پس کون ہے تم مین کہ ہو وی حصہ اوسکا میری حصے کے برابر ترجمہ نظم در فضل وحسب کسی نباشد چو من ۔ اورا وی نشست چشم گردون سوشن ہر نکتہ کہ من زفضل خود میگویم ۔ گر خواہد دگر نگوش باشد دشمن ۔ کتاب حبیب السیر مین لکھا ہے کہ ایکروز حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ دریاء فرات پر وضو کرتے تہے کہ اتنے مین اونٹ قبیلے کے آپکی کانون پہونچی دریافت کیا آپنے کہ یہہ آواز کیسے ہے لوگون نے عرض کیا کہ جناب علی مرتضی علیہ السلام معاویہ سے لڑنے کو جاتے ہین پس حضرت خواجہ اویس قرنی کہڑے ہوئی اور فرمایا کہ وی عبادت میرے نزدیک مطابعت علی مرتضی سے بہتر اور زیادہ نہین ہے پس اوسیوقت آپ لشکر شامیان مین شامل ہوئی اور برابر جنگ کرتی رہی یہانتک کہ ہفتم شوال ۳۷ھ ہوی کو شہید ہوگی کتاب مقصد الاقصے مین لکھا ہے کہ آپکی شہادت معاویہ کے ہاتہہ اور تلوار سے ہوئی اور آپکی اوصاف از صدر مین مولوی روم در مثنوی گوید گفت پیغمبر کہ در وقت صبا ۔ از یمن می آید بوی خدا چون اویس قرنی از خویش فانی گشتہ بود ۔ ان زمین آسمانی گشتہ بود ۔

شہادت حضرت عمار یاسر رضی اللہ تعالی عنہ ابو حنیفہ

...ی نے کہا ہے کہ حضرت عمار یاسر صحابی جلیل القدر رسول اللہ کے ہمی میدان مین واسطے جنگ
...شریف لانے اور لشکر معاویہ سے عمرو ابن عاص مقابلہ مین آیا اسکے ہاتھہ مین ایک علم تہا لوگون نے
...یافت کیا کہ یہ علم تیرا ہی ہے کہ رسول خدا نے اسکو باندہا تہا حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا
...مین تمکو اس علم کے حال سے خبر دیتا ہون جبکہ رسول خدا نے اس علم کے بندش کا ارادہ کیا تو
...اصحاب کی طرف متوجہ کرکے فرمایا کہ کون لیتا ہے اس علم کو کہ حق اسکا ادا کرے عمرو نے دریافت
...کیا کہ حق اس علم کا کیا ہے آنحضرت نے فرمایا کہ صاحب اس علم کا کفار کے مقابلہ سے نہ بہاگی اور
...مسلمانون سے جنگ نکرے حالانکہ عمرو عاص زمانہ آنحضرت مین کفار کے مقابلہ سے بہاگ گیا اور آج
...کی اور مسلمانون سے جنگ کرتا ہے لکہا ہے کہ اوسروز شام تک دونون مین جنگ ہی لیکن ایک دوسرے
...سے مغلوب نہوا حالانکہ حضرت عمار یاسر کے عمر ایکسو پانچ سال کے تہی اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے
...اپنی یاردن سے فرمایا کہ مین نے حضرت رسول خدا کی ہمراہ ہوکر ان علمونکی ساتہہ جو کہ معاویہ کے
...لشکر مین موجود ہین وقت نزول قرآن کے مشرک لوگون سے جنگ کیے ہے اور آجکی روز ان علمونکی
...مالک سے تاویل قرآن پر جنگ کرتا ہون صحیح امام احمد بن حنبل اور مسند حاکم اور صواعق محرقہ وارد
...ہے بروایت ابو سعید خضری رضی اللہ عنہ کے کہ ایک روز ہم سب اصحاب خدمت رسول خدا رسول
...اللہ علیہ وآلہ وسلم مین حاضر تہے اور حضرت علی نعلین مبارک آنحضرت کو اصلاح کرتے تہے پس
...آنحضرت نے فرمایا اے لوگون بالتحقیق تم مین کون ہے کہ اوپر تاویل قرآن کے قتال کرے جسطرح
...کہ مین نے اوپر نزول قرآن کے قتال کیا ہے اوسوقت سب نے عرض کیا کہ یارسول اللہ وہ کون
...ہے پس فرمایا وہ ہی جو نعلین مبارکہ اصلاح کرتا ہے مسعودی مین وارد ہے کہ روز شہادت حضرت
...عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین آجکی روز دیکہا ہون لوگون کی سونہ کو کہ ہرگز وہ لڑائی سے پہرینگے
...یہان تک کہ ناحق جہوٹی لوگ شک مین پڑجاوین اور قسم ہے خدا کی اگر وہ ہمکو شکست بہی دین
...تو بہی ہم حق پر ہین اور وہ باطل پر اور خاطر جمع رکہو کہ پیشوا ہمارا علی ابن ابی طالب ہے کہ وہ روز
...قیامت ہمارے دشمنون سے بدلا لے گا یہہ کہکر حملہ کیا اور خوب لڑائی مین مشغول رہے
...پس ایسے حالت مین پیاس معلوم ہوئی اور پانی طلب کیا ایک عورت بنی شیبان مین
...سے دودہ اور شہد ملاکر لائی پس دیکہتے ہی آپ نے فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر
...آج کے روز ہم شہید ہونگے کیونکہ مخبر صادق نے سچ فرمایا تہا کہ اے
...عمار تو قتل کیا جاوے گا روبرو جبرئیل اور میکائیل علیہ السلام کے

جبرئیل اور میکائیل علیہ السلام کے اور قاتل تیرا جہنمی ہے اور وقت شہادت کے تجھکو بجائے پانی کے دودھ
دیا جائیگا سو اس وقت موجود ہے اصابات کی خبر ناحق تجھکو دیگی ہے اور یہ ہی دن وعدہ گاہ ہے
پس یہ سنکر گھوڑا میدان کو دوڑایا اور جنگ میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔ صاحب
حدیقہ خواجہ سنائی قدس سرہ گوید کہ مروان بن الحکم کے ہاتھ سے تیر لگا اور زخمی
ہوکر گھوڑے سے گرے ابیات در معاف آمد و گفت نسب ✿ کہ منم شیخ دین و پیر عرب ✿ کرد بطلان
و گفت تکبیرے ✿ سلام مان و ساہر دتیرے ✿ مسعودی نے کہا ہے کہ جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ زمین
پر گرے تو ابو العادیہ عالی اور ابن جوین سکسکی نے سر مبارک قلم کیا اور آپکے اسباب کی لوٹ مار میں جھگڑا
ہوا یہاں تک کہ یہ مقدمہ عبد اللہ بن عمرو عاص تک پہنچا اوس نے کہا کہ میرے پاس سے نکل جاؤ کہ میں نے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ قاتل عمار یاسر کے حدیث یا عمار یقتلک
الفئۃ الباغیۃ تدعوھم الی الجنۃ وتدعونہ الی النار۔ روایت بخاری و مشکوۃ و مسلم و تکمیل الایمان
محقق دہلوی میں وارد ہے ترجمہ کہ اے عمار قتل کریگا تجھکو گروہ باغی تو بلاویگا اونکو طرف جنت کے
اور وہ بلاویگے تجھکو طرف دوزخ کے۔ جب یہ بات معاویہ نے سنی تو عبد اللہ سے رنجیدہ ہوا اور کہا
کہ قاتل عمار علی ہے کہ جسنے اوسکو واسطے جنگ کے بھیجا عبد اللہ نے کہا کہ اس صورت سے تو قاتل امیر حمزہ
رسول خدا ہوئے نہ حبشی۔ جب امیر المومنین علی علیہ السلام کو آپ کی شہادت کی خبر ہوئی تو آپکو کمال
رنج ہوا اور فرمایا جو شخص عمار کی شہادت پر مائل نہ ہوویگا اوسکے واسطے اسلام دین میں سے کچھ حصہ نہیں
ہے اللہ تعالیٰ عمار پر رحمت فرمائے آخر الامر نماز جنازہ ادا فرمائی اور دفن کیا از حضرت مرتضیٰ
علیہ السلام خطاب بعمرو عاص در صفین۔ یا عجبا لقد رأیت منکرا ✿ کذبا علی
اللہ یشیب الشعرا ✿ یسترق السمع و یغشی البصرا ✿ ماکان یرضی احمد و لو خیرا ✿ ان
تقدروا وصیہ والا بتر ✿ شان الئی واللعین الاحذرا ✿ کلاھما یجند و قد عسکرا ✿ قد
باع ھذا دینہ اذ فجرا ✿ بملک مصر ان اصابا ظفرا ✿ من ذا یدینا بیعہ قد خسرا ✿ مراد
وصی سے حضرت علی مراد ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا حدیث انت اخی و وصی من بعدی و قاضی دینی مراد
از شان الئی سے معاویہ ہے چنانچہ یہ ظاہر ہے۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ✿ اور مطابق سخن کے ہے
کہ ترمذی نے فروسف بن سعد سے اس آیت کو پیچھے بنی امیہ کے روایت کیا اور لعین بمعنے ملعون ہیں اور
احذر بمعنے تنگ چشم ہے اور یہ اشارہ ہے طرف معاویہ کے مراد کلاھما یعنے دو گئے عمرو معاویہ ہیں کہ لشکر
جمع کیا ان دونوں نے بہت ترجمہ کلام اقدس اے عمرو بن عاص تعجب کی بات ہے بتحقیق میں نے دیکھا

ساتھ لشکری کے اور جیوٹ اور بہتان باندھنے والا اوپر خدائے تعالےٰ کے یہان تک کہ سعید کیا
تم نے اپنے بالون کو اور چھپا لیا ہے تو سنی ہوئی اور دیکھی ہوئی باتونکو یہان تک کہ برابر کیا تونے وہی
پیغمبر کو اور ابتر کیا دشمن نبی کو کہ وہ ملعون تنگ چشم ہے اور تم دونون کنون نے لشکر جمع کیا میرے مقابلہ
کو یہ تحقیق کہ پیچا تم دونون نے دین اپنے کو ساتھ بے سامانی دنیا کے اور لالچ مین ملک مصر کے اگر پاد۔
ہو کو پس جس شخص نے بیچا دین کو سخت بورا کیا کام اوس نے۔ ابو الحسن مسعودی کا قول ہے کہ حضرت
عمار اُن پچاس اصحاب سے تھے جنہون نے امیر المومنین علی علیہ السلام کی بیعت موت پر قسم کہا کر گئے تھے اور
اونکی حق مین حجاج بن غزیۃ الضاری نے یہہ مرثیہ کہا ہے کہ نبی نے اوسکو کہا کہ اسکو ایک گروہ قتل کریگا
کہ وہ بغاوت اور فسق اور فجور مین ستارون سے بھی زیادہ تر ہوگا پس اہل شام معلوم کرین کہ وہ ایسے
گروہ مین ہین کہ جنکے واسطے عمار اور اُنکے دونون موجود ہین جب حضرت عمار شہید ہوگئے تو سعید بن قیس
نے ہمدانیون کے ہمراہ ہوکر اور قیس بن سعد بن عبادہ الضاری نے جماعت انصار کے ساتھ اور ربیعہ
اور مذحج بن مالم قبیلہ بنی طے کو لیکر ایک حملہ سخت لشکر شام پر کیا لیکن سعید بن قیس ہمدانی سب سے آگے
تھے اور سب جماعتین اُنسے ملگئی تھین اور بڑا گھمسان ہوگیا تھا اور ہمدانی نے اہل شام کو شکست فاش
دی تھی یہان تک کہ وہ معاویہ کے پاس بھاگ کر آئے اور بسبب خوف کے معاویہ نے بھی اپنی جگہ چھوڑکر
پیچھے لشکر کے آکر قرار پکڑا اور حضرت شاہ مردان نے مالک اشتر کو حکم دیا کہ نیزہ لیکر اہل حمص اور اہل
قنسرین کی طرف حملہ کرین چنانچہ مالک اشتر نے ہردو قبیلہ مذکورہ پر حملہ کیا اور لشکر پر لشکر ڈالدی
اور ہاشم بن عتبہ مرقال بھی قبیلہ ذو الکلاع کے روبرو آئے اونپر علم دار معاویہ نے گروہ ذو الکلاع
مین سے نکلکر حملہ کیا پس ہاشم مرقال علم بردار مین خوب نیزہ بازی ہوئی آخر کو ہاشم نے اوسکو قتل کیا
اور بعد اسکے اونکے پہلوان اور قتل کئے پس اوسوقت قبیلہ ذو الکلاع نے مجمع کے ساتھ حملہ کیا
ہاشم کے ہمراہ ایک جماعت بنی اسلم کی تھی جنہون نے قسم کہائی تھی کہ نہ پھیرینگے جبتک کہ فتح نکرین یا مارے
جاوین وہ خوب دل کھولکر لڑے آخر کو ہاشم نے شہادت پائی اور قبیلہ ذو الکلاع بھی سب مارے گئے
اوسوقت ہاشم کے بیٹے نے نیزہ اٹھایا اور حملہ کیا اور یہہ رجز پڑھا اے ہاشم بن عتبہ بن مالک کیا ہے
عزت داری کہ وہ شیخ جو قتل ہوگیا ہے قریش کے گھوڑے اوسکو روندتے ہین اپنے سمون سے اور بشارت
ہو تجھکو خود العین کے کہ جو تجھتہ لے سر صبح پر بیٹھے ہوئے ہین اور بشارت ہو تجھکو ساتھ راحت کے اور
خوشبو کے اوسوقت حضرت علی علیہ السلام ہاشم پر تشریف لائے اور تمام بنی اسلمہ کے لاشون کو
ملاحظہ کیا اور خدائے تعالےٰ سے اونکی واسطے رحمت طلب فرمائی اور دعا خیر کرکے چند اشعار پڑھے

اوسمین ہے ایک شعر کا ترجمہ اور وہ یہ ہے بنت خدا قبیلہ اسلم کو دی جزائی خیر کہ گروہ
ہاشم کی وہ بڑی بی بی حمین ہ اور اوسے روز حضرت خزیمہ بن الیمان صحابی رسول اللہ کے وزیر
اسی طفوان وسعد بھی شہید ہوی اونکا قصہ یہ ہے سنہ ۳۷ ہجری مین حضرت خزیمہ صحابی
رسول کریم کی شہر کوفی مین بیمار تہی اور اوسے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے تمام حالات منافقین کے نام بنام بیان فرمائی تہی جبکہ اونہون نے حضرت عثمان رضی
اللہ عنہ کے شہادت کا اور بیعت حضرت علی علیہ السلام کا حال دریافت کیا تو اونہون نے اوسے
بیماری کی حالت کا کہا کہ مجکو مسجد مین کیچلو اور منادی کرو کہ نماز ہونے والی ہے اور جبکہ آدمی
جمع ہوگی تو منبر پر گئی اور حمد خدای تعالی اور نعت رسول مقبول اور درود آل رسول اکرم پر
بیجا اور کہا اے لوگون علی ابن ابیطالب کے بیعت پر خدا کا خوف کرنا تمپر واجب ہے اور شاہ ولایت
کے مدد کرو اور اوسکو تقویت بخشو اور قسم ہے خدای تعالی کی کہ وہ اول اور آخر حق پر ہے اور
قسم ہے خدا کی بہ تحقیق وہ تمارے نبی علیہ السلام کے بعد تا روز قیامت گزشتہ اور آیندہ سب
لوگون سے بہتر ہے اور پہر اپنا داہنا ہاتہہ بائین ہاتہہ پر رکہا اور کہا کہ الہی تو گواہ رہنا کہ مین نے
علی ابن ابیطالب کی بیعت کی ہے اور پہر کہا کہ خدا تعالی کا بڑا شکر ہے کہ اجتک مجکو حیات بخشے
اور یہ دن دیکہایا اور پہر اپنی فرزندون صعوان وسعد سے کہا کہ مجکو لیچلو اور ہم تم سب علی
مرتضی کے ہمراہ ہوین کہ عنقریب اوس سے بہت لڑائیان ہونگی اور اونمین بہت آدمی
مارے جاوینگے اور تم دونون کوشش کرو اور تیار رہو تا کہ حضرت علی علیہ السلام کے ساتہہ
ہوکر شہید ہو جاو کہ بہ تحقیق وہ خدا کی قسم حق پر ہے اور اوسے خلاف کرے وہ باطل پر ہے
پس حضرت خزیمہ نے اسبات کے ساتہ روز بعد وفات پائی اور اوسے روز عبداللہ اور
عبدالرحمن فرزندان بدیل بن ورقہ خزاعی بہی قبیلہ بنی خزاعہ کی ساتہ شہید ہوی فقط
اور حضرت مروان نے اپنی فرزند محمد حنیفہ رضی اللہ عنہ کو علم دیا اور فرمایا کہ قلب لشکر مین جاکر
جنگ کرو اور جبتک حکم ثانی نہو نہی بچالاو اور اسی ساتہہ ہی حضرت امام حسن اور امام حسین اور بڑی بڑی
اصحاب رسول خدا نے بیکبارگی حملے کی اور عثمان سردار کی ماتحت فوج کو جاتی ہے قتل کیا اور اونمین سے
بہت آدمی مارے گئی اور اسطرف حضرت شیر خدا نے فوج کی آگے آگے یہہ کہتے جاتی تہی کہ ہم لوگ موت سے
نہین بہاگتے ہین پس یہ کہکر سب سپاہیون کے مثل تن واحد کے حملہ کیا اور تمام اہل شام کی فوج کی منتشر
دین اور جو آدمی سامنے آیا اوسکو مارتی ہی ہانگ مقام معاویہ تک پہونچی اور حضرت مروان بن حکم اور یزید ابن

معاویہ کو اپنے مقابلہ کیواسطے بلند آواز سے طلب کیا اور یہ ابیات زبان مبارک پر لائے ابیات
اصبر یکد ولا ای معاویہ ۔ الاخزر العین العظیم الحیہ ۔ هویب له فی النار اصحاب معاویہ
جاورہ فیها کلاب علویہ ۔ ترجمہ یعنے میں ان لوگونکو مار رہا ہون مگر معاویہ تنگ چشم
بڑی شکم والا نہیں دیکھائی دیتا ہے کہ دوزخ میں طبقہ ہاویہ بلاوے اوسکو اور طلب کرے
کتون اور بیٹر لونکو کہ وہ بھونکتی ہوئی ہین اور ہین واسطے ہمسائگی اوسکے کی ترجمہ نظم
تا چند توان صبر تنزل کردن ۔ از مردم بد اصل تحمل کردن ۔ خواہم زدن بر صف دشمن امروز
نیست دگر فکر و تامل کردن چنانچہ مطابق ایسے قول کے شیخ فریدالدین عطار قدس سرہ گوید ۔
بیت بلی دوزخ سگش بے طعمہ بوذند ۔ بر اں صحرا ندان تازہ موذند ۔ اور ال صحرا مراد معاویہ ابن ابوسفیان
صخر سے ہے غرضکہ شب جمعہ لیلۃ الہریر میں حضرت شاہ مردان شیر یزدان نے اپنے ہاتھہ اوزوالفقار سے پانچسو
بیس آدمیونکو قتل کی اور کہتے ہین اوونکو اسے زیادہ قتل کی تہی اور معاویہ کا قول ہے کہ اوس شبکو علی
مرتضی نے نوسو آدمی قتل کی تہی اور یہہ شمار تکبر کے کہنی سے معلوم ہوتی کہ آپ ہر وار قتل پر تکبیر کہتے
تہے جب معاویہ نے دیکھا کہ بہت نامداران اہل شام مارے گی اور روز بروز حضرت اسد اللہ الغالب کے
فتح ہوتی جاتی ہے تو گھبرا کر اپنی مشیر وکے راے سے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی نام ایک نامہ لکھا
اوسکا مضمون یہ ہے نامہ معاویہ اما بعد اگر ہم یہ جانتے کہ لڑائی یہان تک طول کو پہونچیگی تو ایسمین
نہ لڑتے اور اب بہی اگر ہمین عقل ہووے تو گذشتہ کو چہوڑ کر آیندہ باقی پر صلح کر لین مجھے
تمسے ملک شام ہے تو مانگتا تہا کہ مجکو یہہ علیحدہ کر دو اور اپنے اطاعت سے بہی معاف رکہو اور
اب بہی مین وہی چاہتا ہون اور بہی جسطرح تم زندگی کے امیدرکہتے ہو مین بہی وہی آرزو کرتا
ہون اور نیز یہہ بات بہی تجکو معلوم ہے کہ بہت سے صالحین اونامی فدائی اس جنگ مین
مارینگی اور اگر ایسے ہی لڑائی قایم رہی تو بقیہ السیف بہی مارے جاوینگے آخر ہم تم دونون اولاد
عبد مناف ہین ایک کو دوسرے پر کوئی فضیلت نہین ہے اور سب برابر ہین فقط جواب نامہ
معاویہ از جانب امیر المومنین اما بعد تیرے نامہ کا مضمون معلوم ہوا پوشیدہ نہ رہی کہ جو
تو نے تحریر کیا ہے کہ اگر ہم جانتے کہ لڑائی اسقدر طول پکڑینگے تو ہم نہ لڑتی سو مین اتنا تجھے حق
کرنیکی واسطے بہت خواہشمند ہون اور روز بروز میری خواہش زیادہ ہوتی جاتی ہی اور جو یہہ لکھا ہے
کہ ہم اور تو خوف اور رجا مین برابر ہین سو یہہ بات نہین ہے تم لوگ اہل شرک اور نفاق ہو اور ہم
ارباب ثبات اور یقین ہین اور التماس حکومت شام بغیر متابعت میرے کے

مناسبت میری کے قبول نہیں ہے اور تو نے پہلے بھی یہ سوال کیا تھا سو مقبول نہ ہوا تھا پھر اب تو نے کرنا عبث مجھ ثابت کیا ہے جو حکومت شام کا مستحق ہو گیا اور یہ جو تو نے لکھا ہے کہ ہم دونوں اولاد عبد مناف ہیں اور ایک دوسرے پر فضیلت نہیں ہے سو عبد الشمس ہاشم کے اور حرب عبد المطلب کے اور ابو سفیان صخر ابو طالب کے برابر نہیں ہے اور تجھکو مجھے کیا نسبت ہے نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور نہ مہاجر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور میں فرزند پیغمبر رسول خدا کا اور بیانی اور دانائی علم اور خلیفہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں اور تو کیا مناسبت رکھتا ہے مجھسے اور میں وہ ہوں کہ فرمایا رسول خدا نے حدیث یا علی انت منی بمنزلۃ الھارون من موسیٰ اور بجز اگر یا بنوت تمہر نبوت خاتم الانبیاء سے بند ہوتا تو البتہ جیسا کہ ولایت میں مجھکو اختصاص ہے نبوت عامہ بھی مجھکو ملتی الحمد للہ کہ رب العزت نے مجھکو اپنی آیات برکات سے مشرف کیا اور اپنی عنایات سے مجھکو سرفراز فرمایا اور تیرے اولاد لئیم کو میری اولاد کرام سے کیا نسبت ہے اگر اہل عرب میری پیروی نکرتے تو البتہ سخت مشکل میں پڑ جاتے کہ اوس سے زیادہ اور سخت مشکل نہیں تھی وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ترجمہ پہنچے اور قریب ہے کہ جانیں وہ لوگ کہ انہوں نے ظلم کیا کونسا اون میں سے انقلاب میں پڑینگے ہے اور چند اشعار بھی آپ نے اس موقع پر فرمائے ہیں۔ ابیات انا علی فاسالونی تخبروا ؛ نحن بنو ذوالی فی الوغا ادبروا ؛ سیفی حسام وسنانی یزھر ؛ منا النبی الطاھر المطھروا ؛ وحمزۃ الخیر ورس لی جعفر ؛ لہ جناح فی الجنان اخضر ؛ وفاطم عرسی وفیھا مفخر ؛ ھذا لھذا وابن ھند مجبر ؛ ترجمہ میں علی ہوں پس سوال کرو مجھسے تا خبر دوں تمہکو اسکی کہ بہادر ہونگے تم لوگ واسطے جنگ کے مجھسے اور بھاگونگے اسواسطے کہ تلوار میری کاٹنے والی ہے اور نیزہ میرا کبھی سر نہیں پھرتا ہوا ہے اور ہم ہی میں سے پیغمبر علیہ السلام اور حضرت حمزہ ہیں کہ وہ بہتر ہیں تمام آدمیوں سے اور جعفر طیار بھائی میرے ہیں کہ بازو اوسکے سبز ہیں بہشت میں اور فاطمہ دولہن میری ہے اور یہ ہی بیگمہ یادگار نبی کی ہے اور یہ تینوں مراتب میرے ہی واسطے ہیں اور معاویہ پسر ہند سوا خدا اور خارج کیا ہوا ہے۔ نظم اے کردہ پسر تاج خلافت نگرفت ؛ تا چند کشی بر سر من تیغ خلاف ؛ گویند کہ دعوئے شجاعت داری ؛ برخیز وبیا کہ روز حسرت مصاف ؛ انا الفخر الیھا بنفسی انا فیھا ؛ نعم من سامت السیوف بما قد حصنھا ؛ لن تری فی حومۃ الھیجا لی شبیھا ؛ ولی الھیبۃ فی الاسلام طفلا ووجیھا ؛ ولی الغربۃ ان قام شریف ینتمیھا ؛ وفتی بالعلم زاقیہ صبیت نحیھا ؛ ولی الفخر علی الناس جمیعا وفیھا ؛ ثم فخری برسول اللہ اذ زوجنیھا ؛ ترجمہ میں جانباز ہوں

طرف بزرگی کے اور کوشش کرتا ہون اوسکے حاصل کرنے مین اور نگاہ رکھتا ہون اوسکو ساتھہ
نفس اپنے کے یہہ احسان خدا تعالے کا ہے کہ منتخب کیا مجھکو واسطے بزرگی کے اور نہ دیکھیگا تو لڑائی
کے وقت کسیکو مانند میرے اور مجھکو سبقت ہے اسلام مین درحالیکہ مین لڑکا نمیز دار تہا اور مجھکو
ایسی قرابت اور نسبت ہے کہ جو شریف لوگ چاہتے ہین اور پھر آیا مجھکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ساتھہ علم کے جیسکہ پھراتے ہین پرند اپنے بچون کو یعنے پیغمبر خدا نے چوسانی زبان اپنی مجھکو پس
نکل گئے تمام باب علم کے ہزار در ہزار اور فخر ہے مجھکو لوگون پر بسبب زوجہ ہونے حضرت فاطمہ علیہا السلام
کے اور فرزندان اونکے امام حسن و امام حسین کے اور پھر فخر ہے مجھکو لوگون پر کہ رسول خدا نے
تزویج کیا اوسکو ساتھہ میرے۔ ترجمہ نظم تا سن زمو انفس خود دور شدم ✤ در ہر دو جہان
چو چشمۂ نور شدم ✤ چون کرد نبی زبان خود در دہنم ✤ در روئے زمین بعلم مشہور شدم ✤ دیگر
فرمایا لی مقامات بدر حین حار الناس فیہا ✤ و باحد و حنین لی موقلات تلیہا ✤ و انا
الکامل للرایۃ حقا احتویہا ✤ و انا القاتل عمرا و یوم حار الناس فیہا ✤ و اذا صوم حربا احمد
قد مسہا ✤ و ادبادی رسول اللہ نحوی قلبہا ✤ و انا المسقی کاسا لذۃ الانفس فیہا
صیۃ اللہ فمن مثلی فی الدنیا شبہا ✤ ترجمہ یعنے تہے مجھکو مقامات جنگ بدر مین اوسوقت کہ سب
لوگ سرگردان اور پریشان تہے اور یہی جنگ احد اور حنین مین مجھکو ملے تہے کفار پے در پے
اور مین اٹھانیوالا ہون علم جنگ کا ساتھہ تجھے اور گرد پھرایا اوسکو مین نے اور قتل کیا مین
نے عمرو بن عبدود کو جسروز کہ حیران اور پریشان تہے لوگ اوسکے ڈر سے اور جب روشن کرتے
تہے احمد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آتش جنگ کو پس پیشوا اور مقدم کرتے تہے مجھکو اوپر اوس کے
اور جب پکارتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ میری طرف آؤ پس کہتا مین کہ حاضر ہون
اور مین ہون کہ دیا گیا ہے مجھکو پیالہ شراب محبت کا کہ پایا جاتا ہے مزہ اوسکا کہ وہ عطیہ خدائے
تعالے کا ہے پس کون ہے برابر میرے دنیا مین۔ نظم از گوہر تیغ ماجہان دار و زین ✤ در زمہ
دین حقوق ما باشد دین ✤ دادند بما زمے وحدت جامی ✤ آنروز کہ آدیم از علم یقین ✤ القصہ
جب جواب نامہ کا پہنچا تو معاویہ کو صلح سے مایوسی ہوئی اور ترتیب اسباب جنگ مین مصروف
ہوا اور صبح کو پھر جنگ مین بڑے بڑے نامی شامی مارے گئے بیت بتر سید فرمان دہی ملک
شام ✤ ز تیغ شہنشاہ عالیمقام ✤ اوسوقت لشکر شام مین ایک شور الامان کا ہوا معاویہ نے عمرو
سے کہا کہ کیا تدبیر کرین کہ لڑائی بند ہو ہمارا لشکر تمام ہوا جاتا ہے عمرو نے کہا کہ ایک حیلہ میرے پاس ہے

دوسرا کام آپکا وہ یہ ہے کہ سب لشکر کو حکم دو کہ جسکے پاس قرآن ہیں سب نیزوں پر بلند کرکے لائیں
طلب کرنے چنانچہ ویسا ہی کیا گیا کہ پانسو پچاس قرآن نیزوں پر لٹکائے اور لشکر عراق کے روبرو لائے
ہزاروں آدمیوں نے الامان الامان پکارا اور کہا کہ ہمارے تمہارے درمیان کتاب اللہ ہے جب اہل
شام نے یہ دیکھا تو اکثر اہل عراق اس فریب میں آگئے چنانچہ اشعث بن قیس سردار لشکر تہا آنے کہا کہ
یا امیر المومنین خونریزی سے ہاتھ بند کیجئے اور میری عرض قبول کیجئے کہ آپ ہمیشہ یہہ فرماتے تہے کہ جب
تک یہہ لوگ کتاب اللہ اور سنت رسول پر عمل کرینگے جنگ موقوف کرونگا سو یہہ لوگ قرآن کا واسطہ
دیتے ہیں اب آپ رحم فرمایئے اور اگر آپ میرا کہنا قبول نکرینگے تو خدا کی قسم اہل عراق میں سے ایک بھی آپکی
ساتھ نکریگا پس فرمایا حضرت علی مرتضے علیہ السلام نے انا کلام اللہ الناطق یعنے میں تو بولتا ہوا کلام اللہ
ہون - اور اے اشعث تو خوب جانتا ہے کہ میرا مطلب سوائے اسکے کچھہ اور نہیں ہے کہ وہ لوگ جہالت
سے باز آوین اور اسوقت جو یہہ لوگ مغلوب ہوگئے ہیں اور جانتے ہیں کہ ہم سب کے سب قتل ہوجاوینگے
اسواسطے اس حیلہ اور فریب سے اپنی جان بچاتے ہیں اور تو ہرگز انکے فریب میں نہ آ اور جہانتک تجھسے
ہوسکے جنگ کر تاکہ خدا نے کریم اسکو فتح دے اور میں خوب جانتا ہون کہ یہہ لوگ یعنے عمرو اور معاویہ اور ابن
ابی سعیط اور عبد اللہ ابی سرح اور ضحاک بن قیس اور حبیب بن مسلمہ اور نبی تابعہ وغیرہ دیندار نہیں اور
نہ عامل قرآن ہیں اور میں انکے چھوٹے اور بڑون کو خوب پہچانتا ہون کہ نہایت بدترین لوگ ہیں -
تاریخ ابو الفدا میں وارد ہے کہ اکثر سرداران لشکر اہل عراق کو معاویہ کیطرف
سے رشوت زر پہنچگئی تہی اسی سبب سے قوم خوارج نے امیر المومنین علی علیہ السلام کا کہنا نہ مانا اور یہان
تک دھمکایا کہ اگر آپ صلح پر راضی نہوینگے تو تمہارے ساتھہ وہ کام کیا جاویگا جو عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھہ
کیا تہا - اخر اشعث کے کہنے سے جنگ بند کی گئی اور طرفین سے صلح بہ تعین حکمین قرار پائی تو معاویہ نے کہا کہ
میری جانب سے عمرو بن عاص مختار ہے اور حضرت امیر المومنین نے فرمایا میں عبد اللہ بن عباس کو مختار
کرونگا اسبات کو معاویہ نے قبول نکیا اور کہا کہ ہم سوائے ابو موسے اشعری کے اور کسیکو اس کام کے
واسطے قبول نکرینگے اور اس میں بہت قیل وقال ہوئی آخر موسے اشعری مقرر ہوئے اور چونکہ امر خلافت
موافق حکم حکمین کے قرار پایا تہا حضرت امیر علی علیہ السلام نے اپنے لشکر کے امیرون کو اور معاویہ نے اپنے
سردارون کو ایک جگہہ جمع کیا اور کہا کہ اس امر میں ایک وثیقہ تحریر کیا جاوے اسواسطے عبد اللہ ابن
ابی رافع نے وہ وثیقہ اسطرح پر لکہنا شروع کیا - بسم اللہ الرحمن الرحیم - ہذا ما صالح علیہ امیر المومنین علی
ابن ابی طالب - اوسوقت معاویہ نے کہا کہ ہم تجھ بڑے آدمی ہیں کہ علی کو امیر المومنین جانیں اور اسکے

ساتھہ جنگ کرین لفظ امیر المومنین محو کردو اور اوسکی جگہہ صرف اوسکا نام اور اوسکے باپ کا نام لکھو امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا اللہ اکبر صدق یا رسول اللہ یعنے سچ کہا تہا رسول خدا نے روز صلح حدیبیہ کے کہ جسروز صلح نامہ بمقابلہ مشرکین قریش مکہ کے مین تحریر کرتا تہا اور مین نے اوس مین لکہا تہا کہ یہہ صلحنامہ ہے محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سانہہ سہیل ابن عمرو کے کہ وہ سردار گروہ ابو سفیان بدر معاویہ کا تہا اسوقت سہیل نے کہا تہا کہ لفظ رسول اللہ کو محو کردو کیونکہ اگر ہم رسول اللہ جانتے تو ہم ایمان لاتے اوسوقت خواجہ عالم نے فرمایا کہ یا علی محو کردو اور تجھکو بہی اے علی ایکدن ایسا ہی موقع پیش آویگا اور اے عبد اللہ اب تو لکہہ جسطرح کہ معاویہ کہتا ہے پس لکہا عبد اللہ نے ہذا ما صالح علیہ علی ابن ابی طالب اللہ معاویہ ابن ابی سفیان اور باقی مضمون وثیقہ کا فریقین نے قبول کیا کہ خلاصہ اوس کا یہہ تہا کہ موافق حکم الہی کے قیام کرین اور موافق قرآن کے حکم کے عمل کرین جب کہ یہہ وثیقہ تحریر ہوچکا تو فریقین کے لوگون نے اوسپر گواہی اپنی اپنی تحریر کی سکین مالک اشتر رضی اللہ عنہ نے گواہی نہ کی اوسوقت حضرت امیر المومنین علی مرتضے علیہ السلام نے فرمایا اے مالک اشتر تقدیر ربانی مین اسی طرح گذرا ہے کہ یہہ گروہ اہلبیت مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دیوین اور اسکے سبب سے ابد الآباد جہنم مین گرفتار رہین جب دستاویز تحریر ہوگئی تو امیر المومنین علیہ السلام کوفے کو تشریف لیگئے اور معاویہ دمشق کو روانہ ہوا اور یہہ امر قرار پایا کہ ابو موسے اشعری اور عمرو عاص اپنے اپنے سردارونکے منزل بدومۃ الجندل مین قیام کرین اور باتفاق ایک دوسرے کو امر خلافت پر حکم کرین پس جبکہ مقام مذکور مین پہنچے اور اجماع طرفین کے لوگون کا ہوا اوسوقت عمرو سے ابو موسے نے کہا کہ تو منبر پر چڑہ جا اور جو بات کہ قرار پائی ہے بیان کر عمرو نے کہا کہ آپکے روبرو مین پیشقدمی نکرونگا پس ابو موسے منبر پر گئے اور بعد حمد و ثنا الہی و نعت حضرت مصطفائی کے اسطرح کہا کہ اے لوگون خیر اور بہتری ہماری اور تمہاری اس امر مین ہے کہ علی ابن ابی طالب اور معاویہ کو خلافت سے علیحدہ کرین اور اس کام کو شورہ پر منحصر کرین اور اہل اسلام جسکو چاہین اپنا خلیفہ بناوین اور یہہ انگشتری اپنی اونگلی سے نکالی اور کہا کہ جسطرح مین نے انگشتری کو اپنے ہاتہہ سے نکالا ہے اسی طرح سے مین نے علی مرتضے اور معاویہ کو خلافت سے علیحدہ کیا پس یہہ کہکر منبر سے نیچے اوترا بعد کو عمرو منبر پر گیا اور کہا کہ اے لوگون ابو موسے نے تمہارے روبرو اپنے صاحب کو خلافت سے خارج کردیا ہے اور اب مین نے اپنے واسطے معاویہ کو خلیفہ بنایا کیونکہ وہ والی عثمان اور طالب خون خلیفہ کا ہے یہہ کہکر منبر سے اوتر آیا اوسوقت ابو موسے نے غل مچایا اور کہا کہ ہم مین اور عمرو مین یہہ بات قرار پائی نہین تہی بلکہ اس نے

بھیجکر فریب اور دھوکہ دیا ہے یہہ کہکر عمرو کو لعنت کری اور اوس نے بھی ابو موسے کو برا بھلا کہا پھر دونون مین شور اور غل عظیم پیدا ہوا اور مبادا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے چاہا کہ ابو موسے اور عمرو کو قتل کرین اور قریب تہا کہ لڑائی ہو جاوے اوسوقت عبد اللہ ابن عباس اور عدی ابن حاتم نے منع کیا اور کہا کہ بغیر اجازت امام وقت کے جنگ کرنا جائز نہین ہے پس بعد اوسکے عمرو عاص اپنے ہمراہیون کے دمشق کو گیا اور معاویہ کو خلیفہ اپنا بنایا اور عبد اللہ ابن عباس کوفہ کو روانہ ہوئے اور وہان پہنچکر سب حال امیر المومنین علیہ السلام سے بیان کیا حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اوسوقت بہت افسوس کیا۔

باب دہم در بیان تعظیم و حرمت مدینہ طیبہ

سید علیہ الرحمۃ نور الدین علی عالم مدینہ طیبہ فرماتے ہین کہ وہ امیر جس نے کہ جابر رضی اللہ عنہ کو ڈرایا وہ مدینہ سے بہاگے بشیر بن ارطاۃ سپہ سالار لشکر معاویہ کا تہا کیونکہ قرطبی نے بروایت ابن عبد ربہ کے لکہا ہے کہ معاویہ نے بعد از قضیہ تحکیم حکمین بشیر بن ارطاۃ کو بہت سے لشکر کے ساتہہ مدینہ مین بہیجا تاکہ اہل مدینہ سے میرے بیعت لیوے اوسوقت مین ابو ایوب انصاری صحابی رسول خدا عامل مدینہ طیبہ تہے وہ بخوف اوسکے بہاگ کر حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے پاس کوفہ پہنچے۔ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ حدیث صحیح مین حضرت جابر انصاری سے روایت کرتے ہین کہ ایک امیر امرا فتنہ سے مدینہ مین آیا حضرت جابر اوس زمانہ مین مدینہ مین تہے بسبب پیری کے بصارت چشم جاتی رہی تہی لوگون نے اونسے کہا کہ مصلحت وقت یہہ ہے کہ واسطے چند روز کے یہان سے چلے جاؤ کہ اس ظلم ظالم سے بچو کہتے ہین کہ اپنے ہاتہہ اوپر کندہے دو فرزند اپنے کے رکہکر مدینہ سے باہر گئے اور راہ مین گر پڑے اوسوقت جابر نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص کہ جسنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈرایا پس ایک فرزند اونکے نے پوچہا کہ اے باپ ڈرانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیونکر ہوا کہ وہ جناب اس دنیاء فانی سے رحلت فرما ہوئے ہین جابر نے کہا کہ اے فرزند مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ فرمایا جو شخص اہل مدینہ کو ڈرائیگا گویا اوس نے مجھکو ڈرایا۔ اور صحیح نسائی مین حدیث ہے حدیث من اخاف اهل المدينة ظالما اخافه الله وكانت عليه لعنة الله والملئكة والناس اجمعين ترجمہ یعنے جس نے ڈرایا اہل مدینہ کو از روئے ظلم کے پس ڈراویگا اللہ تعالے اوسکو اور اوپر اوسکے لعنت خدا اور ملائکہ اور تمام انسانون کی حدیث صحیح مسلم لا يريد احد اهل المدينة بسوء الا اذابه الله في النار كما ذوب الرصاص او ذوب الملح في الماء ترجمہ یعنے جو کوئی

اہل مدینہ کے ساتھ ارادہ بدی کا کرے تو ساتھ عذاب ملک الجبار کے گرفتار ہووے اور مانند نمک کے پانی مین پگلیگا۔ شاہ عبد الحق محقق دہلوی جذب القلوب مین لکھتے ہین کہ بشیر بن ارطاۃ نے مدینہ مین داخل ہوکر معاویہ کی بیعت چاہی اور ایک قاصد بنی سلمہ مین بھیجا اور پیغام دیا کہ اگر جابرؓ کو میرے پاس حاضر نکروگے تو تم لوگون کو امن نہ دونگا اور جابرؓ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے اور کہا بشیر بن ارطاۃ مجھکو طلب کرتا ہے حالانکہ بیعت معاویہ ضلالت اور گمراہی ہے لیکن بغیر بیعت کے امان نہین حضرت ام سلمہؓ نے کہا وجبراً بیعت کی اجازت فرمائی اور اکثر اہل مدینہ بھاگ کر جرہ بنی سلیم مین جاکر پوشیدہ ہوگئے۔ علماء نے کہا ہے کہ یہہ لعنت جو اہل مدینہ کے ساتھ ظلم و فساد کرنے کے ارادہ پر وارد ہے اس حدیث مین مانند لعنت کفار اور اہل شرک کے نہین ہے کہ جسکے سبب سے وہ رحمت الہی سے قطعاً نا امید ہو جاوین اور دخول جنت سے محروم ہون بلکہ نتیجہ اس لعنت کا رحمت خاص حق تعالے سے دور ہونا ہے اور جنت مین ساتھ گروہ اہل قرب کے داخل نہونا ہے فی الحقیقت مقصود اس سے تہدید و توبیخ ہے بوجہ بے ادبی اور بے حرمتی اوس مقام پاک کے۔ فائدہ اللہ اللہ کیا ہی حوصلہ اور دلیری ہمارے علما کی ہے کہ بپاس خاطر ہوائے بتر اور نبی کا ملعونہ یعنے بادشاہان قوم بنی امیہ کے بعضے علماء نے صحیح حدیث رسول کریم کو کہ جو بحق اہل مدینہ طیبہ وارد ہے اوسکے معنے اور مطلب اور مراد اپنی رائے سے پلٹ دی معاذ اللہ کیا اے لوگون حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمسے ہی ہے کہ دل مین اور ظاہر کچھہ فرماتے۔ پس مولوی روم علیہ الرحمۃ نے ایسے ہی علماء ظواہر کے حق مین فرمایا ہے نظم چون قلم در دست غداری بود ✤ لاجرم منصور بر داری بود ✤ ہمسری با انبیاء برداشتند ✤ اولیا را ہیچ خود پنداشتند ✤ پر ہوا تاویل قرآن میکنی ✤ پست و کژ شد از تو معنے سنی ✤ فکر تو تاویل کردہ ذکر را ✤ ذکر را مان و بگردان فکر را ✤ پس البتہ علماء ظواہر بعض نے امراء فتنہ گروہ بنی امیہ کو لعن کفر سے بہت بچایا ہے لیکن عذاب ملک الجبار اور نار جہنم حدیث صحیح مسلم کے بموجب چلتے اور پگلتے رہین گے چنانچہ شیخ الشیوخ علاؤ الدولہ سمنانی قدس سرہ نے کتاب فلاح کے فرمایا ہے کہ جو شخص چلا مذہب اور ملت معاویہ اور اوسکے سگ بچے پر اور چلا مذہب مروان اور اوسکے خر بچون پر پس کیا جاویگا حشر اوسکا ساتھ معاویہ اور مروان کے اور محروم رہیگا وہ شفاعت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محرم اسرار الہی حضرت خواجہ حکیم سنائی قدس سرہ گوید۔ پسر ہند اگرچہ خال من است ✤ دوستے روے ام بکارے نیست ✤ در نوشت او خطے زبہر رسول ✤ ✤

بر خطش نیز اعتمادے نیست ✦ در مقابلہ شیر مردانند ✦ در خط و خال اعتبارے نیست ✦

علامہ شیخ سعد الدین تفتازانی شارح عقاید نسفی قدس سرہ گوید۔ داستان پسر مہ بگر نکتہ بدی ✦ کہ از دو دسہ تن او بہ پیغمبر چہ رسید ✦ پدر او در دندان پیغمبر بشکست ✦ اور او بحکم پیغمبر بکشید ✦ او بہ ناحق حق داماد پیغمبر بگرفت ✦ پسر او سر فرزند پیغمبر ببرید ✦ بر چنین قوم تو لعنت کنی سزست باد ✦ لعنت اللہ یزید او لاد قوم یزید ✦ ہر گاہ حضرت مرتضے علیہ السلام خارجیون کے دفع کرنے مین مصروف تھے کہ معاویہ نے دوسرا فریب یہہ کیا کہ سعد بن قیس جو حاکم مصر حضرت امیر کیطرف سے بعد جنگ جمل مقرر ہوئے تھے ایک خط جعلی اونکی طرف سے اپنے نام لکھکر حضرت امیر کی نگاہ مین گذرانا آپ نے سعد کو اپنے پاس طلب کر لیا اور بجائے اونکے محمد بن ابو بکر کو حاکم مصر کیا تب معاویہ نے چھ ہزار فوج سے عمرو عاص کو مصر پر بھیجا حضرت امیر علیہ السلام نے بمدد محمد بن ابو بکر کے مالک اشتر صحابی کو روانہ فرمایا مالک اشتر ہنوز راہ مین تھے اور ایک جگہ ٹھہر گئے تھے کہ معاویہ نے اپنے لوگون کو خط بھیجکر مالک کو زہر دلوایا اور وہ شہید ہوئے اور محمد بن ابو بکر کو یہہ الزام دیکر کہ قاتل عثمان ہین زندہ بوری مین لپیٹکر جلوا دیا حضرت عائشہ نے جب اپنے بھائی محمد کا حال سنا تو بہت روئین اور معاویہ اور عمرو کو بد دعا کی حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ قاتلان محمد اسکا جواب اللہ تعالے کو کیا دینگے اور معاویہ نے صرف دمشق اور مصر ہی پر قبضہ نہین کیا بلکہ حضرت علی علیہ السلام خلیفہ برحق کی زندگی مین ملک حجاز کو اپنے تصرف مین لایا کیلیات مین نقل ہوا۔ اون کو نہیں پہنچتا

باب یازدہم در بیان شہادت امیر المومنین حضرت امام الاتقیا علی مرتضے علیہ السلام

واضح ہو کہ علماء اہل تواریخ نے اکثر کتب مائے سیر مین اسطرح لکھا ہے کہ بعد جنگ نہروان مین خارجیون نے مشورہ کیا کہ اسلام کی کامیابیون مین مزاحمت صرف تین شخصون کے باعث سے ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور معاویہ اور عمرو عاص اگر تینون کو قتل کر ڈالین تاکہ سلطنت اسلام پھر بدستور ہو جاویگی اور یہہ تین شخص ایک ہی روز جمعہ کو دن سترہ رمضان کو قتل کیے جاوین ان خارجیون کا نام بارک ابن عبد اللہ اور عمرو ابن عاصمی اور عبد الرحمن بن ملجم تھا۔ بارک دمشق مین پہنچا اور معاویہ کے مصاحبین مین داخل ہوا اور دمشق کی مسجد مین معاویہ نے امامت کی اسوقت بارک نے ایک تلوار ماری اور سمجھا کہ کام تمام ہوا لیکن بڑے علاج سے وہ زخم اچھا ہو گیا قاتل گرفتار ہو کر ایک عرصہ کے بعد قتل کیا گیا۔ اور عمرو مصر مین پہنچا اور امام قاری بجاہ کو عمرو ابن عاص جانکر مسجد مصر مین قتل کیا جب قاتل عمرو ابن العاص کے روبرو آیا

اوس نے کہا میرا ارادہ عمرو عاص کے قتل کا تہا مگر دہوکہ سے غاریجاہ مارا گیا۔ اور عبدالرحمن ابن ملجم جب کوفے مین پہنچا تو ایک خارجی کی عورت کے مکان مین ٹہیرا کہ اوسکا شوہر حضرت علی علیہ السلام کے ہاتہہ سے جنگ نہروان مین مارا گیا تہا ابن ملجم اُس عورت پر عاشق اور فریفتہ ہوگیا لیکن اوس عورت نے کہا کہ ہم اوس شخص سے نکاح کرینگے جو تین ہزار درہم اور ایک غلام اور ایک لونڈی دیوے اور حضرت علی علیہ السلام کا سر لاوے ابن ملجم نے شرایط منظور کی اور مسمے دربان اور شبیب خارجیو نکو ساتہہ لیا اور مسجد کوفہ مین خلیفہ وقت کے آنے کا انتظار دیکہا جب حضرت امیرالمومنین اپنے مکان سے چلے تو گہر ہتوں دامن پکڑا جب آپ مسجد مین داخل ہوئے قاتلون نے ایک دوسرے پر سازشی وار کیا دربان نے ایک وار حضرت امیر علیہ السلام پر کیا لیکن وہ مسجد کے دروازے پر لگا اور ابن ملجم ملعون نے جو وار کیا وہ کاری تہا اور آپ کے سر مبارک پر زخم لگا تب قاتلان وہان سے بہاگے ابن ملجم مسجد کے گوشہ مین پکڑا گیا اور اسکے ہاتہہ مین ہنوز موجود تہی جب قاتل کو آپکے سامنے لایا گیا تو آپ نے امام حسن علیہ السلام کے حوالے کیا اور فرمایا جب ہماری وفات ہوجاوے تو اسکو بہی ایک ہی ضرب مین ہلاک کرنا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور آپکی وفات زخمی ہونے سے تین روز کے اندر اکیس تاریخ رمضان المبارک سنہ ہجری مین ہوئی۔ **فائدہ** ہمکو یہان پر صرف یہہ بات دریافت کرنی ہے کہ حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام نے تو نہروان مین خارجیون سے جنگ کی اور بہت سے آدمی اُنکے قتل کئے تہے کہ مشہور ہے پس اوس دشمنی کے سبب سے خارجیون نے بہی آپکو شہید کیا لیکن معاویہ اور عمرو سے تو کوئی دشمنی نہین تہی اور نہ کبہی کوئی جنگ اونکے ساتہہ ہوئی اور نہ کسی شخص کو اونمین سے قتل کیا بلکہ اکثر دوستی تہی پہر کیا وجہ ہوئی جو دشمن جانی ہوئے اور معاویہ اور عمرو عاص کو قتل کرنا چاہا۔ پس اس بات سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ روایات جو کتب سابقہ مین مرج ہین بادشاہان بنی امیہ اور دشمنان اہلبیت نبوی نے بغرض پوشیدگی دبہ خون حضرت امیر علیہ السلام کہ جو دشمن معاویہ پیشوا اونکے کے تہا اوسکو سٹوا دیا اور متاخرین مورخین و علماء خورد مین نے بہی کتب سابقہ کی پیروی کی اور خیال حق اور باطل کا نہ کیا اسیوجہ سے اکثر محققین حق مین نے اسکے خلاف تحقیق کیا ہے چنانچہ مولانا میر خورد خلیفہ حضرت نظام الدین اولیاء صاحب کتاب سیر الاولیا لکہتے ہین کہ ابن ملجم ملعون نے معاویہ کی اشتعالک اور خواہش سے حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام کو شہید کیا اور صاحب مناقب مرتضوی کا قول ہے کہ اکثر کتابون مین مثل روایات مذکورہ بالا کے لکہا ہے لیکن قدوۃ المحققین عارف کاملین حضرت خواجہ حکیم سنائی قدس سرہ کتاب حدیقہ مین فرماتے ہین کہ وہ عورت

قطام ملعونہ کہ جس پر ابن ملجم ملعون عاشق ہوا آل ابوسفیان سے تھی جب کہ عشق ابن ملجم کے سعادت کرخہ معلوم ہوئی تو اوسکو بلا کر یہہ کہا کہ اگر تجکو وصل معشوقہ اپنی کا منظور ہے تو حضرت امیر علی مرتضے علیہ السلام کو قتل کر چونکہ ابن ملجم کو یقین کامل ہوا اسکا کہ یہہ عورت معاویہ کے رشتہ دار یہا نجی یا ہنجی ہے بغیر مرضی معاویہ کے معشوقہ قطام اپنی نہ آویگی پس مصمم ارادہ قتل حضرت علی علیہ السلام کا کیا حضرت خواجہ سنائی قدس سرہ گوید

آن سزا وار لعنت و نفرین — برزنے گشت عاشق آن بیشوم
بود آن زن زآل بوسفیان — شوم دنبال دارد خوب جوان
گفت شہ درمیان عایق او — گشت این سیر معاویہ آگاہ
گفت کار تو باکمال شود — واین چنین زن ترا حلال شود
ہست کابین حرہ خون علی — گر تو فارغ کنی دلم زین کار
زن ترا بامزار زینت و زیب — بفزودت بنزد من مقدار
بزنے در جوار من آسان — مرد مد بر زبہر عشق زنے
آن چنان اصل و جہل و بنلیہ — خیرہ بگزید قتل چون علیہ
آن چنان خاکسار بے مقدار — این سخن جملہ با علی گفتند
قاتل تست مرد را تو بکش — داد و میرا جواب مرد بہش
کس نکرد ست سعی او وی پیش — مرد فرست نگاہ دہشت بکار
شب او نیز رفت در مسجد — آن چنان بے حفاظی از سرحد
میر حیدر چو شد بخفت فراز — مرد را خفتہ دید گفت ایمرد
سفلہ از خواب گشت چون بیدار — ستر مد نشست از پے کار
چونکہ اندر نماز شد مشغول — رفت و زخمی زدش بسیک بر پشت
خلق از ہر طرف فرار رسید — پردۂ مرد بد کنش بدرید
کرد از دو میر زخم خود زو سوال — داد بر لفظ زشت مرد اقرار
گر مرا این کار معاویہ فرمود — شلہ کردند مرد را پس ازان
رفت اورا سوئے جہنم جان — زوضۃ الصفا میں وارد ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ

پس ابن ملجم آن سگ بے دین — آن نگوسار تر ز ابلیس لعین
مرد مفلس چو گشت عاشق او — مرد را کار گشت جملہ تباہ
گفت کار تو باکمال شود — گر تو در کار خویش شیر دلی
اسپ و برکب و ہم ترا پس ازان — اندر افگند در جہان محنے
رفت وی کوفہ از پے زین کار — واین چنین فتنہ ہیچ نہ نہفتند
گفت دیگ بقتل قاتل خویش — کرد بر فعل زشت اصرار
رفت وقتے سحر ز بہر نماز — گاہ روز است بر دازین رہ مرد
آن سر افراز مرد جفت بتول — کہ بدان زخم صعب مرد نگشت
بگرفتند مرد را در حال — داد بر لفظ زشت مرد اقرار
شلہ کردند مرد را پس ازان

آن سگ بے دین — آن نگوسار تر ز ابلیس لعین
مرد مفلس چو گشت عاشق او — مرد را کار گشت جملہ تباہ
گر تو در کار خویش شیر دلی — بفزودت بنزد من مقدار
اسپ و برکب و ہم ترا پس ازان — اندر افگند در جہان محنے
رفت وی کوفہ از پے زین کار — واین چنین فتنہ ہیچ نہ نہفتند
گفت دیگ بقتل قاتل خویش — کرد بر فعل زشت اصرار
رفت وقتے سحر ز بہر نماز — گاہ روز است بر دازین رہ مرد
آن سر افراز مرد جفت بتول — کہ بدان زخم صعب مرد نگشت
بگرفتند مرد را در حال — داد بر لفظ زشت مرد اقرار
شلہ کردند مرد را پس ازان

زوضۃ الصفا میں وارد ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے وقت وفات کے حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمایا کہ میرے دفن کی خبر

مخلوقات کو نبود سے کسواسطے کہ مین نے دس ہزار مرد جرار کفار اور منافق اور مرتدین اسلام سے
کہ جو واجب القتل تھے اونکو اپنے ہاتھ سے ہلاک کیا ہے پس مین ڈرتا ہون اس بات سے کہ اونکی اولاد
اور ارثان میری قبر کو شگاف کرین بلکہ مخالف میری قوم بنی امیہ سے بہت ہین۔ اور زہر الریاض
مین مسطور ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بحکم خدائے تعالے کے کشتی تیار کی اوس مین سے تین تختہ
باقی رہے حضرت نوح علیہ السلام نے بارگاہ احدیت مین عرض کیا کہ باقیماندہ تختہ کا کیا کرون
پس وحی نازل ہوئی کہ اے نوح آخر زمانہ مین میرا ایک دوست ہوگا کہ اوسکا نام علی ہے یہہ
تختے اوسکی قبر کے واسطے فلان دشت مین دفن کردے پس آپ نے بموجب حکم وہ تختے نوح نے
دشت نجف مین دفن کئے صحیح روایت مین آیا ہے کہ وقت وفات حضرت امیر المومنین علیہ السلام
نے امام حسن علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ جب مین عالم بقا کو کوچ کرجاؤن تو مکان کے گوشہ مین
سے ایک لوح ملیگی اوسجگہہ مجھکو غسل دینا اور مکان کی چوکھٹ پر تمکو کفن ملیگا پس اوس سے مجھکو
تکفین کرنا اور تابوت مین رکھنا بعد ازان تابوت کو صحن مکان مین رکھکر سب اہل وعیال کو بلانا
تاکہ وہ سب آنکر مجھکو وداع کرجائین اور ایک مرتبہ مجھپر حسن نماز پڑہے اور ایک مرتبہ حسین
پس جبکہ میرے تابوت کا اگلا سرا زمین سے اٹھے پیچھے سے تم اوٹھالینا پس جسجگہہ کہ تابوت رک
جاوے تو اوسجگہہ قبر کھودنا وہان پر ایک تابوت ساج کی لکڑی کا برآمد ہوگا اوس مین رکھکر
مجھکو دفن کردینا چنانچہ حسب الحکم آپکو دشت نجف اشرف مین کہ جو کوفہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر ہے
دفن کیا اور بموجب وصیت کے قبر کو زمین کے برابر کردیا تاکہ معلوم نہووے لیکن جب کہ زمانہ خلافت
ہارون رشید عباسی کا ہوا وہ شکار کو گیا اور اسجگہہ پہنچا جہان اب کا مزار مبارک ہے اور شکاری
کتون کو ہرنون پر چھوڑا ہرنون نے آپ کے مزار پر پناہ لی ہرچند کتے دوڑے مگر ایک بھی اوسجگہہ
نچا سکا تھا خلیفہ ہارون کو بہت تعجب ہوا تب پرانے لوگون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہان
پر حضرت علی علیہ السلام کا مزار ہے چنانچہ اوس نے وہان پر روضہ بنوایا اور بعد کو فارس کے
بادشاہون نے اوس روضہ مبارک کو مرمت کیا۔

باب دوازدہم دربیان شہادت حضرت امام حسن علیہ السلام

بعد وفات حضرت علی علیہ السلام کے حضرت امام حسن علیہ السلام کے دست مبارک پر اصحاب رسول
خدا اور نیک آدمیون نے بیعت کی اور آپ کو خلیفہ بنایا حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ
جس رات کو قرآن مجید نازل ہوا اور جس رات کو حضرت عیسے علیہ السلام آسمان پر اوٹھائے گئے

اور جو بہت سے زخمی ہو کر شہید ہوئے اسی رات کو میرے پدر بزرگوار نے شہادت پائی
قسم ہے خدا تعالیٰ کی کوئی مخلوق کے آدمیوں میں اون سے بہتر نہ تھا اور نہ پہلے کے لوگوں میں ایسا
ہوا پھر حضرت امام حسن علیہ السلام کے ساتھ ساٹھ ہزار آدمی میدان جنگ کے واسطے شام کی
طرف جانے کو آمادہ ہی تھے لیکن لشکریوں میں کچھ آپس میں اختلاف ہوا امام حسن علیہ السلام اسکے
رفع کرنے میں مشغول ہوئے پس آپکو یقین ہوا کہ میرے لوگ جنگ میں میرا ساتھ نہ دینگے اتنے میں یہ خبر
مشہور ہوئی کہ معاویہ میدان جنگ میں ساٹھ ہزار شامیوں کے ساتھ آگیا امام حسن علیہ السلام نے
بارہ ہزار مرد بردار سے قیس بن سعد بن عبادہ کو روانہ کیا کہ روکیں اور خود امام اصل لشکر کے
ساتھ پیچھے قیس رضی اللہ عنہ نے پہنچکر ایک جنگ کی اور دشمن کو روکا اور اسی جگہ قیام کیا جب
حضرت امام حسن لشکر معاویہ کے مقابل میں پہنچے معاویہ کی جانب سے پیغام صلح پہنچا چونکہ امام اپنے
لشکر کی کارروائیوں سے بخوبی واقف ہو گئے تھے لہذا صلح کو مناسب جانا اور وقت ختم خلافت
بنی امیہ جو حدیث کے آگیا تھا اس حدیث الخلافۃ من بعدی ثلثون سنۃ بعدہ ملکا عضوضا
تشریح خلافت بعد میرے تیس برس ہوگی اور بعد اوسکے ہوگا بادشاہ کٹکھنا جبر والا ...
اس حدیث کو جمیع محققان اہل سنت نے لیا ہے چنانچہ محقق دہلوی نے بھی قبول کیا ہے پس امام حسن
علیہ السلام نے فرمایا کہ تین شرط پر ہم خلافت کو چھوڑ دینگے ایک تو یہ کہ کوفہ کی آمدنی اہلبیت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے رہے دوسرے یہ کہ معاویہ اپنے بعد کسیکو جانشین
نامزد نکرے جسکو مسلمان عام پسند کریں وہی خلیفہ ہووے تیسرے یہ کہ حضرت علی علیہ السلام
کے شان میں تبرا نہ کہلاوے معاویہ نے دو شرط کو قبول کیا اور تیسری سے انکار کیا اسپر لوگوں
نے امام حسن علیہ السلام کو سمجھایا پس آپ نے انہیں دو شرطوں پر تصفیہ کر لیا اور خلافت کو
ترک کیا لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام کی رائے نہ تھی۔ ایکروز علی ہمدانی امام حسن علیہ السلام
سے کہا کہ یا ابن رسول اللہ اہل شام سے صلح نہیں پاہیئے تھی پس امام حسن علیہ السلام نے فرمایا اے
ہمدانی میں خزائن خدا کا حاضر انہی ہوں نہ زر و سیم کا اور نہ بہبود پوشیدہ خدائے تعالیٰ سے ہم خریدہ
داغ نہیں ہیں اور لوگ اگر میرے خیمہ اور اشجار جنگ معاویہ کے واسطے لیجاتا تو بھی اخیر ہمکو
صلح تھی چنانچہ خود بعد ہزار امیر رسول خدائے اوپر اوسکے شاہد ہے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے
ملک کیا بنی امیہ کو اوپر منبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور دیکھا انکو خواب میں
رسول خدا نے کہ اوپر منبر میرے کے بعد دیگرے مثل بندروں کے کودتے ہیں پس بنی امیہ باقی اور آتی ہے

پہنچا اور آنحضرت پر شاق گذرا پس اوسیوقت اللہ تعالےٰ نے سورۂ کوثر نازل فرماکر ارشاد فرمایا کہ
تجکو نہر بہشت عطا کی ہے جسکا نام کوثر ہے اور دوسری سورۂ قدر نازل فرماکر ارشاد کیا کہ لیلۃ القدر
بہتر ہے ہزار مہینون سے اور مراد ہزار ماہ سے سلطنت بنی امیہ ہے اے محمدی اہل کوثہ جو میرے
لشکر مین تھے بدبزرگوار میرے کو شہید کیا اور میری بارگاہ کو غارت کیا اور مجھکو خنجر سے مجروح
کیا پھر کیونکر میرا ساتھہ دیتے اکثر مورخون کا قول ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے چھوڑا
خلافت کو جبر معاویہ سے **خواجہ سنائی قدس سرہ گوید**۔ اندران کار پور بوسفیان ؎
یک زبان مروراندادامان ؎ جاننا چاہیئے کہ اکثر علماء اور مورخین سابق و حال نے حضرت امام
حسن علیہ السلام کی شہادت کے بارہ مین یزید لعین کی طرف نسبت اور گمان کیا ہے کہ اوس نے
مروان علیہ اللعن کی معرفت جعدہ بنت اشعث کو فریب سے قابو مین لاکر زہر دلوایا اوس کے
سبب سے آپ شہید ہوئے اور شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے لیکن محققان
اہل سنت اسکے خلاف لکھتے ہین چنانچہ ملا حسین واعظ نے روضۃ الشہداء مین لکھا ہے کہ شہر
موصل مین معاویہ نے ایک اپنے دوست کے پاس تین بار زہر قسم قسم کا بھیجا اور وہ زہر حضرت
امام حسن علیہ السلام کو دیا گیا مگر اون نے کچھہ اثر نکیا ایک بار کا زہر جو شیشہ مین آیا تھا حضرت
امام حسن علیہ السلام نے دیکھا اور چشم پوشی کی لیکن سعد موصلی جو حاکم شہر تھا اوس نے اوس شخص
کو جسکے پاس زہر کا شیشہ آیا تھا طلب کیا اور کہا کہ دیکھہ یہہ زہر کا شیشہ اور خط تیرے نام
معاویہ کا آیا ہے اور تونے معاویہ کو لکھا تھا کہ مین نے تین مرتبہ زہر دیا اور کچھہ کارگر نہوا اب
اوس نے چوتھی بار یہہ زہر ہلاہل کا شیشہ اور خط تیرے پاس بھیجا ہے اوس شخص نے انکار کیا تب
حاکم شہر کے ملازمون نے اوسکو مار ڈالا اور حضرت امام مدینہ طیبہ مین تشریف لائے مروان علیہ
اللعن نے جعدہ بنت اشعث کو کہ آپکی زوجہ تھی ایک گنتی کے معرفت زہر الماس سودہ اور ایک
لڑی موتیون کی جو کہ ہندہ مادر اپنے کے معاویہ نے میراث مین پائی تھی اوسکو بھیجی اور کہلا بھیجا
کہ معاویہ حاکم شام اپنے پسر یزید کے ساتھہ تیرا نکاح کرا دیگا جعدہ نے ایک مرتبہ اور بھی امام
علیہ السلام کو چھوارون مین زہر دیا تھا ایکبار زہر الماس دیا کہ جس سے امام علیہ السلام کے
جگر کے ٹکڑے ہوگئے اور آپ شہید ہوئے چنانچہ اسی روایت کے مطابق قول حضرت مولانا جامی
علیہ الرحمۃ کا شواہد النبوۃ مین ہے کہ مشہور تر یہہ بات ہے کہ معاویہ نے معرفت مروان بن حکم
کے امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوایا اور تصدیق اسی قول کی کتب ذیل سے ہوتی ہے روضۃ الصفا

وروضۃ الاحباب وتاریخ طبری وتاریخ حافظ ابرہ وتاریخ صحیح صادق وتاریخ احمد ابن عاصم کوفی وتاریخ ابوالفضاء وسناقب مرتضوی وروضۃ الشہداء وسیر الاولیاء وخزینۃ الاصفیا سے بخوبی ظاہر ہے کہ معاویہ نے امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوایا بغرض اسکے کہ نا موجودگی امام علیہ السلام کے یزید پلید کو معاویہ اپنا جانشین نہیں کر سکتا تھا اور کتاب حدیقۃ الحقایق میں بھی حدیقۃ المحققین وگلزار اسرار الٰہی حضرت خواجہ حکیم سنائی قدس سرہ کہ کامل اولیاء کبار سے ہیں امر حق کی خبر دیتے ہیں۔

مثنوی خواجہ حکیم سنائی قدس سرہ

انچہ گویم یقین شدہ بیشم	حق بگویم من ازکہ اندیشم	
صد و ہفتاد و چند پارہ جگر	بدر انداخت زان لب جو شکر	کہ دراد او زہر صرف بفن
کہ فرستاد مرد را بر کوئے	زر و گوہر کہ نیست جائے وقوف	بر زمین زن بسوئے برلب جوئے
لولو و چند عقد مروارید	کہ زمیراث ہائے ہندہ رسید	کہ پذیرفت از درم مالوف
تو بخشیدم و فرستادم	گر تو این شغل را تمام کنی	کین نکو عقد مرترا دادم
بہ پسر مرترا دہم بزنے	مر مراد ختری و جان و تنے	خویشتن را تو نیک نام کنی
چہ تبر در جہان ز خود کامی	آنکہ دانی ہمین معاویہ اش	رفت باخود ببرد بدنامی
جان بداند زین غم و حسرت	باد بر جان خصم او لعنت	آنکہ دراد یہ است زادیہ اش
بخشن یاد تا بروز جزا	ای سنائی بگوئے خوب سخن	صد ہزار آفرین بار خدا
		در ثنا گذیدہ سید حسن

پس جب امیر المومنین امام حسن علیہ السلام نے شہادت پائی تو بعد جھگڑا مروان کے حضرت امام حسین علیہ السلام نے اور سب بھائیوں نے اوپر تخت سپہر کرامت کے کہکر جنت البقیہ میں لے گئے اور نزدیک والدی صاحبہ آپ کی کے یعنے پہلو میں فاطمہ بنت اسد کے دفن کیا اور عمر شریف آپکی صحیح قول سے ستاّلیس برس کی تھی اور واقع ۴۹ھ ہجری کا ہے تاریخ ابوالفدا میں مسطور ہے کہ جب معاویہ کو شہادت امام حسن علیہ السلام کی خبر پہنچی تو اوس نے بہت خوشی کی ساتھ سجدۂ شکر کا کیا اور تاریخ خمیس جلد دوم صفحہ ۲۹۴ میں مسطور ہے کہ جب معاویہ کو خبر شہادت حضرت امام حسن علیہ السلام کی پہنچی تو اوس نے باواز بلند تکبیر کہی اور کہا کہ بنی فاطمہ کی موت سب سے اعلیٰ ہے اور میرے قلب کو راحت بخشتی ہے اور تاریخ ابو حنیفہ دینوری میں ہے کہ جب وفات امام حسن علیہ السلام کی خبر معاویہ کو پہنچی تو اوسوقت حضرت عبداللہ بن عباس دمشق میں تھے جب وہ مجلس میں گئے تو معاویہ نے کہا کہ سنا تم نے کہ حسن علیہ السلام بن علی علیہ السلام ہلاک ہوا

علیہ اللہ رضی اللہ عنہ نے جانا کہ معاویہ نے اپنی خوشی ظاہر کی عبداللہ نے کہا اے معاویہ تو جو وفات
حسن علیہ السلام سے خوش ہوا گیا تو قیامت تک حکومت کرتا رہیگا اور ہم اہلبیت نبی علیہ السلام
مصیبت اور ستم میں گرفتار رہیں اللہ تعالیٰ ہمکو صبر عنایت فرمائے یہہ کہکر مجلس سے چلے گئے ۔

باب سیزدہم در بیان بعضے حالات و انتقال معاویہ بن ابو سفیان

کتب تواریخ میں وارد ہے کہ بعد شہادت امام حسن علیہ السلام کے معاویہ نے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ
سے بزرگی کو دمشق میں لانی چاہی اس لئے اوس نے چاہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا عصا مبارک اور منبر نبوی مدینہ سے اوٹھالا دیں اسنے یہہ ظاہر کیا کہ یہہ چیزیں قاتلان حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کے درمیان نہ رہنی چاہئیں بڑی تلاش سے عصا مبارک ملا لیکن جب منبر کو اٹھانے
لگے تو ایک عجب واقعہ پیش آیا یعنے سورج گرہن لگا اور تمام تاریکی ہوگئی اور دن میں ستارے روشن
اور نمایاں ہوئے اس سبب سے لوگوں نے منبر نبوی کا لیجانا خلاف مشیت الٰہی سمجھا اور معاویہ نے
اپنے زمانہ میں ایک نہر اُحد کے مقام میں ہوکر جاری کی اوسے تمام شہداء اُحد کے مزار شریف
کھودے گئے اور دوسری جگہہ دفن کئے جب حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا مزار کھودا گیا تو آپکے
پائے مبارک میں کدال کا زخم لگا اوس میں سے خون تازہ جاری ہوا کتاب انتصار الیت میں
وارد ہے کہ لوگوں کو معاویہ نے منع کیا کہ جو روایت موافق علیؑ کے ہووے اوسپر عمل نکرو اور
نہ اوس روایت کو ظاہر کرو کتاب ازالۃ الخفہ شاہ ولی اللہ دہلوی میں وارد ہے کہ معاویہ نے اپنے
ماتحت حکام کو بعد بیعت خلافت کے لکھا کہ جو کوئی فضائل علیؑ مرتضےٰ کے بیان کرے تو تم تبرا کراؤ
پس خطیبان نے حضرت علی علیہ السلام کو جمعہ کے روز معاذ اللہ لعنت کرنا شروع کیا بعدہ معاویہ نے
اپنے عمال کو لکھا کہ محب علیؑ اور اہلبیت نبوی سے جو کوئی سرشتہ میں ملازم ہوا اوسکو موقوف کرکے
صلح اور انعام اوسکو نہ دو اور جو کوئی دوست علی علیہ السلام پایا جاوے اوسکو سخت بلا میں گرفتار
کرو اور اوسکا گھر کھدوا دو ۔ محدث جمال الدین و اصل شافعی امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن بصریؒ بہت افسوس کے ساتھہ حضرت حجر بن عدی بن حاتم طائی
کے قتل کا حال بیان کرتے ہیں کہ جب کوفہ میں مغیرہ بن شعبہ حاکم ہوا معاویہ کی طرف سے تو وہ روز
جمعہ کے خطبہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ثنا اور دعا کرتا اور حضرت علی علیہ السلام کو معاذ اللہ
کا لبان اور تبرا کہتا تھا اور حضرت حجر اپنے اصحاب کے یہہ کہدیا کرتے تھے کہ یہہ لعنت تجھہ پر
ہوگی مغیرہ مذکور اونکی برداشت کرتا تھا جب کہ زیاد بدبنہاد کوفہ کا حاکم ہوا تو اوس نے بھی موافق

دستور اپنے کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دعا اور حضرت علی علیہ السلام کو تبرا کیا اور حجر بن
عدی نے اپنے دستور کے موافق کھڑے ہو کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ثنا اور صفت بیان کی یہ
بات زیاد ولد الحرام کو بہت ناگوار معلوم ہوئی فوراً اونکو گرفتار کر کے قید خانہ مین بھیجدیا اور
مین بیزبان و الدین اور عشیرہ اصحاب ہمراہی اونکے سبکو پابزنجیر کر کے معاویہ کے پاس روانہ کیا جب
وہ معاویہ کے پاس پہنچے اون مین چھ آدمی جنہون نے تبرا حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر کیا بہ سفارش
اپنے رشتہ داروں کے رہا ہوئے باقی سبکو بحکم معاویہ قتل کیا گیا۔ مورخ کہتے ہین کہ حجر بن عدی
بڑے دیندار اور عابد اور زاہد تھے ہر چند کہ حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
اونکی سفارش مین خط بھیجا لیکن وہ پہلے ہی شہید ہو گئے تھے اور ایسی ایسی حکایات معاویہ کے
ظلم کی بہت ہین اس مختصر مین گنجایش نہین معاویہ جب زندگی سے مایوس ہوا تو اوس نے وہ کام
کرنا چاہا کہ حکومت اوسکے خاندان مین موروثی ہو جاوے اس لئے کہکر اوس نے اپنے بیٹے یزید کو اپنا
جانشین کیا اور ہر شہر کے حاکم کو لکھا کہ وہان سے اوسکے بیعت کے واسطے نائب لوگ آوین معاویہ کی
غرض اس سے یہ تھی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہل بیت خلافت سے محروم رہین اگرچہ
یزید سے لوگ متنفر تھے لیکن تلوار اور زر و سیم کے زور سے معاویہ نے لوگون پر ایسا زور ڈالا
تھا کہ ہر ملک کے لوگ آئے اور یزید سے بیعت کی بنی امیہ کی سلطنت ہزار مہینے قایم رہی اور یہ
لوگ فرعونی کہلائے سوائے عمر ابن عبدالعزیز کے آخر کو اونکی قبرین عباسیون نے اوکھڑوا دین معاویہ
کی قبر مین صرف قدرے خاک ملی اور یزید پلید کی قبر مین سیاہ راکھہ کالنبا تودہ تھا۔ شاہ عبدالحق
محقق دہلوی جذب القلوب مین لکھتے ہین کہ معاویہ نے بحالت مرض الموت یزید پلید کو اپنے پاس
طلب کیا اور کہا کہ مین خوب جانتا ہون کہ تجھکو اہل مدینہ سے ایکدن واقعہ پیش آویگا سو تجھکو مناسب
ہے کہ علاج اوسکا مسرف سے کرانا کہ مسرف سے زیادہ لایق کوئی اس کام کے واسطے نہین ہے چنانچہ
یزید نے حسب وصیت پدر ہم مدینہ طیبہ پر اوسکو بھیجا اور جو ظلم اور ستم اوس نے اہل مدینہ طیبہ کے
کیا ظاہر ہے۔ صاحب مناقب مرتضوی ان مقدمات کی بابت لکھتے ہین کہ آخر کار اثر دوا دل
حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور اہل بیت معصومین علیہ السلام اور مالک اشتر
و حجر بن عدی و عمر و حمق وغیرہم کا وقت مقررہ پر معاویہ تک پہنچا جیسا کہ تاریخ احمدی مین کوفی
مین مسطور ہے کہ ایکروز رات کو معاویہ قضاء حاجت کے واسطے کسی مقام پر باہر آیا اور ایک چاہ
کو جہانکا اوس چاہ کے بخارات اوسکے منہ پر لگے پس اوسکے سبب سے تمام بال ڈاڑھی اور مونچھ کے

اوٹ گئے اور علت لقوہ ہو گئی اور سخت بیمار ہو گیا یہان تک کہ مکان پر آنا دشوار ہو گیا بستر پر پیشاب اور جانے ہی بیہوش ہو گیا دوسرے روز لوگ یہہ خبر سنکر فوج فوج اُسکی عیادت کو آئے اور دعائین دیکر چلے گئے جب معاویہ تن تنہا رہا تو دل تنگ ہو کر رونے لگا لوگون نے کہا کیون روتا ہے اوس نے کہا اسواسطے روتا ہون کہ بہت سے کار خیر تھے کہ اوسپر مین قادر تھا لیکن شومی نفس سے مین نے اونکو نکیا اسواسطے اپنے حال بد انجام پر روتا ہون اور یہہ بیماری ایسے لیلک عضو پر ظاہر ہوئی ہے کہ وہ ہمیشہ کہلا رہتا ہے اور یہہ سب بلائین میرے اوپر بسبب حق علی ابن ابی طالب کے پڑی ہین کہ دیدہ و دانستہ مین نے اوسکے ساتھہ ظلم کیا اوسکا حق غصب کیا اور حجر بن عدی بن حاتم اور تمام اصحاب اوسکے کو ناحق قتل کیا اور مین یہہ تمام بلائین بسبب محبت نور دیدہ و یزید کے دیکھتا ہون اگر اوسکی محبت نہوتی تو مین سیدہی اور سچی راہ پر چلتا لیکن محبت یزید نے مجھکو ان حرکات اور عبارات پر قایم رکھا اور آجکے دن دشمن مجھپر ہنستے ہین۔ لکھا ہے کہ وہ علت اوسپر قائم تھی اور ہر شب کو خوابہائے پریشان دیکھتا تھا اور ہر خواب مین لحظہ لحظہ ڈرتا تھا اور اکثر ہذیان بکتا تھا اور بیقرار ہو کر پانی طلب کرتا تھا ہر چند پانی بہت پیتا لیکن تشنگی کم نہوتی تھی اور ہر لحظہ غش ہوتی جاتی تھی اور ایک ایک دو دو روز بیہوش رہتا تھا اور جب ہوش مین آتا تو باواز بلند کہتا کہ آہ اے علی ابن ابی طالب مین نے تجھسے کیون جھگڑا کیا اور اے حجر بن عدی مجھکو تجھسے کیا کام تھا اور اے عمرو بن حمق مین نے تجھکو ناحق کیون قتل کیا غرض اسی حالت مین موت نے آگھیرا اسکی عمر اسی برس کی تھی اور سنہ ۶۰ ہجری تھی۔ القصہ یہہ حکایت اسواسطے لکھی گئی کہ یہہ بات کرامات امیر المومنین علی مرتضے علیہ السلام اور امام حسن مجتبے اور ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے تھی کہ دشمن اونکے اسطرح پر اس جہان سے گئے اور اب ہم ساتھہ حکم آیۃ کریمہ اور دو حدیث نبوی صحیحہ کے لکھتے ہین۔ **قولہ تعالیٰ** ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذابا عظیما۔ ترجمہ یعنے جو شخص قتل کرے مومن کو جانکر پس جزا اوسکی جہنم ہے ہمیشہ رہیگا اوس مین اور غضب ہوگا اوسپر اور لعنت اور کیا جائیگا اوسپر عذاب عظیم۔ **حدیث شریف اول** کل ذنب عسی اللہ ان یغفرہ الا من مات مشرکا او قتل مؤمنا متعمدا ترجمہ یعنے ہر گناہ امید ہے اللہ تعالیٰ بخشدیگا لیکن جو شخص مشرک مرا اور جو شخص کہ قتل کرے مومن کو جانکر یہہ حدیث رواہ ابو داؤد اور صحیح نسائی مین بروایت حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے ہے **حدیث شریف دوم**

من اعان علی قتل المؤمن شطر کلمہ لقی اللہ ملتوبا علیہ بیت من رحمۃ اللہ یعنی ابن عباس بن ابو سفیان سے روایت ہے کہ جس شخص نے اعانت اور مدد کی ہو قتل مومن کے صرف ایک کلمہ کے پس محروم ہے وہ شخص نظر رحمت خدائے قادر سے۔ پس چاہئے کہ کشندہ اہل بیت نبوی اور زہد طاہرہ رسول کریم کو دائرہ اسلام سے خارج جانیں اور بے شک وہ مشرک شمار ہوگا بیت آنکہ اورد سبب وعدہ داشت ۔ دیدن روئے بتی سود ندداشت ۔ فائدہ اہل اسلام انصاف کریں کہ معاویہ نے ان حضرات کو مسلمان جانا یا نہیں اور ہمارے مذہب کے علماء تو یہ کہتے ہیں کہ جو شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا قائل نہیں وہ کافر ہے کیا معاویہ یہی حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کا قائل تھا جسکو اکثر مسلمان اپنا مجتہد شمار کرتے ہیں۔ بغداد میں حضرت خواجہ علی بغدادی کہ علماء معتبرین اہل سنت سے تھے وہ حضرت زیارت نقشہ مزار شریف سید الشہداء کیا کرتے اور یزید پلید پر اور ہر اہیان اوسکے پر لعنت کیا کرتے تھے لوگوں نے اون سے دربارہ معاویہ کے کہا کہ کیا کہتے ہیں آپ خواجہ نے فرمایا کہ پدر اوسکے نے دندان مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید کئے اور مادر اوسکی نے جگر پاک عم رسول اللہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا اپنے دانتوں سے چبایا اور اوس نے حضرت علی علیہ السلام سے عمر بھر عداوت کی اور تبرا کہوایا اور امام حسن علیہ السلام کہ جگر گوشہ رسول کا تباہ زہر سے شہید کرایا اور پسر اوسکے یزید نے خاتمہ آل عبا کا کیا۔ اور امام شافعی علیہ الرحمۃ روایت کرتے ہیں اپنے استاد ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے کہ وہ فرماتے ہیں چار شخصوں کی گواہی صحابہ میں سے میرے نزدیک نامقبول ہے۔ معاویہ بن ابوسفیان اور عمرو بن عاص اور مغیرہ بن شعبہ اور زیاد بن سمیہ اور معتبر مورخ لکھتے ہیں کہ یہ لوگ تمام عمر اپنی زندگی کی حالت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کے منکر رہے اور آل رسول علیہ السلام پر ہمیشہ تبرا کرتے رہے اور اکثر اہل تواریخ نے عمرو عاص اور زیاد بدنہاد کو ولد الحرام لکھا ہے۔ نظم ۔ بخطر دار دآل بوسفیان ۔ کہ برارند نام شان بزبان ۔ آل مروان و آل معلہ زیاد ۔ کہ برافتند جز براہ عناد ۔ در رہ دین زیک زیاد بدانند ۔ طاغیان بچہ قوم عاد بدانند ۔ باجلی کے بود محنت دوست ۔ کہ یزید پلید نائب اوست ۔ آنکہ را عمرو عاص باشد پیر ۔ بایزید پلید باشد امیر ۔

باب چہاردہم در بیان شہادت امام حسین علیہ السلام

جب معاویہ مرا تو یزید پلید اپنے باپ کا جانشین ہوا اسکی تاریخ جانشینی کی ماہ رجب سنہ ہجری میں

وسلم یہی خواہش یہ ہے کہ میری بیعت اہل مدینہ کرین اسواسطے ایک خط بنام ولید بن عتبہ حاکم مدینہ کو لکھا کہ میری بیعت امام حسین علیہ السلام سے اور دیگر عمائد مدینہ سے لے اور اگر انکار کرین تو انکا سر کاٹکر میرے پاس روانہ کر لکھا ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام نے بیعت سے انکار کیا تو مروان نے ولید کو مشورہ دیا کہ انکا سر کاٹ لے پس ولید نے کہا اے مروان تو مجھکو قتل ابن رسول اللہ کی ترغیب دیتا ہے اور نہین جانتا کہ حق تعالے ہر فرد حساب قاتل حسین علیہ السلام کو عذاب عظیم مین گرفتار کریگا۔ نظم۔

روز جزا گشندہ فرزند مصطفے ✦ بے شبہہ لایق درکات جہنم است ✦ پس کور دل کسے کہ کند قصد شہر دی
کو نور چشم سید اولاد آدم است ✦ جب مدینہ مین مروان الحکم ظالم نے امام حسین علیہ السلام کو تنگ کیا
تو آپ نے ارادہ روضگی مکہ کا کیا اور روضہ مقدس رسول کریم پر تشریف لائے اور سلام کرکے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ مین فرزند آپکی دختر فاطمہ زہرا کا ہون اور مین وہ ہون کہ آپ نے وقت رحلت اپنی کے
اپنی امت سے میری رعایت اور تعظیم اور تکریم کی وصیت فرمائی تہی اور شرف اولاد اپنی کا بیچ مکتہ اذکر
کم اللہ فی اہلبیتی کے بتایا تہا یعنے قسم دیتا ہون تمکو اللہ تعالے کی بیچ تعظیم اہلبیت اپنی کے سو بیاروڈالا اوس
امت نے فرمان آپکا اور بہلا دیا اپنے دل سے اوسکو اور مجھکو محروم اور مہجور چہوڑا پس یہہ مجمل بیوفائی
اون جفاکارون کی ہے اور جب ملاقات کرون مین آپ سے یا رسول اللہ تو اوسوقت مفصل حال بیان
کرونگا پس یہہ کہکر بہت روئے اور نماز ادا کرکے سرا پنا مزار اقدس پر رکہا اور چشم بند کی یہانتک دیکہا
خواب مین کہ رسول اللہ معہ ملائیکہ گہار کے تشریف لائے اور امام حسین علیہ السلام کو اپنے سینہ مبارک سے
لگایا اور درمیان دونون چشم کے بوسہ دیا اور فرمایا اے حسین گویا مین دیکہتا ہون کہ عنقریب لوگ امت
میری کے کربلا مین تجھکو شہید کرین گے اور تیسرے تشنگی کے ہوگا اور وہ پانی نہ پینگے اور باوجود اس حرکت
کے بہی میری شفاعت کی امید کرین گے لیکن وہ شفاعت میری سے محروم رہین گے اور اے حسین تیری مادر
اور پدر و برادر دنیا سے میرے پاس طول آئے ہین اور تیرے دیدار کے مشتاق ہین اور تو بہی اندوہناک
اور غمگین میرے پاس آویگا اور تیرے واسطے بہشت مین درجات عالی ہین کہ وہ بدون شہادت کے
نہین پاسکتا ہے حضرت امام حسین نے عرض کیا خواب مین کہ یا جد ✦ مین اب دنیا مین واپس جانا نہین
چاہتا ہون مجھکو پکڑ لو اور قبر مین اپنے پاس لیلو آنحضرت صلعم نے فرمایا اے حسین تجھکو بغیر رجوع دنیا کے
چارا نہین اسواسطے کہ شہادت پاکر ثواب عظیم کو پہنچیگا پس امام حسین علیہ السلام خواب سے بیدار ہوئے
اور خیال جمال مبارک جد بزرگوار نظر مین تہا اور سرور بشارت شہادت اور مژدہ پہنچنے درجات عالی
کا کانون مین بہرا ہوا تہا بیت خواب و بیداری شان ہر دو یکے ✦ خواب صورت مین ہمیشہ در شکے ✦

دوسرے روز جنت البقیع مین واسطے زیارت امام حسن علیہ السلام کے تشریف لیگئے اور بھائی سے
رخصت طلب کرکے اوپر قبر شریف والدہ بزرگوار کے آئے اور عرض کیا السلام علیک یا امۃ حسین
واسطے رخصت کے خدمت عالیہ مین حاضر ہوا ہے پس روضۂ اطہر فاطمہ علیہ السلام سے ایک آواز اسطرح
آئی کہ وعلیک السلام اے مظلوم مادر اور اے شہید مادر پس امام حسین علیہ السلام اوسجگہ پر دیر تک رو
رہے اور رخصت ہوکر پھر اوپر مزار شریف رسول اللہ صلعم کے آئے تاکہ آخر شب رخصت بجالاوین پس
سلام کیا اور رخصت چاہی اور نماز ادا کی اوسیوقت خواب نے غلبہ کیا حضرت رسول کریم کو پھر خواب مین
دیکھا کہ سر مبارک حسینؑ کو اپنی گودی مین لیا امام حسین علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جفائے
بیوفا سے لاچار ہون اور بغربت آپکی زیارت سے محروم رہتا ہون اور ایسا دیکھتا ہون کہ پھر آپکی زیارت
مجھکو نصیب نہوگی پس فرمایا نواسۂ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نزدیک ہے کہ میرے پاس پہنچے تو اور دیکھتا
ہون مین تجھکو بیوکا اور پیاسا اور پر خاک کربلا کے پڑا ہوا اور تن نازنین تیرا زخمون سے چور چور ہوا اور
سر تیرا تن نازک سے جدا ہووے اور اے حسینؑ صبر کیجو اوسوقت پر اور اپنے کام مین مردانہ رہیو
اور بہت مدت نگذریگی کہ تو بھی مانند اپنے باپ اور بھائی اور مادر کے مغموم اور مظلوم نزدیک میرے
آویگا لیکن جب میرے پاس آویگا تو اوپر خوان بہشت کے بیٹھے اور بیوہ مراد در خزان عنایات خالق
العباد سے چنیگا تو امام حسین علیہ السلام روایت کرتے ہین کہ دیکھا مین نے کہ چہرۂ مبارک رسولؐ خدا جو کہ
گلناری تھا وہ زعفرانی ہوگیا اور بال مبارک گرد اور غبار مین آلودہ تھے پس دشمن اور عرض کیا
یا رسولؐ اللہ کیا حالت ہے اسوقت آپکے اوپر پس فرمایا کہ اے نور دیدۂ من وای فرزند پسندیدۂ
من یہہ نشان ہے خاک کربلا کا جو کہ تو دیکھتا ہے پس امام حسین علیہ السلام خواب سے بیدار ہوئے اور
اپنی شہادت کو یقینی جاکر ترک وطن کا ارادہ کیا اور سب اہلبیت کو ہمراہ لیکر چوتھی شعبان سنہ ۶۰ ہجری
روز جمعہ کو مکہ معظمہ مین پہنچے اور ماہ شعبان اور رمضان وشوال تک مکہ مین قیام فرمایا اسی عرصہ مین
کوفیون کے ڈیڑھ سو خط متواتر پہنچے تب آپنے مجبور ہوکر اپنے بھائی عم زادہ حضرت مسلم بن عقیل رضی
اللہ عنہ کو کوفہ کی طرف روانہ فرمایا جب حضرت مسلمؑ کوفے مین پہنچے لوگون نے بہت تعظیم کی اور
ہزار ہزار آدمیون نے بیعت کی اور روز بروز تعداد بڑھتی گئی یہانتک ایک لاکھ چالیس ہزار آدمی
کی تعداد ہوگئی اور سب باتون کی خبر متواتر حضرت مسلمؑ نے امام حسین علیہ السلام کو پہنچائی لیکن نعمان بن
بشیر جو حاکم کوفی کا تھا اس امر مین چشم پوشی کی مگر یہہ سب خبرین یزید بن معاویہ کو دمشق مین پہنچتی تھین
اسواسطے اوس نے عبید اللہ بن زیاد بدنہاد حاکم بصرہ کو لکھا کہ کوفے کی حکومت اپنے تصرف مین لاوے

اسپر پوشیدہ طور سے وان پہنچے اس نے اس نازک حالت کو دریافت کیا اور تھوڑے سے آدمی سے عربی
عباس بن کوفہ مین پہنچا اہل کوفہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے انتظار مین تھے کہ عبید اللہ ابن زیاد
کے وقت وہان پہنچا لوگون نے اوسکو نواسہ رسول اللہ سمجھکر گھیر لیا لیکن سوارون نے کہا کہ تو
سمجھا ہے ابن زیاد ہے پس لوگ افسردہ ہوکر پیچھے کو ہٹ گئے اور ابن زیاد قلعہ مین داخل ہوا اور طرف
دار ان امام علیہ السلام کے مجمع کو توڑ دیا یہان تک حضرت مسلم اکیلے رہگئے چونکہ حضرت مسلم نہنی
شجاع تھے بہت سے آدمیون سے جنگ کی مگر آخر کو لوگون نے گرفتار کیا اور ابن زیاد بدنہاد کے پاس
لیگئے اوس نے قلعہ کی دیوار پر سے گروا کر شہید کرا دیا اور دو صاحبزادے جو پوشیدہ ہوگئے تھے
پکڑوا کر اونکو بھی شہید کرایا اور سر مبارک حضرت مسلم کا یزید پلید کے پاس روانہ کیا شہادت حضرت
مسلم کی آٹھوین ذی الحجہ کو ہوئی اور حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے دو صاحبزادے محمد اور ابراہیم کو
بھی ابن زیاد بدنہاد کے کوفہ مین سے ڈھونڈھوا کر شہید کروایا تھا۔ اور جس تاریخ حضرت مسلم شہید ہوئے
اوسی تاریخ حضرت امام حسین علیہ السلام نے مع اہلبیت اطہار کے کعبہ سے کوچ کیا حضرت امام کو عبداللہ
ابن عباس نے بیوفائی کوفیونکی جتائی اسپر آپ نے فرمایا کہ ایک مینڈھا محرم شریف مین ذبح ہونے والا ہے
مین نہین چاہتا ہون کہ وہ مینڈھا یہان رہکر مین بنون اور حرم محترم کی حرمت میرے سبب سے جاوے
پس امام نے کوچ کیا اور منزل بطن الرعہ مین پہنچے وہان سے ایک خط کوفے کو بدست قیس بن مسہر کے
روانہ کیا ابن زیاد نے اونکو گرفتار کیا اور کہا کہ حضرت علی اور حسنین علیہم السلام پر لعنت کر جب قیس نے
انکار کیا تو اونکو برج قلعہ پر سے گروا دیا اور وہ شہید ہوئے حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت مسلم
اور اپنے قاصد کا حال سنکر بہت گریہ کیا اور ایک آیت قرآن مجید کی پڑہی جسکا مضمون یہہ تہا۔ اے
اللہ تعالے اونکا مکان باغ جنت مین ہو اور ہمکو بھی اونہین کے ساتھہ اپنی رحمت مین ملا۔ دوسرے
روز منزل ثعلبہ مین پہنچے اور اپنی ہمشیر صاحبہ زینب کی گود مین آرام فرمایا ناگاہ خواب سے بیدار ہوئے
اور آنکھون سے آنسو جاری تھے حضرت ام کلثوم نے عرض کیا کہ اے جگر گوشۂ رسول اللہ والے نور دیدۂ
مرتضے والے سرور سینہ فاطمہ علیہم السلام کیون گریہ کرتے ہو خیر تو ہے امام مظلوم نے فرمایا کہ اسوقت
مین نے جد بزرگوار اپنے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا ہے روتے ہوئے اور
فرماتے ہین اے حسین بہت جلد تو میرے پاس آویگا اور ایک سوار کو دیکھا کہ وہ میرے پاس کہڑا ہوا کہ
رہا ہے کہ جلدی کر کہ موت بھی تجھے جلدی کرتی ہے پس بیدار ہوا مین اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے رونے سے مین بھی روتا ہون یہہ حال سنکر حضرت ام کلثوم اور تمام بیبیان حرم عصمت کی

بیعت کرے کیا اسی حالت میں آپکو اکیلا رسوا کر رسالہ معہ سرداری عمر قوم تمیم کے ملا اور اس نے کہا کہ ہم
ابن زیاد کے پیچھے ہوئے ہیں اور آپکو گرفتار کرکے کوفے کو لیجاوینگے یہہ بات ظاہر میں بیان کی اور
حضرت امام علیہ السلام سے کچھ حال بیان کیا پوشیدہ ہوکر اور یہہ بھی کہا کہ آپ نجکے وقت کسیطرف
کو تشریف لیجاوین اور ظلم ظالم سے نجات پاوین چنانچہ آپ تین شب متواتر چلے مگر اوسی کربلا کی زمین
میں ہر بار تشریف لائے آخر کو دریافت کیا کہ یہہ کونسی سرزمین ہے لوگون نے عرض کیا کہ یہہ مقام کربلا
ہے پس فرمایا امام مظلوم علیہ السلام نے۔ ترجمہ نظم۔ گر نام این زمین بیقین کربلا بود ✤ اینجا نصیب
ہمہ کرب بلا بود ✤ اینجا بود کہ تیغ بر آل نبی کشند ✤ وینجا بود کہ ماتم آل عبا بود ✤ کار محذرات من
اینجا تبہ شود ✤ پشت سبازران من اینجا دوتا بود ✤ ریزند در مصیبت من آب چشم خویش ✤ ہر مرغ و
ماہی کہ در آب و ہوا بود ✤ پس حضرت امام حسین علیہ السلام نے کربلا میں نہر فرات کے کنارے قیام
کیا۔ تاریخ طبری میں ہے کہ امام مظلوم نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معہ جماعت
فرشتون کے تشریف لائے اور فرمایا اے حسینؑ دشمن تیرے قتل کو تیار ہیں لیکن یہہ لوگ قیامت کے
روز میری شفاعت نہ پاوینگے اور واسطے تیرے بہشت آراستہ اور مادر و پدر تیرے منتظر ہیں پس
یہہ کہکر بہت روئے اور ہاتھہ اوپر سینہ مبارک امام حسین علیہ السلام کے مار کر فرمایا اللھم اعط حسین
صبرا واجرا۔ اے خدا حسینؑ کو صبر اور اجر دونون عطا فرما۔ جب عبید اللہ ابن زیاد کو خبر امام مظلوم
کی کربلا میں وارد ہونے کی پہنچی تو اوس بدنہاد نے چالیس ہزار سے زیادہ لشکر بسرداری عمر بن سعد و
عمر ازدی الجوشن و یزید کلبی و حصین بن تمیمہ سکونی و عمرو بن قیس و نفر شامی و حجاج بن الحر و غیرہ لعینون
کے بھیجا ان ظالمون نے ساتوین محرم کو خیمہ ہائے اہلبیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہر فرات سے
اوٹھا دیئے اور اہلبیت نبوی پہہ پانی بند کیا اور تین روز تک اہلبیت اطہار اور طفلان شیر خوار مارے
پیاس کے العطش العطش کرتے تھے اور کوئی شقی ازلی فریاد نہ سنتا تھا۔ نور العین روایت کرتے ہین
کہ دسوین شب اوائل صبح مین بلندی آسمان سے یہہ آواز آئی کہ یاحسین اللہ ارکبی یعنے اے حسینؑ خدائے
تعالےٰ کے سوار ہو کر ہنگام جنگ آپہنچا اور کمر بستہ ہو جاؤ کہ وقت رحلت منزل پر پہنچا پس یہہ آواز
ام کلثوم نے سنی اور سائر بیبیون کے رونی چلائی امام حسین علیہ السلام کے پاس پہنچین اور کہا کہ
اے بھائی یہہ آواز آپنے بھی سنی جو آسمان پر سے آئی حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ ہان
اور اس سے زیادہ عجیب دیکھا مین نے کہ اسوقت سے ایک لمحہ پیشتر نور باصر و چشم بصیری کا آسمان کی
نظارہ نگاہ ملکوت مین مشغول ہوا ساتھہ حکم وراثہ جدی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ

فرمایا کہ ہر چند میں نے چشم ہم خواب کے تھی اور دل بیمار تھا پس دیکھا میں نے چند کتوں کو کہ مجھ
پر حملہ کرتے ہیں اور ایک کتا ان میں سفید رنگ زیادہ ہیبت ناک ہے اور تر دیک میرے آتا ہے پس مجھکو گمان ہے کہ قاتل
میرا وہی ہے یعنے اوسکے بدن پر سفید داغ ہیں اور ساتھ اسی حالت خواب کے جد بزرگوار میرے محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں اے فرزند من وائے آل محمد وائے مظلوم ترین فرزندان
ان اسوقت تمام انبیاء علیہم السلام واسطے استقبال روح تیری کے آئے ہیں اور ساتھ مرتبہ بزرگ اور
درجات عالی کے بشارت دیتے ہیں پس تو بھی کوشش اور سعی بلیغ کر اور آج کی رات ہمارے پاس روزہ
افطار کر اور توقف کو رد انکر نا اور یہی دیکھا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک
فرشتہ پس فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ اے حسین اسکو جانتے ہو تم عرض کیا کہ نہیں پس فرمایا یہہ فرشتہ ہے
اور زمین پر آیا ہے ساتھ شیشہ سبز کے اسواسطے کہ خون تمہارا اس شیشہ میں بھرے اور نگہبانی کرے
حضرت ام کلثوم یہہ سنکر زار زار گریہ کرتی تھیں پس امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے بہن صبر کر اور
سب اہلبیت میری کو لاکہ وقت الوداع کا قریب ہے۔ بیت الوداع اے دوستان کین دم
سفر خدا بیم کرد ✦ سکن اصلی خود جائے دگر خواہیم کرد ✦ پس تمام اہلبیت جمع ہوئے اور حضرت امام
مظلوم ہر ایک بچے کا منہہ پکڑ پکڑ کر چومتے اور سینہ سے لگاتے پھرتے تھے اس حال کو اہل حرم نے دیکھکر
شور اور غل مچایا اور گشتی صبر و شکیب کی۔ بیچ گرداب اضطراب کے پڑی بیت اشک کا دریا ہر اک
کی چشم سے جاری ہوا ✦ کربلا میں آہ شور نالہ وزاری ہوا ✦ الغرض بعد رخصت اور وداع کے امام
مظلوم نے اپنے یاروں اور عزیزوں کے ساتھہ نماز صبح تیمم سے ادا فرمائی اور یاد الٰہی میں مشغول ہوئے
کرنا گاہ آواز نقارۂ حربی کی بلند اصحاب میں بلند ہوئی اور فوج نے میدان میں برپا نمودا اور اہل منہ
سوار ہونے کی آواز بلند کی پس حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے خیمہ میں تشریف لائے اور عمامہ پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک پر رکھا اور شمشیر حمایل کی اور زرہ زیب بدن فرما کر باہر آئے اور
گھوڑے رسول کریم پر سوار ہو کر معہ لشکر خدائے تعالے کے میدان میں تشریف لائے اور آواز بلند فرمائی
کہ اے اہل عراق و شام تمکو قسم ہے خدا تعالے کی تم یہہ جانتے ہو کہ میں نواسہ رسول اللہ کا اور جگر پارہ حضرت
فاطمہ زہرا اور فرزند علی مرتضے اور برادر امام حسن مجتبے کا ہوں اور چچا میرا جعفر طیار طائر جنت عالی کا
اور پدر بزرگوار کا چچا میرا حمزہ سید الشہدا ہے جب یہہ آپ نے فرمایا تو اوس قوم بدانجام نے کہا کہ ہم جانتے
یہہ تیرا کہنا سب سچ ہے اوسوقت امام مظلوم نے فرمایا جبکہ تم مجھکو سچا جانتے ہو تو کیونکر میرا قتل کرنا تم نے
درست جانا ہے اور وہ پانی کہ جو یہود اور نصاریٰ اور جانور اور سگ اور خوک پیتے ہیں اوس کو تم نے

اہلبیت رسالت اور جگر پارہ نبی کریم پر بند کیا ہے کہ جسکے سبب اہلبیت میرے کی جان ہلاکت کو پہنچی
اور مجھونے لکھکر طلب کیا اور آج میرے قتل پر تیار ہو کل کے روز خدائے تعالے اور رسول کریم کو
کیا جواب دوگے بیت لرزے عرش روز قیامت کر جگہ آہ و کہونگے وائے وائے شہیدان کربلا
جسکا نام برحق نے فرمایا الحمد للہ میری حجت تمہیر تمام ہوئی یہہ فرماکر اپنے لشکر میں تشریف لائی جب
امام مظلوم کی آواز حر بن یزید ریاحی تمیمہ کے کان میں پہونچی اوس نے اپنا گھوڑا جانب داری امام برحق
دوڑایا سر اپنے بھائی اور بیٹے اور غلام کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ میں نے اول آپکو
روکا تھا اور اب میں ہی آپ کے اوپر اپنی جان فدا کرونگا اور ان اعداء دین سے جنگ کرونگا تاکہ شفاعت
جد بزرگوار تمہارے کی روز قیامت مجھکو نصیب ہو پس جنگ کی اجازت فرمایئے چونکہ ہر غازی کی جنگ
کا تحریر کرنا اس رسالہ میں طول ہے اسواسطے شہدا کربلا کے نام حسب ترتیب تحریر ہیں۔

حر بن یزید ریاحی تمیمی و مصعب برادر و حر علی بن حر عمرو غلام حر زہیر بن اسد عبداللہ بن کلب بریر بن خضیر
کلبی وہب بن عبداللہ کلبی عمرو بن خالد اردی خالد بن عمرو سعد بن حنظلہ تمیمی عمر بن عبداللہ مذحجی
وقاص بن مالک شریح بن عبداللہ مسلم بن عوسجہ اسدی حبیب بن عوسجہ ہلال بن نافع بجلی جدید نوشہ
ہاشم بن عتبہ بن وقاص برادر زادہ سعد بن وقاص حبیب ابن مظاہر حافظ صحابی رسول اللہ حرہ غلام
ابوذر صحابی یزید بن مہاجر جعفی انیس بن معقل اصبحی عبداللہ بن یزنی یحیی بن سلیم المازنی عبداللہ بن
عروہ غفاری عبدالرحمن بن عروہ غفاری مالک بن انس بن مالک عمرو بن مطاع الجعفی حابس بن
شبیث شاکری غلام حابس حجاج بن مسروق موذن امام حسین علیہ السلام سیف بن حارث بن سریع
مالک بن عبد بن سریع غلام ترک امام زین العابدین علیہ السلام حنظلہ بن سعد عجلی یزید زیاد الشبا سعد
بن الحنفی جنادہ بن حارث عمرو بن جنادہ مرہ بن ابی مرہ غفاری محمد بن مقدار رضی اللہ عنہ عبداللہ بن
ابوجانہ رضی اللہ عنہ قیس بن مسہر قیس بن ربیع اشعث بن سعد عمرو بن قرظہ عظم عماد بن انس
محمد بن انس اسد بن ابی دجانہ پیروان غلام امام حسین علیہ السلام قاسط بن زہیر تغلبی کردوس
بن زہیر تغلبی سلمان غلام امام حسین علیہ السلام فضل بن علی علیہ السلام عبداللہ بن مسلم رضی اللہ عنہ
جعفر بن عقیل عبدالرحمن بن عقیل محمد بن عبداللہ عون بن عبداللہ یہ فرزندان حضرت زینب علیہا السلام
کے ہیں عبداللہ بن امام حسین علیہ السلام حضرت قاسم بن امام حسین علیہ السلام نوشہ ابوبکر بن علی علیہ السلام
حضرت عمر بن علی علیہ السلام حضرت عثمان بن علی علیہ السلام حضرت جعفر بن علی علیہ السلام حضرت
عون بن علی علیہ السلام حضرت عباس بن علی علیہ السلام حضرت علی اکبر بن امام حسین علیہ السلام

حضرت علی اصغر معصوم بن امام حسین علیہ السلام اجمعین - یہ سب کربلا مین تین پہر کے عرصہ مین شہید ہوگئے اور حضرت امام حسین علیہ السلام تن تنہا معہ مخدرات اہلبیت نبوت کے باقی رہگئے پس آہ سوزناک جگر سے کھینچکر فرمایا ترجمہ کلام اے دریغا دیدہ انصاف گریا بدی ✦ سبط پیغمبر چرا در کربلا تنہا بدی ✦ بر غریبی حسین و درد او کہ بستی ✦ حضرت ختم النبیین گردران صحرا بدی ✦ بر لبے تو آنستی کشیدن تیغ در ریش کسے ✦ گر علی مرتضے باذوالفقار آنجا بدی ✦ فاطمہ از حسرت اندوہ لب تشنگان ✦ جامہ بر تن چاک کردی گودران غوغا بدی ✦ گر حسن بودی دران صحرائے پر کرب بلا از غم و سوز برادر دلدہ و شیدا بدی ✦ راوی کہتا ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کہ بشدت بیمار تھے اور طاقت نشست و برخاست کی نہ تھی لیکن جب دیکھا پدر بزرگوار اپنے کو تنہا پس بستر سے کھڑے ہوئے اور نیزہ ہاتھہ مین لیکر میدان جنگ کی جانب کو چلے جب دیکھا امام برحق نے کہ فرزند بیمار میدان کو جاتا ہے پس بہ تعجیل تمام دوڑے اور فرمایا اللہ اللہ اے فرزند لوٹ پیچھے کو کہ نسل میری دنیا مین تجھسے باقی رہے گی اور تو باپ امامون اہلبیت نبوی کا ہے اور تیری نسل قیامت تک منقطع نہوگی اور مین نے تجھکو وصی اپنا گردانا ہے اور جو امانت جد بزرگوار اور پدر عالی وقار سے پائی ہے وہ تیرے سپرد کرتا ہون ایک قرآن کہ کلام الٰہی ہے دوسرا مصحف فاطمہ و جفر ابیض و جامع و جفر احمر و علم قیافہ و مزبور اور باقی علوم کہ سوائے ائمہ اہلبیت نبوت کے اور کسیکو ان علومونکی اطلاع نہین دی گئی ہے القصہ امام حسین علیہ السلام بعد وصیت فرمانے کے حضرت زین العابدین کو خیمہ مین لائے اور تمام اہلبیت اپنے کو رخصت فرماکر گھوڑہ رسول اللہ پر سوار ہوئے اور ارادہ میدان کا کیا پردہ نشینان عصمت حضرت حسین کی پیچھے دوڑین اور عرض کیا کہ اے شاہ واویلا ہمکو اکیلا چھوڑا امام نے فرمایا کہ تمکو خدا تعالے کے سپرد کیا کہ وہ وکیل میرا ہے اور ہر مشکل مین تمہاری کافی ہے پس جب امام حسین علیہ السلام میدان مین پہنچے تو یہہ رجز باواز بلند آغاز کیا نظم جد من خیر الورا افضل ترین انبیا است ✦ آفتاب اوج عزت شمع جمع اصفیا است ✦ منتہا پدر گرا بر شمارم دور نیست ✦ دودمان لائق و بدر برج دل آرای است ✦ تشنہ لب رفتند یاران دمن از پے میروم ✦ در قیامت حضرت حق حاکم ما و شما است ✦ اور پھر فرمایا اے ظالمون میرے جد و پدر و مادر تمکو بروز قیامت حوض کوثر کا پانی نہ پینگے - نور الائمہ امام جار اللہ العلامہ علیہ الرحمۃ سے نقل کرتے ہین کہ جب امام حسین علیہ السلام میدان کربلا تنہا کھڑے تھے کہ ناگاہ گرد اور غبار نظر آیا اور اوس مین ایک شخص مہیب صورت عجیب شکل گھوڑے پر سوار دیکھا کہ سر اوسکا مانند اسپ کے اور پاؤن اوسکے مانند شتر کے تھے روبرو امام دوجہاں کے

آیا اور سلام کیا حضرت مظلوم نے فرمایا اے نیک بخت تو کون ہے اوس نے عرض کیا میں غلام ہوں
میں سردار ہوں جنات کا اور نام زعفر زاہد ہے اور لشکر میرا اسی جنگل میں پڑا ہے جب سے کہ حضرت
علی علیہ السلام جاء بیر العلم میں تشریف لیگئے اور دیو وں کو جنگ کر کے مسلمان کیا تھا تو میرے باپ کو اپنا
سردار بنایا تھا اوسکے بعد وفات کی دیو لوگ میری فرمانبرداری کرتے ہیں اگر حکم فرمایئے تو ساتسو
بے ایمانوں کو مردود دوں کے جنگ کروں میں امام مظلوم نے منظور نہ فرمایا اور زعفر جنی کو رخصت کیا
اور خود میدان میں جا کر ایک حملہ میں نہر فرات تک چار سو اعدار دین کو جہنم واصل کیا اور دوسرے
بار آپ نے اپنی انگلی سے اشارہ طرف ایک صف کے کیا اون سبکے سر ایکبارگی اُتر گئے لیکن فوراً ہی اللہ
تعالے کی جانب سے آپکو الہام ہوا کہ اے حسینؑ غصہ نکر و تمہاری قسمت میں شہادت لکھے ہے صبر کرو
پس آپ نے جنگ سے ہاتھ روک لیا کہ اسی حال میں ملعون طرف خیمہ اہلبیت کے گئے امام مظلوم نے
آواز دی کہ اے آل ابوسفیان اگرچہ دین اپنا تمنے برباد کیا ہے لیکن خیمہ اہلبیت نبوت کی طرف نجاؤ
کہ وہ اہل عصمت ہیں اور غرض تمہاری مجھسے ہے سو میں موجود ہوں پس لوگ خیمہ کو چھوڑ کر امام مظلوم
کی طرف گئے اور آپکر اسقدر زخمی کیا کہ جسم اطہر میں کہیں جگہہ باقی نہ تھی آپ زخموں سے چور ہوئے
اور نشہ شراب عشق الہی میں مخمور ہوئے تو گھوڑے سے جدا ہو کر زمین پر پہنچے اور رو بقبلہ کر کے
مناجات حق تعالے میں مشغول ہوئے کہ ایک ایک دو دو ملعون سر مبارک جدا کرنیکو آتے تھے اور غرض
کیا کرتے کہتے تھے بیت خون کرنا ل احمدؐ کا نہیں ہے سہل کام ❊ خاک غم جو اوپہ ڈالے اوسکا
ہے دوزخ مقام ❊ کتب معتبرہ میں وارد ہے کہ شمر ملعون ..... بہت جلد حضرت کے سینہ
مبارک پر چڑھا امام مظلوم نے آنکھہ کھولکر دیکھا اور کہا تو کون ہے اپنا سینہ اور منہہ دکھا چونکہ سینہ
ملعون پر سفید داغ برص کے تھے اور دانت مثل خوک کے باہر تھے پس فرمایا امام حسین علیہ السلام نے
صدق جدی رسول اللہ اور فرمایا کہ اے شمر میرے سینہ سے اُتر تاکہ میں نماز خالق العباد ادا کروں کہ
ورثہ میرا پدری ہے کہ اندر نماز کے زخم کھاؤں میں شمر ملعون سینہ سے اوٹھا اور امام مظلوم نماز میں
مشغول ہوئے لیکن ظالم ملعون کو صبر نہوا اور سجدہ حق تعالے میں سر مبارک جدا کیا انا للہ وانا الیہ راجعون
رباعی خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ۔ شاہست حسینؑ بادشاہست حسینؑ ❊ دین ہست
حسین دین پناہ ست حسین ❊ سرداد ند دست در دست یزید ❊ واللہ کہ بنائے لا الہ ہست حسینؑ ❊
اور تمام کتب معتبرہ میں وارد ہے کہ جسوقت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے اوسوقت شور اور غلغلہ
شہروں اور ملکوں میں بلند ہوا اور آفتاب سیاہ ہو گیا اور زمین لرز گئی اور آسمان اور فرشتہ اور انسان

اور جنگل کے جانور اور دریائی جانور سبکے سب نے نوحہ و آواز بلند کیا اور تین روز تک دنیا اندھیرا رہا
اور تین روز کے بعد آسمان پر ظاہر ہوئی اور خون آسمان سے بستدر برسا کہ در اور دیوار تک
خراسان و شام و عراق کے بھر گئے اور خون تیروں کے نیچے جا ہوا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ پہلے قتل
امام حسین علیہ السلام سے سرخی شفق آسمان پر نہ تھی ابن جوزی نے کہا ہے کہ یہ سرخی شفق غضب
اور غصہ ہے اللہ تعالیٰ کا روایت ہے کہ گھوڑا امام کا خون پیشانی میں ملکر خیمہ حرم کے در پر گیا
اہلبیت نے خالی گھوڑا دیکھکر نوحہ اور فریاد بلند کی اور کہا بیت چہ کردی خداوند اسلام را چہ
کردی شہنشاہ ایام را ✦ چہ خاک است اے اسپ بر روئے تو یا خون کہ میرخ است این روئے تو
پس گھوڑے نے نوحہ کیا اور سر اپنا زمین پر مارا اور منہ اپنے کو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام
کے پاؤں پر ملتا تھا ابو المؤید خوارزمی نے روایت کی ہے کہ گھوڑے نے اتنا سر اپنا زمین پر
پٹکا کہ جان تن سے روان ہوئی ابو المفاخر کہتے ہیں کہ جنگل کو چلا گیا اور
بعد قتل امام مظلوم کے ملعون نے خیمۂ اہلبیت پیغمبر علیہ السلام کو لوٹ لیا اور امام زین العابدین
کرنا چاہا لیکن عبید بن مسلم نے ظالمون کو روکا۔ تاریخ ابو حنیفہ دینوری میں ہے کہ
سر مبارک آپکا خولی کو دیکر نزدیک ابن زیاد بد نہاد کے بھیجا اور خود کربلا میں
لشکر اپنے کو جمع کیا اور نماز جنازہ پڑھکر دفن کیا اور تن مقدس امام دو جہان و دیگر شہدا
اسیطرح خاک و خون میں غلطان چھوڑا جب حضرت زینب نے تن پاک خون آلودہ اپنے بھائی
دیکھا پس چلاکر فریاد کی واجداہ و امحمداہ یا رسول اللہ یہ ہے جسم تیرے حسینؑ کا ہے کہ بوسہ
منہ اسکے دیتے تھے اور منہ اور سینہ اوسکے رکھتے تھے اور یہ اہلبیت آپکے اس خویش
ساتھ اس خواری کے گرفتار ہیں پس اس بیان حضرت زینب سے تمام لوگ لرزان تھے۔
حضرت خواجہ حکیم سنائی قدس سرہ فرماتے ہیں فاطمہ جامہ چہ بدرید و چہ دون
بیاریدہ بچہ از دیدہ ✦ مصطفےٰ روئے باخراشیدہ ✦ علی از دیدہ خون بپاشیدہ ✦ حسن از غم کردہ جوں
کبود ✦ زینب از دیدہ ہا براندود ✦ شہربانوئے پیر گشت حزین ✦ علی اوسط سند سخ پر چین ✦ غرض کہ
نہایت صحیح اور معتبر کتب سے معلوم ہوا ہے کہ ابن سعد نے سر ہائے شہدا کو ہر گروہ لشکر پر تقسیم کیا اور بارہ
صحیح کو کربلا سے کوفہ کی طرف روانہ ہوا اور عورات عصمت اہلبیت نبوت کو سر و پا برہنہ بے پالان اونٹوں پر
سوار کرکے لیگیا خواجہ سنائی قدس سرہ نے فرمایا۔ شہربانو و زینب گریان ✦ ماندہ در محمل
ناکسان حیران ✦ سر برہنہ بر اشتر و پالان ✦ پیش ایشان زدہ دل نالان ✦

باب پانزدہم در بیان آنکہ یزید پلید سوال۔ نزدیک اہل سنت و جماعت کے قتل حسین ذنب ہے قتل امام حسین علیہ السلام کیونکر کفر ہوا۔ **جواب** کتاب تشریح اور خلاصہ مین ہے کہ ایذا اور اہانت کرنے والے کی ایذا اور اہانت حسین علیہ السلام کی حضرت مصطفےٰ علیہ السلام تک پہنچتی ہے اور ایذا اور اہانت رسول خدا کی باتفاق کفر اور موجب لعن کا ہے جیسا کہ قذف حضرت ابوبکرؓ و حضرت عائشہؓ و حضرت عمرؓ و حضرت علی علیہ السلام اور انکی اولاد کا کفر ہے چنانچہ **قولہ تعالےٰ** اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا۔ ترجمہ جو کہ لوگ کہ خدا اور رسول کو ایذا دیتے ہین لعنت کرتا ہے اوپر انکے خدا دنیا اور آخرت مین اور تیار کیا ہے واسطے اون کے عذاب سخت۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ ایذا اہل بیت رسول خدا کفر ہے اور کفار پر لعنت ہے۔ صاحب تفسیر کشاف کہتے ہین کہ یہہ آیت پنجتن اور نو لوگون کے نازل ہوئی ہے کہ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ایذا دیتے تھے **ترجمہ حدیث** شرف النبوۃ اور کشاف مین وارد ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ حرام کی جنت اوپر اوس شخص کے کہ جسنے مجھپر ظلم کیا اور رنج پہنچایا مجھکو بسبب رنج پہنچانے اولاد میری کے۔ **ترجمہ حدیث** مصابیح مین ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ فاطمہؓ ٹکڑا ہے گوشت میرے کا جسنے اوسکو ایذا دی اوس نے مجھکو ایذا دی۔ پس ایذا اور اہانت حسین علیہ السلام ایذا رسول اور فاطمہؓ صلوۃ اللہ علیہ السلام کی ہے اسواسطے کہ درد فرزند کا مادر اور پدر پر پہنچتا ہے۔ پس اثبات سے معلوم ہوا کہ ایذا اور اہانت حسین علیہ السلام ایذا ہے حضرت مصطفےٰ و مرتضیٰ و زہراؓ صلوۃ اللہ علیہ السلام کی اور انکی ایذا موجب لعن اور کفر ہے۔ دیکھیے تو باب حق الجار کو۔ پس ایذا اولاد کی والدین پر کسطرح نہ پہونچیگی اور اس منے کو اوروئے حس و عقل و طبیعت کے ہر صغیر اور کبیر پر ظاہر اور روشن ہے اور نہین دیکھتا ہے تو کہ جانور کو بھی اپنے بچے کے آزار سے ایسا رنج پہنچتا ہے کہ اپنی جان سے بھی نہین ڈرتا ہے۔ بالخصوص افضل الانبیاء کو کیا جفا اور اہانت اور قتل حسین علیہ السلام سے ایذا نہ پہنچی ہوگی اور کیا حضرت صلعم کو رنج نہوا ہوگا یہہ بات اوروئے شرع و حسن و نفس حرم کے ثابت ہے اور یہین سنا تو نے کہ جبسے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خبر شہادت امام حسین علیہ السلام کے پہنچائی تھی اوسوقت سے آنحضرتؐ ہمیشہ گریان اور ملول رہتے تھے اور آنحضرت صلعم کو محبت حسنین علیہ السلام اس درجہ کی تھی کہ موت ابراہیم اپنے فرزند کے بموجب حسنین کے اختیار کی تاکہ لوگ جانین اثبات کو کہ حضرت رسول کریم حسنین علیہ السلام کو بدرجہ غایت محبوب رکھتے تھے اور اہل اسلام اوسکے اوپر جور اور ظلم کرنے سے پرہیز کرین تاکہ کفر اور لعن لوگون پر عاید نہو۔ اور اس قصہ مین کسی کو شک نہین ہے لہذا علماء محققین کہتے ہین کہ اہانت اور حقارت اور جور اور ستم اولاد رسول علیہ السلام کفر ہے

اسی واسطے اتفاق ہے اہل سنت و جماعت کا اسپر کہ قاتل اور حکم کرنیوالا قتل امام حسین علیہ السلام کا اور
راضی ہونیوالا قتل حسینؑ پر کافر ہے اور ایسا ہی کتاب تشریح اور سفینہ مین لکھا ہوا ہے اور دیکھو ہیچ حق پرور
کتاب فقد مین لکھا ہے کہ اگر کوئی کسے ہمسایہ کو ایذا پہنچائے تو ہمسایہ کو ایذا پہنچتی ہے اور عقیدۂ اہل
سنت و جماعت کا یہہ ہے کہ مردہ کو بھی بعد مرنے کے آزار پہنچتا ہے اور اعلام الہدیٰ مین لکھا ہے کہ اگر میت
کو غسل دینے کے ساتھہ سختی کرے تو اسکو ایذا پہنچیگی اور یہی اعلام الہدیٰ مین ہے کہ صدقہ اور نماز سے مردہ کو سرور
ہوتا ہے اور برا و بد کہنے سے مردہ کو ایذا اور غم پہنچتا ہے چنانچہ شرح اسلام مین ہے کہ قبر میت کی نیک
آدمی کے پڑوس مین بناوین اسواسطے کہ پڑوسی بد اور بری سے میت کو ایذا پہنچتی ہے پس اس صورت
مین ایذا اولاد کی والدین کے ایذا کیونکر نہ تصور کی جاوے اسواسطے صاحب عقل اور حسن پر یہہ بات ظاہر
ہے کہ حضرت مصطفےٰ و علی و فاطمہ علیہ الصلوٰۃ و السلام کو امام حسینؑ کی ایذا سے ایذا پہنچے اور اُنکی ایذا موجب
لعن و کفر و دخول نار و جہنم ہے **سوال** یزید قاتل امام حسین علیہ السلام ہے یا نہین **جواب** شرف النبوۃ
مین ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام حکم سے یزید کے شہید ہوگئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یزید کو ایک
نامہ باین مضمون تحریر کیا کہ تونے فرزندان رسول علیہ السلام کو قتل کیا مجھکو امید نہین ہے کہ خدا تعالےٰ
تیرا ملک قایم رکھے اللہ تعالےٰ تجھکو دنیا سے کافر اُٹھا دیگا اور عذاب سخت مین تجھکو پکڑیگا اور قتل امام
حسینؑ کے اوسکی طرف اسواسطے نسبت کی ہے کہ یزید نے نامہ ابن زیاد کو باین مضمون لکھا تھا کہ امام حسینؑ
کو قتل کر لعنت اللہ علیہ و علی اعوانہ۔ اور دستور المحققین مین لکھا ہے کہ معتمد لوگ کہتے ہین کہ یزید قتل امام
پر راضی تھا اور اوس نے حکم قتل کا دیا اور سر مبارک امام اور اونکی اہل بیت کے انواع انواع طرح سے اہانت
کی پس نہین منع اوپر یزید لعین کے بلکہ واجب ہے لعنت اوپر اوسکے اور اوسکی مددگار و ناصر اور امت
رسول جمع ہوئی اور ائمہ نے اتفاق کیا اوپر کفر یزید کے اور لعنت کی اونہون نے اوپر حکم کرنیوالے اور راضی
ہونے قتل امام علیہ السلام پر۔ اور فتاوے کبیری اور روضۃ العلماء اور روضۃ الرد وسیر مین مذکور ہے
کہ یزید پلید بروز عاشورہ انکہون مین سرمہ لگاکر امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کو دیکھتا تھا اور رسالہ
عبری مین مذکور ہے کہ یزید لعین نے امام مظلوم کے سر مبارک کو اتنے روز دن نیزہ پر لٹکایا تھا کہ چڑیانے
گلہ مبارک مین انڈے دیئے تھے اور قصص مین بخاری لکھتا ہے کہ جسوقت سر مبارک امامؑ کا آگے یزید کے
لیگئے تو وہ ملعون شراب پی رہا تھا اور سر مبارک کی اہانت کرتا تھا اس خبر کو سنکر ساتھہ صحابی رسول خدا کے
گئے اور کہا کہ اے ملعون یہہ تو کیا کرتا ہے پس یزید ملعون نے ساتون صحابیون کو قتل کروادیا اور عزیز السیر
مین بروایت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکور ہے کہ بعد قتل امام حسین علیہ السلام کے یزید نے اہلبیت رسولؐ کو

مشق مین مشغول رہتے تھے اور انواع اقسام طرح کی امانت کی آور تہذیب اخلاق مین مشغول رہتے تھے
کہ یزید لعین نے لشکر بھیجا مدینہ طیبہ مین اور چھ روز جنگ ہوئی پانچ ہزار پانسو فرزندان صحابہ شہید
ہوئے اور تین روز گھر رسول خدا کا لوٹا اور امام المومنین امام حسن اور حضرت رضی اللہ عنہا کے بلخ وغیرہ
کو غارت کرکے مثل قیدیوں کے ازواج مطہرہ رسول کریم کو گرفتار کیا اور امانت سر بھائی امام حسین
بہت مین بجہت اختصار کے ذکر نہین کیا۔ حاصل کلام یہہ ہے کہ یزید لعین حکم دینے والا اور راضی ہونے
والا اوپر قتل امام حسین علیہ السلام کے تھا پس اوپر اوسکے لعنت بالاتفاق اہل سنت صاحب انصاف اور دوستداران
خاندان رسول علیہ السلام کو جائز ہے اور اسی پر فتوے ہے اور امام احمد حنبل اور ابن جوزی اور اسکے
نے مطلقا لعن یزید پر جائز کی ہے اسواسطے کہ اوس نے کفر کیا ساتھہ اللہ تعالے کے جسوقت کہ حکم کیا قتل
امام مظلوم پر اور علامہ سعد الدین تفتازانی صاحب شرح عقاید نسفی کہتے ہین کہ متفق ہین اسبات پر علماء
کہ جو راضی ہوا قتل امام پر یا کہ حکم دیا قتل کا پس اوسپر لعنت جائز ہے اور حق یہہ ہے کہ یزید قتل الم حسین
علیہ السلام سے خوش ہوا اور وہ قتل پر راضی تھا اور حکم قتل بھی دیا تھا اور اوس نے اہلبیت نبوی کی اہانت
بھی کی اور یہہ خبر متواتر ہے لہذا ہمکو لعن یزید اور اوسکے اعوان اور انصار کے لعنت مین کچھہ توقف نہین ہے
کفایت مین امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ ایکدر مجھسے وزیر عبد الملک نے پوچھا کہ یزید یون نے ایسا
جادثہ کیا لیکن وہ حج اور زکوۃ اور روزہ اور نماز بجالاتے ہین امام شعبیؒ نے کہا کہ یہہ وہ مثل ہے کہ کوئی
شخص قرآن مجید کو اپنے پاؤن کے نیچے رکھے اور کفش پیغمبر سر پر دھرے امام شعبیؒ کہتے ہین کہ ایکبار مین
بقصد زیارت اصحاب رسول خدا کے گیا تھا پس دیکھا مین نے کہ بعض نے تو جماع اور سخن اپنی اہل و عیال
سے ترک کر دیا تھا اور بعضے جنگل اور پہاڑون مین پڑے ہوئے تھے مین نے اون اصحاب سے پوچھا کہ آپ
لوگون نے یہہ بات کیون اختیار کی ہے اونہون نے جواب دیا کہ امیر عبد الملک ظاہر مین تو دعوے
ایمان اور اسلام کا کرتا ہے اور جگر گوشون رسول خدا کو آزار پہنچاتا ہے اسواسطے ہمنے یہہ بات اختیار کی
ہے تاکہ اوسکا منہہ ہم نہ دیکھین پس وزیر عبد الملک نے توبہ کی اور وزارت کو چھوڑ دیا المقصود یزید پلید
بسبب حکم کرنے کے اوپر قتل امام کے بالاتفاق کافر ہے اور مستوجب لعن کا ہے چنانچہ قطب العالم جلال الدین
بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا سعد الدین رحمۃ اللہ علیہ کا تقوی اور عدالت اور دیانت اور زہد ظاہر ہے
اور اپنے اپنے وقت کے پیر مرشد اور شیخ کامل تھے جبکہ ان حضرات نے اوپر یزید کے لعنت کی ہے لہذا
فتوی اوپر لعن یزید پلید کے بدرجہ اولے ہے ملک العلماء دولت آبادی کہتے ہین کہ ہمنے جو ملاحظہ کتب کیا
کیا تو معلوم ہوا کہ کوئی روایت صریح چارون اماموں مذاہب اور اونکے شاگردونکے ایسے نہین پائے کہ

نہیں ہے منع ہوئی بلکہ جواز لعن یزید میں کبرائے سلف کے قول بہت پہنچے ہیں۔ **سوال** صاحب لامیہ اور اسکے لعن یزید کو منع کرتے ہیں **جواب** قول لامیہ وغیرہ کا حجت منع لعن پر نہیں ہو سکتا اول یہ کہ مذہب اور عدالت صاحب لامیہ اور امثال اوسکے کا تحقیق اور معلوم نہیں اور وہ اعوان اور انصار یزیدوں سے تھا اور وہ متہم ہے اسبات پر پس قول متہم مردود ہے کل مذہب میں اور نیز صاحب لامیہ نے بغیر دلیل کے منع لعن کیا اور قول مجتہد بلا دلیل کے فتوے نہیں ہو سکتا ہے اسواسطے اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے اسبات پر کہ جو راضی ہوا قتل حسین علیہ السلام پر یا جسنے حکم دیا قتل کا اور یا جسنے لعنت کی اہلبیت رسول پر چنانچہ یزیدیوں نے خطبے میں اور پر اہل رسول کے دوام لعنت کی ہے پس ہر مومن سنی کو واجب ہے لعنت کرنا یزید پلید پر اور نہیں توقف اوس میں اسواسطے کہ رسول مقبول اور ابن عباس اور تمام بڑے بڑے علماء اہل سنت نے امام حسین علیہ السلام کے قتل کو یزید کی طرف منسوب کیا ہے اور یزید راضی بھی قتل امام سے ہوا **خلاصہ** میں مذکور ہے کہ یزید اور حجاج پر لعن جائز نہیں ہے کہ وہ اہل قبلہ ہیں اور آنحضرت نے اہل قبلہ پر لعن کو منع فرمایا ہے۔ جواب اسکا یہ ہے کہ آنحضرت کو جیسا کچھ آدمیوں کے کفر اور اسلام کا حال معلوم تھا دوسرے کو معلوم نہیں اور اہل قبلہ پر اوسوقت لعن منع ہے کہ جب کفر اوسکا معلوم نہووے اور کفر یزید بحکم ظاہر بحکم معلوم ہوا پس لعنت اوپر اوسکے واجب ہے **سوال** شرح ہمزیہ میں ہے کہ مبالغہ کیا ابوبکر ابن العربی المالکی نے اور کہا کہ نہ مارا یزید نے حسین کو مگر ساتھ تلوار جد اوسکے کے یعنے بیعت واسطے یزید کے مقرر ہوئی تھی پس حسین اوپر اوسکے باغی ہوا اسواسطے کہ بہت سے آدمیوں نے یزید سے بیعت کی اور خلافت اوسکو اوسکے باپ نے دی تھی اور لوگوں نے اوسکو مان لیا تھا باوجود اسکے کہ خلیفہ کرنا پسر یعنی کا شرط نہیں ہے اور شک نہیں ہے کہ پدر اوسکا معاویہ خلیفہ تھا۔ **جواب** سبب یہہ ہے کہ اہل سنت والجماعت میں ایسے ایسے گروہ بھی شامل ہیں کہ جنکے سبب سے تمام اہل سنت پر الزام اور اتہام دشمنی اہل بیت رسول کریم کا عاید ہوتا ہے اور اہل شیعہ کو طعن اور لب کشائی کا موقع ملتا ہے ہمارے نزدیک یہہ قول کہ امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام معاذ اللہ باغی ہوئے نواصب اور خوارج کا ہے کیونکہ اہل سنت اپنے پیشوا اور ہادی ابن رسول امام حسین کے حق میں ہرگز نہیں کہہ سکتے ہیں بلکہ اہل سنت پابند قول خواجہ حافظ اور مولانا روم قدس سرہما کے ہیں۔

خواجہ حافظ آنرا کہ دوستی علی نیست کافر است ✦ گر مرشد زمانہ و گو فتح راہ باش ✦ از خارجی ہزار یک جوئی خرند ✦ گو کوہ تا بکوہ منافق پناہ باش ✦ **مولانا روم در کلیات شمس تبریز گوید**

جہدی سواد آخرین بر خصم بکشاید کمین ✦ خارج رود زیر زمین اللہ مولانا علی ✦ تخم خوارج در جہان ناچیز و ناپید اشوند ✦ آن شاہ چون پیدا شود اللہ مولانا علی ✦ قاضی تیغ و محتسب دجل دغل فی ہر سند اندہ بری اللہ مولانا علی

ملک العلماء دولت آبادی

بہر بابش آل اصحاب و ان در دوزخست ✦ کاذ لعون یزید و عمر و سیہ ✦ و نیکی و ناصبی و
خارجی از رعیت شرع ✦ لائق ہر سہ برائے نار وقف بوریہ ✦ آب کوثر کے خورند آنانکہ دانند از خوبی
دین خود از دست داد ند بر امید دروغ ✦ پس جبکہ بتواتر معلوم ہو گیا کہ یزید نے خاندان رسول علیہ السلام
کو ایذا پہنچائی اور ایذاء اہل بیت سے ایذاء حضرت رسول خدا کو پہنچی لہذا یزید پلید کی رعایت کرنے میں بجز
برائے اور نقصان کے اور کیا تصور کیا جاوے اے شخص آنکھ کھول کر دیکھ اور غور کرے کہ جو کوئی فرزند
بادشاہ سے عداوت اور دشمنی کرے اور یاروں سے باغی ہو جاوے تو کسی کے مصاحبوں بادشاہین سے
یہہ طاقت نہو گی کہ رعایت اور اعانت دشمن فرزندان اوسکے کی کرے اور تقاضاء محبت تو یہہ ہے کہ دوست
کے دشمن کو دشمن اپنا جانے بلکہ دوست کے کتے کا دشمن بھی اپنا دشمن ہو جاتا ہے اور یہہ بخوبی ظاہر ہے کہ جو
ظلم اور جور بعد خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے اہلبیت رسول علیہ السلام پر گذرے ہین وہ ایسے کہوئے
ہوئے ہین کہ کسیکی طاقت اونکے چھپانے کی نہین ہے اور وہ ایسی برائیان ہین کہ دانشمندون کو اون مین ذرا
بھی محل اشتباہ نہین ہے اسواسطے کہ قریب ہے یہہ بات کہ گواہی دین اون ظلمونکی جمادات اور نباتات
اور کریہ کرے زمین اور آسمان منہدم ہو جاوین پہاڑ اور شق ہو جاوین سینہ پتھرون کے اور بانی رگہی
برائی اونکی ہمیشہ ہمیشہ کو پس لعنت خدا تعالے کی اوسپر جو بانی شر ہوا اون ظلمونکا اور رضی ہوا اوسپر
اور اسپر سے شاہ عبد الحق محقق دہلوی نے کہا ہے تکمیل الایمان مین کہ بغض اور اہانت حضرت فاطمہ
علیہ السلام اور اونکی اولاد کا موجب اہانت اور بغض حضرت مصطفے علیہ الصلوۃ والسلام ہے اور وہ
سبب کفر ہے اور بلاشک موجب لعن اور دخول نار جہنم ہے موجب اس آیت قرآن مجید کے ہے یوذون
اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لہم عذابا مہینا پس اتفاق کیا تمام علماء محققان
اہل سنت و جماعت نے مثل امام احمد حنبل و ابن جوزی و علامہ سعد الدین و مخدوم جہانیان و مخدوم
علی احمد صابر و سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہم و دیگر مہان خاندان رسول دو جہان نے اس بات پر
کہ واجب ہے لعنت کرنا یزید پلید پر اہل سنت کو۔ **سوال** سعادیہ نے حضرت علی اور اہل بیت
رسول علیہ السلام پر تبرا اور لعن کرایا ہے یا نہین اور ایذا علی اور اہلبیت کو پہنچی یا نہین۔ **جواب**
بعض کتب مثل صحیح مسلم و رسالہ مناقب امام نسائی و ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ دہلوی و کتاب الاربعین
و تاریخ الخلفا و روضۃ الصفا و کتاب مروج الذہب مسعودی و دیگر کتب وغیرہ مین لکھا ہے کہ معاویہ
اور اوسکے ماتحت حکام نے منبرون پر چڑھ چڑھ کر لعن اللہ تبرا اوپر اہلبیت رسول اور حضرت علی پر کیا

سوال جبکہ تبرا اور لعن اعدا یعنی اہلبیت رسول خدا کفر ہے تو معاویہ کافر ہوا یا نہیں۔ **جواب** اول اسلام میں معاویہ باغی ہوا اور خلافت کو ناحق جانا اسواسطے علماء نے بسبب خطائے اجتہادی کے بہت سی تاویلوں کے ساتھ اوسکو باغی اور فاسق کہا ہے لہذا فاسق اور باغی پر لعن جائز نہیں ہے البتہ مرتکب گناہ کبیرہ کا ہے۔ **سوال** یہہ جواب تاویلی صرف جنگ و جدل کے بارے میں ہو سکتا ہے ہمارا سوال سب و لعن و ایذا میں ہے۔ **جواب** محققان اہل سنت مثل قطب الزمان حضرت خواجہ بدخشانی و شیخ الشیوخ رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہم کہ پیران و مرشدان اپنے اپنے وقت کے تھے اور اولیاء کاملین مشہور ہیں بموجب ان احادیث کے کافر کہتے ہیں۔ **حدیث** من سب علی فقد سبنی و من سبنی فقد سب اللہ۔ یعنے جسنے گالی دی علی کو اوس نے گالی دی مجھکو اور جس نے گالی دی مجھکو اوس نے گالی دی خدا کو **حدیث** و حرمت الجنۃ علی من ظلم فی تعظیم اھل بیتی۔ یعنے اور حرام ہے جنت اوس شخص پر جسنے ظلم کیا اور تعظیم نہ کی اولاد میری کی **حدیث** انا حرب لمن حاربہم۔ **سوال** حضرت عائشہ صدیقہ و زبیر و طلحہ نے بھی حضرت علی سے جنگ کی ہے کیا یہہ بھی حدیث بالا کے سزاوار ہیں۔ **جواب** نہیں ہیں کیونکہ ان حضرات کے حق میں اللہ تعالے نے قرآن مجید میں بشارت دی ہے اور احادیث رسول اللہ سے بھی انکے حق میں خوشخبری وارد ہے اور نیز اون بزرگوار نے عین جنگ کے ہنگامہ میں حضرت علی علیہ السلام کی اطاعت قبول کی حضرت زبیر نے جنگ سے پہلے تائب ہوکر شہادت پائی اور حضرت طلحہ نے بیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نیابتاً کی اور تائب ہوکر شہید ہوئے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہمیشہ اس جنگ کو یاد کرکے رویا کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ کاش اس جنگ سے پہلے میں مرجاتی۔ کتاب مسعودی میں وارد ہے کہ حضرت عائشہ کہا کرتی تھیں کہ مجھکو لوگ اس جنگ میں فریب دیکر لیگئے اور یہہ کہا کہ تم چلکر مسلمانوں میں صلح کراؤ غرضکہ ہمیشہ خائف رہیں اور تائب ہوکر شہادت پائی۔

باب شانزدہم در بیان شرف سادات بنی فاطمہ علیہ السلام

محقق دہلوی اخبار الاخیار میں نقل کرتے ہیں کہ قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے اوصاف نے ایسی شہرت پائی ہے کہ شرح اوسکی بہت ہے اگرچہ زمانہ قاضی شہاب الدین میں بڑے بڑے اوستاد اور دانشمند ہوئے ہیں لیکن جو شہرت اور قبولیت خدا تعالے نے اونکو عطا فرمائی تھی اور کسیکو اونکے زمانہ میں نہ تھی اور اونکی تصنیفات سے ایک حاشیہ کافیہ کا ہے اور بیچ لطافت اور متانت کے حاشیہ ہے مثل ہے دوسرے ایشاد و نحو اس میں ترتیب جدید اختیار فرمائی کہ نہایت لطیف اور مفید ہے

تیسرے کتاب موسوم بہ البیان بعلم البلاغت کے تصنیف فرمائی ہے۔ چوتھے تفسیر قرآن مجید الموسوم بہ عنایت
فارسی میں لکھی ہے اور علاوہ اسکے اور رسالہ فارسی و عربی میں بہت لکھے ہیں وفات اونکی ۷۹۳ھ
میں واقع ہے اور قبر اونکی شہر و پور میں ہے اور قاضی صاحب کا خطاب ملک العلماء تھا اور آپ نے
ایک رسالہ مسمے بمناقب السادات لکھا ہے اوس میں داد عقیدت اور محبت اہل بیت نبوت سلام
اللہ علیہم اجمعین کے دی ہے اور سرمایہ سعادت اور موجب نجات اوسکیکا آخرت میں ہے رسالہ
ہدیہ ہوگا انشاء اللہ تعالے اور سبب تصنیف رسالہ کا یون بیان کرتے ہیں کہ قاضی موصوف کے زمانہ
میں ایک سید اجل تھے اور وہ اکابر وقت تھے لیکن صاحب علم نہ تھے اکثر اوقات قاضی موصوف کا
ساتھ اون سید اجل کے بعضی محفلون میں ملوک اور امرا کے ہوتا تھا تو بیچ تقدیم اور تاخیر مجلس کے نزاع
ہوجایا کرتا تھا اول تو قاضی اثبات دعوے کے قایل ہوئے کہ عالم افضل اور مقدم ہے اور پھر سید عالی خواندہ
کے اور بعد اوسکے قایل اثبات کے ہوئے کہ عالم غیر سید برابر ہے ساتھ سید ناخواندہ کے اور اس
باب میں ایک رسالہ لکھا اور کہا کہ عالمیت ہماری ظاہر اور ماہر ہے اور سادات ہونا تمہارا مشکوک ہے
پس ہماری تقدیم اور ترجیح اوپر تمہارے ثابت ہے لیکن اوستاد صاحب قاضی موصوف کو یہہ بات
بہت ناپسند ہوئی اسواسطے قاضی اس عقیدہ سے پھر گئے اور بیچ مناقب اور افضلیت سادات میں
یہہ رسالہ لکھا اور جو کچھ کہ اون سے گذرا تھا اوس سے عذر کیا اور بعض نے کہا ہے کہ قاضی نے حضرت
مصطفے علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ قاضی کو اس معنے سے تنبیہ فرماتے ہیں اور تحریض رضا سید کی
دلاتے ہیں۔ یعنے فرماتے ہیں کہ سید اجل کو راضی کر پس قاضی نے سید اجل کے پاس جاکر توبہ کی فقط
چنانچہ میں نے اس رسالہ کا خلاصہ مختصر اس باب میں لکھا ہے کہ قاضی ملک العلماء دولت آبادی
تحریر فرماتے ہیں کہ تفسیر مدارک اور تفسیر کشاف وغیرہ میں وارد ہے کہ جب آیت ذالک الذی
یبشر اللہ عبادہ الذین امنوا وعملوا الصلحت قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ ومن
یقترف حسنۃ نزد لہ فیہا حسنا ان اللہ غفور شکور نازل ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا نبی اللہ وہ کونسی آپکے قرابتی ہیں کہ جنکی دوستی ہم لوگون پر
واجب ہوگئی پس فرمایا آنحضرت نے کہ وہ میں ہون اور علی اور فاطمہ اور انکے فرزند ہیں نکتہ اس میں
یہہ ہے کہ مصطفے علیہ السلام محبوب خدا بتلانے کے ہیں۔ اور حسن و حسین علیہم السلام محبوب رسول کے
ہیں اور یہہ خبر متواتر اور مشہور ہے اور محبوبان رسول علیہ السلام اشراف زیادہ تمام اشرافون سے
ہیں اسواسطے اشرف بیچ اشراف کردی گئی تاکہ صرف عمدہ شے کا اپنے عمدہ محل پر ہووے پس دوستی

اقرباء رسول اللہ کے اوپر ہر مومن شنی کے ساتھ نص صریح کے ثابت اور واجب ہوئی پس جو کوئی قبول کرے
اور صلح اولاد رسول کا ہووے تو البتہ وہ مومن موحد ہے اور ماسوا اسکے کافر ملعون یا ملحد یا مرتد ہے
اور معنے مودت سودت اوسکو کہتے ہین کہ ظلم اور جفا محبوب کو دوا اور شفا جانے اور جرم اور خطا محبوب کو
وفا اور عطا جانے اور برائی محبوب پر خیال نکرے اور مقابلہ مین نہ آوے اور جملہ چیز کو محبوب کی خدمت
مین حاضر کردے اوسوقت مودت کامل ہوتے ہے اور غرض مودت سے نہایت محبت ہے بلکہ عشق مراد
ہے اور تفسیر بیضاوی مین ابن عباس سے روایت ہے کہ کہا ابن عباس نے کہ مین چاہتا ہون کہ تعرفت
اور خاطر داری اولاد رسول مقبول کی مین بہت اچھی طرح سے کوشش کرو اور آپکی دوستون سے
دوستی رکھو اور اون کے دشمنون سے دشمنی رکھو بیت بادوستان دوست تراد دوستی روا ست
بادشمنان دوست تراد دوستی خطاست ✤ تفسیر کشاف اور مدارک مین وارد ہے کہ آنحضرت نے
فرمایا کہ دوست رکھتا ہے تو دشمن میرے کو اور گمان تیرا یہہ ہے کہ مین دوست تیرا ہون پس یہہ
دعوے تیرا حمق ہے اسیواسطے کہتے ہین کہ عناد اور تکبر اولاد اور اجزاء رسول علیہ السلام سے کرنا
خاصکر عناد اور تکبر مصطفے علیہ السلام ہے نہ کہ اولاد اونکی اسواسطے ہے کہ اگر کوئی شخص تمام
عملون مین شرایع نبی علیہ السلام کا معمول رکھے اور اہانت سے سید کو جھوٹا سید کہے یا موئے مبارک
رسول خدا کو جھوٹا بال کہے اور یا محبوب خدا کو از روئے اہانت کے جھوٹا محبوب کہے یا محبوب خدا
سے دشمنی رکھے وہ شخص کافر ہے بحدیکہ اگر کوئی کہے کہ مصطفے علیہ السلام گربہ کو دوست رکھتے
تھے اور مین دوست نہین رکھتا ہون تو وہ بھی کافر ہوجاویگا اور اوپر اسی معنے کے ہے کہ تکبر
کرنیوالا رسول اللہ یا اولاد اور اجزاء مصطفے علیہ السلام کے ملعون ہے پس جان تو الغیر نرکہ
اہانت اور حقارت اور جور و جفا فرزند کا عقلاً و حساً و دیناً و شرعاً باپ پر پہنچتا ہے اور اوپر
ہر آدمی کے یہہ بات روشن ہے بلکہ اہانت غلام کی بھی اہانت مالک کی ہوتی ہے اور اس معنے کو
لڑکی کافیہ پڑھنے والی بھی خوب جانتے ہین ترکیب زیدا ضربت غلامہ اسے اہنتہ یعنے اے زید
مارا مین نے غلام اوسکے کو یعنے اہانت کی مین نے زید کی۔ اور آیا نہین دیکھتا تو کہ دشمن اولاد بادشاہ
کا دشمن بادشاہ کا ہے اور دوست اولاد بادشاہ کا دوست بادشاہ کا ہوتا ہے اور کیا گمان
تیرا اس مسئلہ مین کہ اہانت پاپوش عالم کی کفر بتاتے ہین حالانکہ وہ صرف جرم گاؤ خری بھوتی ہے
فقط عالم کے پاؤنکا اوس جوتی نے مس کیا ہے اور مس کی جہت سے اہانت اوسکی کفر ٹھہرتی ہے
بالخصوص فرزند کہ جزو اصلی رسول علیہ السلام کا ہے اوسکا عناد اور اوسکی عداوت اور اہانت

کسطرح مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت اور عداوت نہوگی اور صاحب تذکرۃ الاولیاء نے
کہا ہے کہ جس کسیکو اوپر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایمان ہے اور اوپر اولاد اونکی کے ایمان نہین
رکھتا بغیر عناد اور تکبر سے سابقہ اولاد رسول کے باز نہین آتا ہے تو گویا عناد رسول علیہ السلام سے
باز نہ آیا اور اسی طرح زاہدی نے بھی کہا ہے کہ محبت اولاد رسول علیہ السلام شرط ایمان ست ہے پس
حاصل سنے ثابت مذکور کے یہہ ہین کہ کہو اے محمد اپنی امت سے نہین چاہتا ہون مین تمسے اس تبلیغ
رسالت کا کچھ اجر مگر دوستی اولاد میری کی کہ جو ہمارے اولاد میری ہے انکے ساتھ نیکیون اور احسانات
سے باز نہ آنا اور ہومن بحکم نص کے وہ شخص ہے کہ جو محب اولاد رسول علیہ السلام ہو۔ شیخ سعدی
گوید۔ سعدی اگر عاشقی کنی و جوانی ✤ عشق محمد بس ست وآل محمد است ✤ پس حاصل کلام کا
یہہ ہے کہ مودت اولاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلحاظ فرزندی آنحضرت کے ہے قطع نظر
فسق و فجور و عبادت اونکی سے اور فرزندی اتباع اور اصلاح پر موقوف نہین ہے جیسا کہ بنی اسرائیل
ہر چند کافر ہوئے لیکن خطاب بنی اسرائیل سے خارج نہین ہوئے ایسے ہی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہر چند کہ اشرف الانبیاء اور افضل الانبیاء ہین لیکن خطاب بنی ہاشم سے خارج نہین ہوئے المقصود
مودت اولاد مصطفےٰ علیہ السلام بفرمان حق تعالےٰ واجب ہے اور تمام مسلمانون کے بلکہ نزدیک
اصحاب اصول کے اطاعت اور عبادت ہے دوستی اور رعایت اونکی اطاعت اور فرمان برداری
رب العزت کی ہے۔ اگر بسبب جور و عصیان وخطا وغیرہ اولاد رسول علیہ السلام کے تو اون کی
رعایت و محبت سے باز رہے تو یہہ تیرا حمق ہے جیسے کہ روزہ رکھے اور نماز ادا کرے تو اور بسبب
نامسزا کہنے کسی شخص کے غصہ مین آکر روزہ اور نماز توڑ ڈالے پس بسبب ظلم دوسرے کے اپنا ضرر کیا نہ
دوسرے کا اور دوستی اولاد رسول خدا کی عین دوستی رسول اکرم کی ہے چنانچہ مشکوۃ و روضہ
مین وارد ہے حدیث فرمایا رسول اللہ نے کہ دوست رکھو خدا کو واسطے شکر نعمت کے کہ صبح کو دیتا
ہے تمکو اور دوست رکھو مجھکو واسطے خدائے تعالےٰ کے اور دوست رکھو فرزندون میرے کو واسطے
میرے اعلام الہدیٰ مین عقیدہ شیخ قدس سرہ مین ہے کہ جس کسی کے دل مین محبت محمد
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہو چارہ نہین اوسکو کہ نکرے دوستی اولاد رسول سے اور شیخ احمد بخاری
کہتے ہین کہ جس کسیکو اولاد رسول علیہ السلام سے محبت طبعی ہے وہ عین عنایت اور مہربانی پروردگار
عالم کی ہے اگرچہ گناہون مین تمام عالم کے ڈوبا ہوا ہو اور اگر محبت طبعی نہو تو محبت اختیاری حاصل
کرے اور جو کوشش اور سعی کے اختیار کی بھی میسر نہ آوے تو بہ تحقیق یہہ جانے کہ وہ رحمت الٰہی سے

دور کیا ہوا ہے اگرچہ صبح سے تا شام چیتائی اپنی زمین پر سطے اور علم اولین و آخرین کا پڑھے کچھ فائدہ نہوگا پس علامت ثبوت ایمان کی یہہ ہے کہ اولاد رسول مقبول کو دوست رکھے اور طریقہ دوستی کا یہہ ہے کہ اولاد رسول علیہ السلام کو دیکھکر خوش ہووے اور کہڑا ہوجاوے جیسا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جسنے دیکھا میری اولاد کو اور وہ کہڑا ہوا ہو مانند کہڑے ہونیکے تمام تر پس مبتلا کریگا اوسکو اللہ تعالے ایسی بلا مین کہ نہین ہے دوا واسطے اوسکے پس چاہئے کہ سادات کو اونچا بٹھاوین اور باتین ساتھہ ادب کے کرین اور عجب ترین عجائب اون لوگون سے ہے کہ آپ کو محب اور عاشق رسول خدا کا جانتے ہین اور دوستان خاندان آنحضرتؐ تصور کرتے ہین۔ اور العلماء ورثۃ الانبیاء والشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ تصور اپنے آپکو کرتے ہین باوجود اس کے اگر دعوت کرینگے تو جو اولاد رسول کہ محتاج اور مسکین ہین اونکو نہ بلاوین گے اور اگر کوئی اولاد رسول خدا علیہ السلام سے ناخواندہ ہون تو اونکو گھر سے باہر کردینگے اور لکھتے ہین کہ جو کوئی حضرت شیخ فریدالدین قدس سرہ کی دعوت کرتا تو شیخ اوس سے فرماتے کہ اس شرط پر تیری دعوت قبول کرتا ہون کہ سادات کو آگے دروازے کے نروکنا اور اونکو اندر نے آنا اور اونکو اونچا بٹھانا پس شیخ موصوف بہ سبب اسی عادت اپنی کے قطب زمانہ مشہور ہوئے۔ **حکایت** شرف النبوۃ مین وارد ہے کہ شہر بغداد مین ایک علوی سید تہا اوسکو سید عالم کہتے تھے اور سبب اس نام کا یہہ تہا کہ ایک شخص کے پاس ایک انگشتری تہی اور وہ اوس سید نے اوسنے طلب کی اوس نے ندی اوس شخص نے اوسی شب کو آنحضرتؐ کو خواب مین دیکہا کہ اوس سے آنحضرتؐ نے منہ پھیر لیا اور فرمایا کہ تو وہی شخص ہے کہ تجھسے میرے فرزند نے انگشتری طلب کی اور تونے ندی بعدہ اوس شخص نے بہت عذر کیا اور صبح کو اوس مرد نے وہ انگشتری گلاب سے غسل دیکر اوس شاہزادہ کی خدمت مین لایا اور نظر کی **واضح** ہو کہ ایسے خواہین اوس شخص کو دیکہاتے ہین کہ جسکو اپنا کرنا چاہتے ہین اور جسکو بیگانہ جانتے ہین اوسکو اور دلیر کرتے ہین مانند ابوجہل اور یزید لعنۃ اللہ علیہما ابدا **قولہ تعالے** ومن یقترف حسنۃ نزدلہ فیہا حسنا ان اللہ غفور شکور۔ اس ترجمہ زاہدی نے اس آیت کے ترجمہ تفسیر حسینی مین لکھا ہے کہ جو کوئی اہلبیت رسول اللہ کے ساتھہ نیکی کرتا ہے اللہ تعالے اوسکو انواع انواع قسم کی نیکیان عطا فرماتا ہے چاہئے کہ بقدر امکان اور وسعت کے بجا سادات دادودہش کرے اور اگر جان نثاری کا موقع ہو تو جان فدا کرے اور اس نعمت سے محروم نرہے اسواسطے کہ غیر سادات کے ساتھہ اگر نیکی کریگا تو اوسکی قبول ہونے پر تجھکو جزا ملیگی بخلاف سادات کے کہ اونکی حق مین بمجرد احسان کے موجب

موجب بشارت کی امید ہے کہ اختتام اوسکا بایمان ہوگا اور کنز العباد مین بمقام سجدۂ شکر
ایسا ہی ذکر کیا ہے سید الامام ابو القاسم رحمۃ اللہ علیہ نے بسند قوی کے کہا ہے کہ ایکر مرتبہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ سجدے بلا رکوع کے ادا کئے صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا نبیؐ اللہ آج آپ نے
پانچ سجدے بلا رکوع کے کئے ہین پس فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ ہان آئے جبرئیل علیہ السلام میرے پاس
اللہ کہا کہ اے محمدؐ اللہ تعالے دوست رکھتا ہے علی کو پس سجدہ کیا مین نے اور سر اوٹھایا پس کہا جبرئیل
نے اللہ دوست رکھتا ہے حسنؓ اور حسینؓ کو پس سجدہ کیا مین نے اور سر اوٹھایا مین نے اور پھر کہا جبرئیل
نے کہ اللہ تعالے دوست رکھتا ہے اوس شخص کو کہ جو دوست رکھتا ہے اونکو پس سجدہ کیا مین نے
اور سر اوٹھایا مین نے اور اسی طرح تمامی فقہا اور صلحا اور صحابۂ اہلبیت نبی اللہ کو دوست رکھا
ہے پس محبت اولاد رسول اللہ کی ساتھہ نص قرآن مجید اور قول اور فعل مصطفے علیہ السلام
اور صحابہ وسلف و خلف رضوان اللہ علیہم سے بخوبی ثابت ہے پس اس صورت مین جو کوئی محبت
اولاد رسول اللہ صلعم کی قبول نکرے تو وہ منکر شریعت اور مرتد طریقت اور ملحد حقیقت کا ہے

حدیث قول النبی علیہ السلام۔ یا علی ما علمت من احبنا و اتقی محبتنا اسکنہ اللہ تعالے معنا
عبد ملکب مقتدا ہے **ترجمہ** فرمایا آنحضرتؐ نے کہ اے علی تو نہین جانتا ہے کہ جو کوئی دوست رکھے
ہمکو ساتھہ لفظ جمع کے اور ذکر کرے تاکہ سب اہل بیت اس مین شامل ہو جاوین اور تعظیم کرے دوستون
ہمارے کی تو بروز قیامت اللہ تعالے اوسکو جگہہ دیگا نزدیک فرشتہ مقدر کے۔ پس جو کوئی نزدیک
مصطفے علیہ السلام کے جگہہ پاویگا وہ ہوگا درجہ رسول اللہ مین **حدیث ثانی در شرف النبوۃ**
والدر روای علی کرم اللہ وجہہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بید الحسن والحسین و قال من
احبنی واحب ہذین الصبین و ابا ہما و امہما و اولادہما کان معی فی درجتی یوم القیامۃ فی الجنۃ
ترجمہ روایت ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پکڑا ہاتھہ
اپنے مین دونون ہاتھہ حسنؓ و حسینؓ علیہ سلام کو اور فرمایا کہ جو کوئی دوست رکھے مجھکو اور ان
دونون فرزندون شیرے کو اور باپ اور مان ان دونون کو اور اولاد ان دونون کو تو ہوگا
وہ شخص روز قیامت کو بیچ جنت کے میرے درجہ مین۔ پس کون احمق اور جاہل ہوگا کہ جو کوشش
اس نعمت کی نکریگا اور اس نعمت سے محروم رہیگا یا الٰہی امت نبی علیہ السلام کو اس نعمت عظمے سے
محروم نکریو۔ **حدیث** قال النبی علیہ السلام طوبے لمن مات فی حبنا و حب اہل بیتنا ادخل
اللہ الجنۃ **ترجمہ** فرمایا آنحضرتؐ نے کہ خوشی اور بہار کی ہووے اون لوگون کو کہ جو دوستی میری

اور غیر سے فرزندوں پر مرین اور کشتہ ہوویں ہمارے جاوین پس اونکے ہی واسطے بہشت ہے
اللہ دستور الحقایق مین مذکور ہے کہ محب رسول اور اولاد رسول جنتی ہے بموجب بشارت رسول
اللہ کے اسواسطے کہ قول نبی کا سچا اور برحق ہے۔ اور یہی تفسیر کشاف مین مذکور ہے کہ مقدم رکھنا
چاہئے اولاد رسول اللہ کو تمام آدمیون پر ہر امر مین بلحاظ قرابت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے اسوجہ سے کہ شرف فرزندی اور قرابت مصطفےٰ علیہ السلام بسبب شرف رسول خدا کی ہے اور
یہہ شرف علم اور تقوی سے برتر ہے۔ شرع اسلام کے باب سفر مین مذکور ہے کہ چلنے اور بیٹھنے مین
اولاد رسول اللہ کو مقدم رکھین اور کوشش کرین اونکی حاجتون کے برلانے مین اور دوست
رکھین اونکو دل سے اور زبان سے ہر امر مین اور اپنی ذات پر اونکو مقدم رکھین اور تشہیر مین
امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ نہین جائز ہے عالم متقی کو۔ یا الا ہو کر سید ناخواندہ
کی بیٹی اسواسطے کہ سید اسوہ یعنی پیشوا ہین ہمدین کے اور روایت کرتے ہین ابن قاسم محمد رحمۃ اللہ
علیہ سے کہ جمیع امور مین اولاد مصطفےٰ علیہ السلام کو اپنے اوپر مقدم رکھو اور صدر اور بلند جگہہ پر
سادات کو بٹھاؤ اگرچہ سید جاہل ہو جان لو تم کہ صدر نشینی سے ذلیل کی عزت نہین ہو جاتی اور
صاحب عزت ذلیل نہین ہوتا ہے نیچے بیٹھنے سے اگر تو اولاد رسول اللہ کو سبب حقارت یا عداوت
کے اوپر نہ بٹھاوے اور یا سلام نکرے تو عزت سادات مین کمی نہو جاویگی اگرچہ یزیدون اور
مروانیون نے ہزار ماہ تک لعنت اولاد رسول علیہ السلام پر کرائی لیکن خداوند کریم نے اپنے
قول حتی مطلع الفجر مین اونکی ثنا فرمائی ہے کہ اسکی تفسیر روضہ مین ہے۔ کہ اے شناسی اوپر محمد
اور آل محمد کے اور ایسا ہے **قولہ تعالےٰ** صلوا علیہ وآلہ یعنی کہ اے سلام ہے اوپر آل محمد کے
حدیث قال النبی اربعۃ انا لہم شفیع یوم القیامۃ ولو اتوبذنوب اہل الارض المکرم
لذاتیی والقاضی طوالحسم والساعی عند اضطرارہم والمحبہم بقلبہ ولسانہ **ترجمہ**
اخبار الاثمار اور شرف النبوۃ مین وارد ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ چار آدمی ہین کہ شفاعت
اونکی قیامت کے دن مین کرونگا اگرچہ تمام زمین کے رہنے والونکے گناہ اوپر سر لیکے لاوین
ایک وہ شخص جو میری اولاد کی بزرگی کرے دوسرا وہ شخص جو اونکو حاجات پوری کرے تیسرا
وہ شخص جو وقت اضطرار کے اونکے کامون مین کوشش کرے چوتھا وہ شخص جو اونکو دل اور
زبان سے دوست رکھے پس سادات ایسے گروہ ہین کہ دوستی انکی دین ہے اور دشمنی اونکی
کفر ہے اور قرب اونکا جائے نجات اور پاکی ہے جس شخص کو نیک بخت پیدا کیا ہے اللہ نے

شافعی اور بیہقی نے والا مراتب سادات کا ہے ورنہ بدبخت ہے اور صاحب تفسیر کشاف نے
کہا ہے کہ آیت لا اسئلکم شان مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نازل ہوئی ہے اسواسطے کہ حضرت
صدیق کو دوستی اولاد رسول علیہ السلام بدرجہ غایت تھی اور اسی دوستی کی وجہ سے آپ عتیق نار
اور افضل اخیار و ابرار ہوئے حدیث فوائد جلالیہ اکرموا اولادی الصالحون للہ والطالحون
لی ترجمہ فرمایا حضرت نے بزرگ رکھو میری اولاد صالحین کو واسطے اللہ کے اور فاسقونکو واسطے
میرے۔ پس فقہا متفق ہین اسبات پر کہ شرف سید کا بسبب تکرار فسق و فجور کے زایل نہین ہوتا ہے
اسواسطے کہ شرف اوسکا بسبب شرف ہمارے نبی کے ہے برخلاف غیر کے کہ شرف اوسکا ارتکاب
منہیات سے زایل ہو جاتا ہے نظم شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ سادات نور دیدۂ اعیان
عالم اند ✤ از عزت محمد و از عزت علی ✤ فرد اطعام بعدہ دوزخ بود کسے ✤ کامروز از
محبت شان نیست حاصلی ✤ گر خدمۂ از ایشان صادر شود چہ باک ✤ نتوان برید حرمت ایشان
زجاہلی ✤ از بہر آنکہ خواجہ کونین گفتہ است ✤ الصالحون للہ والطالحون لی ✤ حضرت
نظامی گنجوری رحمۃ اللہ علیہ گوید۔ سادات افضل اند گر وصف شان جلی ✤
اولاد مصطفےٰ و جگر گوشہ علی ✤ بر فضل شان نظر مکن اے مرد جاہلی ✤ الصالحون للہ والطالحون
لی ✤ امام سلمی کہتے ہین کہ جسکو اشتیاق زیارت رسول ہو اور وہ بسبب کسی عذر کی زیارت
حضرت سے معذور ہو تو وہ شخص باعتقاد درست کسی سید سندی کے زیارت کرے اوس کو
ثواب زیارت رسول حاصل ہو جائیگی۔ امام محمد حسن شیبانی علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ
بارہا دیکھا مین نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو کہ تمام شب بیداری کرتے اور دن مین روزہ
رکھتے اور بہ نیت زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت امام باقر علیہ السلام کو
جاتے اور مجاورون کو کچھ دیتے اور مقبرہ حضرت امام علیہ السلام مین جاکر جاروب کشی کرتے پس
بسبب ایسی رعایت کے امام اعظم اور سراج عالم ہوئے لیکن زیادہ تر تعجب اون لوگون پر ہے
کہ اپنے شہر مین زیارات سادات چھوڑ کر اور جگہ زیارت عمرو زید کو جاوین۔ بیت
آفتاب اندرون خانہ است ✤ در بدر میرویم ذرہ مثال ✤ پس عجب غفلت اور نا امیدی
سعادت ہے ہے حکایت ایکروز سلطان ابواللیث نے اپنا لشکر کثیر دیکھکر ہائے ہائے کرکے رونا
اور کہا افسوس کہ مین جنگ حضرت امیر المومنین امام حسین علیہ السلام مین شریک ہوتا اور معہ لشکر
اپنے کے جان اپنی کو اوس امام مظلوم پر فدا کرتا پس اسے ایک بزرگ اس شہر کے نے آنحضرت کو

دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ عمرو ابن اللیث سے ہماری طرف سے بعد سلام کے کہنا کہ ہمکو تیری نیت پر اطلاع ہوئی اور تو اوسکے ثواب سے فایز ہوا کفایہ مین امام شعبی کہتے ہین کہ بعد وفات عمرو ابن اللیث کو خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ خداوند تعالے نے تیرے ساتھہ کیا کیا سلطان نے کہا کہ بسبب اوسی نیت کے میری بخشش ہوگی اللہ تعالے جملہ مسلمانون کو توفیق محبت خاندان نبوت کی عطا فرمائے۔ اور امام ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ بڑے تعجب کی بات ہے اون لوگون سے کہ نماز مین تو کہتے ہین کہ بارخدایا اولاد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت نازل فرما اور باہر نماز کے اولاد رسول اللہ سے بسبب حشمت و مال وغیرہ کے تکبر اور غرور سادات سے کرتے ہین اور جو کوئی سادات مین سے اونکے پاس واسطے حاجت کے جاوے تو اوسکو جواب نہین دیتے یہہ مین خاصہ فرعون کا ہے۔ **حکایت** لکہا ہے کہ امام ابوحنیفہ سادات کے بہت توقیر کرتے تہے ایکبار ایک نے سادات مین سے خروج کیا خلیفہ عباسی پر اوسکی بیعت مین امام اعظم شامل تہے اور فتوے دیا خروج کا اور بہیجا اپنے بیٹے کو معہ ایکہزار درہم کے خفیہ اور اپنے یارون کو سادات کی تعظیم اور توقیر مین تاکید فرماتے ایکبار مجلس واعظ مین بار بار کہڑے ہوتے اور بیٹہتے تہے بعد واعظ کے لوگون نے دریافت کیا کہ آج کیا سبب تہا جو بار بار کہڑے ہوتے تہے امام ابوحنیفہ رح نے فرمایا کہ ایک لڑکا سید کا کہیلتا ہوا میرے روبرو آتا تہا جب اوسکو دیکہتا تہا مین تعظیم کو کہڑا ہو جاتا تہا غرضکہ جملہ امور آداب کے سادات سے بجالاتے اور کبہی اپکو اونپر فوق نہ دیتے تہے۔ **حکایت** محقق دہلوی شیخ عبدالحق اپنے پدر بزرگوار شیخ سیف الدین علیہ الرحمۃ سے نقل کرتے ہین کہ شیخ امان اللہ قدس سرہ پانی پتی فرماتے ہین کہ مین طالب علمون کو بیٹہکر پڑہایا کرتا تہا اور جب سادات کے بچے میرے پاس کہیلتے ہوئے آتے تو مین اٹہہ کہڑا ہوتا اور جبتک وہ کہیلتے رہتے مین کہڑا رہتا تہا لوگون نے جب اسکا سبب دریافت کیا تو کہا مین نے کہ امان کو کیا یہہ مجال اور طاقت ہے کہ اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہڑی رہے اور امان بیٹہا رہے۔ اور خود شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ بیچ خطبہ ہائے جمعہ کے ساتھہ نام سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ علیہ کے بیان کرتے اوس جگہہ مین کہ جہان درود شریف اور پر حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل عظام اور اصحاب کرام کے ٹہیرتے ہین اسطرح پر کہ وعلی سیدنا عبدالقادر المکین الامین اسواسطے کہ موجب رضا اور خوشنودی روح پر فتوح سید السادات کے ہو۔ کتاب اربعین مین وارد ہے کہ فرمایا خواجہ عالم سید الانبیاء علیہ السلام نے کہ جو کوئی دشمن رکہے اولاد میرے کو یعنی بہ تحقیق اوس نے دشمن رکہا مجہکو اور جو کوئی دشمن رکہے مجہکو پس بہ تحقیق اوسنے دشمن رکہا خداتعالے کو اور دشمن خدا کی جگہہ آتش دوزخ

پس جان لو عزیز کہ دشمن سادات بہ تحقیق دشمن رسول خدا ہے اور دشمن رسول کریم دشمنی خدائے تعالیٰ کا ہے اور سادات محبوب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور جو کوئی کہے کہ میں محبوب رسول خدا کو دوست نہیں رکھتا ہوں تو وہ کافر ہو جائیگا یہاں تک کہ اگر کوئی کہے کہ رسول خدا کے کدو کو دوست رکھتے ہے اور میں کدو کو دوست نہیں رکھتا ہوں تو بھی وہ کافر ہو جاوے گا۔

فتاوے ظہیری میں مذکور ہے کہ ایکروز امام ابی یوسف خلیفہ ہارون رشید کے ساتھ کہانا کھا رہے تھے اس حالت میں ذکر کدو کا ہوا امام صاحب نے فرمایا کہ حضرت مصطفےٰ علیہ السلام کدو کو دوست رکھتے تھے پس جاہب ہارون رشید نے کہا کہ میں کدو کو دوست نہیں رکھتا ہوں اسیوقت امام صاحب نے کہا کہ اے امیر المومنین فرمائیے تم کہ یہ صاحب مذکور یا تو توبہ کرے یا کہو تو اسکی گردن مارنے کا فتوے دیتا ہوں میں پس صاحب مذکور نوراً تائب ہوا۔ اے عزیز سمجھ تو جب کہ کدو کے دوست نہ رکھنے پر کافر جاہد ہو جاوے تو نہ دوست رکھنے سادات سے کہ محبوب اور اولاد رسول کریم ہیں بدرجہ اولےٰ کفر ہو دیگا۔ اور جان تو کہ جو کوئی رعایت اولاد رسول علیہ السلام کی کریگا وہ یقیناً گمراہی سے ہدایت پاویگا اور شقاوت سے سعادت کی جانب رجوع ہو گا اور جو کوئی مخالف اولاد رسول کا ہو گا نہ کوئی نبی اور سکی رہائی کرادے نہ ولی اگر ہزار ہزار پیر و شیخ ہو جاویں لیکن معاند اولاد رسول کے واسطے رہائی نہیں ہے بلکہ جس پیر کا مرید معاند اولاد رسول مقبول ہو اور روز قیامت پیر مرشد اوسکا شرمندہ ہو گا آیا نہیں دیکھتا ہے تو اور ظاہر ہے یہہ بات کہ جو کوئی خاصان شاہ سے ہو اور وہ دشمنان شاہ کی رعایت کرے یا اپنے پاس دشمن شاہ کو جگہ دیوے تو وہ گرفتار بلا میں ہو جاتا ہے **حدیث** حرمت الخمر علی من ظلم اھل بیتی واذانی عترتی۔ کشاف و شرف النبوۃ میں حدیث ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ حرام کی گئی جنت اوپر اوس شخص کے کہ جس نے ظلم کیا اوپر اہل بیت میری کے اور آزردہ کرنا میرے ساتھ آزردہ کرنے قرابتیوں میری سے ہے یعنے جسنے میری اولاد کو رنج دیا اوس نے مجھکو رنج دیا **سوال** یعنے ایذا کے کیا ہیں **جواب** ایذا عبارت ہے آزردہ کرنے کیلئے اور رنج دینا اور ناخوش کرنا اور ایذا عام ہے برابر ہے کہ اوسکو مارے یا برا کہے یہاں تک کہ اگر مجلس سے اوٹھے اور خاک اسطرح جاوے کہ اہل مجلس پر پڑے یہہ بھی ایذا میں داخل ہے یا کسی کی بیٹی یا غلام یا زوجہ کو ایذا دی تو وہ بھی ایذا پدر و مالک دشوہر میں داخل ہے یہاں تک کہ اگر پیاز کھا کر مجلس میں جاوے اور اہل مجلس اوسکی بو سے پریشان ہوں یہہ بھی ایذا ہے پس ساتھہ تصریح نص کے یہہ بات ثابت ہے کہ ایذا اہل بیت ایذا رسول خدا ہے پس ایذا امام حسین علیہ السلام

ایذا رسول کریم و علی و فاطمہ علیہم السلام ہے اور ایذا انکی کفر ہے اور ایذا دہندہ اون کا مستوجب لعن کلہے اسباب این بہت عجیب و غریب ہین **حکایت** ملک العلما دولت آبادی کہتے ہین سلطان شمس الدین ہندی کے پاس ایک جوگی ہر سال آیا کرتا تہا اور سلطان اوسکو ترغیب اسلام کی دیا کرتے تہے ایک روز جوگی نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر تہے یا ملک سلطان نے کہا کہ بشر تہے جوگی نے کہا کہ انکی اولاد ہوتی تو لایق سجدہ اور ایمان کے ہوتی سلطان نے کہا کہ آنحضرت علیہ السلام کے دو فرزند اصحاب دو گیسوؤن کے مشہور ہین کہ اونکو سید کہتے ہین پس جوگی نے نعرہ مارا اور کہا اے بادشاہ مجکو ایسے شخص کے دین مین آنے سے شرم اور عار آتی ہے معلوم ہوا کہ جد انہون کے حقیر تہے کہ جس کی اولاد ایسی ذلیل ہو کہ آدمی اُن سے تکبر کرین اور وہ ہماری رکاب مین جاوین اے بادشاہ جبکہ تمہارے پیغمبر کی اولاد ایسی خوار اور ذلیل ہو تو مجکو دعوے خلافت اُنہون کے حرام ہے اسے بادشاہ قیاس کر اس بات پر کہ اگر کوئی اولاد بادشاہ کو ایسا خوار اور ذلیل کرے تو بادشاہ اوسکے جنگ پر مستعد ہو جائیگا اے بادشاہ ہماری قوم مین زنار دار برہمن لوگ ہین حالانکہ ہمکو اون کی خلافت اور نیابت ہی نہین ہے مگر تاہم اگر کوئی اونکو مارے یا رنج دیوے تو ہم اوسکا مغز سر سے اوسکے نکال لیوین اور اوسکو اسقدر مارین کہ شہرت ہو اے بادشاہ تو میری چارہ تو نکو اختیار کرے تو ایمان میرا اور خلافت تیری درست اور راست ہے وگرنہ ایسے اسلام سے کفر اور کافری بہتر ہے۔ اول یہہ کہ انعام اور اکرام سادات کے حق مین اختیار کرکہ احتیاج سے فارغ البال ہون تاکہ کوئی اونکو اہانت سے نہ دیکھے تو گویا تو نے ہی حق خلافت جد اونکے کا ادا کیا دوم یہہ کہ جاگیر اونکو عطا کرکہ اوسکی وجہ سے حاجت اونکی پوری ہو سویم یہہ کہ علماء بحضلت تو نے اس امر کا نہ دیوین کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند نہین تہا ایسا نکرین چہارم یہہ کہ علماء سے تاکید کرکہ جہوٹا فتوے نہ دیا کرین اور حق تلفی نہ کرین۔ اور اگر تجھکو یہہ چار باتین میسر نہین ہین تو دین جد اون کے کا چہوڑ دے اور کفر اختیار کرتا کہ تو اونکے حق مین گرفتار نہ ہوے اور لوگ تجھکو طعن و تشنیع نکرین پس بعد اوسکے وہ ہندو جوگی کلمہ پڑہکر مسلمان ہوا اور بسبب برکت و رعایت اولاد رسول علیہ السلام کے اولیاء اللہ سے ہوا اور بعد اسکے سلطان شمس الدین التمش انار اللہ برہانہ نے سادات کو معظم اور مکرم جانا اور سید السادات سید بابا مشہدی غزنوی کو دربار عام و خاص مین اپنے بٹہاتا اور سید قطب الدین کو داہنی جانب اپنے بٹہاتا تہا اور بارہا سید غزنوی سے کہتا تہا کہ مین ایک ترک عجمی ہون بہ طفیل اجداد تمہارے یہ بادشاہت پائی ہے اور تم فرزند رسول مقبول ہو مجکو بروز قیامت

اپنے ہاتھ سے نچوڑتا اور اسے بار خدایا ہدایت کر اور توفیق دے تو مسلمانون کو کہ اولاد رسول
کریم کی توقیر اور بزرگی کریں **حکایت** سلطان عمر وابن اللیث بادشاہ بلخ مجلس اپنے مین سادات
کو سیدہی جانب اور فقہا کو بائین جانب بٹھایا کرتا تہا ایکروز سلطان کے پاس ایک دانشمند مجلس
مین آیا اور سلطان سے مصافحہ کرکے سادات کے برابر جاکر بیٹہا سلطان نے اوس سے کہا کہ اسوقت
اشرف انسان کون ہین اوس نے کہا کہ سادات اور فقہا ہین سلطان نے کہا کہ لڑکا ہے میرا ارادہ
تہا کہتا ہون کہ وہ فقیہہ ہوجاوے اوس شخص نے کہا کہ مین اوسکو بعد چند سال کے فقیہہ بناؤنگا
پہر سلطان نے کہا کہ دوسرے بیٹے اپنے کو مین یہہ چاہتا ہون کہ وہ سید ہوجاوے تاکہ دونون
شرف میرے خاندان مین آجاوین اوسوقت اوس دانشمند نے کہا کہ اے بادشاہ یہہ شرف سادات
اصلی اور نسبی ہے یہہ حاصل نہین ہوسکتا ہے اور سادات لوگ حیات اور ممات اور حشر اور قبر مین
افضل ہین بسبب فضل نبی علیہ السلام کے اور شرف علم اور زہد کسبی اور عملی ہے ہر وقت حاصل ہوسکتا
ہے اور جب ترک کردیوے تو ہوجاوے جیسا کہ تہا پس سلطان نے اوسکو اپنی مجلس سے نکلوا دیا
اسوجہ سے کہ اوس نے اپنا مرتبہ نہ پہچانا اور بالائے سید کے بیٹہا **تفسیر کشاف** مین ہے کہ ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آل ابراہیم سے ہین اور حضرت امام حسن وحسین علیہما السلام اولاد پیغمبر
ہمارے سے ہین تو پس حسنین علیہما السلام بہی آل ابراہیم ہوئے **حدیث** مشارق مین ہے کہ فرمایا
آنحضرت نے کہ خدا تعالےٰ نے بزرگ کنانہ پسر اسمٰعیل علیہ السلام کو اونکی سب اولاد سے اور بزرگ
کیا قریش کو دیگر پسران کنانہ سے اور ہاشم کو قریش سے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو بنی ہاشم سے پس اولاد فاطمہ علیہ السلام بہی بنی ہاشم سے افضل ہین بسبب فضل رسول ہاشمی کے
حدیث قال النبیؐ الحسنؑ والحسینؑ فاضلان فی الدنیا والاخرۃ ابوھما خیر منھما ترجمہ
شرف النبوۃ مین ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ حسنؑ اور حسینؑ بہتر ہین سب سے دنیا مین اور آخرت مین اور
مان باپ اون کے اونسے افضل ہین۔ اور نہین روا ہے سوائے اولاد مصطفےٰ علیہ السلام کے کسی شخص کو
کہ آنحضرت کو کہے باپ اور یا جد کہے جیسا کہ اولاد اپنے باپ کو کہتے ہے پس یہہ ہی دلیل ظاہر ہے
اوپر فضیلت اولاد رسول اللہ کے تمامی مردمان پر جبکہ یہہ آیت **قولہ تعالےٰ** لاتجعلوا دعاء
الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً نازل ہوئی تو حضرت فاطمہ علیہ السلام نے عرض کیا کہ مین آپکو
کیا کہکر پکارون پس فرمایا آنحضرت نے کہ تو مجہکو ابی اور یا ابت کہکر پکار اگر چنانچہ حسنین علیہ
السلام آنحضرت کو ہمیشہ یا ابی اور یا ابت کہتے تہے اور تمام صحابہ حضرت حسنؑ وحسینؑ کو ابن رسول اللہ

ہے اور کہا ہے کہ علما اور صلحا کے حق مین اگرچہ آیات اور حدیثات فضل مین نازل ہوئی ہین لیکن خصوص نسائی کے بھی انکے حق مین نازل ہین بخلاف سادات کے کہ اونکے فضل مین نصوص کثیرہ نازل ہین لیکن بیچ برائی اور توہین سادات کے کوئی نص صریح اور حدیث صحیح مذکور نہین ہے اور حضرت نے سادات کو برابر قرآن مجید کے فرمایا تاکہ جانا جاوے شرف اونکا جیسا کہ آیات قرآنی کو فضل تمام کتب پر ہے ایسے ہی سادات کا فضل بسبب فضل رسول اللہ کے تمامی مخلوق پر ہے سوائے خلفاء اربعہ کے۔ **فائدہ** خلفاء کے فضیلت آل رسول پر علماء سلف نے عقیدہ اہل سنت وجماعت مین بلا دلیل مقرر کی ہے اور سلف کی کیفیت بحث افضل البشری مین درج ہے دیکھو۔ جیسے کہ دیگر کتب کو قرآن پر فضیلت نہین ہے ایسے ہی سید پر کسیکو تفضل نہین ہے۔ عالم اپنے قبیلہ پر فاضل ہوتا ہے اور انس بیچ انس کے اور جن بیچ جن کے اور حجام بیچ حجام اور سید اوپر جمیع قبایل کے بسبب شرف نبی علیہ السلام کے افضل ہے **حدیث** شارق اور مصابیح اور شرف النبوۃ مین محدثان سلف اور خلف نے بالاتفاق کہا ہے کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ مین تم مین دو چیزین نفیس اور عزیز چھوڑتا ہون ایک کتاب اللہ اور دوسرے اپنی اولاد محفوظ رکھو انکو اگر تمسک کروگے ساتھ اونکے تو گمراہ نہوگے بعد میرے۔ اور یہی مشکوۃ اور ترمذی مین مذکور ہے **حدیث** کہ ستارہ امان ہے واسطے اہل آسمان کے اور اہل بیت میری امان ہے واسطے اہل زمین کے اور جب ستارہ نہ رہینگے تو قیامت قایم ہوگی اور جب اہل بیت نہ رہینگے تو قیامت قایم ہوگی **حدیث** قال النبی علیہ السلام یا ابا رافع اللہ حرم الصدقۃ بمحمد وال محمد فانما ھی اوساخ الناس وھم منہا خمس الخمس من الغنیمۃ فی المحیط وشرح الھدایہ ترجمہ فرمایا آنحضرت نے کہ حرام کیا اللہ تعالے نے محمد پر اور آل محمد پر کہ صدقہ میل ہے آدمیونکا اور عوض صدقہ مین خمس اہلبیت مقرر کیا مال غنیمت سے چونکہ صدقہ مال زکوۃ کا ہے اور مال زکوۃ بمنزلہ پانی مستعمل اور ریم کے ہے پس بیچ حق سادات پاک لوگونکے ریم ناپاک آدمیونکا کیونکر درست ہوتا پس لفظ آل سے کل اہل مذہب اسلام مراد ہوتے تو صدقہ کل امت پر حرام ہوتا اور یہہ بھی کہا گیا ہے کہ آل دو قسم پر ہے مجازی اور حقیقی پس حقیقی پر صدقہ حرام ہے اور مجازی پر نہین۔ حضرت شیخ اہل الاسلام کہتے ہین کہ سوائے سادات کے کسیکو نچاہیے کہ آپکو اشرف کہلائے اس واسطے کہ اولاد رسول علیہ السلام اعرف اور اشرف ترین انسانونکی ہین بیت زر زندان چو فرزندان زہرا درین ایام دیگر نیست والا ؛ **نظم ملک العلماء دولت آبادی گوید** ؛

دستے فضیلت اولاد مصطفےٰ و پیرہنت زادہ محضر نوشتہ اند و منظومہ محبت زہرا اولاد ایشان
کرکب اختر نوشتہ اند و رمزے کہ بر مطاوے طومار کبریاست ذ برنام اہلبیت پیمبر نوشتہ
اند و **بیت** مکے زہد بنمایت کہ نہ دن دلش و ہمہ محبت اولاد مصطفےٰ باشد
سوال سادات کو اہلبیت کہاں سے کہتے ہین **جواب** بحدیث صریح اور صحیح اہلبیت ہونا انکا ثابت
ہے تفسیر کشاف مین بروایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کہ جب آیت مباہلہ نازل ہوئی ندی ع
ابناءنا تو بلائے حضرت مصطفےٰ صلوٰۃ اللہ علیہم ایک چادر سیاہ پہنے ہوئے پس آئے حضرت حسن و حسین اور
فاطمہ و علی علیہم السلام پس داخل کیا اونکو اوسی چادر مین اور فرمایا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس
اھل البیت اور حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ فرمایا آنحضرت واسطے علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام
کے ھؤلاء اھل بیتی کہ یہہ ہین اہلبیت میری اور شرف النبوۃ مین وارد ہے کہ حضرت ثوبان
خادم رسول اللہ کہتے ہین کہ ہر صبح کو رسول خدا صلعم بعد نماز فجر کے اوپر دروازے حضرت فاطمہ
کے تشریف لاتے اور یہہ فرماتے الصلوٰۃ رحمکم اللہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس
اھل البیت اور شیخ الشیوخ کہتے ہین کہ یہہ آیت ازواج نبی علیہ السلام کے حق مین نازل ہوئی
لیکن جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم سوائے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے یہہ کہتے ہین کہ یہہ آیت نازل ہوئی خاص
حضرت رسول اللہ و علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کے حق مین اور قول اکثر کا راجح
ہوتا ہے پس حاصل یہہ ہے کہ لفظ اہل بیت عیال اور اطفال اور ازواج وغیرہ سب کو شامل ہے لیکن
جبکہ پیغمبر علیہ السلام نے تصریح کر دی ہے تو اور لوگ اس آیت کی رو سے اہلبیت ہونے سے ساقط
ہو گئے اور نہیں ہے گنجایش غیر کو کلام رسول پاک مین پس یہہ آیت خاص ہے حق مصطفےٰ اور
علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ہے **قولہ** تلک ما اتونا کتاب دُرر مین
وارد ہے کہ اسکے عبارت اولاد رسول علیہ السلام مراد ہے اور وکونوا مع الصادقین
یعنے اے محمد والو محمد پس اولاد رسول اللہ بحکم نص صادق ہین اور صادق کا فرزند ہوتے
ہین پس قیاس اولاد مصطفےٰ علیہ السلام کا اولاد نوح پر نہین ہو سکتا ہے اسواسطے کہ کشتی
رسول اللہ سے عرش کو فخر ہوا ہے پس انکی اولاد کا کیا مرتبہ ہوگا۔ **سوال**۔ سادات
انکو کیون کہتے ہین۔ **جواب** بسبب نص صریح اور حدیث صحیح کے کہ حضرت ابو القاسم
بن محمد بن صدیق نے اپنی کتاب مین بیان کیا ہے اس حدیث کو حدیث قال النبی علیہ السلام
یا علی ابناء ک ھؤلاء من فاطمۃ بنات لا نسبا بصفتہ من وانا سیدھم سادات ونزادنی غیرہ

ا سین و فاطمہ سیدۃ النساء و الحسن و الحسین سیدا شباب اہل الجنۃ
ترجمہ فرمایا آنحضرت نے اسے علی دونون فرزند تیرے جو کہ فاطمہؑ سے ہین سردار امت میرے
ہین اسواسطے کہ فاطمہ گوشت میرا ہے اور ہین سردار کل اولاد آدم کا ہون اور حسنؑ اور
حسینؑ سردار ہین جوانان اہل جنت کے **سوال** سادات کو فرزند رسول کیون کہتے ہین۔ **جواب**
امیر المومنین حضرت مرتضےٰ علی کرم اللہ وجہ علیہ السلام امیر کلاہ اور امیر خرقہ اور استاد تمام علوم
کے ہین اور مرید اور شاگرد سوالی ہوتے ہین اور حضرت فاطمہؑ علیہ السلام خاتون جنت کے
حسنینؑ آزادی امت اور بخشش امت کی مقرر ہے اور امت موالات سے ہین پس سادات لوگ
فرزند رسول امت ہین **حدیث** شرف النبوۃ قال النبی علیہ السلام یا علی اول من یدخل الجنۃ انا و
انت و فاطمہ و الحسن و الحسین قال یا رسول اللہ بحبو بنا قال من و راء اسکم ترجمہ فرمایا آنحضرت
نے کہ اے علی اول بہشت مین مین اور تو اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ داخل ہونگے پھر حضرت
علی نے کہا کہ یا رسول اللہ عورات اور فرزندان ہمارے پس فرمایا پیچھے تمہارے ہونگے
سوال تاویل حدیث یہہ ہے کہ جو کوئی اولاد رسول سے ساتھہ ایمان کے ہو وہ داخل جنت
ہوگا۔ **جواب** مقلد کو تاویل حدیث حرام ہے بلکہ مجتہد کو بھی تاویل روا نہین ہے
اسواسطے کہ قول مصطفےٰ علیہ السلام مین تردد ہو جائیگا اور بشارت نہ رہیگی اسواسطے کہ
بشارت احتمال سے مبرا ہے اور قول نبی علیہ السلام سچا ہے جیسا کہ فرمایا ہے وہ ہی ہوویگا
سوال حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ کو فرمایا کہ عمل صالح کرو اور بچا
اپنے کو آگ دوزخ سے **جواب** یہہ حدیث ابتدای اسلام کی ہے اور منسوخ ہے بحکم آیت شفاعت
اور بحکم تطہیر۔ اور چند احادیث رسوال خدا سے **بیان منشور سادات فاطمہ**
علیہ السلام تفسیر بخاری مین وارد ہے کہ جب آیت مباہلہ مذاع ابناءنا الخ نازل ہوئی تو حضرت
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کملی خط سر پر ڈال کر نیچے اوسکے بیٹھے اور شاہ مردان
مرتضےٰ علی اور فاطمہؑ زہرا اور حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام کو پاس اپنے بٹھایا اور جب آپ مباہلہ
سے فارغ ہوئے تو جبرئیل علیہ السلام نے آنکر کہا کہ اے محمدؐ جو لوگ کہ مباہلہ مین ساتھہ تمہارے
تھے خدا تعالےٰ کا حکم ہے کہ اونکے سر پر منشور کرون مین تاکہ لوگ اونکو عزیز اور
مکرم رکھین پس جبرئیل علیہ السلام نے دو جعد رسول خدا کے سر پر بنائے اور قرنین بیچ اوس مین
دیئے اور تین انگشت بال چھوڑ کر تہہ کی اسکے بعد مصطفےٰ علیہ السلام نے اوپر سر شاہ مردان علی

مرتضےٰ اور فاطمہ زہرا حسن و حسین علیہم السلام کے وجود وجد بنائے اور فرمایا یہ منتخبے
واسطے تمہارے اور اولاد فاطمہؓ کے پس حضرت جبرئیل آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں
نے بھی مباہلہ میں آپکی موافقت کی ہے اور خادم تمہارے گھر کا ہوں اسطرح کہ لڑائی میں حضرت
علیؓ کی مدد کی ہے میں نے اور بی بی فاطمہؓ کے ساتھ بھی بیبی میں نے اور گہوارہ میں حسنؓ اور حسینؓ
علیہ السلام کو جھولا جھلایا میں نے پس مجھکو بھی اہل خاندان اپنے سے قبول فرمائیے اور میرے حق میں
بھی دعا کیجئے تاکہ ملائک اعلیٰ مجھکو بھی اہل تمہاری سے جانیں پس اسی جگہ سے دعا الٰہی ہوئی
خمسۃ النبی سادسہم پس رسول خدا نے دو وجد بنائے **ابیات** مرا شفیع تنم پنجتن بنیدہ بود
کہ روز عشر بدان پنجتن رہانم تن ✦ نبی و دختر و داماد برگزیدہ پسر ✦ محمدؐ و علیؓ و فاطمہؓ و حسینؓ و
حسنؓ ✦ روایت ہے کہ جناب بیت ابوطالب نے کہا کہ اے رسول خدا علیہ السلام سے مکہ میں
ہمارے پاس تو دیکھا میں نے خاکسر سر پر چار گیسو یافتہ تھی اور ابو القاسم محمد بن صدیق اپنے
تاریخ میں لکھتے ہیں اور متواتر ہے حدیث کہ فرمایا رسول اللہ نے علیؓ سے کہ کرے کوئی منشور بغیر نسب
میری کے اور فرزندان تیرے جو کہ اولاد فاطمہؓ سے ہیں تو گویا اوس نے گواہی دی اوپر زنا ماد
اپنی کے اور اوس میں سنوجب آتش دوزخ اور دنیا میں ستوجب لعن ہوگا پس حاصل
اوسکا یہ ہے کہ جو کوئی منشور کرے بغیر سادات کے تو وہ منافق اور ملعون ہے اور نہوگی شفاعت
قیامت میں بیچ حق اوسکے **سوال** سادات کو اولاد رسول علیہ السلام کسواسطے کہتے ہیں
جواب اسواسطے کہ بحکم حدیث اور اجماع سلف اور خلف کے نسب سادات رجوع کرتا ہے
ساتھ مصطفےٰ علیہ السلام کے **سوال** سادات کو آل رسول علیہ السلام کسواسطے کہتے ہیں۔
جواب آل حقیقی وہ ہے کہ جو رجوع کیا جائے طرف اوسکے نسب اوسکا اور امت صالحین
پر اطلاق لفظ آل کا مجازی ہے اور اولاد حضرت فاطمہ علیہ السلام بموجب حدیث کے آل حقیقی
رسول خدا کے ہے اور اوپر اسکے اتفاق اجماع و علماء کا ہے جیسا کہ سید کو آل حسین کہتے ہیں اور
بعض نے کہا ہے کہ سید کو اسواسطے آل رسول مقبول کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ مرتضےٰ اور حضرت
محمد مصطفےٰ علیہ السلام ایک قبیلہ اور نسب سے تھے **بیت** ز فرزندان چو فرزندان زہرا ✦
درین ایام دیگر نیست والا ✦ **سوال** کیا سبب ہے کہ باوجود حکم قرآن اور احادیث رسول
علیہ السلام تاکیدی کے مسلمانوں میں رواج محبت اور تعظیم اولاد رسول علیہ السلام جیسا کہ
چاہئے نہیں ہے بلکہ بعض نااہل سادات کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں **جواب** اول یہ ہے

کتب قدیم اور تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جسقدر احادیث اس بارے مین وارد ہوئی تھین
اور بادشاہان قوم بنی امیہ اور عباسیون نے کہ دونون اولاد رسول خدا کے تھے پوشیدہ کیا اور اختلافات
مین ڈالدیا اور اگر کسی محقق علماء منصف طبع نے انکو ظاہر بھی کیا تو لوگون نے کثرت کے طرف عمل کیا
نہ ایک دو کے قول پر۔ دوم یہہ کہ بعد واقعہ عاشورہ کربلا کے اولاد رسول علیہ السلام مین سے دو چار شخص
باقی تھے سو انپر بھی بجائے تعظیم اور محبت کے ظلم اور جور ہوتا تھا۔ سوم سلطنت بنی امیہ مروانی اور
عباسیون کی بالسویہ برس تک باقی رہی اس عرصہ مین جسقدر سادات کی نسل مین کثرت ہوئی تھی وہ سبب
دشمنی قدیم بادشاہونکے بعضے سادات پوشیدہ رہے اور بعضون نے غیر ملکون مین راہ لی اور وہان جاکر
لقب شیخ سے مشہور ہوئے مانند حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ و دیگر حضرات کہ شیخ کے لقب سے مشہور
تھے اور بعضے سادات جو ظاہر مین باقی رہے انکو بادشاہون نے کوئی نکوئی جرم لگاکر قتل کروادیا اور
اگر کوئی شخص انکی سفارش کرتا اور تعظیم اور محبت سے نام لیتا تو وہ بھی مروادیا جاتا تھا لیکن دو چار
بادشاہ کہ محب اہلبیت رسول علیہ السلام تھے مانند عمر بن عبد العزیز و مامون رشید و معتضد باللہ و امیر
تیمور وغیرہم ایسے بھی ہوئے ہین کہ جنہون نے سادات کی رعایت کی اور محبت اور تعظیم سے پیش آتے تھے
یہہ اونہین کا طفیل ہے کہ آج ہم سادات کو اولاد رسول علیہ جانتے ہین اللہ تعالے انکو اور سب مسلمانون
کو محبت اور تعظیم اولاد رسول کریم مین سرگرم رکھے تاکہ بروز حشر رسول خدا صلعم سے شرمندہ نہون۔

باب ہفدہم در بیان اولاد امام حسن مجتبے علیہ السلام

حضرت امام حسن علیہ السلام نے پہلے بعد دیگرے تین نکاح کئے تھے اور اولاد مین بھی مورخون نے اختلاف
کیا ہے کوئی بیس اور کوئی پندرہ اور کوئی گیارہ کا قایل ہے اور گیارہ یہہ ہین۔ زید و حسن و عمر
و عبد اللہ و قاسم و حسین و عبد الرحمن و طلحہ و اسمٰعیل و حمزہ و یعقوب اور جو پندرہ کہتے ہین وہ چار
یہہ ہین۔ محمد و ابو بکر و جعفر و عبد اللہ ثانی ہین اور اسیطرح لڑکیون مین اختلاف کیا ہے کوئی سات
اور کوئی پانچ اور کوئی ایک کا قایل ہے لیکن ایک لڑکی کی سند یہہ ہے کہ وہ حضرت فاطمہ ہین والدہ امام
محمد باقر علیہ السلام کی لیکن یہہ بات مشہور ہے کہ آپکے بعد صرف دو صاحبزادون سے نسل جاری ہے۔
حضرت زید و حسن مثنی چنانچہ کثرت سادات حسنی اور بزرگی اور عزت انکی تمام روئے زمین پر مشہور ہے
اور حضرت زید کا نام ابو الحسن تھا اونکے فرزند حسن بن زید ہین اور کنیت ابو محمد ہے اور امامت مدینہ
طیبہ کی آپکے تعلق تھی ان کے ساتھہ فرزند تھے ایک ابو محمد قاسم دوسرے اور ابو الحسن علی تیسرے الوطاء
زید چوتھے ابو اسحاق ابراہیم پانچوین ابو زید عبد اللہ چھٹے ابو الحسن اسحاق ساتوین ابو محمد اسمٰعیل منجملہ اونکے

چار کے اولاد ہوئی ہوئی وہ ایک اسحاق ہیں انکی نسل میں قبیلہ خطیبان ہے دوسرے زید انکی نسل
میں نجوطا ہیں تیسرے قبیلہ اعمد انکی بھی اولاد کہ ہے چوتھے ابراہیم انکی اولاد بلاد جبش میں بہت ہے
لیکن جنکے اولاد بہت ہے وہ یہ ہیں ایک اسمٰعیل الکبیر دوسرے علی الکبیر اور داعی الاول کہتے ہیں یہ حضرت
مدت تک طبرستان کے بادشاہ رہے اور نسل انکی بہت ہے اور دوسرے علی کہ جنکی اولاد میں امام حسین
ہیں اور تیسرے قاسم ہیں کہ انکے فرزند عبدالرحمن شجری اور محمد بطحانی ہیں اور بطحانی کی نسل بہت ہے
سید ابوالحسن احمد اور سید ناطق اردن بن بطحانی کے نسل میں اور شجریوں کا بھی بہت بڑا گروہ ہے
محمد عالم اور حسن زرین کمر اور ابو محمد مالک ہیں محمد شجری کی نسل سے ہیں۔ اور دوم حسن مثنیٰ بن امام حسینؑ
بہت جلیل القدر تھے حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنی ایک دختر فاطمہ نامی سے نکاح کر دیا تھا اس
سبب سے انکی اولاد حسنی و حسینی کہلاتی ہے اور آپ کے تین فرزند پیدا ہوئے ایک عبداللہ محض دوم
ابراہیم غمر سوم حسن مثلث حضرت حسن مثلث کی کنیت ابو علی ہے آپ اپنے زمانہ کے اکابر میں سے
تھے اور ابوالحسن علی عابد آپکے فرزند ہیں اور علی عابد بیٹے حسین شہید صاحب فخ ہیں۔ اور حسین نے
زمانہ خلیفہ ہادی عباسی میں مقام مدینہ ہادی پر خروج کیا اور بہت جماعت سادات اور مکہ کے لوگوں نے
حسین کا ساتھ دیا اور سنہ میں عامل ہادی سے جنگ ہوئی اسکے بعد مقام وج میں جنگ ہوئی اور بہت اکابر سید
ہوئے اور سب سے زیادہ صدمہ حسین کے اور اہل مدینہ طیبہ کے ہادی کے روبرو گئے یہ واقع وج میں
طائف کے قریب ہوا اور حسین اور اولاد انکی ہمراہی سب شہید ہوئے امام محمد تقی علیہ السلام نے کہا ہے
بعد قضیہ کربلا کے کوئی واقعہ اس جنگ سے زیادہ ہماری اہلبیت پر نہیں گذرا۔ **بیان ابراہیم**
عمر بن حسن مثنیٰ علیہ السلام انکی کنیت ابو اسمٰعیل ہے اور یہ بکثرت سخاوت اور شجاعت
کے عدیم المثال کہا گیا ہے حضرت ہادی مدینہ میں اپنے جد بزرگوار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے آپ نے
سنہ ہجری میں خلیفہ منصور عباسی پر خروج اور حملہ کیا آپکے ساتھ انبوہ خلائق جم غفیر اور اکابر لوگ تھے
لیکن آپ گرفتار ہوئے اور قید خانہ منصور میں وفات پائی اسوقت عمر انکی ستانوے برس کی تھی اور اولاد
اونکی حسن سے جاری ہوئی اور بڑی بڑی انکی نسل میں ہوئے چنانچہ سید تاج الدین جعفر اور سید
ابراہیم طباطبا اور اونکی اولاد ہیں اور نقیب طباطبا جاری رہا اور مدینہ طیبہ اور مصر وغیرہ
میں انکی نسل ہے۔ **بیان عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ علیہ السلام** محض بمعنی خالص
یعنی خلاصہ و نسل کے کہ امام حسن اور امام حسینؑ کی اولاد سے ہوئے اور آپ بہت خوبصورت تھے اور
قوم انکو میں شیخ وقت تھے انکی نسل چھ صاحبزادوں سے جاری ہوئی محمد دوم ابراہیم دوم سے جون سوم

سلیمان و اور یس لیکن اور ایس کی اولاد اور یس بن اور یس سے جاری ہے اور سلیمان کے فرزند
محمد کی اولاد مغرب میں ہے اور بچے کو صاحب دیلم کہتے تھے اونہوں نے کیلان کو ترویج کیا اون کی
اولاد وہیں ہے۔ اور حضرت یون اُن کی کنیت ابو الحسن تھی اور والدہ نے اس وجہ سے کہ آپکا رنگ
سیاہی مائل تھا آپکا لقب یون رکھا تھا اور آپ کی نسل آپکے دو فرزندوں سے جاری ہوئی اول عبد اللہ
جسکو شیخ صالح کہتے تھے اور امون رشید خلیفہ نے چاہا تھا کہ اونکو اپنا ولی عہد بنا دے لیکن آپ نے
انکار کیا اور آپ بھاگ کر جنگل میں چلے گئے اور اسی جگہ آپ نے وفات پائی چونکہ آپکی نسل میں بڑے
بڑے اکابر سادات سے ہوئے جیسے حضرت سید محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ جیلان میں
۴۷۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور وفات آپکی ۵۶۱ھ ہجری میں ہوئی آپکا نسب یون ملتا ہے حضرت
سید عبد القادر ابن ابی صالح ابن عبد اللہ ثانی ابن موسے یون ابن عبد اللہ محض ابن حسن مثنے ابن امام
حسن ابن علی علیہم السلام اور آپ کے بارہ فرزند ہوئے اور سب عالم اور کامل تھے سب سے بڑے
بیٹے سید عبد الوہاب معروف بہ عبد الرزاق تھے۔ دویم ابراہیم کہ جنکی نسل ابراہیم یوسف اغی سر
سے جاری ہوئی اور امیر یوسف اور ابو جعفر حاکم یمامہ اور بنو حمیدان اون کی نسل میں ہے۔ لیکن
ابراہیم قتیل بن عبد اللہ محض اون کی کنیت ابو الحسن تھی اور قوت اون کی اسقدر بیان کی ہے کہ
وہ بھاگتے ہوئے شتر کی دم پکڑ لیتے تھے اور اوسکو آگے نہ جانے دیتے تھے اور آپ اکابر علماء
سادات میں سے تھے اور آپ نے شب دوشنبہ غرہ رمضان ۱۴۵ھ ہجری میں بمقام بصرہ خروج کیا
اوپر منصور خلیفہ عباسی کے اور بہت سے اکابر علماء نے مانند امام اعمش اور امام عباد بن منصور وغیرہ
نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور صحیح طور سے یہہ بات معلوم ہوئی ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
بھی اس بیعت میں شامل تھے اور اوس کی معاونت اور نصرت پر فتوے دیا تھا اور فرزند اپنے حماد
کو بھی سمع چار ہزار درم کے آپکے پاس روانہ فرمایا اور خط بھی لکھا کہ میں بوجہ سکہلنے مستورات اور
امانات مردمان کی کہ جو میرے پاس امانت ہے حاضری سے معذور ہوں ورنہ میں بھی آپکے پاس
پہنچتا اور شریک ہو کر مدد کرتا۔ مگر اتفاق سے وہ خط خلیفہ منصور کے ہاتھ لگا اور اوس نے اسبات
پر ابو حنیفہ رحمۃ اللہ عنہ سے غصہ ہو کر اونکو ایذا دی کہ جسکی وجہ سے قید خانہ میں آپ نے وفات
پائی اور یہہ بھی لکھا ہے کہ جب ابراہیم شہید ہو گئے تو اون کی والدہ امام اعظم کے پاس گئیں
اور فرمایا کہ تو نے میرے فرزند ابراہیم کو خروج کا فتوے دیا اور وہ گیا وہاں اور مارا گیا امام
اعظم نے کہا کہ کاش میں تمہارے فرزند کی جگہہ ہوتا تو بہتر تھا القصہ خلیفہ منصور دوانیقی کے

لشکر سے مقابلہ اور ابراہیم کے لشکر کو شکست ہوئی اور لوگ بھاگ گئے ایسی حالت میں حضرت
ابراہیم کی پیشانی میں ایک تیر لگا اور اوس کے صدمہ سے آپ شہید ہوئے مقام باخمرے میں
کو فرہیب کوفے کے ہے۔ اور نسل آپ کی اونکے فرزند حسن سے جاری ہوی اور جو اللارزق اور
صاحب خاتم اور رزق اللہ ملقب بمحمد یہ اون ہی کی نسل سے ہین۔
لیکن محمد بن عبد اللہ محض صاحب نفس اوسکی تھے اور اونکو ابو القاسم بھی کہتے ہے اوسوقت کے اکابر
لوگون نے انکا لقب مہدی دیا تھا اسواسطے کہ نام اونکا محمد اور کنیت ابو القاسم اور اون کے پدر
بزرگوار کا نام عبد اللہ تھا کیونکہ ایک حدیث جو مشہور ہے کہ مہدی میری اولاد مین سے ہوگا
اور نام اوسکا نام میرا اور نام اوس کے باپ کا میرے باپ کا نام ہوگا اور دوسری روایت مین ہے
کہ کنیت اوسکی کنیت میری ہوگی اور بڑے بڑے لوگ بنی ہاشم اون سے مستظہر ہوتے تھے۔ اور
نا یہ نے اپنی جد بزرگوار سے نقل کی ہے کہ وہ یعنے محمد چہار سال اپنی مان کے شکم مین رہے۔ اور
جب پیدا ہوئے تو دونون مونڈہون کے درمیان ایک سیاہ تل برابر بیضہ مرغ کے تھا غرضکہ آپنے
خروج کیا مدینہ طیبہ مین خلیفہ منصور عباسی پر ۱۴۵ھ ہجری مین اور اہل مدینہ اون کے ہمراہ ہوئے
اور خندق کھودی اوس جگہہ کہ جہان پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھودی تھی واسطے جنگ کے
اور امام مالک رحمۃ اللہ عنہ نے فتوے دیا واسطے جنگ خلیفہ منصور عباسی پر اور آدمیون کو
حکم دیا کہ مدد گاری اور یاری دین اور ہواداری پہونچین محمد کے غرضکہ نوبت پہونچی جنگ کی
یہانتک کہ محمد بن عبد اللہ اور سادات اور یاران اونکے شہید ہوئے۔ اور منصور نے اہلبیت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک جماعت کو قتل کیا اور ایک جماعت اہل علم کو کہ اون کے
ہمراہ نکلی تھی بہت ایذا پہنچائی کسیکو مارا اور کسیکو قتل کیا منجملہ اونکے حضرت امام ابو حنیفہ اور
امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے اور یہہ لڑائی واقع ہوئی تھی مقام احجار الزیت مین کہ جسکی نسبت
حدیث وارد ہوئی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری اولاد مین سے نفس
ذکی احجار الزیت مین مارا جاویگا پس اسیوجہ سے انکو نفس ذکیہ کا لقب دیا گیا اور آپ کی نسل
آپ کے فرزند ابی محمد عبد اللہ اشتر الکابلی سے جاری ہوئی کہ وہ بعد شہادت اپنے پدر بزرگوار
کے بھاگ کر ولایت سندھ مین گئے اور کابل مین شہید ہوئے اور ابو جعفر نقیب کوفی اور ابو
اسرار حسن اور ابو البرکات محمد اور ابو طالب محدث ہمدانی بھی اور یہ قبیلہ بنی اشتر سے ہین۔

باب شصتم در بیان اولاد امام حسین علیہ السلام و اولاد ائمہ اثنا عشر علیہم السلام

واضح ہو کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے تین فرزند اور تین دختر تھیں علی اکبر و علی اوسط و علی اصغر و فاطمہ کبریٰ و فاطمہ صغریٰ و سکینہ کہ حضرت علی اکبر نوجوان و علی اصغر خورد سال معرکہ کربلا میں شہید ہو گئے اور حضرت امام زین العابدین علی اوسط کو وراثت و منصب امامت و علم ولایت و نبوت کے عطا ہوئے اور آپ کی نسل میں آئمہ امام علم ولایت کے ہوئے لہذا آپ کو آدم آل عبا کا خطاب ہوا ۳۸ھ ہجری ماہ شعبان نوین تاریخ کو آپ پیدا ہوئے آپکے علم اور فضایل میں کسیکو انکار نہیں ہے اور سبب شہادت انکا یہ ہوا کہ ایک سال خلیفہ عبد الملک بن مروان واسطے حج کے مکہ میں گیا اور واسطے بہت کوشش کی لیکن بسبب کثرت خلق کے باریاب نہوا اور ایک بلند جگہ پر جا بیٹھا پھر دیکھا کہ ایک شخص سادے لباس میں سبز عمامہ باندھے ہوئے تھے اور ایک خادم آگے آگے چلتا ہے اور کہتا جاتا ہے لوگ اونکے واسطے راہ دیتے تھے یہانتک کہ آپکو داخلی ہوئی عبد الملک کو تعجب ہوا کہ باوجود اس شان اور شوکت کے ہمکو یہہ بات نصیب نہوئی اور یہہ کون شخص ہے کہ لوگ اسکو اسقدر تعظیم و تکریم سے جگہہ دیتے ہیں اوس نے اپنے مصاحبین سے دریافت کیا اوسوقت وہاں ہشام فرزدق شاعر بھی موجود تھا پس جوش محبت اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جواب دیا کہ یہہ وہ شخص ہے کہ جسکو خانہ کعبہ اور آب زمزم خوب پہچانتا ہے اور ایک قصیدہ وہیں آپکی مدح میں پڑھا اوسپر عبد الملک غضبناک ہوا اور فرزدق شاعر کو اور حضرت امام علیہ السلام کو قید خانہ میں قید کیا پس اوسی قید خانہ میں بزمانہ ولید بن عبد الملک حضرت امام زین سنہ ۹۵ ہجری میں شہید ہوئے اور آپکی نسل چھہ صاحبزادوں سے جاری ہوئی۔ امام محمد باقر و حضرت زید شہید عبد اللہ باہر حسین اصغر عمر اشرف علی اصغر چنانچہ علی اصغر کے فرزند حسن افطس ہوئے اور حسن افطس کے پانچ فرزند ہیں ایک علی غزاری کہ جنکے فرزند حسین مانکدیم ہیں دویم عمر کہ جنکے فرزند حسن قاضی امین اللہ ولہ ہیں۔ سویم حسین کہ جنکی اولاد بنی شکران اللہ علی و نوری ہیں۔ اللہ چہارم حسن مکفوف کہ انکے فرزند عمرو اور قاسم ہیں۔ پنجم عبد اللہ شہید انکی اولاد بہت ہے۔ اللہ دوم عمر اشرف بن امام زین العابدین انکے فرزند علی اصغر محدث اور سید ذکریا ہیں

چنانچہ سید نکر بانکے اولاد ہندوستان مین سید بدر الدین اسحاق خلیفہ و داماد حضرت بابا فرید
شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ پاکپٹن شریف مین اسمدوقت مین اور خود آپ کا بیان ہے کہ سید احمد
اسحاق بن سید علی بن سید اسحاق بن سید حسین الدین عرف شہاب الدین بن سید احمد بن سید
بن سید محمد بن سید نور اللہ بن سید جلال الدین بن سید قطب الدین بن سید ذکریا بن سید عمر شہید
اور سیوم حسین اصغر بن امام زین العابدین انکے پانچ فرزندون سے نسل جاری ہوئی۔ ایک عیسیٰ اللہ
اعرج ان کی اولاد بہت ہے۔ دویم عمرہ انکے فرزند حسین بن عمرہ ہین۔ سیوم محمد جانی انکی اولاد اجاد
محدث سے جاری ہوئی۔ چہارم علی صالح یہ حضرت بہت بزرگ تھے اور عراق کی ریاست انکی
اولاد مین تھی۔ پنجم جعفر الجوا انکے دو فرزند ہوے حسین وحسن کہ یہ لمبرائے مدینہ و ترمذ کے تھے
چنانچہ حسن کے تین فرزند تھے محمد حقیقی و اسمٰعیل منفقدہی و علی اور انکی اولاد بہت ہے۔ دویم
حسین کہ سادات ترمذ بلخ کے بہت بزرگوار ہین اور بادشاہت بلخ کی انکی اولاد مین رہی تھی۔ بلکہ
انکے فرزند ابوالحسن بھی نسابہ بہت نسل جاری ہوئی اور بنی حکمہ و بنی علون و بنی فوارس سادات
ترمذ آپ کی اولاد مین ہین چنانچہ حسین کی اولاد مین سے ایک بزرگ ہند وستان مین مخدوم خواجہ
محمد سنائی ترمذی قدس سرہ تشریف لائے اور **قصبہ کنگہری** ضلع علی گڈھ کو پسند کرکے
سکونت اختیار کی اور آپکا سلسلہ نسب یہ ہے کہ مخدوم خواجہ محمد سنائی ترمذی چشتی ابن خواجہ سید
رمضان بن سید ضیاء الدین بن سید احمد بن سید محمد بن سید خواجہ کبیر بن سید شہاب الدین بن
سید عباس بن سید خواجہ مسعود بن خواجہ علی محدث بن حسین ترمذی بن جعفر الجوا بن حسین اصغر
بن امام زین العابدین علیہ السلام۔ اور حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ کی شادی ساتھہ دختر نیک اختر
حضرت مخدوم عزیز الدین متوکل شاہ ولایت قصبہ کڑا مانکپور سے ہوئے اور اون بی بی صاحبہ
کا نام فاطمہ قتال تھا اور وجہ لقب قتال کی یہہ ہے کہ آپ حالت سفر مین تھین کہ برقع چہرہ مبارک
سے اڑ گیا لوگون نے بدنظری سے دیکھا پس مائی صاحبہ نے اونکی جانب غضب سے نگاہ کی وہ
لوگ فوراً زمین پر گر کر مر گئے جب سے آپکا نام قتال ہوگیا اور ان مائی صاحبہ کا مزار شریف قصبہ
بارہہ مین ہے آپ کے بطن اطہر سے ایک فرزند مسافت مین پیدا ہوئے لہذا اونکا نام سید مسافر
رکھا گیا اور خود آپ نے ایک رسالہ ۹۶۱ھ ہجری مین سادات ترمذ کے حال مین تصنیف کیا اسکا نام
بھی مسافر نامہ ہی اور حضرت بندگی سید مسافر کے آٹھہ فرزند تھے ایک سید سعد الدین کہ انکا مزار
قصبہ خیلر مین ہے اور اولاد انکی کا سلسلہ دختر سے جاری ہوا چنانچہ سید جلال علی و سید نیاز علی

[illegible] ہے۔ دویم سید شاہ شہن انکا مزار احاطہ بندگی سید سافرین ہے اور سنگو کلان
[illegible] ہے انکے فرزند سید پیارے ہیں کہ جنکا مزار قصبہ دھنیاری مین ہے اور
[illegible] سید اوم اور پوتے سید سلیمان ہیں۔ سوئم سید بدرالدین اور چہارم سید شاہ گدا
[illegible] قصبہ ریڑی چندوار اور پیلی بھیت مین ہے کہ مزار اُن کے مشہور ہین
[illegible] سید محمد شاہ ان کی
[illegible] انکا مزار موضع خانپی مین ہے اور اولاد اون کی ہے۔ ششم سید محمد شاہ ان کی
[illegible] خانقاہ حضرت مخدوم مین بست غربی واقع ہے انکی اولاد نہین ہے۔ ہفتم سید برہان الدین
[illegible] حضرت مخدوم کی مسجد کی پشت پر ہے اور انکے فرزند سید نصرت اللہ سے اولاد
[illegible] انکا مزار حضرت مخدوم کی مسجد کی پشت پر ہے اور انکے فرزند سید نصرت اللہ سے اولاد
جاری ہوئی قصبہ سہاور اور قصبہ سکیٹ اور قصبہ گنگیری مین موجود ہے چنانچہ میان سعید احمد
ابن سید محمد احمد گنگیری کا واسطے نسب چودھوین پشت مین حضرت مخدوم سے ملتا ہے۔ ہشتم سید شاہ
[illegible] انکا مزار پائین مزار سید بندگی مسافر پر ہے بزرگوار اپنے کے ہے اور انکے دو فرزند تھے ایک
سید جمال الدین عرف جمال ہوئے انکا مزار محلہ جمال ہوئے قصبہ گنگیری مین ہے اور اولاد اون کی
قصبہ ہذا مین موجود ہے۔ دویم سید جلال الدین ان کی اولاد قصبہ ہذا مین بہت ہے لیکن شجرہ
نسب کی صرف دو شاخون کا بیان یہہ ہے کہ ایک سید قلندر علی تھے کہ جنکے پوتے سید رمضانعلی
ابن سید شیر علی و سید خواجہ علی ابن سید مظفر علی ہین اور دویم مولوی سید نیاز علی و مولوی
سید عصمت علی تھے کہ جنکا سلسلہ نسب حضرت مخدوم تک دسوین پشت مین ملتا ہے اور مولوی
سید نیاز علی کے پوتے سید آل احمد و سید علی احمد و بی بی شفیع النساء ابن مولوی تفضل علی ہوئے
اور سید احمد حسین و سید گوہر علی ابن مولوی سید امداد علی ہین اور سید گوہر علی کے فرزند سید
عبد الاحد تھے اور سید احمد حسین کے فرزند محمد اسحاق و محمد سین ہین اور میران اولاد حسین مولف
رسالہ ہذا و سید اکمل حسین بہادر حقیقی مولف کا سلسلہ نسب مادری حضرت مخدوم خواجہ محمد سنائی
قدس سرہ سے یون ملتا ہے کہ والدہ صاحبہ مولف مذکور کی بی بی شفیع النساء ہمشیرہ حقیقی سید آل احمد
کی ہین اور اسیطرح مولف کے فرزند شبیر حسین و ریاض الحسن عرف میان مدن و میان ستدن کا
سلسلہ مادری حضرت مخدوم سے یون ملتا ہے کہ والدہ انکی ہمشیرہ حقیقی سید محمد سین کی ہین اور
جب حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ ولایت ترمذ سے ہندوستان مین تشریف لائے تو آپکے ہمراہ چند
اشخاص افغان مرید خوش عقیدہ بھی تھے ان لوگون نے حضرت مخدوم کے قرب مین سکونت اختیار
کی چنانچہ چند دیہات اونکی اولاد سے اسوقت تک ضلع علی گڈھ مین آباد ہین اور اکثر لوگ انمین سے

رئیس اعظم سرکار انگریزی مین شمار مین چنانچہ بیگم پور مین محمد عبد الشکور خان اور رداون مین ناری یار خان اور دتاولی مین اسمٰعیل خان اور بورہ گاؤن مین مصطفےٰ خان اور حسن پور مین اخر علی خان و نصیر اللہ خان یہہ لوگ سادات کے ماننے والے ہین لیکن صفدر خان کہ چال اوسکی آل مخرکی سی ہے

نظر بار بندگان اللہ ظلمین	غضب کے ڈرا اور قرآن بلعین	زن حافظ کی آراستی غضب کی
گنگیری کی تھی یہہ دانی نسب کی	نکی سادات کی اوس نے مروت	کہ تھی وعناص پیغمبر کی عزت
نبی کہا ہے انہی کے حق مین قرآن	کہ ہو اولاد میری مثل قرآن	برابر کرو تعظیم انکی اے یار
نہونا پیہ جہنم مین گرفتار	حدیثون مین ہوا ہے حکم جاری	عدو اولاد پیغمبر ہے ناری

چہارم عبد اللہ ماہر ابن امام زین العابدین علیہ السلام ہین انکو ماہر اسواسطے کہتے تھے کہ رخسار مبارک آپکے بہت روشن اور نورانی تھے آپکی اولاد محمد ارقط سے جاری ہوئی اور بنی فرین شام اور مصر کے ملک مین آپ کی اولاد ہین اور بادشاہان ملک رے یہی آپ ہی کی اولاد مین ہوئے ہین۔ پنجم حضرت زید شہید آپ کے فضایل حد سے زیادہ ہین سنہ ۱۲۱ ہجری مین چالیس ہزار کوفیون نے آپ کے ہاتھہ پر بیعت کی اور ہشام بن عبد الملک مروانی پر آپ نے خروج کیا تو سب لوگون نے آپ کو چھوڑ دیا صرف پانسو آدمی باقی رہے اونکو اپنے ہمراہ لیکر جہاد کیا اور شہید ہوئے آپ کی لاش مبارک کو برہنہ کرکے دار پر چڑہا دیا لیکن بحکم الٰہی مکڑی نے لاش پر جالا پورا اور آپکی زوجہ صاحبہ لوگون کی نظر سے غائب ہوگئین۔ طبرانی نے موسےٰ بن حبیب سے روایت کی ہے کہ مجکو ایک عورت عابدہ زاہدہ نے خبر دی کہ بعد شہادت حضرت زید کے دیکھا مین نے خواب مین ایک گروہ کو ساتھہ پوشاک عمدہ کے کہ آسمان سے زمین پر آیا اور چارون طرف اوس لاش کے کہڑے ہوکر اور ہاتھہ اپنے منہہ پر مار کر روتا اور نوحہ کرتا تہا اور ایک بی بی صاحبہ اوس گروہ مین کہ سبز پوشاک پہنے ہوئے تہین پس فرمایا اون بی بی صاحبہ نے کہ اے زید جن لوگون نے تجھکو قتل کیا اور دار پر کھینچا ضرور ہے کہ اونکو شفاعت جد بزرگوار تیری محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نصیب نہوگی جب مین نے اوس گروہ مین سے ایک سے دریافت کیا کہ یہہ بی بی صاحبہ کون ہین اوس نے کہا کہ حضرت خاتون جنت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہین۔ حضرت زید کے چار فرزند تہے۔ یحیےٰ۔ حسین۔ وعیسےٰ۔ وعمر تہے منجملہ انکے تین شخصون سے اولاد بہت ہوئی اور یحیےٰ اپنے باپ کی شہادت کے بعد ملک خراسان مین بہاگ کر چلے گئے تہے لیکن دشمن آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصر سیار کی فوج بہیجکر اونکو بہی شہید کرایا۔ اور اونکے اولاد نہین ہے۔

بیان امام باقر علیہ السلام

یہ حضرت پنجم امام اہلبیت نبوت سے ہین۔ آپکی پیدائش بروز جمعہ غرہ رجب ۵۷ھ ہجری مین ہوئی آپکے کمالات اور فضایل بہت ہین آپکے نام باقر کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اول ہی دی تھی اور توریت مین بھی نام آپکا باقر لکھا ہے حضرت جابر انصاری روایت کرتے ہین کہ ایک روز مین پیغمبر علیہ السلام کی خدمت مین حاضر تھا آنحضرتؐ نے فرمایا اے جابر شاید تو ایک کو میرے فرزندون مین سے دیکھیگا کہ نام اوسکا محمد باقر بن علی بن حسین ہوگا اور اللہ تعالیٰ اوسکو نور اور حکمت عطا فرماویگا تو میرا سلام اوسکو پہنچانا چنانچہ مین نے سلام آنحضرتؐ کا امام علیہ السلام کو پہنچایا اور امام ممدوح نے وعلیکم السلام فرمایا۔ اور آپکے چھ فرزند اور دو دختر پیدا ہوئے۔ امام جعفر صادق و ابراہیم۔ و رضا علی و زید و زینب و ام سلمہ لیکن نسل آپ کی امام جعفر علیہ السلام سے جاری ہوئی اور وفات آپکی ۱۱۴ھ ہجری ششم ذی الحجہ کو زہر سے باشارہ خلیفہ ہشام بن عبد الملک مروانی کے ہوئی۔

بیان امام جعفر صادق علیہ السلام

یہ حضرت امام ششم اہلبیت نبوت کے ہین اور والدہ صاحبہ آپکی دختر قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہین اور آپکی پیدائش ہفتم ماہ ربیع الاول ۸۰ھ ہجری مین ہوئی اور آپکا علم ظاہری اور باطنی اور کشف اور کرامات از حد تھا چنانچہ امام اعظم ابوحنیفہ کوفی اور امام مالک اور بایزید بسطامی آپ کے شاگردون مین سے ہے اور فرمایا امام علیہ السلام نے کہ علم ہمارا غابر ہے اور مذبور اور نکت قلوب اور نقر اسماع یہ سب ہمارے علوم ہین۔ اور صحف فاطمہ اور جامع یہ کتب ہماری ہین اور جفر احمر اور جفر ابیض یہ ظروف ہمارے ہین اور جس چیز کے کہ تمام لوگ محتاج ہین اوسکے ہم مختار ہین اور کتاب جفر خاصہ تو خاص حضرت امام علیہ السلام کی تصنیفات سے ہے اور تذکرۃ الاولیاء مین نقل ہے کہ ایک روز منصور خلیفہ عباسی نے حضرت امام کو دربار مین طلب کیا اور جلاد کو حکم دیا کہ جب صادقؑ یہان آوے اور مین اپنی کلاہ سر سے اتارون تو اوسی کو قتل کر ڈالنا چنانچہ جب حضرت امام جعفر تشریف لائے اور دروازہ دربار مین داخل ہوئے تو اوسیوقت خلیفہ منصور اپنے تخت پر سے اٹھکر بے اختیار ننگے پاؤن دوڑا اور دروازہ تک گیا

اور حضرت امام کو بڑی تعظیم سے تخت پر لاکر بٹھایا اور آپ خود ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑے ہو گئے
کر بوجہ حکم بادشاہ کی تعمیل بجالائوں حضرت امام نے فرمایا کہ ابھی دو پہر جھکنے دو پھر جانا جب مکان کو
تشریف لائے تو اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت کیا اور فرد فرد رونق افروز رہے میں ہمیشہ یہی
اور جب ہارون نے دریافت کیا تو کہا کہ جب حضرت امام صادق تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ
اژدہا ہتھیار سنکا ایک لب زمین پر اور دوسرا لب بیت مکان پر تھا اور اس نے بہت فصیح زبان سے
بیان کیا کہ اگر تو نے امام علیہ السلام کو ذرا بھی تکلیف پہنچائی تو میں تجھکو اور تیرے تخت کو نگل جاؤنگا
پس اس وجہ سے اور خوف سے میں نے امام کی تعظیم کی اور کچھ نہ کہا اور وفات امام نے بتاریخ ۲۵ رجب
۱۸۳ ہجری میں پائی۔ اور آپ کے ساتھ فرزند پیدا ہوئے لیکن پانچ سے اولاد جاری ہوئی۔ امام
موسے کاظم و اسمٰعیل و اسحاق و محمد و علی لیکن علی عریضی کے چار فرزند ہوئے محمد و احمد و حسن و جعفر
اور ان سب کے اولاد عریضی کہلاتی ہے چنانچہ ہندوستان میں حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد
صابر کہ بہانجے و داماد و خلیفہ حضرت بابا فرید الدین گنجشکر علیہ الرحمۃ کے پیران کلیر میں موجود ہیں آپ کا
سلسلہ نسب علی عریضی سے ملتا ہے شجرہ علی احمد صابر بن سید عبد اللہ بن سید فتح اللہ بن سید محمد
بن سید احمد بن سید غیاث الدین بن سید بہاؤ الدین بن سید داؤد بن سید تاج الدین بن سید
ضیاء الدین بن سید محمد بن علی عریضی رحمۃ اللہ علیہ بن امام جعفر صادق علیہ السلام لیکن محمد کہ جن کو
محمد دیباج کہتے ہیں انکے تین فرزند ہیں حسین و قاسم و علی انکی اولاد بہت ہے لیکن اسحاق بہت حضرت
بڑے فاضل اور محدث تھے انکے تین فرزند ہوئے محمد و حسین و حسن اور جو الوارث جو ملک ری میں
رہتے ہیں آپکی نسل سے ہیں لیکن اسمٰعیل کہ لقب انکا اعرج اکبر ہے اور علم باطن انکو بہت حاصل تھا
اور آپکی نسل دو فرزندوں سے جاری ہوئی محمد و علی انکی اولاد دمشق و عراق و عرب میں و ہند میں ہے

بیان امام موسے کاظم علیہ السلام

یہ حضرت امام ہفتم اہلبیت نبوت کے ہیں آپکی پیدائش یکشنبہ ہفتم ماہ صفر ۱۲۸ ہجری میں ہوئی آپکے
مناقب اور فضائل اور کرامات بہت ہیں اور عابد ترین اہل زمانہ تھے اور شہادت آپ کی زہر سے
قید خانہ ہارون رشید میں ۱۸۳ ہجری میں ہوئی اور نہایت معتبر کتاب کی روایت سے معلوم
ہوا کہ ہارون رشید خلیفہ عباسی نے زہر دلوایا اور آپ کی تیس ۳۰ فرزند اور سینتیس ۳۷ دختر پیدا ہوئے
لیکن نسل تیرہ ۱۳ فرزندوں سے جاری ہوئی۔ امام موسے رضا ہارون و عباس و اسحاق و اسمٰعیل

حسن و رضیا الدین و عبد اللہ و عبید اللہ وغیرہ و ابراہیم مرتضے و محمد عابد و جعفر لیکن بیان اس جماعت کا زیادہ تفصیل کا محتاج ہے مگر اس مختصر رسالہ میں گنجایش نہیں ہے لہذا صرف امام رضا و ہارون کا حال بیان ہوتا ہے پس ہارون کے ایک لڑکا احمد نام پیدا ہوئے اور ان سے نسل جاری ہوئی امیر کا پدر امیر احمد بن ہارون کی اولاد میں تھا۔

بیان حضرت مخدوم صاحبؒ

اور حضرت مخدوم سید صلاح الدین چشتی قدس سرہ جو قصبہ بلرام میں اسودہ ہیں احمد بن ہارون کے اولاد میں ہیں چنانچہ شجرہ پشت نامہ آپکا یوں ہے مخدوم سید صلاح الدین چشتی جرجانی بن سید یوسف بن سید ابراہیم بن سید مودود بن باقر قطب الزمان بن سید حبیب بن سید انس بن سید نشین بن سید طاہر بن سید محمد بن سید علی محدث بن سید احمد جرجانی سرخ گور بن سید ہارون بن امام موسے کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن امیر المومنین امام علی مرتضے علیہم السلام شجرہ پیران طریقت اپکا یہ ہے کہ مخدوم سید صلاح الدین چشتی مرید حضرت نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلی کے اور وہ حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین اولیاء کے اور وہ حضرت بابا فرید الدین گنجشکر کے اور وہ حضرت سید خواجہ قطب الدین اوشی کاکی دہلی کے اور وہ حضرت ہند الولی سید خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری کے اور وہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے اور وہ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی کے اور وہ حضرت خواجہ مودود چشتی کے اور وہ حضرت خواجہ یوسف چشتی کے اور وہ حضرت خواجہ ابو محمد چشتی کے اور وہ حضرت خواجہ احمد ابدال چشتی کے اور وہ حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی کے اور وہ حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری کے اور وہ حضرت خواجہ سیرہ البصری کے اور وہ حضرت خواجہ حذیفہ عرشی کے اور وہ حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم سلطان بلخی کے اور وہ حضرت خواجہ فضیل بن عیاض کے اور وہ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کے اور وہ حضرت امام العارفین جناب علی مرتضے علیہ السلام کے اور وہ حضرت رسول خدا احمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ جب حضرت مخدوم شاہ ولایت جرجان سے تشریف اور دہلی میں پیر مرشد کے پاس قیام فرما کر تکمیل ریاضت و عبادت میں مشغول رہے اور خرقہ خلافت فقر کا پیر مرشد سے حاصل کیا اس اثنا میں حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہ کو ملک گجرات کے ولایت سپرد ہوئی تو حضرت مخدوم بھی پیر مرشد سے اجازت لیکر ہمراہ برادر معظم

وارد گجرات ہوئے اور شہر گلبرگہ مین قیام کیا اور وہان کے گروہ نواح اور قصبہ پونا شارہ کے اکثر لوگ حضرت کے مرید ہوئے چنانچہ اوس نواح مین سلسلہ خلافت حضرت کا ابتک جاری ہے اور یہ بات بھی مشہور ہے آپ نے ایک مرتبہ شہر تھہرا مین کہ پرستش گاہ اہل ہنود ہے اوسکے جن کے چلہ کیا تھا چنانچہ مسجد و خانقاہ بکنارہ جن حضرت مخدوم کے نام سے مشہور ہے اور اسکے لوگون نے چلہ کی جگہ مزار اپکا بنا دیا ہے اور وہان پر پنجشنبہ کو فاتحہ و درود ہوتی ہے اور عرس شریف بیگمار و شمال کو ہر سال ہوتا ہے اور خدام وہان کے شیخ لوگ ہین پس جب حضرت مخدوم شہر دہلی مین تشریف لائے اور زیارت حضرت سید عرب جد بزرگوار حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ مین کرکے گوشہ نشین ہوئے جبکہ آپکی کرامات و تصرفات کا شہر مین چرچا مشہور ہوا اور مخلوق خدا کو ہر طرح کا فیض پہنچا تو اکثر عمایدِ شہر کے بھی خدمت بابرکت مین حاضر ہوئے اور ساتھہ ارادت صدق کے بحیث حاصل کی چنانچہ اونمین کے ایک رئیس الامرا شیخ محمد جہانیان علی عرف شیخ محمد جاند کہ جنکا مزار گورستان مخدوم زادگان مین کہ جسکو چندنا کہتے ہین اور وہان پر نبیرہ زادگان مخدوم ممدوح کے سید علاؤ الدین لال پوش و سید نور محمد پوش قدس سرہ کہ جنکی فاتحہ شریف کا جو دہری لوگون مین رواج ہے اسے مقام پر آسودہ ہین اور وہ جگہ متصل مزار شریف سید حاجی جمال الدین قدس سرہ ملتانی کے ہین۔

حکایت شیخ موصوف رئیس اعظم قصبہ تیراہ سلطنت کابل کے تھے اور بہمراہی سلطان علاؤ الدین دوم بعہدہ سپہ سالاری بدایون مین آئے اور متصل دروازہ بہرتول قیام پذیر ہوئے چونکہ دروازہ سید عرب صاحب کی اثنار راہ دربار بادشاہی کے تھی اسواسطے ہمیشہ وقت مراجعت کے قدمبوسی حضرت مخدوم سے شیخ صاحب مشرف ہوتے ایک روز وقت حاضری شیخ ایک بنجارہ کہ جسکے گورنمین لشکر بہری تھی قریب زیارت کے ہو کر نکلا حضرت مخدوم نے دریافت کیا کہ اسمین کیا بھرا ہے بنجارہ نے تمسخری سے کہا کہ کھاری ہے چونکہ آپ روشن ضمیر تھے اوسکا جھوٹ بولنا ناگوار معلوم ہوا پس فرمایا کہ کھاری ہی ہوگی جب کہ بنجارے نے واسطے فروخت کے گرلین کہولین تو ہر گورن مین کھاری پائی تب تو وہ بہت گھبرایا اور جھوٹ بولنے پر پشیمان ہو کر خدمت شریف مین حاضر ہو کر عفو تقصیر کی درخواست کی پس حضرت نے فرمایا کہ جا شکر ہے ہوگی چنانچہ سب شکر ہوگی پس اس کرامات کے دیکھنے سے حسن عقیدت شیخ زیادہ ہو گیا چونکہ حضرت مخدوم صاحب ہر وقت مشاہدہ تجلیات انوار جمال الٰہی مین محو اور مستغرق رہتے تھے اس حالت مین کوئی شخص روبرو حضرت کے نہاتا تھا بسبب اتفاق ایکروز شیخ محمد جاند روبرو آپ کے پہنچے پس دیکھتے ہی بیخودی کی حالت مین فرمایا کہ اے شیخ تو اور تیری اولاد پشت در پشت ہماری

ارادت اور بیعت مین رہے گی چونکہ اوسوقت تک شیخ کے کوئی اولاد نہین ہوئی تھی عرض کیا کہ اے حضرت میری تو اولاد نہین ہے پھر یہہ سلسلہ کیونکر جاری رہیگا اوسوقت حضرت نے مراقبہ کیا اور بعد ملاحظہ لوح محفوظ درگاہ قاضی الحاجات مین دعا فرمائی پس فوراً تیر اجابت دعا کا نشانہ پر پہنچا اور بیٹے لڑکون کا یہہ قول بھی ہے کہ حضرت نے پشت اپنی شیخ کی پشت سے ملائی غرض بموجب مصرع اجابت از درحق بہر استقبال می آید ۔ اور تھوڑی عرصہ مین شیخ کے گھر مین اسید ظاہر ہوئی اور ایام مقررہ پر فرزند تولد ہوا اور نام اوسکا عبدالرحمن رکھا گیا اور یہہ بات بھی بہت مشہور ہے کہ حضرت مخدوم صاحب نے شیخ چاند کی اولاد کے واسطے دعا شروع فرمائی چنانچہ جاگیر از دروازہ بہر تول تا بہرتانہ اور خطاب چودھرات بعد انتقال شیخ اور حضرت مخدوم قدس سرہ کے شیخ عبدالرحمن کو درمیان شاہی سے سنہ ۱۰۰۰ ہجری مین عطا ہوا اور شیخ عبدالرحمن کے پانچ فرزند اسمی عارف و اویس و یٰسین و قاسم و محمد پیدا ہوئے لیکن اولاد شیخ کے صرف محمد عارف عرف بہائی صاحب اور محمد اویس عرف خواجہ صاحب سے جاری ہوئی اور سوا صفحات گہیرہ بزرگ و عارف پور نوادہ و تالگاؤن و بنگلہ و نبی و دودگریا و لائی و بری شمسو و حسین پور و فاضلپور و نظام پور و گور پوری چندن و محمد نگر وغیرہ مین آباد ہے **سوال** شیخ چاند کی اولاد پشت در پشت کیونکر مرید ہے حالانکہ اوسوقت تک وہ پیدا بھی نہین ہوئے تھے پس غائب کی بیعت کیونکر درست ہے **جواب** اسبات کا پانچ طرح پر جواب دیا جاتا ہے اول یہہ کہ اولیاء اللہ بحکم حدیث صحیح بخاری و مسلم شریف کے ہر وقت زندہ ہین **حدیث** الاولیاء اللہ لا یموتون اور اونکو کشف حاضر و غائب کا بذریعہ علم ولایت کے حاصل ہوتا ہے اور اونکے رموز و نکات سے عوام انسان کی عقل و فہم حیران اور عاجز و پریشان ہوجاتی ہے لہذا کرامات اولیاء اللہ عجائب و غرائب سے بے ادب لوگ انکار کر جاتے ہین چنانچہ **مولانا روم گوید** از خدا خواہیم توفیق ادب ۔ بے ادب محروم شد از فضل رب ۔ ملکت خاصان کجا داند عالم ۔ تو چہ دانی رمز مولے والسلام ۔ حال پاکان را قیاس از خود مگیر ۔ گرچہ باشد در نوشتن شیر و شکر ۔ اولیا اطفال حق اندائے پسر ۔ ظاہری و باطنی و باخبر ۔ اولیاء اللہ اولیاء ۔ ہیچ فرقے در میان نبود روا ۔ اولیا راہست قدرت از الہ ۔ تیر جستہ باز گرداند ز راہ ۔ چنانچہ اخبار مین وارد ہے کہ الصوفی یحیی ویمیت اور گلزار فریدی مین مذکور ہے کہ سولوی سردار شاہ نے اپنے دل مین خیال کیا کہ مین دور سے آتا ہون شاید حضرت بابا فرید گنجشکر قدس سرہ کو میرا آنا منظور ہے یا نہین پس مراقبہ مین الہام ہوا **بیت** مرا زندہ پندار چون خویشتن ۔ من آیم بجان گر تو آئی بتن ۔ دیدم حضرت مخدوم

علیہ الرحمۃ نے چشم باطن سے لوح محفوظ پر تمام ارواح نسل شیخ کو ملاحظہ فرما کر اپنے سلسلہ بیعت میں داخل کیا تعجب ہے کہ تصرف باطن اولیاء اللہ کا ہمیشہ جاری ہے اور کسیکو کرامات اولیاء سے انکار نہیں ہے چنانچہ بایزید قدس سرہ نے ایک عورت کے حق میں سات فرزند پیدا ہونے کی دعا فرمائی اور یہہ بھی فرمایا کہ یہہ فرزند تیری تقدیر میں لوح محفوظ پر نہیں تھے بلکہ ہماری زبان پر لکھے ہوئے تھے چنانچہ **مولانا روم قدس سرہ گوید**۔ کان دعا شیخ نے چون ہر دو است ۔ فانی ہست او گفت ارگفت خداست ۔ گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ۔ گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود ۔ گرچہ قرآن از لب پیغمبر است ۔ ہر کہ گوید حق نگفت او کافرست ۔ آور بھی بہت سی نشانیاں کرامات اولیاء سے ہندوستان میں موجود ہیں چنانچہ حضرت بابا فرید و نظام الدین اولیاء قدس سرہما کے تصرف سے دروازہ بہشتی قصبہ پاک پٹن میں واقع ہے اور جو کوئی اوس میں سے گذرتا ہے آتش دوزخ سے امان پاتا ہے اور بعض اولیاء اللہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ہمارے سلسلہ میں داخل ہوگا تو عاقبت اوسکی درست ہوگی بلکہ حضرت باباصاحب نے حضرت محبوب الٰہی سے فرمایا کہ جب تک تیرے مرید جنت میں داخل نہونگے اوسوقت تک میں بھی نجاؤنگا اور حضرت خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہ نے جے پال جوگی کو مسلمان کرکے بحکم خدا تعالےٰ تا قیام زمین جوگی اور نام اوسکا عبد اللہ سوائی رکھا چنانچہ وہ جنگل اجمیر میں بھولے مسافر کو راہ بتاتا ہے اور گلزار فریدی میں مذکور ہے کہ حضرت باباصاحب نے منگل سین رانجھا اپنے مرید سے فرمایا کہ جو کوئی تیری اولاد میں سے چالیسے پاس آویگا اوسکا امداد باطنی عطا ہوگی حالانکہ اوسوقت تک رانجھا مسلمان نہیں تھا پس حضرت مخدوم بھی تو اولیاء کاملین اور اولاد صالح سید المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں اگر آپ نے زبان حق بیان سے فرمایا کہ نسل شیخ ہماری مرید ہے تو کیا عجب ہے چونکہ حاصل اس بیعت سے یہہ بات ہے کہ عاقبت اونلوگوں کی درست ہو سو یہہ بات تمام اہل ایمان پر روشن اور ظاہر ہے کہ اولیاء اللہ اور سادات اولاد امجاد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروز قیامت گنہگاران امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شفاعت کرینگے پس اسیواسطے پیران طریقت اور اولاد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اللہ تعالےٰ نے واجب کی ہے **بیت** ابتدا کی حدیث رسول انام ہے ۔ آل نبی کے دوست کا جنت مقام ہے ۔ اور اسیوجہ سے انکی پیروی کو اور اطاعت ہر خاص و عام مسلمان پر لازم اور ارکان ایمان اور سعادت دینی دونوں جہان کی گردانی ہے چنانچہ **مولانا روم گوید**۔ پیر باشد نردبان آسمان ۔

ترسان از کہ گردد ز کمان ۔ خاک شود پیش شیخ باصفا ۔ دستش از دامان کمن یکدم رہا
تا نباشد سایۂ پیرانے فضول ۔ پس ترا سر گشتہ دارد بانگ غول ۔ تسلیم اکثر کتب مین مرقوم ہے
کہ ہندوستان مین اسلام اولیاء اللہ کے کشف و کرامات سے ظاہر ہوا ہے اور جس قوم کو جس
اولیاء نے اپنے کمال سے مسلمان کرکے مرید کیا ہے وہ قوم اسی اولیاء کی مرید کہلاتی چلی آئی
ہے اور اوسکی اولاد کی خدمت گذاری اور اطاعت کرتی ہے چنانچہ ملک پنجاب مین قوم اہیر
اور قوم راجپوت قوم ہراج و قوم کہیرہ و گوجر وغیرہ حضرت بابا فرید گنجشکر کی مرید خاص ہین اور
آپ ہی کے نام سے پکاری جاتی ہین غرضکہ پیر کامل سے بد اعتقاد ہو جانا خالی از گمراہی کے نہین ہے
مثل ہے کہ شیخ صنعان کو حضرت غوث الاعظم پیران پیر سے بد اعتقادی ہوئی تھی لہذا شیخ موصوف
ایک عورت گبر پر عاشق ہوگئے اور اوسکے خوک کے بچون کو اپنے دوش پر سوار کرکے جنگل مین لیجایا
کرتے تھے **مولانا روم گوید** ۔ ہر کہ گستاخی کند اندر طریق ۔ گرد اندر وادی حیرت غریق
نقض عہد و توبہ اصحاب است ۔ موجب مسخ آمدہ اہلاک گشت ۔ اندرین امت نہ بد مسخ بدن
لیک مسخ دل بود اے ذو الفطن ۔ بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد ۔ بلکہ آتش از ہمہ آفاق زد
چہارم بیعت غائبانہ درست ہے کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام حدیبیہ
مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت موجودگی حضرت عثمانؓ مین اپنے دست مبارک پر دوسرے
ہاتھ سے فرمائی ہے اور نیز حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہری
آنکھون سے نہین دیکھا ہے صرف چشم باطن سے فیض پایا اور ارادت اور عشق اونکا ساتھہ
رسول اللہ صلعم کے سب پر روشن ہے اور جواہر فریدی مین حضرت سید محمد کرمانی قدس سرہ
فرماتے ہین کہ جب کوئی شخص حضرت علاؤ الدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے پاس واسطے مرید
ہونے کے آتا تو وہ حضرت اوسکو حوالہ قبر شریف حضرت بابا صاحب کے کرتے تھے اور خود حضرت
بابا فرید نے قبر شریف حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پر جاکر ارادت حاصل کی
اور حضرت اقدس نے تبرکات جو بہ ہدایت رسول مقبول صلعم واسطے بابا صاحب کے تھے عطا
فرمائے اور نیز حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کی قبر شریف حضرت خواجہ معین الدین
چشتی اجمیری قدس سرہ سے ارادت حاصل کی اور فیض و برکات قبر شریف سے پایا اور
نیز حضرت مولانا نظامی گنجوری رحمۃ اللہ علیہ مصنف سکندر نامہ حضرت خضر علیہ السلام کے مرید
ہوئے چنانچہ خود فرماتے ہین ۔ **بیت** مرا خضر تعلیم گر بود و دوش ۔ ببرازی کہ آمد پیرای گزش

اور اکثر بزرگان طریقت سے بیعت غائبانہ ثابت ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اعتقاد آدمی کا غائب چیز پر ہوتا فرض ہے جیسے کہ مرسل و فرشتہ و جنت و دوزخ - پھر جاننا چاہئے کہ اسی وجہ سے اگلے مشائخ و اولیاء نے اس جماعت کو مرید نہیں کیا ہے چنانچہ غلام مصطفےٰ چودھری و دیگر اشخاص نے چاہا کہ ہم لوگ میاں اچھی صاحب مارہروی کی مرید ہو جاویں بلکہ انکی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست مرید ہونے کی پیش کی مگر میاں اچھے صاحب نے فرمایا کہ تم لوگ ہمارے اور ہمارے مرید خاص حضرت مخدوم سید صلاح الدین چشتی قدس سرہ کے کہلاتے ہو چند شکنی پیر کامل کے سے موجب نقصان عظیم کا ہے اور چونکہ یہ درویش بھی فیض یافتہ اوسی آستانہ کا ہے اسواسطے میں حضرت کے مریدوں کو نکرون گا غرضکہ بعد ہدایت و نصائح کے سبکو حضرت مخدوم ممدوح کے آستانہ پر واپس کیا چونکہ اسوقت میں بھی بازار ارادت اعتقادی گرم ہے اسواسطے اکثر لوگ اس جماعت کے مولوی محمد فضل رسول صاحب و نیز مولوی محمد عبد القادر صاحب کہ مشائخ اعظم مشہور ایران کے ہیں درخواست مرید ہونے کی پیش کی لیکن ان حضرات نے بھی حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ کا ادب کر کے مرید کرنے سے انکار کیا اور فرمایا کہ تمکو بغیر رجوع آستانہ حضرت کے چارا نہیں ہے ہر چند کہ اس جماعت کے لوگ سلسلہ بیعت حضرت مخدوم سے خارج ہوا چاہتے ہیں لیکن مشیت ایزدی غالبًا مانع اسکے ہے **بیت** اگر گیتی سراسر باد گیرد ✤ چراغ مقبلان ہرگز نمیرد ✤ **بیت دیگر** نیست در آخر زمان فریادرس ✤ جز صلاح الدین صلاح الدین بس

قول شیخ سعدی قدس سرہ بیت سگ اصحاب کہف روزچند بنپٹے نیکان گرفت مردم شد ✤ - اے عزیز غور کا مقام ہے کہ کتے اصحاب کہف کے پیچھا نیکون کا پکڑا اللہ تعالےٰ نے اوسکو بشارت بہشت کی عطا فرمائی پس کیا معنے کہ محبوب خدا ختم الانبیاء کی امت کے لوگ اپنے پیر کامل کا پیچھا پکڑیں اور بشارت سے محروم رہیں محال ہے بلاشک اگر کوئی اپنے پیر کامل کی اطاعت کرے اور اوسکے صحبت کامل پکڑے تو اوسکو بشارت غفار و رحیم عطا ہوگی -

مولانا روم گوید گر ہیں خواہی کہ باشی باخدا ✤ ہمنشینے باحضور اولیا ✤ یک زمانہ صحبتے با اولیا ✤ بہتر از صد سال طاعت بے ریا ✤

بیان قصبہ بلرام متعلقہ گانگنج ولیہ

چوراسی قصبہ میں منار شریف حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ کا ہے لہذا اسکی آبادی کا مختصر یہ بیان ہے کہ زمانہ سابق میں راجہ بلرام سنگھ یہاں پر سکونت پذیر تھا ۱۹۲ھ ہجری میں سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان

سلطان مذکور کے ہمراہ نصیر الدین محمد فرزند کلان اوسکا تھا اور اوسکے ہمراہ امیر زادہ
قطب الدین ابوبکر درمشی اور شاہ مسعود دیگر سردار نامدار تھے اوس نے دوسرے جانب سے
درمیان دریا گنگ و جمن کے حملہ کیا اور بعض مقامات کو فتح کرکے قصبہ بلرام پر پہنچا راجہ مذکور
سے مقابلہ ہوا اور جنگ ہونی شروع ہوئی اور عرصہ دراز تک لڑائی ہوتی رہی جبکہ ماہ محرم
نظر آیا تو لشکر اسلام نے مراسم تعزیت امام حسین علیہ السلام کے واسطے مہلت حاصل کی اور جنگ
کو موقوف کرکے عبادت و مراسم تعزیت امام مین مشغول ہوئے کہ ناگاہ راجہ کی فوج نے موقع پاکر گیارہ
محرم ۵۹۳ ہجری روز شنبہ کو شب خون مارا ہرچند کہ غازیان اسلام نے شب خون کو رد کیا لیکن
فخر الامرا ابو خالد درمشی شہید ہوگئے اور جنگ قائم رہی اور کشت خون دونون جانب سے ہوتا
رہا غرضکہ سترہ محرم کو محمد ملک بخشی فوج اسلام اور بیس محرم روز پنجشنبہ کو شاہزادہ نصر الدین
محمد ابن سلطان محمود غزنوی شہید ہوئے اگرچہ لشکر اسلام نے بہت جوانمردی سے جنگ کی اور راجہ
کو قلعہ مین بند کردیا اور اوسے محاصرہ مین کئی مہینے تک لڑائی ہوتی رہی اور ماہ صفر مین سترہ تاریخ سنہ
مذکور امیر زادہ مسعود شاہ اور کوے خان رسالدار بھی شہید ہوئے آخر الامر غازیان اسلام نے
قصبہ کو فتح کیا اور راجہ بلرام سنگھہ مارا گیا فوج باقیماندہ اوسکی پریشان ہوکر فرار ہوگئی اور باشندگان
قصبہ بھی بھاگ گئے لشکر اسلام مین فتح کا نقارہ بجا افسران لشکر نے شہیدونکے مزار پختہ تیار کرائے
اور کتبہ ہر مزار پر کندہ کیا جو کہ اب تک زیارتگاہ خاص و عام ہے بعد کو دو سو برس تک یہ قصبہ
ویران رہا جبکہ سنہ ۱۰۰۰ ہجری تعالے کو مزار ہائے شہدا کے روشن چراغی اور قصبہ مذکور کی آبادی منظور
ہوئی تو اوسوقت حضرت قدوۃ السالکین مخدوم سید صلاح الدین چشتی قدس سرہ نے بدایون سے
مراجعت فرماکر قصبہ ہذا کو اپنی قدم مبارک سے رونق بخشی اور ہر قوم آباد ہوگئی اور حضرت مخدوم
کی وفات گیارہ ماہ شوال سنہ ۱۰۳۲ ہجری مین ہوئی اور مزار پر انوار حضرت کا قصبہ بلرام مین ہے
اس قصبہ مین اگرچہ اہل ہنود و اہل اسلام ہر قوم کے آباد ہین لیکن قوم چوہان مسلمان کہ جو قصبہ سنبل
سے آئے تھے بہت ہین اور ان لوگون مین ہمیشہ ایک شخص سربراہ و دولتمند ہوتا ہے اسوقت مین بھی حاجی منصور خان
کے دو فرزند ہین ہین ایک چودہری سیف اللہ خان کہ دانشمند و مدبر زمانہ ہین اور اخلاق پسندیدہ
اونکا مشہور ہے انکی بود و باش اور جائداد قصبہ سکندرہ راؤ مین ہے دوم چودہری امین اللہ خان
رئیس اعظم قصبہ بلرام کے ہین انکی ثروت اور بلند ہمتی کا ہر شخص کے دل مین اثر ہے اور جماعت مینہ
کے پیشہ بہت اچھی مگر اب صرف حکیم محمد احسان اللہ عمدہ طبیب ہین اور قاضیون کے یہان دو گھر ہین

قاضی صدا حسین و قاضی عنایت حسین انکی قضات ہو رہی ہے یہ لوگ آبکو علوی ہیں
زمانہ بادشاہی میں عہدہ قضات علوی کو نہیں ملتا تھا اور اس قصبہ میں نسل حضرت
یہی آباد ہے آپ کے دو فرزند سید معین الدین و سید وجیہ الدین تھے لیکن وجیہ الدین لاولد
مرے سید معین الدین فرزند کلان سے اولاد جاری ہوئی اور نکا شجرہ نسب یہ ہے۔

[illegible] کے چار کس کا حال کہ جنکے نام پر دو بعد دو مین بیان کیا جاتا ہے۔ اول سمانہ
[illegible] انکے ایک دختر نیاز النسار پیدا ہوئی اون کے فرزند سید علی و عبد العلی عرف چھٹو پیدا
[illegible] اون کی سکونت قصبہ گنگیری مین ہے۔ دوم میر وابد علی انکے فرزند میر خورشید علی پیدا ہوئے
[illegible] کے دو فرزند سید اکبر علی و سید وارث علی ہین اور سکونت انکی قصبہ سہسوار مین ہے لیکن

سیوم سید علی احمد

انکی شادی نامزد ارشاد علی راسپوری سکنہ چہتاری کے دختر سے ہوئے ان کی تین دختر اور ایک
پسر عزیز احمد ہین دو دختروں کی شادی نامزدی کے کنبے مین بمقام چہتاری ہوئی اور ایک دختر
کی شادی حکیم احسان احمد بنیدی کے ساتھہ ہوئی اور عزیز احمد کی شادی سید خواجہ علی مخدوم
نادی گنگیروی کی دختر سے ہوئے۔ چہارم سید سعید الدین حسین مرحوم و مغفور کہ جنکا مزار زیر دیوار
پائین حضرت مخدوم کے ہے یہہ صاحب بہت خوش الحان اور پیش امام نماز کے تھے جب یہہ صاحب
جمعہ کے نماز مین خطبہ پڑہتے تو معتقدی لوگون کو رقت ہوتی تھی انکی دو عقد ہوئے ایک تو سادات
مین اور دویم قوم مجہول مین اور زوجہ ثانی نان پنہ کی دختر تھی اسکے بطن سے تین فرزند اور
پانچ دختر پیدا ہوئین اور تین کی شادی قصبہ نانومین ہوئی اون مین سے ایک زندہ ہے
اور چوتھے کا عقد میر بدن عرف ہدایت حسین ساکن قصبہ گنگیری کے ساتھہ ہوا۔ اور پنجم کا
نکاح شیخ آہی بخش ساکن حسن پور سے ہوا اور اون کی اولاد یہی ہے لیکن تین فرزند مکرم حسین
و ولایت حسین و مہدی حسین قصبہ بڑہم مین سکونت رکھتے ہین اور میر صاحب مذکور کی شادی
اول جو قصبہ گنگیری مین دختر مولوی سید تفضل حسین نبیرہ مخدوم خواجہ سنائی رحمۃ اللہ علیہ
کے ساتھہ ہوئی یہہ بی بی نہایت نیک سیرت اور نماز گذار تھین ان کے بطن سے دو فرزند
میران اولاد حسین و سید اکمل حسین امین پیدا ہوئے سید اکمل حسین نے ہمیشہ روزگار
عہدہ سرکار قیصر ہند کا کیا ان کی دو شادی دختران سید امانت علی ساکن قصبہ سہسوار
کے ساتھہ یکے بعد دیگرے ہوئین اور اسوقت تک ان کے تین فرزند سید ابو الحسن
و سید علی حسن و سید آل حسن اور ایک دختر سراج فاطمہ پیدا ہوئے ہین سید ابو الحسن

اول شادی میران خواجہ کی دختر مسماۃ اکرام فاطمہ سے ہوئی اسکے بطن سے ایک دختر [illegible]
آٹھوین رمضان ۱۲۷۸ ہجری مین پیدا ہوا بعد اسکے اور دختر تک میرت کا انتقال ہوا اور
مغفرت فرمائے اور تین پسران اولاد حسین ان کی تین شادیان ہوئین اول شادی
قصبہ نارنول مین شیخ حبیب علی کی دختر سے ہوئی کہ یہہ لوگ شیخ مخدوم جمال قدس سرہ کو اپنے کی
اولاد مین مین اسکے بطن سے ایک دختر مسماۃ اکرام فاطمہ پیدا ہوئی یہہ لڑکی بہت شکیل اور [illegible]
سیرت تھی اور قرآن مجید کو بہت شوق سے تلاوت کرتی تھی اوسکی قبر درگاہ حضرت مخدوم صاحب
روبرو ہے۔ اور دوئم شادی مشہور دہلی مین مسٹر بیل صاحب کمشنر دہلی کی دختر مسماۃ فاطمہ بیگم
سے ہوئی جب کہ مسٹر بیل صاحب رزیڈنٹ ملک سندھ کے ہو کر چلے گئے تو اون کی زوجہ مسماۃ
شاہجہان بیگم کو مسلمان کشمیرن تھین اور اپنی اولاد کو بھی دین محمدی مین رکھا اور مسماۃ فاطمہ
نہایت جمیل الصورت اور پابند شریعت تھین مسلمان رہین ان کے بطن سے ایک فرزند
محمد علی مین پیدا ہوا اور تین برس کی عمر مین اوسکا انتقال ہوا۔
۱۲۹۳ ہجری مین پیدا ہوئی یہہ لڑکی جب ڈیڑھ [illegible] ہجری مین اسکا
جہان سے انتقال کیا اللہ تعالے اوسپر رحم فرماوے
سید حسن رسول نما علیہ الرحمۃ دہلوی کے واقع ہے بیت
جنت ملے رسول ملے اور خدا ملے ۔ اور عائشہ بیگم کے پرورش اوس کی
نورجہان بیگم بنت نواب جان محمد نے بہت کوشش اور محنت اور
بھید اور اور پڑھوا اللہ تعالے اوسکو جزا خیر عطا فرماوے
دلی مین ہے۔
اور تیسیم شادی سادات قصبہ گنگیری مین سید احمد حسین کی دختر سے
فرزند سید شبیر حسن عرف میان مدن ماہ ذیقعدہ تاریخ ۲۰ ۱۲۹۵ ہجری
عرف میان مدن ماہ صفر ۱۳۱۱ ہجری مین پیدا ہوئے چونکہ اس بی بی
۱۳۱۲ ہجری مین وفات پائی اس کی قبر متصل دروازہ خانقاہ حضرت مخدوم صاحب
سرو کے بلرام مین واقع ہے۔

بیان امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام

سہ ایلیت نبوی کے تھے ان کی کنیت ابوالحسن ہے اور پیدائش آپ کی
ربیع الآخر روز پنجشنبہ ۱۵۳ھ ہجری میں ہوئی اور شہادت آپ کی زہر سے
صفان ۲۰۳ ہجری میں ہوئی اور قبر شریف آپ کی طوس میں ہے اہل
رشید خلیفہ کے زہر دلانے سے ہوئی لیکن اہل سنت و جماعت کا یہ قول ہے
امام علیہ السلام پہ عاشق تھا اور عہد و اوسکا امام کے جانب اسقدر تھا کہ
مدوح کو اپنی خلافت کا ولیعہد بنایا تھا اور اپنی دختر لخت جگر کو حضرت
لیکن یہہ بات صحیح ہے کہ قوم عباسیہ نے جب یہہ دیکھا کہ مامون نے
حضرت امام کے سپرد کر دین تو رشک ہوا اور جانا کہ خلافت خاندان رسالت
وسلم میں جاتے ہین اسواسطے اون مین سے کسی اُمرار نے حضرت امام
دیا چونکہ آپکے مناقب اور فضیلت اور کرامت اور برزبان خلق خدا کے
تحریر مین از حد مسطور ہین کہ بیان اونکا احاطہ تحریر اور تقریر سے باہر
اوصاف کرتی رحمۃ اللہ علیہ کہ پیران طریقت ہین آپ کی ڈیوڑھی کے زبان
بندہ ابن یمین گفت دوستی کہ توئی ✦ کہ شعر تست کہ بر آسمان رسیدہ
ہے رضا ہی نشوی ✦ کہ در جہان نبود کس بپاکی گہرش ✦ بگفتش کہ
ساکہ جبرئیل امین بود وہ خادم بدرش ✦

پانچ فرزند پیدا ہوے۔ محمد تقی و حسن و جعفر و ابراہیم و حسین۔ لیکن
زندہ بزرگوار امام محمد تقی علیہ السلام سے جاری ہے۔

بیان امام محمد تقی علیہ السلام

سہ ایلیت رسالت سے ہین آپ کے کنت ابو جعفر و جواد و قانع ہے
جمعہ گیارہ رجب ۱۹۵ ہجری مین ہوئی اور شہادت آپ کی خلیفہ معتصم
کے زمانہ مین زہر سے ۲۲۵ ہجری مین ہوئی اور قبر شریف آپکی بغداد
اور بزرگی آپکی حد سے زیادہ مشہور ہے۔

خلیفہ مامون نے اپنی ام المتوکل کا امام نقی علیہ السلام سے کیا
امام رضا علیہ السلام کا دشمن ہوا تھا دوسری دختر اپنی امام نقی علیہ السلام کو
دو امام کے دو فرزند تھے علی نقی ہادی اور موسے لیکن موسے قسم میں وفات پائی اور
ان کی احمد ابن موسے سے جاری ہوئی اور محمد اعرج احمد بن موسے کے بیٹے ہیں آپ کی اولاد
کو علوی کہتے ہیں۔

بیان امام علی نقی علیہ السلام

یہ حضرت دہم امام ائمہ اہلبیت رسالت کے ہیں اور کنیت آپ کی ہادی اور ابوالحسن ہے
اور پیدائش آپ کی مدینہ طیبہ میں تیرہ رجب ۲۱۴ ہجری میں ہوئی اور وفات آپ کی
تیسرے جمادی الآخر روز دوشنبہ ۲۵۴ ہجری میں ہوئی ایک بار متوکل خلیفہ نے آپ کو بلا
بھیجا جگہ اتارا اور ایک شخص صالح نامی نے کہ آپ کے ساتھ تھے اسکی خبر دی حضرت
امام علیہ السلام نے یہ سنکر اوسکو ایک طرف دیکھنے کی واسطے اشارہ کیا اوس نے دیکھا تو
نہایت عمدہ باغ ہے اور اس میں نہریں جاری ہیں اور عالیشان عمارت ہے حضرت امام
علیہ السلام نے فرمایا جہاں ہم لوگ جاوینگے یہ سب چیزیں ہمارے ساتھ ہونگی ایک مرتبہ
متوکل خلیفہ کو درد ہوا تمام اطبا علاج سے عاجز ہوگئے اور وہ قریب مرنے کے تھا اوسکی
ماں نے نذر مانی کہ اگر اچھا ہوجاوے تو کچھ دیگا حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں
کرونگی اور کسی سے کہلا بھیجا حضرت امام نے سنا اور کوئی چیز مالش کے واسطے دی
اور اوسی سے صحت ہوئی پس اس قسم کے بہت سے کرامات آپ سے ظاہر ہوتے تھے لیکن
متوکل خلیفہ اہلبیت رسالت کا از حد دشمن تھا ۲۳۶ ہجری میں حکم دیا
حسین علیہ السلام کے معہ دیگر قبروں شہدا کے ڈھا کر کھیت کردیں
آوے چنانچہ کربلا ویران اور جنگل ہوگئے تھے اور یہ خلیفہ حضرت
اور حسین علیہ السلام کو گالیاں دیتا اور لوگوں سے دلواتا تھا اور نقلیں
کرتا تھا ۲۴۷ ہجری میں متوکل نے امام ابو یوسف یعقوب کو اس سبب سے
پوچھا تو میرے بیٹوں منتصر اور موید کو دوست رکھتا ہے کہ حسن علیہ
کو ابو یوسف نے اوس کے بیٹوں سے چشم پوشی کرکے امام حسن

اور یہہ بھی کہا کہ قسم خدا تعالےٰ کی کہ تغیر جو غلام حضرت علی علیہ السلام
ور تیری اولاد سے بہتر اور افضل تھا اسواسطے متوکل عباسی نے اپنے ملازموں کو
ن چاک کرو اور زبان کھینچ لو چنانچہ لوگون نے ایسا ہی عمل کیا۔ المقصود حضرت
یہ السلام کی اولاد در فرزندون سے جاری ہوئی امام حسن عسکری اور
انچہ جعفر کے اکیس فرزند پیدا ہوئے لیکن نسل صرف ساتھہ فرزندون سے
سین و ابو طاہر۔ و یحییٰ صوفی۔ و ہارون۔ و علی۔ و ادریس۔ و سید احمد
کے اولاد مین حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی بن سید احمد
علی و دانیال بن سید عبد اللہ بن سید حسن بن سید علی اصغر بن سید عبد اللہ
سید جعفر بن امام علی نقی ہادی علیہ السلام ہین۔

بیان امام حسن عسکری علیہ السلام

زدہم ائمہ اہلبیت رسالت کے ہین اور کنیت آپ کی عسکری و ابو محمد وزکی ہے
ش مدینہ طیبہ مین ربیع الثانی ۲۳۲ھ ہجری مین ہوئی اور آپ کی کرامات و اوصاف
ہے ان کے ایک یہہ ہے کہ علی بن ابراہیم بن موسےٰ بن امام جعفر علیہ السلام روایت
نوبت فاقہ و فقر کی تھی تب میرے پدر بزرگوار نے کہا کہ چل تجھکو امام عسکری
چنانچہ ہم لوگ چلے راہ مین اونہون نے کہا کہ ایسا ہو کہ امام تجھکو پانسو درہم
انکے پاس پہونچے تو امام نے کہا کہ اے علی تو میرے پاس کیون نہین آتا ہے
تو امام کے غلام نے بغیر طلب کے پانسو درہم کے تھیلی مجکو دی کہ اسکو خرچ کرو اور
کی تھیلی اور دی کہ اسکو بھی خرچ کرو اور فرمایا کہ فلان راہ سے جانا جبکہ ہم اوس
سماۃ جمیلہ نے نکاح کا پیغام دیا کہ اوس کی وجہ سے دو ہزار دینار ملنے کا موقع
امام نے ایک شخص کو جانماز دی تھی اور فرمایا کہ تو اپنی اولاد کو وصیت کر
حسنی کو کہ جسکا نام شیخ عبد القادر جیلانی ہوگا اور وہ میرے بعد دوسو
اوسکو یہہ جانماز دینا چنانچہ حضرت سید محی الدین عبد القادر جیلانی
دین تشریف لائے تو ایک شخص وہ جانماز لیکر آیا پس حضرت غوث الاعظم
نے سے جانماز طلب فرمائی۔ لکھا ہے کہ امام محمد نے شہادت عمر سے

سنہ ۲۶۰ ہجری میں ہوئی اور تمام عمر من سانے میں دفن ہوئے لیکن آپ کے
فرزند پیدا ہوا کہ جسکا نام ہے۔

بیان امام محمد مہدی علیہ السلام

یہ حضرت دوازدہم امام ائمہ اثنا عشریہ ہوتے ہیں اور کنیت ابو القاسم اور لقب
اور اہل تشیع کا قول ہے کہ آپ قائم اور منتظر اور مہدی صاحب الزمان ہیں اور
مستقصی میں وارد ہے کہ پیدائش آپ کی نصف شعبان ۲۵۵ ہجری میں ہوئی اور
وفات پدر بزرگوار اپنے کے آپ پانچ سال کے تھے اور آپ کو اللہ تعالے نے فرمان
میں علم حکمت عطا فرمایا تھا کتاب روضۃ الصفا میں وارد ہے کہ حکیمہ پھوپی صاحبہ امام حسن
علیہ السلام کے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک روز امام حسن عسکری اپنے برادر
گھر میں گئی تھی امام نے فرمایا کہ اے پھوپی صاحبہ آج کی شب میرے گھر میں آپ قیام
کیونکہ حق سبحانہ تعالے مجھکو ایک فرزند عطا فرمائیگا میں نے کہا کہ کیونکر ہوگا کہ
تمہاری کو حمل کا کوئی اثر نہیں ہے فرمایا کہ اے پھوپی نرجس کی مثال والدہ حضرت
علیہ السلام کے سے ہے کہ حمل اونکا وقت پیدائش عیسے علیہ السلام تک معلوم نہیں ہوا
حضرت حکیمہ فرماتی ہیں کہ میں اوس شبکو رہگئی جب نصف شب گذری تو واسطے نماز تہجد کے
میں نے قیام کیا اور نرجس نے بھی نماز تہجد ادا فرمائی چونکہ وقت فجر قریب آیا میرے دل میں
خیال گذرا کہ جو امام نے فرمایا تھا اوسکا ابھی تک کچھ ظہور نہیں ہوا پس اس حالت میں امام
نے آواز دی کہ اے پھوپی جلدی نکر و پھر اسکے بعد میں نرجس کے پاس گئی تو دیکھا کہ اوسکا
بدن لرزتا تھا میں نے اوسکو اپنے سینہ سے لگایا اور سورۂ اخلاص و انا انزلنا و آیۃ الکرسی
پڑھکر دم کی پس تھوڑے عرصہ کے بعد گھر میں روشنی ہوگئی اور دیکھا کہ فرزند میں پیدا اور
انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھاکر زبان سے کہا الحمد للہ رب العالمین پس میں اوسکو
گودی میں لیکر امام کے پاس لائے اور ابو محمد حسن عسکری نے گودی میں لیکر زبان اپنی اوسکے
سر پر میں دی اور فرمایا اے بابا فرزند بحکم اللہ تعالے کے باتیں کر پس کہا اوس نے
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین پھر بعد اس کے دیکھا میں نے کہ مرغان سبز اطراف و جوانب میں

تاریخ کتاب ہذا

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

اشتہار۔ اس کتاب کا ترجمہ بموجب قانون کے محفوظ ہے کوئی صاحب بغیر طبع کرنے اجازت حاصل کئے نقل نہ کریں۔ ورنہ قانونی حرف میں نقصان اٹھائیں گے۔

المشتہر

میران لالہ حسین

ترجمہ

[illegible]

[illegible]

اطلاع۔ اس سلیس گلشن ہند کا ترجمہ کرنا ہر عاشق میں ہر قسم کی کتاب ہندی و ناگری عربی و فارسی بہت عمدہ اور صاف چھپ سکتی ہے۔ فقط

بقلم محمد مظہر الحق عفی اللہ عنہ